DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226526

UNIVERSAL
LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم — مولوی — ۱۸۶۶ء — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا لا تؤاخذنا ... بینا او اخطانا

ہدیٰ

ایک ماہوار مذہبی رسا

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمید ... ں دہلی کوچہ چیلان سے شائع ہوتا ہے

مئول ... ن — مدیر عبد الحمید ح

سالانہ چندہ	قیمت فی پرچہ
صرف ایک روپیہ	صرف دو آنے

جلد ۱۰	بابت ماہ ر...	سنہ ۱۳۴۰ھ	نمبر ۱

سرسید کا ... ن شریف

جو ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر میں عدیم ... سا ہے، اب دوبارہ اس کا چھپنا ناممکن ہے کیونکہ آنا سرمایہ ... مرحوم نے ۱۹۱۰ء میں ہمت کی تو آج یہ تاریخی قرآن عوام ... ۳۱ کو اس قدر کم ہدیہ پر ولوا دیا، کہ آج مجلد چرم ... اگر نہ اس کی لاگت ہی اپنی

کون لگا سکتا ہے جو یہ قرآن شریف چھپوائے، یہ تو اسلامیہ ... تک پہنچ گیا، پہلے اس کا ہدیہ تیس روپے تھا، لیکن اب کم ... پشتہ صرف آٹھ روپے میں مل جاتا ہے، یہ اتفاقی صورت ... ہو سکتی ہے جو آٹھ روپے کو مل جائے، بہرحال اس نعمت غیر مترقبہ کو لوٹ لیجے

کتابت اس قدر جلی کہ میں نے خود پانچ گز کے فاصلہ سے پڑھ لیا اور ذرا بھی دقت نہیں ہوئی، تحریر استاذ الاعصر مرحوم ...

طباعت اس قدر سیاہ دیدہ زیب نیکدار کہ باوجود کہنہ سالی کے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی چھپا ہے، یہ بہت بڑی بات ہے، ایسی چ...

صحت یوں تو ہر قرآن جس قدر چاہے نکلوا دی جائیں لیکن حقیقت میں صحت ایسی ہی قرآن کی ہے، کوئی اعراب کم و بیش تو کجا بال بھر بھی ...

ترجمہ دہلی کی ایک مقتدر جماعت جس احناف و اہلحدیث دونوں شامل تھے اس کی مترجم ہے اور باعتبار سلاست زبان میرزا حیرت صاحب مر...

تفسیر جلالین، ابن کثیر، خازن، اور علامہ عبدہ مصری کی تفاسیر کا نچوڑ (...) ہندوستان کے ہر طبقہ میں اس کو بآسانی سمجھ لیا جائے، اس وجہ کہ اگر فقط تفسیر چھاپ لی جاتی تو دس روپے سے کم میں ہدیہ نہ ہوتی، تفسیر و ترجمہ کا قلمی ہی اصل قدر جلی ہے مسیبی درسی کتابیں ہوتی ہیں،

کاغذ سفید ولایتی ہی ہے اور خفائی ویسی ہی، سفید کاغذ گو آب و تاب میں اچھا ہے لیکن اپنی پرانہ سالی کی وجہ سے کمزور ہے، خفائی چونکہ دیسی ہے اس لئے دیسا ہی کہ لگ رہا ہے جیسا روزانہ ول تھا، ہدیہ دونو کا برابر،

مجلد چرمی پشتہ صرف آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک

محصول ڈاک سفید قرآن شریف کا سوا تین روپے، اور خفائی قرآن شریف کا دو روپے پانچ آنے، ریل کے ذریعہ کم از کم دو جلد منگائیے، کیونکہ ریل کے کرایہ کے علاوہ ہم تو یہاں ایک پارسل پر خرچ ہو جاتے ہیں،

منیجر ہدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

الیاون ۱۱

خوبیوں والا قرآن مجید مترجم

مترجمہ و مصدقہ و مفسرہ

محدث اعظم حکیم الامت حضرت

علامہ مولوی مفتی شاہ محمد اشرف علی تھانوی مدظلہ

جن کا ہر مسلمان گھر میں ہونا بہت ضروری ہے

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے، ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچھلے سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائیں گے حیدرآباد دکن سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں ان کو اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے استہتار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط قسم اور تقطیع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف نہیں ہوسکتا ہے ہی گذرا، اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا، اس علیحدہ نوٹ کو اچھا طور پر پڑھ لیجئے،

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا ہے (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان المقرآن ہے جو ایک عالم کامل ہے (۴) ہر پارہ کے شروع سے ہر سورۃ کے شروع میں اور ہر رکوع کے شروع میں خوشنویس کی عربی لکھی ہے (۶) ترجمہ شیخ ریاض الدین صاحب تیسرا رقم کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوئے ہیں (۸) حضرت خاتم المحدثین علامہ العصر علی صاحب کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات صاحب فن حفاظ و مصحح نے اس کی مزید تصحیح کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ لفظ معلوم ہوسکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے، تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا نشان نزول، مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خوشخط ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۵) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات جو اولیاء کرام کے معمول رہے ہیں (۱۹) تعبیر نامہ خواب اور قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۷) فضائل القرآن (۱۸) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۱۹) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۲۱) تلاوت قرآن کا طریقہ اور تلاوت کے اصول (۲۲) حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا مقدمۃ القرآن (۲۳) کلام الٰہی کی آیتوں پر آریوں کے اعتراضات کی تردید (۲۵) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ خالص الہامی ہے اور منزل من اللہ ہے (۲۰) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اقتباس سے (۲۷) تکملہ عالم یعنی آئندہ [illegible] (۲۸) اہل اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے انکی کیونکر کایا پلٹ دی (۲۹) قرآن شریف پڑھنا [illegible] یا معنی قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات [illegible] رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۳۳) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کا سورۂ انفال اور توبہ میں ذکر ہے (۳۴) اوقات سرور کائنات (۳۶) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی اور قرآن شریف کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا (۳۵) فضائل تعوذ و بسم اللہ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن کے فضائل (۳۷) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۸) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھنے کے فضائل (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری اسباب (۳۹) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۴۰) خواص القرآن (۴۱) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہئے اور صحیح (۴۲) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۳) خاص تعویذات قرآن شریف (۴۴) تقطیع متوسط ۲۹ × ۲۲/۸ کاغذ ۳۰ پونڈ (۴۵) ہر مرض کی دوا قرآن ہے (۴۶) چھپائی ایسی دیدہ زیب ہے کہ دہلی کے موجودہ تمام قرآنوں میں چھپائی ہے بہتر (۴۷) تصحیح کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی کی بھی اطلاع نہیں ملی (۴۸) جلد نفری مجلد چرمی نہایت پختہ اور پائدار (۴۹) سنہ ارغوانی ہے جو آنکھوں سے رنگا جاتا ہے (۵۰) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود دو ترجموں اور بسیط مقدموں اور بہترین چھپائی کے یہ مجلد چرمی صرف چار روپے مصول ایک روپیہ کل پانچ روپے

اب ذرا غور فرمانے کہ لفافے اور صاف کے ساتھ اتنے کم ہدیہ کا قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے، آپ کو یہ قرآن ضرور منگانا چاہئے کیونکہ یہ اڈیشن ختم ہورہا ہے، غالب خیال یہ ہے کہ آئندہ پرچہ میں اس کا اشتہار نہ ہوگا، اس لئے فرائض میں عجلت ضروری ہے، اپنے احباب سے بھی تذکرہ کر دیجئے کہ یہ قرآن شریف اب ختم ہونے والا ہے

"مینیجر حمیدیہ پریس دہلی" یہ پتہ کافی ہے

دو ترجمہ والا خوشنما

بارہ ۱۲ سورہ

معہ اوراد و وظائف

ترجمہ اول نہایت رواں حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی و دوم حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ، ذاکر و ذاکرات اللہ والوں اور ایسے کاروباری عوام الناس کے لئے جن کو فرصت کم ملتا ہو یہ مجموعہ امراض و طالبہ

دوازدہ سورہ نعت علمی ہے اس میں تمام اوراد و وظائف ہیں جو بزرگان دین کے دستور العمل رہے ہیں جن سے بے شمار فوائد و برکات حاصل ہوئے، علاوہ ان کے سنہ رکوع قرآن پارہ سورۃ (آیت) ہیں،

سورہ یٰسٓ، سورہ الفتح
سورہ الرحمن سورہ الواقعۃ
سورہ الملک سورہ المزمل
سورہ نوح سورہ جن
سورہ القیامۃ سورہ کہف
سورہ قلق سورہ والناس

اور ہفت ہیکل معہ اسناد و فوائد، ہفت قفل معہ فضائل، دعائے سبع العرش معہ فضائل، اسمائے حسنیٰ اللہ میاں کے نام خواص و فضائل اسمائے مقدسہ سرور عالم فوائد، دعائے جمیل معہ فوائد، درود تاج معہ اسناد و صلوٰۃ تنجینا معہ نجوہ سلاسل نقشبندیہ معہ تاریخی حالات و تاریخ وفات شیخ سلسلہ قادریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور درود اکسیر از زبدۃ المحققین معہ فوائد ہر سورہ کا نقش حواشی میں یادگار ائمہ معصومین کے مختصر حالات تاریخی اور ائمہ مجتہدین کے مختصر حالات درج ہیں اس جامعیت کا دوسرا چھوٹا سا رسالہ آج تک نہیں چھپا، کاغذ کتابت بہت اعلیٰ خانہ دیدہ مجلد صرف ۵ ۳ جلد عہ اور دس جلد پونے چار روپے، محصول ڈاک علیحدہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی

جلد ۹ | دہلی۔ رجب المرجب۔ سنہ ۱۳۴۲ | نمبر ۷

خطبہ

الحمد للہ الملک الدیان القوی السلطان المنان الذی کل یوم ھو فی شان احمدہ فی کل وقت والشکر لہ فی السر والاعلان واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شھادۃ خالصۃ بالقلب واللسان واشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ بالھدی والبیان۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بٰرکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع العلیم وقال اللہ تعالیٰ وھو بالافق الاعلیٰ ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ ما کذب الفؤاد ما رای افتمارونہ علی ما یریٰ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتھیٰ عندھا جنۃ الماویٰ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ ما زاغ البصر وما طغیٰ لقد رای من اٰیات ربہ الکبریٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ وسلم۔

اما بعد۔ حمد ثنا گو اس خدائے قادر و مختار کی جس نے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کو خلعت نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اور بحکم تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض آپ کو تمام انبیاء و رسل پر فضیلت و شرف عطا فرمایا اور از دیاد مراتب و عطائے شرف قرب و نزول برکت کے لئے آپ کو فضیلت معراج سے مخصوص فرمایا

برادران اسلام! یہ مبارک و مقدس رجب المرجب کا مہینہ ہے اس ماہ مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دربار الٰہی سے وہ اعزاز و افتخار حاصل ہوا جس پر ہم غلامان محمدی جس قدر فخر و ناز کریں کم ہے کیونکہ جمیع انبیاء المرسلین میں یہ شرف معراج صرف ہمارے آقا و مولیٰ ہی کو حاصل ہوا اس مقدس موقع پر ہم سب کے سردار و آقا پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو برکات نازل فرمائیں ہم غلامان محمد قیامت تک ان پر فخر و مسرت کا اظہار کر سکتے ہیں اور اسکی یاد سے اپنے قلوب و ارواح کو ریاحین ایمان سے تازہ کر سکتے ہیں۔

آنحضرت کی معراج ایک مسلم واقعہ ہے جس کا ذکر قرآن حکیم میں سورۂ اسریٰ اور سورۂ والنجم میں موجود ہے اور متعلقہ آیات قرآنی اوپر درج کر دی گئی ہیں سورۂ اسریٰ میں مضاف صاف معراج کا ذکر ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ذات پاک اور مقدس ہے جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیگئی وہ مسجد اقصیٰ جسکے گرد و پیش کو بھی ہم برکت عطا فرما چکے ہے اور اس سے مقصود یہ تھا کہ ہم اپنے بندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آیات و عجائبات مشاہدات کرائیں۔

اس معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو عجائب و غرائب منکشف ہوئے اور جن آیات الٰہیہ کا آپ نے مشاہدہ کیا ان کی کچھ تفصیل احادیث میں وارد ہوئی ہے مگر جس قدر ارشادات قرآن حکیم میں موجود ہیں ان ہی کی جو تفسیر و تشریح اور توضیح مفسرین اور اولیائے کرام نے کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے انبیاء کرام میں جلالت قدر و عظمت شان کا پورا پورا پتہ چلتا ہے فکان قاب قوسین او ادنیٰ اور فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ سے غایت قرب وصال اور منتہائے معراج منکشف ہوتے ہیں اور "ما زاغ البصر وما طغیٰ" کا ارشاد ربانی اور بھی مراتب علیا کی پتہ دیتا ہے۔

قرب و وصال حق کا مرتبہ "قاب قوسین" سے ظاہر ہوتا ہے جس کے بعد "او ادنیٰ" بھی ہے اور "او ادنیٰ" کی کوئی حد نہیں بیان فرمائی گئی اس کے بعد "فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ" کا انداز بیان دیکھو جس کے اندر اللہ ہی جانتا ہے کہ کتنے معانی و اسرار اور راز و نیاز کے لامتناہی سمندر جوش زن ہیں ارشاد ہوتا ہے پھر جو وحی کرنی تھی وہ کی وہ وحی کیا ہوگی جو اس قدر قرب کی حالت میں خدا نے اپنے حبیب کی اور اسکے اندر کتنے راز و نیاز پوشیدہ ہوں گے

برادران اسلام! حضور آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ سعادت اس وقت ہوئی جبکہ سنہ ۱۲ نبوت تھا یعنی حضور کو خلعت نبوت ملے ہوئے ۱۲ سال ہو چکے تھے اس وقت حضور کی عمر شریف اکیاون سال نو مہینے کی تھی ایام بیض میں آیا ہے کہ معراج کی شب کو حضرت جبرئیل آئے اور آپ کا سینہ مبارک چاک کیا اور قلب مبارک کو ایمان کے پانی سے اور فیض و برکات میں بھرا ہے کہ زمزم کے پانی سے دھو کر ایمان و حکمت سے بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا اور پھر براق کو حاضر کیا گیا جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اور جو حد نگاہ پر قدم رکھتا تھا پھر آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمان اول پر تشریف لیگئے دربان نے پوچھا کون ہو حضرت جبرئیل نے فرمایا میں جبرئیل اس نے کہا کہ تمہارے ساتھ کون ہے آپ نے کہا محمد پھر پوچھا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں حضرت جبرئیل نے کہا ہاں اس نے دروازہ کھول دیا اور کہا کہ آپ کا آنا مبارک موجب حضور آسمان اول میں داخل ہوئے تو وہاں حضرت آدم تشریف رکھتے تھے حضرت جبرئیل نے بتلایا کہ یہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام کیجئے آپ نے سلام کیا حضرت آدم نے جواب میں کہا "مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح" اسی طرح دوسرے تیسرے چوتھے پانچویں چھٹے اور ساتویں آسمان پر یکے بعد دیگرے تشریف لے گئے دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ سے ملاقات ہوئی تیسرے پر یوسف علیہ السلام سے چوتھے پر ادریس علیہ السلام سے پانچویں پر ہارون علیہ السلام سے چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اسکے بعد سدرۃ المنتہیٰ اور بیت المعمور کی حضور نے سیر فرمائی پھر آپ پر حجاب حائل

کی طرف سے روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں جب آپ واپس ہوئے تو حضرت موسیٰ نے آپ سے دریافت کیا کہ کس عبادت کا آپ کو حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا دن میں پچاس وقت کی نمازوں کا حکم ہوا ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ یہ بہت زیادہ ہیں اور آپ کی امت ادا نہ کر سکے گی لہٰذا بنی اسرائیل کا تجربہ ہے آپ اپنے پروردگار کے پاس جائیے اور کم کرائیے اب باگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے اور کمی کی درخواست کی چنانچہ دس وقت کی نمازیں کم کر دیگئیں مگر جب آپ واپس ہوئے تو حضرت موسیٰ نے پھر فرمایا کہ اب بھی زیادہ ہیں اور آپ کی امت ان کو ادا نہ کر سکے گی آپ پھر جائیے اور ان میں کمی کرائیے غرضکہ اسی طرح حضور پانچ مرتبہ حاضر ہوئے چار وقت دس دس وقتوں کی کمی کیگئی اور پانچویں دفعہ پانچ وقت کی کمی کر کے صرف پانچ وقت کی رکھی گئی حضرت موسیٰ نے پھر فرمایا کہ یہ بھی بہت زیادہ ہیں ادا نہ کر سکے گی مگر حضور نے فرمایا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے۔

برادران اسلام! پروردگار عالم اور اس قادر قیوم نے اس مقدس رات کو جن انعامات و اکرامات سے اپنے حبیب کو سرفراز فرمایا ان کا اول تو علم ہی بہت کم ہے اور جس قدر احادیث میں وارد ہے اس کا بیان کرنا بھی اس مختصر خطبہ میں دشوار ہے تاہم بعض ان واقعات کا بیان کرنا مفید ہوگا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج میں مشاہدہ فرمائے مثلاً شب معراج میں حضور کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جو اسی دن کھیتی بوتے کاٹ لیتیں اور وہ پھر تیار ہو جاتی تھی حضور نے حضرت جبرئیل سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں انھوں نے بتلایا کہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں ان کو ایک نیکی کے بدلہ سات سو نیکیاں مل رہی ہیں۔ پھر آپ کا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جاتے تھے اور وہ پھر بدستور درست ہو جاتے تھے اور پھر کچل ڈالے جاتے تھے آنحضرت نے حضرت جبرئیل سے ان کے متعلق دریافت فرمایا تو انھوں نے بتلایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز میں سستی اور کاہلی کرتے تھے اور وقت پر نہیں پڑھتے تھے اور رکوع و سجود اچھی طرح نہیں ادا کرتے تھے **فویل للمصلین هم عن صلوتهم ساهون** یعنی ان نمازیوں پر تباہی ہے جو نماز میں غفلت کرتے ہیں۔

برادران اسلام! غور کرو کہ نماز میں صرف غفلت و سستی اور کاہلی کا یہ انجام ہوتا ہے تو ہائے برحال ان لوگوں کے جو تارک صلوۃ ہیں اور سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے غور کیجئے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہوگا اور کیسے دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

پھر حضور ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے جن کی مجرم کا ہوں پر آگے پیچھے بوسیدہ گدے پڑے تھے جانوروں کی طرح ان کو چھاڑ یا کل خاردار درخت اور دوزخ کے جلتے ہوئے پتھر کھلائے جاتے تھے آپ نے دریافت فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ وہ مالدار اور صاحب نصاب لوگ ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے تھے

اس کے بعد حضور کا گذر ایک ایسی جماعت پر ہوا جن کے دائیں جانب صاف ستھری دیگوں میں عمدہ گوشت پکا ہوا رکھا تھا اور بائیں جانب نجس و ناپاک اور گندی دیگوں میں مردار گوشت پکا ہوا رکھا تھا یہ جماعت مردار گوشت کو خوشی سے کھاتے تھے اور پاک و طیب گوشت سے نفرت کرتے تھے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل نے جلایا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کو چھوڑ کر بدکار عورتوں سے حرام کرتے تھے ایسے ہی اس میں جو عورتیں ہیں وہ زانیہ عورتیں ہیں۔

پھر آپ ایک ایسی جماعت کے پاس سے گذرے جن کی زبانیں اور ہونٹ آتشیں قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے اور جب کٹ چکتے تھے تو ہو بہو ویسے ہی درست ہو کر اصلی حالت پر آجاتے تھے اور پھر کاٹے جاتے تھے آپ نے حضرت جبرئیل سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں تو حضرت جبرئیل نے بتلایا کہ یہ فتنہ انگیز واعظ ہیں۔

حضرات آپ نے غور فرمایا کہ فتنہ پرداز واعظوں کی کیفر اور ان مقررین کا کیا حشر ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ جماعت ہر طرح سے اس سزا کی مستحق ہے کیونکہ ان کی فتنہ پردازی سے خدائی مخلوق میں شر اور فساد پھیلتا اور فتنہ میں وہ مبتلا ہو جاتے ہیں اور فتنہ کی سینکڑوں اقسام ہیں یہ واعظ اور مقرر ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے مسلمانوں کے اندر نفاق و شقاق پھیل جاتا ہے اور مسلمان کئی کئی گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں ایک دوسرے کے دشمن بنجاتے ہیں کہیں یہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیتے ہیں کہیں ان کو گمراہ کر دیتے ہیں غرضکہ اپنے فتنہ پرور وعظوں اور تقریروں سے سخت تباہی پھیلا دیتے ہیں اور فتنہ کا دروازہ کھول دیتے ہیں ایسے فتین اور مرتد فتنہ پرداز واعظوں کی یہی سزا ہے اور مسلمانوں کو ایسے واعظوں سے احتراز کرنا چاہیئے اور ان کو موقع نہ دینا چاہیئے کہ یہ اللہ کی مخلوق اور محمد رسول اللہ کی امت کے اندر فتنہ و فساد برپا کر سکیں۔

برادران اسلام! آجکل بہتر فیصدی ہمارے یہاں فتنہ پرداز واعظوں کی فتنہ پردازی سے پیدا ہوتی ہیں کوئی امین اور رفیع بدین کا تصفیہ لیکر کھڑا ہو جاتا ہے کوئی میلاد اور قیام کو حرام بتلانے لگتا ہے دوسرا اس کو وہابی کہنے لگتا ہے کوئی عرس و فاتحہ کے خلاف نعرہ اٹھاتا ہے کوئی کسی کو بدعتی کہتا کوئی کسی کو وہابی کا خطاب دیتا ہے اور اس طرح مسلمانوں کی جماعت میں انتشار و افتراق پیدا کر کے اپنی اپنی ڈلیاں اور گروہ بنا لیتے ہیں اور ان غریب مسلمانوں کو جی بھر کر لوٹتے اور ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں ایسے مفوی واعظوں اور مفسد فتنہ پرداز مقرروں کو دور ہی سے سلام کرنا چاہیئے اور ان کی مفسدانہ باتوں اور فتنہ پردازانہ وعظوں اور تقریروں کو سننے سے قطعاً انکار کر دینا چاہیئے۔

برادران اسلام! اسی طرح شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختلف گروہوں پر سے عالم برزخ میں گذرے اور ان کے حالات کا معائنہ فرمایا اور ان کا ذکر احادیث میں فرمایا جن سے ہم غلامان محمد بہت کچھ اپنے نفوس کی اصلاح کر سکتے ہیں اور آج کے خطبہ میں معراج کا ذکر اسلئے کیا گیا ہے کہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ملاحظہ فرمایا اس سے سبق حاصل کیا جائے اور اپنی زندگی کی اصلاح کی سعی و کوشش کی جائے اور دوسری طرف ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی انبیاء کرام میں علو مرتبت سے آگاہ ہوں اور معلوم کریں کہ ہمیں جس رسول کے امتی ہونے کا فخر حاصل ہے اللہ عزوجل نے اس کو کس قدر رفیع المرتبت نبی بنایا ہے کہ آپ کے سوا کسی دوسرے نبی کو معراج کا شرف اور فضل و اکرام عطا نہیں کیا یہ فضیلت اور بزرگی یہ انعام و اکرام اور یہ فضل و عطا صرف نبی عربی کے لئے مخصوص تھا ایسے فخر رسل اور افضل انبیاء کی امت ہونا جہاں ہمارے لئے سعادت دارین کا باعث ہے وہیں ہم پر واجب ہے کہ ہم فخر کائنات کے اسوہ حسنہ کی پوری پوری پیروی کرنے میں مطیع اللہ و رسولہ فقد رشد و اہتدیٰ"

کے مصداق بنیں اور اپنی محبت کا اس طرح ثبوت دیں کہ ارشادات نبویہ حیات طیبہ کے ہر جزو پر عمل کریں اور کوشش کریں کہ ہماری زندگی کا کوئی لمحہ اور کوئی حرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشادات اور اسوۂ حسنہ سے باہر نہ جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالایات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم

ملک بر و رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ باالحق بشیرا ونذیرا وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وافضل الرسل محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین (احادیث)۔

برادران اسلام! اپنے آقا و مولا فخر جملہ بنی آدم سید کونین سردار دارین محمد رسول اللہ صاحب قاب قوسین پر درود و سلام بھیجو جن کو تمام انبیاء و رسل میں سے معراج کے لئے منتخب کیا گیا اور جن کو شب معراج میں اسرا مبارک وتعالےٰ نے اپنے مخصوص انعام اکرام سے سرفراز فرمایا۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے ہمسال و اصحاب زوجات مطہرات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق پر جنھوں نے حضور کی معراج کی سب سے پہلے تصدیق کی اور کفار کے جھٹلانے پر آپ کی روح ایمانی نے بیساختہ تصدیق کر دی اور اس کے صدقہ میں دربار نبوت سے صدیق اکبر کا خطاب عطا ہوا۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت سیدنا عمر فاروق حضرت سیدنا عثمان غنی حضرت سیدنا مولا علی پر جنھوں نے دل میں ذرا شک و شبہ کو جگہ دیے بغیر معراج نبوی کی تصدیق کی اور فلسفیانہ موشگافیوں میں نہیں پڑے اور نہ جسمانی و روحانی نزاع قائم کی اور نہ بحث و مباحثہ کیا اور ہر زبان نبوت سے اس کی ذکر کیا اور ہر زبان پر تصدیق جاری ہوگئی اور اسی کے ساتھ عالم برزخ میں جو مشاہدات حضور نے کئے اور ان کا ذکر فرمایا ان سے سبق لیا اور اپنی زندگی مرضی الٰہی کے مطابق بنائی۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا پر جن کے دل میں کبھی واقعہ معراج پر ایک لمحہ کیلئے بھی شک کو جگہ نہیں ملی جنھوں نے اپنے جد بزرگوار کے نقش قدم سے کبھی ادھر ادھر پاؤں نہیں رکھا اور عالم برزخ کے مشاہدات نبوی سے اپنی زندگیاں سدھاریں۔

اور درود و سلام بھیجو ازواج مطہرات پر جو ہم سب کی مقدس مائیں ہیں اور جنھوں نے واقعہ معراج کی حرف بحرف تصدیق کر کے اپنے راسخ الایمان ہونے کا ثبوت دیا اور اپنے ایمان میں تازگی پیدا کی۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر جو آنحضرت پر ایمان لائے اور معراج کی تصدیق کی اور مشاہدات معراج سے اپنی زندگی کی اصلاح کی اور کبھی شک کو دل میں جگہ نہیں دی۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے بقیہ اصحاب عشرۂ مبشرہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت ابو عبیدہ پر جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دعوے کی بلا تامل تصدیق کی اور ہر حکم کی بغیر اولیٰ تاخیر کے تعمیل کی اور خدا کے حکم سے رسول خدا نے ان کو جنت کی بشارت دی۔

اور درود و سلام بھیجو تمام اصحاب کرام پر جنھوں نے کفار قریش کی تکذیب و تضحیک کے باوجود معراج مبارک کی تصدیق کی اور ثابت کر دیا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کا کامل لانا اس طرح ہوتا ہے اور ایمان کامل کے معنی یہ ہیں کہ اور ہر زبان رسالت سے کوئی بات نکلی وہ ایمان کے قالب و روح میں اتر گئی۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہلبیت رضوان اللہ علیہ اجمعین پر جو اپنے اجداد کرام کے نقش قدم پر چلنے کے سوا کبھی ہاتھ قدم نہیں رکھا۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ محدثین پر جن کی سعی و کاوش سے معراج مبارک کے متعلق صحیح احادیث ہم تک پہنچیں اور اس کی تمام تفصیلات سے ہم آگاہ ہوئے اور قیامت تک مسلمان ان سے رشد و ہدایت کا سبق سیکھتے رہیں گے۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اربعہ پر جن کی کوششوں سے شرع کے تمام احکام کی تفصیلات ہم کو معلوم ہوئیں اور جو معراج کی تصدیق میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

اور درود و سلام بھیجو علمائے راسخین اور اولیاء کرمین اور مشائخ معظمین پر جنھوں نے دین و دنیا کی سرفرازیاں اور سربلندیاں رسول مکرم صاحب قاب قوسین حضرت حسن و حسین ابی القاسم محمد بن عبداللہ نور من نور اللہ کے صدقہ اور طفیل میں حاصل کیں اور حضور کے احکام اور اعمال و ارشادات سے سرمو بھی تجاوز نہیں کیا۔

اور خدا کی رحمت نازل ہو ان شہدائے اسلام پر جنھوں نے معراج مقدس پر روح اور قلب کو وجد میں لانے والے قصائد اور نظمیں کہکر اپنے حب رسول اور ثنا خوانی کا ثبوت دیا۔

اور خدا رحمت نازل فرمائے تمام صالح اور پاکباز شہیان اسلام اور مجاہدین عظام پر جن کی سعی و کوشش سے اسلام کو ترقی ہوئی اور مرتبہ رسول سے قومیں آگاہ ہوئیں۔

اور اللہ جزائے خیر دے مبلغین اسلام کو جن کی مبارک مساعی سے صاحب المعراج رسول اکرم نبی مکرم کے فضائل و شمائل کی نشر و اشاعت ہوئی اور دین اللہ کے دین میں قومیں فوج در فوج داخل ہوئیں۔

اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ معراج شریف کی تصدیق میں شک و شبہ کو جگہ نہ دیں اور معراج مع الجسد اور معراج بغیر جسد کی فضول بحثوں میں نہ پڑیں اور اس واقعہ عظیمہ سے جو سبق ملتا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی زندگی کو صاحب معراج کے اسوۂ حسنہ کے مطابق بنائیں اور اپنے اعمال میں مشاہدات نبویہ سے اصلاح کریں اور تمام دنیا کو اپنے بچے عمل کو دین اسلام کی تبلیغ کریں اور نمونہ بنکر دکھلائیں کہ رسول پاک کی زندگی کیسی مقدس و مطہر و مبارک تھی۔ عباد اللہ ادعیکم بتقوی اللہ امر یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی (عن امام المسلم) یعظکم لعلکم تذکرون۔ اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون۔

نئے سکول

نائر کمیٹی کی رپورٹ

سائمن کمیٹی سے تعاون کرنیکی غرض سے وائسرائے نے اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممبران پر مشتمل جو ایک کمیٹی بنائی تھی جو سنٹرل سائمن کمیٹی کے نام سے مشہور ہے اس کی رپورٹ کا خلاصہ پایونیر اور سول ملٹری گزٹ نے شائع کیا ہے۔ اس خلاصہ کے دیکھنے سے جو حقیقتیں واضح ہوتی ہیں ایک یہ کہ ملک سے غداری کرنے کے بعد بھی ان لوگوں کو سائمن کمیشن سے تعاون کی جو پیش کش کی تھی اس سے ان کی غرض ملک کی کوئی خدمت نہ تھی بلکہ اپنے اقتدار حکومت کی خوشنودی تھی کیونکہ جو سفارشیں اس کمیٹی نے کی ہیں وہ ملک کی کسی سیاسی جماعت کو بھی مطمئن نہیں کر سکتیں اس کمیٹی کو اچھی طرح معلوم تھا کہ نوآبادیات کے درجہ سے کم ہندوستان کی کوئی سیاسی جماعت مطمئن نہیں ہو سکتی اور نہرو رپورٹ پر جو مختلف جماعتوں کا اتفاق ہوا تھا اس کی بنیاد بھی یہی تھی کہ اس میں درجہ نوآبادیات کا دستور اساسی پیش کیا گیا تھا اگرچہ نہرو رپورٹ کی تفصیلات میں اختلافات تھے مگر ان کی وجہ یہ تھی کہ ایک یہ کہ مسلمانوں کو بعض فرقہ وارانہ امور میں اختلاف تھا اور دوسرے کامل آزادی خواہوں کو اختلاف تھا کہ نوآبادیات سے کم درجہ پر کوئی بھی رضامند نہ تھا۔

مگر نائر کمیٹی کی رپورٹ دونوں حیثیتوں سے ناقابل قبول اور لغو ہے یہ رپورٹ نہ درجہ نوآبادیات کی سفارش کرتی ہے اور نہ مسلمانوں کے مطالبات پورے کرتی ہے بلکہ نہرو رپورٹ نے جو مطالبات تسلیم کئے تھے ان سے بھی ایک قدم پیچھے جاتی ہے اور پنجاب کے مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت بنانے کے یقینی سامان فراہم کر دیتی ہیں۔

سیاسی نقطہ نظر کا جہاں تک تعلق ہے صرف صوبجات کو مکمل خود اختیاری حکومت دینے جانے کی سفارش کی ہے مگر یہ نہیں بتلایا کہ پولیس اور عدالت بھی اس میں شامل ہے یا ان کا تعلق گورنر سے رہے گا اس کے علاوہ مرکزی حکومت کو دفاعی کرنے کی سفارش ہے یعنی پھر محکمے وائسرائے اِن کونسل کے اختیار میں ہوں گے اور کچھ وزراء کے ہاتھ میں حالانکہ نہرو رپورٹ نے مرکزی حکومت کو بھی کلیتہً قومی بنا دیا ہے اور کسی محکمہ کو وائسرائے کے قبضہ میں نہیں رہنے دیا صرف حق استرداد وحق تصدیق یعنی ویٹو کا حق دیا ہے جو ہر اک نوآبادیات میں بادشاہ کے نمائندہ کو حاصل ہے ایک جگہ صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ جب تک ہندوستان کو درجہ نوآبادیات کی حکومت نہ دی جائے اس وقت تک اسے پارلیمنٹ میں نیابت حاصل ہو جس کے معنے یہ ہیں کہ درجہ نوآبادیات کی کمیٹی نے سفارش ہی نہیں کی، اسی طرح فوج کے اخراجات پر اسمبلی میں بحث کی اجازت دی ہے مگر وائسرائے کو ویٹو کا حق دیدیا ہے کہ وہ جب اسمبلی کے فیصلہ کو مسترد کر دے اور جاتے جاتے یہ بھی ڈومینین اسٹیٹ کے منافی ہے

غرضکہ نائر کمیٹی کی رپورٹ خالص سیاسی نقطۂ نظر سے بھی نہایت پست ہے اور قومی مطالبہ کے بالکل برعکس ہے ملک کا کامل سے کم مطالبہ درجہ نوآبادیات کی حکومت ہے جو کسی طرح بھی ملک رضامند نہیں ہو سکتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک بڑی جماعت جس کا رسوخ اور اثر برابر روز بروز ترقی پذیر ہے درجہ نوآبادیات کے مطالبہ کی سخت مخالف ہے۔ اور وہ مکمل آزادی کے سوا کسی چیز پر راضی نہیں۔

جب ملک کی یہ حالت ہو اور قومی احساسات اس قسم کے ہیں تو ان کے علم کے باوجود نائر کمیٹی کا اس قسم کی سفارشات کرنا ملک کے ساتھ کھلی ہوئی غداری ہے پہلی غداری اس کمیٹی کے ارکان نے یہ کی کہ باوجود اس امر کے کہ ملک نے سائمن کمیشن کا مکمل بائیکاٹ کیا تھا اور اسمبلی میں اس کمیشن کا مکمل مطالعہ کیا تھا اور اسمبلی نے اس کمیشن کے خلاف عدم اعتماد کا ریزولیوشن پاس کر دیا تھا پھر بھی انہوں نے اپنے آپ کو تعاون کے لئے پیش کر دیا دوسری غداری یہ کی کہ ملک کے مطالبات سے آگاہ ہونے کے باوجود اس قسم کی حقیر اور پست سفارشات کیں۔

ظاہر ہے کہ جب اس کمیٹی نے اس قسم کی سفارشات کی ہیں تو سائمن کمیشن تو اس سے کمتر درجہ کی سفارشات کرے گا اور ان رپورٹوں کے بعد جب گول میز کانفرنس منعقد ہوگی تو قوم پرست ممبران کو سخت مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ بہرحال یہ رپورٹ اس قابل ہے کہ یکقلم اس کو حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا جائے۔

نائر کمیٹی کی رپورٹ اور مسلمان

اب اس رپورٹ پر خالص اسلامی مفاد کے نقطۂ نظر سے اگر ہم غور کرتے ہیں تو یہ اور زیادہ مایوس کن اور لائق استرداد نظر آتی ہے۔

قبل اس کے کہ اس رپورٹ پر اسلامی مفاد کے نقطۂ نظر سے کچھ کہا جائے یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ اس کمیٹی میں مسلم ممبران میں سر ذوالفقار علی اور مسٹر عبداللہ ہارون بھی شریک تھے اور یہ دونوں حضرات نہرو رپورٹ کے سخت مخالف میں سے ہیں اور یہ دونوں حضرات دہلی کی نام نہاد مسلم آل پارٹیز کانفرنس میں شریک ہوئے تھے اور اس کانفرنس نے جو تجویز پاس کی تھی اس سے صاف مکر گئے باوجود خالص اسلامی مطالبات کے متعلق اس رپورٹ میں ایسی سفارشات ہیں جو اس ریزولیوشن کے بالکل خلاف اور برعکس ہیں۔

مسلم کانفرنس کا مطالبہ یہ تھا کہ کسی قوم کی اکثریت کو نقصان پہنچائے بغیر اقلیت کو علیحدہ نمائندگی کا حق دیا جائے اس کا مطلب یہ تھا کہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت جیسی حالہ قائم رکھی جائیں یا اگر ایک آدھ نشست کم کر دی جائے تو اس کا خاطر رکھا جائے کہ ان کی ۵۴ اور ۵۵ فیصدی کی اکثریت اقلیت یا مساوات میں تبدیل نہ ہو اور دوسرے صوبوں میں ان کو اپنی آبادی سے زیادہ حق نمائندگی دیا جائے اور حلقہائے انتخاب جداگانہ ہوں سندھ کو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے اور صوبہ سرحد کو سب صوبوں کے مساوی حقوق دیئے جائیں، صوبوں کو کامل اندرونی خود مختاری حاصل ہو اور طریق حکومت فیڈرل ہو یعنی مرکزی حکومت کو صوبوں کے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہ ہو۔

لیکن نائر کمیٹی نے جو سفارشات کی ہیں اس میں مسلم کانفرنس کی اس تجویز کا مطلق لحاظ نہیں رکھا صرف سندھ کی علیحدگی کو منظور کیا ہے اور اقلیت والے صوبوں میں مسلمانوں کو حق دیا ہے کہ وہ آبادی کے حق سے زیادہ نشستیں

حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں جو بالکل بیکار رہتی ہے کیونکہ اگر دو چار زیادہ نشستیں حاصل بھی ہوگئیں تو جہاں مسلمانوں کی صرف ۱۴ فیصدی آبادی ہو وہ کیا کریں گے اسکے علاوہ تمام مطالبات مسترد کردیئے ہیں اور مزید برآں پنجاب کی اکثریت کو یقینی طور پر خطرہ میں ڈال دیا ہے یعنی پنجاب میں یہ کیا ہے کہ وہاں ہندوؤں اور سکھوں کے لئے ان کی آبادی کے تناسب سے نشستیں مخصوص کردی ہیں اور مسلمانوں کی نشستیں مکمل رکھی ہیں اور ہندوؤں اور سکھوں کو حق دیا ہے کہ وہ اپنی نشستوں کے علاوہ حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں اور چونکہ پنجاب تنہا وہ واحد صوبہ ہے جس میں مسلمان ۵۶ فیصدی ان دونوں سے کم ہیں اور باعتبار قبول اور تعلیم اور رسوخ کے مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں اسلئے چھ سات مسلم نشستوں پر ان کا قبضہ کرلینا کچھ بھی مشکل نہیں کیونکہ ان کی نشستیں تو محفوظ ہو جائینگی اور وہ سارا زور مسلم نشستوں پر قبضہ کرنے میں صرف کردینگے خصوصاً ایسی حالت میں کہ رائے دہندگی کا حق ہر بالغ کو نہ ہوگا بلکہ قبول کے معیار پر ہوگا جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر موجودہ ووٹروں کی تعداد زیادہ کردگئی تو دو لاکھ ووٹر زیادہ ہو جائینگے اس صورت میں بہت زیادہ امکان اس امر کا ہے کہ مسلمان صرف چالیس ہی فیصدی رہجائیں اور اس طرح ان کی اکثریت اقلیت میں بدل جائے کیونکہ انتخاب جداگانہ نہیں بلکہ مخلوط اور مشترک ہوگا۔

سرحدی صوبہ کے متعلق اس کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ اس کو منٹو مارلے ریفارم دی جائیں یعنی تمام دیگر صوبوں سے ۲۰ سال پیچھے اس کو رکھا جائے۔ اور طریق حکومت بھی فیڈرل کی بجائے یونیٹری رکھا ہے یعنی مرکز کو صوبجات کے تمام حقوق دیدیئے ہیں۔

یہ ہے رپورٹ اس کمیٹی کی جسکے ارکان سر ذوالفقار علی و سر روری جیسے اشخاص تھے جنھوں نے مسلم کانفرنس کا ریزولیوشن پاس کرایا تھا اور نہرو رپورٹ کی سخت مخالفت کی تھی۔

نہرو اور نائر رپورٹوں کا فرق اور مسلمان

اب وقت آگیا ہے کہ ایک مرتبہ پھر مسلمان عقل و خرد کی روشنی میں ہندوستان کی سیاسیات پر غور کریں اور اپنے مستقبل کے متعلق فیصلہ کریں کہ وہ کیا رہنا چاہیئے اور کیا ہوگا اور کیا ہو سکتا ہے اب تک مسلمان نہرو رپورٹ کی شدومد سے مخالفت کرتے رہے ہیں جبکہ صوبجاتی سائمن کمیٹیوں کی رپورٹیں بھی شایع ہوگئی ہیں اور سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ بھی شایع ہوگئی ہے ان کے فرق کو چشم وا سے مطالعہ کرنا چاہیئے اور موجودہ حالت کو دیکھکر اپنی تبدیلی کرلینی چاہیئے۔

جس قدر صوبجاتی سائمن کمیٹیوں کی رپورٹیں شایع ہوئی ہیں اور سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ کو سامنے رکھنے کے بعد ہر ایک انصاف پسند اور دیدہ ور انسان کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ نہرو رپورٹ ان کے مقابلہ میں خالص اسلامی حقوق اور اسلامی مفاد کو سیشن نظر رکھتے ہوئے بہترین دستاویز ہے یہی ایک رپورٹ ہے جس میں صوبجاتی اور سنٹرل کمیٹیوں کی رپورٹوں سے بدرجہا زیادہ مسلم مطالبات کا لحاظ رکھا گیا ہے ممکن ہے کہ کلیتہً مسلم مطالبات کو نہرو رپورٹ میں تسلیم نہ کیا گیا ہو لیکن اس وقت تک جس قدر دستاویزات اور سفارشات مختلف صوبوں میں حکومت کو پیش کی گئی ہیں ان سب میں نہرو رپورٹ بہترین ہے

چنانچہ مقابلہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہرو رپورٹ نے سب سے زیادہ مسلم مطالبات کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ نہرو رپورٹ نے غیر مشروط طور پر سرحدی صوبہ کو دوسرے صوبوں کے مساوی حقوق دیئے ہیں سندھ کی علیحدگی کو اس نے تسلیم کرلیا ہے حالانکہ بمبئی کی سائمن کمیٹی نے علیحدگی کی مخالفت کی ہے جس میں تیج مسلمان ممبر بھی تھے اور انہوں نے اس سے اختلاف نہیں کیا اسی طرح صوبہ سرحدی کے متعلق پنجاب کی سائمن کمیٹی نے جس میں نہرو رپورٹ کے مخالفین چودھری ظفر اللہ اور نواب سکندر حیات خاں شریک تھے اور نواب سکندر حیات خاں اس کمیٹی کے صدر تھے اس نے بھی صوبہ سرحدی کو دوسرے صوبوں کے مساوی حقوق دینے کی سفارش نہیں کی بلکہ موجودہ اصلاحات کی سفارش کی ہے جسکے معنے یہ ہوئے کہ نہرو رپورٹ نے صوبہ سرحدی کے متعلق مطالبہ کو غیر مشروط طور پر تسلیم کرلیا اور پنجاب سائمن کمیٹی اور سنٹرل کمیٹی نے کتر بیونت کردی۔

نہرو رپورٹ نے ہر اس صوبہ میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کے لئے آبادی کے تناسب سے نشستیں محفوظ کردی ہیں اور مزید برآں کو حق دیا ہے کہ وہ اور نشستیں بھی حاصل کرنے کی جدوجہد کریں۔ بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کو قائم رکھا ہے اب رہگیا پنجاب کا مسئلہ تو اس کا حل بھی سنٹرل سائمن اور پنجاب سائمن کمیٹی سے زیادہ بہتر طریقہ پر کیا ہے۔ پنجاب سائمن کمیٹی نے تو اکثریت ختم ہی کردی اور صرف پچاس فیصدی مسلم نشستوں کے لئے سفارش کی جو اور سنٹرل اسمبلی نے دو سو اڑتیس مسلم اکثریتی نشستیں کرنیکا تجویز کیا ہے جس کا ذکر اوپر کے نوٹ میں آچکا ہے یعنی یہ کہ ہندوؤں اور سکھوں کی نشستوں کو محفوظ کرکے ان کو مزید نشستیں حاصل کرنے کا حق دیدیا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہی نکلیگا کہ مسلم اکثریت یا تو مساوات میں تبدیل ہو جائیگی یا اقلیت میں۔

اس کے برعکس نہرو رپورٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ ہر بالغ انسان کو ووٹ دہندگی کا حق دیکر تمام نشستیں کھلی چھوڑ دی ہیں اور یہ ایک قوم و فرقہ کیلئے نشست کیلئے لڑ کر حاصل کرنے کی آزادی دی ہے۔ اور چونکہ قدرتی طور پر پنجاب کی آبادی کی تقسیم اس طرح پر ہوئی ہے کہ جملہ اضلاع میں مسلمان بھاری اکثریت سے آباد ہیں اور کچھ میں ہندوؤں کی اکثریت ہے اور حساب لگانے سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ اس صورت میں مسلمان ۵۶ فیصدی سے زیادہ نشستوں پر قبضہ کرسکتے ہیں ورنہ کم از کم ۵۶ فی صدی میں تو کوئی شبہ اور شک کی گنجائش ہی نہیں۔

بہرحال جس قدر حل پنجاب کے مسئلہ کے پیش کئے گئے ہیں ان سب میں بہترین حل مسلم مطالبات سے قریب تر ہے وہ نہرو رپورٹ کا حل ہے

ہم یہاں تک کہہ چکے تھے کہ سر سنکرن نائر اور سر ذوالفقار علی لندن سے آگئے اور انہوں نے بائیر اور سول میرج ایکٹ کے خلاف رائے زنی کرکے اس سے یہ ساری رائے زنی بیکار ہوگئی کیونکہ جب تک اصل رپورٹ سامنے نہ آئے کچھ کہا نہیں جاسکتا مگر عوام ایسا سمجھتا ہے کہ اس خلاصہ کا کچھ حصہ غلط ہوگا پورا خلاصہ غلط نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی ریشہ صاف بتا رہی ہے کہ جو تجاویز اس میں ہیں وہ بڑی حد تک اصل رپورٹ ہی ہونگی بہرحال

چند روز میں اصل رپورٹ بھی سامنے آجائیگی۔

خانہ جنگی کی لعنت

افسوس ہے کہ شب و روز اتحاد و اتفاق کے وعظ ہر مسجد پر سنتے رہتے ہیں اور زعماء الگ الگ اتفاق و اتحاد پر کچھ دباکتے ہیں مگر نتیجہ پر غور کیجئے تو صفر کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور کوئی نکتہ آسکتا ہے جبکہ علماء اور زعماء کا خود طرز عمل یہ ہو کہ دوسروں کو اتحاد و اتفاق کی تلقین کریں اور خود رات دن آپس میں لڑیں اور دوسرے کو گرانے اور بدنام و ذلیل کرنے کے درپے رہتے ہوں اور کسی مسئلہ میں بھی اتفاق و اتحاد کا ثبوت نہ دیتے ہوں یہانتک کہ جن مسائل میں وہ ہم رائے ہوں ان میں بھی مل کر کام نہ کریں اور ایک دوسرے کے کام میں روڑے اٹکائیں اور ان کی مخالفت کریں اور برسر محراب و منبر بیٹھکر ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں۔

یہ حالت عام ہے اور جس طبقہ پر نظر ڈالئے اس میں یہی کیفیت نظر آئیگی کہ ہر شخص اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانا چاہتا ہے چنانچہ آجکل دہلی میں علماء اور زعماء کی خوب جنگ ہو رہی ہے ایک طرف جمعیۃ العلماء کے عہدہ دار ہیں اور دوسری طرف مولانا محمد علی اور ان کے انصار ہیں ظاہر کی نظر میں حالت صرف یہ ہے کہ جمعیۃ العلماء والے مولانا محمد علی کی اس تجویز کے خلاف ہیں کہ نائلسنے کے پاس سارداایکٹ کے متعلق ڈیوٹیشن کیوں بھیجا گیا اور مولانا محمد علی جمعیۃ العلماء کی تجویز ہڑتال کے خلاف تھے اور اسی سبب کو آڑ بنا کر دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے خلاف اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے اور خوب برا بھلا کہا جمعیۃ العلماء والوں کے نزدیک وفد کا نائلسنے کے پاس لیجانا بیجا و نامناسب غیرت و حمیت اسلامی تھا اور مولانا محمد علی اور ان کے ساتھی اعتراض کرتے ہیں کہ ہڑتال کرانے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ مسلمانوں کی دو کی نہیں بہت کہ بس وہ اگر بند ہی ہو گئیں تو کچھ فائدہ نہ ہوگا قابل لحاظ یہ امر ہے کہ دونوں فریق سارداایکٹ کے مخالف ہیں اور دونوں کی خواہش ہے کہ مسلمانوں کو اس سے محفوظ کر دیا جائے مگر ایک دوسرے کی کوششوں کو کالعدم کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کا حریف ناکام رہے۔

مگر اصل حقیقت ظاہر کے بالکل خلاف ہے وہ واقعہ یہ ہے کہ جمعیۃ العلماء کے اندر عرصہ سے دو پارٹیاں پیدا ہو گئی ہیں ایک پارٹی جو برسر اقتدار ہے اور ایک وہ جو برسر اقتدار آنا چاہتی ہے برسر اقتدار مولانا مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید ہیں جن کی جمعیت کے ارکان میں اکثریت ہے دوسری پارٹی مولانا عبدالباری و بعض مولویان مظاہر العلوم والے اور اسی قسم کے لوگوں کی ہے مولانا محمد علی پہلے مفتی کفایت اللہ صاحب وغیرہ کے ساتھ تھے اور اب ان کے مخالف ہیں اور اندرونی مخالفت کی وجہ سے ہی جمعیۃ العلماء کے سالانہ اجلاس کی صدارت سے مولانا محمد علی کا نام پیش کیا گیا جب کہ دوسری پارٹی جو برسر اقتدار تھی اس نے مخالفت کی اور مخالفت اس بنا پر کی کہ علماء کا مخالفوں کا صدر بنانا ہی کو ہونا چاہیئے غیر عالم کو نہیں ہونا چاہیئے اور جمعیۃ کے قواعد میں بھی یہ بات تھی چنانچہ مولانا محمد علی کی بجائے مولانا معین الدین اجمیری کا نام صدارت کیلئے منتخب کر لیا گیا یہ سب اندرونی باتیں ہیں جو ہوا تھا پہلے دن دوسری پارٹی کے ارکان جلسہ سے اٹھکر چلے گئے

اس کے بعد دہلی میں جمعیۃ العلماء کی منتظمہ جماعت کا اجلاس ہوا تاکہ سارداایکٹ پر غور کیا جائے اور بعض غیر ارکان کو منتظمہ کمیٹی کو بھی مدعو کیا گیا تھا اور دہلی کے بعض علماء کے جلسہ میں یہ طے پایا تھا کہ اس مجلس شوریٰ کی صدارت مولانا محمد علی کریں گے اور مولوی کفایت اللہ صاحب اس تحریک کی تائید کریں گے مگر جب جلسہ شروع ہونے لگا تو باہر کے آنے والوں میں سے ایک صاحب نے مولانا کفایت اللہ صاحب کا نام صدارت کے لئے پیش کر دیا اور دوسری طرف سے مولانا محمد علی کا نام پیش کیا گیا اس پر نہایت تلخ بحث ہوئی اور اس قدر تلخی بڑھی کہ دوسری پارٹی اٹھکر چلی آئی اور اپنا دوسرا جلسہ کرکے وائسرائے کے پاس وفد بھیجنا طے کر لیا۔

اصلی اور حقیقی اسباب مخالفت کے یہ ہیں اور اب مخالفت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ علانیہ اور کھلم کھلا ایک دوسرے پر تبرا بھیجا جا رہا ہے اور سب و شتم اور تہمت تراشیوں اور الزام دہی کا بازار گرم ہے اور ایسا ہی مسلمانوں کے اندر دو پارٹیاں علیحدہ علیحدہ کام کر رہی ہیں اور ایک دوسرے کے کام کی تنقیص کر رہی ہیں۔

یہ ہے حالت ہمارے علماء اور زعماء کی بھلا جب یہ حال ہو ہمارے رہنمائی کی یہ عالم ہو تو غریب عوام کا کیا حال ہوگا اور اتحاد و اتفاق کی کیونکر کوئی صورت نکل سکتی ہے اور قوم کے خادموں کا یہ حال ہے تو قوم کی بیڑا کیونکر پار لگ سکتا ہے۔

خواجہ حسن نظامی اور جمعیۃ العلماء

از جناب حسن نظامی صاحب

ایکٹ کے مولفتین میں سے تھے وہ اپنی بصیرت اور علم سے اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ صنعتی کی شادیاں سلطانی قوم کے لئے نکاح مضرت رساں ہیں اور اس کے انسداد کے لئے جتنا قانون سارداایکٹ کے نام سے بنا ہے وہ مسلمانوں کے لئے مفید ہے اور جو لوگ اس کو مذہب کے خلاف بتلاتے ہیں وہ غلطی پر ہیں مذہب میں اس سے کوئی مداخلت نہیں ہوتی یہ خواجہ صاحب کی نیک نیتی ہے ایک رائے تھی اور کسی خارجی اثر کے ماتحت یہ رائے قائم نہیں کی تھی کیونکہ خواجہ صاحب نے ہمیشہ تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے بھی ظاہر کر دی تھی جس وقت انکے خلاف کوئی آواز بلند نہیں ہوئی تھی مگر جمعیۃ العلماء کے سرکاری آرگن نے خواجہ صاحب کی اس رائے کے خلاف دو تین مضامین لکھے جن کا لب و لہجہ اور روش تحریر دوستانہ گفتگو شرکت قابل اعتراض اور سوقیانہ تھا اور خواجہ صاحب کی ذات پر خواہ مخواہ حملے کئے گئے تھے ان کو جاہل لکھا گیا ان پر تہمت تراشی گئی چونکہ مولانا محمد علی سارداایکٹ کے مخالف ہیں اس لئے خواجہ صاحب مولانا محمد علی کی حمایت میں اس کی حمایت کر رہے ہیں گویا خواجہ صاحب دیدہ و دانستہ مخالفت پر تلے ہوئے ہیں ان کی رائے کچھ ہے اور ظاہر کچھ کر رہے ہیں یہ ایسی قوم ہے کہ کیسے طریق بحث ہے کہ کوئی نتیجہ پر نہ پہنچا جائے دوسرے انجمنوں کے کرتا دھرتاؤں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ خواجہ صاحب نے اس قانون کی ۔۔۔۔۔۔ اس وقت حمایت کی تھی جب یہ اسمبلی میں پیش بھی نہ ہوا تھا اور مولانا محمد علی یورپ میں تھے اور انہوں نے اس وقت تک

کوئی بات ہی ظاہر نہیں کی تھی اس لئے یہ لکھنا اور بھی کمینگی کی حد تک پہنچ جاتا ہے کہ حقیقت واقعہ سے آگاہ ہونے کے باوجود ایک غلط الزام کسی پر لگا دیا جائے بہتر طریقہ تھا کہ دلائل سے خواجہ صاحب کی رائے کو غلط اور گمراہ کن ثابت کیا جاتا اور ان مضامین میں جتنا حصہ اس قسم کا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں اصلی اعتراض ان رکیک و ضعیف امور پر ہے جن کو ٹکراؤ پر کیا گیا۔

اب معلوم ہوا ہے کہ خواجہ صاحب نے جمعیۃ العلماء کی رکنیت سے استعفا دیدیا ہے اس سلسلہ میں خواجہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا افسوس ہے کہ نوبت یہاں تک پہنچی مگر ہم اس کو تسلیم نہ کریں گے کہ خواجہ صاحب کے متعلق جو رضامندی کے گئے وہ مولانا احمد سعید کے علم میں نہیں آئے ہر شخص جس نے ان کو پڑھا بیک نظر اس کی رائے یہی ہوئی کہ یہ مضامین خود مولانا احمد سعید صاحب کے قلم سے لکھے گئے ہیں مولانا موصوف کی تحریر چھپی نہیں رہ سکتی جاننے والے جانتے ہیں کہ مولانا کی زبان اور قلم کا انداز نگارش و گفتگو کیا ہے۔

البعثیہ کا یہ انداز نگارش اس وقت سے برابر ترقی کر رہا ہے جب سے مولوی ابوالاعلےٰ صاحب نے علیحدگی اختیار کی اور مولانا احمد سعید صاحب عملاً اخبار کے ایڈیٹر بنے۔ چنانچہ حال میں تسخر کے کلام میں مسٹر خیر والی پر بھی اسی قسم کا غیر شائستہ اور رکیک حملہ کیا گیا ہے چنانچہ ان کی وکالت کو پنڈت موتی لال نہرو کے گرد شہ بیٹھم التفات کا مضمون بنایا گیا ہے اور اسی بنا پر نہرو رپورٹ کی تائید اور سارداایکٹ کی حمایت کو محمول کیا گیا ہے اگرچہ اس کو اس طرح لکھا گیا ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں مگر ہمارا خیال یہ نہیں چونکہ مقصد اصلی یہی ہے کہ لوگوں پر یہی اثر پڑے کہ خدانخواستہ مولانا صاحب ذاتی اغراض کے پرستار اور بندۂ شکم ہیں اور ان کی لڑکے پنڈت موتی لال نہرو کے روپے کے ہاتھوں بکی ہوئی ہے۔

یہ انداز تحریر اور طرز بحث و نظر بہت درجہ کمینہ ہے اور البعثیہ کے شایان شان نہیں ہے اگر اس قسم کی تحریریں کسی اور اخبار میں ہوں تو اس قدر محل تعجب نہیں مگر البعثیہ میں ایسی تحریروں کا نکلنا نہایت قابل افسوس ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد اور سارداایکٹ

مولانا ابوالکلام مہندوستان بھر کے علماء میں باعتبار وسعت معلومات و وسعت نظر اور صاحب فکر و رائے ہونے کے اعتبار سے نہایت ممتاز درجہ رکھتے ہیں ان کی نظر اور ان کا مطالعہ اس قدر وسیع ہے کہ موجودہ عہد کے علماء میں شاید ہی کوئی ان کا ہم پلہ ہو اور اصابت فکر و رائے کے اعتبار سے تو کوئی بھی ان کا مقابل نہیں ہے اور دشوار خیال طبقہ اگر مذہبی مسائل میں مطمئن ہوتا ہے تو مولانا ابوالکلام کے استدلالات سے ہوتا ہے۔

سارداایکٹ کے متعلق ابتک مولانا موصوف کا کوئی بیان اخبارات میں نہیں آیا تھا اور ایک بہت بڑا طبقہ آپ کی رائے کا منتظر تھا چنانچہ اب حال میں جمعیۃ العلماء کے جلسہ میں پیش کرنے کے لئے آپ نے ایک مختصر سی تحریر بھیجی تھی جو اب اخبارات میں شائع ہو گئی ہے

اس تحریر میں مولانا نے سارداایکٹ کو ضرر رساں بتلایا ہے اور مفید بھی اور جائز بھی اور اس کو مداخلت فی الدین جو کہا جاتا ہے اس کی نسبت بھی لکھا ہے کہ یہ مداخلت فی الدین نہیں بلکہ عین دین کی تعمیل قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس قسم کے تمام مسائل یا اصطلاح فقہا مصالح مرسلہ میں داخل ہیں اور ان میں نظر نہ اجتماعی کا دائرہ قیامت تک کھلا ہے

بہرحال آپ نے اپنے الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ قانون احکام اسلام کے خلاف ہرگز نہیں مگر اسی کے ساتھ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت اسکے خلاف ہو اور علماء کی اکثریت بھی مخالف ہو اور کوئی اصلاح زبردستی نہیں کی جا سکتی جب تک اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جبتک کہ مسلمانوں کی اکثریت کے اندر اسکے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اس کے بعد اصلاحی قانون بنانا چاہئے۔

افسوس ہے کہ ہم مولانائے موصوف کے اس نظریہ سے متفق نہیں ہیں مسئلہ کی صورت صرف یہ ہے کہ یا تو یہ قانون مذہب اور احکام اسلام کے خلاف اور مداخلت فی الدین ہے یا مذہب اور اسلام کے خلاف نہیں اور جائز و مفید ہے جو لوگ اس کو خلاف مذہب سمجھتے ہیں ان کا فرض ہے کہ جبتک ہو سکے اسکی مخالفت کریں اور اس قانون کو منسوخ کرائیں اور جو لوگ ایسا نہیں سمجھتے بلکہ مذہب کے احکام کے مطابق اس کو جائز سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے مفید ان کا فرض یہ ہے کہ وہ اس کی تائید و حمایت کریں اور کوشش کریں کہ یہ قانون برقرار رہے محض اسلئے کہ اکثریت مخالف ہو کوئی صحیح چیز غلط نہیں ہو سکتی اور نہ صحیح چیز کو محض اسلئے ترک کر دینا چاہئے کہ اکثریت اس کی مخالف ہے تو دنیا میں کسی صحیح چیز کو پیش نہیں کیا جا سکیگا اور نہ کوئی اصلاح ہو سکے گی خود اسلام کی دعوت جس وقت شروع ہوئی ہے اس وقت ساری دنیا اس کی مخالف تھی اور صرف ایک نفوس مقدس اس کی داعی تھی اگر محض اس خیال سے کہ دنیا میں صرف عرب کی اکثریت اس کی مخالف ہے اور اس کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی اسلام کی دعوت کو ترک کر دیا جاتا تو آج اسلام کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔

صحیح طرز عمل یہی ہے کہ جو لوگ کسی مسئلہ کو صحیح سمجھتے ہیں وہ اس کی صحت کے دلائل بیان کریں اور لوگوں کو ہموار کریں اور اس پر اصرار کریں اور اسی مسئلہ کو غلط سمجھتے ہیں وہ اس کی مخالفت کریں اور اس کے دلائل بیان کریں کیا اگر آج اس قسم کا قانون بنے کہ ہر اک بالغ مرد اور عورت کو نماز پڑھنی پڑے گی اور جو نہ پڑھے گا اسے سزا دی جائیگی اور مسلمانوں کی اکثریت اس کی مخالفت کرے تو اس کے نفاذ کو اسی کلیہ کی بنا پر ترک کر دینا چاہئے کہ اکثریت اس قانون کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے یا مثلاً پنجاب اور اودھ میں لڑکیوں کو ترکہ نہیں ملتا اگر ایک قانون بنا دیا جائے کہ لڑکیوں کو بھی ان کا شرعی حق ملا کرے اور اس قانون کی پنجاب اور اودھ کے لوگ مخالفت کریں تو اس کلیہ کی رو سے اس مفید قانون کو رد کر دینا چاہئے ہمارے خیال میں تو یہ طریقہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ایمان و دیانتداری کے ساتھ جس کی جو رائے ہے اس پر وہ اصرار کرے یہ کیا کہ رائے تو یہ رکھے اور عمل کچھ اس طرح تو قیامت تک کوئی اصلاح ہو ہی نہیں سکتی فرض کیجئے کہ ملک کا کثیر طبقہ آزادی کا مخالف ہو جائے تو کیا اس صورت میں مولانا حکومت کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ ہندوستان کو آزاد نہ کرے کیونکہ اکثریت آزادی کی مخالف ہے۔

اگر سارداایکٹ واقعی شریعت اسلام کے خلاف ہے اور اس سے دین میں مداخلت ہوتی ہے تو خواہ اکثریت ہی مفید قانون کیوں نہ ہو اس کو جلد سے جلد

منسوخ کرنا چاہیئے۔ اور خواہ کسی قدر قربانی کرنی پڑے اس کو منسوخ ہونا چاہیئے لیکن اگر یہ قانون شریعت اسلامیہ کے خلاف نہیں ہے اور اس سے دین میں مداخلت نہیں ہوتی اور مسلمانوں کے لئے مفید ہے اور اس سے مسلمانوں کو نفع پہنچتا ہے تو قانون کی پرزور حمایت و تائید کرنی چاہیئے خواہ ساری دنیا اس کی مخالف ہو اس اصول کے مطابق سارداایکٹ کی مخالفت اور موافقت کرنی چاہیئے اور کسی کے لومۃ لائم سے مخالف اور مرعوب نہ ہونا چاہیئے۔

سارداایکٹ

اس قانون کی وجہ سے جو انتشار و اختلال پیدا ہو گیا ہے وہ سخت افسوسناک ہے اس وقت تک اس قانون کے متعلق مسلمان ایک نقطہ پر جمع نہیں ہوئے کچھ لوگ اس کی تائید کر رہے ہیں اور کچھ مخالفت کچھ اس کو عین تعمیل دین بتلاتے ہیں اور کچھ خلاف مذہب کہتے ہیں مخالفین علاوہ اس کے کہ اس کو مداخلت دین سے تعبیر کرتے ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی اکثریت اسکے خلاف ہے اور موئدین ان کے جواب میں کہتے ہیں کہ عام مسلمان تو جہالت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں وہ نہ کوئی رائے رکھتے ہیں اور نہ قائم کر سکتے ہیں البتہ کچھ لوگ ان جہلا پر قدرت رکھتے ہیں اور مذہب کا نام لیکر ان کو پر افروختہ کر دیا کرتے ہیں اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ اکثریت قانون کے مخالف ہے حالانکہ مخالفین کی تعداد بہت تھوڑی ہے البتہ عوام کالانعام کو مذہب کے خطرے میں مبتلا کر اور تحفظ ناموس شریعت کا واسطہ دیکر مشتعل کر دیا گیا ہے اس کے مقابلہ پر تمام تعلیم یافتہ اور روشنخیال مسلمان اس قانون کے موئد اور حامی ہیں اگر عوام کو علیحدہ کر دیا جائے جن کی خود کوئی رائے نہیں ہے تو اکثریت حامیوں کی نکلے گی۔

بہرحال اب تک اس مسئلہ میں اختلاف رائے موجود ہے اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مخالفین کا طریق اختلاف شائستگی اور سنجیدگی کے بالکل خلاف ہے بیشک جو لوگ اس قانون کے خلاف ہیں انھیں اس کی پرزور مخالفت کرنی چاہیئے مگر اسکے معنے یہ نہیں کہ اظہار اختلاف کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو ہنگامہ خیز ہو اور مؤمنین کو ناشائستہ بدزبانی سے یاد کیا جائے اور ان پر تہمتیں تراشی جائیں اور ان کو گالیاں دی جائیں اور ان کو کافر اور بیدین کہا جائے اور ان کے دلائل کا جواب دلائل و براہین سے دینے کی بجائے ان پر ذاتی حملے کئے جائیں اور عوام کو ان کے خلاف بھڑکایا جائے یہ طریقہ کسی طرح مناسب نہیں ہے اس سے کبھی مسلمانوں کے اندر غور و فکر کرنے کا مادہ کبھی پیدا نہ ہوگا بلکہ اس کا نتیجہ یہ نکلیگا جو زیادہ بلند بانگ ہوگا اور مذہب کا نام لیکر اشتعال دلانے کی طاقت جس میں زیادہ ہوگی وہ عوام کو ہر اچھے سے اچھے اور مفید سے مفید مسئلہ میں خلاف کر دیگا۔

بہتر مفید اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص سنجیدگی و متانت کے ساتھ اس مسئلہ پر غور کرے اور اپنی رائے کو دلائل و براہین سے صحیح ثابت کرے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ عوام فریقین کے دلائل پر غور کر کے آزادانہ رائے قائم کرنے کی کوشش کرینگے اور عوام کے اندر غور و فکر کرنے کا مادہ پیدا ہوگا اور صحیح سمجھ کے کاموں میں حصہ لینے کی عادت پیدا ہوگی اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ قومی ملکی اور مذہبی مسائل میں صحیح رائے قائم کر سکیں گے اور موجودہ صورت میں تو قیامت تک عوام میں کوئی اہلیت و صلاحیت نہ پیدا ہوگی اور ہر شخص یا اشخاص عوام کو اپنے ساتھ کر لینگے جو جرب زبان اور بلند آہنگ ہوں گے اور عقل و خرد سے کام لینے کا شیوہ بکلی مسدود ہو جائے گا۔

فلسطین کا محشرستان

فلسطین کی مقدس سرزمین اس وقت سے فتنہ و فساد کا گہوارہ بنی ہوئی ہے جب سے جان بل کے قدم وہاں پہنچے ہیں اس سے قبل ترکوں کے زمانہ میں عرب عیسائی اور یہودی سب مل کر امن و اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے اور کسی قسم کا جھگڑا فساد نہ تھا مگر برطانیہ کے قبضہ کے بعد بالفور سکیم کے شرارہ نے خرمن امن و امان کو یکسر تباہ و برباد کر دیا، اس منحوس ظالمانہ اور خود غرضانہ اسکیم کی وجہ سے گذشتہ دنوں میں فساد ہو گیا تھا جس میں یہودیوں نے حکومت برطانیہ کی جانبداری اور یہود نوازی کا الزام لگایا چنانچہ اب اس کا ظہور اس طرح ہو رہا ہے کہ کوئی ہفتہ ایسا نہیں جاتا کہ عربوں کے پھانسی دیئے جانے کی اطلاعات موصول نہ ہوتی ہوں اور اس وقت تک ایک یہودی کو پھانسی نہیں ملی حالانکہ پچاس ساٹھ عرب جان سے مارے گئے تھے مگر غریب عربوں کا کون اس قدر سہارا ہے کہ اس کی کوئی پرسش ہی نہیں۔

جو فساد ہوا تھا اس کی تمام تر ذمہ داری وہاں کی انگریزی حکومت پر عاید ہوتی ہے کیونکہ وہ بالفور اسکیم کو شروع کر کے عربوں کو سفاد وطن سے خود وہ کیا جانا نہ ان کے اندر زار شاہی کے جذبات پیدا ہوتے یہ کس قدر ظلم ہے کہ جو لوگ ہزار ہا سال سے ایک جگہ رہتے ہیں ان کو حقوق سے محروم کر کے دنیا بھر کے آوارہ گرد یہودیوں کو وہاں لاکر بسایا جا رہا ہے اور اس طرح دائمی بغض و عناد کی تخم ریزی کی جا رہی ہے اور مقصد اس کا یہ ہے کہ فلسطین کی آزادی سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا جائے۔

انگریزوں کی پیہم ڈپلومیسی ہے جس نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو ان سے بدظن کر دیا ہے اور یہ خیال جاگزیں ہوتا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کی ریاست و ادارت کے ہر جگہ انگریز ہی سب سے بڑے مخالف ہیں۔

فلسطین کے مسلمان ہندوستان کے مسلمانوں سے امداد و اعانت کی اپیل کر رہے ہیں مگر اس غلامی و محکومی کے عالم میں مسلمانان ہند ان کی کیا مدد کر سکتے ہیں اصلی خرابی تو ساری غلامی کی ہے اگر آج ہندوستان کو آزاد کرا لیا جائے تو یہ تمام مشکلات دور ہو جائیں کیونکہ عراق فلسطین اور مصر وغیرہ کی محکومی ہندوستان کو محکوم رکھنے ہی کی غرض سے ہے اسلئے گر مسلمانان ہند اپنے اسلامی بھائیوں کی امداد کرنی چاہتے ہیں تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان کو جلد سے جلد آزاد کرائیں

خواتین کی علمائے سے بغاوت

اس خندہ کا عنوان علماء سے بغاوت اس لئے رکھا گیا ہے کہ دہلی کی مسلم خواتین نے جو ریزولیوشن منظور کئے ہیں آجکل کے ہمارے سنوی علماء یکقلم ان کے مخالف ہیں کانفرنس کو تمام اقوام کی خواتین کی تھی مگر متعصب رد یوشن ایسے اس کانفرنس میں پاس ہوئے جن کے علماء مخالف ہیں اور مسلم خواتین نے ان کی تحریک و تائید کی۔

مثلاً آنجہانی سارداایکٹ کے سنوی صاحبان سخت مخالف ہیں مگر اس کانفرنس میں مسلم خواتین ہی نے اس قانون کی موافقت میں ریزولیوشن پیش کیا اور اس کی

تائید مزید بھی ایک مسلم خاتون نے کی اور کسی ایک مسلم خاتون نے بھی اس کے خلاف رائے نہیں دی۔

اسی طرح پردہ کے خلاف بھی کانفرنس میں، الاتفاق ریزولیوشن پاس ہوا اور کثرت ازدواج کے خلاف بھی اور عورتوں کے خلع کا حق مانگا گیا۔

یہ تو دہلی کی لیڈیز کانفرنس میں ہوا حیدرآباد میں مسلم لیڈیز کانفرنس ہوئی اس میں بھی اسی قسم کے ریزولیوشن پاس ہوئے اور سارداایکٹ کی حمایت کرتے ہوئے حکومت نظام سے درخواست کی گئی کہ اسی قسم کا قانون مملکت نظام کے لئے بھی بنا دیا جائے علیگڈھ میں بھی اس قسم کا ایک خواتین کا جلسہ ہوا اور اس میں بھی ایسی ہی تجاویز منظور کیگئیں اور سارداایکٹ کی بڑی زور شور سے تائید کی گئی۔

علماء ان تجاویز کو بغاوت سے تعبیر کریں یا بیدینی سے مگر وہ خواتین کی آزادی کو روک نہیں سکتے اور اگر علماء کی تنگ خیالی اور سخت گیری یہی رہی تو اس کا نتیجہ یہ بیگانگی کہ وہ بالکل ہی آزاد ہو جائیگی اور نہ موم و مضرت رساں حد تک آزادی کی رو میں بہ جائیگی اس لئے علماء اگر چاہتے ہیں کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی بالکل آزاد نہ ہو جائیں تو ان کو اپنی تنگ خیالی اور سخت گیری میں کچھ نہ کچھ ترمیم کرنی پڑے گی اور عورتوں کے ساتھ نرمی برتے بغیر کام نہیں چلے گا۔

افغانستان

خدا کا شکر ہے کہ افغانستان کی حالت روز بروز بہتر ہوتی جاتی ہے اور ہر طرف امن و امان قائم ہوتا جا رہا ہے اور تمام قبائل اطاعت قبول کر رہے ہیں، اعلیحضرت جنرل نادر خاں جواب افغانستان کے بادشاہ منتخب ہوئے ہیں انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ جلد سے جلد افغانستان کو پھر از سر نو اپنی اصلی حالت پر لے آئیں تعلیم کی طرف فوری توجہ آپ نے مبذول کر دی ہے اور اسکول کالجز تاحال بھی کر دیا ہے، فوج کی از سر نو تنظیم بھی شروع کر دی ہے اور تمام ادارات کی تنظیم و تشکیل کا اعلان بھی کر دیا ہے، سکہ جاری ہو گیا ہے نادر شاہ کا نام اور فوجی جھنڈے کی تصویر مضروب ہے باغی و مفسد اشرار کا خاتمہ ہو گیا ہے اور گورنمنٹ برطانیہ اور روس نے آپ کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے اور جب سابق تباہ کن سفراء کو بھی منظور کر لیا ہے اور عنقریب ہر دو حکومتوں کے سفراء اور دیگر حکومتوں کے سفراء کا تقرر عمل میں آ جائیگا۔

ایک یہی خواہ افغانستان اس حالت کو دیکھکر احد تبارک و تعالیٰ کا شکر و سپاس ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس نے ایک اسلامی ملک کی گرتی ہوئی متاع حریت و استقلال اور امن کو پھر سے بحال کر دیا ورنہ اسکے جاہل و طماع باشندے اور مفسد ملانوں نے تو اس کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا ہی نہیں رکھا تھا۔

افسوس ہے کہ بعض اشخاص یا افراد اور بعض عاقبت نا اندیش اخبارات تک غازی نادر خاں کی مخالفت کر رہے ہیں اور غازی ممدوح کے خلاف ناپاک پروپیگنڈا کر رہے ہیں ہم نے مانا کہ احق اور مستحق ترہ غازی امان اللہ کو سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک نادر خاں کو تخت نہ قبول کرنا چاہیئے تھا مگر اب جبکہ ایک مسئلہ ہو گیا ہے اور افغانستان کے لوگوں نے اس صورت حال کو قبول اور تسلیم کر لیا ہے تو ہیر دوسری لوگوں کو خواہ مخواہ اس میں مداخلت نہ کرنی چاہیئے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ اس قسم کے چھوٹے بڑے سے ازسرنو افغانستان کے دوبارہ مصیبت میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو کیونکہ ابھی خانہ کو فرو ہوئے بہت تھوڑا عرصہ گذرا ہے اور طبائع میں ہنوز اشتعال موجود ہوگا سوال اشخاص و افراد کا نہیں ہے بلکہ افغانستان کی فلاح و بہبود کا سوال ہے اگر جنرل نادر خاں افغانستان کو منزل مقصود تک پہنچا سکتے ہیں تو ہمیں خواہ مخواہ ان الصبحی کا دامن نہ پکڑے رہنا چاہیئے۔

ہم اپنی اس رائے کا پہلے ہی اظہار کر چکے ہیں کہ جنرل نادر خاں کی عظمت اور ان کی ساری شہرت کو دوام اس صورت میں زیادہ ہوتا کہ وہ صرف افغانستان کے نجات دہندہ کی حیثیت سے تاریخ میں اپنا نام چھوڑ جاتے اور امان اللہ خاں کو پھر سے تخت پر متمکن کرتے مگر خدا معلوم ملک کے حالات کیا تھے اور جنرل موصوف کے سامنے کس قسم کی مشکلات اور دشواریاں تھیں کہ تخت قبول کرنے پر انکو مجبور ہونا پڑا یہ تو ہر شخص کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ نادر خاں اپنے وطن کا ایک فدا کار رفرز ندہے اس سے ناممکن ہے کہ وطن کے ساتھ غداری کا کوئی فعل سرزد ہو بہر حال اب افغانستان کی بہی خواہی کا یہ اقتضاء ہے کہ اس کو مزید مشکلات میں مبتلا نہ کیا جائے اور جو صورت پیدا ہو گئی ہے اس پر اسکا شکر ادا کیا جائے۔

ڈاکٹر اقبال کا پیغام

ہم اوپر ایک نوٹ لکھ چکے ہیں کہ جمعیتہ العلماء کے ارکان میں بھی پھوٹ پڑ چکی ہے اور باوجود یکہ سارداایکٹ کے سب مخالف ہیں مگر ذاتی غرض جاہ اور شہرت و نام آوری کے جذبہ سے مغلوب ہو کر یہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور مل جل کر کام کرنے پر رضامند نہیں ہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ کام کر رہے ہیں چنانچہ جمعیتہ العلماء نے الگ ایک مجلس تحفظ ناموس شریعت کے نام سے بنائی ہے جو سارداایکٹ کے خلاف کام کرے گی اور دوسری طرف مولانا محمد علی اور ان کے ساتھ مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی مولانا حسرت موہانی وغیرہ کان پور میں اس سارداایکٹ کے سلسلہ میں موثر کام اجلاس منعقد کر رہے ہیں کہ وفد کی ناکامی کے بعد اب کیا کریں اس کانفرنس کی صدارت کے لئے مولوی عبدالماجد بدایونی مولانا حسرت موہانی اور حافظ ہدایت حسین نے ڈاکٹر اقبال کو لکھا تھا کہ مولانا محمد علی نے صدارت کے لئے آپ کا نام تجویز کیا ہے براہ کرم تار کے ذریعہ قبولیت صدارت سے اطلاع دیجئے ڈاکٹر اقبال نے اس دعوت صدارت کا یہ جواب دیا ہے:-

"مجھے بہت افسوس ہے کہ میں آپ کی دعوت صدارت کو قبول نہیں کر سکتا۔ نیز کانفرنس جنوری سنہ کے آخر میں منعقد کی جائے"

ہمیں خوشی ہے کہ ڈاکٹر اقبال نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اس اختلاف و انتشار پر دونوں فریق کو ملامت کر دی ہے اور اس حقیقت کو ظاہر کر دیا ہے کہ جب آشا نیاز اور اتنی قربانی نہیں کر سکتے کہ باوجود اس امر کے کہ تم دونوں کے درمیان کوئی اصولی اختلاف یا عقیدہ کا فرق نہیں ہے پھر بھی اپنے اختلافات کو دور نہیں کر سکتے اور مل کر اتحاد ہو کر کام کرنے پر رضامند نہیں تو تم اپنا مقصد کیونکر حاصل کر سکتے ہو اور اصل مقصد کے لئے کیا قربانی کر سکتے ہو۔

اصل یہ ہے کہ ہر ایک فریق اپنا نام چاہتا ہے اور اس کی کوشش یہ ہے

کہ ملک میں اس کا دفتار بڑھے اور دوسرے کا گھٹے اور بنائے مخالفت طریق کار یا کوئی اصول و عقیدہ نہیں ہے بلکہ ذاتی کاوشیں اور کدورتیں ہیں طلب عز و جاہ کا دیہ ہے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی خواہش ہے۔ ایک فریق جمعیۃ العلما پر قبضہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور دوسرا اس کو بیدخل کر کے قبضہ جمانا چاہتا ہے ان حالات میں اصلاح و فلاح کی کیا توقع کی جا سکتی ہے اور صورت حال یہ ہے کہ جسقدر بظاہر اختلاف ہے اس سے ہزار گنا زیادہ دلوں میں مخالفت و عناد کا بیج ہے

ڈاکٹر اقبال نے ہمارے نزدیک نہایت اچھا کیا کہ کانفرنس کی صدارت سے انکار کر دیا جو محض جمعیۃ العلما کے توڑ پھوڑ کی جاری ہے ہم جمعیۃ العلما کے برسر اقتدار جماعت کا طرفدار نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک دونوں جماعتیں یکساں طور پر مستحق مذمت و ملامت ہیں کیونکہ دونوں ایک ہی قسم کے مذموم جذبات سے مغلوب ہیں ہر دو دلوں کی اندرونی حالت یکساں قابل اعتراض و لائق تقریر ہے۔

یہ کس قدر ظاہر ہے کہ ہر دو فریق کے بیان رہبری اصول عقیدہ اور مقصد میں متحد ہر تاریخ صدارتوں کی ہوس میں ایک دوسرے کے درپے انہدام ہیں بھلا ایسے لوگوں سے اصلاح و فلاح کی کیا امید کی جا سکتی ہے۔

لارڈ سنہا ترکوں کی نمائندگی

ترکوں اور ترکی حکومت کے متعلق ایک عرصہ سے مسلسل اور متواتر یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ موجودہ ترکی حکومت لامذہب ہے اور نہ صرف لامذہب ہے بلکہ مذہب کی دشمن ہے اس کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رہا اور بسبب اسکے کہ گیا کہ بعض اصلاحات ترکوں نے نافذ کیں اور مدارس عربیہ مساجد کے بعض حاموں و عطوں اور غالقا ہوں پر بعض پابندیاں عائد کر دی گئیں ہیں مثلاً وعظ دینے والوں کو کہہ سکیں گے جن کو حکومت سے سند ملے گی اور امامت بھی صرف سند یافتہ امام کر سکیں گے۔ یا اس میں حکومت کا منظور کردہ نصاب پڑھایا جائے گا اور خانقاہیں اس لئے بند کر دیگئیں کہ وہ حکومت کے خلاف سازش کرنے کی جگہ تھیں اور باطنی تحریکوں کی آماجگاہ کے طور پر کام کرتی تھیں۔

ان وجوہ کی بنا پر ترکوں کے دشمنوں نے ترکی حکومت کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کیا کہ اس نے مذہب کو تباہ کر دینے کا عزم بالجزم کر لیا ہے اور جیسا کہ ہر ملک کے قدامت پسند جدید اصلاحات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس سے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں ترکی کے قدامت پسندوں نے بھی ان اصلاحات کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔

گو حقیقت نفس الامری اس سے زیادہ نہ تھی کہ موجودہ حکومت نے کچھ اصلاحات نافذ کیں تھیں اور کچھ پابندیاں عائد کر دی ہیں اور جاہل و توہم پرست ملاؤں اور پیروں کی وساوس و مکائد سے محفوظ رہنے کیلئے مذہبی شعبہ بھی حکومت کے ماتحت کر لیا ہے چنانچہ ترکی حکومت کی ترکی پارلیمنٹ میں جو نیا میزانیہ یعنی آئندہ سال کے اخراجات کا بجٹ پیش کیا ہے اس سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ترک لامذہب نہیں بلکہ مذہب کی بیجا اور صحیح اسپرٹ ان کے اندر موجود ہے۔

آئندہ سال کے بجٹ میں حکومت ترکی نے مذہبی محکمے کے اخراجات کیلئے ۲۵ لاکھ ترکی پونڈ رکھے ہیں جو ڈھائی کروڑ روپیہ پڑتا ہے یہ ڈھائی کروڑ روپیہ

دنیاوی تعلیم پر خرچ نہیں ہوں گے کیونکہ تعلیم کا بجٹ علیحدہ ہے بلکہ خالص مذہبی تعلیم اور مذہبی امور مثلاً پیش اماموں کی تنخواہ مدرسین و واعظین کی تنخواہ اور مذہبی تعلیم کرنے والے طلباء کے وظائف میں صرف ہوں گے۔

کیا کوئی لامذہب حکومت ایسی بھی سنی گئی ہے جو کروروں روپیہ مذہب کے ادارہ کے لئے اپنے بجٹ میں منظور کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لامذہبی کا الزام محض افترا نہ و تہمت تراشی ہے اور اس غرض سے یہ پروپیگنڈا کیا گیا ہے اور کیا جاتا ہے تاکہ مسلمانان ہند کو ترکوں کے ساتھ کوئی ہمدردی اسلامی باقی نہ رہے اور وہ ترکوں اور ترکی حکومت سے متنفر اور بیزار ہو جائیں یہ کہنا کہ بعض امور میں ترکی حکومت کی روش سے . . . . ہمیں اختلاف ہے اور اس نے اعتدال سے آگے بڑھکر قدم رکھا ہے عین بجا کہ بعض مسائل میں ہندوستان کا مسلم تعلیم یافتہ طبقہ پردہ وغیرہ کا مخالف ہے یا یورپ کے اثر سے متاثر ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ترک اسلام سے برگشتہ اور ترکی حکومت مذہب کی دشمن ہے مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ وہ ہر چھوٹی بھی خبر پر آمنا و صدقنا کہہ دیا کریں بلکہ دشمنان اسلام کی چالوں کو سمجھنے کی کوشش کیا کریں۔

چاوڑی بازار سے رنڈیوں کا اخراج

دہلی میں ایک وسیع و پر رونق

بازار ہے جس کا نام چاوڑی بازار ہے اس بازار میں بالاخانوں پر طوائفیں اور رنڈیاں رہتی ہیں یہ بازار شہر کے وسط میں ہے اور علاوہ اس بازاری حسن کی وجہ رونق کے دوکانداروں کی وجہ سے بھی رونق رہتی ہے۔ لوہا کا غذ تانبے پیتل کے برتن الغرض بازار کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتے اور جتنے والوں کی بھی بہت سی دوکانیں ہیں غرضکہ یہ بازار دہلی کے پر رونق اور وسیع بازاروں میں سے ایک ہے دہلی کے ایک مشہور سخن فہم شاعر مولانا راسخ نے اس بازار کے متعلق فرمایا تھا کہ:۔

چاوڑی قاف ہے یا خلد بریں اے راسخ
غول پریوں کے تو حوروں کے پرے ملتے ہیں

اب دہلی میونسپلٹی نے اس بازار سے شاہان بازاری کے اخراج کا حکم صادر کر دیا اور یکم جون ۱۹۲۴ء تک کی مہلت دی ہے یعنی یکم جون کے بعد کوئی طوائف اس بازار میں نہ رہ سکیگی شہر کے دوسرے حصے ان کے لئے پہلے ہی ممنوع قرار دیئے جا چکے ہیں اب یہاں سے بھی ان کو نکلنا پڑے گا اور شہر کے آخری ویران حصوں میں ان کو رہنے کی اجازت دیگئی ہے۔

ہر شخص میونسپلٹی کے اس فیصلہ کو ابھی نظر سے دیکھیگا کہ شہر کو اس ناپاک طبقہ سے پاک کر دیا گیا مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس غرض سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے وہ وہ پوری بھی ہوگی یعنی کیا آئندہ نسل لوگ وہاں نہ جائینگے جہاں جا کر یہ آبادیوں گی حقیقت یہ ہے کہ مجرد کے بغیر ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ کیا نتیجہ نکلیگا ممکن ہے کہ جہاں جا کر اب یہ طبقہ آباد ہوگا جو گمنام وہ خالص انہی کا محلہ ہوگا اور وہاں جانے کے معنے ہونگے یہ لئے جائینگے کہ آدارگی ہی کے لئے آیا ہے لوگ اس طرف جاتے ہوئے ہچکچائینگے لیکن ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ چاوڑی بازار میں تو لوگ جاتے ہوئے ڈرتے تھے اور جان بچانے کا خوف دامنگیر رہتا تھا اور وہاں اس قسم کی کوئی گاڑی نہ ہوگی اور بیٹا پھر سکے جائے لگیں گے بہرحال مجرد کے بغیر

کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ ان ترکیبوں سے آوارگی کا انسداد مکمل طور پر نہیں ہوسکتا اگر اس خرابی کا انسداد مطلوب ہے تو اور زیادہ موثر ذرائع اختیار کرنا چاہئے جن سے ہر پیشہ ور کو باقاعدہ درخواست دینی پڑے اور باقاعدہ ڈاکٹری معائنہ کے بعد اسکو اجازت ملے اور ایسے قیامین بنائے جائیں کہ ہر چھ مہینہ پر اگر زنڈی ڈاکٹری معائنہ کرانے پر مجبور ہو اور اسی کے ساتھ ہر اگر زنڈی ایک رجسٹر رکھے جس میں اسکے یہاں آنے جانے والے اپنا نام و ولدیت پتہ اپنے قلم سے لکھیں اور دستخط کریں اور اگر کبھی تحقیقات سے معلوم ہو جائے کہ ان واجبات ضائع ہوئے ہیں تو طوائف کو بھی سزا دی جائے اور اس شخص کو بھی جو اپنے نام اور پتہ کی بجائے غلط نام اور پتہ تحریر کرے سزا دی جائے اور ہر مہینہ اس رجسٹر کو لیکر پیش کر دیا جایا کرے اس سے ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ کون کون سے لوگ زنڈی باز ہیں اور کون کس کے یہاں جاتا ہے اور اگر ایک محکمہ مقرر کر دیا جائے جو روزانہ ڈاکٹر کے معائنہ کیا کرے بلکہ اس سے زیادہ موثر طریقہ یہ ہوگا کہ ایسا قانون بنا دیا جائے کہ کوئی شخص کسی زنڈی کے یہاں شب باش نہ ہو سکے گا جب تک وہ پہلے ڈاکٹری معائنہ نہ کرالے اور ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ حاصل نہ کرلے اور اگر کوئی شخص کسی زنڈی کے ہاں دس بجے کے بعد پایا گیا تو زنڈی اور آوارہ شخص دونوں سزا کے مستحق ہوں گے۔

جب تک اس قسم کے سخت قوانین نافذ نہ ہوں گے آوارگی کا انسداد مشکل ہے کیونکہ آوارہ منش لوگ اس کی بجائے ہر جانہ کر دینگے کہ چائے بڑی بازار کی بجائے ٹٹیاں پان کی ٹٹری یا سرائے خلیل میں رہنے لگی ہیں اور وہاں جانے سے رسوائی اور بدنامی ہوگی۔

لیکن اس فیصلہ سے زنڈیوں میں خاصی کھلبلی مچ گئی ہے اور اپنی ڈیفنس کی تدابیر سوچ رہی ہوں گی اگر کہیں اس مقدمہ نے بھی سیتہ گرہ کی شکل لی تو یہ ایجی ٹیشن بہت دلچسپ ہو جائے گا اور ہمارے شہر کو بڑی مشکلات کا سامنا ہوگا۔

سارداایکٹ میں ترمیموں کی ضرورت

سارداایکٹ کے متعلق مولوی کے صفحات میں ابتک کسی موافق یا مخالف رائے کا اظہار نہیں کیا گیا بلکہ اس میں یہ کوشش کیگئی ہے کہ فریقین کے دلائل جمع کر دیئے جائیں تاکہ ہر شخص خود سوچ سمجھکر اور فریقین کے دلائل پر غور کرکے اپنی رائے قائم کرے رائے کے مطابق آزادی کے ساتھ عمل کرے اور ہمیں امید ہے کہ ناظرین مولوی اپنی ایک آزاد رائے قائم کرنے میں کامیاب ہو چکے ہوں گے۔

لیکن جس شد و مد کے ساتھ اس قانون کی مخالفت کی گئی ہے اس کا تقاضا یہ ضرور ہے کہ حکومت اس مسئلہ پر نظر ثانی کرے یہ تو ظاہر ہے کہ اس قانون سے حکومت کا منشا صرف اس قدر ہے کہ بلوغ سے قبل مقاربت نہ ہو کیونکہ مضرت رسانی اسی امر سے قبل بلوغ نکاح سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کے بعد مواجعت سے خرابی پیدا ہوتی ہے اور جو لوگ اس قانون کے مخالف ہیں وہ قبل بلوغ مقاربت کے حامی نہیں ہیں بلکہ جیسا کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب مدظلہ جیسے اعلم العلماء نے ایک بیان درج کیا ہے وہ قبل بلوغ کی مقاربت کو اور بعد بلوغ مستطیع سے مواجعت کو ناجائز بتلا چکے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ اس قانون کی مخالفت سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم صغر سنی کی شادیوں کے حامی ہیں بلکہ ہم کوشش کرینگے کہ بچپن کی شادی کا زواج دور ہو جائے اور حکومت کا بھی منشا یہی ہے۔

اس لئے بہتر ہوگا اگر حکومت ایسی ترمیموں پر غور کرے جس سے یہ مقصد یعنی قبل بلوغ مقاربت کا بھی سد باب ہو جائے اور مخالفین قانون بھی مطمئن ہو جائیں اگر حکومت اس کا خود دلت کر سکے کہ بلوغ سے قبل مقاربت نو دس سال کی لڑکی کے لئے تو مہلک ہے جو تشدد لگائی گئی ہے وہ آسانی سے اٹھائی جا سکتی ہے اور علماء مخالفین کا اختلاف دور ہو سکتا ہے۔

ہمارے نزدیک حکومت کو چاہیئے کہ وہ علماء کی ایک کانفرنس کرکے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کرے اور ان کے مشورہ سے کوئی ایسی صورت نکالے کہ وہ بھی مطمئن ہو جائیں اور مقصد بھی حاصل ہو جائے۔

اس کے علاوہ قانون کی بعض ایسی دفعات ہیں تو بغیر کانفرنس کے بھی آسانی سے دور کر دینی چاہئیں مثلاً قاضیوں کو سزا دینا کسی طرح مناسب نہیں بہت ممکن ہے کہ ان کو عمر کا علم نہ ہو اور وہ نکاح پڑھا دیں اور اس طرح بلاوجہ یہ سزا کے مستحق ٹھہریں جس طرح اگر کپل وگواہ کو بھی سزا سے قطعی مستثنیٰ کر دینا چاہئے اور ایسی ترمیم کر دینی چاہیئے کہ اگر کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ اس کے حالات اس قدر مجبور کن ہیں کہ قبل بلوغ نکاح اور رخصتی سب کچھ ضروری ہے تو ایسے شخص مستثنیٰ قرار دیئے جائیں۔

نیز حکومت کو چاہیئے کہ وہ فوراً ایک اعلان اس مضمون کا کرے کہ اس قانون کا اصلی اور حقیقی منشا عمر نکاح کی تحدید نہیں ہے بلکہ صغر سنی کی مقاربت کا انسداد اس قانون کا اصلی منشا ہے اور شریعت کے اس حکم میں مداخلت مقصود نہیں کہ نکاح نابالغہ جائز ہے بلکہ شریعت کے اس حکم کی گرفت سے تعمیل کرانی اس قانون کا مقصد ہے کہ نابالغہ سے اور غیر مستطیعہ سے مقاربت اور مواجعت کوئی نہ کر سکے۔

بہرحال ہمیں امید ہے کہ اگر حکومت علماء کے چند ممتاز نمائندوں کو بلا کر ان سے مشورہ کرے تو بہت ممکن ہے کوئی ایسی صورت نکل آئے جس سے علماء بھی مطمئن ہو جائیں اور حکومت کا بھی مقصد اصلاح پورا ہو جائے کیونکہ علماء آخر اپنی قوم کی اصلاح کے مخالف تو نہیں ہیں اور وہ خود بھی چاہتے ہیں گے کہ زنڈی اور مضر رسوم کی اصلاح ہو جیسا کہ مفتی کفایت اللہ صاحب کے بیان سے واضح ہوتا ہے۔

اسی کے ساتھ ہم مخالف و موافق علماء و دیگر حضرات سے درخواست کرینگے کہ وہ اپنے آپس کے اختلاف کو بھی دور کرنے کی تدبیر کریں کیونکہ ان کے اختلاف سے بیچارے عوام کو سخت مشکل اور شدید کشمکش میں مبتلا کر رکھا ہے ان کو چاہیئے کہ ایک ایسی کانفرنس کریں جو دو چار روز نہیں بلکہ اس وقت تک جاری رہے جب تک بحث و مباحثہ سے اچھی طرح مسائل منقح اور صاف نہ ہو جائیں اور جب تک ایک امر اور ایک نقطہ پر سب متفق نہ ہو جائیں اس وقت تک کانفرنس برخاست نہ ہو۔

گورنروں کی تقریریں

ہر سال سنیٹ اینڈ ریزرو کے ڈرامے کی ایک تقریب ہوا کرتی ہے اس موقع پر گورنر اور وائسرائے وغیرہ سیاسی و ملکی مسائل پر اظہار خیال کیا کرتے ہیں چنانچہ امسال بھی گذشتہ ہفتہ کو اس موقع پر خطبہ صوبوں کے گورنروں نے اور وائسرائے کے متعلق تقریریں کیں جو اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت اہم تھیں

گورنر بنگال نے کہا کہ سوائے انتہائی انتہا پسندوں کے سب لوگوں پر اس اعلان کا اچھا اثر ہوا ہے اور کلکتہ کانگریس کے ریزولوشن سے گورنمنٹ تو جو تشویش اور پریشانی تھی وہ رفع ہوگئی ہے کیونکہ کانگریسی لیڈران پر بھی اس کا عمدہ اثر ہوا ہے اور اسی کے ساتھ آپ نے فرمایا کہ امید ہے کہ لاہور کانگرس میں سنجیدہ طبقہ غالب آئیگا لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو پر امن سیاسی جذبات کے مظاہروں کے ساتھ فیاضی کا برتاؤ کرتے ہوئے حکومت ہر ایسی حالت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے جس سے کہ صوبہ کے امن میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسٹر سبھاش چندر بوس جو بنگال کی نوجوان پارٹی کے لیڈر ہیں اور اعلان سے مطمئن نہیں ہیں اور مکمل آزادی پر اصرار کر رہے ہیں ان کو دھمکی دیگئی ہے کہ اگر وہ باز نہ آئے تو حکومت پوری سختی سے کام لے گی۔

ہمارے نزدیک یہ دھمکی فضول ہے اگر حکومت نے نیک نیتی سے کام لیا تو کوئی اہم چیلنج پیدا نہ ہوگی اور اگر یہ اعلان یونہی نمائش ثابت ہوا تو جو لوگ آج مطمئن نظر آتے ہیں وہ سب سبھاش بابو کے ہمخیال ہو جائینگے کیونکہ اس وقت بھی مکمل آزادی خواہوں کی ملک میں اکثریت ہے اور حکومت نے سختی اور تشدد سے کام لیا تو سارا ملک ان کا ہمنوا ہو جائے گا۔

گورنر آسام نے اس موقع پر جو تقریر کی وہ گورنر بنگال سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہے اور اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ لارڈ برکنہیڈ اور اوڈوائر وغیرہ کے ٹائپ کے بزرگ ہیں۔

تقریر کے ابتدائی حصہ میں تو آپ نے ہندو مسلمانوں کو لڑانے کی کوشش کی ہے اسکے بعد وائسرائے کے اعلان کی شرح بیان فرمائی ہے کہ اس اعلان کے صرف یہ معنے ہیں کہ وائسرائے کے اعلان میں درجہ نوآبادیات کا جو ذکر کیا گیا ہے اس سے مقصود صرف اس قدر ہے کہ یہ بتلا دیا جائے کہ ہندوستان کا منتہائے مقصود نوآبادیات کے درجہ کی حکومت ہے اور اس اعلان سے اسکے حصول کی مدت میں ایک دن کی بھی کمی نہیں ہوئی۔

اس گل افشانی کا مطلب یہ ہے کہ وائسرائے کے اعلان سے اگر کسی کو یہ غلط فہمی ہوگئی ہو کہ حکومت ہندوستان کو نوآبادیات کے درجہ کی حکومت دینے کے لئے تیار ہے تو وہ اپنے دماغ سے اس سودائے خام کو نکال ڈالے اس اعلان کے معنے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں کہ آخری منزل مقصود کو بتلا دیا گیا ہے مگر اس کے حصول کی جو مدت ہے اس اعلان سے اس میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی اور وہ اپنے وقت ہی پر ملیگا اس سے پہلے نہیں مل سکتا۔

گورنر آسام ہمیں اچھے اور سچے آدمی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ آپکے دل میں جو کچھ تھا وہ آپ کی زبان پر آگیا دوسرے انگریز مدبرین کی طرح یہ نہیں کیا کہ زبان پر کچھ اور دل میں کچھ ایسے لوگ اچھے ہوتے ہیں اور ان سے کسی کو دھوکہ نہیں ہوتا اور نہ غلط فہمی میں پڑ کر کوئی نقصان اٹھا سکتا ہے آپ ان انگریزوں میں سے معلوم ہوتے ہیں جن کی یہ خواہش ہے کہ ہندوستان کبھی آزاد نہ ہو سکے اور جن کا عقیدہ یہ ہے کہ "دل تو امید ہی پر خوش ہوتا ہے اور اگر اسکی ضرورت ہی پڑ جائے تو ایسی امید دلاؤ جس کا پورا کرنا انگریزوں ہی کی مرضی پر منحصر ہو اور عملت کا کوئی سوال نہ ہو۔

اگر گورنر آسام کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہندوستانیوں نے وائسرائے کے اعلان سے اپنے منتہائے مقصود کو نہیں جانا بلکہ انھیں خود معلوم ہے اور اس اعلان سے پہلے سے معلوم ہے کہ ان کی منزل اور ان کا مقصود کیا ہے اور اس کے حصول کی مدت کا بھی انھیں علم ہے ان کو معلوم ہے کہ جب ان کے ہاتھ مضبوط ہو جائینگے تو وہ لمحوں میں اپنا مقصود حاصل کر لینگے پھر کوئی دوسری طاقت ان کو اس کے حاصل کرنے سے نہ روک سکیگی۔

گول میز کانفرنس کے مطالبات

جب سے وائسرائے نے گول میز کانفرنس کا اعلان کیا ہے اس وقت سے لوگوں میں عجیب پریشانی پھیلی ہوئی ہے اعلان کا تو ہر شخص خیر مقدم کر رہا ہے مگر اسی کے ساتھ ہر ایک جماعت حکومت سے یہ بھی مطالبہ کر رہی ہے کہ یہ کانفرنس اسی وقت کامیاب ہوگی جب اس کی قوم کے اصلی اور حقیقی نمائندے اس کانفرنس میں مدعو کئے جائینگے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنی قوم کے اصلی نمائندے وہی ہیں یا ان کے ہمخیال اور جو لوگ ان کے خیال اور رائے کے مخالف ہیں وہ اصلی نمائندے نہیں ہیں اس لئے ان کو نہ مدعو کیا جائے بلکہ ہر کو مدعو کیا جائے یہ کسی ایک جماعت کا حال نہیں ہے بلکہ ہر ایک جماعت یہی مطالبہ کر رہی ہے اور ہر اک شخص کا مطالبہ یہی ہے۔

سب سے پہلے کانگریس کی طرف سے دہلی میں لیڈران کی جو کانفرنس ہوئی اور اس نے جو اعلان نکالا اس میں دو مطالبے اس قسم کے کئے گئے ایک یہ کہ صحیح نمائندے منتخب کئے جائیں اور دوسرا مطالبہ یہ کہ کانگریس چونکہ سب سے بڑی جماعت ہے اس لئے اس کے نمائندوں کی غالب اکثریت کانفرنس میں ہونی چاہیئے اس کے بعد جس جماعت اور جس شخص نے بھی اس کانفرنس پر اظہار رائے کیا اس نے یہی کہا کہ صحیح نمائندے مدعو کئے جائیں اور صاف طور پر کہدیا کہ اصلی نمائندے بس وہی ہیں۔

اب ذرا غور فرمائیے کہ اگر حکومت ان سب کی باتوں اور مطالبوں پر عمل کرنا چاہے تو کس قدر اسکے راستے میں دشواری حائل ہو جائیگی۔ وہ اس مشکل میں پڑ جائے گی کہ کس کو مدعو کرے اور کس کو نہ کرے جو مدعو نہ کیا جائے گا اسی کو شکایت پیدا ہوگی وہ کہیگا کہ ہم اصلی نمائندے تھے ہمیں تو مدعو نہیں کیا گیا اور جو اپنی قوم کے اصلی ترجمان نہیں ہیں ان کو بلایا گیا ہے اسلئے یہ کانفرنس حقیقی نمائندہ کانفرنس نہیں ہے اور جو کچھ اس کانفرنس میں طے ہوگا ہم اس کو قبول نہیں کرینگے۔

اور اگر سب کو مدعو کیا جائے تو سینکڑوں آدمیوں تک نوبت پہنچ جائیگی اور ظاہر ہے کہ جس کانفرنس میں اس قدر کثرت سے آدمی ہوں گے وہ مختلف الخیال بھی ہوں گے وہ کیا کسی متحدہ نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

کاش اہل ہند متحد ہو کر اس کانفرنس میں جائیں تاکہ کوئی نتیجہ نکل سکے۔

مرقاۃ الخیر

ایک عرصہ سے یہ خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کیلئے لکھی گئی ہے۔ ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر اگر کوشش کرے تو چھ ماہ میں عربی سیکھ سکتا ہے اس کے تین حصے ہیں تینوں حصوں کی قیمت عہ ہے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(لبلد گذشتہ)

شرائط نماز

نماز پڑھنے سے پہلے سات چیزوں کی ضرورت ہے جن کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی ان کو شرائط نماز کہتے ہیں وہ یہ ہیں اول بدن کا پاک ہونا۔ دوسرے کپڑوں کا پاک ہونا تیسرے جگہ کا پاک ہونا۔ چوتھے ستر کا چھپانا۔ پانچویں نماز کا وقت ہونا چھٹے قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ساتویں نیت کرنا۔

بدن پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ بدن پر کسی طرح کی نجاست نہ ہو یعنی نماز پڑھنے والے کا جسم ہر طرح کی ناپاکی سے پاک ہو اور نماز سے پہلے ہر طرح کی ناپاکی کو دور کرنا نہایت اہم و اقدم فرض ہے اور نجاست کی حقیقی تین ہیں مثلاً نجاست حقیقی نجاست حکمی اور حدث اصغر اور حدث اکبر ان سب نجاستوں سے بدن پاک ہونا ضروری ہے۔

اور ان نجاستوں کی قسمیں یعنی حدث اکبر (موجبات غسل) اور حدث اصغر (نواقض وضو) اور ان سے پاک ہونے کا طریقہ اور نجاست حقیقیہ وغیرہ کو دور کرنے کا طریقہ یہ سب باتیں کتاب الطہارت میں شرح وبسط کے ساتھ لکھی جا چکی ہیں اس میں دیکھئے چند ضروری مسائل اس موقع پر بھی لکھے جاتے ہیں۔

تم نے ابھی پڑھا ہے کہ کپڑوں کا پاک ہونا نماز کی دوسری شرط ہے اس سلسلہ میں یہ یاد رکھو کہ کپڑوں کے پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ جو کپڑے کہ نماز پڑھنے والے کے بدن پر ہوں جیسے کرتہ پاجامہ ٹوپی۔ صافہ، اچکن، واسکٹ چسٹر کوٹ وغیرہ ان سب کا پاک ہونا ضروری ہے بعض ان میں سے کسی پر نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ نہ ہونا اور نجاست خفیفہ کا چوتھائی کپڑے تک نہ پہنچنا نماز جائز ہونے کے لئے شرط ہے بس اگر نجاست غلیظہ ایک درہم یا اس سے کم اور نجاست خفیفہ چوتھائی کپڑے سے کم لگی ہو تو نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔

اگر عمامہ کا ایک کنارہ ناپاک ہے مگر نماز پڑھنے والے نے اس کنارے کو الگ کر دیا اور دوسرے کنارے سے اوپا عمامہ باندھ لیا تو مسئلہ یہ ہے کہ جو کپڑا نمازی کے بدن سے ایسا تعلق رکھتا ہو کہ اس کے حرکت کرنے سے وہ بھی حرکت کرے ایسے کپڑے کا پاک ہونا شرط ہے پس اس صورت میں نماز نہ ہوگی کیونکہ نمازی کے ہلنے سے عمامہ ضرور ہلے گا۔ اسی سلسلہ میں یہ مسئلہ بھی سمجھ لو کہ اگر کوئی شخص کسی لمبی چادر یا چاندنی کا ایک سرا اوڑھکر نماز پڑھے اور اس کے دوسرے سرے میں نجاست ہے اور رکوع و سجود و قیام و قعود کی حالت میں نماز پڑھنے والے کی حرکت سے اس چادر یا چاندنی کے نجس حصے تک حرکت پہنچتی ہے تو نماز نہ ہوگی ہاں اگر نجس حصہ تک حرکت نہ پہنچے تو نماز ہو جائے گی جو کہ نماز ایک اہم ترین فرض اور افضل ترین عبادت ہے اسلئے اس کی ادائیگی میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔

اور اگر ایک شخص نے اپنے کو بے وضو گمان کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی پھر نماز پڑھنے کے بعد ظاہر ہوا کہ بے وضو نہ تھا اس کی نماز نہیں ہوئی اس کو دوبارہ پڑھنی چاہیے کیونکہ جب تک باوضو ہونے کا یقین نہ ہو نماز نہیں ہوتی اور اگر کوئی شخص کسی ایسے خیمے میں نماز پڑھے جس کی چھت نجس ہو اور اس نمازی کا سر چھت سے لگ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔

اور اگر نماز پڑھنے والے شخص کا کپڑا یا بدن اثنائے نماز میں یقیناً بالفعل ناپاک ہو گیا اور اتنی دیر ہو گئی جتنی دیر میں تین دفعہ سبحان اللہ کہہ سکتے ہیں تو اسکی نماز نہ ہوگی اور اگر نماز شروع کرتے وقت ہی کپڑا ناپاک تھا اور اسی حالت میں نماز کی نیت باندھ لی اور اللہ اکبر کہنے کے بعد اس کپڑے کو جدا کیا گیا تو نماز منعقد ہی نہیں ہوئی اس کو از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر نماز پڑھنے والے کا بدن کسی ایسے شخص کے بدن سے ملا رہا جس کو غسل کی حاجت تھی یا حیض و نفاس والی عورت کے بدن سے ملا رہا تو نماز ہو جائے گی اسی طرح اگر حالت نماز میں نمازی کے بدن نجس چڑیا یا کبوتر بیٹھ جائے تو نماز ہو جائے گی۔

اور جس جگہ نماز پڑھی جائے اسکے پاک ہونے سے مراد موضع سجود و قدم کا پاک ہونا ہے مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کے دونوں قدموں اور گھٹنوں اور ہاتھوں اور سجدے کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔

اور جس چیز پر نماز پڑھی جائے اور اگر اس کی دوسری جانب ناپاک ہو تو اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا لکڑی کے تختے یا بچھی ہوئی اینٹوں پر یا کسی اور ایسی ہی سخت یا موٹی چیز پر نماز پڑھ رہا ہو اور اس کا وہ رخ جس پر نماز پڑھ رہا ہے پاک ہے تو نماز ہو جائے گی دوسرا رخ ناپاک ہو تو کچھ حرج نہیں اور اگر پتلے کپڑے پر نماز پڑھی ہے اور اس کے دوسرے رخ پر نجاست لگی تو نماز درست نہ ہوگی۔

اور اگر کپڑا دہرا ہو اور اوپر والا پاک ہو اور نیچے والا ناپاک تو اسکے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر یہ دونوں اس میں سے ہوئے نہ ہوں اور اوپر والا اتنا موٹا ہو کہ نیچے کی نجاست کی بو یا رنگ معلوم نہ ہوتا ہو تو نماز جائز ہے اور اگر دونوں تہ کپڑے کی سلی ہوئی ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ اس پر نماز نہ پڑھے اور اگر کوئی شخص ناپاک زمین پر یا کپڑے پر یا فرش پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھ لے تو اگر اوپر والے کپڑے میں نیچے کی نجاست کی بو یا رنگ ظاہر نہ ہو تو نماز جائز ہے اور اگر رنگ یا بو ظاہر ہو تو نماز نہ ہوگی۔

اور اگر نماز کی جگہ پاک ہو لیکن کہیں آس پاس نجاست ہے اور اس کی

یونماز میں آتی ہے تو اس میں تو شک نہیں کہ نماز تو ہو جائے گی لیکن قصداً ایسی جگہ پر نماز پڑھنی بہتر نہیں کیونکہ اس سے حضورِ قلب میں فرق آتا ہے اگر نماز پڑھنے والے کے ایک پاؤں کے نیچے ایک درہم سے زیادہ نجاست ہو تو نماز نہ ہوگی اور اگر دونوں پاؤں کے نیچے تھوڑی تھوڑی نجاست ہے کہ جمع کرنے سے ایک درہم ہو جائے گی تب بھی نماز نہ ہوگی۔

اور اگر پیشانی کی جگہ پاک ہے یعنی جس جگہ پر پیشانی رکھی ہوئی ہے وہ پاک ہے اور جس جگہ ناک رکھی ہوئی ہے وہ ناپاک ہے تو نماز ہو جائے گی کیونکہ ناک ایک درہم سے کم جگہ پر رکھی جاتی ہے مگر بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اور اگر نماز پڑھتے وقت نماز پڑھنے والے کے لباس کا کوئی حصہ نجس زمین پر گر جائے تو مضر نہیں اسی طرح اگر سجدہ کرتے وقت دامن وغیرہ نجس زمین پر پڑتے ہوں تو کچھ حرج نہیں۔

اور ہم نے شروع میں لکھا ہے کہ نماز کی ایک شرط "ستر چھپانا" ہے اسکے متعلق بارگاہ تعالیٰ جل مجدہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے خذوا زینتکم عند کل مسجد یعنی ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو اور ارشاد ہے کہ ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا یعنی عورتیں مواضع زینت کو ظاہر نہ کریں مگر وہ کہ ظاہر ہیں ان آیات کی تفسیر میں سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب نماز پڑھو تو ہتھیلیوں اور چادر اوڑھو اور بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ان ارشادات کو پیش نظر رکھکر "ستر چھپانے" کے متعلق فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک اپنا بدن چھپانا فرض ہے اور یہ ایسا فرض ہے کہ نماز کے اندر بھی فرض ہے اور نماز کے باہر بھی فرض ہے اور عورت کو سوائے دونوں ہتھیلیوں کے اور پاؤں اور منہ کے تمام بدن ڈھانکنا فرض ہے اگرچہ عورت کو نماز میں منہ چھپانا فرض نہیں لیکن غیر مردوں کے سامنے بے پردہ کیلئے منہ کا بھی جائز نہیں۔

اور جو مقامات چھپانے کے قابل ہیں ان کو چھپانا ہر حال میں واجب ہے خواہ نماز میں ہو یا نہ ہو اور خواہ تنہا ہو یا کسی کے سامنے ہو مطلب یہ ہے کہ بلا کسی غرض صحیح "کے تنہائی میں بھی "خاص مقامات" کا کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے اور نماز میں تو "ستر چھپانا" بالاجماع فرض ہے یہانتک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی اور اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس نماز پڑھنے والے کے پاس اتنا کپڑا موجود ہے کہ وہ ستر چھپا سکتا ہے لیکن پھر بھی اس نے برہنہ ہو کر نماز پڑھی تو بالاجماع اس کی نماز نہ ہوگی۔

اگر حالت نماز میں کسی شخص کا چوتھائی عضو بلا قصد کھل جائے اور اتنی دیر کھلا رہے جتنی دیر میں تین بار "سبحان ربی العظیم" کہہ سکے تو نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر کھلتے ہی فوراً ڈھانک لیا تو نماز صحیح ہوگی۔

اور اگر حالت نماز میں کوئی شخص قصداً چوتھائی عضو کھولے تو عضو کھولتے ہی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو وہ سوکھی اور چیز سے بدن ڈھانکے خواہ درخت کے پتوں سے یا ٹاٹ سے اور جب کچھ بھی ستر ڈھانکنے کو نہ ملے تو مجبوراً برہنہ نماز پڑھ لے لیکن اس حالت میں بیٹھکر نماز پڑھنا اور رکوع اور سجدے کو اشارے سے ادا کرنا بہتر ہے۔

اور اتنا باریک کپڑا جس میں سے بدن چمکتا ہو ستر چھپانے کے لئے کافی نہیں اگر ایسا باریک کپڑا پہنکر کوئی شخص نماز پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔

اسی طرح اگر کوئی عورت ایسا باریک لباس پہنے کہ جس میں سے بدن چمکتا ہو یا ایسا دوپٹہ اوڑھے جس میں سے بالوں کی سیاہی چمکے تو اس کی بھی نماز نہ ہوگی۔

آجکل بعض فیشن پرست اشخاص کا یہ معمول ہے کہ وہ گرمی کے موسم میں اس قدر باریک دھوتی باندھتے ہیں جس میں سے سارا بدن ظاہر ہوتا ہے اور اسی سے نماز پڑھتے ہیں اس لباس سے نماز نہیں ہوتی اور ایسا لباس پہننا ناجائز ہے اور آجکل بعض عورتیں بھی اپنا حسن و جمال ظاہر کرنے کے لئے ایسا لباس پہنتی ہیں جس میں سے سارا بدن چمکتا ہے اور ایسے باریک دوپٹے اوڑھتی ہیں اور ایسی باریک ساڑھیاں باندھتی ہیں جن میں سے سارا بدن چمکتا ہے اور اسی لباس سے نماز پڑھنے کھڑی ہو جاتی ہیں اور اسی لباس میں غیر مردوں کے سامنے آجاتی ہیں یہ طریقہ کچھ فاحشہ عورتوں ہی میں نہیں بلکہ شرفاء کے گھرانوں میں دیکھنے میں آیا ہے پس معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسا لباس پہننا جس میں سے بدن چمکتا ہو حرام ہے اور اس سے نماز نہیں ہوتی اور علمائے متقدمین اور متاخرین سب کا یہ متفقہ فتویٰ ہے کہ وہ لباس جس میں سے بدن چمکتا ہو حرام ہے اور اس سے نماز نہیں ہوتی اور علمائے متقدمین اور متاخرین سب کا یہ متفقہ فتویٰ ہے کہ وہ لباس جس میں سے بدن چمکتا ہو علاوہ نماز کے بھی حرام ہے اور یاد رکھو بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں جو بدن سے اس قدر چپکے ہوئے ہوتے ہیں کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے ایسے پاجاموں کو پہنکر غیر مردوں کے سامنے آنے کی سخت ممانعت ہے اگر چست لباس سے نماز ہو جاتی ہے لیکن لوگوں کے سامنے ایسا چست لباس پہننا منع ہے اور چست لباس پہننے کے بعد عضو کی جو ہیئت نظر آتی ہے اس کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔

یہ مسئلہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک جسکا سب حصہ چھپانا فرض ہے اس سلسلے میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آجکل بعض اشخاص ایسا لباس پہنتے ہیں کہ جس میں سے گھٹنا اور رانیں باہر رہتی ہیں اس "نیم پاجامے" کا نام "نیکر" ہے اگر کوئی شخص اس کو پہن کر نماز پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی اور نماز کے باہر بھی اس کا پہننا حرام ہے اور بعض اشخاص تہبند اس طرح باندھتے ہیں اور پاجامہ اس طرح پہنتے ہیں کہ ناف سے نیچے پیڑو کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے اور اس حالت میں کرتہ ایسا باریک پہنتے ہیں کہ نیچے والوں کو پیڑو کا حصہ صاف نظر آتا ہے ایسا لباس پہننا بھی حرام ہے اور اس کو پہنکر نماز نہیں ہوتی اور بعض اشخاص ایسے بے غیرت بے حیا اور بیباک ہوتے ہیں کہ ہر وقت سب آدمیوں کے سامنے حتیٰ کہ عورتوں کے سامنے بھی گھٹنے اور رانیں کھولے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں اور چلتے پھرتے رہتے ہیں یہ بھی حرام ہے اور ہر شخص اپنے گھٹنے اور اپنی رانیں کھول کر بیٹھے رہنے یا چلنے پھرنے کا عادی ہے وہ فاسق ہے بخشیدہ اشخاص کو چاہیئے کہ وہ اس کو متنبہ کریں۔

اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ عورت کو سوائے دونوں ہتھیلیوں

ماتھہ یا پاؤں اور منہ کے تمام بدن ڈھانکنا فرض ہے اور یہ ایسا فرض ہے کہ نماز کے اندر بھی فرض ہے اور نماز کے باہر بھی فرض ہے اس سلسلے میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ عورت کو سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں ڈھانکنا بھی فرض ہے اور اگر کوئی عورت ایسا باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہے کہ جس میں سے بالوں کی سیاہی چمک رہی ہے تو اس دوپٹے سے اس کی نماز نہ ہوگی ہاں اگر اس نے اس باریک دوپٹے پر کوئی ایسا رومال ڈال لیا جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے تو نماز ہو جائے گی۔

اور اگر چہ عورت کو اپنا چہرہ ڈھانکنا فرض نہیں لیکن غیر مردوں کے سامنے بے پردہ کیلئے منہ آنا بھی جائز نہیں اور بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے منہ کھولنا منع ہے۔ اور غیر محرم عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور غیر محرم کو عورت کے جسم کو چھونا منع ہے۔ ہاں اگر مرض کی وجہ سے کسی بڑے کو نبض دکھانی جائے تو کچھ حرج نہیں۔

اگر کوئی عورت جہالت اور بے غیرتی اختیار کرے اور دونوں ہتھیلیوں اور پاؤں اور منہ کے سوا دیگر اعضا کو بے پردہ رکھے مثلاً کوئی ایسا لباس پہنے جس میں سے گھٹنے باہر رہیں تو شوہر کو بزرگوں کو چاہیئے کہ وہ نرمی کے ساتھ اس کو سمجھائیں اور باز نہ آئے تو تشدد کریں اور اگر وہ ران کھولے ہوئے ہے تو سختی سے منع کرنا چاہیئے لیکن مارنے کی اجازت نہیں ہاں اگر کوئی عورت اس قدر بے شرم ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کو کھولے ہوئے ہے تو جو شخص اس پر تشدد کر سکتا ہے مثلاً شوہر یا باپ یا حاکم اس کو حق حاصل ہے کہ وہ اول اس کو نرمی کے ساتھ سمجھائے اور اگر باز نہ آئے تو اس کو مارے اور اس پر تشدد کرے کیونکہ عریانی میں خطرہ ہے۔

اور عورتوں کے لئے لازم ہے کہ وہ حتی الامکان پردے کا اہتمام و انتظام کریں اور ان پانچ اعضاء کے سوا جن کا بیان گذر چکا ہے سارا بدن چھپائیں اور غیر مردوں کے سامنے منہ کھول کر نہ آئیں اور اپنی گردن اور گلا اور دونوں شانے اور دونوں بازو اور دونوں کہنیاں اور دونوں کلائیاں اور سینہ وغیرہ اچھی طرح چھپائیں اور اگر دونوں پستان ابھر چکے ہوں تو ان کو خاص طور پر پوشیدہ رکھنا چاہیئے کیونکہ ان کو خاص طور پر چھپانے کی تاکید کی گئی ہے اور اگر پستان ابھرے نہ ہوں اور سینے سے جدا عضو کی ہیئت پیدا نہ ہوئی ہو تو وہ سینے کے تابع ہیں سینے کے چھپانے میں وہ بھی چھپ جائینگے اور سینے سے لیکر پاؤں تک سب ہی اعضا چھپانے چاہئیں اور ہمیشہ لباس ایسا پہننا چاہیئے کہ اس میں سے بدن اور بازو اور پیٹ اور پیٹ اور رانیں اور پنڈلیاں نمایاں طور پر نظر نہ آئیں۔

اور اگر کسی شخص کے پاس ناف سے ٹخنوں تک اپنا جسم چھپانے کے لئے کوئی کپڑا نہ ہو اور انتظام بھی نہ ہو سکتا ہو اور ریشمی کپڑا ہو مجبور ہے تو فرض ہے کہ اسی سے جسم چھپائے اور ایسی ریشمی لباس میں نماز بھی پڑھے البتہ جائز لباس ہوتے کوئے مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی ہے ہاں مجبوری کی حالت میں پہننا جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص برہنہ اپنا سارا جسم معہ سر کے کسی ایک کپڑے میں چھپا کر نماز پڑھے تو نماز نہ ہوگی ہاں اگر سر باہر کھلا ہوا ہے تو ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی شخص کسی طرح کا کپڑا نہ ہونے کے باعث بحالت مجبوری برہنہ مٹھیکر نماز پڑھ رہا تھا اور کسی نے عاریتاً یا مستقل طور پر اس کو کوئی کپڑا دیدیا جس سے وہ اپنا سارا جسم چھپا سکتا ہے تو اس کی نماز جاتی رہی اب اس کو کپڑا پہنکر از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے کیونکہ اب مجبوری نہیں رہی۔

اور اگر کسی کے پاس لباس نہیں ہے۔ . . . . . ہے اور کسی نے کپڑا دینے کا وعدہ کیا ہے تو آخر وقت تک انتظار کرنا چاہیئے اور اگر نماز کے آخر وقت تک وعدہ پورا نہ ہو تو پھر برہنہ ہی نماز پڑھ لے اور اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے اور غالب گمان ہے کہ مانگنے سے عاریۃً دیدیگا تو مانگنا واجب ہے اگر نہ دے تو برہنہ ہی نماز پڑھ لے اور اگر برہنہ شخص کو کہیں سے ٹاٹ مل جائے یا ایسے درختوں کے پتے مل جائیں جن سے ستر چھپایا جا سکتا ہے تو ستر پوشی ضروری ہے برہنہ نہ پڑھے۔

اور اگر کسی شخص کے پاس زیادہ کپڑا نہیں ہے اور صرف اتنا ہی ہے کہ وہ بعض اعضاء کو چھپا سکتا ہے تو واجب ہے کہ سب سے پہلے شرمگاہوں کو چھپائے۔

اور اگر کسی شخص نے مجبوری کی حالت میں برہنہ نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد فوراً ہی کپڑا مل گیا جس سے وہ ستر چھپا سکتا ہے تو نماز کے اعادے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر کوئی شخص برہنہ ہو اور مجبور ہو اور اس کے پاس کوئی کپڑا نہ ہو جس سے وہ "ستر" کو چھپا سکے اور اس کو کوئی ایسا کپڑا مل جائے کہ جس کا چوتھائی حصہ پاک ہو اور باقی ناپاک ہو اور کوئی چیز ایسی بھی نہیں کہ جو اس کی نجاست کو دور کرے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ وہ مجبور شخص اسی کپڑے سے نماز پڑھے جس کا چوتھائی حصہ پاک ہے اور باقی ناپاک ہے اگر اس کپڑے کے ہوتے ہوئے وہ برہنہ نماز پڑھے گا تو نماز جائز نہ ہوگی اور اگر وہ کپڑا چوتھائی سے زیادہ ناپاک ہے یا بالکل ناپاک ہے تب بھی افضل یہی ہے کہ اس کو پہنکر نماز پڑھے اور برہنہ نہ پڑھے۔

نماز کی ایک شرط "استقبال قبلہ" بھی ہے "استقبال قبلہ" قبلے کی طرف منہ کرنے کو کہتے ہیں اور اس کے شرط نماز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا منہ قبلے کی طرف ہو اور سیدھوں کا قبلہ "خانہ کعبہ" ہے "خانہ کعبہ" ایک گھر ہے جو ملک عرب میں شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے خانہ کعبہ کو کعبتہ اللہ اور بیت الحرام بھی کہتے ہیں خانہ کعبہ ملک ہندوستان سے جانب مغرب ہے اور ہندوستان مکہ معظمہ سے مشرق کی طرف واقع ہے جب کوئی شخص نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے اور نماز کی نیت باندھے اور اگر کوئی شخص بیمار ہو اور اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہو اور اس میں اتنے کی بھی طاقت نہ ہو تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص موجود ہو جو بیمار کو قبلہ رخ کر سکتا ہو اور مریض کو زیادہ تکلیف ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور اگر دوسرا آدمی نہ ہو یا مریض کو سخت تکلیف ہوتی ہو تو جس طرف منہ ہو اسی طرف نماز پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(ترجمہ) اور جبکہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقاتلہ کرنے کے لئے مقامات پر جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب سن رہے اور سب جان رہے تھے

کافروں اور منافقوں کے بغض و عناد اور حسد کا ذکر کرنے کے بعد حق تبارک و تعالیٰ دو لڑائیوں کا ذکر فرماتا ہے جو مسلمانوں اور کافروں میں ہوئی تھیں تاکہ مسلمانوں کو ان کی عداوت کا یقین ہو جائے ارشاد ہے کہ اے رسول عربی! وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب تم جنگ احد میں صبح کے وقت اپنے گھر سے نکلے تھے اور مسلمانوں کو جبل احد پر ترتیب لڑائی کے مقامات میں جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے کوئی بات ایسی نہیں جو اس کے علم سے باہر ہو۔

ابن کثیر نے کہا ہے کہ اس آیت میں جنگ احد کا تذکرہ ہے جنگ احد کا حال یہ ہے کہ جب بدر کی لڑائی میں کفار کو سخت شکست ہوئی اور بڑے بڑے سردار مارے گئے تو کفار کو بے حد رنج ہوا اور انہوں نے اپنے مسکن پر پہنچ کر یہ فیصلہ کیا کہ جس طرح ممکن ہو اس شکست کا انتقام لیا جائے اور مسلمانوں کو تباہ کیا جائے۔ شوال ۳ھ ہجری میں تقریباً تین ہزار کافروں نے مسلمانوں پر چڑھائی کی اور جبل احد کے قریب فروکش ہوئے جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے مدافعت کی تیاری کی اور سات سو جانبازوں کو ساتھ لیکر میدان میں تشریف لائے آپ نے تیر اندازوں کی جماعت پہاڑ کی گھاٹیوں میں بٹھلا دی تاکہ کفار پیچھے سے نہ آجائیں جب لڑائی شروع ہوئی تو مسلمانوں نے نہایت عزم و استقلال کے ساتھ تھوڑی جماعت کے ہونے کے باوجود کفار کے ساتھ کافروں پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ کافروں نے پسپا ہونا اور بھاگنا شروع کیا یہ حال دیکھکر وہ مسلمان جن کو حضور انور نے پہاڑ کی گھاٹیوں میں بٹھایا تھا مال غنیمت لوٹنے کے لئے اپنی جگہ سے ہٹ گئے ان کا ہٹنا غضب ہو گیا کفار موقع پاکر پلٹ پڑے اور سخت مار دھاڑ ہوئی بڑے بڑے صحابہ اس معرکے میں شہید ہوئے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (حضور سرور عالم کے حقیقی چچا) بھی اسی لڑائی میں شہید ہوئے اور حضور کا دندان مبارک بھی اسی موقع پر شہید ہوا۔ مسلمانوں کے دو گروہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا مگر حق تعالیٰ نے ان کو استقلال عطا فرمایا۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۝

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(ترجمہ) جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت نہ ہار دیں اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور مسلمانوں کو تو بس اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہیئے۔

(اے رسول عربی! وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب تم میں سے دو گروہوں بنو سلمہ اور بنو حارثہ نے بزدلانہ کرنا چاہا لیکن قدم پیچھے نہ ہٹا سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا مددگار تھا اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں کیونکہ وہ حقیقی کفیل و کارساز اور حامی و مددگار ہے اس آیت کو پڑھنے کے بعد یہ خیال ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم کے رفیقوں میں بعض ایسے بزدل اور کم ہمت اشخاص بھی تھے جو میدان جہاد سے بھاگنا جائز سمجھتے تھے ظاہر ہے کہ اس قسم کے خیال سے صحابہ کرام کی سخت توہین ہوتی ہے جو کسی طرح جائز نہیں بایں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے واقعہ کے متعلق تاریخی شواہد پر غور کیا جائے تاکہ اصل حقیقت آشکارا ہو جائے تاریخ طبری تاریخ ابو الفداء اور دیگر تاریخوں میں لکھا ہے کہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ انصار کے دو قبیلے تھے جن کی وفاداری اور بہادری مشہور تھی اور انہوں نے اسلام کی حمایت و حفاظت میں جانبازانہ اور سرفروشانہ خدمات انجام دی تھیں جنگ احد میں جبان کی طرف سے ایک لمحے کے لئے بزدلی کا اظہار ہوا اور اس کا ایک خاص سبب تھا وہ یہ کہ جس وقت عبداللہ بن ابی منافق اعظم کے زمیقوں نے میدان جنگ سے مدینہ کی واپسی پر اصرار کیا اور یہ کہا کہ مدینے کی چہار دیواری میں محفوظ ہو کر لڑنا زیادہ بہتر ہے تو اس وقت بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے دل میں بھی مدینے کی واپسی کا خیال آیا تھا لیکن جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مدینے کی چہار دیواری میں محفوظ ہو کر لڑنا پسند نہیں کرتے بلکہ جبل احد کے قریب ہی مدافعت کریں گے تو بنو حارثہ اور بنو سلمہ کامل عزم و استقلال کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹ گئے اور انہوں نے اسلام کی حمایت میں شہید ہونے کی آرزو کی اس حقیقت کے واضح ہونے کے بعد شکوک و شبہات مٹ جاتے ہیں اور صحابہ کرام کی عظمت برقرار رہتی ہے اگر جنگ احد کے حالات پر غور کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ احد کی لڑائی کوئی معمولی لڑائی نہ تھی بلکہ سخت معرکہ کی لڑائی تھی جو صحابہ ایسے مشکل وقت حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم کے ساتھ رہے بڑے بڑے قدر کے احادیث میں ان کے بیشمار فضائل مذکور ہیں حق تعالیٰ ان کے ان اعمال میں ہم کو بھی خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابو سعید سے روایت کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو قبیلہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے مسلمانوں نے کہا کہ اس آیت

کے نازل ہونے سے ہم کو کچھ رنج نہیں پہنچا بلکہ ہم کو خوشی ہوئی کیونکہ اس آیت میں جہاں ہماری کوتاہی کا ذکر ہے وہاں یہ بھی ارشاد ہے وَاللّٰہُ وَلِیُّہُمَا (اور اللہ ان کا مددگار تھا) اس آیت میں حق تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اپنی دوستداری کا ذکر فرمایا ہے اور یہ وہ شرف و عزت ہے جس کی آرزو اور تمنا ہمارے قلوب میں تھی۔ والحمد علی ذلک۔ کچھ شک نہیں کہ بعض منافقوں کے اقوال سُنکر ہم نے مدینے کی واپسی کا ارادہ کیا تھا اور یہ ہماری کوتاہی تھی لیکن حق تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمارے قلوب کو تقویت دی اور ہم کو راہ راست پر قائم اور ثابت قدم رکھا ہم خوش ہیں کہ ہمارے رب نے ہمارے حق میں یہ فرمایا کہ کیں ان کا مددگار تھا۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝

(ترجمہ) اور یہ بات محقق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سروسامان تھے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم شکر گزار ہو جبکہ آپ مسلمانوں سے فرما رہے تھے کیا تمہارے لئے یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جاویں گے۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم مستقل رہو گے اور متقی رہو گے اور یہ لوگ تم پر ایک دم سے آ پہنچیں گے تو تمہارا رب تمہاری امداد فرمائے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ تمہارے لئے بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہیں حکیم ہیں تاکہ کفار میں سے ایک گروہ کو ہلاک کر دے یا ان کو ذلیل و خوار کر دے پھر وہ ناکام لوٹ جاویں۔"

اب واقعہ بدر کا بیان فرمایا جاتا ہے کہ باوجودیکہ تم اس وقت بہت تھوڑے تھے مگر حق تعالیٰ نے تم کو فتح عنایت فرمائی۔ اور اے رسول! جنگ بدر کا وہ واقعہ بھی یاد کرو جبکہ آپ مسلمانوں سے یوں کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ امر کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار آسمان سے تین ہزار فرشتے بھیجکر تمہاری مدد کرے یقین کرو کہ تمہارا رب تمہارے لئے کافی ہے اور اگر تم ثابت قدم رہو اور تقوے پر قائم رہو اور دشمن تم پر ایک دم چڑھ آئیں تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جو ایک خاص حالت میں ہوں گے اور اللہ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ تمہارے لئے غلبہ کی بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دل کو قرار ہو اور تائید و حمایت تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے اور اللہ نے یہ مدد اس لئے کی کہ کافروں کو کچھ کمر دے یا ایسا ذلیل کرے کہ وہ ناکام یا نامراد واپس چلے جائیں اور ان کا غرور خاک میں مل جائے۔

واقعہ بدر کی تفصیل یہ ہے کہ سنہ ۲ ہجری میں مکے کے بت پرستوں کا ایک قافلہ شام کے ملک سے مکے کو واپس جا رہا تھا اس قافلہ کے ساتھ تجارت کا بہت کچھ ساز و سامان تھا اور عام طور پر یہ خبر مشہور تھی کہ جب یہ قافلہ اپنے مستقر پر پہنچ جائے گا تو اعلیٰ پیمانہ پر جنگ کی تیاریاں کی جائینگی اور مسلمانوں پر زبردست حملہ کیا جائے گا اس خبر کو سنکر بعض دور اندیش مسلمانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس قافلہ کو قید کر لیا جائے ابھی ارادے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچنے پائے تھے کہ ہر طرف یہ افواہ مشہور ہوگئی کہ مسلمانوں نے قافلہ کو قید کر لیا اور مال وزر لوٹ لیا اس افواہ کے مشہور ہونے پر مشرکین مکہ نے ایک ہزار آدمیوں کا لشکر تیار کیا اور مسلمانوں پر زبردست حملہ کرنا چاہا حضور سرور عالم نے جب اس تیاری کا حال سنا تو تین سو تیرہ صحابہ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے ادھر مکے کے بت پرستوں کا لشکر روانہ ہوا اور بدر کے مقام پر جو پانی کے چند سیل کے فاصلہ پر ہے دونوں لشکر قیام پذیر ہوئے۔ اللہ اللہ کیا عجیب منظر تھا ایک طرف دشمنان حق کا جرار لشکر اپنی طاقت و شوکت پر نازاں تھا دوسری طرف اللہ کے وفادار بندوں کی ایک مختصر جماعت اپنے خالق و مالک کے حضور میں پست بدعا تھی آخر معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ اہل کفر بآواز بلند کہتے تھے کہ ہم مالدار ہیں طاقتور ہیں پورے ساز و سامان کے ساتھ اپنے گھر سے آئے ہیں کون ہے جو ہم پر غالب آسکے اور کون ہے جو ہم کو شکست دے سکے؟ اہل اسلام بظاہر کمزور تھے، غریب تھے، درماندہ تھے اور بے سروسامان تھے لیکن اپنے قادر و قیوم قدوس پروردگار پر بھروسہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حق کا بول بالا ہو گا جنگ ہوتی رہی کبھی اہل کفر غالب ہو جاتے تھے اور کبھی اہل اسلام آخر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور اہل کفر کا غرور اور گھمنڈ خاک میں مل گیا وہ مغلوب ہوئے اور بری طرح مغلوب ہوئے مشرکین کے بڑے بڑے سردار ابوجہل وغیرہ مارے گئے اور بہت سے آدمی قید ہوئے۔

بعض مخالفین اسلام اس آیت پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا کیا سبب ہے کہ خدا نے بدر کے دن تو فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد کی اور احد کے دن انہیں اس مدد سے محروم رکھا اور بدر کے دن جو فرشتے میدان جنگ میں آئے تھے وہ کس صورت میں آئے تھے انسانی صورت میں تھے یا کسی اور صورت میں؟ اور اس کا کیا سبب ہے کہ سورہ انفال میں تو یہ فرمایا ہے کہ ہم نے بدر کے دن ایک ہزار فرشتوں سے مدد کی اور اس موقع پر تین ہزار اور پانچ ہزار کا ذکر ہے کلام الٰہی میں یہ اختلاف کیسا؟ کیا (نعوذ باللہ) خدا کا حافظہ بھی کچھ کمزور ہے۔

مخالفین اسلام کا یہ اعتراض بظاہر نہایت اہم اور باوزن معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت انتہائی کمزور اور مہمل ہے اور ازراہ نادانی ہی مبنی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بدر کے دن مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور وہ بالکل بے سروسامان تھے اور اس دن اُن کے دلوں میں سوائے اسکے کہ

دین حق کی حمایت وحفاظت کریں اور امن قائم کریں اور فتنہ وفساد کو مٹائیں اور اللہ کی خوشنودی حاصل کریں اور کسی چیز کی طمع نہ تھی پس باری تعالیٰ نے فرشتوں سے ان کی مدد کی اور مسلمانوں کے دل میں جو عزم واستقلال اور صدق و اخلاص تھا اس کی برکت سے ان کی رجلیں ترقی کرکے اعلیٰ مرتبے پر پہنچ گئیں یہانتک کہ انہوں نے ارواح ملائکہ سے قوت کے قبول کرنے کی استعداد حاصل کرلی اور جنگ احد کے موقع پر ان کی حالت برعکس تھی ان کی تعداد کثیر تھی وہ سپہ سردسامان نہ تھے ان کو اپنی طاقت وقوت پر گھمنڈ تھا اور وہ لڑائی کے موقع پر تفرقہ کی وجہ سے باہر ہوگئے تھے یعنی مال وزر کی طمع میں رسول کے حکم پر قائم نہ رہے تھے جنگ کے اصلی محاذ کو چھوڑ کر اور ہر ہال نعمت تلاش کرتے تھے ان اسباب کی بنا پر ان کی روحانی کی استعداد ضعیف ہوگئی اور وہ ارواح ملائکہ سے قوت کے قبول کرنے کی استعداد حاصل نہ کرسکے اور ان کو شکست ہوئی اور بدر کے دن ارواح ملائکہ کی نصرت کا ظہور اس صورت میں ہوا کہ قبل اسکے کہ کوئی مسلم مجاہد کسی مقابل کے کافر پر حملہ کرے وہ خود بخود مرجاتا تھا

اور اکثر مسلمانوں نے یہ بھی دیکھا کہ چند کفار تلواریں بلند کرکے مسلمانوں کی طرف لپکے ہیں اور اسی اثنا میں حیرت انگیز طور پر ان کے سر تن سے جدا ہوکر گر پڑے۔ اور واقعہ بدر کے ذکر میں سورۂ انفال میں جو فرشتوں کی تعداد ایک ہزار بیان کی گئی ہے اور اس موقع پر تین ہزار اور پانچ ہزار کا ذکر ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے حق تعالیٰ نے مجاہدین اسلام سے ایک ہزار فرشتوں کی مدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا پھر جب حضور سرور عالم کو یہ اطلاع پہنچی کہ کفار مکہ کئی ہزار کا لشکر مقام بدر میں اتارنا چاہتے ہیں تو اس خبر کو سنکر مسلمانوں کے دلوں میں خوف وہراس پیدا ہوا تب حضور اکرم نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی اور حق تعالیٰ نے تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کی مدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا اور اس وعدے سے مسلمانوں کو اطمینان ہوگیا پھر جب بدر میں مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا اور اہل مکہ کو اپنے قریبوں کے شکست کھانے کی اطلاع پہنچی تو لشکر مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا تھا وہ وہیں چلا گیا اس لئے مسلمانوں کو ہزار فرشتوں سے زیادہ فرشتوں کی مدد کی ضرورت نہ رہی یہ ایک محققانہ جواب ہے جو انصاف پسند دل کے اطمینان کیلئے کافی ہے۔

سلسلہ تعلیم الاسلام

مسلمان بچوں کی تعلیم کے ابتدائی زمانہ میں مذہبی تعلیم پر کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا اسلئے عام طور پر مسلمانوں کے نونہال اسلامی عقائد مذہبی احکام سے ناواقف رہتے ہیں اور کبھی اوقات دشمنان اسلام کے تمسک اور شبہات کا جواب دینے کے بجائے خود شکوک وشبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

اسلام ایک کامل ومکمل مذہب ہے دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام سے زیادہ عقل کے موافق ستھرا اور پاک وصاف کوئی دوسرا مذہب نہیں لیکن اس کی تعلیم کا ذیادہ تر ذخیرہ عربی زبان میں ہے اور اس زمانہ کی ضروریات نے مسلمانوں کو عام طور پر عربی کی تعلیم کی طرف سے غافل کردیا ہے۔

چونکہ ہمیں اردو زبان میں بچوں کی اسلامی تعلیم کے لئے لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی کی عبارت مشکل کسی میں بچوں کی طبیعت اور ذہن کے لحاظ سے مضامین کی ترتیب نہیں رکھی گئی ہے کسی میں اختصار اس قدر کیا گیا کہ پڑھنے سے کافی مذہبی معلومات حاصل نہیں ہوتیں کسی میں عقائد اسلامیہ نہیں ہیں بعض اس قدر طویل کردی گئی ہیں کہ انگریزی مدارس کے پڑھنے والے طلباء ان کو تحمل نہیں کرسکتے کیونکہ ان کو مذہبی تعلیم کے لئے بہت تھوڑا وقت ملتا ہے۔

خدا تعالےٰ جزائے خیر دے حضرت فاضل اہل علامہ اکمل مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کو کہ انہوں نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضروریات کا لحاظ فرمایا کران کے لئے تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی نصاب تیار کرنا شروع کردیا ہے حضرت مولانا مفتی صاحب کے نامنامی سے ہندوستان کے اہل علم اور علماء بھی طرح واقف ہیں کیونکہ دہلی کے ایک اسلامی درسگاہ کے صدر مدرس ہونے کے علاوہ سولہ سترہ سال سے افتاء کا کام بھی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں اور اطراف ہندوستان سے بکثرت فتوے آپکے پاس آتے ہیں پس مولانا ممدوح کا وسیع تجربہ اور آپ کی انشاپردازی کا کمال اور خداداد ذہن وذکاوت ہی سلسلہ اسلامی کی خوبی اور مفید ہونے کے ضامن ہیں پھر یہی اس سلسلہ کے صرف دو نمبر ہی شایع ہوئے تھے کہ اہل رنگون اور مسلمان برما نے بہت پسند کرکے اپنے ملک کے اکثر قومی اسکولوں میں سے داخل کرالیا اور ہزاروں کی تعداد میں منگا لیا چنانچہ اب تک نامہ نہیں ولاکھ سے زیادہ چھپ چکے ہیں اس سے زیادہ مقبول ہونے کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ تعلیم الاسلام میں مضامین اور عبارت کی ترتیب بچوں کی سمجھ کے موافق رکھی گئی ہے اور ہر آئندہ نمبر میں گذشتہ نمبر کے اعتبار سے الفاظ وعبارت اور مضامین کے لحاظ سے ترقی کی گئی ہے جو بچوں کے اخلاق وعادات پر بہت اثر ڈالنے والے الفاظ سے بہر حال یا گیا ہے اور حتی الامکان ایسے مسائل جو بچوں کی سمجھ کے لائق نہیں یا ان کے سامنے بیان کرنے مناسب نہیں ابتدائی نمبروں میں نہیں لکھے گئے۔

تعلیم الاسلام کے مسائل میں سوائے نمبر ایک کے ہر رسالہ کے دو حصے کردیئے گئے ہیں پہلے حصے میں اسلامی عقائد اور دیگر ضروری معلومات نہایت دلنشیں عبارت اور عمدہ طریقہ پر درج کئے گئے ہیں اور دوسرے شعبہ میں اسلامی ارکان کا مناسب حصہ شامل کیا گیا ہے نمبر ۴ تک تمام مضامین سوال وجواب کے طور پر لکھے گئے ہیں تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور وہ اچھی طرح یاد کرلیں ان رسالوں کے شروع کرنے سے پہلے بچوں کے لئے ایک قاعدہ لکھا گیا ہے جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے پسند کیا گیا ہے اب تک اس سلسلہ کے چار لاکھ تیار ہوچکے ہیں قاعدہ ان کے علاوہ ۴ نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے نماز روزہ زکوٰۃ کے مسائل آگئے ہیں عقائد میں توحید الٰہی آسمانی ملائکہ رسالت معجزات صحابہ کرام اولیاء اللہ کرامات، قیامت، تقدیر ایمان اعمال صالحہ شرک وکفر بدعات وغیرہ کا بیان

قیمت مکمل سیٹ عہ علاوہ محصول ڈاک - حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

لطائف الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

من اعان طالبعلم بقلم واحد اعطاہ اللہ تعالیٰ ثواب مثل جبل احد۔

"یعنی اگر کوئی شخص کسی طالبعلم کی ایک قلم سے بھی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ احد کے پہاڑ کے برابر ثواب عطا فرمائینگے"۔

اس حدیث میں ایک طرف علم کی فضیلت دوسری طرف حصول علم کی اہمیت اور تیسری طرف علم حاصل کرنے والوں کی امداد و اعانت کی ضرورت بتلائی گئی ہے اور مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ حصول تعلیم میں پوری کوشش کریں اور جو علم حاصل کرنا چاہیں یا کر رہے ہوں ان کی پوری پوری امداد کریں۔

ایک اور حدیث میں ہے من انفق درھما علی طالبعلم فکانما انفق جبل احد درھما فی سبیل اللہ یعنی جس نے طالبعلم پر ایک درہم بھی خرچ کیا تو گویا اس نے جبل احد کے برابر سونا اسکے راستے میں خیرات کیا۔

پہلی حدیث میں بتلایا گیا تھا کہ اگر اور کچھ نہیں تو ضروریات تعلیمی ہی مہیا کرکے طالبعلموں کی مدد کرنی چاہیئے مثلاً دوات قلم کتابیں کاغذ وغیرہ اور دوسری حدیث میں کہا نے پینے کی ضروریات مہیا کرنے کی بھی تاکید کیگئی ہے اور مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ طلبا کو فکر رزق سے بے نیاز کر دیں تاکہ اطمینان سے علم حاصل کر سکے۔

ایک تیسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ من اعان عالما او متعلما ولو بقلم کسر وتا وقسطاس فکانما بنی الکعبۃ سبعین صا تو جس نے کسی عالم یا طالبعلم کی مدد کی خواہ ایک ٹوٹے ہوئے قلم اور کاغذ کے ایک ٹکڑہ ہی سے یہ مدد کیوں نہ کی ہو تو گویا اس نے ستر دفعہ خانہ کعبہ کو تعمیر کیا

اس حدیث میں طالبعلم اور متعلم یعنی علم حاصل کرنے والے طالبعلم دونوں کی امداد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اس کو اس قدر ثواب کا کام بتلایا گیا ہے کہ گویا ستر دفعہ خانہ کعبہ کی تعمیر کی اس سے زیادہ ثواب کا کام اور کونسا ہو سکتا ہے اور ہر کی تینوں حدیثوں کو غور سے پڑھنا چاہیئے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ حصول علم کی تاکید اور حصول علم میں مسلمان بچوں کی امداد کی ترغیب کس تدر دلائی گئی ہے اور طلبا کی امداد و اعانت کرنا کتنے بڑے ثواب کی بات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ طلبا کی مدد کرنا اور حصول تعلیم میں آسانیاں پیدا کرنا اور اس میں خرچ کرنا صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اگر ہم کسی طالبعلم کو مدد دیکر تعلیم دلا دیں تو اس کا فائدہ مستقلاً جاری رہے گا اگر اس طالبعلم نے علم دین حاصل کیا ہے تو ساری عمر لوگوں کو علم دین کی تعلیم دیتا رہے گا لوگوں کو دین کی باتیں بتلائے گا اس کے وعظ و پند سے لوگ دیندار بنیں گے اچھے اعمال کرینگے بہت سے لوگ بداعمالی سے تائب ہوں گے وہ خود نیک عمل کرے گا اس کا ثواب مدد کرنے والے کو بھی ملیگا اور اگر اس شخص نے کسی اور کو علم دین پڑھا دیا تو وہ جس قدر نیک کام کرے گا اس کے نیک کاموں کے ثواب میں بھی اس کو حصہ ملیگا غرضکہ یہ سلسلہ جب تک جاری رہے گا اس کے نامہ اعمال میں نیکیوں اور ثواب کا اضافہ ہوتا رہے گا۔

اور اگر ہم نے کسی ایسے طالبعلم کی مدد کی جو دنیاوی علوم حاصل کرتا تھا تو اس صورت میں بھی وہ حصول علم کے بعد جب روپیہ کمائے گا اور اس سے اپنے اہل و عیال کی مدد کرے گا یا کسی نیک کام میں مالی امداد دے گا یا خیرات و صدقات میں روپیہ صرف کریگا تو اس کے ان کاموں کا ثواب بھی ہم کو ملے گا۔

اب ہمیں اپنے مصارف اور اخراجات کو دیکھنا چاہیئے کہ کن کن مدوں پر ہم روپیہ صرف کرتے ہیں اور ہر تعلیمی اخراجات کو دیکھنا چاہیئے کہ اس میں ہی کچھ خرچ کرتے ہیں یا نہیں اگر طلبا کی امداد میں ہماری جیب میں سے کچھ نہیں نکلتا تو اج ہی سے بقدر گنجائش کچھ نہ کچھ رقم تعلیمی سہولت مسلمانوں کو بہم پہنچانے کے لئے مقرر کر دینی چاہیئے۔

اس زمانہ میں انفرادی طور پر امداد کچھ زیادہ مفید نہیں ہوتی اس لئے بہتر صورت یہ ہے کہ مسلمانوں کے جیدار سوسائٹی قائم ہیں ان کو امدادی رقم بھیجدی جائے جہاں سینکڑوں مسلمان بچے تعلیم پاتے ہیں مثلاً ندوۃ العلما مدرسہ دیوبند جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی وغیرہ یا کسی طالبعلم کو وظیفہ دیکر ان مدارس میں تعلیم دلانی چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ صدقہ اور خیرات کا بہترین مصرف آجکل یہی ہے کہ مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے آسانی پیدا کی جائے پس ان احادیث سے ہمیں سبق لینا چاہیئے اور تعلیمی کاموں میں مدد دیکر ثواب عظیم اور اجر جسیم حاصل کرنا چاہیئے۔

اول مایحاسبہ بہ العبد یوم القیامۃ بعد التوحید عن الصلوۃ بندہ سے قیامت کے دن توحید کے بعد سب سے پہلے جس امر کی نسبت بازپرس کی جائے گی وہ نماز ہوگی اسی حدیث قدسی کی اس شعر میں اشارہ کیا گیا ہے۔

روز محشر کہ جانگداز بود اولیں پرسش نماز بود

اس حدیث سے نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ جس فرض کی نسبت قیامت میں سب سے پہلے حساب لیا جائے گا اس کے ادا کرنے میں وہ غفلت تو نہیں کرتے۔

دوسری حدیث ہے الصلوۃ عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے ترک کیا تو گویا دین کو برباد کر دیا۔

جس عبادت کو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم دین کا ستون فرمائیں

اور اس کے ادا کرنے کو قیامت دین اور اس کے ترک کو برباد دین سے تعبیر فرمائیں اس کی اہمیت و فضلت کا کیا کہنا ہے۔

اب فرد انار پڑھنے کے فضائل بھی سن لیجئے رسول اللہ کا ارشاد ہو من صلی صلوۃ الفجر مع الجماعۃ کانما حج مع آدم علیہ السلام عشرین حجۃ جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ بیس حج کئے و من صلی صلوۃ الظہر مع الجماعۃ کانما حج مع ابراہیم علیہ السلام اربعین حجۃ جس نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی تو گویا اس نے حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ چالیس حج کئے و من صلی صلوۃ عصر مع الجماعۃ فکان حج مع یونس علیہ السلام ستین حجۃ جس نے عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ ساٹھ حج کئے و من صلی صلوۃ المغرب مع الجماعۃ فکانما حج مع محمد ﷺ مائۃ حجۃ اور جس نے مغرب کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو حج کئے۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے من صلی مع الجماعۃ اربعین یوما لم تفتہ رکعۃ کتب اللہ تعالی لہ براءۃ من النار و براءۃ من النفاق یعنی چالیس دن تک جو شخص مسلسل نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اور کبھی قضا نہ ہونے دے تو اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے اور نفاق سے نجات لکھ دیگا یعنی نہ تو آتش دوزخ کے عذاب میں وہ مبتلا ہوگا اور نہ مرض نفاق میں وہ گرفتار ہوگا مگر یہ اسی صورت میں ہوگا جب انسان نماز جماعت پر مداومت اختیار کرے یہ نہیں کہ ایک دفعہ چالیس دن تک نماز باجماعت کا اہتمام کرے اور پھر چھوڑ دے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہوا ہے من صلی صلوۃ الصبح ثم جلس یذکر اللہ تعالیٰ حتی تطلع الشمس اعطاہ اللہ تعالیٰ فی الفردوس قصرا من ذھب وفضۃ یعنی جو شخص صبح کی نماز پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھا رہا اللہ کا ذکر کرتا رہے تو خدائے بزرگ اس کو فردوس بریں میں سونے اور چاندی کا محل عطا کرے گا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے انما مثل صلوۃ الخمس کمثل ماء جار علی باب احدکم یغتسل منہ کل یوم خمس مرات ھل یبقی علیہ وسخ قالوا لا یا رسول اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذلک الصلوۃ یغتسل اللہ بھا ذنوب حضورؐ نے فرمایا کہ پانچوں وقت کی نماز کی مثال بہتے ہوئے پانی کی سی ہے جو کسی شخص کے دروازہ پر ہو اور وہ شخص اس نہر پانی میں پانچ مرتبہ روزانہ غسل کیا کرے آپ نے پوچھا کہ کیا ایسے شخص کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہرگز نہیں تو حضورؐ نے فرمایا کہ اسی طرح نماز گناہوں کو دور کرتی ہے۔

دیکھئے کیسے بلیغ انداز میں آقائے دو جہاں نے نماز کی ضرورت و اہمیت جتلائی ہے فی الواقع جب انسان اپنے مالک اور پیدا کرنے والے خداوند خلاق حضور میں دن میں پانچ مرتبہ حاضر ہوں گے اور پانچ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھ بندگی و عبودیت کا سر جھکائینگے تو کیونکر ممکن ہے کہ اس شخص سے گناہ سرزد ہوں اسلئے اول تو گناہ ہی بہت کم ہوں گے کیونکہ نماز کے متعلق ارشاد خداوندی یہ ہے کہ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز انسان کو فحش اور ان افعال سے باز رکھتی ہے جن سے خدا اور اس کے رسول نے باز رہنے کا حکم دیا ہے مطلب یہ ہے کہ فحش اور گناہوں کے کاموں سے نماز انسان کو بچاتی ہے پس ثابت ہوا کہ نماز انسان کو گناہ سے بچاتی ہے اور اس کے علاوہ سابقہ گناہوں کو دور بھی کرتی ہے۔

ایک اور حدیث ہے من حفظ علی صلوۃ الخمس باسباغ الوضوء وقیامھا وقیامھا ورکوعھا وسجودھا ویعرف حقھا حرم اللہ تعالیٰ جسدہ علی النار

یعنی جو شخص پنجگانہ نمازوں کی حفاظت کرے اس طرح کہ وضو اچھی طرح کرے اچھی طرح قیام اور رکوع اور سجدہ کرے تو اللہ اس کے جسم پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دے گا۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ من حفظ علی صلوۃ الخمس کانت لہ نجاۃ یوم القیمۃ ونور وبرھان وامان یعنی جو شخص پنجوقتہ نمازوں کی حفاظت کریگا یعنی قضا نہ ہونے دیگا قیامت کے دن اس کو نجات ہوگی اور وہ امان میں ہوگا اور نور و برہان ہوگا۔

مذکورہ بالا احادیث سے نماز کی فضیلت اسکے ثواب اور اس کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز باجماعت کی کس قدر تاکید فرمائی ہے اور کس قدر ترغیب دلائی ہے لیکن اگر کوئی اسا بدبخت ہے جو نماز کے فضائل اس کے اجر و ثواب اور ترغیب و تاکید سے بھی نماز کی جانب متوجہ نہیں ہوتا اور غفلت میں پڑا ہوا نماز سے اعراض کرتا ہے تو اس کو تہدید و تعذیب کی احادیث کو بھی سن لینا چاہئے ارشاد ہوتا ہے

من ترک الصلوۃ عامدا او متعمدا الا التی فی النار ثمانین حقبا والحقب ثمانون سنۃ والسنۃ ثمانون شھرا والشھر ثمانون یوما والیوم ثمانون ساعۃ والساعۃ الف سنۃ من عوام اللہ نیا جو شخص قصداً اور جان بوجھکر نماز ترک کریگا وہ اسی حقبہ تک کے لئے دوزخ میں ڈالا جائے گا حقبہ کی مدت اسی برس کی ہوگی اور ہر برس اسی مہینہ کا ہوگا اور ہر مہینہ اسی دن کا ہوگا اور ہر دن اسی گھنٹہ کا ہوگا اور گھنٹہ ہزار برس کا ہوگا اس کے یہ معنے ہوئے کہ قصداً ترک صلوۃ چالیس ارب چھیانوے کروڑ برس کے لئے دوزخ میں ڈالا جاویگا کس قدر سخت سزا ہے۔

ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ من ترک صلوۃ الفجر تبرء منہ الایمان ومن ترک صلوۃ الظھر تبرأ منہ الانبیاء ومن ترک صلوۃ العصر تبرأ منہ الملائکۃ المقربون ومن ترک صلوۃ المغرب تبرء منہ القران ومن ترک صلوۃ العشاء تبرء منہ الرحمن یعنی جس نے صبح کی نماز چھوڑ دی اس سے ایمان بری ہو جاتا ہے اور جس نے ظہر کی نماز ترک کر دی اس سے انبیاء بری ہو جاتے ہیں اور جو شخص عصر کی نماز چھوڑ دیتا ہے اس سے مقرب فرشتے بری ہو جاتے ہیں اور جو شخص مغرب کی نماز ترک کر دیتا ہے اس سے قرآن بری ہو جاتا ہے اور جس شخص نے عشاء کی نماز چھوڑ دی اس نے خدائے رحمٰن و رحیم بری ہو جاتا ہے۔

آداب معاشرت

نکاح

نکاح کرنا راہ دین میں داخل ہے جیسا کہ کھانا کھانا اور جیسا کہ راہ دین میں انسان کے وجود کو حیات و بقا کی حاجت ہے اور زندگی بغیر کھانے پینے کے ممکن نہیں سے ایسا ہی انسان اور اس کی جنس کی بقا کی حاجت ہے اور یہ بغیر نکاح کے ممکن نہیں ہو پس نکاح وجود کی اصل کا اور طعام وجود کی بقا کا سبب ہے اللہ تعالیٰ نے نکاح کو اسی لئے مباح کیا ہے شہوت کے لئے نہیں کیا بلکہ شہوت اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ موکل و مستقاضی ہو اور خلق سے نکاح کرے تاکہ دین کے راستہ پر چلنے والے پیدا ہوں اور دین کی راہ پر چلیں کیونکہ تمام مخلوق کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی جن اور انسان عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جتنے آدمی زیادہ ہوتے ہیں درگاہ الٰہی کے بندے بھی زیادہ ہوتے ہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی امت زیادہ ہوتی ہے اسی لئے رسول صلعم نے فرمایا کہ نکاح کرو تاکہ تعداد میں بڑھ جاؤ اور میں قیامت کے دن دوسرے پیغمبروں کی امت سے زیادہ فخر کروں حتیٰ کہ اس بچے پر بھی فخر کروں جو اس کے پیٹ سے پیدا ہو پس جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ اولاد بڑھے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے اسے بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے اور اسی لئے باپ کا حق زیادہ اور استاد کا حق زیادہ تر ہے کیونکہ باپ وجود کا سبب ہے اور استاد دین کی شناخت کا سبب اسی وجہ سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ نفل کی عبادت میں مشغول ہونے سے نکاح کرنا زیادہ افضل ہے اور جب معلوم ہو گیا کہ نکاح راہ دین میں ہے تو اس کے آداب کی شرح جاننا ضروری ہے۔

نکاح کے فوائد

نکاح کے سبب سے چار طرح کا ثواب ہے (۱) انسانی وجود اور بقائے نسل کے لئے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے کوشش کرتا رہے گا جب کوئی زمین کاما لک قابل زراعت زمین اور عمدہ بیج اپنے غلام کو دے، بیلوں کی جوڑی اور زراعت کے آلات اس کے سپرد کرے اور کسی موکل کو اس کے ساتھ بھیجے کہ اس کو زراعت میں لگائے تقاضا جان لیگا کہ اس سے مالک کا مقصد کیا ہے اگرچہ مالک زبان سے اسے نہ کہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رحم بچا کیا اور اولاد کی مباشرت دیا اور اولاد کا تخم مردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے سینہ میں پیدا کیا اور شہوت کو مرد و عورت پر مکمل کر دیا اب یہ بات پوشیدہ نہ رہی کہ اس کا مقصد کیا ہے جب کوئی شخص تخم نسل تلف کرے اور موکل کو بہانے سے اپنے پاس سے دفع کرے تو وہ فطرت کے مقصد کے راستہ سے پھر رہے گا اسی لئے بزرگان سلف عورت کے مرنے کو بڑا نقصان سمجھتے تھے

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں کوشش کی جاوے تاکہ ان کی امت زیادہ ہو کہ اس سے آپ فخر کرینگے۔ بانجھ عورت سے نکاح کرنے کی ممانعت کی گئی ہے کہ اس سے بچہ پیدا نہیں ہوتا اور کہا ہے کہ گھر میں بوریا بچھا رکھنا بانجھ عورت سے بہتر ہے اور کہا کہ بدصورت عورت جننے والی خوبصورت بانجھ عورت سے بہتر ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ نکاح شہوت کی غرض سے نہیں ہے کیونکہ شہوت کے لئے تو خوبصورت بدصورت عورت سے بہتر ہے۔

(۳) اولاد سے دعا حاصل ہوتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب آدمی کا ثواب منقطع نہیں ہوتا ان میں سے ایک اولاد ہے کہ اس کی دعا موت کے بعد ہمیشہ رہتی ہے اور باپ کو پہنچتی ہے۔

(۴) اولاد ہو کر باپ کے سامنے مرجائے تاکہ وہ اس مصیبت کا رنج سہے اور اولاد اس کی شفاعت کرنے والی ہو کیونکہ رسول صلعم فرماتے ہیں کہ بچہ کو بہشت میں بلانے کے لئے کہا جائے گا وہ قدم دانہ دہ میں مبتلا ہو کر کہیگا کہ بغیر ماں باپ کے میں بہشت میں نہ جاؤں گا رسول اللہ صلعم نے کسی شخص کا کپڑا پکڑ کھینچا اور فرمایا کہ جس طرح میں تجھے کھینچتا ہوں اسی طرح بچہ اپنے ماں باپ کو کھینچے گا حدیث شریف میں آیا ہے کہ بچے بہشت کے دروازے پر جمع ہو کر فریاد و زاری کریں گے اور ماں باپ کو طلب کریں گے حتیٰ کہ ان کو حکم ہوگا کہ لوگوں کے درمیان جاؤ اور ہر ایک اپنے ماں باپ کو پکڑ کر بہشت میں لیجائے ایک بزرگ نکاح سے خوف کرتے تھے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت کا میدان ہے اور مخلوق پیاس سے بلک رہی ہے بچوں کا ایک گروہ پیالے ہاتھ میں لئے ہوئے پانی دیتے تھے ایک جماعت نے ان سے پانی مانگا انہوں نے نہ دیا اور کہا کہ تمہارا ہمارے درمیان کوئی بچہ نہیں ہے جب خواب سے بیدار ہوئے تو اسی وقت نکاح کر لیا۔

فائدہ دوم

نکاح کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اپنے دین کو مستحکم کرے اور شہوت کو روکے جو شیطان کا ہتھیار ہے اسی لئے رسول صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے نکاح کر لیا اپنا آدھا دین مضبوط کر لیا چنانچہ نکاح نہ کرنے کا غالب گمان یہ ہے کہ وہ اپنی آنکھ کو نظر سے اور دل کو وسوسہ سے نہیں بچا سکتا اگرچہ شرمگاہ کو محفوظ رکھے لیکن نکاح اولاد کی نیت سے کرے کہ خدا کو یہی محبوب ہے اس کی فرمانبرداری شہوت فرو کرنے سے نہیں ہوتی شہوت کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ متقاضی ہو اگرچہ اس میں اور بھی حکمتیں ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اس میں لذت رکھی گئی ہے تاکہ وہ آخرت کی لذت کی مثال ہو جیسا کہ آگ اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ اس کا رنج آخرت کے رنج کا نمونہ ہو ہر چند کہ یہ لذت و رنج آخرت کے مقابلہ میں کمتر ہے مگر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں

فائدہ سوم

عورتوں کو دیکھنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور ان کے ساتھ بیٹھنے اور نکاح کرنے سے دل کو ایک قسم کی راحت ملتی ہے اور اس آسائش سے عبادت و عبادت کی رغبت تازہ ہوتی ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت و آسائش کی بیماری دل سے مٹ کر اس سے دل اندھا ہو جاتا ہے ایک وقت ایسا ہوتا کہ رسول صلعم کو اپنے مکاشفات میں اتنا عظیم کام پڑتا تاکہ آپ کا دل اس کا متحمل نہ ہوتا آپ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ کلمینی یا عائشۃ

اے عائشہ مجھ سے باتیں کر اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کو باتیں کرنے سے وحی کا بار اٹھانے کی طاقت ہو اور جب آپ کو بھر اس عالم میں لے آتے اور آپ فرماتے حبیب الی من دنیاکم ثلث الطیب و النساء و قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی اللہ تعالےٰ نے دنیا سے تین چیزوں کو میرا محبوب کیا ہے خوشبو، عورتیں اور نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک۔

نماز کی تخصیص کا مطلب یہ ہے کہ نماز میری آنکھوں کی روشنی ہے اور خوشبو اور عورتیں جسم کی آسائش ہیں تاکہ اس کی قوت نماز کو پہنچے اور نماز میں آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو یہی وجہ تھی کہ رسول صلعم دنیا کا کمال جمع کرنے سے منع کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ دنیا کے بعد ہم کیا چیز اختیار کریں فرمایا لیتخذ احدکم لسانا ذاکرا و قلبا شاکرا و زوجۃ مومنۃ یعنی تم میں سے ہر ایک ذکر کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل اور ایمان والی عورت اختیار کرے۔

فائدہ چہارم عورت گھر کی نگہداری کرے، کھانا پکانا، مونا اور صفائی کے کام ہر کفایت کرے کیونکہ اگر مرد اس میں مشغول ہوگا تو علم و عمل اور عبادت اور کسب و معیشت سے رہ جائے گا اسی لئے عورت راہ دین کی معاون ہوتی ہے ابوسلیمان دارانی نے اسی وجہ سے کہا ہے کہ نیک عورت دنیا سے نہیں ہے آخرت سے ہے یعنی مجھے فارغ رکھتی ہے کہ آخرت کے کام میں مشغول ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعد شائستہ عورت سے زیادہ افضل نعمت کوئی نہیں ہے۔

فائدہ پنجم عورتوں کے اخلاق پر صبر کرنا ان کی ضروریات کا بہم پہنچانا اور شرع کے راستہ پر ان کی حفاظت کرنا مجاہدہ کے افسر بلکہیں ہو سکتا یہ مجاہدہ افضل ترین عبادت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عیال کو لقمہ دینا صدقہ سے افضل ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ فرزند و عیال کے لئے حلال روزی بہم پہنچانا ابدال کا کام ہے

ابن المبارک کہتے ہیں کہ جس شخص کے اہل و فرزند ہوں اور وہ ان کو اچھی طرح رکھے اور جب رات کی نیند سے بیدار ہو بچوں کو ننگا و بھوکا دیکھ کر ان کو کپڑا اٹھائے تو اس کا وہ کام غزوہ سے زیادہ افضل ہے۔

بشر حافی رح نے کہا کہ احمد حنبل رح کی تین فضیلتیں ایسی ہیں جو مجھ میں نہیں ہیں اول یہ کہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے حلال روزی تلاش کرتے ہیں اور میں اپنے لئے کرتا ہوں ایک حدیث میں آیا ہے کہ تمام گناہوں میں سے ایک گناہ ایسا ہے کہ جس کا بدلہ سوائے عیال کا رنج کھینچنے کے کوئی نہیں ہے ایک بزرگ کی بیوی فوت ہو گئی ہر چند لوگوں نے اتنے نکاح کے لئے کہا مگر اس نے رغبت نہ کی کہ تنہائی میں دل حاضر اور ہمت جمع رہتی ہے ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور آدمیوں کی ایک جماعت ایک دوسرے کے پیچھے نیچے اترتی تھی اور ہوا میں جاتی تھی جب اس کے پاس پہنچی پہلے آدمی نے کہا کہ یہ وہی شوم آدمی ہے دوسرے نے کہا ہاں۔ تیسرے نے کہا وہ مرد شوم ہے۔ چوتھے نے کہا ہاں وہ ان کے خوف سے دریافت کرنے سے ڈرا ان کے پیچھے ایک رسّا تھا اس کو کہا کہ یہ شوم کس کو کہتے ہیں اس نے کہا کہ تم کو کیونکہ اس سے پہلے تیرے اعمال مجاہدین کے اعمال میں آسمان تک لائے جاتے تھے اب ایک ہفتہ ہوا کہ تجھے مجاہدین میں سے باہر نکالا گیا ہے مجھے معلوم نہیں کہ تو نے کیا کیا ہے۔ جب خواب سے بیدار ہوا تو فوراً نکاح کر لیا اور مجاہدین میں داخل ہو گیا۔ یہ نکاح کے فائدے ہیں اور اسی وجہ سے نکاح کی طرف رغبت کرنی چاہیئے۔

محبوب عاشق کے قدموں پر

یعنی محبت کے دو عمل

عمل ۱ اسفلی مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی۔ صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر ہو خطا نہیں کی۔ جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے۔ اس لئے میں خدا کو حاظر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر یہ دکاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ امیر و غریب سب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش برا معلوم ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتلائیں گے طلب فرمائیں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے اور دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے پڑھنا ہوتا ہے۔ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے ہدیہ صرف پانچ روپے (۵ر)

عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی و چند دیگر اذکار کا عمل ہے جو صرف ایک سطر ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں۔ سات دن میں اشارہ مطلوب مسخر ہو جائے گا ہدیہ صرف دو روپے (۲ر)

عمل ۳ برائے ترقی روزگار عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ امید کی قدرت کا رشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنے نظرانہ ہے (دھ) ایک روپے چار آنے میں کسی آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں جن آدمیوں کے لئے اجازت درکار ہو ان کا نام لکھنا ضروری ہیں ان تینوں عملوں کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف و خطر نہیں ہے کسی قسم کا پرہیز ہے نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانا پڑتا ہے جو صاحب عمل ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب کریں گے ان سے ہدیہ دونوں عملوں کا صرف چھ روپے (۶ر) لیا جائے گا اگر بذریعہ منی آڈر روپے روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف بذریعہ رجسٹری یا دی پی لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔ **پتہ کا پتہ فضل شاہ عامل۔ دہلی۔**

بہشت کے پھول جس کے ذریعہ مرد و عورت کی دو درخ نما زندگی بہشتی زندگی سے تبدیل ہو سکتی ہے حوالہ اخبار دیکر مفت منگائیے پتہ یہ ہے رفیق الملک حکیم عبدالرحمٰن ٹرسٹ شاہجہاں پور

تحفہ رجب المرجب

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز کا ذکر خیر

(از جناب مولانا مولوی ریاست علی صاحب ندوی)

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھلبیتہ واولیاء امتہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

امابعد۔ برادران اسلام! اس سے قبل ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ میں میں حضرت پیران پیر دستگیر غوث الاعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات پیش کرچکا ہوں اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ رجب المرجب میں حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اختصار کے ساتھ پیش کروں۔ امید ہے کہ معزز برادران اسلام ان حالات کو نہایت دلچسپی سے پڑھیں گے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ

برادران ملت! حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سید حسینی ہیں چنانچہ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح پر ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ ابن حضرت مولانا سید غیاث الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید احمد حسین سنجری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید نجم الدین طاہر رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت خواجہ عبدالعزیز حسین رحمۃ اللہ ابن حضرت محمد مہدی رحمۃ اللہ ابن حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام نقی رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ابن حضرت سید السا جدین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن حضرت سید الشہداء شہید دشت کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام العالمین سیدنا شیر خدا مشکلٹ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

حضرت خواجہ کی ولادت

آپ نواح سیستان کے قصبہ سنجر میں بتاریخ ۱۴ رجب المرجب ۵۳۷ھ کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت تولد ہوئے اور وہیں آپ نے نشو ونما بھی پائی۔

آپ کے والدین کی رحلت

ابھی آپ کی عمر کے پندرہ سال بھی پورے نہ ہونے پائے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا غیاث الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا اور اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے اس جہان فانی سے طرف سے عالم جاودانی کو رخ فرمایا حضرت مولانا سید غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ ملک اور زر و مال چھوڑا تھا آپ اس کے جائز مالک ہوگئے۔

فقر کی ابتدا

یوں تو آپ مادرزاد ولی پیدا ہی ہوئے تھے اس پر سونے پر سہاگہ یہ واقعہ ہوا کہ ایک دن آپ اپنے انگور کے باغ میں جو آپ کو وراثتاً ملا تھا تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضرت ابراہیم مجذوب رحمۃ اللہ علیہ باغ میں تشریف لائے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بڑی تعظیم وتکریم کی اور باغ سے انگور توڑ کر ان کی ضیافت کی اس کے عوض میں حضرت ابراہیم مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہوکر اپنی کملی میں سے ایک کھلی کی ٹکڑا نکالا اور اس کو اپنے لعاب دہن سے تر کرکے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیا آپ نے وہ کھلی نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ لیکر کھالی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ تمام علائق دنیاوی سے منتشر ہوگئے اور کل مال ودولت خدا کی راہ میں فقراء و مساکین کو تقسیم کردیا اور اپنے وطن مالوف یعنی قصبہ سنجر کو خیرباد کہکر طلب مولا میں چل کھڑے ہوئے آخر کار بعد طے منازل وقطع مراحل تھوڑے عرصہ میں آپ بخارا پہنچے جہاں دونوں مخزن علوم بنا ہوا تھا یہاں آپ نے حضرت حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن شریف حفظ کرنے کے علاوہ تمام علوم شرعیہ کو حاصل کیا مگر اس ظاہری علم سے آپ کو کچھ تسکین نہیں ہوئی چنانچہ آپ بخارا سے روانہ ہوکر قصبہ ہارون میں جو نواحی نیشاپور میں ہے پہنچے یہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت وکرامات کا بڑا شہرہ تھا آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اسکے بعد بیس سال تک آپ اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں رہکر اطاعت مرشد میں سرگرم رہے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ جب کہیں سفر کو جاتے تھے تو آپ ان کا سامان سفر اپنے سر پر لیکر چلا کرتے تھے۔

آپ باجازت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ان سے الگ ہوکر ریاضت شاقہ کرنے میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ مقام اعلیٰ پر پہنچگئے اس کے بعد آپ کو آپ کے شیخ طریقت یعنی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت عطا فرمایا اور سیر وسیاحت کی اجازت دی چنانچہ آپ اپنے مرشد پاک سے جدا ہوکر سیر وسیاحت میں مشغول ہوئے اور سیر وسیاحت کرتے ہوئے بلد اوشہر میں پہنچے یہاں تجہ عرصہ قیام فرماکر حج کرنے مکہ کے واسطے مکہ معظمہ روانہ ہوگئے یہاں پہنچکر فریضہ حج ادا کرنے کے بعد زیارت حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ طیبہ میں حاضر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سرفراز ہوئے یہاں آپ کو حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہندوستان جاکر تبلیغ اسلام کا کام انجام

دو چنانچہ آپ کی تعمیل حکم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے فوراً کمر بستہ ہوگئے اور مع اپنے چالیس مریدوں کے ہندوستان میں تشریف لائے۔

ہندوستان میں آفتاب اسلام کی پہلی چمک

برادران اسلام! ہندوستان میں آفتاب اسلام اول اول ولید بن عبدالملک خلیفہ بغداد کے زمانہ خلافت میں طلوع ہوا۔ یعنی ۹۳ھ میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کا سپہ سالار محمد بن ابوالقاسم برادر زادہ حجاج بن یوسف ثقفی نے ہندوستان پر حملہ کیا اور سندھ سے لیکر دریائے گنگا تک فتح حاصل کرکے اسلام کو شائع کیا اس کے بعد سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر ستر حملے کئے مگر آخر کار سترھواں حملہ جو ۴۱۶ھ میں ہوا بہت سخت حملہ تھا۔ سومنات کا مندر جو گجرات میں تھا اسی آخری حملہ میں فتح ہوا اور خوب ہی آفتاب اسلام ہندوستان میں چمکا حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار گوہر بار شہر بہرائچ میں مرجع خلائق ہے سلطان محمود غزنوی کے ساتھ سپہ سالار ہو کر تشریف لائے تھے لیکن پھر واپس نہیں گئے یہیں رہکر ترقی اسلام میں سرگرم کار رہے آپ کی ذات سے بھی ہندوستان میں اسلام نے بہت اشاعت پائی۔

ہندوستان میں آفتاب اسلام کی دوسری تجلی

برادران اسلام! واقعات مذکورہ بالا سے دو سو برس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ بحکم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان میں تشریف لائے۔

بھائیو! جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے پہلے اگرچہ ہندوستان میں آفتاب اسلام چمک چکا تھا لیکن ابھی پورے طور پر فیضاں نہیں ہوا تھا سارے ہندوستان میں بت پرستی کا دور دورہ تھا بادشاہت ہندوؤں کی تھی۔ رائے پتھورا جو پرتھی راج بھی کہتے ہیں ہندوستان کا سب سے بڑا بادشاہ (راجہ) تھا جس کا دارالسلطنت اجمیر تھا۔

اسی راجہ کے زمانہ میں جب آپ نے ہندوستان میں تشریف لاکر اور شہر دہلی میں قیام پذیر ہو کر اشاعت اسلام کا کام شروع کیا تو یہ بات برہمنان ہند و دیگر اقوام کو بہت ناگوار گذری سب کے سب رائے پتھورا کے پاس پہنچے اور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تشریف آوری اور اشاعت اسلام کی خبر دی رائے پتھورا نے حکم دیا کہ جس طرح سے ہو سکے تم ان کو ہمارے ملک سے نکال دو۔ میں تمہاری ہر طرح سے مدد کرتا رہوں گا یہ سنکر

اجمیر سے دہلی واپس آئے اور بسر پرستی رائے پتھورا آپ کو طرح طرح کی تکلیف پہنچانا شروع کیں یہاں تک کہ ایک بار ایک شخص کو خنجر آبدار دیکر خفیہ طور سے حضور خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت سرا پا ہدایت میں اس واسطے بھیجا کہ موقع پاکر آپ کو شہید کر ڈالے مگر واقعہ یہ ہے کہ جس کا محافظ حافظ حقیقی ہو اس کا کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ سچ کہا ہے کسی شاعر نے ؎

فانوس بن کے آپ حفاظت ہوا کرے ۔ وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

چنانچہ آپ کو اپنی قوت باطنی سے معلوم ہو گیا کہ یہ شخص اس ارادہ سے آیا ہے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیوں تو اپنا کام جس کے لئے تو بھیجا گیا ہے نہیں کرتا اور وہ خنجر کہاں ہے جس کو تو میرے قتل کرنے کے واسطے لایا ہے ذرا میں بھی تو دیکھوں وہ کیسا ہے آپ کے اس ارشاد پاک سے وہ ڈر گیا اور آپ کی روحانیت کا کچھ ایسا اثر اس پر ہوا کہ فوراً خفیہ اسلام کا قائل ہو کر مشرف باسلام ہو گیا۔

جب اس واقعہ کی خبر دہلی میں مشتہر ہوئی تو جوق جوق لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر واپس جاتے غرضکہ آپ نے اپنی قوت باطنی سے تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں مسلمانوں کو مسلمان بنالیا اس کے بعد آپ نے دہلی سے اجمیر کی طرف مراجعت فرمائی کیونکہ رائے پتھورا کا قیام گاہ وہی شہر تھا جب آپ اجمیر شریف میں رونق افروز ہوئے تو پہلے ایک دعوت نامہ اسلام رائے پتھورا کو لکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ (تو مسلمان ہو جا) چونکہ یہ سعادت اس بدقسمت کی قسمت میں نہ تھی اس وجہ سے صاف انکار کر دیا اور آپ کو تکلیفیں پہنچانے کے درپے ہو گیا مگر آپ اشاعت اسلام سے ایک لحہ کے واسطے دور کے برابر تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ جب رائے پتھورا عاجز آ گیا تو ایک دن اپنے گرد جوگی جیپال کو جو ساحر و ساحری میں شہرہ آفاق تھا اور شادی دیو نامی ایک دوسرے نامی گرامی ساحر کو آپ کے پاس مقابلہ کے واسطے بھیجا مگر سچ تو یہ ہے کہ سانچ کو آنچ کیا ڈر آپ کے سامنے جس وقت یہ دونوں ساحر پہنچے آپ فوراً مقابلہ کے واسطے مستعد ہو گئے اور آپ نے ان دونوں کا مقابلہ کیا مگر نتیجہ کیا ہوا؟ یہ ہوا کہ آپ کی کرامت اور روحانیت کے آگے ان کی سحر و ساحری کچھ نہ چلی دونوں نے بچا دیکھا بالآخر دونوں مشرف باسلام ہو گئے آپ نے جوگی جیپال کو خضر رہبانی کا خطاب مرحمت فرما کر اس کے واسطے حیات ابدی کی دعا کی یہ دعا آپ کی قبول ہو گئی چنانچہ سنا جاتا ہے کہ خضر رہبانی ابھی تک زندہ ہیں اور اجمیر جانے والا سافر راستہ بھول جاتا ہے تو فوراً اسکے پاس پہنچکر ٹھیک راستہ بتا دیتے ہیں اور شادی دیو کو کسی اور مقام پر روانہ کر دیا۔

اگرچہ رائے پتھورا نے یہ دیکھا اور سنا کہ خود انہی کا گرو جوگی جیپال حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے مقابلہ کی تاب نہ لاسکا شادی دیو اتنا بڑا ساحر بھی آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکا دونوں نے ہار مان لی اور مسلمان ہو گئے مگر ازلی بدنصیب رائے پتھورا مسلمان نہ ہونا تھا اور نہ ہوا اور برابر آپ کو تکلیفیں پہنچاتا رہا آخر ایک دن آپ نے جوش میں آکر اس کے واسطے بطور نفرین گوفی الوقت فرمایا (ما ترا زندہ مسلماناں سپردیم) یعنی ہم نے تجھکو زندہ مسلمانوں کے سپرد کر دیا چنانچہ آپ کے اس ارشاد کے تھوڑے عرصہ کے بعد سلطان شہاب الدین محمد غوری نے ہندوستان پر حملہ کیا اور رائے پتھورا کو زندہ گرفتار کر لیا اور قتل کرا دیا اس طرح پر آپ کی پیشینگوئی پوری ہو گئی۔ الغرض حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ چالیس سال تک ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا کام کیا اور بیشمار ہندوؤں کو دائرہ اسلام میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد اور بہت سے علماء فقراء غرباء و مساکین وغیرہ لے ہندوستان آئے اور اشاعت اسلام کا کام نہایت زور شور سے ہونے لگا۔

حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کی شادی اور اولاد کا ہونا اور آپ کی وفات

برادران اسلام! جب حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی عمر شریف

باختلاف روایت ۷۹ یا ۸۵ سال کی ہوئی تو آپ حسب شریعت اسلام اپنی شادی آپ کی دو بیویاں تھیں پہلی بیوی کا نام بی بی عصمت اللہ تھا یہ حضرت سید حسن شہیدی کی دختر نیک اختر تھیں ان بیوی کے بطن مبارک سے آپ کے تین فرزند ہوئے جن کے نام حسب ترتیب یہ ہیں اول حضرت خواجہ محی الدین محمود چشتی رحمتہ اللہ علیہ دوم حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو الخیر رحمتہ اللہ علیہ سوم حضرت خواجہ حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ کی دوسری بیوی کا نام امتہ اللہ تھا یہ کسی ہندو راجہ کی بیٹی تھیں مسلمان ہو کر آپ سے نکاح کر لیا تھا ان بیوی کے بطن مبارک سے آپ کے دو فرزند ہوئے جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے اور ایک صاحبزادی ہوئیں جن کا نام عاطفہ جمال تھا یہ بیوی بہت ہی باکمال ہوئی ہیں رحمتہ اللہ علیہا۔

بالآخر جب حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی عمر شریف ۹۵ سال ۱۱ مہینے اور ۲۲ دن کی ہوئی تو ۶ ررجب المرجب ۶۳۳ھ بروز دوشنبہ کو بمقام دار الخیر اجمیر میں آپ کا مشحون حقیقی سے وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون لکھا ہے کہ بعد آپ کے وصال کے آپ کی پیشانی نورانی پر یہ عبارت لکھی ہوئی پائی گئی مات حبیب اللہ فی حب اللہ یعنی فوت ہو گیا اللہ کا دوست اللہ کی محبت میں آپ کا مزار پر انوار دار الخیر اجمیر میں زیارت گاہ خلق ہے

حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے چند ارشادات

برادران ملت! میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے مختصر طور پر حالات زندگی تو عرض کر چکا اب اسکے بعد اگر میں آپ کے چند ارشادات بھی بیان کر دوں تو غالباً غیر مناسب نہ ہوگا لکھا ہے کہ ایک بار بہت سے اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے اور نماز کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص بارگاہ خداوند تعالیٰ میں قربت حاصل نہیں کر سکتا مگر جب کوئی مسلمان نماز پڑھ لے تو خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے نماز مسلمانوں کی معراج ہے جیسا کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی نماز مومنین کی معراج ہے۔

اور فرمایا کہ جب میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا تو میں سال تک اس طرح خدمت کی کہ دن کو دن سمجھا رات کو رات سمجھا بس رات دن دست بستہ خدمت میں حاضر رہتا اور کسی کام کے حکم کا انتظار کیا کرتا تھا اس کے علاوہ جب آپ کہیں سفر کو تشریف لیجاتے تو میں آپ کا اسباب اپنے سر پر لیکر ہمراہ چلا کرتا تھا جب آپ نے میری یہ اطاعت و فرمانبرداری ملاحظہ فرمائی تو مجھ پر دروازے عطا و کرم کے کھول دیئے۔

اور فرمایا کہ بغیر مرشد کی خدمت اور محنت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا جس کسی نے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ مرشد کی خدمت اور محنت ہی سے حاصل کیا مرید کو چاہیئے کہ ایک لمحہ برابر بھی مرشد کے فرمان سے تجاوز نہ کرے جو وظیفہ وغیرہ ارشاد ہو اس پر بہت اچھی طرح سے عمل کرتا رہے پیر مرشد مرید کے واسطے مثل ماں کی جگہ پر ہے اس کا ہر ارشاد مرید کی درستی کے لئے ہوتا ہے۔

اور فرمایا کتاب تنبیہ مصنفہ حضرت امام ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ ہر روز دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر پکارتا ہے کہ اے آدمیو! اور جنوں!! اگوش دل سے اور جاؤ کہ جس نے خدا کا فرض ادا نہیں کیا خدا کا ذمہ اس سے بری ہے دوسرا فرشتہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر کھڑا ہو کر آواز دیتا ہے کہ اے آدمیو! اور جنو! اگوش ہوش سنو اور آگاہ ہو کہ جس نے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ادا نہیں کیا وہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ دن خدا کی ایک گروہ ہے کہ جو رات کو باوضو سوتا ہے حق تعالیٰ ان کے واسطے ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ جب تک وہ وضو کے ساتھ سونے والے سوتے رہتے ہیں ان کے حق میں دعائے خیر کرتا رہتا ہے اور وہ فرشتہ یہ دعا کرتا ہے کہ اے خدا بخش اور معاف کر گناہ اس شخص کے جو طہارت کے ساتھ سوتا ہے۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ عارف وہ ہے جو تمام علم جان لے اور اپنی عقل سے لاکھوں معانی بیان کر سکے اور صحیح دقائق محبت کا جواب دے اور ہر وقت دریائے معانی میں غوطہ لگا کر وہ موتی جواہر الٰہی کے دریائے معرفت میں سے حاصل کر لے اور ان موتیوں کو جو ہر یان بصر کے سامنے پیش کرے اور وہ لوگ ان کو دیکھ کر پسند کریں اس وقت سمجھو کہ عارف الٰہی ہے۔

اور فرمایا کہ عارف ہر وقت والہ عشق الٰہی میں سرشار رہتا ہے اگر کھڑا ہے تو مشرق حقیقی کے عشق میں بیٹھا ہے تو اسی کے ذکر میں مشغول ہے سوتا ہے تو اسی خیال یار میں بیخبر ہوتا ہے اور اگر جاگتا ہے تو اسی دوست کی دھن میں لگا رہتا ہے۔

اسکے بعد فرمایا کہ اہل عشق جب فجر کی نماز پڑھ چکتے ہیں تو اسی جگہ اشراق کے وقت تک بیٹھے رہتے ہیں مخصوص اس سے یہ ہوتا ہے کہ دوست (یعنی اللہ تعالیٰ) کی محفل محبوبیت ان پر بڑے اور انوار و تجلیات ان پر زیادہ ہوں فجر کی نماز پڑھکر نماز اشراق پڑھنے کے واسطے اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو اس کے واسطے حق تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جب تک وہ نمازی نماز اشراق نہیں پڑھ لیتا ہے فرشتہ اسکے واسطے دعائے مغفرت اور بخشش کرتا رہتا ہے۔

اور فرمایا کہ عارفوں پر ایک حال ہوتا ہے کہ اس وقت وہ قدم ترقی کرتے ہیں اور ایک قدم میں حجاب ظلمت سے گذر کر حجاب کبریائی تک پہنچ جاتے ہیں اور دوسرے قدم میں واپس آجاتے ہیں۔

یہ بیان کرتے ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے آنسو جاری ہو گئے اور رو رو کے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عارفوں کا یہ کمتر درجہ ہے کاملوں کا درجہ اور ہے (یعنی اس سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہے) اللہ خدا و مقتدا ہی خوب جانتا ہے نہ معلوم ایک قدم میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں اور دوسرے قدم میں کہاں سے کہاں واپس آتے ہیں اس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

اور فرمایا کہ افسوس ہے ان لوگوں کے حال پر جو نماز کے ارکان پورے طور پر ادا نہیں کرتے اور نماز کے ادا کرنے میں دیر کرتے ہیں جب ایسے نمازیوں کی نماز کو فرشتے اوپر لیجاتے ہیں تو اگر چہ دروازہ آسمان کا کھل جاتا ہے لیکن فرمان خداوندی ہوتا ہے کہ اس نماز کو یہاں مت لاؤ بلکہ واپس لیجاؤ اس نماز کے پڑھنے والے کے منہ پر مار دو جب فرشتے حکم کی تعمیل کرتے ہیں تو اس وقت نماز اس نمازی کے واسطے اس طرح بد دعا کرتی ہے کہ افسوس جس طرح

تو نے مجھکو ضایع برباد کیا ہے اسی طرح خدا تجھکو ضایع و برباد کرے۔

ایک بار آپ کی مجلس مبارک میں چند بزرگان دین جمع تھے اور اس مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی کہ عصر کی نماز میں تاخیر کرنی چاہیئے یا تقدیم اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ زہے نصیب ان مسلمانوں کے جو نماز کے وقت میں تاخیر نہیں کرتے اور وقت خاص پر نماز ادا کرتے ہیں اور ہزار افسوس ان مسلمانوں پر جو بندگی مولا میں تقصیر کرتے ہیں اور خاص وقت پر نماز نہیں پڑھتے۔

اور ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر آیہ کریمہ فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون میں تحریر فرمایا ہے کہ ویل دوزخ میں ایک کنواں یا میدان ہے کہ اس سے زیادہ دوزخ میں کسی جگہ عذاب نہیں ہے وہ عذاب ان کے واسطے ہے جو نماز کو اس کے وقت پر نہیں پڑھتے۔

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں علماء و مشائخ کی محبت ہوگی اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں ہزار برس کی عبادت کا ثواب تحریر فرمائے گا اور اگر اس درمیان میں مر جائے گا تو حشر کے روز علماء کے زمرہ میں اٹھایا جائے گا اور اس کا مقام علیین ہوگا۔

اور فرمایا کہ درویشی کے یہ لچھن ہیں کہ جو بھوکا مانگے اس کو کھانا کھلائے اور پیاسے کو پانی پلائے اور جس کو کپڑا میسر نہ ہو اس کو کپڑا پہنا دے بہرحال جو سائل آئے اس کو محروم واپس نہ جانے دے

اور فرمایا کہ میں نے اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن انبیاء اور اولیاء اور دیگر مسلمان اگر پرسش نماز میں کامل نکلے تو چھوٹ گئے اور دوزخ کی آگ سے بچے اور جو اس میں کامل نہ ہوا وہ دوزخ میں گیا۔

کرامات حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ

برادران اسلام! حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اسی قدر ارشادات پر اکتفا کر کے اب میں چند کرامات آپ کی بیان کرتا ہوں اور پھر بیان ختم کر دونگا۔

حضرات یوں تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اس قدر ہیں کہ جن کے بیان کے واسطے کافی وقت اور تحریر میں لانے کے واسطے لمبے دفتر کی ضرورت ہے مگر چونکہ اب تک جو کچھ حالات بیان کئے آپ کے بیان کئے ہیں اختصار کے ساتھ بیان کئے اسلئے مختصر طور پر آپ کی چند کرامتیں بیان کرتا ہوں

کرامت جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحکم حضور پر نور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے واسطے ہندوستان میں تشریف لائے تو تمام اہل ہنود کو یہ امر ناگوار گزرا چنانچہ رائے پتھورا کے لشکر کا ایک شخص خنجر آبدار چھپا کر آپکے قتل کرنے کو آپ کے پاس آیا لیکن اس کے فعل سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص بڑا عقیدت مند ہے آپ کو اپنی قوت روحانی سے اس کا فریب معلوم ہو گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فقیر کے پاس آتا ہے اس کی دو وجہیں ہوتی ہیں ایک تو بیعت کرنا دوسری وجہ اذیت پہنچانا اب تو جس ارادہ سے آیا ہے اس کو پورا کیوں نہیں کرتا آپ کی یہ تقریر سنکر وہ گھبرا گیا اور سامنے سے چھپایا ہوا خنجر نکال کر پھینک دیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا آپ نے اس کو معاف کر دیا اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور آپ نے اس کو مرید کر لیا بالآخر وہ شخص آپ کی مہربانی سے درجہ تصرفات روحانی سے درجہ کمال کو پہنچ گیا ۶۰ ہ ج کئے یہانتک کہ مقام ہی میں اس کا انتقال ہوا اور مجاوروں کے قبرستان میں دفن ہوا

کرامت آپ جب ہندوستان تشریف لائے اس وقت سے تا وفات آپ مکہ معظمہ کو الغبار کبھی تشریف نہیں لے گئے مگر اکثر حجاج بیان کرتے تھے کہ ہم نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ معظمہ میں دیکھا کہ آپ طواف کعبہ کر رہے تھے۔

کرامت ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت سراپا رحمت میں حاضر ہوا اور نہایت خوش عقیدگی کا اظہار کیا آپ نے اپنی قوت باطنی سے اسکے قلب کو معلوم کر لیا اور اس سے فرمایا کہ جو وعدہ کر کے آیا ہے اس کو پورا کر وہ شخص آپ کا یہ کلام سنکر مارے ڈر کے بید کی طرح تھر تھر کانپنے لگا اور عرض کیا کہ مجھکو خلاص شخص نے آپ کے قتل کرنے کو بھیجا تھا لیکن اب میں معافی چاہتا ہوں امید کہ آپ میرا قصور معاف فرما دینگے آپ نے اس کو بھی معاف کر دیا جب اس نے آپ کے رحم و کرم کی یہ حالت دیکھی بے اختیار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر مسلمان ہو گیا آپ نے اس کو بھی مرید کر لیا۔

کرامت آپ کا لنگر خانہ ہمیشہ جاری رہتا تھا اور اس قدر کھانا پکتا کہ تمام شہر میں جتنے غربا و مساکین تھے سبھوں کو آسودگی کے ساتھ کھلایا جاتا تھا جب دولت لنگر کے واسطے خرچ کی ضرورت ہوتی تھی تو اکثر حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے تھے آپ اپنے مصلے کا کونہ اٹھا کر فرماتے کہ جس قدر ضرورت ہو لے لو چنانچہ خدام لے لیا کرتے تھے۔

کرامت ایک دفعہ آپ کا ایک ایسے جنگل میں گذر ہوا جس میں بہت سے آدمی آگ روشن کئے ہوئے اس کی پوجا کر رہے تھے اور وہ لوگ اس قدر مجاہدہ کرنے والے تھے کہ چھ چھ ماہ کھانا پانی تک ترک کر دیتے تھے اور ان کے صفائی باطنی کا یہ حال تھا کہ بغیر ریاضت کئے ہوئے ہر ایک کا حال بیان کر دیتے تھے تمام مخلوق ان کی گرویدہ ہوتی چلی جاتی تھی آپ نے آتش پرستوں سے پوچھا کہ تم خدا کو چھوڑ کر اس آگ کی کیوں پوجا کرتے ہو انھوں نے جواب دیا اس واسطے کہ قیامت کے دن یہ ہمیں دوزخ میں نہ جلا دے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے ہاں اگر تم لوگ خلاق کائنات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی آگ ہی میں اسی کی پیدا کی ہوئی اور اسی کی نامی فرمان سے پرستش کرو تو بیشک تم کو یہ آگ کیا کوئی آگ نہیں جلا سکتی۔

آپ کے اس ارشاد پاک پر ان لوگوں کو یقین نہیں آیا اور کہنے لگے کہ ہم آپ کی بات اس وقت مان سکتے ہیں کہ یہ آگ آپ کو نہ جلا سکے آپ نے ارشاد فرمایا یہ آگ بھجکو تو کیا میری جوتی کو بھی نہیں جلا سکتی یہ فرما کر آپ نے اپنی جوتی آگ میں ڈال دی اور فرمایا کہ اے آگ اگر میں واقعی ایک خدا بزرگ و برتر کا بندہ اور پرستار ہوں تو میری جوتی کو نقصان نہ پہنچے چنانچہ آپ کے اس فرمان سے تمام آگ بجھ گئی اور آپ کی جوتی بدستور رہی جب یہ واقعہ ان آتش پرستوں نے دیکھا فوراً سچے سب کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو گئے اور آپ کے تصرفات روحانی نے سب کو ولی کامل بنا دیا۔

کرامت۔ جب آپ لہنہ اور شریف میں قیام پذیر تھے تو وہاں یہ خبر مشہور تھی کہ جو شخص آپ کی خدمت فیضِ درجت میں تین دن قیام کرے وہ کامل ہو جائے چنانچہ ایک دن ایک شخص جو نہایت بدکار و فاسق تھا آپ کی خدمت سراپا ہدایت میں آیا۔ آپ نے اس کو گناہوں سے توبہ کرائی اس کے بعد وہ شخص تین دن تک آپ کی خدمت میں رہا اور آپ کے ساتھ نماز جنگانہ ادا کرتا رہا بالآخر آپ کے فیوض باطنی سے تیسرے دن ولی کامل ہو گیا۔

کرامت ایک دفعہ آپ کا ایک ایسے جنگل میں گذر ہوا کہ جس میں ڈاکو بہت سے رہتے تھے اور جو مسافر آتے ہر سے نکال تھا اس کو لوٹ لیتے تھے اور مسلمانوں کو خاص طور پر سخت سے سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے چنانچہ ان ڈاکوؤں سے آپ کا بھی سامنا ہوا جس وقت انہوں نے آپ کو لوٹنا چاہا تو آپ نے ان پر ایک نگاہ غضب ڈالی جسکے اثر سے وہ لوگ تھرا گئے اور معافی چاہنے لگے آپ نے ان سب کی خطا معاف فرمائی اور توبہ کرا کے سبھوں کو مسلمان کر لیا اور کمال کے درجہ تک پہنچا دیا کیا خوب کسی شاعر نے مندرجہ ذیل زبان میں یہ دعوا کیا ہے

گر تو ایسا چاہیئے کہ جو صیقل گر بنے — جسم جیسے کے مورچے دم میں ڈالے لوہے

برادران اسلام! ہمیں حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے جو کچھ حالات عرض کرنے تھے وہ عرض کر چکا اب آخر میں اپنے اور آپ کے جل جلالہ رحیم و کریم سے دعا فرمائیے کہ الٰہی بطفیل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم و تصدق جملہ صوفیائے کرام و بیران عظام رحمۃ اللہ علیہم تمام مسلمانوں کی اور سب کے صدقے میں اس عاصی پر معاصی (راقم) کی خاتمہ بالخیر کر۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

سیرۃ الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم

عورتوں بچوں۔ مردوں کے لئے

رسول اکرم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے مبارک حالات قرآن شریف احادیث سیر و تواریخ کی عربی کتابوں ہی میں پائے جاتے ہیں اور ان سے علمائے کرام اور عربی داں حضرات فیضیاب ہو سکتے ہیں قرآن شریف پڑھتے ہوئے مرد اور قرآن شریف پڑھی ہوئی **مسلم بیگمات** انگریزی مدارس کے نونہال مسلم طلبا اور اردو جاننے والے کاروباری مسلمان اس دولتسے بہا سے اب تک محروم تھے جو اس کے مشتاق تھے اس بنا پر جناب **مولوی حافظ محمد عبد التواب چشتی** (مولوی فاضل) مولف برکات رمضان و رسائل عدیدہ نے قرآن شریف سیر و تواریخ کی معتبر کتابوں اور احادیث صحیحہ سے نہایت سلیس اردو میں ترجمہ کر کے حضور پر نور کے واقعات زندگی کو سلف صالحین کے طریقہ پر عجیب و دلکش پیرایہ میں سلسل طور پر قلم بند کیا ہے آیات و احادیث کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم نیز اعراب اور حوالے نقل کئے ہیں بدنیوجہ علمائے کرام نے اس کے آسان عام فہم ہونے نیز صحیح و مستند روایات کی بنا پر اس کتاب کی بیحد تعریف کی اور اس پر تقریظیں لکھی ہیں اور اس زمانہ میں اس کتاب کی ضرورت کو بتایا ہیں فرمایا ہے یہ کتاب اسلامی مدارس میں بچوں کو قرآن شریف کے ساتھ ساتھ پڑھائی جاتی ہے مجالس عظاد و محفل میلاد میں اس کے پڑھنے اور سننے سے عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے پس جو مسلمان حضور پر نور کے صحیح حالات زندگی اور فیضان سے مستفید ہونا چاہیں تو اس سیرۃ کا ضرور مطالعہ کریں قرآن شریف پڑھی ہوئی عورتیں اردو جاننے والے بچے عموم الفرصت مسلمان نہایت آسانی سے پڑھ سکتے ہیں پہلا حصہ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے جس کی تقطیع ۱۲×۱۸ صفحات مع ۴۰۰ مکمل ۱۲ قیمت ایک روپیہ عہ رعایتی ۱۲

مختصر فہرست مضامین

نسب نامہ نبی کے اجداد عبد المطلب ہاشم وغیرہ	نزول وحی نزول قرآن	ابوبکر کا کفار کے ہاتھ	آپ کو لانے دینے کی تدابیر	عالم الحزن	مصعب بن عمیر کی دعوت	نماز
عمل مبارک	خدیجۃ الکبریٰ کی تسلی	سے ایذا اپنا	عقبہ کے ساتھ بیعت	طائف میں دعوت اسلام	اسلام عبد اللہ بن سلام	زکوٰۃ نہ دینے کی سزا
ولادت باسعادت	ورقہ بن نوفل کی گواہی	بی بی فاطمہ کی پیدائش	قرآن شریف	دعوت الرسول	اسلام عبد اللہ بن حنیف	آپ کی ملاقات
ایمان کسریٰ	تبلیغ اسلام	مسلمانوں پر بیحد تشدد	سردار عقبہ کی تصدیق	حضرت نوح کی بددعا	نقیبان مدینہ	زنا کا رد
پیشینگوئی رضاعت	عشرہ مبشرہ میں داخل	ہجرت حبشہ	کفار کی دعوت	اسراء پر آپ کی نعت	شیطان کی سازش	حضرت ابراہیم
قصہ دائی حلیمہ	کا مسلمان ہونا	کفار کا تعاقب	آپ کی استقامت	جنات کا مسلمان ہونا	ایک کافر کا مسلمان ہونا	حضرت عیسیٰ
انتقام عبد المطلب	پہاڑی وعظ	فجاشی کے دربار میں	حمزہ کا مسلمان ہونا	جنات کے وفد اور ان	معراج الحبیب	حضرت داؤد
سفر شام اول	ایذا دہی کفار	اسلامی وعظ	کعبہ میں نماز پڑھنے کی	کی دعوت اسلام	آیت اسرا کی تفسیر	حضرت سلیمان
نکاح و تعمیر کعبہ	اور لہب کا آپ کو رشی کرنا	جعفر نجاشی کا تقریر	درخواست	دینہ میں تبلیغ اسلام	معراج جسمانی کے دلائل	ہود و نصاریٰ
نبوت و بعثت	نفثی کی آیات	نجاشی کا دربار میں	عہد نامہ قریش	حضور کی مکہ میں واپسی	معراج شریف کے واقعات	بنیموں کا مال کھانا
	گلا گھونٹنے کی تجویز	کفار کی واپسی	وفات ابوطالب	عقبہ اولیٰ	عالم برزخ اور علامات	حرام کار عورتیں
				محاجرین اسلام		شرح صدر یا الٰہی
						تفسیر علی
						اسراء کا پیش نفسی
						امت کے لئے ہدیہ
						بیت المقدس

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دھلے

معراج مقدس

(از عالیجناب حضرت مولانا حافظ محمد شفیع خاں صاحب اختر رضوی)

سبحان اللہ کیا رات ہے اس رات کی کیا بات ہے طالب و مطلوب ملتے ہیں غنچہائے وصل کھلتے ہیں رنگ بے رنگ کی نیرنگیاں چمن چمن بہاریں دکھا رہی ہیں یکتائی و وحدت کی کلیاں کیا کیا کھلا کھلا رہی ہیں، روح اعظم کا براق لیکر آنا تو اظہر من الشمس ہے۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ سے تو ادرہی نکلے جلوے چمکتے ہیں اور ہی رنگ ٹپکتے ہیں اور یہ ہی کہتے بن پڑتا ہے

مرا مئہ ہے کہ میں پروں یہ سرکار کی باتیں ہیں

اور سے جو مہ تجلی کہ قمر نے رات بھر نکلنے کی جگہ نہ پائی وادی طور میں جو جلوہ برنہ اروں پر دے تھے آج بے نقاب ہے وہ محبوب جس کی ایک جھلک نے جناب کلیم کو بیخود کیا تھا اس رات بے حجاب ہے ؎

اس کے جلوے کو تو کیا کہنا مگر دیکھنے والے کو دیکھا چاہیئے

عالم بالا والوں کا مزاج عالم بالا پر ہے۔ جگہ جگہ مشتاقوں کا ہجوم آمد آمد کی دھوم ایک منتظر سر جھکائے ایک ہجوم شوق میں تقدیر ہوش گنوائے کوئی بادل نثار کرلے کو حاضر کوئی متاع جان نچھاور کرنے کو منتظر کوئی کہتا ہے اپنی آنکھیں ان کے قدموں پر بچھا دیں گا کسی کا قول ہے آج دامن پر محل محل کر ایک ایک داد لوں گا۔ کوئی مشتاق بادل بیتاب دو دیدہ پر آب سر نیاز جھکائے دست طلب پھیلائے بیقرار ہو کر عرض کر رہا ہے۔

یارسول اللہ آکر دیکھ لو بے کسوں کا حال ابتر دیکھ لو
کلمہ پڑھتے ہی اٹھیں مٹھیاں کرب ہائے ناک ہلا کر دیکھ لو
ہر طرف سے غم نے گھیرا ہے مجھے میرے حامی میرے یاور دیکھ لو
ہو گئے میرے گناہ حد سے فزوں اے شفیع روز محشر دیکھ لو
یا بہی فرقت زدوں کا حال زار ہر دہ دوری الٹا کر دیکھ لو
ماند بر جا ہیں ابھی شمس و قمر رخ سے گر بر قع اٹھا کر دیکھ لو
درد غم رنج و الم میں مبتلا یا نبی تشریف لا کر دیکھ لو

ہے تمنائے دل خستہ یہی
اس طرف بھی آنکھ اٹھا کر دیکھ لو

سبحان اللہ سدرہ سے ساک تک ایک غلغلہ بشادمانی و طنطنہ کامرانی بلند ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ اپنی قسمت پر شاداں و فور مسند زمین و آسمان کے حضور سر جھکائے کہ آج تو جلوہ گاہ شاہی ہے آسمان زمین کے قربان کہ تیرے گھر سے یہ دولت پائی ہے زمین آسمان پر پاؤں نہیں دھرتی آسمان کی چوٹی عرش سے باتیں کرتی خوشی کی گھڑیاں منانے والا و دوست شاد و دشمن بامال ہاں کہ ہر ہیں سرکار کے ملی جاہ و بلند اقبالی کہ جلد حاضر آئیں پھولوں کی کشتیاں نظر لائیں گلزار شریعت میں دنبے ہاتھ کو جو فاسجدوا کی سرخی کیا رہی ہے اس کے بھینے پھولوں سے طرہ بنائیں گلستان طریقت میں خلق عظیم جو مہکتا تختہ ہے اس کی مہکتی کلیوں سے ہار گوندھیں و رفعنا لک ذکرک کا بھلکتا سہرا بدا اللہ فوق ایدیھم کا جھکتا گلدستہ و جان نثار یصلون علی النبی کی نچھاور کچھ عجب بڑ رہتی وہ لنسہ ہے کہ ایک اٹھاتے ہیں دس پاتے ہیں۔ فقیروں کی جھاندی ہے۔ غنی کی برکت ہے ہاں خدا کو سجود نبی پر ورود مدح کو نعت۔ جنت کو امت۔ امت کو شفاعت شفاعت کو وجاہت فقیروں کو ثروت۔ ذلیلوں کو عزت، ضعیفوں کو قوت۔ آنکھوں کو نور دل کو سرور رحمۃ للعالمین کے لطف حضور کہ اب وہ سہانی گھڑی خیر سے آنے والی ہے کہ دارین کے دولہا کو شبستان دالاسے مسجد اعلیٰ مسجد اعلیٰ سے مقصد بالا تک لیجانے والے سک سے تاج سراک نوش خاک سے عرش پاک تک سبحان الذی اسری بعبدہ کا ڈنکا بجانے والے حور و ملک رحمت کی جھک عجب کی پاکر نعمت و عزت ہوش بادل پر جوش و دست دعا ہوں گے کہ آہی

ہر شب عزت شب معراج باد

اللھم صل وسلم وبارک علی صاحب التاج امیر المعراج وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ ماہ مبارک رجب المرجب کی تابندہ شب تھی کہ رسول امین کو بہ پیام امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جگمگ رب اکرم جل جلالہ دمدمہ والا براق برق دم پری جمال گوہرین سم منبر نہاں مال مرغزار جنت سے لیکر درد لت عرش منزلت پر لا بجوا کیا۔ انا اسرعنا السلیب جاں جان طرا ایمان جولان برق گاہ جس کے حضور پا بجولاں جسے روز ازل سے حق تعالیٰ نے سواری شہریار مدینہ کے لئے چنا تھا چشم پد دور دہ مایہ کسریٰ بے عجب و تقصیر سراپا نور کی تصویر بنا تھا نوشکہ قبلہ عالم سید اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خراب حسین میں سے غلام سلطان مخدوم قدسیان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے آقائے بیدار بخت سزاوار افسر و تخت کو خواب نوش سے باادب جگایا خلی تبارک وتعالیٰ کے یاد فرمانے کا مژدہ سنایا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نوید عشرت خیز فرحت انگیز استماع فرما کر بیت الحرام میں نماز شکر ادا کی۔ روح امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سینہ اقدس چاک کر کے وہ بھاری دولت عظیم دولت جو رذائل سے خاص ذات گرامی کے لئے امانت رکھی تھی قلب نورالا کو لطیفہ کی پھر تہیہ سفر کر بارہی تھی جب براق سراپا اشتیاق پر سوار ہونا چاہا وہ شوخ کرنے لگا روح اعظم نے کہا کہ اے براق یہ جائے ادب ہے تو وقت مرکب سلطان عرب ہے سن لے اس سے بہتر کوئی پیچہ سوار نہ ہوا براق کو اس کلمہ سے عرق آگیا اور شرمندگی سے بازار ہا پھر وہ بکہ ناز سید الرسالت زیبت افزائے پشت سا ہوا رصہار فتار ہو کر عازم مسجد اقصیٰ ہوگیا دم کے دم میں صبح مقصود نے منہ دکھایا سواد اکثر شام نکر آیا مسجد اقصیٰ میں کچھ دیر اقامت فرمائی انبیائے سابقین کی امامت فرمائی پھر شیر و شراب سامنے آئی اس آفتاب صبح کرامت نے شیر نوش فرمایا پھر آسمانوں کی سیر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات عجائب غرائب راہ کے ملاحظہ کے بعد زیب بلیت معمور ہو کر سدرۃ المنتہیٰ سے ترقی فرمائی۔ جبریل امین کو طاقت پرواز

طاقِ فطرآئی حضورنے سبب پوچھا عرض کی اے سرکارِ ہم غلاموں میں سب کا ایک مقام معین ہے جس سے آگے بجاز نہیں اگر بال برابر آگے بڑھوں تو جل جاؤں ظاہر ہے ایسا وقت نصیب ہاتھ آتا ہے اور جل جلا کر ہلاک ہونے دو لا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سا جانے والا اس سے بڑھکر عرض کا کیا موقع ہوگا فضل کل کے حسن و دانش پر نثار جاؤں کیا وقت پاکر وہ پیاری پیاری گذارش کی ہے جس کے سبب خود حضرت سلطانی کے قلب انور میں جگہ زیادہ ہر پہ تو معلوم ہی تھا کہ اس بادشاہ غریبا پنا صلے اللہ علیہ وتعالےٰ وسلم کو ہر آن اپنی امت کی بھلائی ، نظر میں خدام میں جو اس قدر خیر خواہ امت ہے اتنا ہی سلطان سے قریب تر ہے لہٰذا جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یوں اپنی تمنا حضور سے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ جب حضور پر نور مقام دنی فتدلی میں باریاب ہوں راز نیاز محبوب کے کشف و حجاب و فتح باب ہوں حضور اس معبود کی بے عرض یاد رکھیں کہ جب امت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والثنار روز قیامت صراط پر گذرے ان کے اقائے نیکیں نواز کا یہ خادم دیرینہ زیر قدم عرش پر کرے رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بخوشی ان کی عرض قبول کی اور روبراہ مقصود کیا اب تو چار طرف سے انوار غیب کی بہیر تجلیوں نے راستہ بھر دیا۔

پسند آئی ہے خود اللہ کو صورت محمد کی ۔۔۔ نہ کیوں ساری خدائی گویہ پھر جائے محمد کی
خدا نے کی جو اپنے نور سے لعبت محمد کی ۔۔۔ ہما شما ہو جس نے دیکھ لی صورت محمد کی
انا القاسم ہوا المعطی کے معنے سوچنے والو ۔۔۔ مخاوت روز محشر دیکھنا حضرت محمد کی
خدا نے لکھدیا تاج شفاعت آپکے سر پر ۔۔۔ ڈرے پھر فتنہ محشر کے کیوں امت محمد کی
گنہگارو نہ گھبراؤ سیہ کارو نہ شرماؤ ۔۔۔ شفاعت کے لئے تیار ہے رحمت محمد کی
تجلی ہر دمہ کی صاف گر جائیگی نظروں سے ۔۔۔ نظر کے سامنے جب آئیگی صورت محمد کی
فرشتوں سے یہ کہدوں گا نہ تم راہ لا پاؤں ۔۔۔ یہ دیکھو جلوہ گر ہے تم پر صورت محمد کی
خدا نے پاک دیکھا کہ جب جنت ہو جائیگا ۔۔۔ چلی جائیگی سب بیشتر امت محمد کی
الہ العالمین وہ محویت مجھکو عطا فرما ۔۔۔ کہ ہر دم میری آنکھوں میں پھرے صورت محمد کی
خدا نے اسلئے قائم کیا ہے بزم محشر کو ۔۔۔ دکھائی جائے گی مخلوق کو عزت محمد کی

مدینے میں قضا آئے اگر اے اختر رضوی
تو لے آغوش میں پھر دوڑ کر رحمت محمد کی

مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک جناب فوز کے متصل پہنچے جلو کے فرشتے نے پردہ ہلایا ، دربان نے نام پوچھا کہا میں ہوں فلاں اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا اللہ اکبر اللہ اکبر فرمایا آئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر میرے بندے نے سچ کہا میں بہت بڑا ہوں بہت بڑا فرشتے نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ جواب آیا صدق عبدی ان اللہ الا انا میرے بندہ نے سچ کہا کہ میں ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں فرشتے نے کہا اشھد ان محمد رسول اللہ فرمایا آئی صدق عبدی انا ارسلت محمدا میرے بندہ نے سچ کہا کہ میں نے ہی محمد کو رسول بنایا صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح خطاب آیا صدق عبدی و دعا الی عبادی میرے بندہ نے سچ کہا اور میری عبادت کی طرف بلایا پھر اس فرشتے نے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کو گویہ میں لیکر جنم زدن میں دوسرے پردے تک پہنچایا وہاں کے حاجب سے بھی وہی ماجرا پیش آیا یونہی ستر حجاب طے فرمائے کہ ہر پردے سے دوسرے پردے تک بارہ فرسخ کی راہ تھی بعدہ رفرف کہ ایک سبز پھریرا نورانی تھا ظاہر ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اوپر سوار کر کے عرش تک پہنچا کر غائب ہو گیا سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم شان جلال کے مراقبہ سے اس پوری تنہائی کے عالم میں گھبرائے ناگاہ بندۂ جاں نثار یار غمگسار سچے رفیق یار غار صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آواز آئی کہ عرض کرتے ہیں قف یا محمد فان ربک یصلی اے محمد وقف کیجئے کہ آپ کا رب صلوٰۃ کرتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا دل انور یاد خدا کی آواز سنکر ٹھہرا اب ان حیرتوں نے گھیرا کہ الٰہی صدیق یہاں کہاں سے آیا اور معبود مطلق کا صلوٰۃ کرنا کیا معنی اتنے میں عرش عظیم سے ایک قطرہ ٹپکا حضور نے نوش فرمایا جس کی ہیبت پینے والا جانے یا پلانے والا جانے اس قطرہ کے نوش فرماتے ہی تمام علوم اولین و آخرین قلب اقدس پر منکشف ہو گئے پھر عرش عظیم سے خطاب آیا یا محمد یا احمد اذن یا محمد یا اذن یا خیر البریۃ پاس آ اے احمد پاس آ اے محمد پاس آ اے تمام جہان سے بہتر حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بار بار ترقی فرماتے اور ادھر سے مکرر یہی ارشاد ہوتا تھا ہزار بار یہی خطاب آیا یہانتک کہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی اللہ محمد جل اسمہ علیہ وسلم سے نزدیک ہوا یہانتک کہ رہ گیا فاصلہ دو کمان بلکہ اس سے کم کا غرضکہ کلام الٰہی بے واسطہ سنا دیدار الٰہی بچشم سر دیکھا۔

شنیدن کی بود مانند دیدن کجا

مروی ہوا خطاب یہ تھا۔ انت حبنا مرعلی الانبیاء حتی تدخلھا و علی الامۃ حتی تدخلھا امتک حبت حرام ہے انبیاء پر جب تک اے سردار انبیا تو اس میں موفق افرزنہ ہو اور حرام ہے سب امتوں پر جب تک تیری امت داخل نہ ہو لے۔ غرض خدا جانے یا مصطفےٰ کہ کیا غرض تھی کیا خطاب ہوا مگر انشار اللہ اس قدر امید واثق ہے کہ جو کچھ تھا ہم غریبوں کے نفع کے لئے تھا

صدشکر کہ ستیم میان مذکریم

اللہ کریم است و رسول اکرم

پھر جبرئیل امین علیہ اللہ الصلوٰۃ والسلام کی عرض یاد آئی رحمت الٰہی نے سجل اہتمام قبول فرمائی صدیق اکبر کی آواز اور اس کلمہ سربستہ راز کا تذکرہ یاد آیا حق جل وعلا نے ارشاد فرمایا جب ہم نے موسیٰ کو طور پر بلایا وہ بھی گھبرایا تھا اسے عصا کی باتوں میں مشغول فرمایا تھا کہ اس سے زیادہ مانوس تھا جب تمہارے قلب پر وحشت پائی ایک فرشتہ ہم آواز صدیق بنایا کہ اس کے آواز سے تم تسکین پاؤ اور میرا صلوٰۃ کرنا یہ ہے کہ میں تم پر درود بھیجوں اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و اٰلہ و صحبہ اجمعین پھر ارشاد ہوا آؤ تمہیں اپنی سلطنت کا دکھاؤں پھر ایک مکان عالیشان دکھایا گیا شیشہ لگین میں پردہ پڑا تھا جب حجاب اٹھا دیکھا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تصویر ہے سبحان اللہ مقام غور ہے اس پیارے مضمون کو کس پیرایہ میں ادا فرمایا گیا اگر یہ نہی ارشاد ہوتا کہ تم ہماری سلطنت کے دیکھا ہو تو یہ بات وہ تھی اور اس طریقہ میں کہ اول یوں شوق دلائیں پھر تصویر دکھائیں لطف ہی جداگانہ ہے سبحان اللہ وبحمدہ اللہ علی حبیبہ وعدوہ ملئکتہ وبارک وسلم پھر پچاس برس کی نماز امت پر فرض کر کے خلعت خصوصیت عطا ہوا راستہ میں سیدنا موسیٰ علیہ

السلام نے عرض کی اس قدر نمازیں ہیں آپ کی امت سے ادا نہ ہو سکیں گی میں نبی اسرائیل کو آزما چکا ہوں۔ حضور واپس گئے دس معاف ہوئیں موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی یہ بھی بہت ہیں غرض یونہی چند بار کے آنے جانے میں پانچ رہیں اور ارشاد ہوا کہ یہ قسمتی میں پانچ اور ثواب میں پچاس ہیں جو ان پانچ کو ادا کرے گا اسے پچاس نماز کا ثواب عطا کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اب کی بار بھی وہی گذارش کی کہ ہنوز کثیر ہیں حضور پھر واپس جائیں اور تخفیف چاہیں فرمایا میں نے اپنے رب سے آشنا مانگا کہ اب مجھے شرم آتی ہے۔ پھر بخیر و برکت باہزاران نعمت کروڑوں برس کی مسافت چند ساعت میں طے کر کے دولت خانہ اقدس کو واپس تشریف لائے۔ ہنوز بستر گرم پایا اور زنجیر در جنبش۔ حقیقت یہ ہے کہ اس آقائے نامدار محبوب پروردگار علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی جو تعریف کیجئے سب رہا بلکہ انسان میں یہ طاقت ہی کہاں کہ بیان کر سکے یا کچھ کہہ سکے۔ ؎

مخماں اور اضداد اثر ہر حفظ شرع مصطفیٰ ہیں دگر ہر صنف مخواہی اندر وحشش املاکش

"یہ واقعہ معراج "نور القلوب" سے لیا گیا ہے جو مولانا ممدوح نے ذکر محمدی کے سلسلہ میں بہت ہی عجیب و غریب سیلانہ لکھا ہے ایک ایک لفظ انتخاب محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور ایسا وجدانی مولود شاید اب تک شائع نہیں ہوا تھا اس کی ضخامت سات جزو ہے اور قیمت صرف ۱۲ رہے۔ اور حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے۔

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

روز محشر کہ جانگداز بود اولیں پرسش نماز بود

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کا سب سے بڑا اور ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فوائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے اشتہار مسلمان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر تیار نہ رہیں گے۔

نماز کی حقیقت پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے اور خود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے یہ کتاب ضرور مطالعہ کی چاہیے۔ قیمت ۲ ر

تاکید نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد دل تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے اس کے رسول کی طرف سے اور دیکھا ایسی کہ فضائل دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سن سنکر دہنگے کھڑے ہوتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دونوں کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳ ر

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شیدا ہو جائے اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو تو پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھایئے بیوی کو پڑھایئے بڑوں کو سمجھایئے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب دس جلد مجلد کا مل طلب کریں تو محصول ہیں نہ لیا جائے گا۔

ضرورت المسلمین جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کر لیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت معمولی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تقریباً تمام مسائل ہیں اور جگہ جگہ کے مسائل بھی لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۳ ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو آپ پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اصحاب نماز میں کیونکر نماز پڑھتے تھے سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھنی چاہیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو بہت خوشی سے پڑھیں گے قیمت ۶ ر یہ سب کتابیں اگر ایک ہی ساتھ منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لگائی دس جلد مجلد کا مل طلب کریں تو محصول بھی نہ لیا جائے گا۔

بخاری شریف کا اردو ترجمہ اور تشریح

حضرت خواجہ حسن نظامی نے نہایت آسان اور صاف اردو میں تیار کرنی شروع کی ہے اس کا نام عام فہم تشریح بخاری ہے اس کے ابتدائی پانچ پارے کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہو گئے ہیں ضخامت پارہ اول ۱۳۶ صفحے پارہ دوم ۱۲۸ صفحے پارہ سوم ۱۲۴ صفحے عام فہم تشریح بخاری شریف میں ترجمہ اور تشریح کے علاوہ مزید تشریحی حاشیے ہیں اس سلسلے پڑھنے کے بعد ہر شخص مولوی بن سکتا ہے اور ہر مسلمان شریعت سے پوری طرح واقف ہو سکتا ہے اور خلاصہ مقصد یہ ہے کہ اس کا مطالعہ انسان کو اصلی مسلمان بنا دیتا ہے عورتوں اور بچوں کو اسلامی تعلیم کا نمونہ بنانا ہو تو عام فہم تشریح بخاری پڑھایئے جس کا پڑھ لینا بہت ہی آسان ہے اردو کے حروف پہچاننے والے بچے بھی اس کو بے تکان پڑھ سکتے ہیں۔

تشریح بخاری کے ہر پارہ کی قیمت عہ/ اسکے اور اوپر کی کتابیں ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس - دہلی

عہ/ پانچوں پارے تک منگانے والوں کو محصول کی رعایت

انگریز حاکم اور ہندوستانی محکوم کیوں ہیں؟

(از جناب مولوی شمس الدین صاحب تیر)

تمہید خالق حقیقی کی نظر میں تمام قومیں یکساں ہیں۔ اس کی رحمت ہر ملت پر عام ہے نہ کسی کی مدد سے اس کو فائدہ اور نہ کسی کے ساتھ دشمنی کرنے میں اس کو نقصان۔ جتنی کارآمد چیزیں مثلاً پانی، ہوا، روشنی وغیرہ جو براہ راست اس کی طرف سے ملتی ہیں وہ حصہ رسد سب کو پہنچ جاتی ہیں اسی نے سب کو عقل جیسی بے بہا شے اور اعضا جیسے قیمتی آلات عطا کئے ہیں اور بعض نعمتیں ایسی بھی پیدا کی ہیں جو صرف انھیں کو مل سکتی ہیں جو اپنی عقل اور اعضا سے زیادہ سے زیادہ کام لیں۔ حکومت بھی ایک نعمت ہے اور یہ بھی ہر قوم کو حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ قوم ان شرائط کو پورا کر سکے جو اسکے حصول کے لئے ضروری ہیں ان شرائط اور اصول کی پابندی جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر اس قوم کی حکومت وسیع ہوگی اور جس قوم میں ان اصول پر عمل کرنے کا رجحان نہ ہوگا اس کو محکومی کی ذلت برداشت کرنی پڑے گی۔

انگریزوں کے حاکم اور ہمارے محکوم ہونے کی کوئی تو یہ وجہ بیان کرتا ہے کہ ان کے پاس سامان حرب اور ہر قسم کے جنگی آلات ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ان کے پاس مال و دولت کی افراط ہے کسی کا یہ خیال ہے کہ انگریزوں کی قسمت ہی میں خدا نے حکومت لکھی ہے۔ کوئی ہر ممکن خوبی کا انگریزوں کو جامع بتاتا ہے اسی طرح ہماری محکومی کے اسباب بھی مختلف بتائے جاتے ہیں کوئی وحدت کی عدم پابندی کوئی آپس کی نااتفاقی کوئی ہماری سستی اور کاہلی اور کوئی صحت اور صفائی کا خیال نہ رکھنا اس کا سبب بتاتا ہے اور کوئی یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ میرا ہندوستان کی تو قسمت ہی میں غلامی لکھی ہے۔

مندرجہ بالا تمام باتوں میں کسی نہ کسی حد تک صداقت موجود ہے لیکن اگر اس طرح اوصاف اور عیوب گنوائے جائیں تو ان کی تعداد بلا مبالغہ سینکڑوں تک پہنچ جائے گی اسلئے کوشش کر کے ہمیں چند ایسے خاص امور تلاش کرنے چاہئیں جو مذکورہ بالا تمام امور کے علاوہ اور بہت سی باتوں پر بھی حاوی ہوں میں عرض کر چکا ہوں کہ حاکم ہونے کے لئے چند شرائط درکار ہیں اور ہر وہ قوم جو ان شرائط کو پورا کرے حکومت کی حقدار ہو سکتی ہے جب تک وہ شرائط انگریز پورا کرتے ہیں وہ ہمارے حاکم رہیں گے اور جب ہم میں وہی اوصاف پیدا ہو جائینگے ہم بھی غلامی کا طوق اپنی گردن سے اتار پھینکیں گے اب سوال ہو سکتا ہے کہ وہ شرائط یا وجوہ اور اسباب کیا ہیں جن کی وجہ سے انگریز حاکم اور ہم محکوم ہیں اسی سوال کا اپنی بصیرت کے مطابق جواب دینے کی کوشش آئندہ صفحات میں کروں گا۔

انگریزوں کے حاکم اور ہمارے محکوم ہونے کی پہلی وجہ

اس ضمن میں سب سے پہلی وجہ انگریزوں میں عام تعلیم ہے۔ مرد عورت، امیر غریب شہری دیہاتی سب کے سب تعلیم سے فیضیاب ہوتے ہیں چنانچہ انگریزوں میں کل پڑھے لکھے ۹۵ فیصدی ہیں پھر ان کی تعلیم ان کی اپنی قوم کے افراد کے ہاتھ میں ہے جو نظام تعلیم میں قومی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں سب سے بڑھکر یہ کہ تعلیم ان کی اپنی زبان میں ہوتی ہے ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ جتنی کارآمد معلومات ہمارے ہاں بچوں کو کئی سال کی مدرسے کی پڑھائی کے بعد بھی نہیں ہوتی اتنی معلومات تو ان بچوں میں مدرسے کے داخلے کے وقت تک صرف ماؤں کی صحبت میں ہو جاتی ہے۔

تعلیم کے عام فوائد بیان کر کے مضمون کو طول دینا فضول ہے جو چیز یا اگر دیں لیں ہیں وہ تعلیم ہی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں تعلیم ہی ہمیں برائی بھلائی نفع نقصان سے آگاہ کرتی اور ترقی کرنے کے طریقے بتاتی ہے اسی کا کرشمہ ہمیں ریل، تار، ہوائی جہاز، بجلی، طرح طرح کی مشینوں اور قسم قسم کی سینکڑوں ایجادوں میں نظر آتا ہے۔ تعلیم ہی انسان میں بے تعصبی، بلند حوصلگی، فراخ دستی، ہمدردی، وضعداری، دقت کی پابندی، اولوالعزمی، صبر و استقلال کے ساتھ کام کرتے رہنے کا ڈھنگ، موقع سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ، اصول، صحت اور مفاد عامہ کے خیالات سے واقف کرتی ہے۔ تعلیم ہی خود اعتمادی، ہمت، جرأت سے کام لینا سکھاتی ہے اور انسان فضی خیالوں اور وہموں کا شکار نہیں ہوتا پھر تعلیم ہی کا یہ اثر ہے کہ ایک ایک فرض کی انجام دہی کے لئے کئی کئی قابل انجینیر مل سکتے ہیں ہر پانچویں سال ہندوستان میں ڈائرکٹر اور گورنر بدلتے ہیں مگر ایک سے ایک بڑھ کر نکلتا ہے۔ تعلیم ہی کا سبب ہے کہ تجارت، صنعت حرفت اور زراعت تک کے ماہرین ہمیں انگریزوں میں دستیاب ہوتے ہیں۔

اب ذرا ہندوستان کی تعلیمی حالت پر نظر ڈالئے یہاں تعلیم یافتوں کی تعداد جن میں بکثرت ایسے لوگ بھی شامل ہیں جنھیں صرف دستخط کرلینے کے قابل ہیں صرف سات فیصدی ہے۔ عورتوں میں مشکل سے کوئی دو فیصدی تعلیم یافتہ ہیں۔ آبادی کا ایک معتدبہ طبقہ جو اچھوت کے بدقسمت نام سے مشہور ہے اور جس کی تعداد چھ کروڑ بیان کی جاتی ہے ابھی تعلیم سے قریب قریب بے بہرہ ہے پھر تعلیم حقیقی طور پر ہمارے اپنے ہاتھ میں نہیں اگرچہ نام نہاد طریقہ سے تعلیم کا شعبہ سلیوستانیوں ہی کے ہاتھ میں ہے تاہم مالی دشواریاں اور تعطلین کے اختیارات کی کمی کی وجہ سے کوئی قابل ذکر تبدیلی تعلیمی نصب العین میں نہیں ہوئی پہلے بھی غیر ملکی حکومت کے مشین کے پرزے ڈھلتے تھے اور اب بھی اگرچہ ان پرزوں کی کافی تعداد بیکار پڑی ہے پھر بھی ہمارا نظام تعلیم نہایت استقلال سے برابر کیمیر پیٹ رہا ہے ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی زندگی کا حاصل اب سوائے تیس چالیس روپے کی ملازمت حاصل کرنے کی آرزو کے اور کچھ نہیں نصب العین ہی میں تبدیلی نہ ہونے کے باعث ان میں خود سوچنے اور غور کرنے کا مادہ اور مطالعہ کر کے اپنی معلومات وسیع کرنے کا خیال مفقود ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سند یافتہ تو بکثرت مل جاتے ہیں مگر کام کی اہلیت رکھنے والے بہت ہی کم میسر آتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں نام نہاد تعلیم یافتوں میں دو چار بھی کسی اہم ذمہ داری کے اہل نہیں سمجھے جاتے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی سات کروڑ ہے اور تعلیم جدید بھی وہ کروڑ پچاس ساٹھ برس سے حاصل کر رہے ہیں ان کی درسگاہوں میں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ۔ اسلامیہ کالج لاہور۔ اور پشاور اور انگلو عربک کالج دہلی نہایت وضیع درجہ رکھتے ہیں ہماری قوم کا مفاد اس پر منحصر ہے کہ اس کی تعلیم کی کمان زیادہ تر نگرانی ہی ہماری ضروریات کے موافق ہو اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ کسی موزوں ہندوستانی کی خدمات میسر آئیں کیا ان تعلیم گاہوں کے منتظمین نے اس امر کی کوشش کی ہوگی کہ کوئی قابل اعتماد اور روشن خیال ہندوستانی مل جائے مگر بظاہر ان میں سے کوئی بھی اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکا اور سب جگہ انگریزوں کی موجودگی ثابت کرتی ہے کہ ہم میں اہلیت رکھنے والوں کی کس قدر کمی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ منتظمین کی ذہنیت ایسی کچھ ایسی ہے کہ وہ گھر کی مرغی کو دال کی برابر سمجھتے ہیں تب بھی یہ نتیجہ موزوں تعلیم کے نہ ملنے ہی کا ہے۔

عام تعلیم نسواں کی طرف ابھی تک ہم پورے طور پر متوجہ نہیں ہوئے زندگی کی گاڑی کو دو بغیر مساوی پہیوں سے چلا رہے ہیں جس کی وجہ سے گاڑی کے الٹ جانے کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے خواتین میں انتظام خانہ داری کی اہلیت نہیں آتی بچوں کی تربیت نہیں ہو سکتی وہ ان مشکلات سے جن سے مردوں کو کش مکش حیات میں دوچار ہونا پڑتا ہے ناواقف ہیں نئی نئی ضروریات پر بھی روپیہ صرف کرتی ہیں اور پرانی بیکار رسموں کے خرچ بھی کم نہیں کرتیں جہالت ان کی ضد رسم پرستی اور بیکاری کو اور نشہ دیتی ہے موجودہ زمانے کی ایجادات سے بہت کم کام لیتی ہیں ان کا سارا وقت گھر کے معمولی دھندوں کے بعد اکثر بیکار گزرتا ہے اسی جہالت سے ان میں قوت خیال۔ قوت فہم اور قوت فیصلہ معدوم ہے اور وہ توہمات کا شکار ہیں یہ تو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مردوں تک کی تعلیم ہماری ضروریات کے مطابق نہیں لیکن اس راہ میں عورتیں شاید ان سے بازی لیجانا چاہتی ہیں اب تعلیم کی دو جدید تحریکیں گرلز ایجوکیشن خواتین کا نام تو سننے میں آتا ہے لیکن یہ سننے میں نہیں آتا کہ خواتین خانگی زندگی تربیت اولاد اور معاشرتی تعلقات کے متعلق اس کا درجہ حاصل کرنے کے لئے تیار ہو رہی ہوں۔

غیر زبان میں تعلیم کا یہ اثر ہے کہ تعلیم یافتہ مادری زبان سے کماحقہ واقف نہ ہونے کی وجہ سے اپنی تعلیم سے اپنے گھر تک پر مشکل ہی سے اثر ڈال سکتے ہیں ان کے خیال میں گھر والے بہرے ہیں اور گھر والوں کے خیال میں دیوانے۔ پس انگریزوں کی حکومت کا پہلا سبب ان کی عام تعلیم ہے اور جب تک ہماری ضرورت کے مطابق ہم میں بھی عام تعلیم نہ ہوگی ہزاروں خامیاں ہم سے دور نہیں ہو سکتیں اور غلامی کا طوق ہماری گردن میں رہے گا۔

دوسری وجہ

قوم کیا ہے؟ افراد کا مجموعہ۔ مفاد قومی کسے کہتے ہیں؟ افراد قوم کے مشترکہ مفاد کو اسی طرح قومی ترقی اور قومی شکستگی بھی افراد ہی کے اعمال کا نتیجہ ہے لیکن باعتبار زندگی افراد و قسموں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں ایک انفرادی زندگی دوسری اجتماعی بعض دفعہ فرد واحد کی قسمت بانی قوم کی بھلائی کا باعث ہوتی ہے اور بعض اوقات فرد حاضر ہی کی وجہ سے قوم تباہ ہو جاتی ہے یا بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص کا کام دیکھ کر قوم کو کامیاب بنانے کی اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص پورے طور پر کامیاب ہو اور قوم بحیثیت مجموعی ناکامیاب رہے پس جس قوم میں ایسے افراد کی کثرت ہوگی جو اپنے آپ ناکام رہ کر بھی قوم کو کامیاب دیکھنا چاہیں گے وہ قوم بلاشبہ ترقی کرے گی اور جس قوم کے افراد نفس پرست خود غرض اور جاہ طلب ہوں گے وہ قوم ذلت اٹھائیگی۔ میں بعض انگریزوں کی زندگی کے حالات پڑھنے اور ہندو ستانیوں میں بعض نہایت مشہور لوگوں کی زندگی کا بغور مطالعہ کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انگریزوں کے حاکم ہونے کی ایک وجہ ان میں اول الذکر افراد کی کثرت اور ہم ہندوستانیوں میں ایسے اشخاص کی قلت ہے۔

یہ بات ایک مثال سے واضح ہوگی مولانا محمد حسین آزاد نے ایک نظر میں بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ فرخ سیر اس قدر بیمار ہوا کہ سارے دربار کی طبیبوں نے جواب دیدیا اتفاق سے ایک انگریز ڈاکٹر کے علاج سے اسے صحت ہو گئی اس پر بادشاہ نے مشرقی شاہانہ دریا دلی کے اظہار کے لئے ڈاکٹر سے کہا مانگو کیا مانگتے ہو اگر وہ چاہتا تو ملک و دولت کی قسم سے آثمائے سکتا تھا کہ سات پشتیں مزے سے گلچھرے اڑاتیں لیکن اس نے دست بستہ عرض کیا جہاں پناہ مجھے مال و دولت کی طمع ہے نہ جاہ منصب کی آرزو حضور میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ سمندر کے کنارے میرے ہموطنوں کو تجارتی کوٹھی قائم کرنے کے لئے کچھ جگہ مل جائے اور کچھ ایسا بندوبست ہو جائے کہ جو مال میرے ہموطن فروخت کے لئے لائیں اس پر کسی قسم کا محصول نہ لیا جائے۔

درباریوں اور شاید بادشاہ کو بھی اس عجیب و غریب درخواست پر حیرت ہوئی ہوگی قصہ مختصر اس کی درخواست منظور ہوئی اگرچہ انفرادی طور پر اس شخص کو کچھ فائدہ نہ ہوا مگر اس کی قوم مالا مال ہو گئی اور اس وقت کی تہذیبی سی زمین ساری ملک پر قبضہ کا سبب بنی اگر ہمارے ملک کا کوئی عام ڈاکٹر ہوتا تو شاید خان بہادری یا رائے بہادری کا خطاب اسکو مطمئن کر سکے یا زیادہ سے زیادہ کسی بیکار گرنمنٹ ہیٹ کو ڈپٹی کلکٹر بنوا دے۔

ظاہر میں یہ بات مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کا بااثر تعلیم یافتہ طبقہ اکثر اپنے ذاتی فائدے کی خاطر قوم کے فائدے کو پس پشت ڈال دیتا ہے ہمارے اکثر رہنماؤں نے قومی خدمت کے صرف وہ نمائشی طریقے اختیار کر رکھے ہیں جو ان کو حصول شہرت نیک نامی اور دولت میں مدد دے سکیں کوئی قوم ہو آڑ بتاتا ہے کوئی مذہب کو کوئی یتیم خانہ کالج مونگ کھڑا کرتا ہے کوئی تعلیم گاہ کو صرف حصول معاش کا ذریعہ بناتا ہے اگر کوئی خدا کا بندہ سچے دل سے قومی خدمت پر آمادہ ہوتا ہے تو یہی نام نہاد قومی خادم اس غریب کی راہ میں ہر طرح کے روڑے اٹکاتے ہیں۔

اسی جانبہ کمی افراد سے گذر کر ہماری قوم کے مختلف فرقوں میں نظر آتی ہے ہندو مسلمان کو نہیں پہنچنے دیتے مسلمان ہندو کو نہیں بڑھنے دیتا چھوت اور اچھوت کا قضیہ یہی سبب ہے۔ برہمن اور غیر برہمن کا جھگڑا اور پنجابی کی کشمکش بھی اسی کے نتیجہ ہے کیا اس قوم کا بھلا ہو سکتا ہے جہاں فقط ہندو امیر ہوں یا فقط مسلمان تعلیم یافتہ ہوں اچھوت بالکل جاہل رہیں اور ہندو مسلمان سکھ اور عیسائی تعلیم سے بہرہ مند ہوں نہیں ملک و دولت، تعلیم اور قوت ہمارے ملک کے ہر فرد میں بلا لحاظ مذہب و ملت سب کو حصہ رسد تقسیم

ہونی چاہئے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی مفاد کو ملحوظ رکھیں اور زمان کی خلقت سب جگہ یکساں ہے جہاں انسان ہوں گے وہاں باہمی رنجشیں عداوتیں اور خون خرابے تک نوبت پہنچ جائے گی۔ کیا انگریز فرشتہ خصلت ہیں ان میں جھگڑے نہیں ہوتے لیکن یہ بھی سننے میں نہیں آیا کہ کسی نے باہمی رنجش سے قومی مفاد کو نظرانداز کر دیا۔ انگلستان میں بھی کئی جماعتیں ہیں مگر مفاد قومی کے خلاف کوئی ایک بھی قدم نہیں اٹھاتا اب ذرا ہمارے سیاسی مذہبی یا تعلیمی کسی ادارے پر نظر ڈالئے ہمارے ہاں کسی جماعت کا درہم برہم ہو جانا بس ایک باغ لیڈر کی صدر مکن ہے ہمارے ہاں لیڈروں کی ذاتی کشمکش ملک اور قوم کو ہمارے دو مذہبی پیشواؤں کا بھی جھگڑا مذہب کو نقصان پہنچا رہا ہے ہماری درسگاہیں باہمی رنجشوں کا شکار ہیں ہمارے اخبارات باہمی رقابت کے مظہر ہیں غرض یہ ہے کہ اسی انفرادی اور اجتماعی مفاد میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے ہر قسم کی مصیبتیں ہم پر آ رہی ہیں اور یہی سبب ہے کہ انگریز حاکم اور ہم محکوم ہیں۔

تیسری وجہ

انگریزوں کے تقریباً ہر شعبۂ زندگی میں خواہ حکومت ہو خواہ تجارت خواہ تعلیم ہو خواہ تربیت۔ خواہ انفرادی زندگی ہو خواہ اجتماعی ایک خاص نظم ضبط تدبر کار احساس فرض و ذمہ داری۔ عام طور پر پائے ہیں اور ہمارے ہاں مخصوص مستثنیات کے سوا عام طور پر ان تمام چیزوں کی کمی ہے ان میں سے ہر ایک عنوان جداگانہ بحث کا متقضی ہے مگر بخوف طوالت مختصر طور پر بحث کرتا ہوں۔

(الف) نظم ہندوستان میں حکومت کے شعبوں کو جہاں انگریزوں کی کارفرمائی ہے اور بعض تجارتی کمپنیوں کو چھوڑ کر عام طور پر کسی کام کو خاص نظم اور ترتیب کے ساتھ نہیں کیا جاتا ہماری سادی فہمی بیماری آمد و رفت سفر حضر کسی خاص طریقوں کے پابند نہیں یہ سچ ہے کہ نظم میں بظاہر غیر معمولی اہتمام کرنا پڑتا ہے لیکن نتائج کے اعتبار سے یہ طریقہ کار بہت مفید ہے ایسا کرنے سے کام کی نوعیت افراد کی ذمہ داری، امور متعلقہ کے لوازم اور پیش نظر کام کو انجام دینے کے وسائل پہلے سے معلوم کر لئے جاتے ہیں ہمارے ہاں روزانہ زندگی میں دیکھ لیجئے شادی غمی کی مجلسیں، عام اجتماعات صنعت و حرفت کے کارخانے تاجروں کی دوکانیں ان میں سے ہر شے میرے اس بیان کی تائید کرے گی۔

(ب) ضبط نظم کے بعض مقرر طریقوں کی انجام دہی کے لئے ضروری قواعد کی پابندی اور رعایت پابندی کا نام ضبط ہے ایسا کرنے سے کارکردگی کے نقطۂ نظر سے امید ترقی۔ خوف تعطل و تنزل دور ہے بڑھکر فرائض متعلقہ کو انجام دینے کی ہر شخص انسان میں کام کرنے کا جو حس بیدار کر دیتی ہے اس حس میں فرائض کے ساتھ خصوصیات کا تعین بھی ضروری ہے۔

(ج) تقسیم کار اس سے مراد یہ ہے کہ کام کے مختلف حصے لحاظ نوعیت مختلف قابلیت رکھنے والے کارکنوں پر بانٹ دیئے جائیں اس طرح کام تھوڑا بھی معلوم ہوتا ہے اور ٹھیک طرح انجام بھی پاتا ہے کارکنوں کی محنت اور جانکاہی اور خوش سلیقگی سے واقف ہونے کا بھی یہ بہت اچھا ذریعہ ہے ہمارے ہاں آقا تو ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ ہمارے ہاں کچھ کام نہیں اور ماتحت اسلئے نالاں رہتے ہیں کہ انہیں منٹ بھر کی فرصت نہیں ملتی پھر دونوں میں نہ آقا نے کوئی خاص کام ماتحت کے سپرد کیا ہے نہ ماتحت کو پہلے سے معلوم ہے کہ اسکے متعلق فلاں کام ہے۔

کوئی آدھ درجن اخبارات کے دفتروں میں میں نے بھی حال دیکھا ہے دہلی سے ایک اخبار "کشاف" کے نام سے کچھ دن نکلا رہا پھر گیا میں نے دیکھا کہ ایڈیٹر صاحب خود ہی چپراسی کا کام دیتے ہیں خود ہی اشتہارات مہیا کرتے ہیں خود ہی خریداروں کے پتے لکھتے ہیں آدمی ۱۰ بھی ہیں مگر چونکہ کسی کے فرائض مقرر نہیں اس لئے کسی خاص موقع پر کوئی خاص آدمی ڈھونڈا جائے تو نہیں ملتا۔

خواجہ حسن نظامی صاحب جو کاروبار کے لحاظ سے کامیاب کہے جا سکتے ہیں ان کے اخبار رعیت کے زمانہ میں مجھے ڈیڑھ دو ماہ ان کی خدمت میں حاضر رہنے کا موقع ملا میں نے دیکھا کہ خواجہ صاحب بہت سویرے اٹھتے اور بعض وقت ایسا بھی ہوتا کہ شام تک بیٹھے رہتے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس صورت کا سبب یہ تھا کہ مضمون بھی خود لکھتے انگریزی اخبارات اور رسالوں کے ترجمے درست کرتے کاپی اور پروف کی تصحیح بھی خود کرتے تھے حالانکہ ان میں سے ہر کام دوسرے بھی کر سکتے تھے اس طرح جو وقت ملتا اس میں خواجہ صاحب اپنے وسیع مطالعہ کو فرصت دے سکتے اور مضمون زیادہ غور اور توجہ سے لکھ سکتے تھے اس محنت کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ماہ کے بعد ہی خواجہ صاحب اس کا انتظام دوسرے لوگوں کو سپرد کرنے پر مجبور ہو گئے۔

یہ حالت کیوں نمایاں ہوئی؟ اسلئے کہ اکثر کاروباری حضرات بھی تقسیم کار کے اصول پر عمل نہیں کرتے چند اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کے دفتر کا حال اس سے بھی بدرجہا مختلف دیکھا مگر انھیں دو مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں جب اس گروہ کی حالت جس کا کام اصلاح قوم ہے یہ ہے تو عام ہلچل کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

(د) احساس فرض و ذمہ داری ایک بہت بڑی کمزوری ہم میں یہ ہے کہ احساس فرض اور احساس ذمہ داری معدوم ہے آپ کسی پر کام چھوڑ دیجئے دیکھئے وہ کس طرح پورا کرتا ہے حالانکہ یہ ایسا جوہر ہے جس پر ہمارے ہر کام کی کامیابی منحصر ہے۔ ماں کی بچہ کی تربیت کا احساس ہو نہ باپ کو اولاد کی تعلیم کا نہ استاد کو شاگرد کی نہ گرنی کا احساس ہو نہ پیر کو مرید کی اصلاح کرنے کا فرض۔ نہ تاجر کو خریدار کی نہ زمیندار اور جنس کے متعلق بھی اسکے کچھ فرائض ہیں نہ زمیندار کاشتکاروں کی حالت بہتر بنانے کا فرض ادا کرتے ہیں اور یہ وہ فرض ایسا عام ہے جس کا علاج بعض سرکاری محکموں میں بھی اصلاحات رفاہ عام سے تعلق رکھتے ہیں نہ ہو سکا۔ شفاخانوں کے اہلکار تعلیم گاہوں کے مدرس ریلوں اور دیگر قسم کے محکموں کے کارندے اور میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے ممبر تک عام ہلچل کو آسائش پہنچانے کا فرض ادا نہیں کرتے۔

اگر ہندوستان کی عام زندگی پر نظر ڈالی جائے تو مندرجہ بالا تمام اوصاف کم نہ ہوں گے اور بھی غضب ڈھاتا ہے جہاں آقا یا افسر اختیارات اور ماتحت فرائض اور ذمہ داریوں کا تبادلہ سمجھا جاتا ہے کسی ضابطے کی پابندی آقا کے لئے ضروری نہیں اور کوئی فرض ایسا نہیں جو ماتحت کے احاطہ عمل سے باہر ہو پھر نظم اور ضبط کے ہونے سے کام کے علاوہ احتمال کچھ شاید ہی باقی ضروری ہے مجھے آج تک کوئی ایسی مثال معلوم نہیں ہوئی کہ کوئی کام ہندوستانی اپنے آقا سے استحاق کر کے رہ سکا ہو پھر ماتحت

کیسا ہی لائق اور ہنرمند کا آدمی کیوں نہ ہو آقا ہر جائز اور ناجائز بات ماتحت سے تسلیم کرانے میں ایک خاص مسرت محسوس کرتا ہے اس پر طرہ یہ کہ اختیارات تو سارے آقا اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور تمام ذمہ داریاں ماتحت کے سر تھوپتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ فرائض کا بوجھ اکثر ایک خشک کام رہ جاتا ہے کیونکہ فرائض کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ جب تک کچھ نہ کچھ اختیارات کی مسرت نہ ہو کام ٹھیک طریقے سے انجام نہیں پاتا اسی طرح افسر کا ماتحت پر بھروسہ نہ کرنا اور اس کے کام کی نگرانی یا اس کی ضروریات اور آسائش سے بے پروا ہی بھی اُسے کام سے بے پرواہ بنا دیتی ہے۔ اسکے برعکس انگریزوں کی زندگی میں یہ سب باتیں کہ دلچسپی نظر آتی ہیں ان کے ہاں ذمہ داری کے ساتھ اختیارات بھی ہوتے ہیں اس کا یہ نتیجہ ہے کہ اگرچہ لوگ انگریزی حکومت کو پسند نہیں کرتے پھر بھی کسی ایسی کے مقابلے میں انگریز کی ماتحتی کو ترجیح دیتے ہیں۔

ممکن ہے یہ اعتراض کیا جائے کہ حاکم پر بھی تو محکوم کے متعلق کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں پھر انگریز کیوں ہم لوگوں کی حالت درست کرکے اس اہم فرض کو ادا نہیں کرتے یہ اعتراض اگرچہ بجا معلوم ہوتا ہے پھر بھی سوچنا چاہیے کہ انگریز بھی تو آخر انسان ہیں کیا ان کی خواہش یہ ہو سکتی ہے کہ جو فائدے اس ملک پر حکومت کرنے سے ان کی قوم کو پہنچ رہے ہیں ان سے دست بردار ہو جائیں کیونکہ اگر یہ سب باتیں ہندوستانیوں میں پیدا ہو جائیں تو پھر انھیں یہاں حکومت کرنے کا موقع ہی کیا رہے اس ضمن میں تو ہمیں خود ہی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑیگا لیکن جہاں تک ان کی اپنی قوم کا تعلق ہے وہ اس خیال سے غافل نہیں۔

پس جس چیز کی ہماری زندگی کے ہر شعبے میں شدید ضرورت ہے وہ ہے نظم ضبط۔ تعمیر کار، احساس فرض اور احساس ذمہ داری جیسی خوبیاں ہیں انگریزوں میں یہ باتیں موجود ہیں اس لئے وہ حاکم ہیں ہم میں موجود نہیں اس لئے ہم محکوم ہیں۔

چوتھی وجہ

انگریزوں کے حاکم اور ہمارے محکوم ہونے کی چوتھی وجہ جو اہمیت کے لحاظ سے سب سے بڑی ہوئی ہے وہاں کی قوم کے افراد کا ایثار و قربانی، اپنی مدد آپ کرنے اور خود اعتمادی کا جذبہ اور تحقیق و تلاش کا مادہ ہے۔

ایثار و قربانی اگر غور کیا جائے تو تعلیم کی ترقی، انفرادی اور اجتماعی مفاد کا خیال احساس فرض ذمہ داری جذبہ ایثار و قربانی کے رہین منت ہیں۔ انگریزوں میں بہت سے افراد اپنی آمدنی کا ایک کثیر حصہ قومی ضروریات پر صرف کرتے ہیں اپنا مال اپنا وقت اپنا دل اور دماغ سب کچھ قوم کی بھلائی کی کوشش میں صرف کر دیتے ہیں قوم کی خاطر ملک اور وطن اور اعزہ و احباب کو چھوڑنا اور کالے کوسوں ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ لینا اگر یہ جذبہ ایثار و قربانی ہی کی کارفرمائی نہیں تو اور کیا ہے ہمارے ملک میں بھی قوم کی خاطر اعتماد کرنے والے اگرچہ ہیں لیکن ان کی تعداد ضرورت کے مقابلہ میں نہ ہونے کی برابر ہے۔

اپنی مدد آپ کرنا اور خود اعتمادی

یہ اوصاف ہندوستانیوں کے مقابلہ میں انگریزوں میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور درحقیقت یہی سب سے بڑی وجہ انگریزوں کی کامیابی کی ہے انگریزوں میں قدامت پسند لبرل، لیبر اور کیپٹلسٹ بیحد خاص طاقتور عناصر ہیں اپنے پر اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے ہم ان میں سے ایک نہ ایک کی مدد کا آسرا تکتے رہتے ہیں ہندوؤں کا سرحدی حملہ کا خوف اور مسلمانوں کا ہندوؤں کی کثرت سے خطرہ درحقیقت انھیں کمی کی کا نتیجہ ہیں انھیں کی عدم موجودگی بسا اوقات ہماری کاہلی اور سستی کا باعث ہوتی ہیں اور انھیں کے نہ ہونے کے سبب ہمارے نوجوان اپنے ہاتھ پاؤں کو شل پاتے ہیں اس کے برعکس باوجودیکہ انگریزوں کی تعداد اس ملک میں بہت کم ہے اور حکومت کرنے والی جماعت تو اور بھی کم ہے پھر بھی نہایت اطمینان سے محض اپنی عقل اور قوت بازو پر بھروسہ کرکے وہ ایسی ایسی باتیں کر گزرتے ہیں جو ہندوستانیوں کے نقطۂ نظر سے نہایت قابل اعتراض ہیں لیکن وہ اپنے طرز عمل میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے پر بہ مشکل آمادہ ہوتے ہیں ہاں جب کبھی ہم بھی اپنے قوت بازو پر بھروسہ کریں تو بردولی کی طرح حسب مراد کامیاب ہو سکتے ہیں اسی جذبہ کی کمی کی وجہ سے ہمیں ہر کام میں حکومت کی امداد طلب کرنی پڑتی ہے اور کوئی اہم کام بغیر سرکاری مدد کے ہم نہیں چلا سکتے۔

مادہ تحقیق و تلاش

یہ جذبہ یورپ کی تقریباً ہر قوم میں پایا جاتا ہے انگریزوں میں بھی ہے اسی جذبہ کا سبب ہے کہ انگریز اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں اور گہرے سمندروں کی تہ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کبھی قطب شمالی اور قطب جنوبی کی نہایت سرد آب و ہوا اور بادورف کا مقابلہ کرتے ہیں تو کبھی صحرائے عرب اور صحرائے اعظم کے تپتے اور جلتے ہوئے بے آب و گیاہ میدانوں میں دھوپ کی تیزی اور پیاس کی شدت کا پھر اس میں جان تک جاتی ہے اور ہنسی خوشی اس لئے جان دیتے ہیں تاکہ ان کی حقیقت معلوم کریں اور اپنے ملک کو دنیا کی نظر میں معزز بنائیں فرانکلن نے قطب شمالی کے برفستانی میدانوں میں جان گنوائی تو کپتان سکاٹ نے قطب جنوبی میں منگو پارک صحرائے افریقہ میں ہلاک ہوا تو میلوری ہمالیہ پہاڑ کی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر۔

یہی حال علمی تحقیق و تلاش میں ہے لوگ کتنا خون اور دماغ المطالعوں کے کمرے اور سائنس کی تجربہ گاہوں میں اپنی زندگیاں گزار دیتے ہیں اور ہر ہر شئے کی حقیقت اور قدرت کے پوشیدہ رازہائے مشاہدے اور تجربے کے ذریعے معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی جستجو اور تلاش کی وجہ سے کسی کام کا نتیجہ اکثر معلوم ہو جاتا ہے اور دل میں کسی قسم کا وسوسہ نہیں رہتا بہت جلد کسی بات کا فیصلہ کر لیتے ہیں اور پھر بہت کم کمر کس کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ تجارت کرنے کے لئے سات سمندر پار ہندوستان میں چلے آئے جو بیندہ یا بندہ خدا نے اس کا صلہ یہ دیا کہ نہ صرف مالا مال ہی ہوئے بلکہ گلشن حکومت پاکر نہال بھی ہو گئے ماؤں نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو سمندر کی ہلاکت آفریں موجوں کے رحم پر چھوڑ دیا اور بیویوں نے اپنی جان کی آسائشوں کو مختلف خطرات کے حوالہ کر دیا اور اس طرح خطرات میں پڑ کر مہمات سر کرنے کے شوق

نے قدرت کی مدد کا اپنے کو مستحق ٹھہرایا یا اس کے برعکس ہم ہندوستانی تو بس اس ایک خیال میں مگن ہیں کہ چند روز میں پڑھ لکھا کر اور حکومت کرنے کے طریقے سیکھا کر انگریز ریلوے جہاز اپنا رستہ ناپینگے گویا انگریزوں کا اس ملک پر حکومت کرنے سے کوئی ناقابل تلافی نقصان مجھ رہا ہے بعض ایسی شئے کی کمی کے سبب تعلیم کا مقصد ہمارے ملک کے نوجوان سوائے ڈگری اور ملازمت حاصل کرنے کے اور کچھ نہیں سمجھتے اسی جذبہ کے نہ ہونے نے اداسی اور بلند خیالی جیسے جذبات سے ہمیں محروم کر رکھا ہے۔

تحقیق و تلاش کا مادہ نہ ہونے کے باعث ہر ہما کے اور چشمہ والے کو مولوی اور ہر پگڑی اور چغہ لگے میں ڈاڑھی ہوئے برہمن کو پنڈت سمجھ لیتے ہیں عربی کی ہر غلط عبارت ہمارے لئے قرآن اور حدیث اور سنسکرت ناہموار شلوک وید اور گیتا کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہے۔ ہماری تلاش و تحقیق کی قوتیں مردہ ہیں اور جس کا جی چاہے نمائشی اور ظاہری لباس سے ہماری نظر کو فریب دے سکتا ہے اسی جذبہ کی کمی سبب ہر موٹا تازہ ہٹا کٹا آدمی کا سایہ گائی لئے ہوئے فقیر سمجھا جاتا ہے اور کروروں روپے ہماری قوم کی گاڑھی کمائی کے ہر سال مفت خوروں اور نکموں کی نذر ہوتے ہیں اسی جذبہ کے نہ ہونے سے ہم کسی چیز پر ٹھنڈے دل سے غور اور اس کی برائی بھلائی پرکھنے کے ناقابل ہیں ہماری سٹیج میں ہر بچنے والی چیز سونا ہے ہم میں رہبر اور رہزن میں تمیز کرنے کا مادہ مطلق نہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں ہماری قوم کے مخلص افراد گوشہ گمنامی میں اپنے دن گزار رہے ہیں وہاں نااہل اور بیکاروں کو اپنا الو سیدھا کرنے کا موقع مل رہا ہے اسی تحقیق و تلاش اور خطرات سے بچنے کے لئے گھر گھسنے بن کا نام ہم نے حب الوطنی سستی اور کاہلی کا نام توکل اور فریب و دغا بازی کی زندگی کا نام کامیابی رکھ چھوڑا ہے موہوم خطرے اور خیالی اندیشے ہمیں کام پر آمادہ نہیں ہونے دیتے ناکامیابی کا اندیشہ ہی ہمیں تعلیم کے حصول پر تیار نہیں ہونے دیتا نقصان کا خیال ہی ہمیں تجارت میں شرکت سے باز رکھتا ہے وقت پر بارش نہ ہونے کا گمان ہی ہمیں ہل چلانے سے روکتا ہے اسی طرح خود اعتمادی اور قوت فیصلہ کی بھی ہم میں کمی ہے جسنے ہماری ملکی بلیہ کر رکھی ہے۔ اور آپس کا یہی فرق انگریزوں کو حاکم اور ہندوستانیوں کو محکوم بنائے ہوئے ہے۔

جب تک ہماری قوم کے افراد غور و فکر تحقیق تجسس اور تلاش حقیقت کے ساتھ خود اعتمادی اپنی مدد آپ کرنے اور پرخطر مہمات سر کرنے کی طرف مائل نہ ہونگے اس وقت تک انگریز جما رہے گا اور ہم ہندوستانی محکوم رہیں گے (کرامیابی)

جو لوگ علم غیب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب

غیبی اشارے

پڑھیں یہ وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کرنے لگی یہ عجیب و غریب کتاب اور علم ہندوستان کی کسی کتاب میں اس وقت موجود نہیں

غیبی اشارے تمام غیبی واقعات کو صاف صاف بتا دیگی
غیبی اشارے کا مطالعہ تمام پیش آنیوالے واقعات سے باخبر کردیگا
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کی تحریر پڑھ سکتے ہیں
غیبی اشارے کا مطالعہ آپ کو اعزہ و احباب کی قسمت سے باخبر کردیگا
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کو پلٹ سکتے ہیں
غیبی اشارے کا پڑھنے والا جس کی چاہے قسمت پلٹ سکتا ہے
غیبی اشارے کے مطالعہ کے بعد ہر شخص صحیح پیشینگوئی کرنے لگے گا۔

غیبی اشارے کا مطالعہ تاجروں کو نفع نقصان سے مطلع کردیگا
غیبی اشارے کے مطالعہ سے آجکل دشمنوں کے ارادہ سے واقفیت ہوگی
غیبی اشارے کا پڑھنے والا لوگوں کے دلوں کی حال معلوم کرسکتا ہے
غیبی اشارے کے پڑھنے سے خوب کی دلی کیفیات معلوم ہوسکتی ہیں
غیبی اشارے ملازمت پیشہ اصحاب کو ترقی کی راہوں اور خطروں سے آگاہ کردیگی
غیبی اشارے بیماری موت اور زندگی کی اطلاع دیگی۔
غیبی اشارے کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کیونکر یاس و بے دلی تندرست رہیگا

غیبی اشارے ایک ایسی کتاب ہے جو دلی کا کام دیگی نہ اس میں اعمال ہیں نہ عمل نہ آنے والی باتیں ہیں نہ خواب کی تعبیر کی کبھی ضرورت پڑنے والی چیستان ہے بلکہ یک نہایت آسان اردو زبان کی ایک کتاب ہے کسی قسم کی ریاضت کی ضرورت ہو نہ کسی قابلیت کی ضرورت ہے صرف ایک دو مرتبہ کا پڑھ جانا کافی ہے ایک دس برس کا اردو پڑھا ہوا بچہ بھی اس کتاب سے پورا فائدہ حاصل کرسکتا ہے اور یورپ کی زبردست پیشینگوئیاں کرنے والوں کے صدہا واقعات نہایت صحیح بتا سکتا ہے ایسی حیرت انگیز اور لاجواب کتاب اردو میں آجتک نہیں بھی اردو داں اصحاب اس نعمت غیر مترقبہ سے محروم نہ رہے لیکن اب ان کی خوش قسمتی سے ایسی لاجواب کتاب اردو میں چھپ گئی ہے جو صدہا خوبیوں پر مشتمل ہے اور یہ کتاب اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بے مثل ہے اور پھر دیکھئے کہ اس کی قیمت بھی بہت ہی کم رکھی گئی ہے یعنی صرف ایک روپیہ چار آنے

قیمت ایک روپیہ چار آنے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

بستان التفاسیر

یعنی

اردو ترجمہ

تفسیر فتح العزیز

پارہ تبارک الذی

مصنفہ عمدۃ المحققین زبدۃ المفسرین امام المعقول والمنقول حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی۔ ایسی شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف ہو سکتا ہے صرف ان کا نام کافی ہے گیارہ بڑی بڑی سورتوں کی تفسیر ہے مع احادیث کے سورۂ تبارک سورۂ نون۔ سورۂ حاقہ۔ سورۂ معارج سورۂ نوح۔ سورۂ جن۔ سورۂ مزمل۔ سورۂ مدثر سورۂ قیامت سورۂ دہر سورۂ والمرسلات۔

لڑکیوں اور لڑکوں کے واسطے اس مفید ضروری تفسیر ۱۰۰ صفحات ہوں گے اور ۲۰۰ صفحات کلاں تقطیع موٹی عمدہ کاغذ ڈیوڑھی۔

رعایتی قیمت عجلہ ۸ آنہ ۸ آنہ ۸ آنہ

پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

اسلام کا اثر مغربی تہذیب پر

اکثر لوگ تاریخ کو ایک سچی داستان سمجھتے ہیں اور بس۔ ان کے نزدیک جو ہوا سو ہو چکا وہ خیال کرتے ہیں کہ جب انسان ایک گذرے ہوئے کل سے بے تعلق ہو جاتا ہے تو گذرے ہوئے سالوں اور پھر گذری ہوئی صدیوں کے واقعات اس کے لئے بجز اسکے کیا اہمیت رکھتے ہیں کہ وہ بچوں کی طرح انھیں سنیں اور حیرت زدہ ہو۔

یونہ تو اس سچی کہانی کا سننا اور اسے سن کر حیران ہوتے رہنا ہی اک بات ہے جس سے سینکڑوں اور باتیں نکلتی ہیں لیکن جب اس امر پر غور کیا جائے کہ موجودہ حالات گذشتہ واقعات سے اس قدر بے نیاز نہیں جتنا ظاہر ہوتا ہے اور جس طرح زندہ شخص مردوں کی نسل سے ہیں ان کے رسم و رواج اور طبائع ان کے خون میں موجود ہیں اسی طرح زمانہ حال زمانہ گذشتہ کا بقیہ اور اسی کا پروردہ ہے جب اس امر کو مانا جائے تو عیاں ہو جاتا ہے کہ ہم تاریخ کے واقعات سے متاثر ہوں نہ ہوں وہ ہماری زندگی کے بیشتر حصے پر جنہ بخوا نہ ڈالتے رہتے ہیں موجودہ زمانہ ایک بھولا ہے جو زندگی کے درخت سے آویزاں ہے اس کا ایک سرا گذرا ہوا زمانہ ہے اور دوسرا سرا آنے والا زمانہ۔

اسی طرح موجودہ دنیا کی طرز معاشرت اس کے عام اخلاق و عادات اس کی دماغی و ذہنی حالت سب اس کی پیدا کردہ نہیں ہیں بلکہ یہ وہ پھل پھول ہیں جن میں سے بہتوں کا بیج پرانے لوگوں نے بویا انھیں نے ان کو پالا پوسا اور آخر کار باغ دنیا سے رخصت ہونے پر انھیں آنے والی نسلوں کے لئے بطور ارمغان چھوڑا ہر قوم اپنے اپنے دور میں ان زندہ یادگاروں کی امین قرار پاتی ہے اور اگر اپنے اس فرض ادا کے لئے عہدہ برآ ہو کر ان قدیم اقوام کو اپنی جدت طرازیوں سے مالا مال بھی کر دے تو وہ گویا جریدۂ عالم پر اپنی نیک نامی کی مہر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ثبت کر دیتی ہے۔

نشاۃ الثانیہ اور عرب مورخین یورپ نے مغرب کی موجودہ تہذیب کا آغاز اس تحریک کو قرار دیا ہے جسے انہوں نے نشاۃ الثانیہ سے تعبیر کیا ہے ہمیں یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس علمی و اخلاقی تحریک کے بانی جس نے سنی اک لگن دل میں سب کے لگا دی اور گویا اک آواز میں سوتی بستی جگا دی بھی عرب اور محض عرب ہی تھے۔

عربوں کے قومی خصائص خوش قسمتی سے یورپ والوں میں کچھ انصاف والے بھی ہیں اور اس مختصر تبصرے میں ہم زیادہ تر انھیں راست گو صاحبوں کے اقوال سے ثابت کرنیکے کہ ان کے نزدیک یورپ کے عہد تاریکی میں وہ عربوں ہی کے علم و فضل کا دیا تھا جس سے مغرب کے باہمت بزرگوں نے تہذیب و شائستگی کی سینکڑوں ہزاروں قندیلیں روشن کیں اور انھیں روشنیوں کی بدولت اس تہذیب حاضرہ کا آغاز ہوا جس کی برقی جلوہ پاشیوں سے آج ہماری آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں یہ عرب ہی تھے جنہوں نے یورپ دنیا کی کایا پلٹ دی ایک آزاد منش اور بے باک قوم تھے وہ غیر قوموں کے آگے جھکنا تو درکنار ان کے خلاف تصور کرتے تھے زندگی سے لطف اٹھانے کی ہوس ان لوگوں میں اس قدر کم تھی کہ وہ ہر مقام پر خلوتوں اور صوبتوں سے دوچار ہونے کے حد درجہ مشتاق رہتے تھے اور اگرچہ قضا و قدر نے انھیں دنیائے شہر و شہر سے کوسوں دور دشت صحراؤں میں دھکیل دیا تھا مگر یہ خاموش اور جری لوگ قرنوں سے مشرق و مغرب کے مشترک تاجر بنے ہوئے تھے۔

عرب اور اسلام اسلام نے آکر ان میں سعی کی نثار اور یگانگت کی روح پھونک دی اور اسکے لطیف اور سدید ہے دسادسے اصولوں کو اپنے سینے میں لئے ہوئے اطراف و اکناف عالم میں پھیل گئے اور جس جگہ پہنچے انہوں نے راستی اور آزاد خیالی کی اشاعت کو اپنا قومی اور نبوی شعار بنا لیا!

اسلام کی فتوحات یورپ میں

فتح ہسپانیہ پہلی صدی ہجری کے ختم ہونے میں ابھی گیارہ سال رہتے تھے کہ عربوں نے ۸۹ھ میں جزیرہ ہائے بلیرک یعنی دمجورقہ منورقہ آئیوقہ، پر قبضہ کر لیا تین سال بعد ۹۲ھ طارق بن زیاد کے جبل الطارق پر اپنی فوج اتاری اور رمضہ سدنیہ کی لڑائی میں جو ماہ رمضان کے وسط میں ہوئی بارہ ہزار مسلمانوں نے رڈرک کی ایک لاکھ فوج کو فاش شکست دی، موسیٰ جماس وقت افریقیہ کا والی تھا اٹھارہ ہزار فوج لیکر ۹۳ھ میں سپین کو فتح کرتا ہوا فرانس میں داخل ہوا لیکن خلیفہ ولید نے جو اپنی پھیلتی ہوئی سلطنت کو نظم و نسق سے مستحکم کرنا چاہتا تھا طارق اور موسیٰ دونوں کو معزول کر کے دمشق واپس بلا لیا موسیٰ کا ارادہ تھا کہ فرانس اور جرمنی کو مسخر کرتا ہوا قسطنطنیہ کے راستے سے ایشیائے کوچک میں داخل ہو۔ ایک فرانسیسی مورخ کہتا ہے کہ اگر وہ ایسا کر سکتا تو یورپ میں اتحاد مذہبی پیدا ہو کر تہذیب و تمدن کا زمانہ شروع ہو جاتا۔

جنگ طور اس کے بیس برس کے بعد ۱۱۳ھ خلیفہ ہشام کے زمانہ میں وہ لڑائی ہوئی جس کے فیصلے پر عیسائی مورخین کے قول کے مطابق یورپ کی قسمت کا فیصلہ عیسائیت کے حق میں ہو گیا حقیقت یہ ہے کہ جنگ طور میں چارلز مارٹل کو عرب سپاہیوں کی اس طمع نے جو انھیں اس وقت اپنے مال غنیمت کی نسبت تھی اور بعد میں عرب سرداروں کے باہمی تفرقوں نے بھی بہت کچھ مدد دی اور اسے یہ دیکھکر اطمینان نصیب ہوا کہ عرب راتوں رات میدان جنگ کو خالی کر کے جنوب کی طرف مراجعت کر گئے ہیں۔

عرب فرانس میں اگر اس شہرہ آفاق جنگ میں اسے وہ کامیابی نصیب ہوئی ہوتی جو یورپین لوگ بیان کرتے ہیں تو عرب چارلز مارٹل کے بعد دو سو برس تک جنوبی فرانس پر حکمران نہ رہ سکتے چارلز مارٹل انھیں کسی نہر سے جہاں ان کا قبضہ تھا نہ نکال سکا فی الواقع وہ اور اس کے بعد پیپن بست قدر دلوں عربوں سے بہت ڈرتے رہے اور انہوں نے

ان کے جنوبی فرانس پر قابض رہنے کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھا ان لوگوں کے نزدیک عربوں کی قوم گویا ایک بھڑوں کا چھتہ تھا جس کا ناحق چھیڑنا آپ اپنی ہلاکت کا سامان بہم پہنچانا تھا طور تل لڑائی کے بعد ۷۳۷ء میں یعنی دو برس بعد عربوں نے فرانس پر حملہ کیا اور اوینون کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ عقبہ نے دو فتی پر چڑھائی کی عربوں کی فوج کے چند دستے برگنڈی میں پھیل گئے اور پیرس تک کو خطرے میں ڈال دیا اس کے ساتھ ہی وہ (۷۳۵ء میں) اطالیہ کے شمال مغربی حصے پیڈمون پر قابض ہو گئے چارلز مارٹل نے ان کے خلاف مسیحیت کو صف آرا کرنے میں پوری کوشش کی مگر باوجود بہت سی مدد کے ناربون کا شہر تسخیر نہ کر سکا بالآخر اس نے دریائے لوار کے جنوب کی طرف متعدد شہروں کو منہدم کر دیا اس خیال سے کہ شاید اسی طرح عربوں کی یورشیں انجام کو پہنچیں اور اسے اپنے دارالخلافہ میں چین سے بیٹھنا نصیب ہو۔ شام کی سوت کے وقت (۷۴۳ء) مسلمانوں کی سلطنت اپنی معراج ترقی پر پہنچ چکی تھی یورپ میں بسکین جنوبی فرانس اور شمال مغربی اطالیہ ان کے تسلط میں تھے جزیرہ مالے کا رسیکا۔ سارڈینیہ۔ کریٹ۔ روڈز۔ سائپرس۔ سسلی۔ یا صقلیہ کا ایک حصہ اور جنوبی اٹلی میں سے بعض جزیرے بھی ان کے تصرف میں تھے۔

لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد مسلمانوں کو اتنی بڑی سلطنت کا سنبھالنا بہت دشوار ہو گیا عربوں اور بربریوں کے قومی اختلافات اور باہمی مناقشوں نے حکومت کو کمزور کر دیا۔ فرانس کے مسلمانوں سے ہسپانیہ کی حکومت نے تعلقات منقطع کر دیئے پھر بھی پیپن "پست قد" شاہ فرانس نامہ بروں کے گرد چار برس محاصرہ ڈالے رہا۔ آخر ۷۵۹ء میں فرانس میں عربوں کی حکومت کا انجام ہو گیا لیکن اسی برس بعد نبی امیہ کے پانچویں سپانی خلیفہ عبدالرحمن کے عہد میں عربوں کی بعض قوموں نے مل کر جنوبی فرانس پر حملہ کیا۔ نربیہ صوبی میں سیوائے۔ پروونس۔ اور وانیئے میں پھیل گئے اور بعد میں لیگوریا کے ساحلوں پر البیس کے اوپر پیڈمون میں بلکہ سوئٹزرلینڈ تک پہنچ گئے اور اس کے ایک حصہ پر قابض ہو گئے۔ فرانس کے جنوب میں مارسیلز۔ گرنوبل اور بالخصوص نیس عرصہ تک ان کے قبضہ میں رہے اور یہ انہیں کے تسلط کی وجہ سے کہ آج تک اس شہر کا ایک حصہ "عربوں کا قصبہ" کہلاتا ہے۔

عرب اطالیہ میں

۸۷۲ء میں مسلمانوں نے اطالیہ کے ساحل پر ایک بحری حملہ کیا اور پالیرمو روما جون ہشتم کو خراج دینے پر مجبور کر دیا انہوں نے نیپلز کے باری کو میں نے پہلے ہی سے بخوشی ان کے ساتھ رابطہ پیدا کر لیا تھا۔ اس مال غنیمت میں سے کچھ حصہ دیا۔

دسویں صدی میں مصر کے اغلبی خلیفہ قائم نے اطالیہ کے بحری قزاقوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک بیڑا تیار کیا اور وہ جنوبی اطالیہ میں گیتہ کے قلعہ تک تاخت و تاراج کرتا گیا اس کے جنگی جہازوں نے خیبر پر قبضہ کر لیا بلکہ اسپاڑی یعنی الاکیلہ زہ کے ایک حصہ پر بھی اس کا تسلط ہو گیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر خانگی تنازعات مانع نہ ہوتے تو مسلمان بہت دولت اطالیہ کو قطع کر لیتے۔

بحری قوت

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی بحری قوت کس قدر تھی فی الواقعہ خلیفہ مہدیہ کے بحری بیڑے کے آگے سارے یورپ کی مجموعی بحری قوت ایک دن کے لئے نہ ٹھہر سکتی تھی مسلمانوں نے دنیاوی سطوت اور ملکی اقتدار کا راز سمجھ لیا تھا انہوں نے نہ صرف اپنی بری فوج کو قواعد داں بنایا بلکہ اپنے بحری بیڑوں سے بھی مسیحیت پر رعب داب جمائے رکھا۔ بحر متوسط صدیوں تک ان کے قبضے میں رہا اور مسلم فی تو میں اس عرصہ میں انھیں کے بحری اصولوں پر کاربند رہیں لفظ ایڈمیرل امیر البحر کا بگڑا ہوا ہے اور لفظ المیران امیر الماء سے ملتا جلتا ہے۔

ترکوں کی سطوت

جب ترکوں نے بغداد پر قبضہ پا کر عربوں کے تمدن کا خاتمہ کر دیا تو انہوں نے بھی دو تین صدیوں تک اہل یورپ کے دل پر اپنی فوجی طاقت کا سکہ بٹھائے رکھا محمد بن فاتح کا یہ خانہ ضرب المثل تھا اور یہ بات مسلم ہو گئی کہ ترکوں کی بحری و بری طاقت کے آگے کوئی عیسائی طاقت نہیں ٹھہر سکتی لیپانٹو کی بحری لڑائی کے بعد مسیحیت کو اس ہمہ گیر قوت کے خطرے سے نجات ملی۔ ایک زمانہ میں ترک آسٹریا کے دارالخلافہ ویانا کا گھیر بھی کئے رہے۔

فرمانروایان اسلام و مسیحیت کے باہمی تعلقات

ریاستہائے بلقان قفقاز اور روس کا جنوبی حصہ یہ سب ترکوں کے نام کا کلمہ پڑھتے تھے موجودہ زمانہ میں ترک ہی وہ غیر عیسائی قوم ہیں جو اپنا جھنڈا یورپ کے قدیم شہروں پر اڑتا دیکھتے ہیں۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ مسلمانوں نے وحشیوں کی طرح لوٹ ان نہیں کی بلکہ ان کی فتوحات کے بعد دول یورپ ان کو قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھنے لگیں اور جب تک وہ باقتدار رہے ان کے ساتھ سیاسی اور ملی بلکہ دوستانہ تعلقات رکھنا باعث فخر سمجھی رہیں۔

ہارون اور شارلیمن

ہارون الرشید اور شارلیمن کا تعلق مشہور ہے ہارون نے اپنے عیسائی ہمعصر کو ایک یہودی سفیر کے ہاتھ بیت المقدس کی چابیاں (۸۰۱ء میں) بھیجیں ایک اور موقع پر اسے نہایت عمدہ تحائف بھیجے جن سے عربوں کے تمدن کا پتہ چلتا ہے ان میں ایک گھڑی تھی جو پیتل کے گولوں کے ایک فلزی دائرے پر گرنے سے بجتی تھی غالباً آبی گھڑی تھی۔

عبدالرحمن ثالث

عبدالرحمن ثالث (الناصر) خلیفہ اندلس سے تعلقات قائم کرنے کی شاہان یورپ نے بہت خواہش ظاہر کی اس نے پہلے پہل امیر المومنین (مسیحائیوں نے اسے بگاڑ کر میرامولین بنا لیا) کا لقب اختیار کیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ اپنے وقت کا سب سے زبردست فرمانروا تھا فقط اس کے محصول کی آمدنی ایک کروڑ بیس ہزار دینار تھی اس کی بحری قوت یورپ بھر میں سب سے زیادہ تھی اور بحر متوسط گویا اس کی سلطنت میں شامل تھا۔ وزنری کہتا ہے کہ اس کی قوا عدان فوج دنیا بھر میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی یورپ کے سب بڑے بادشاہوں نے اس کے دربار میں اپنے سفیر بھیجے۔ چھوٹے چھوٹے حکمرانوں نے دوستی کو باعث افتخار سمجھا۔ سلیوونیوں کے ڈیوک دغربی میں ضو کہ کہتے تھے) اور پرنسز (جسے عرب جبل البرت کہتے تھے) کے پارا یک اور شہزادہ نے جس کا نام اکو (یوکو)

تھا عبدالرحمن کے ساتھ رابطہ قائم کرنا چاہا۔

سلطان مصر و شام الملک الظاہر سلطان بیبرس نے ۱۲۶۵ء میں قاضی جمال الدین کو شاہنشاہ منفرڈ (من فریڈ) کے پاس بطور سفیر بھیجا۔ یہ فرمان روا مسلمانوں کا بہت بڑا مداح اور علوم و فنون کا دلدادہ تھا۔ سفیر یہاں کرتا ہوا کہ اطالیہ میں لوجرہ کا شہر سارا مسلمانوں سے آباد تھا جو جزیرہ صقلیہ سے آکر وہاں آباد ہوئے تھے "انبیرور" کے معزز عہدہ دار سب مسلمان ہی تھے اور محل کے کیمپ میں دھڑلے سے اذانیں دیا کرتے تھے اور کھلے طور پر نمازیں پڑھتے تھے یا پائے روانے اسے کلیسا سے خارج کر دیا۔ ریذ فرانس یعنی فرانس کے بادشاہ نے اس پر حملہ کیا اور پاپا نے اس کا گلا کاٹنے کا حکم دیدیا جلال الدین نے انبیرور کے حکم سے ایک کتاب بھی منظوم پر لکھی جس کا نام اس انبیرور یہ رکھا۔

قرون وسطیٰ میں یورپ کی حالت

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جب مسلمانوں نے یورپ کے ممالک پر حملے کرنے شروع کئے اس وقت یورپ کی حالت تھی اور بالعموم قرون وسطیٰ میں مغربی تمدن کی کیا کیفیت تھی۔

ہسپانیہ کی حالت مسلمانوں کی فوج کشی کے وقت

جس وقت طارق دوسوئی کی تنفقہ کوششوں سے سارا ملک ہسپانیہ مسلمانوں کی ظلمت میں داخل ہو گیا اس وقت کا حال ناگفتہ بہ تھا۔ لڑاکو اور امیروں اور پادریوں کے طبقے ہر قسم کے ٹیکس سے بری تھے طبقہ متوسط کی حالت قابل رحم تھی صنعت و حرفت طرح طرح کے محصولوں کے شکنجے میں جکڑی ہوئی تھی اور تجارت محض نام کو باقی رہ گئی تھی حقوق یا فتہ امرا نے ملک کو بڑی بڑی جائدادوں کی صورت میں تقسیم کر رکھا تھا جہاں دنیا دی اور کلیسائی لوگ خوب کچھ رے اڑاتے تھے اور اپنے غلاموں اور کمینوں کی محنت و مشقت سے فائدہ اٹھا کر انھیں طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار کیا کرتے تھے عام لوگ جہالت اور توہمات کے سخت پنجوں میں پھنسے ہوئے تھے تعلیم سے عاری اور عقل و فہم سے کوسوں دور پڑے ہوئے تھے ہر دیوں کے ساتھ حد درجہ کی سختی کی جاتی تھی بادشاہ اور امرا اور پادری سب ان کی گردن پر سوار تھے اور ان کی زندگی جہنم کی زندگی کا نمونہ بنائے ہوئے تھے غرض ہسپانیہ اور بالعموم یورپ کی حالت صدیوں سے اسی طور پر تھی کہ تیکیوں پر بدیوں اور علم و حکمت پر لاعلمی اور جہالت کے ہزاروں لاکھوں پردے پڑے ہوئے تھے جب قوموں اور ملکوں کا یہ حال ہوتا ہے تو قضائے عالم اپنی مہیب ناک آواز سے کسی ایسے رہانی دلانے والے کو پکارتی ہے جو اپنے قول و عمل سے ان مردہ روحوں میں ایک تازہ جان ڈال دے اور یہ دعوت کبھی بیکار نہیں جاتی!

صلیبی لڑائیاں

صلیبی لڑائیاں اہل یورپ کی جہالت و وحشت کا صحیح نقشہ کھینچتی ہیں ۱۰۹۵ء میں جب پوپ اربن دوئم نے پہلی صلیبی جنگ کی دعوت عام کا اعلان کیا تو اس نے تمام گناہگاروں کو ان کے گناہوں کی معافی عطا کی عیش پسندوں کو یونانی عورتوں کے دلفریب حسن کی ترغیب اور مشرق کی بدست کرنے والی شہر اول، کی تحریص دیکر یہ یقین دلایا کہ مسیحیت کا خدا ان کے ساتھ ہے منتہ کہتا ہے کہ انھوں نے ایسے ایسے گناہ ہوں کا ارتکاب کیا جن پر قدرت کانپتی تھی۔ "بچوں کو ماؤں کی چھاتیوں پر قتل کیا اور ان کے اعضا کو ہوا میں اچھیر دیا کبھی مسلمانوں کو نہ پایا قوبے گناہ یہود یوں پر اپنی چھریاں تیز کیں ۱۰۹۹ء میں جب وہ انطاکیہ کا محاصرہ کر رہے تھے صلیبیوں نے خوراک کی کمی کی وجہ سے مردم خوری شروع کر دی فون سیبل اور دیگر مورخین ہم کو یقین دلاتے ہیں کہ صلیبیوں کے طبقہ اسفل میں مردم خوری کی عادت عام تھی۔ مرۃ النعمان میں انھوں نے ایک لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا انسانی گوشت عیسائیوں کے کیمپ میں دن دہاڑے بکتا تھا جب وہ یروشلیم میں داخل ہوئے انہوں نے ستر ہزار مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کیا ریمون داژیل اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مسجد کے نیچے خون گھٹنوں بلکہ گھوڑوں کی باگوں تک پہنچتا تھا۔

دوسری صلیبی جنگ میں ۱۱۴۷-۴۸ء نو لاکھ لوگ شاہنشاہ جرمنی اور شاہ فرانس کے پرچم کے نیچے جمع ہوئے جن میں عورتیں بھی تھیں نتیجہ بدحلنی اور شکست ہوا۔

تیسری جنگ ۱۱۸۹-۹۲ء میں صلاح الدین کی فراخ حوصلگی اور مسیحیت کی تنگدلی و جہالت کا خوب مقابلہ ہوا جس میں فتح مسلمانوں کے ہاتھ رہی۔

پانچویں جنگ ۱۲۱۳ء میں جو قسطنطنیہ سے آگے نہ بڑھ سکی صلیبیوں نے اپنے ہم مذہبوں پر وہ وہ مظالم کئے کہ نسٹیس انھیں ترکوں سے زیادہ وحشی کہتا ہے اور صلاح الدین کے سپاہیوں کی عالی ہمتی اور اخلاق کی مثال ان کے سامنے پیش کرتا ہے کہ جب وہ یروشلیم میں داخل ہوئے تو انہوں نے باشندوں کی کس طرح دلجوئی کی۔

اندلس میں عیسائی رعایا کا مسلک

ہسپانیہ میں عبدالرحمن دوم (۸۲۲-۵۲) کے زمانہ میں عیسائی رعایا کی اخلاقی حالت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ باوجود مسلمانوں کی بہتیل داد دہی کے انہوں نے اپنے مذہبی تعصبات کا ایک جاہلانہ طریق میں اظہار کیا دیہات میں وہ مسلمانوں اور عیسائیوں پر جو مسلمانوں کے آزاد خیالات سے متاثر ہو گئے تھے رہزن اور ڈاکو بن کر حملہ کرتے تھے شہروں اور قصبوں میں وہ گالی گلوچ کے ذریعہ سے فاتحوں کی ہیٹ میں اگر شہید بنجاتے تھے بلکہ بعض تو اس قدر شیخ چشم اور وحشی خصلت تھے کہ جامع مسجد میں جا کر مسلمانوں کو آخرت کا عذاب یاد دلاتے اور بآواز بلند پیغمبر اسلام کو گالیاں دیتے۔

عربوں کا اخراج ہسپانیہ سے

۱۴۹۲ء کے بعد جب فرڈیننڈ کی فوجوں نے مسلمانوں کی کمزور حکومت کو جڑ سے اکھیڑ کر ملک سے باہر پھینک دیا ہسپانیوں نے اپنے قومی جوش کو کہاں تک نہایت خونریزی اور خباثت

نفس سے کام لیا۔ اٹھارہ برس کے عرصے میں اناطولیہ نے تیس لاکھ نفوس کو ملک سے خارج کر دیا جن میں سے اکثر راستے ہی میں موت کا شکار ہو گئے چنانچہ ایک لاکھ چالیس ہزار عرب بوں میں سے جو ۱۹۱۸ء میں افریقہ کو جا رہے تھے ایک لاکھ مارڈالے گئے۔ موسیو لبان کہتے ہیں کہ وحشی سے وحشی اور بیرحم سے بیرحم ملک گیروں نے بھی اس قسم کے دردناک قتل عام کا وحشیانہ سن پر نہیں لگایا کوندے ایک ہسپانی مورخ لکھتا ہے کہ ان ملکوں میں جو کبھی عربوں کی موجودگی سے بارغ ارم کا نمونہ بن رہے تھے آج ایک دائمی تاریکی چھائی ہے ان تعمیرات اور کھنڈروں کے بیچ میں سے جو زمانے کی دست برد اور ہم پائیوں کے ستم سے باقی رہ گئے ہیں حقیقت کی دردناک آواز روز و شب یوں چلاتی رہتی ہے کہ دائمی عزت و وقار کا سہرا مفتوح عربوں کے سر پر اور دائمی انحطاط و فلاکت کے کانٹے فاتح ہسپانیوں کے پاؤں میں۔

یورپ کی روحانی حالت

یورپ کے تمام ممالک خصوصاً اطالیہ اور یونان میں لوگوں کی روحانی حالت کو عیسائیت کی ہزار سالہ مذہبی تعلیم نے ذرہ بھر بھی فائدہ نہ پہنچایا تھا۔ ڈریپر اپنی مشہور تصنیف یورپ کی دماغی ترقی میں لکھتا ہے کہ جنوبی یورپ کی اقوام میں پرانے بت پرستانہ توہمات اس طرح چھائے ہوئے تھے کہ انہوں نے نہ صرف ترقی نہ لی تھی بلکہ اپنے ساتھ اپنے مقدس مذہب کو بھی مسلمانوں اور یہودیوں کے طعنوں کا ہدف بنا رکھا تھا وہ خود تو جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے ہی عیسائیت کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے۔

مسیحی توہمات

پادریوں کا سرور اس شخصی حکومت کا سرور باوقار تھا جس نے یورپ کی روح کو تصورات اور دلائل کی بجائے توہمات کی سلاسل میں گرفتار کر رکھا تھا۔ ہر طرف معجزوں کی بھرمار اور آسمانی نشانات کی بوچھاڑ ہوتی تھی اور مشرکانہ عقیدتوں نے مذہب کو ایک تمثیل بنا دیا تھا۔ مقدس دوشیزہ اور اولیاء کے تواتین قدرت میں لوٹ پھیر کر کے دعا گو انسان کو نظر استحسان دیکھنے کا حق حاصل تھا۔ جوں کی قربان گاہوں اور مندروں کے سامنے دن دو پہر صدہا چراغوں اور موم بتیوں کا جلانا بیماریوں اور خطروں سے خوف اعتقاد طریقوں سے شفا یا نجات پانا اور اس کے شکرانے میں نذر و نیاز گذرانا اور بتیاں چڑھانا گذرے ہوئے بزرگان دین کو ولی یا خدا قرار دینا پادریوں کا خاص انداز سے چار منٹ دانا از دواجی تعلقات سے قطعاً محترز اور بیاطمینان میں منہمک رہنا یہ وہ باتیں تھیں جنھیں ساری عیسائی دنیا گویا اپنے مذہب کا لازمی جزو سمجھتی تھی۔

پاپائیت

۱۸۷۰ء میں پاپائیت کا عہدہ نیلام کیا گیا جس پر امیدواروں نے بڑھ بڑھ کر بولیاں دیں اور وہ کیوں ایسا نہ کرتے جبکہ یہ عہدہ ایک معقول آمدنی کا ذریعہ اور بیحد حکومت پسندی اور جور و ظلم کا خوشنما تھا۔ پوپ کی رشیت ستائی اور عیش پرستی ضرب المثل ہو چکی تھی "پوپ سا بدمعاش" یا "پوپ سا خوش قسمت" یہ فقرے اس زمانے میں زبان زد خلائق تھے۔

بت پرستی

بت پرستی کا اس قدر چرچا تھا کہ شہر شہر کا بت جدا تھا جا بجا اولیا کی ہزاروں مورتیں تھیں جن کی نسبت یہ اعتقاد تھا کہ بعض ان میں سے روتی رہتی ہیں بعض خون ٹپکتی ہیں بعض زندگی کرتی ہیں اور بعض کے اعضا سے خون جاری رہتا ہے مقدس پرندے ہوائی شہد اور چراگاہوں میں مذہبی رسوم کے ساتھ چرنے والے راہب خادموں میں درندوں کے ساتھ پناہ لینے والے خادر ست! ان سب نے عیسائیت کو دنیا کا سب سے زیادہ توہم پرست مذہب بنا رکھا تھا۔ ایک مشہور انگریز مورخ کہتا ہے کہ مشرقیوں (قسطنطنیہ کے عیسائیوں) نے ہزار سال میں باوجود اتنے خزائن علم رکھنے کے ایک بھی مصنف یا ایک اعلیٰ کتاب بھی پیدا نہیں کی دنیات نے خیالات کو اپنے شکنجے میں دبا کر عقیم جان کر دیا تھا۔

یورپ کا اقتدار یورپ میں

حضرت یورپ نے اپنے عروج کے زمانے میں ہر بادشاہ کو اپنا غلام اور اس کی رعایا کو اپنا مال سمجھتے تھے وہ بادشاہوں کے سیاسی جھگڑوں کی معاشرت، رمضان، عید، سلونو سالگرہ کے ترک و اختتام شادی بیاہ کی رسوم غرضکہ دور و نزدیک کی بہاریں اگر دیکھنی ہوں تو مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصنیف جدید

نوبت پنجروزہ

ملاحظہ فرمایئے جس میں فخری بادشاہ مغلیہ کی باغ نوبتیں اس قدر دردانگیز پیرایہ میں بیان کی گئی ہیں کہ آپ کو آنسو رلا دیں گی۔ پانچویں نوبت جب دلی نے بادشاہ کو وداع کیا غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات مخبروں کی ظلم مظلوموں کی حالت زار مردوں کی بربادی عورتوں کی تباہی اور بادشاہ بیگم کے بیہم مصائب ناممکن ہو کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں بادشاہ کی تصویریں اور تین نادر عکسی تحریریں بھی دی گئی ہیں۔ نوبت پنجروزہ دور حاضر کے یہ نامزد اردو مصنف کی بہترین تصنیف ہے پانچ سال سے شائقین ادب بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے آپ منگانے میں جلدی نہ کریں گے تو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

قیمت صرف عہ ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی۔ قیمت عہ

جنّت کی کھڑکی

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

مرزا عبدالمجید جب شور بے میں بھیگی ہوئی روٹی کو خوب مل مل کر اور سوڑھیوں سے چبا چبا کر کھانے سے فارغ ہوئے تو بیوی نے پن کلی میں کٹا ہوا پان اور تورے کا حقہ لاکر ان کے سامنے رکھدیا مرزا صاحب کی عمر اب ساٹھ برس سے کچھ اوپر تھی وکالت کیا کرتے تھے اور اپنے زمانے میں ان کا شمار شہر کے بہترین وکیلوں میں ہوتا تھا فوجداری کے مقدمات تو بالعموم وہ لیتے ہی نہ تھے لیکن دیوانی کے مقدموں کے متعلق یہ شہرہ تھا کہ جس مقدمہ کو انھوں نے کیا اسے جیتا ہی سمجھو۔ اب اور کوئی تین برس سے انہوں نے کچہری کا آنا جانا بالکل چھوڑ دیا تھا کیونکہ اب ان کی قوی بالکل ضعیف ہو گئے تھے اور اب وہ چاہتے تھے کہ باقی عمر آرام اور یاد الٰہی میں بسر کریں۔

مرزا صاحب کی بیوی ان سے دس برس چھوٹی تھیں۔ گیتی آرا بیگم نام تھا اور مرزا صاحب کی پشتہ کی بہن بھی ہوتی تھیں ان کی شادی کو آج تیس برس سے بھی زیادہ مدت گذر چکی تھی لیکن محلہ والوں اور رشتہ داروں کا سب کا یہ قول تھا کہ ان دونوں میں کبھی کوئی چھوٹے سے چھوٹا جھگڑا ہوتے بھی کسی نے نہ دیکھا نہ سنا۔ مرزا صاحب کی جوانی بڈھوں سے بھی زیادہ پرہیزگاری اور پارسائی میں گذری تھی اگر صرف خدا کے فضل سے دھن کی کمی تھی نہ دولت کی گھر اس خدا کے بندہ نے کبھی گیتی آرا کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا بیوی کی بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی تمام کنبہ انھیں بھلا کرتا تھا کہ تو میاں کے پیچھے دیوانی ہو گئی ہیں وہ اس چہیتے سے خوش ہوا کرتی تھیں اور ہمیشہ یہی جواب دیا کرتی تھیں کہ خدا کا شکر ہے بہت سی سسیانیوں سے میں دیوانی ہی اچھی ہوں۔ اب ان کی عمر بھی بہت کافی ہو چکی تھی اور گھر میں مالا مال دنیا سب ہی موجود تھیں مگر مجال کیا کہ مرزا صاحب کے کسی کلمہ کو کوئی اور انجام لگا لے کر ٹالنا انھیں خود کھلاتیں منہ ہاتھ خود دھلاتیں حقہ بھر کے اپنے ہاتھ سے دیتیں اور بن کٹی تو اب ان کے اپنے ہتھیلی میں بھی رہتی تھی اسی سے کتنی مرتبہ دونوں کو پان کھاتیں انھیں بھی کھلاتیں۔

جب مرزا صاحب نے پان کھا لیا اور حقہ کے دو چار کش پی چکے تو گیتی آرا ان کے پاس بیٹھ گئیں اور سمجھا کر بولیں۔

"میں آپ ہی جوں تم کیسے بے فکر بیٹھے ہو تمہیں رشید کا ذرا سا بھی خیال نہیں ہے اس کی عمر بیس برس زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے اس کے ساتھ کے لڑکے ایک ایک دو دو بچوں کے باپ بڑی ہو چکے اور اس کی ابھی کہیں منگنی بھی نہیں ہوئی ہے وہ اپنے دل میں کیا کہتا ہوگا اسد سے تو اب اپنے ہاتھ پیروں کا بھی ہو گیا ہے پیر کی پاس کر لیا اور اب مقدمے بھی اس کے پاس آنے لگے"

مرزا صاحب (مسکرا کر) تو تمہارے کہیں رشتہ پر جچا ہوتا یا میں نے کیا منع کیا تھا۔

گیتی آرا۔ میں عورت ذات سے قصے بھجوں گی، یہ تمہارا کام ہے۔

مرزا صاحب۔ بیگم! اب اکبل لڑکوں کو شادی کے متعلق ماں باپ کی رد کی ضرورت نہیں رہی ہے آجکل کے بچے اپنے ماں باپ سے زیادہ عقلمند

۴۰

ہوتے ہیں۔

گیتی آرا۔ اے رہنے دو اس بیچارے نے کبھی کچھ کہا تھا وہ تو ایسا نیک اور غریب ہے کہ خدا کرے ہر مسلمان کا بچہ ایسا ہی ہو۔

مرزا صاحب! میں کب یہ کہتا تھا کہ وہ نیک نہیں ہے مگر میرا خیال ہے کہ شادی کے بارہ میں اس کے خیالات ذرا مگریزی طرز کے ہیں۔

گیتی آرا۔ آخر تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

مرزا صاحب! میں نے سنا ہے کہ انہوں نے اشتہار دیا ہے کہ ایک نوجوان لڑکی کی ضرورت ہے جو حسین ہو، تعلیم یافتہ ہو، نیک ہو، مہذب ہو اور خدا جانے کیا کیا ہو جب بہت سی درخواستیں آجائینگی تو ان میں سے کسی ایک کو منتخب کرینگے۔

گیتی آرا اور منہ پر ہاتھ رکھکر) اے ہے کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ میرے دل میں تو سب سے بڑا ارمان یہی تھا کہ اپنے بچے کے لئے اچھی سے اچھی دلہن ڈھونڈھ کے لاؤں گی۔

مرزا صاحب! تو یہ اچھا ہی ہے تم تکلیف سے بچ گئیں۔

گیتی آرا۔ اے ہٹو رہنے دو تمہیں ہر وقت ہنسی ہی سوجھتی ہے مجھے تو یہ سنکر بڑا رنج ہوا۔

مرزا صاحب! اس میں رنج کی کونسی بات ہے؟ رشید کی اگر یہی خواہش ہے کہ وہ اپنی پسند اور اپنی مرضی سے شادی کرے تو مجھے تو اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی ہم بھی اگر کہیں تلاش کرتے تب بھی تو اس کی مرضی ضرور ہی دریافت کرتے۔

بیگم۔ ہائے تو کچھ نہیں مگر خدا جانے کیوں، بات کچھ میرے دل کو اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ وہ بچارا ایسی شادیاں جو میری نظر میں ہیں ان کا انجام کچھ اچھا نہیں ہوتا۔ شاید اسی لئے ڈر رہا ہو۔

مرزا صاحب۔ ہاں خیال تو میرا بھی یہی ہے کہ نوجوان بچے شوق اور جوش کی حالت میں بڑے بھلے کی تمیز بالکل نہیں کرتے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ جس کسی کی خاص کی شکل و صورت سب سے پہلے ان کی آنکھوں کو اچھی معلوم ہوتی اسی پر لٹو ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے لگتے ہیں کہ یہی اس سے محبت ہو گئی ہے جب چند روز بلبد وہ صورت ہر وقت نظر کے سامنے رہتے رہتے پرانی پڑ جاتی ہے اور اس میں اتنی دلکشی باقی نہیں رہتی تو اب ان کی توجہ صورت کی طرف سے ہٹ کر سیرت کی طرف مبذول ہوتی ہے اور ایک دوسرے میں بہت سے عیب نظر آنے لگتے ہیں اور اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے دل برے ہو جاتے ہیں۔

بیگم۔ یہی تو میں بھی کہتی ہوں کہ میں ایسی شادیوں کے قصے اچھے کتنے نہیں دیکھے تم کوئی ترکیب ایسی نکالو کہ رشید اس خیال کو چھوڑ دے اور دنیا زمانے کے دستور کے موافق ہم جہاں مناسب سمجھیں اس کی شادی کریں۔

مرزا صاحب (مسکرا کر) وہی پرانے کا دستور قواب یہ نہیں رہا ہے کہ اولاد کی شادی ماں باپ کریں۔

بیگم۔ اچھا وہ کچھ بھی ہو تم کوئی صورت ایسی نکالو کہ وہ سیدھے راستہ پر آجائے۔

مرزا صاحب! میرے خیال میں تم کسی موقع پر اس سے یہ کہو کہ بیٹا مشارالیہ تم جوان ہو گئے ہو اور اب تمہاری شادی کی فکر ہے اسی لئے ہم نے دو ایک جگہوں پر فقرہ بھیجے ہیں مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ بات پکی کرنے سے پہلے تمہاری مرضی معلوم کر لیں۔ پھر دیکھو اس کا وہ کیا جواب دیتا ہے۔

(۲)

مرزا عبدالرشید بیرسٹرایٹ لا ایک نہایت حسین اور بلند بالا نوجوان تھے خوب کھلتا ہوا گیہواں رنگ بڑی بڑی آنکھیں اور چہرہ کا عالم جلالی انداز سب ایسی چیزیں تھیں جنھوں نے ان کی صورت میں ایک خاص دلکشی پیدا کر دی تھی ان کے گھونگھریالے بال کا چکاؤ اور ٹہوڑی کا چوڑا پن اکثر دیکھنے والوں کے دلمیں یہ خیال پیدا کر دیا کرتا تھا کہ وہ کسی فدضدی طبیعت کے آدمی ہیں اور یہی ممکن ہے کہ یہ ضدنا منصفی کی حد کو پہنچ جائے۔ ولایت کی تعلیم اور انگلستان کے طویل قیام نے انھیں ایک بڑی حد تک مشرقی طرز معاشرت سے بیگانہ اور مغربی رسم و رواج کا دلدادہ بنا دیا تھا۔ کوٹ پتلون کھارکٹا کی اور ڈاڑھی مونچھوں کی بالکل صفائی تو اب اس قدر عام چیزیں ہو گئی ہیں اور ہوتی جاتی ہیں کہ انھیں بدیشی اور غیر ملکی رواج کہنے کی مشکل ہی سے ہمت پڑ سکتی ہے لیکن مرزا رشید کی طبیعت کا انداز بھی بہت کچھ بدل گیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ طبعًا بھی اب ایک ہندوستانی کی بہ نسبت ایک انگریز سے زیادہ مشابہ تھے۔ خود طلبی اور خود غرضی رعونت و تکبر زبردستی غریبوں اور کمزوروں سے نفرت اور اسی قسم کے اور بہت سے "اوصاف حمیدہ" ان کی طبیعت میں داخل ہو چکے تھے اور خود ان کا اپنا بیان ہے کہ انھیں اس خیال سے شرم آتی تھی کہ وہ ہندوستانی ہیں۔

ولایت سے آئے ہوئے انھیں ابھی صرف چھ مہینے ہوئے تھے لیکن چونکہ ایک مشہور وکیل کے بیٹے تھے اور طبیعت بھی تیز پائی تھی اسلئے تھوڑے ہی عرصہ میں مقدمے ان کے پاس آنے لگے اور ہر شخص ان کے مستقبل کے متعلق کامیابی کی پیشین گوئی کرنے لگا۔ اپنے بے تکلف احباب سے وہ کبھی کبھی اظہار خیال ظاہر کر چکے تھے کہ نوجوانوں کی شادی میں ماں باپ کو قطعًا کوئی دخل نہ ہونا چاہئے اور اس معاملہ میں اولاد کو کامل آزادی حاصل ہونی چاہیئے کہ وہ جسکے ساتھ چاہیں شادی کر لیں۔

"تو پھر آپ اپنے ساتھ کوئی میم کیوں نہ لیتے آئے؟" ان کے اکثر دوستوں نے ان سے پوچھا تھا جس کا جواب انھوں نے یہ دیا کہ "میں ایک انگریز عورت کی خرچ نہ برداشت کر سکتا تھا اور نہ ضرورت ہی محسوس کرتا تھا۔"

پردہ کے رسم و رواج کی وجہ سے مرزا رشید کو کسی طرح بھی یہ موقع نہیں ملا تھا کہ اپنے لئے دیکھ بھال کر کوئی بیوی تلاش کر لیتے اسلئے انھوں نے اسی بات کی خواہش کی کہ مختلف اخبارات میں اشتہارات دیدیئے اور جب کئی ایک مقامات سے درخواستیں آئیں تو انھیں اپنی تصویر بھیجدی اور ان سے لڑکی کی تصویر منگائی جن شخصوں نے تو ان کی تصویر کو پھاڑ کر پھینکدیا اور جواب میں انھیں کچھ برا بھلا لکھ بھیجا لیکن دو تین مقامات سے تصویریں آ ہی گئیں اور انھیں میں سے ایک یا تو فی الحقیقت انھیں پسند آگئی یا شاید اسلئے پسند کر لینی پڑی کہ اسکے سوا کچھ اور چارہ ہی نہ تھا بہرحال خوشی سے یا مجبور ہو کر انھیں ایک تصویر پسند آہی گئی اور ماں اور باپ دونوں کی سخت مخالفت کے باوجود انھوں نے نامزد وپیام کے ذریعہ سے یہ بات پختہ کر لی اور چند روز میں جا کر اسے بیاہ لائے۔

مرزا عبدالمجید ان لوگوں میں دھبے پہ دھبے کی اس خود سری اور خود رائی کی اسے سزا دیتے انھیں رشید کا یہ طرز عمل سخت ناگوار گذرا بجائے اس کے کہ وہ اس سے ناراض ہو کر اسے عاق یا محروم الارث کر دیتے انھوں نے اس کو زیادہ پسند کیا کہ اپنے اوپر تکلیف اٹھائیں اور بیٹے کو خوش و خرم رہنے کا بڑے سے بڑا موقعہ دیں انھوں نے ایک روز رشید کو بلا کر جائداد کے انتظام کا غذات اسکے سپرد کر دیئے اور خود نیم ملکی طبقہ پر اپنا انتظام ملک اسکے نام سپرد کر دیا۔

بیٹے اور بہو پر ان کے اس طرز عمل کا اثر بہت اچھا پڑا اور چند روز تک یہ دیکھا گیا کہ رشید اور ان کی بیسنہ بیوی ہر وقت بڑے سیاہ بڈھے کی خدمت اور دلجوئی میں لگے رہتے تھے اور ان کی آرام و آسائش کا بہر حیثیت خیال رکھتے تھے لیکن یہ حالات بہت زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکے اور زنانہ کلب کی شرکت نے رشید کی بیگم صاحبہ کو اور عالیات کے کلاس اور احباب کی صحبت نے خود رشید کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اب اکثر ہر نہایت عجلت میں یہ کہتی ہوئی کلب کو جلدی چلئے کہ "اماں جان آج کلب میں جلسہ ہے مجھے بہت دیر ہو گئی ہے کہ میں آپ کو چا پلا دیگی" اور جب کبھی اتفاق سے رشید اپنے کو جلدی فارغ آجاتے اور بڈھے مرزا صاحب اس وقت تک جاگتے ہوتے تو کسی قدر ٹھہرے ہوئے انداز میں وہ یا بہت سے کہتے ہوئے کہ ابا جان کیا حال ہے فرض کر دوں اچھا نہیں ہی نہیں ہوتی آپ کا مزاج تو بالکل اچھا ہے کپڑے بدلنے کے لئے کمرہ میں گھس جاتے۔

(۳)

برسات کا موسم تھا اور اتوار کا دن۔ کئی گھنٹوں سے موسلا دھار مینہ برس رہا تھا اور برابر ہوا کے جھونکے اور رم جھم پھوار کی وجہ سے مکان کے اندر بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔ مرزا عبدالمجید صاحب اپنے کمرہ میں بیٹھے ہوئے اخبار پڑھ رہے تھے کہ ایک موسلا دھار بارش ہوتے ہوئے کئی گھنٹے گذر چکے تھے اور اب معلوم ہوتا تھا کہ مینہ تھم کر پھر نہ برسیگا کبھی روز کی پھیکی ہوئی چھینٹیں اب بارش کی مزاحمت سے بڑے بڑے قطرے اور بڑے بڑے چھینٹوں کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ حالت ہو گئی کہ جس طرح گھر کے باہر پانی برس رہا تھا اسی طرح اندر بھی مرزا صاحب کا مکان خوب مسہول اور پرنالہ بنا ہوا تھا لیکن آج اس کی بھی کثیر چھتوں نے جواب دیدیا اور چھت کے بڑے بڑے مرزا صاحب اور ان کی بیوی کے لئے مخصوص تھے ان میں کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہی جو بچی ہوئی نہ ہو۔ رشید اور زہرہ کی خاطر انھوں نے یہ تکلیف سہی تھی محض اسلئے انھیں تو کوئی خاص تکلیف نہیں لیکن بڑے مرزا صاحب کی تکلیف کی انتہا نہ تھی۔ بیوی کے لشکت گاہ میں اپنی چارپائی بچھوانی پڑی۔ یہ کمرہ علاوہ رشید کے سونے کے کمرہ کے سارے مکان میں صرف یہی ایک جگہ تھی جہاں سکل بہت بچنے سے بچی ہوئی تھی۔

اپنے معمول کے مطابق بیٹے کے کمرہ میں جا کر اخبار اٹھا اور نوکروں کو کچھ ہدایات دینے کے لئے [illegible] سے گذرا تو اس نے دیکھا کہ وہاں والد اور والدہ

کے پلنگ بچھے ہیئے ہوں اور فرش برایسے بہت سے تکلفات موجود ہیں جو تیار ہے ہیں کہ باہر سے جھپکے ہوئے باؤں یکبارگی لوگ اندر آئے تھے رشید کو یہ صورت حال سخت ناگوار گذری اور ملازم کو آواز دیکر اس نے ڈانٹکر پوچھا

"یہ تم نے کیا بدتمیزی کی ہے۔ میں نے تم سے کل شام کو کیا کہا تھا؟ تمہیں معلوم ہے کہ ابھی تھوڑی دیر میں لوگ دعوت کھانے کے لئے آتے ہوں گے۔ انھیں کہاں بٹھایا جائے گا؟"

نوکر۔ حضور مکان کی ساری چھتیں ٹپک رہی ہیں اور کہیں بھی اتنی جگہ نہ تھی کہ بڑے مرزا صاحب کا پلنگ بچھ یا جاتا ان کے کمرے میں حضور جاکر دیکھیں تمام پانی ہی پانی بھرا ہوا ہے۔

رشید۔ مگر تم نے یہ کس نے کہا تھا کہ تم اس کمرہ میں ان کے پلنگ بچھا دو؟

نوکر۔ حضور! خود بڑے مرزا صاحب نے حکم دیا تھا۔

رشید۔ انھیں تو خبر نہیں تھی کہ آج لوگوں کی دعوت ہے۔ تم نے انھیں بتا کیوں نہیں دیا۔

نوکر۔ حضور! میں نے تو عرض کر دیا تھا اور بڑے حضور نے اسی وجہ سے مگر کے سب کمرے لاحظہ بھی فرمائے مگر کوئی اور کمرہ ایسا نہ تھا جس کی چھت نہ ٹپکتی ہو اسلئے مجبور ہو کر ہمیں پلنگ لانے پڑے

رشید۔ تم بالکل بے وقوف ہو جب ہم نے تمھیں حکم دیدیا تھا کہ اس کمرہ میں مہمان بیٹھیں گے تو تمہیں ہرگز ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا۔

زہرہ بالکل بے پردہ تو نہ رہتی تھی لیکن چھوٹا پردہ کی بھی پابند نہ تھی خاوند کے چلانے کی آواز سنکر وہ بھی آگئی۔

زہرہ۔ کیا ہوا ڈارلنگ آپ کیوں صبح ہی صبح اس قدر خفا ہو رہے ہیں

رشید۔ ان نوکر دل نے ناک میں دم کر دیا ہے مینے کل شام کو ابھی طرح سمجھا دیا تھا کہ آج کئی ایک دوستوں کی دعوت ہے اور اس کمرہ کو ان کے لئے خصوص کر دیا تھا ان بیہودوں نے صبح ہوتے ہی اسے تمام غلیظ کر دیا اور اب اباجان اور اماجان کی وہاں چارپائیاں بچھا دیں اب تھوڑی ہی دیر میں گھڑی دیکھتی سوا نو بج چکے ہیں بس دس بجے سب لوگ آجائینگے اور گھر میں کہیں اتنا ٹھکانا نہ ہوگا کہ انھیں بٹھایا جاسکے میں اگر ایسا جانتا تو کسی ہوٹل میں دعوت کا انتظام کر دیتا۔

زہرہ۔ مگر اس میں نوکر کیا قصور ہے ابا جان نے اسے حکم دیا ہوگا اور وہ ان کا حکم ماننے پر مجبور تھا۔

نوکر۔ ہاں حضور یہی بات ہے، بڑے حضور نے حکم دیا تو پھر حضور ہم کیسا بول سکتے تھے۔

رشید۔ دیکھو جی، بک بک مت کرو، تم بڑے حضور کے نوکر نہیں ہو ہمارے نوکر ہو۔

نوکر۔ بہت اچھا حضور! اب اگر حضور حکم دیں تو ہم ابھی دس منٹ میں سب صفائی کئے دیتے ہیں۔

زہرہ۔ لیکن گھر تو تمام ٹپک رہا ہے ابا جان جائینگے اور کس کمرہ میں؟

رشید۔ (اسی غصہ کی حالت میں) ابا جان جہاں تو نہیں ہیں، دو تین گھنٹے چھتریاں لگا کر بھی گذارے جاسکتے ہیں۔

زہرہ خاموش ہوگئی، کلو نوکر بھی دم بخود رہ گیا، اور رشید منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا ہوا غسل خانے میں گھس گیا۔

بڑے مرزا صاحب نے اس گفتگو کا ایک ایک لفظ سنا تھا اور اس کا ہر حرف تیر کی طرح ان کے دل پر لگا تھا قبل اسکے کہ کوئی خادم یا خادمہ ان کے پاس آئے انھوں نے خود ہی اپنا بستر اٹھایا اور میاں بیوی نے ملکر اپنے پلنگ پکڑ کر اسی کمرہ میں پہنچائے جہاں ٹخنوں ٹخنوں تک پانی کھڑا تھا اور جہاں اتنی جگہ بھی دیکھی کہ وہ بیٹھکر بھی پانی سے محفوظ رہ سکیں۔

رشید کے مہمان آئے نہایت پرتکلف طریقہ پر دعوت ہوئی اور لکھنؤ اور مبلغ آباد سے لئے ہوئے آم مزے لے لیکر کھائے گئے لیکن بڑے مرزا صاحب اور ان کی بیوی نے اس روز ایک دانہ تک نہ چکھا اور نہ بارش سے محفوظ رہنے کی کوئی کوشش کی جو بارہ ایک بجے تک اسی زور شور کے ساتھ ہوتی رہی۔

(۲)

مرزا عبدالمجید کی عمر کافی ہو چکی تھی لیکن ابھی تک ان کی حالت ایسی نہ تھی کہ انھیں بالکل اپاہج گردان لیا جاسکتا وہ بلا تکلف چلتے پھرتے تھے اور دانتوں کے علاوہ ان کے تمام اعضائے جسم ابھی تک اچھا خاصہ کام دے رہے تھے لیکن دعوت کے دن کئی گھنٹے تک برابر کھڑے رہنا اور فاقہ کرنا ان کے حق میں سخت مضر ہو گیا سردی کے اثر سے ان کے گردوں میں درد ہوا اور کچھ اس شدت کا ہوا کہ پھر وہ بستر سے نہ اٹھ سکے۔

انگریزی طرز معاشرت کا اگرچہ رشید پر بہت ہی گہرا اثر تھا لیکن ابھی وہ حالت پیدا نہ ہوئی تھی کہ باپ کو ایسی سخت تکلیف میں مبتلا دیکھکر بھی اسے اپنے اس روز کے برتاؤ کے متعلق کوئی افسوس نہ ہوتا غصہ میں وہ بہت سے ناروا اور نازیبا الفاظ کہہ گیا تھا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ ماں اور باپ دونوں نے کھانا نہیں کھایا اور بارش کا سارا پانی ان کے کمروں پر پڑا ہے تو اسے ندامت سی محسوس ہوئی اس کے بعد جب بڑے مرزا صاحب بیمار ہوگئے اور ڈاکٹر نے یہ بھی بتایا کہ سردی کے اثر سے ان کی یہ حالت ہوئی ہے تو اس کے دل کو کچھ تکلیف پہنچی اور اس نے سچے دل سے دعائیں مانگیں کہ وہ اچھے ہو جائیں اور انتہائی کوشش کے ساتھ ان کا علاج معالجہ کرایا۔

بھیگنا سردی لگنا اور گردہ کا درد سب ایک بہانہ تھے، اصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا وقت آپہنچا تھا نہ کسی کی دعائیں کام آئیں اور نہ دوائیں اور تقریباً تین ہفتے کی علالت کے بعد مرزا عبدالمجید اس دنیا سے چل بسے مرنے سے چند گھنٹے پہلے ان کی طبیعت کسی قدر سنبھلی اور اس وقت انہوں نے بیٹے کو بلا کر اس سے کہا

تم یقیناً اس گھر کے مالک ہو اور اس تمام جائداد کے بھی کہ جو میں نے چھوڑی ہے لیکن بیوی کے علاوہ ایک ایسی عورت کا بھی تم پر کچھ نہ کچھ حق ضرور ہے جس نے نو مہینے تک تمہیں اپنے پیٹ میں رکھا اور اس حالت میں تمہیں پالا کہ جب تم اس قابل بھی نہ تھے کہ ایک مکھی کو اپنے منہ پر سے اڑا دو تمہاری ماں نے اپنی جان پر ہر قسم کی تکلیفیں جھیل کر تمہیں آرام پہنچایا ہے تمہاری خدا سے علالت میں رات رات بھر جاگ کر بسر کی ہے اور مرتوں صرف اس خوف سے کہ کہیں

تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچے دنیا کی تمام نعمتیں اپنے اوپر حرام کر لیں میں یہ نہیں کہتا کہ تم ان کے ساتھ کوئی غیر معمولی طور پر ابھار تاڑ کرو لیکن کم از کم اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ جو دو چار برس ان کی عمر کے باقی ہیں وہ راحت و آرام میں بسر کرا دو۔ انھیں آرام پہنچانے کے لئے تمہیں یا تمہاری بیوی کو اپنے اوپر کسی قسم کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہاری آمدنی بہت کافی ہے اور اس آمدنی میں ایک بڑا حصہ اس آمدنی کا بھی ہے جو تمہاری اپنی کمائی ہوئی نہیں ہے ایک ملازم ان کی خدمت کے لئے رکھکر اگر تم یا تمہاری بیوی صرف اتنا دیکھ لیا کریں کہ وہ خادمہ اپنا کام پوری طور پر کرتی ہے یا نہیں تو بالکل کافی ہے۔ میں ہرگز ہرگز یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی ماں سے محبت کرو یا ان کی خدمت بجا لاؤ۔ میں اس بات سے ناواقف نہیں ہوں کہ نئی تہذیب اعلیٰ جذبات سے بہت ہی کورا سطح رکھتی ہے اور اس زمانہ میں دوسروں کی خدمت کرنا یا ایثار نفس طرف "بے وقوفی" کا کام ہے لیکن میں یہ ضرور التجا کرنی چاہتا ہوں کہ جس عورت نے تمہاری اس قدر خدمت کی ہے اسے اسکے بڑھاپے کے زمانہ میں اگر تم دس پندرہ روپے ماہوار پنشن کے طور پر دیدو یا کردو تو یہ بالکل جائز معاوضہ ہے۔ اچھا بس اب جاؤ تمہیں کچہری جانا ہے اور میں بھی اس عدالت میں جا رہا ہوں جس کے اختیارات تمام دنیا کی عدالتوں سے زیادہ ہیں اور جہاں کبھی کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوتی۔"

رشید کا دل بھر آیا اور وہ رونے لگا۔ مرزا صاحب کی بیوی نے ان کا سر اپنے زانو پر رکھکر آہستہ آہستہ دبانا شروع کیا اور بڑی کوشش سے آن آنسوؤں کو پی گئیں جو بے اختیار نکلے چلے آ رہے تھے۔ اور یکایک مرزا صاحب نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں

مرزا صاحب کی وفات کا اثر دو چار دن تک تو سارے ہی گھر پر رہا لیکن رشید کی والدہ کی حالت بہت ہی عجیب ہو گئی۔ فطرتاً وہ بہت ہی خوش مزاج اور خندہ رو عورت تھیں اور اس بڑھاپے میں بھی ہمیشہ خوش رہنا اور خود ہنسنا اور دوسروں کو ہنسانا ان کا ہر وقت کا مشغلہ تھا لیکن خاوند کے مرتے ہی ایسی چپ لگ گئی کہ انہوں نے ہنسنا تو درکنار بولنا اور بات کرنا تک چھوڑ دیا مالیخولیا کے مریضوں کی طرح وہ خاموش بیٹھی ہوئی کسی ایک سمت کو نظر جما دیتیں اور اسی حالت میں پہروں گذار دیتیں رشید کا اس طرح اپنی مرضی سے شادی کرنا انھیں کچھ اچھا نہ معلوم ہوا تھا لیکن جب زہرہ گھر میں آگئی تو باوجود اسکے کہ انھیں اس کی بہت سی آزادیاں بری معلوم ہوتی تھیں لیکن انہوں نے کبھی اپنی ناراضی کا اظہار نہ کیا اور بہو کو کبھی یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ ساس اسے اچھی لگتی ہوں سے نہیں دیکھتی اب مرزا صاحب کے انتقال کے بعد البتہ ان کے طرز میں یہ ایک تبدیلی دیکھی گئی کہ وہ زبان سے تو کبھی کچھ نہ کہتیں لیکن جتنی مرتبہ زہرہ اپنا بناؤ سنگار کر کے کسی قدر اتراتی ہوئی ان کے سامنے سے گذرتی تو ایک لمحہ کے لئے اور بس صرف ایک لمحہ کے لئے ان کے چہرہ پر کچھ ناپسندیدگی کے سے آثار نمایاں ہوتے اور فوراً دور ہو جاتے پانی کے صاف سمندر پر خفیف سی ایک موج اٹھتی اور اسی جگہ فنا ہو جاتی۔

زہرہ کو شروع ہی سے اپنی ساس کے ساتھ کوئی انس نہ پیدا ہوا تھا اور اب یہ محسوس کرنے کے بعد کہ وہ اسے اچھا نہیں سمجھتی ہیں اسے ان سے اچھی خاصی نفرت ہو گئی اب اس کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ رشید کے علم میں لائے بغیر جس قدر تکلیفیں بھی ممکن ہوں ساس کو پہنچاتی رہے اور جب کبھی اسے موقع ملتا تھا تو رشید کا دل ہی ماں کی طرف سے برا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتی تھی۔

رشید کے دل پر باپ کی موت کا اور باپ کی آخری وصیت کا بہت کافی اثر تھا اور اب آخر اس کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ احاطہ امکان ماں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دے لیکن اسے کبھی خبر بھی نہ ہوتی تھی اور انھیں بہت سی تکلیفیں بلا پیچ جا بلا کرتی تھیں زہرہ ہمیشہ رشید کے سامنے یہی ظاہر کیا کرتی تھی کہ اسے ساس کا بے انتہا خیال ہے اور انتہا درجہ کا یہ بھی ثابت کرتی رہتی تھی کہ ساس ہر بات میں اس کا برا چاہتی ہے اور اپنی ان ترکیبوں سے اس نے ایک سال پورا رہنے سے پہلے ہی پہلے رشید کے دل سے وہ تمام اثرات قریب قریب دور کر دیئے اور اب اسے فی الحقیقت یہ خیال ہو چلا کہ اس کی بیوی مجید نیک اور بہت ہی لائق ہے اور اسکی ماں بہت ہی کم ظرف اور بہو سے جلنے والی عورت ہے اس کا ماں کے پاس آنا جانا اب بہت ہی کم ہو گیا تھا اور کبھی کبھی اس کے منہ سے یہ جملہ نکل کر ضرور جاتا تھا کہ اماں جان آپ کو کچھ تکلیف تو نہیں ہے" لیکن اس کا لب و لہجہ کچھ ایسا ہوتا تھا کہ ماں تو اس کے منہ کی طرف دیکھکر اور جواب میں "کچھ نہیں" کہکر چپ ہو جاتی اور زہرہ کے چہرہ پر کسی قدر مسرت اور اطمینان کے آثار نمایاں ہو جاتے۔

مرزا صاحب کو مرے ہوئے ایک سال سے کچھ زیادہ ہو گیا آہستہ آہستہ رشید کی والدہ کی صحت نے بھی جواب دینا شروع کیا اور ستمبر کے مہینہ میں جب برسات ختم ہونے پر فصلی بخار پھیلا تو وہ بھی بیمار ہو گئیں اور چند ہی روز میں ایسی حالت ہو گئی کہ انہیں بیٹھنا دشوار ہو گیا۔ روزانہ ٹھیک دو بجے خوب سوئی گلکر بخار چڑھتا اور رات میں دو تین بجے کے قریب اترتا اور اس تمام وقت میں بیچاری قریب قریب تنہا پڑی رہتیں۔ بعضیں جو ان کی خدمت پر مامور بھی وہ معمولی طور پر ان کے دو چار کام کر دیتی کیونکہ زہرہ کے کام سے اسے اس سے زیادہ فرصت ہی نہ ملتی تھی رات کو نصیبن کے چلے جانے کے بعد کوئی آتا بھی نہ ہوتا تھا کہ دو گھونٹ پانی ہی منہ میں ڈالدیتا۔ زہرہ کی جیسی ہوئی نفرت اب علانیہ ظاہر ہونے لگی تھی اور کبھی ایسا بھی نہ ہوتا تھا کہ وہ چھوٹوں ہی اگر ساس کی خبر گیری دریافت کر لیتی۔ رشید کو دن میں تو کچہری اور کلب ہی سے فرصت نہ ملتی تھی اور رات کو جب وہ گھر آتا تھا تو کبھی کبھی زہرہ سے ماں کی حالت پوچھ لینے پر اکتفا کر لیتا تھا۔ دوا دارو کے متعلق یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ہوتی ہی نہیں لیکن ہاں جیسی ہونی چاہئے تھی ویسی ہرگز نہیں ہوئی اور بہو اور بیٹے کی ان بے اعتنائیوں نے رشید کی والدہ کے دل کو مکدر کر کے ان کے مرض میں بہت کچھ اضافہ کر دیا۔

ایک سے زائد مرتبہ ایسا ہوا کہ نصیبن نے صبح کے کھانے کے وقت رشید سے کہا کہ حضور کی اماں جان نے کہا ہے کہ ایک ذرا کے ذرا کھڑے کھڑے میرے پاس ہو جاؤ لیکن رشید نے سنکر یا تو کسی قدر منہ بنا لیا یا

جھٹ بھلا کر یہ کہہ دیا کہ مجھے فرصت ہی کہیں ہے ان کے پاس جاؤں تو کس وقت؟ رات کو گھر آ کے پڑ رہتا ہوں تو اب اگر اس وقت ان کے پاس جا بیٹھوں تو پھر ہفتہ بھی پوری نہ ہو اور وہ دوسرے دن کام نہ کر سکوں۔ ان سے پوچھ لینا کیا کام ہے میں ان کے پاس جائے بغیر ہی اسے کرا دوں گا۔"

رشید کا یہ جواب سن کر بیمار اور دکھیاری ماں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو چلے اور ان کی زبان بار بار اس فقرہ کو دہرانے لگی کہ "ہائے اب تو ذلت کی انتہا ہو چکی اب تو تجھے دنیا سے انتہا ہی سے لیکن ہمارا دل اور جینا ساری تمناؤں پر تو قربان نہیں ہو رہا۔ رشید کی والدہ زندگی سے تنگ اور مرنے کی تمنی رہنے کے باوجود زندہ ہی رہیں اور ایک مہینے تک مسلسل بخار آنے کے بعد ان کی طبیعت سنبھلی اور چند روز میں جاڑا اور بخار سب جاتا رہا۔ آہستہ آہستہ گئی ہوئی طاقت پھر جسم میں واپس آ گئی اور وہ ایک مرتبہ پھر اس قابل ہو گئیں کہ معمولی طور سے تھوڑا بہت چل پھر لیں۔

ایک روز ان کا دل کسی طرح نہ مانا اور وہ اٹھ کر آہستہ آہستہ رشید کے کمرہ میں جا پہنچیں رشید اور زہرہ دونوں کھانا کھا رہے تھے اور دونوں کے دونوں انھیں دیکھ کر کچھ بھی بول نہ سکے۔ بمشکل تمام رشید نے اپنے حواس درست کر کے کہا۔

"اماں جان آئیے کھانا کھائیے! بتو! شاید اللہ آپ کی طبیعت اچھی ہو"

ماں۔ "ہاں بیٹا اچھی ہوں خدا کا شکر ہے۔ میں کہاں کھانے کو نہیں آئی تھی بلکہ بہت دنوں سے تمہیں دیکھا نہیں تھا اور جی چاہتا تھا کہ تمہاری صورت دیکھ لوں اس وجہ سے چلی آئی۔"

رشید (شرمندگی کے لہجہ میں) "اماں جان کیا بتاؤں مجھے آجکل دم لینے کی بھی مہلت نہیں ملتی نہیں تو میں خود ہی روزانہ آپ کے پاس آیا کرتا آپ کی خیریت میں روزمرہ (زہرہ کی طرف اشارہ کر کے) ان سے معلوم ہی کر لیتا تھا۔"

ماں (دآبدیدہ ہو کر) "بیٹا میری خیریت ہی کیا؟ میری خیریت تو ایسی ہی ہے کہ اللہ اب کسی طرح پر دہ ڈھک دے اور اپنے پاس بلا لے۔ میں جو تمہیں اپنے پاس بلایا کرتی تھی تو اسلئے نہیں بلاتی تھی کہ اپنی بیماری کی داستان سنا کر تمہیں تکلیف پہنچاؤں بلکہ اس لئے کہ ماتا مجبور کرتی تھی کہ تمہاری شکل دیکھ لوں رشید۔ اب تو آپ بالکل اچھی ہیں۔"

ماں میں تو اگر اچھی نہ ہوتی تو یہ بھی کیا کہ اچھی ہو گئی یوں خدا کی مرضی جس حال میں رکھے اور جب تک رکھے۔

رشید۔ "بیٹھ جائیے کھڑے کھڑے آپ تھک جائینگی۔"

ماں۔ "بس بیٹا اب میں جاتی ہوں تمہیں دیکھ لیا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا۔"

رشید نے پھر ایک دو مرتبہ ماں سے ٹھہرنے اور بیٹھنے کے لئے کہا لیکن زہرہ نے کسی قسم کی گفتگو نہیں کی اور بڑی ہی آہستہ آہستہ کمرہ سے نکل کر اپنے پلنگ پر جا لیٹیں۔

(۴)

ماں کے اس طرح آ جانے پر رشید کی ندامت اور ماں کے ساتھ اس کا طرز عمل، مرزہ کو بہت اچھا نہ معلوم ہوا اور اس نے اندیشہ سے کہا "دار رشید کے دل میں ماں کی محبت پیدا ہو جائے اپنی مخالفانہ کوششیں بہت سرگرمی کے ساتھ جاری رکھیں ہر وقت جب موقعہ ملتا وہ رشید سے ساس کی برائیاں کرتی رہتی اور نصیبن سے اپنے قول کی شہادتیں دلواتی اور کرتی زہرہ کا یہ اندیشہ بالکل بے بنیاد تھا کیونکہ رشید کے دل میں ماں کی محبت کہیں تھی ہی نہ اب اس کے پیدا ہونے کا کوئی امکان تھا البتہ وہ ظاہر داری کو کسی نہ کسی حد تک نباہنا ضرور چاہتا تھا اور اب تک نباہتا رہا تھا اب جبکہ روز بروز بیوی نے اس کے کان بھرے تو اسے ماں سے انتہائی نفرت ہو گئی اور ایک روز تو غصہ میں آ کر اسنے نصیبن کو بھی منع کر دیا اور قطعی حکم دیدیا کہ ان کا کچھ کام نہ کیا کرے۔

رشید کی ماں بھی آخر ایک مغل کی بیٹی تھیں ان کو جب معلوم ہوا کہ نصیبن کو ان کی خدمت کرنے سے روک دیا گیا ہے تو گو رنج اور غصہ کی وجہ سے ان کے آنسو نکل آئے انہوں نے یہ ذلت ہرگز نہ برداشت نہ کی کہ بیوی بیٹے سے جا کر انجار کریں یا انھیں اپنے حقوق یاد دلائیں انھوں نے بلا تکلف اپنا سب کام اپنے ہاتھ سے کرنا شروع کر دیا اور نہایت صبر و سکون کے ساتھ اپنی موت کا انتظار کرنے لگیں۔

رشید اور زہرہ انتہائی تلطف کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہے تھے رشید کی شہرت اور آمدنی میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا اور اسی نسبت سے زہرہ کی خود پسندیاں اور خود نمائیاں بڑھتی چلی جاتی تھیں اپنی باتوں سے اس نے رشید کو بالکل مسحور کر رکھا تھا اور رشید یہ سمجھتا تھا کہ اس سے زیادہ نیک اس سے زیادہ محبت کرنے والی اور اس سے زیادہ وفاشعار بیوی شاید دنیا میں کسی مرد کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی ایک روز دونوں صبح کا ناشتہ کر رہے تھے کہ لڑکے نے تار لا کر دیا اور پڑھنے پر معلوم ہوا کہ زہرہ کے والد کا تار ہے اور چونکہ زہرہ کی والدہ بہت بیمار ہیں اسلئے زہرہ کو بلایا ہے۔ ماں کی بیماری کا تار ملتے ہی زہرہ رونا شروع کر دیا اور پہلی گاڑی سے جیسے جانیکی تیاریاں شروع کر دیں اس کی شادی کو اب دو برس ہونے کو آئے تھے اور تقریباً ڈیڑھ سال سے وہ اپنے مگر نہیں گئی تھی اب جبکہ اسے اس طرح مجبوراً جانا پڑا تو اس نے ارادہ کر لیا کہ کرسمس کی دو تین چھٹیوں میں ماں باپ کے پاس رہکر واپس آئیگی۔

رشید کے کئی مقدمے انہی تاریخوں میں تھے اور اس نے چاہا کہ زہرہ ملازم لڑکے کو ساتھ لیکر چلی جائے لیکن اس نے کہا۔

"تمہیں امی جان کا ذرا خیال نہیں ہے خدا جانے ان کی کیسی حالت ہو گی تمھیں خود جانا چاہیئے۔"

رشید۔ "لیکن پیاری زہرہ تم یہ بھی تو دیکھو کہ میں کس قدر مجبور ہوں مجھے روپے کی پروا نہیں ہو لیکن ان لوگوں سے مجھے کس قدر شرمندگی ہوگی جن کے مقدمے میں نے لے رکھے ہیں اور ان کی بھی تاریخیں ہیں۔"

زہرہ (بگڑ کر) "تمھیں اپنے موکلوں کا تو خیال ہے لیکن میری ماں کا ذرا سا بھی خیال نہیں؟ مقدموں کا کیا ہے ان میں تو دو دسری تاریخیں پڑ جائینگی مگر امی جان اگر خدانخواستہ ..... (رونے لگی)

رشید۔ "اچھا تو پیاری تم روتی کیوں ہو میں تمہارے ساتھ چلوں گا اور ضرور چلوں گا۔"

جلدی جلدی ضروری اسباب باندھا گیا اور سہ پہر کی گاڑی سے زہرہ

اور رشید روانہ ہوگئے سسرال پہنچکر رشید کو معلوم ہوا کہ زہرہ کی ماں کی بیماری کچھ زیادہ خطرناک نہ تھی اور وہ تین روز وہاں رہکر اور زہرہ کو چھوڑ کر واپس آگیا۔

رشید اور زہرہ کا جانا کوئی چھپی ہوئی بات تو نہ تھی کہ رشید کی والدہ کو نہ معلوم ہوتا انھیں خبر ہوئی اور اس خبر سے ان کے دل کو سخت صدمہ بھی پہنچا ضبط کی انتہائی کوشش کے باوجود ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ایک مرتبہ تو وہ خوب ہی پھوٹ پھوٹ کر روئیں۔

زہرہ کو پہنچا کر واپس آنے پر بھی رشید کے طرز عمل میں کسی قسم کی فرق نہ آیا اور اب بھی جبکہ وہ تنہا تھا اس نے کبھی یہ گوارا نہ کیا کہ دس بانچ منٹ کے لئے ماں کے پاس جا بیٹھا کرے۔ زہرہ کو گئے ایک مہینہ ہو چکا تھا اور اس کے خطوں سے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی والدہ بالکل تندرست ہو گئی ہیں۔ رشید ارادہ کر رہا تھا کہ اب دو چار روز میں زہرہ کو بلائے کہ یکایک ایک روز رات کو کلب سے بہت دیر میں واپس آنے پر اسے سینہ میں کچھ درد سا معلوم ہوا اور طبیعت کچھ اس قدر مضمحل تھی کہ اس نے کھانا بھی نہ کھایا اور اسی طرح سو گیا صبح کو جب سو کر اٹھا تو بخار تھا خاصہ تیز بخار تھا اور سینہ کی کسک میں بھی اس حد تک زیادتی ہو گئی تھی کہ سانس کے ساتھ تکلیف محسوس ہوتی تھی تھرمامیٹر لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک سو ایک درجہ کی حرارت ہے اسکے دل میں بہت سے مختلف اندیشے پیدا ہوئے اور اس نے پہلے تو لیٹے ہی لیٹے ایک تار زہرہ کے والد کے نام لکھکر اسے بھجوا دیں اور پھر ٹیلیفون پر ڈاکٹر گیلانی سے درخواست کی کہ اسے آکر دیکھ جائیں

ڈاکٹر گیلانی تھوڑی دیر میں اپنا ہینڈ بیگ ہلاتے ہوئے آ پہنچے اور اچھی طرح سینہ کا امتحان کرنے کے بعد انہوں نے کہا۔

مسٹر رشید آپ کو نمونیا ہو گیا ہے ابھی صرف داہنے پھیپھڑے پر اثر ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ بہت ابھی طرح مرض اپنا وقت پورا کر کے ختم ہو جائے گا آپ کو نہایت خاموشی اور سکون کے ساتھ لیٹا رہنا چاہیئے جرأت کرنا آپکے لئے سخت مضر ہے پلاسٹر میں ابھی لگائے دیتا ہوں اور دوا مطب پہنچکر بھجوا دوں گا آپ پریشان نہ ہوں ابھی تک کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے میں روزانہ دو دفعہ وقت آپ کو دیکھنے کے لئے آیا کروں گا آٹھویں روز ٹھاہ لے جاؤں گا بخار اتر جائے گا اور اس کے بعد دو ہفتہ میں آپ بالکل تندرست ہو جائینگے۔

ڈاکٹر صاحب پلاسٹر لگا کر رخصت ہو گئے اور رشید نے آج پہلی مرتبہ محسوس کیا کہ تنہائی کس قدر تکلیف دہ چیز ہوتی ہے پلاسٹر کے باوجود درد میں اسے برابر اضافہ محسوس ہو رہا تھا اور اپنا دہن ہلانے کے لئے وہ بار بار کوئی نہ کوئی کتاب میز پر سے اٹھا کر دیکھنے لگتا تھا اور جب اس میں جی نہ لگتا تھا تو پھر رکھدیتا تھا شام تک بخار بہت تیز ہو گیا اور جب ڈاکٹر گیلانی نے دیکھا تو ایک سو تین تھا۔

رشید نے تار صبح ہی بھجوا دیا تھا اور اسے امید بھی کہ اگر زہرہ پہلی ٹرین سے روانہ ہو گئی تو رات کو دس بجے کی گاڑی سے آجائے گی وہ بہت سے چینی کے ساتھ گاڑی کے وقت کا منتظر تھا اور جب گیارہ بج گئے اور کوئی نہ آیا تو اسے سخت مایوسی ہوئی اور وہ بہت پریشانی کے عالم میں بارہ بجنے کے قریب سو گیا رات کو دو بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ اسکے پلنگ کے قریب کرسی پر کوئی عورت بیٹھی ہے یہ سمجھکر کہ شاید زہرہ آگئی اس نے بڑے اشتیاق کے ساتھ آنکھیں کھولکر خوب غور سے دیکھا اور اسے پھر ایک مرتبہ سخت مایوسی ہوئی کیونکہ یہ عورت زہرہ نہ تھی بلکہ اس کی ماں تھی اس نے اپنی آنکھیں پھر بند کر لیں اور اس کے چہرہ کے آثار چڑھاؤ سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اسے ماں کی موجودگی کچھ اچھی نہ معلوم ہوئی تھوڑی دیر میں پھر آنکھ لگ گئی اور صبح کو جب وہ سخت بیمار ہوا تو خوب دھوپ نکل چکی تھی شام کی بہ نسبت بخار میں اس وقت کچھ کمی تھی اور درد میں بھی قدرے افاقہ معلوم ہوتا تھا لیکن کھانسی بڑھ گئی تھی اور اسکے جھٹکوں کے ساتھ درد بہت بڑھ جاتا تھا

قدرت آباد سے صبح کی گاڑی نو بجکر کچھ منٹ پر آتی تھی اور اس گاڑی سے اسے یقین تھا کہ زہرہ ضرور آجائے گی لیکن وقت گذر گیا اور کوئی نہ آیا گیارہ بجے زہرہ کا تار آیا اس میں لکھا تھا کہ میں ابھی نہیں آسکتی تم اپنی حالت سے تار کے ذریعہ اطلاع دو۔ بیماری اور تکلیف کی وجہ سے یوں ہی رشید کا دل کمزور ہو رہا تھا اس خلاف توقع تار نے اسے اور بھی کمزور کر دیا اور وہ بے اختیار رو پڑا اور اسے زہرہ سے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ وہ ایسی بے اعتنائی کرے گی اسے تار دینے کے بعد کل سے اس وقت تک کئی مرتبہ اس بات کا افسوس ہوا تھا کہ میں نے تاحق تار دیا کیونکہ زہرہ کو اس سے پریشانی اور بیچینی ہو گئی ہوگی لیکن اب اسے معلوم ہوا کہ زہرہ پر اس کا اتنا اثر بھی نہ ہوا کہ آنے کے لئے تیار ہی ہو جاتی۔

حیالات کا ہجوم بڑھتا گیا اور بخار کے ساتھ ساتھ اسکے غصہ میں بھی ترقی ہوتی چلی گئی اور بالآخر اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ خواہ میں مر بھی جاؤں اب نہ زہرہ کو بلاؤں گا اور نہ اپنی حالت کی اطلاع دوں گا۔ بایں ہمہ اور غصہ کا اثر اسکے مرض پر بھی پڑا اور شام کو ڈاکٹر گیلانی اسکے مرض میں اس قدر زیادتی دیکھکر متعجب اور پریشان ہوئے بخار ایک سو چار درجہ سے بھی اوپر پہنچ گیا تھا اور نبض خطرناک حد تک کمزور تھی۔ ہذیان کی کیفیت بھی نمایاں ہو گئی تھی۔ رشید کی گفتگو کا بیشتر حصہ بالکل بے سر و پا اور سبحت سے غیر متعلق تھا۔

دواؤں میں کچھ کمی بیشی کی گئی پچکاری کے ذریعہ سے زیر جلد دوا پہنچائی گئی اور سر پر کچھ دوائیں ڈالی گئیں جب کہیں دو گھنٹے میں جاکر قدرے سکون ہوا اور اسکی آنکھ لگ گئی اسے نیند کہا جائے یا بیہوشی بہرحال اس غفلت کی حالت میں اس نے چھ گھنٹے کے قریب گذارے اور رات کے بارہ بجے جب وہ جاگا تو اس نے پھر ماں کو اپنے سرہانے بیٹھا پایا آج اس کی موجودگی بری نہ معلوم ہوئی اور اس نے بہت ہی سہمے ہوئے لہجہ میں ماں سے کہا۔

آپ بہت کمزور ہیں آپ اس قدر تکلیف نہ اٹھائیے میری طبیعت اب وقت اچھی ہے آپ جاکر آرام کیجئے۔"

ماں۔ اللہ تمہیں اچھا ہی رکھے مجھے کیا تکلیف ہے یہاں تم میری آنکھوں کے سامنے ہو تو دل کو اطمینان ہے وہاں تو مجھے اس خیال میں نیند ہی نہیں آتی کہ خدا جانے تمہاری طبیعت کیسی ہو۔

رشید۔ نہیں، اماں جان۔ اب آپ آرام کیجئے، میں اس وقت بالکل اچھا ہوں۔

ماں نے بیٹے کی بلائیں لیں اور وعدہ کیا کہ جب تم سو جاؤ گے تو میں چلی جاؤں گی۔

رشید کا خیال تھا کہ میں اگر تار کا جواب نہ دوں گا تو زہرہ گھبرا کر وہاں سے روانہ ہو جائے گی۔ اور اسی بنا پر وہ روز دونوں وقت اگر اپنے ہوش میں ہوتا تو برابر دروازہ کی طرف دیکھتا رہتا جیسے کسی کا انتظار ہو لیکن اس کا غلط خیال نکلا اور زہرہ پر رشید کی خاموشی کا یہ اثر ہوا کہ وہ ناراض ہو گئی اس نے سوچا کہ یہ بیماری کا تار محض ایک بہانہ تھا جو میرے بلانے کے لئے گھڑا گیا تھا اگر سچ مچ بیمار ہوتے تو تار کے جواب میں پھر تار دیتے اور مجھے بلاتے زیادہ سے زیادہ یہی ہوا ہوگا کہ کچھ نزلہ زکام ہو گیا ہوگا تو یہ تو انہیں اکثر ہی ہوتا رہتا ہے میں ہی وہاں ہی پہنچ جاتی تو کیا کر لیتی اور بھی بات یہ ہے کہ مجھ سے تو بیمار کا سر کپڑے کے گھنٹوں بیٹھا نہیں جاتا پھر ان کے سرہانے بیٹھنا تو اور بھی مشکل ہے ذرا سا سر میں درد ہوتا ہے تو ناک میں دم کر دیتے ہیں۔ سر دباؤ، رومال بھگو، ہلاس سنگھاؤ کیفی ایسپرین کی ٹکیاں کھلاؤ، پان دو، پانی لاؤ، پہلے سگریٹ ان کے منہ میں دو پھر دیا سلائی سلگاؤ۔ کتابیں پڑھ کر سناؤ، یہ تکیہ اس طرف رکھو وہ جاورلا ٹھیک کر دو غرض یہ کہ جان مصیبت میں آجاتی ہے۔ دو لیے تو میں چلی جاتی مگر ان کی بیماری کے زمانہ میں جانا سخت بے وقوفی ہوگی اور وہاں انھوں نے آخر میرے تار کا جواب کیوں نہیں دیا؟ اب میں اس قابل بھی نہیں رہی کہ میرے تار کا جواب بھی مجھے ملے بڑھاپے نے میرے پیچھے خوب ان کے کان بھرے ہوں گے اور خدا جانے کیا کیا باتیں لگائی ہوں گی خیر جی وہ کچھ بھی ہو میں تو سیدھی بات جانتی ہوں اگر وہ مجھے اس قابل نہیں سمجھتے کہ میرے تار کا جواب دیں تو میں بھی انھیں اس قابل نہیں سمجھتی کہ ان کے لئے پریشان رہوں جسے غرض ہوگی سو مرتبہ اپنے اس غیر شریفانہ برتاؤ کی معافی مانگیگا اور اس وقت میں سوچوں گی کہ معاف کرنا چاہئے یا نہیں۔

ان خیالات نے زہرہ کو نہ صرف آلے سے بلکہ خط و کتابت کرنے سے بھی باز رکھا اور یہاں رشید کی حالت بگڑتے بگڑتے خطرناکی کی حد تک پہنچ گئی بوڑھی اور ضعیف ماں دن رات سرہانے بیٹھی ہوئی رو یا کرتی اور دعائیں مانگا کرتی اور جس وقت بھی رشید کو ذرا سا ہوش ہوتا تو وہ منت خوشامد کر کے انھیں اس بات پر مجبور کرتا کہ تھوڑی دیر آرام کریں۔ سات روز اسی حالت میں گذر گئے اور آٹھویں دن رشید کی حالت اس قدر خراب تھی کہ ڈاکٹر صاحب نے اسے چھوڑ کر جانا مناسب نہ خیال کیا اور رات بھر وہیں رہنے کیلئے ٹھہر گئے۔ رشید نمونیا میں مبتلا تھا اور بار بار بستر سے اٹھکر بھاگنے کی کوشش کرتا تھا کئی مرتبہ نمونیا کے دوران میں اس کی زبان پر زہرہ کا نام آیا اور ماں نے دیکھا کہ زبان سے یہ نام لیتے وقت اس کے چہرہ پر تازہ خوشگواری کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں رات کو دو بجے کے قریب یکایک بہ کثرت پسینہ آکر اس کی بخار اترا اور بخار کے ساتھ ہی ساتھ اسکی نبض بھی غائب ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب کو جگایا گیا وہ اس حادثہ کے لئے تیار تھے آتے ہی انہوں نے پچکاری سے زیر جلد دوا داخل کی اور اس وقت تک مریض کے پاس سے نہ اٹھے جب تک کہ نبض پھر جلتی ہوئی نہ معلوم ہونے لگی انتہائی کمزوری اور ضعف کے عالم میں رشید ایک بیکر مردہ کی طرح پڑا ہوا تھا ماں کے زانو پر اس کا سر تھا اور اس کا ہاتھ ماں کے ہاتھ میں صبح کا پانچ بجے کے قریب اس نے آنکھ کھولی اشارہ سے پانی مانگا اور جب اسے تھوڑا سا گرم دودھ پلا دیا گیا تو اس نے آہستہ آہستہ کہا

"اماں جان خدا کے لئے آپ میرا قصور معاف کر دیجئے (رونے لگے) میں نے آپکے دل کو بہت رنج پہنچائے ہیں۔ میں ہمیشہ اس دھوکہ میں رہا کہ آپ میرا برا چاہتی ہیں۔ مینے مدتوں آپسے نفرت کی ہے اور میرے دل میں کبھی وہ بھی عظمت نہ پیدا ہوئی جو اولاد کے دل میں ہونی چاہئے مینے خدا اور رسول کے احکام بھلا دیئے تھے مذہب کو پس پشت ڈال دیا تھا آپ نے میری پرورش کرنے میں جو تکلیفیں اٹھائی تھیں ان کی میرے دل میں کوئی قدر نہ تھی میرا خیال تھا کہ اولاد پر ماں باپ کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ اماں جان میں ایسا کمینہ اور خود پرست تھا کہ کبھی اس بات کو بھی آسان نہ خیال کیا کہ ابا جان نے اپنی تمام جائداد اپنی زندگی ہی میں مجھے دے ڈالی حالانکہ وہ چاہتے تو ساری کی ساری آپ کے نام کر دیتے اور آپ آج اس طرح بیکس و مجبور نہ ہوتیں، مگر اماں جان! اب میری آنکھیں کھلیں! اب مجھے آپ کی آنکھیں جنت کی کھڑکیاں معلوم ہوتی ہیں۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ انہی میں جگہ پاکر میں جنت میں جا سکتا ہوں مجھے معلوم ہو گیا کہ دنیا میں ماں سے زیادہ بھی اور بے غرض محبت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا مجھے معلوم ہو گیا کہ بہشت ماں کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے اور اب میں اسکے لئے تیار ہوں کہ دن رات آپ کے قدم دھو دھو کر پیا کروں۔ اماں جان آپ کو مجھ سے بڑی محبت ہے میں سچی محبت کی دلیل دیکر کہتا ہوں کہ میرا قصور معاف کر دیجئے (زار زار قطار رونے لگا)

ماں نے جھک کر بیٹے کی پیشانی پر بوسہ دیا اسکی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے جنت کی کھڑکیوں سے آب کوثر بہ بہکر رشید کے رخساروں پر گرا اور اس نے اپنی کمزور باہیں ماں کے گلے میں ڈال دیں۔

کیا آپ علم مجلسی سے ناواقف ہیں تو آداب مجلس پڑھیے
یہ کتاب آپ کے اندر لوگوں کے دلوں کی ایک تسخیر کی قوت پیدا کر دے گی آپ کے ہر انداز میں ایک کشش پیدا ہو جائے گی گفتگو میں شیرینی آجائے گی یہاں تک کہ آپ کی ظاہری صورت بھی لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے گی غرض کہ ہر شخص آپ کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے گا عورتیں آپ سے محبت کرنے لگیں گی بچے آپ کا احترام کرینگے اردو میں اپنے رنگ کی یہ پہلی کتاب ہے اس کتاب کے خریدنے کے بعد انسان دنیاوی عزت خرید لیتا ہے قیمت ایک روپیہ
حمید یہ بک ڈپو دہلی سے منگائیے

معجز نما متوسط قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مع تفسیر کامل اردو

حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب سے دوبالا گویا ایک ماہر استاد کے تراشے ہوئے نگینے ہیں ایسی جلد میں چھپائی جو عکسی چھاپہ خانہ کو نصیب نہیں صحت کا یہ عالم کہ ایک ایک نقطہ کی ذمہ داری تمام طرز سجاوندی اور منشی ممتاز علی صاحب کے خاتم الطابع کے مطابق ہے اس کو ہر طرح سے بہتر بنانے میں کل کوشش اور زر کثیر خرچ ہوا ہے اور اس قرآن شریف کا ترجمہ اول شاہ رفیع الدین رح محدث دہلوی کا ہے جو ہندوستان کے تمام عقائد کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے ان کے ترجمہ میں یہ خاص خوبی ہے کہ قرآن کے ایک ایک لفظ کے معنی بتاتا ہے ترجمہ دوم حکیم الامۃ قرآن کے ظاہری و باطنی امور کے ماہر حضرت مولانا اشرفعلی صاحب قادری چشتی تھانوی کا ہے جو تقریباً تحت اللفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے یہ ہر دو ترجمے ان تمام اغلاط داخلیل لفظی سے پاک ہیں جو آزادی پسند اصحاب کے ترجموں میں موجود ہیں اور خوبی یہ کہ اس کے حاشیہ پر تمام تفاسیر مثل تفسیر کبیر ابن جریر درمنثور، خازن، مدارک مجمع القرآن، ارشاد عبدالقادر، ضحاک مسند حاکم، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، مسند بزاز، مسند امام احمد اسباب نزول اجلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ اور تمام کتب احادیث مثل بخاری مسلم، ترمذی وغیرہ وغیرہ کے خلاصے و مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت صحت و سند کے ساتھ ایسی عام فہم اردو میں چڑھائی گئی ہے جو آج تک نہ تو کسی قرآن پر دیکھی اور نہ کسی نے استعداد زر کثیر خرچ کر کے کی ہمت کی جس میں تمام احکام قرآن و مسائل قرآن جملہ قصص مکمل تاریخی واقعات ذکر اولین و آخرین اور قرآن کے جملہ ظاہری باطنی اشارات اور شان نزول ربط آیات خواص قرآن ناسخ و منسوخ کی کامل تفصیل ہے اور جس تفسیر کا مضمون درج ہوا ہے اس کا پورا حوالہ دیا گیا ہے اور ایک خاص بات یہ کہ حاشیہ پر سلسلہ تفسیر میں ہر صفحہ پر اس مضمون کی سرخی دی گئی ہے جس کی بابت تفسیر میں بیان ہوتا ہے اور نیز بحوالہ غرائب القرآن حاشیہ پر حسب ضرورت حل لغات و ترکیب کا بیان ہے ہر پارہ و ہر منزل جدا جدا اور نقش نگارے آراستہ ہر اسم اللہ خط نجا بگار سے تحریر ہے اسکی صحت کا ماہر حافظوں کی معرفت سجاوندی قرآن کے دیگر قدیم و جدید نسخوں کے مطابق ہوئی ہے جملہ اوقاف سجاوندی کے مطابق ہیں نیز اسکے شروع میں ایک مقدمہ ہے جسکے پانچ حصہ ہیں حصہ اول میں آدم سے لیکر تمام پیغمبروں کی سوانحعمری اور انکی امتوں کے حالات بعد اسلام قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم کی پیدائش سے لیکر وفات تک مفصل سوانحعمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپکے خلاف انجام دی تھیں اور آپ کے وہ تمام خطوط جو آپنے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام برائے دعوت اسلام روانہ فرمائے تھے بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات ہیں حصہ دوم میں فضائل قرآن اسرار حصہ سوم میں خاندان نقشبندیہ قادریہ سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں کے مخفی اعمال قرآنی خواص اور جملہ سورتوں آیتیں اور پورے قرآن کے تعویذ ہیں تعبیر خواب ترکیب مکمل سند کیساتھ درج ہیں حصہ چہارم میں مضامین قرآن کی فہرست ہے جس سے ہر مضمون و آیت اشارہ میں نکل سکتی ہے حصہ پنجم میں قواعد قرأت کا بیان ہے عربی و اردو سوہ خط نہایت خوشخط اور خوبصورت طبعی کے جلد رمزوں کے مطابق ہیں کاغذ اول نمبر چکناد بنیر ولایتی ایک کوالٹی کا ہے جو نہایت ابدار ہے تقطیع ۲۰-۲۷ صفحات مضامین متعلقہ ۹۲۸

اسکے علاوہ یہ قرآن کا معاملہ ہے جس میں ہمارے اور آپکے درمیان صرف ایمانداری کا واسطہ ہے۔ اگر مطابق اشتہار نہ ہوا تو بذریعہ وی پی کارخانہ کے نام روانہ فرما کر اپنی قیمت مع محصول بھول فرمادیں دراب تازہ ترین چھپکر تیار ہو گیا ہے قیمت و بدیہ کاغذ کے اعتبار سے حسب ذیل ہے:۔

اول نمبر چکنا سفید و نمبر کاغذ عمدہ حنا شاہ مجلد (صدہ) پانچ روپے، محصول ایک قرآن شریف پر عہ ردہ قرآن شریف عہ ر تین قرآن شریف عہ ر

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دھلے

ہر بات میں اعجاز

اگر دیکھنا چاہیں تو سینتیس ۳۷ معجزہ والی حمائل شریف منگا لیجئے

(۱) حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب سے زیادہ گویا سچے نگینے جڑے ہوئے ہیں (۲) چھپائی ایسی روشن اور چمکدار و یکساں کہ قسطنطنیہ کی چھپی ہوئی حمائل اس کے آگے ماند معلوم ہوتی ہے (۳) بصحت کا ایسا اہتمام ہے کہ غلط کی غلطی کیا معنی نقطہ نقطہ زیر و زبر ہر چیز کی ذمہ داری ہندوستان کے حفاظ تو درکنار مصر کے حافظوں اور عجم کے حافظوں سے بھی کوئی غلطی نہ نکل سکی (۴) فقط صحت ہی نہیں بلکہ کتابت میں یہ اہتمام ہے کہ اعراب ٹھیک حروف کے اوپر بیٹھے ہوں (۵) کاغذ ایسا سفید جیسا زیادہ سے زیادہ سفید آپ قیاس کر سکتے ہیں (۶) مضبوط ایسا جیسے کپڑا اس کاغذ کو خاص اہتمام سے جرمنی سے بنوایا گیا ہے تاکہ مڑا کرے اور مضبوط رہے زیادہ اسکے مصالحہ میں ایسے اجزاء زیادہ شامل کئے گئے ہیں جس سے کاغذ بمشکل پھٹتا ہے (۷) ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کا لیکن وہ نہیں جو عام طور پر ہوتا ہے بلکہ اس کی نظر ثانی حضور ممدوح نے خود فرمائی ہے (۸) حاشیہ پر تفسیر کبیر ابن جریر۔ درمنثور خازن ابن کثیر مدارک اور موضح القرآن تفسیر ضحاک مسند عالک ابن مردویہ وابن حاتم وغیرہ نام تفاسیر کا عطر جو ایک مستند عالم سے کہلوا کر متعدد علماء کو دکھا کر جڑا یا گیا ہے۔ یہ ان تفسیر کی ایسی ہے جیسے دہلی والے باتیں کرتے ہیں (۹) ہر سورت کا شان نزول احادیث صحیحہ سے بتلایا گیا ہے (۱۰) مسائل قرآن کے فائدے یا بتنی احکام بالوضاحت بیان کئے گئے ہیں (۱۱) شان نزول کے ساتھ ربط آیات بھی ہے (۱۲) ہر سورۃ کا سورۃ سے ربط ہر آیت کا دوسری آیت سے ربط (۱۳) ایک بسیط مقدمہ (ابتداء میں ۲۷ صفحہ کا موجود ہے جس کی زبان بالکل عام فہم ہے (۱۴) رسول اکرم کی مختصر سوانح عمری لیکن ترتیب تمام ضروری باتیں آگئی ہیں (۱۵) غزوات نبی اور ان کے متعلق جو کلام پاک کی آیتیں نازل ہوئیں اور ان کی تشریح (۱۶) وہ تمام خطوط جو حضور اکرم نے سلاطین عصر کے نام روانہ کئے (۱۷) خلفائے راشدین کے حالات (۱۸) قرآن پاک کی تدوین اور ترتیب حضرت عثمان غنی کی جانفشانی محنت کے حالات (۱۹) فضائل القرآن خاکسار مفصل بیان کئے گئے ہیں (۲۱) خاندان نقشبندیہ کے بتائے ہوئے ذکر اعمال ہر ضرورت کے لئے (۲۲) خاندان چشت کے بتائے ہوئے اعمال ہر مصیبت کے وقت کام آنے والے (۲۳) خاندان قادریہ کے بتائے ہوئے اعمال ہر ابتلا کے وقت مدد دینے والے (۲۴) ہر سورت کی خاصیت جلالی اور جمالی (۲۵) ہر سورۃ کے علیحدہ علیحدہ نقش اور وہ نسخہ جن میں وہ تیر بہدف ہے (۲۶) ہر سورت کا محل اور اسکی ضرورت (۲۷) پورے قرآن شریف کا ایک نقش اور جن جن ضرورتوں میں وہ مجرب رہا ہے (۲۸) ایک عجیب معجزہ جس آیت کو چاہو ایک منٹ میں نکال لو۔ زبانی حمائل شریف کی ورق گردانی نہ کرنی پڑے (۲۹) قرآن شریف سے فال نکالنے کا طریقہ (۳۰) وعظ کہنے والوں کی آسانی جو بحث کی آیات دیکھنا چاہیں سب بیک نظر معلوم کر لیں (۳۱) گم شدہ اشیاء کی تلاش اس سے معلوم ہو سکتی ہے (۳۲) ہر خواب کی تعبیر قرآن شریف سے لینے کا قاعدہ (۳۳) حنا ایسی جیسی سر سوں پھولی ہوتی ہے اور نگاہ کو قوت دیتی ہے (۳۴) ہر پارہ (الگ۔ اگر ہر پارہ کی جلد علیحدہ بنوالیں تو راستہ چلتے پھرتے یا تفریح کو جاتے وقت آسانی سے پڑھ سکتے ہیں (۳۵) ہر منزل نقش و نگار اور رنگارنگی سے آراستہ (۳۶) عربی کتابت اس کاتب کے اس کاتب کے ہاتھ کی جس کی کتابت کے عکسی قرآن اندلس میں چھپتے ہیں

آخری سب سے بڑا معجزہ

جو اس دور افلاس میں مسلمانوں کے لئے حل مشکلات کا باعث ہے یعنی ہدیہ اس قدر کہ کہ ہر مسلمان خرید سکے سلیقہ عربی نہایت اعلیٰ نفری نقش و نگار حسن بندی کی ہوئی بہت مضبوط استر کے ساتھ مشین میں بنوائی گئی ہے صفحات ۸۰۰ صفحات مجلد ہدیہ صرف تین روپے آٹھ آنے۔ بلا جلد بغیر ایک منگائیں خواہ دس منگائیں خواہ بیس اس سے کم ہدیہ نہ ہوگا یہ رعایت صرف ایک ماہ کے لئے ہے ۷½ انچہ لمبی اور ۵½ انچہ چوڑی گویا رسالہ مولوی کی نصف سائز کل نہیں بلکہ ابھی خط لکھ دیجئے۔ **قیمت** تین روپے آٹھ آنے **محصول** ۸ر اضافی ہدیہ مجلد پانچ روپے رعایتی سارے تین روپے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معجزہ نما

پنج سورہ

مترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین مرحوم

اور خواص و فضائل و اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول اور ربط آیات تفسیر کامل از حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی یہ عجیب و غریب مجموعہ ہے اجنبک اس شان کا مجموعہ ہندوستان تو کیا دنیا بھر میں نہیں چھپا ۱۶۸ صفحے ضخامت اور قطع طبع ۲۶ × ۲۰ چھپائی ایسی صاف کہ ایک ایک نقطہ درخشاں کاغذ نہایت سفید اور مضبوط

دو بیز اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں:-

سورہ یاسین — سورہ رحمٰن — سورہ فتح
سورہ واقعہ — سورہ ملک — سورہ مزمل
سورہ نوح — سورہ جن — سورہ کہف
سورہ خلق — سورہ والناس۔ ان سب سورتوں کا ترجمہ لفظی ہے اور تفسیر کامل ہے اور عملیات و وظائف بہت درج ہیں سکے علاوہ ہفت ہیکل مع اسناد و منشن قفل مع اسناد و دعا گنج العرش مع اسماء حسنیٰ ۹۹ نام خدا کے اسماء رسول کریم مع اسناد سلسلہ نام بزرگان چشتیہ سلسلہ نام بزرگان قادریہ درود ابراہیمی حضرت غوث الاعظم کے تمام حوالی رجسٹرڈ ہیں اور بہت سے سینہ بسینہ عملیات اس میں درج ہیں جلد پوری پارچہ کی ہے خوشنما اور مضبوط ہر جلد ۱۲ تین منگائیں تو جلد ۱۱ آنے کو ملے گی دس منگائیں تو فی جلد ۱۰ آنے کو ملے گی محصول ایک جلد پر ۵ تین جلدوں پر ۹ ردس جلد پر عہ

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

ہمارے مسلمان ہونے میں کسکو انکار ہے؟

وتعالیٰ کہ ہم کلمہ پڑھ لیتے ہیں، گائے کا گوشت کھالیتے ہیں، ہمارے باپ بھی مسلمان تھے، ہمارا نام بھی اسلامی ہے، جب مولوی صاحب وعظ کہتے ہیں تو ہم انکی دعوت منظور کرتے ہیں، جب پیر صاحب اوہم آتے ہیں تو نذر نیاز سب کچھ دیتے ہیں، اور جب لیڈر کہتے ہیں تو ہم سب کے لڑنے کو تیار ہوجاتے ہیں، وہ بھی ہیں بھائی مسلمانوں کہکر للکارتے ہیں، اس لئے ہم متفق کے ساتھ کہتے ہیں، کہ **ہم مسلمان ہیں**؟ سبحان اللہ کیا مسلمان ہونے کی دلیلیں ہیں، اور جو پوچھا جائے، کہ اسلام کیا ہے، کلمہ کیوں پڑھتے ہو۔ خدا اور رسول کا اقرار کرنے کے بعد خدا کے احکام کی پابندی لازم و بھائی ہے، کیا تم احکام اسلام سے واقف ہو، کیا تم خدا اور رسول سے واقف ہو، تو فوراً کہدینگے یہ باتیں مولوی صاحب جانتے ہیں، حالانکہ یہ سب باتیں آپ کو خوب جاننی چاہئیں، اور خوب سمجھ کر جاننی چاہئیں، مسلمان صرف وہی ہے جو اپنے مذہب سے واقف ہے اس کے احکام و نواہی پر سمجھ کر عمل کرنے والے ہی سچے مسلمان ہیں، ورنہ نام کے مسلمانوں اور دوسری اقوام کے دعوؤں میں فرق ہی کیا ہے، وہ صرف خانہ پری کے مسلمان ہیں، مسلمان وہی ہیں جو ارکان و اصول اسلام کو جانتے ہیں، سمجھتے ہیں اور دوسروں کو سمجھاتے ہیں، اسی لئے رسول کریم نے فرمایا کہ اسلام سے واقف مسلمان کی معمولی عبادت ایک جاہل عابد شب بیدار سے بہتر ہے اس لئے مسلمان ہونے کے ساتھ ہمارا پہلا اور اہم فرض ہوجاتا ہے کہ ہم اسلام سے واقف مسلمان ہوجائیں افسوس کہ دنیوی مصروفیتوں کی وجہ سے ہم میں اتنی ہمت نہیں کہ ہم عربی کی تمام کتابوں کو پڑھیں، تو پھر کم از کم اردو کی کتابیں تو ضرور پڑھ لینی چاہئیں تاکہ وہ اپنی ماں اور زبان کا حق ادا کرسکیں، اس لئے کہ انکا سمجھنا آسان ہے خدا کا شکر ہے کہ حال ہی میں حمیدیہ پریس نے ایک کتاب **اسلامی تعلیم** ضخیم کے ساتھ شائع کی ہے جس کا ایک اڈیشن ۲ ماہ میں ختم ہوگیا، اب دوسرا اڈیشن تیار ہورہا ہے جسمیں اہل سنت والجماعۃ کے عقائد اور مفصل اسلامی احکام درج کئے گئے ہیں کتاب کیا ہے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا ہے، زندگی میں جس قدر اسلامی مسائل کی ضرورت پیش ہوسکتی ہے وہ سب اس کتاب میں ہیں، یہ صدہا مستند کتابوں کا خلاصہ اور ایک متبحر عالم ادیب فاضل حضرت علامہ مفتی سید محمود صاحب قبلہ الوری فیضہ کی تالیف ہے، اس کی موجودگی میں نہ صرف علماء سے مستغنی کردیگی، بلکہ آپ خود عالم ہوجائیں گے اور اس کی مدد سے آپ مذہب کی صحیح معلومات اور نجات کا صحیح راستہ معلوم کرسکتے ہیں، جب آپ ان سب باتوں سے واقف ہوجائیں تب آپ کہہ سکتے ہیں، کہ "ہمارے مسلمان ہونے سے کسکو انکار ہے"

اسلامی تعلیم ۲۰ پونے دو سو صفحہ کی جلد کتاب ہے، اس کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے اس کتاب میں فہرست ہی بمعنوں میں ہے، قیمت مجلد جرمی تین روپے مجلد پارچہ دو ہائی روپے بلا مجلد ہے

باب العقائد	تیمم کا بیان	نماز جنازہ، احکام مسجد	جانور وغیرہ کی زکوٰۃ	حج قران	رجم بول، رجم بذر	**ذبائح**	نماز جماعت کے حقوق
لا الہ الا اللہ کا بیان	تیمم کی سنتیں	مسائل جماعت	اونٹ کی زکوٰۃ	حج تمتع	ذبح کرنے کے مسائل	جانور کا ذبح کرنا	ایک کامل و اکمل مولوی
اولیاء اللہ	کس چیز سے تیمم کرنا جائز ہے	نمازیں بے وضو ہونا	بکریوں کی زکوٰۃ	حج کی قربانی	ہر جھٹکے پر سائل	حرام و حلال جانور	ہے جو اپنے ہر ہمنشین
کتب السیر	موزوں پر مسح	میت، جنازہ لیجانا	زراعت اور سبزی کی زکوٰۃ	احکام حج من تصور	**محرمات**	مسائل شکار	یہ کتاب پڑھے
صحابہ کی تعلیم فقہ	مسح کس چیز پر ہوتا ہے	جنازہ کے مسائل	زکوٰۃ کے مستحقین	اور اس کا جرمانہ	رضاعت حرام ہونے کے موانع	ذبائح، رضاعت والی اشیاء	ہے جو اپنے ہر ہمنشین
فقہاء صحابہ کرام تھے	اعضاء وضو پر مسح	نماز میں ہونٹ	صدقہ فطر	جزا کی تفصیل	حرام کی تفصیل	**لباس**	ہمان نوازی
تدوین مسائل	صاحب عذر کا بیان	نماز کے سامنے گذرنا	صدقہ نفل	قربانی کے تصور	وکالت نکاح، مہر مقرر کرنا	لباس کا بیان	کو مولوی عالم، اور بے
صحابہ کے اصول فقہ	نجاستیں	کروہات نماز	وقف اور نذر میں تصور	نکاح کا ذرہ	**طلاق**	پکا مسلمان بنا دیتی ہے	
کس قدر مسائل ایجاد کئے	نجس چیزوں کا پاک کرنا	نماز فوت کب پڑھے	**کتاب الصوم**	**کتاب الحج**	طلاق صریح، طلاق کنایہ	**حقوق**	چاندی سونے کی مرتد
فرشتے ملائکہ	استنجے کا بیان	روزہ فوت ہونیوالی چیزیں	احکام رمضان	احکام حج	طلاق بدعی میں تصور	حقوق والدین	ہے عبادت اسی وقت صحیح
کفر و ایمان	حیض و نفاس کے احکام	روزہ فوت کرنے والی	روزہ کی قضا سے کفارہ	میقات	تفویض طلاق	حقوق انسان	جب اسکی سختی ہوتی ہے
قضا و قدر	**کتاب الصلوٰۃ**	نماز کا بیان	روزہ کی قضا	احکام احرام	طلاق معلق، طلاق مرکب	حقوق اولاد	جب اسکو سمجھ کر کیا جاتا
قیامت، نفخ صور	اذان کا بیان	عیدین کی نماز	کروہات روزہ	احرام محرمات و مکروہات	طلاق بدعی، احکام الحاق	میان بیوی کا حق	ہے کہ آپ کا ہر لمحہ عبادت
محشر، حساب، کتاب	نماز کی شرطیں	سجدہ سہو	بیان سحری و افطاری	حرم میں داخلہ	خلع، ظہار، کفارہ ظہار	حق پرورش اولاد کا	ہیں کہ آپ کا ہر لمحہ عبادت
جنت و دوزخ	نماز کے شرائط	سجدہ تلاوت	روزہ نذر کہنے کی سزا	طواف حرم و صفا و مروہ	احکام لعان	تیمم کا حق	ہیں گذرے تو یہ کتاب
بصراط	نماز کے فرائض	نماز قضا	اور رکھنے جائز عذرات	احرام میں باتیں جائز	**عدت**	مسکین میں نماز کا حق	پڑھنے سے آپکے کسی کام میں حرج
باب الطہارت	نماز کے واجب	نماز مسافر	نفلی روزے	طواف کے کروہات	ناخن کترنا	عدت کا بیان	نہ آئیگا اور ہر قدم موجب
وضو کا بیان	نماز کی سنتیں	مسنون و نوافل	نذر کا روزہ	طواف وسعی کے مباحات	شکار کرنا	سوگوار رہنا، شوہر کی نماز	ثواب ہوجائیگا۔
نواقض وضو	نماز کے مستحب	جماعت کی ترکیب	احکام اعتکاف	حرم کے جانوروں کو نہ ایذا	**کتاب الزکوٰۃ**	بیوہ سایہ، مہمان	
غسل کا بیان، موجبات	احکام قرات	سجدہ گرہن اور چاند	مستحب مسائل	نبی کی روضہ کی حاضری کا	جانور سونے کی زکوٰۃ	پرورش اطفال، نفقہ	
غسل کی کیفیات	قرات کی غلطیاں	گرہن کی نماز	وقف، وقف علی کی شرائط	احکام کے مسائل	اونٹ کی زکوٰۃ	حقوق بیوی، حقوق شوہر	
چھوٹے پانی	احکام امامت	نماز استسقاء	اوقاف نسلی کے احکام	حج فوت ہونیکا بیان	بھیڑ کی زکوٰۃ	میت، قبر، دفن	
					بھیڑ کی قیمتیں	رسوم شادی و پیدائش	
						دعوت ولیمہ عقیقہ	غرضکہ

مجلد جرمی ۳/ پارچہ ۳/۸ قیمت حمیدیہ پریس دہلی

بیدار ہو جاؤ

اے نیند کے متوالو! اے سونے والو! آنکھیں ملو، ہوشیار ہو جاؤ تم کہاں ہو

خبر بھی ہے کل کیا ہونے والا ہے

وہ دن سر پر آگیا جس کے خوف سے انبیاء نے بناء مانگی وہ وقت نزدیک آگیا جسکے خیال سے روح کانپ جاتی ہے اور وہ ساعت نزدیک ہے جب نفسی نفسی کا شور ہوگا جب کائنات کا ہر ذرہ ذرہ نیست و لرزاں ہوگا تم سوتے ہو تمہیں کیا خبر کہ اس کی علامتیں بہت حد تک پوری ہو چکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ بہت جلد تک پوری ہونیوالی ہیں آج ہی

قیامت کا پرچہ درکار مفت منگا لو!

جب تم اسکو پڑھ لو اور سمجھ لو اور یقین کر لو کہ جس منزل کو تم گزر رہے ہو اس کا ختم کتنا نزدیک ہے اور پھر اپنا پرگرام بنا لو اپنے حالات پر نظر کرو اپنے افعال کا جائزہ لو اپنی کمزوریوں کا حساب کر کے اپنے نظام تخریب بنیاد ہی غرض ہر چیز پر تبصرہ کرنے کے بعد فیصلہ کرو۔ لیکن نہیں یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم اپنی فرد گناہوں کا محاسبہ کر سکیں ہم کیونکر اپنے ظالم کا قیاس کر سکتے ہیں جبکہ ہر گھڑی سے بڑا گناہ کرتے وقت ہم گناہ ہی نہیں تصور کرتے اگر یقین کرو کہ

مرنا ضرور پڑے گا، اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب دینا ہوگا تو بھائی پہلے

تعزیرات دوزخ

پڑھ لو کہ سر گناہ کرنے کے ساتھ یہ بھی تو معلوم ہوتا رہے کہ اس فعل میں یہ سزا ملیگی حضرت [illegible] احمد صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا نے حساب جنت میں بٹھائے اور یہاں بھی انکی علمی زندگی کا ذکر کر لیا ہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنا دی ہے ہر گناہ کی باداش بھی بتلا دی ہے تعزیرات دوزخ میں جسے فی الجملہ ہوں گناہوں کی تفصیل سزا ہے۔

(۱) شرک (۲) ریا (۳) سوء ظن بالصمد (۴) عضہ بہ لینہ، حسد (۵) بخیر خود بینی (۶) عجب علی العمل (۷) تقدیر روزمانہ (۱۵) اہل اسد سے عداوت اور صحابہ سے بغض (۱۰) بدعتی اور اہانت میں خیانت (۱۱) فحش اور لغو کلام کی کثرت (۱۲) قرآن اور رسول سے استہزا (۱۳) بول و براز سے غفلت (۱۴) وضو اور غسل اور جنبی کی فرد گذاشتیں (۱۵) نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی (۱۶) سفر اور بے غالبی (۱۷) غیر شرعی زینت (۱۸) لوائحہ ماتم، نوحہ سوگ اور نعرہ جاہلیت کا استرام (۱۹) کذوبۃ، صدقہ تنفیر سوال اور بخل (۲۰) روزہ کی فروگذاشتیں (۲۱) حج اور اسکے متعلقات (۲۲) جانوروں سے بدسلوکی (۲۳) ناموں میں تفاخر (۲۴) بیع اور تجارت اور تراکم کمالی (۲۵) سود اور اسکے متعلقات (۲۶) قرض اور اسکے متعلقات مال یتیم (۲۸) حقوق ہمسایہ (۲۹) فخر اور نیچے مکان بنوانا (۳۰) زمین کو غصب کرنا (۳۱) جھوٹ، جھوٹی گواہی (۳۲) زنا اور اسکے متعلقات (۳۳) اسکی آبرہ ریزی (۳۴) منافقت (۳۵) [illegible] اور چڑھا خواب (۳۷) ہمسایہ بیوی کو مارنا (۳۸) حلالہ کرانا (۳۹) اسی طرح ۷۲ خصلتیں ہیں اور آخر میں توبہ کا بیان ہے قیمت قیامت کا پرگرام ۴ اور تعزیرات دوزخ کی قیمت عصر ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

علامہ شبلی کی کتابیں

سب سے زیادہ سستی کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں؟ جس سے پوچھئے صرف یہی جواب ملیگا۔ کہ

حمیدیہ پریس دہلی سے

سیرۃ النبی رسول مرسل احمد مجتبیٰ صلعم کے حالات غزوات اور اخلاق و عادات کے متعلق بہت سے رطب و یابس واقعات تاریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن اس کتاب کی اصلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ان تمام روایتوں سے قطع نظر کر لی گئی ہے اور صرف وہ واقعات بیان کئے گئے ہیں جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں اور جن کی صحت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں تاریخ و سیر سے بھی وہی واقعات لئے گئے ہیں جن کی صحت و درایت کی تمام محدثین نے تصدیق کر دی ہے۔ شک نہ ہو۔

حصہ اول، از ولادت تا ختم سلسلہ غزوات مع مقدمہ اصلی قیمت چھ روپے رعایتی للعبر

حصہ دوم، از سنہ ۸ ہ تا وفات مع فہرست مفصل و مکمل حالات اصلی قیمت ۸ رعایتی ۱۲

الفاروق یعنی حضرت فاروق اعظم کی الف اور طرز محبوبیت صحابہ کی موجبات حکمت و مدبرانہ عدل اور اسلام کی علمی تعلیم کا شاندار منظر مولانا شبلی کی یہ بہترین تصنیف ضخامت ۱۲ سو صفحات، قیمت دو روپے، رعایتی صرف ۱۲

المامون یعنی خلیفہ مامون الرشید عباسی کے عہد سلطنت کے حالات مولانا شبلی مرحوم کی پہلی تصنیف ہے جس میں ممدوح نے تاریخ اسلام کے پر فخر عہد کے سیاسی علمی مذہبی اخلاقی تمدنی حالات تکلیفہ کئے ہیں جن سے دولت عباسیہ کے عروج و کمال کے زمانہ کا صحیح نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ضخامت ۴۴ صفحے قیمت ۴ رعایتی صرف ۹

الغزالی امام غزالی کی سوانحعمری اور ان کا فلسفہ اور علم کلام اور اخلاق اور تصوف میں انکی نمایاں کارنامے علمائے اسلام میں امام غزالی کی اہمیت سے کوئی شخص ناواقف نہیں مگر ان کے حالات خیالات اور تحقیقات سے لوگ واقف ہیں ضرورت ہے کہ مسلمان اس بحر عمیق کا فائدہ اٹھائیں ضخامت ۱۲۸ صفحے قیمت اصلی عہ رعایتی صرف ۸

سیرۃ النعمان امام ابوحنیفہ کی سوانحعمری اور ان کے اجتہادات اور مسائل فقہ حنفی کی علم فقہ کی تاریخ اور اسلامی خاندان پر تبصرہ ضخامت ۴۸ صفحے قیمت اصلی عہ رعایتی ۸

مولینا روم اسلام کے مشہور صوفی مشکل جلال الدین رومی کی مفصل سوانحعمری فضائل و مناقب ان کے تصوف کے اسرار علم کلام کے رموز اور مثنوی شریف پر مبسوط تبصرہ اور اسکے منتخب مضامین پر تبصرہ قیمت عہ رعایتی ۸

رومی و معرکہ ہائے ۱۹۲۰ء علامہ شبلی مرحوم کے جو سفر کیا تھا انکے حالات و واقعات

سفرنامہ یہ سفرنامہ بہت مقبول ہو چکا ہے اردو میں ممالک اسلامیہ کا یہ پہلا سفرنامہ ہے جسمیں ٹرکی، مصر اور شام کے علمی تعلیمی تمدنی حالات قیمت عہ رعایتی ۱۰ مقالات شبلی بجلد ۸ رعایتی ۳ آغاز اسلام ۸ رعایتی ۳ حیات سعدی ۸ رعایتی ۳ حیات حافظ ۸ رعایتی ۳

تمام کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اُجِیبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

دُعا

جب انسانی عزائم ملیامیٹ ہوجائیں، دست و بازو کی کارفرمائیاں ختم ہوجائیں، مادی طاقتیں کافور ہوجائیں، یا جب انسان اس درجہ درماندہ اور لاچار ہوجائے کہ اس کو اپنی کوشش فضل ایزدی کے سامنے ہیچ نظر آنے لگے، تب وہ فتادگی وہ درماندگی وہ لاچارگی قوی متعلق کے دربار میں نوازی جاتی اور یہی قبولیت دعا ہے، یہ اٹل یقینی ہے کہ خاصان خدا کے طریق پر اگر دعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے خواہ بظاہر اس کا سبب خواہش مترتب نہ ہو کیونکہ کبھی اپنے بندوں کی برائی نہیں چاہتا، اگر آپ پاتے ہیں کہ آپ کی دعائیں درجابت واگر ہیں تو پھر قرآن پاک کی دعائیں جو خالق انبیا کو تلقین فرمائیں یا رسول کریم کی دعائیں جو انہوں نے صحابہ کو بتلائیں یا خاصان خدا کی بتلائی ہوئی دعاؤں کو اپنا مشغل راہ بنائیں

قرآنی دعائیں اس کتاب میں دعا کے طریقے دعا کے آداب، استجاب دعا کے اوقات کا تذکرہ ہے اس کے ان تمام دعاؤں کے اثرات اور ترجمہات ہیں جو قرآن پاک میں وارد ہیں، ضخامت ۲۰ صفحے قیمت ۸ رکا غذ بہت موٹا سفید چکنا ولابتی

پیغمبری دعائیں یہ ۹۶ صفحہ کی کتاب ہے بہت موٹا سرورق ہے اس میں احادیث سے فلسفہ دعا پر بحث ہے اس کے بعد محل دعا اور اوقات و لوازمات دعا درج ہیں، اس کے بعد تمام وہ دعائیں ہیں، جو رسول کریم نے ہر موقعہ کے لیے صحابہ کرام کو تلقین فرمائی ہیں، بہت موثر اور مفید کتاب ہے قیمت ۸ر

دعائے مقبول یہ علامہ حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کی مرتب کردہ کتاب ہے اور اس تقریظ بنا ہر ضرورت کے لیے دعا ہے اول سات منزل کی علیحدہ علیحدہ دعائیں ہیں اس کے بعد سات دن کی اوردو میں ہیں، پھر حصلوٰۃ الاکرم اور حزب البحر ہے، اور آخر میں کوئی ضرورت ایسی نہ ہوگی جس کی دعا اس میں نہ ہو آخر میں ہفت اعضاء از حضرت مولانا رومی اور دعائے حزب البحر کے اعمال مجربہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب بہت بقبول و بہدف کا اضافہ ہوا ہے ضخامت تقریباً ۱۰۰ صفحات قیمت مجلد ایک روپیہ

رسول کی دعائیں یہ دعاؤں کا مجموعہ جدید اہی حال میں تیار ہوا ہے اس میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں اور احادیث نبویہ سے اور آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجربہ معمولات سے پر اثر وظائف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک و شبہ نہ ہوا اور نہ ہوگا کیونکہ اس میں ایسی دعائیں درج ہیں جنہیں خود باری تعالیٰ نے اپنے مقرب رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں، ظاہر ہے کہ اس کی مقبولہ دعائیں اجابت میں کیا دیر رکھتی ہوگی، قیمت صرف ۸ر

اردو دعائیں حضرت خواجہ حسن نظامی کی آسان افتاد پردازی کا ایک زمانہ کو اعتراف ہے حضرت ممدوح نے زیارت حبیب کے چلہ میں سرور کائنات کے اشارہ سے اردو زبان میں ہر ضرورت کے لیے دعائیں لکھی ہیں، اپنی زبان میں چونکہ ہر لفظ سمجھ کر دل کی گہرائی سے نکلتا ہے اس لیے ہر ہر جملہ عرش عظیم سے ٹکراتا ہے اور چونکہ اپنی زبان ہے، دعا مانگنے کی وجہ سے نسب بحیر الفاظ کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اس لیے قدرتاً خشوع پیدا ہوجاتا ہے، نیا اڈیشن ابھی حال میں تیار ہوا ہے قیمت ۸ر

سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جمعیۃ علمائے ہند کی مقدس تجویز کے مطابق

بہت سستا بہت صحیح

قرآن شریف چھپ کر طیار ہوگیا اور ہزاروں ہدیہ ہوگیا

ایک پونڈ انعام

اس شخص کو دینے کا انعام اس قرآن شریف کے لیے مستعد ہے جو ایک حرف کی بھی غلطی اس قرآن پاک میں نکالدے، لیکن حفاظ کو یقین کر لینا چاہئے کہ یہ انتہائی کسی کی قسمت کی نہیں، اس کو یونہی رنگ لگ جائیگا اس لیے کہ غلطی نکالنے کا انعام ترجیحاً ہے کہ قرآن شریف میں غلطی ہو

اتنا موٹا اتنا خوبصورت چھپا ہوا ہے!

اس کا نام

طلائی طمغہ والا قرآن شریف

ہے

سفید کاغذ ہے، ابتدا میں ایک مقدمہ ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق بہت ضروری معلومات ہے، کتابت کشادہ، چھپائی صاف و سیاہ ہے، ہر پارہ کے اول و آخر اور ہر منزل کے اول و آخر نہایت خوشنما بیل اور عمدہ نقش نگار ہیں، تازہ اڈیشن صدہا علما کا پسندیدہ ہے،

ضخامت بمعہ مقدمہ قرآن شریف ۵۵۲ صفحات

ھدیہ چونکہ حمیدیہ پریس سب سے سستا فروخت کرتا ہے اس لیے فی طیار مجلد چرمی عمدہ مجلد، پارچہ صرف ایک روپیہ، دس قرآن شریف منگانے میں تو مجلد پارچہ فی روپے اور مجلد چرمی میں کوئی رعایت نہیں، کیونکہ بعض اوقات پارچہ سے زیادہ لاگت آتی ہے، محصول بذمہ خریدار

ریل کے ذریعہ منگانے والے نصف قیمت ضروری پیشگی روانہ کریں

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس نمبر ۶۰

پاکٹ سائز سستی معراحمائل

ایسی کتابت گویا موتی جڑے ہوئے ہوں، نہایت شفاف کاغذ، اعلیٰ چھپائی سرخی سرورق، کپڑے کی جلد، نہایت آب و تاب کے ساتھ تیار ہوئی ہے، قلم بھی خاصہ جلی ہے، ہدیہ ایک جلد ۱۲ر دس جلد سات روپے، محصول بذمہ خریدار

حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

بیوی بھی بدل ڈالی

گرو اداری محنت کھانا جی مزے کا نہ ملا۔ ایک بات ہو تو بتلائوں چیدہ سے جیدہ ملا بلائی اور تبدیل کی بالکل نہ بیوی تک دوسری کر لی لیکن کہتا ہی اچھا نہ ملا۔ لے تو جب کہ کھانا ہی آتا ہو، خدا سے اللہ پہنچے وہی سالہ اور وہی کبھی کچھ سے کچھ بن جاتا ہے، اچھا کھانا اور تھوڑے سے داموں میں کہنا مسلور ہو، تو حمیدیہ پریس کی جدید کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

دیکھئے جس میں دہلی کے ممتاز ترین گھرانوں کی مزیدار اور مستند ہندوستانی کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے ہیں جو دہلی ایک باورچی اور ممتاز خاتون کے مشورے سے درج کئے گئے ہیں اس میں حسب ذیل ضروری مضامین ہیں

ضروریات باورچی خانہ، اسلامی باورچی خانہ کا سامان۔ برتنوں کی قسمیں اور ان کی صفائی، کھانا پکانے کی تعلیم، آٹا گوندھنا، مختلف قسم کی روٹی، روٹی پکانے کی سہل ترکیب، مسالہ پیسنے کی تعلیم، ہنڈیا پکانے کی تعلیم، گوشت پکانے کی تعلیم، اس حصہ میں صرف سالن پکانے کے صد ہا طریقے ہیں بیری اور گوشت کے سالن، ۳۲ قسم کے سالن، نمکی ترکاریاں پکانا، اس میں سترہ قسم کی بھاجیاں ہیں، دالیں پکانے کی تعلیم، اس میں تیرہ قسم کی دالیں ہیں۔ دال اور بین کا سالن اس میں گیارہ قسم کے سالن بغیر گوشت کے ہیں، پھر تر اور سالتر بنانے کی تعلیم، اس میں دس قسم کے رائتے ہیں، کھچڑیاں پکانے کی تعلیم، ۱۱ قسم کی کھچڑیاں۔ پلاؤ اور طاہری کی تعلیم، ۱۳ اقسام بغیر گوشت کے، بریانی پکانے کی تعلیم ۱۳ اقسام۔ میٹھے کھانے پکانے کی تعلیم، ۲۰ اقسام کے کھانے کڑاہی کے پکوان ۱۲ اقسار کے میٹھے

اس کتاب میں صرف وہ کھانے پکانے کا انتخاب کیا ہے جو دہلی کے ممتاز گھرانوں کا معمول ہیں یا تھمبر دھوتوں پر تیار ہوتے ہیں، وہ کھانے نہیں ہیں جو قلعہ معلی کے شاہی دسترخوان پر ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ کھانے بلا لکھے پکائے اور کھائے جا سکتے ہیں منخامت ۱۶ صفحہ قیمت ۸/

سلیقہ شعار بیوی

کون ایسا شخص ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ اس کی بیوی تعلیم یافتہ ہو ہنرمند اور خانہ داری سے واقف ہو لیکن سوال یہ ہے کہ اس خواہش عامہ کی تکمیل کے لئے خاوندوں نے کونسا عملی قدم اٹھایا اور کتنے ماں باپ ہیں جنہوں نے شادی سے پہلے بیٹوں کو ان کی بیوی بننے کے فرائض بتلائے، غیر شادی سے پہلے تو لڑکیوں کو اس قسم کی باتیں بتانا یا ان کے سامنے اس طرح کا ذکر چھیڑنا لامعقولہ ضرم و حیا کے خلاف ہے لیکن شادی ہونے کے بعد ان کو فرائض زوجیت سے آگاہ نہ کرکے ان سے سلیقہ مندی کی توقعہ رکھنا فضول ہے اس سلسلہ ایک کتاب جو بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے وہ "بیوی کے فرائض" کے نام سے چھپی ہے جو مولانا وحشی اوٹیہ گلی کی بے مثل کتاب ہے جو اپنے اندر اثرات کی بجلی پنہاں رکھتی ہے، ناممکن ہے کہ کتاب اپنا اثر نہ دکھلائے، کتاب کے چند مضامین یہ ہیں، ازدواجی تعلقات کی ابتدا مزاج دانی بھجت، خدمت، احترام جذبات، سنتہ داروں سے برتاؤ، راز داری، آپس میں شکر رنجی، اپنی اصلاح، کفایت شعاری، گھر کی دیکھ بھال، افلاس کی حالت پر، وہ وعظ بچوں کی پرورش، بیوی کیسی ہونی چاہئے، سگھڑ بیوی، من تدبیر، سلیقہ شعار بیوی، بھجی ہوئی

قیمت صرف ۸/ حمیدیہ پریس دہلی

شہیدان کربلا پر کیا گذری

مرثیے کے تیتے ہوئے رقیلے بیان ان حق پرستوں کا خون کس طرح بہایا اور کس بیدردی سے بچوں کو ذبح کیا گیا اور کس طرح عورتوں کو عالم بے کسی میں تڑپایا گیا، یہ ہلا دینے والی سرگذشت اگر پڑھنی ہے تو **ظلم یزید** معروف بہ **محبوب کربلا** پڑھئے اس میں ظلم یزید نے جس بیدردی سے آل رسول کا خون بہایا ہے اس کی غمناک داستان ہی ہے اور ظلم کی ستم آرائیوں کے افسانے بھی، اور ساتھ ہی یزید کے عیش و عشرت کے وہ حالات بھی ہیں جو عام لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں، اور آخر میں یزید کا عبرتناک انجام بھی دکھایا گیا ہے کہ اس ظالم کا دنیا میں کیا مختصر ہوا، کتاب کی دلچسپیاں اس بات سے بہت بڑھ گئی ہیں، کہ واقعات کے ساتھ ساتھ حسن و عشق کی داستان بھی ہے، الغرض یہ کتاب تاریخ ہونے اور افسانہ ہی اور طرح طرح کی دلچسپیوں کا ایک قابل قدر مجموعہ بھی، جرجی زیدان کی مشہور تصنیف **غادۃ کربلا** کا اردو ترجمہ ہے، قیمت صرف ۸/

لیلائے نجد

حسن کی ستم آفرینیاں یہاں پیرس کے ہوٹلوں میں کرشمہ سازیاں وہاں صحرائے نجد کی وحشی دوشیزاؤں میں بھی اپنی ستم رانیوں سے نہیں چوکتیں لیلائے نجد مجنوں عامری کی دلربا نہیں ہے سلطان نجد والی جبل ابن سعود کی دلربا ہے جو اپنے حسن طالعاب کی ملکہ ہونے کے ساتھ ہی سیاست کی حکومت بھی کرتی ہے، ابن سعود نے جو مظالم طائف اور مکہ میں کئے ہیں ان کا بھی اس کتاب میں جزو کل حال درج ہے یہ کتاب جہاں نجد کی حسین حالات کا مجموعہ ہے وہاں ظلم و تعدی کی بھی داستان گو ہے، اور عرب و نجد کی جدید لٹریچر کا تاریخی ہے، قیمت صرف ایک روپیہ

عروس و نوشاہ

سہاں بیوی کے تعلقات پر نہایت مفید دلچسپ اور پر از معلومات کتاب ہے جو کہ مطالعہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد نوجوان مرد و عورت دونوں کے لئے نہایت ضروری ہے، کیونکہ اس کتاب میں جو راز بتلائے گئے ہیں، ان سے واقف ہو کر سہاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی حقیقی معنوں میں خانہ آبادی ہوگی اور زندگی کا لطف آجائیگا، بیوی محبوبہ نظر آئے گی، اور گھر جنت کا نمونہ بن جائیگا، کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہیں چھوٹتی، اس کتاب میں ۸۰ عنوان ہیں جن میں سے چند یہ ہیں

اہل دل کے جذبات میں تلاطم، ریاض حسن کی تازہ بہار کیاں، جوڑے نئے شمائل وغیرہ سہاں کو مشورہ امور خانہ داری اور سلیقہ، حسن کی بے تکلفی، پرسیر نگاری و عصمت شعاری، ادا آداب قلب، معصوم غنچہ، ہمال تمنائی پرورش، سہاں بیوی کی دلچسپ گفتگو، حسن کے رموز فنی ہیں، خواہش دل دوشیزہ، زیب کا روشن چہرہ، شباب کی بہاریں، عروس کے ضروری اوصاف، شادی سے بیزاری سادگی اور عشرت بھجت سے لبریز دل کا جواب، راز کی باتیں، عروس کی خوشی پر ایک نگاہ سسرال میں شب اول، دور شباب کا تعارف، عشرت میں بارش مسرت، امنگوں میں ضبط و تمکین، خوشی کے دل پر قبضہ، نوشہ کا عروس کے ساتھ برتاؤ، خلش حسن، تقاضائے محبت، عفت کا روشن نتیجہ مذاقت کا پیش خیمہ، محبت میں بدگمانی، سرور و شادمانی، ریاض حسن کی نگہبانیاں، فطرت کا فیض عام، تبول میں مسرت کا خفتان، شباب کا منجھ معصوم، نسوانی خوبیوں کا اثر، سادگی کی برکتیں دوشیزہ اور زاہد محجوبات، نہال حسن میں نازک کلیاں، غنچہ فورس کی دستبرد، جذبات محبت میں تحریک شادی کے بعد کیا ہوتا ہے، تخلیہ میں واردات شب، قیمت صرف ۱۲/ حمیدیہ پریس دہلی سے ملنے کا پتہ

قرآن شریف کے بعد

جس کتاب کا سب سے بلند مرتبہ ہے وہ مجموعہ احادیث مسمّٰی بہ **بخاری شریف** ہے، عربی کی بخاری کے پڑھنے والے اور اس کی تشریح سے واقف چند ہی مولوی نظر آئے ہیں، حالانکہ احادیث سے واقفیت ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے،

خدا جزائے خیر دے حضرت خواجہ حسن نظامی کو جنہوں نے بہت ہی سہل اور آسان اردو میں بخاری شریف کا ترجمہ اور تشریح و تفسیر شروع کر دی اور اب سے بہا گنجینہ سے عربی اردو پڑھے لکھے مسلمان آشنا ہو گئے، ترجمہ مسلسل ایک ملّی جماعت کے زیر نگرانی ہو رہا ہے اور اب تک اس کے پانچ پارے شائع ہو چکے ہیں، ہر پارہ کی قیمت ایک روپیہ ہے، گو قیمت زیادہ ہی لیکن اگر اس چیز کو پیش نظر کر لیا جائے کہ کیسا مفید کام ہو رہا ہے تو ہر پارہ کی قیمت کا سوال باقی نہیں رہتا، چونکہ ہمیں کتب بینی سے بہت ہی کم مناسبت ہے اس لیے کسی رعایت کی گنجائش نہیں، پانچ پارے طبع شدہ کا ہدیہ پانچ روپے محصول ڈاک ۸ر کل مبلغ حمیدیہ پریس دہلی سے منگا لیجئے

جب مصیبت کا تیر کلیجہ کے پار ہو

دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے ہوں، آنکھیں کسی مونس و یاور کو ڈھونڈتی ہوں اپنے بگڑے ہوئے کاموں کو بنانے کے لیے کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو غمخوار خدا کے راستہ پر چلے، دیکھئے کہ وہ کس طریق خدا کے فضل حاصل کرتے تھے، وہ دعائیں مانگتے تھے، اور کامیاب ہوتے تھے، نصر دعا مانگنے اور حاجتیں پوری کرانے کے طریقے سے آگاہ کرتے، یہ طرائق کامیاب آپ کو کتاب لاجواب **عملیات باقی** میں ملیں گے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے گل سرسبد حضرت خواجہ باقی باللہ نور اللہ مرقدہ کے ان تجربے عمال وظائف، اوراد و طریقہ حاجت براری کا مجموعہ ہے، جو آج بھی جبکہ دنیا مصائب کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، ویسے ہی کامیاب ہے، خدا کا فضل ان دعاؤں اور اعمال سے لپٹا رہتا ہے، شاید ہی کوئی متنفس ہو جو فائز المرام نہ ہوا ہو، قیمت صرف ۸ر حمیدیہ پریس دہلی

عبد و معبود کے تعلقات

اپنے مالک اپنے خالق کے حضور میں انتہائی عاجزی کے ساتھ گڑگڑانا یوں بھی بہت کچھ تسکین قلب کا باعث ہوتا ہے، لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس طرح گڑگڑانے کی اہمیت اور حقیقت کیا ہے اور کس میں کیا کیا عجیب و غریب خوبیاں پوشیدہ ہیں تو ظاہر ہے کہ عبادتوں کی لطف دس گنا بڑھ جائیگا طوطے کی طرح چند لفظوں کو لینے میں بھی اگرچہ ایک راحت اور لذت ہے لیکن اگر عبادتوں کا اصلی مقصد اور مفہوم ہی معلوم ہو، تو یقیناً وہ بہت زیادہ پر کیف و سرور بخش بن جائے گی **اسلام اور عبادت** کے نام سے ڈاکٹر مصطفیٰ صاحب موصوف نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں نماز روزہ حج زکوٰۃ کے اصلی مقاصد بیان کئے گئے ہیں، اور بہت ہی مدلل طریقے پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عبادت الٰہی کے ان سے بہتر طریقے اور کوئی نہیں ہو سکتے، کیونکہ جہاں ان کے ذریعہ سے ایک طرف عبد و معبود خالق و مخلوق کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں اور بندہ اپنے مولا کے حضور میں جا کھڑا ہوتا ہے وہاں ساتھ ہی ان سے عبادت کرنے والوں کو طرح طرح کے دنیاوی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں اس کو پڑھ کر نماز روزہ میں دوگنا لطف آئے گا، قیمت صرف آٹھ آنے

یہ سب کتابیں مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اُمّت کی مائیں

آج جبکہ تناز دابل کے سلسلہ میں مسلمانوں کا حرم نفیر اس کی تنسیخ کے درپے ہے، اسی زمانہ میں مسلمان کے لیے یہ بھی بہت ہی ضروری ہے کہ ازواج مطہرات رسول کریم ﷺ کے حالات اور شادیوں کے مقاصد سے بھی واقف ہو جائے، یہ کتاب علامہ راشد الخیری مدظلہ کی لاجواب تالیف ہے اور اس پر وازی، واقعہ نگاری اور استناد و تاریخی کے لحاظ سے اس تصنیف پر بہت بہتر کتاب ہے، سب سے پہلے اسلام کی ابتدا اور رسول کریم کی خالفین کا مبسوط تبصرہ ہے اس کے بعد تہتر نمبر کے اس اعتراض کا کہ رسول کریم نے اتنی بیویاں کیوں کیں اس کا جواب ہے، اور واقعات و حالات نہایت دلچسپ کیساتھ کہ حضور کی ہر شادی اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کو ملحوظ رکھ کر کی گئی تھی پھر چار اجا، ہر محرم بیوی کے حالات اور شادی کی ملی اور مذہبی ضرورت کو بتلایا ہے، سب سے زیادہ مکمل مبسوط اور دلچسپ وقائع حیات حضرت عائشہ صدیقہ کے ہیں ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت صرف بارہ آنے چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خاموش تبلیغ

حضرت مولانا مولوی حاجی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند طرطی نیریں مقال کا لکھا ہوا تبلیغی افسانہ جس میں شریفانہ زندگی کے اصول بتائے گئے ہیں، اس کے ساتھ ہندو مسلم تعلقات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، اور بتلایا ہے کہ مسلمانوں کو اس سنگھٹن کے زمانہ میں کیونکر زندگی بسر کرنی چاہیے خصوصاً تجارت کی زندگی پیدا کرنے کے موثر ذرائع بتائے گئے ہیں، حقیقت میں یہ افسانہ مشعل ہدایت ہے جس سے اس دور صعوبت میں مسلمانوں کی زندگی آرام دہ اور اسان ہو جاتی ہے،

یہ وہی افسانہ ہے جس کا بعض حصہ الجمعیۃ میں بھی شائع ہوتے ہیں اور جس سے سنگھٹنی متعصبین کے متعصبانہ طنز اڑائے گئے تھے، ضخامت ۱۳۲ صفحے قیمت دس آنے

بے کس اور مظلوم عورت

کے حقوق کی حفاظت کہ اگر مذہب نے بڑا ابھایا تو وہ اسلام ہے اور یہ زبانی دعوے نہیں ہے بلکہ بین اور واضح حقیقت ہے جسے کلام الٰہی اور احادیث نبوی کے ذریعہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے **اسلام اور عورت** میں مختلف آیات و احادیث نقل کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ کہا ہے، مرد پر عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ انسانی دنیا کی تکمیل میں مرد کے برابر کا حصہ لیتی ہے، ضمناً یہ بھی آگیا ہے کہ دوسرے مذاہب نے عورت کی کیا حیثیت قرار دی ہے نیز یہ کہ مذہب کے الگ الگ بھی ہوں تو سوائے عورت کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے، وہ بھی مردوں کی خود غرضی کی وجہ سے عورت کو اس بلندی تک نہ پہنچا سکے کہ جہاں اسلام نے اسے پہنچا دیا ہے کتاب حد سے زیادہ دلچسپ اور فاضل مصنف نے انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لے کر ایک بہت ہی دلفریب طریقہ پر لکھا ہے، عورت کے متعلق اتنی صحیح اور مفید معلوم دوسری کتاب نہیں مل سکتی قیمت صرف دس آنے

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے



قابل شوہر وہی ہے جو

عورت کی فطرت کو بھی طرح سمجھ لے اور محبوب سے ملطف انداز ہونے کا صحیح طریقہ جانتا ہو ازدواجی زندگی کی نازک ذمہ داریوں کو سمجھتا ہو۔

پڑھ لینے کے بعد تمہیں یہ سب باتیں معلوم ہو جائیں گی اور تم کو ناکامی زندگی میں جہت کا لطف آئیگا نوجوانوں کے لئے علم الازدواج پر یہ واحد کتاب ہے جو عرصہ دراز کی محنت اور ہندی و انگریزی کی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد بصرف کثیر جاں بی میں لکھی گئی ہے

شب عروسی

(اسرار ازدواجی کی تصویر)

قیمت ایک روپیہ

ہر شوہر کو چاہیئے کہ ان مضامین کی اہمیت کو سمجھے اور ان کی تعلیم سے فائدہ اٹھائے۔ ہر بیوی کو لازم ہے کہ ان مضامین کو بغور پڑھے اور ان کے مطابق عمل کرے۔ ہر نوجوان کو ضرور ہے کہ ان مضامین کو ازبر کر لے۔ ہر نوجوان لڑکی کو ان مضامین سے واقف ہونا چاہیئے۔ ہر ماں کو ان مضامین کی تعلیم دینی چاہیئے۔ ہر باپ کو ان مضامین کی تشریح کرنی چاہیئے۔ ہر بزرگ کو ان مضامین کی اشاعت کرنی چاہیئے۔ ہر ہمدرد کو ان مضامین کی تبلیغ کرنی چاہیئے۔ ہر خیر خواہ کو ان مضامین کی ترویج کرنی چاہیئے۔ ہر مصنف کو ان مضامین کی نقل کرنی چاہیئے۔ ہر مترجم کو ان مضامین کا ترجمہ کرنا چاہیئے۔ ہر ناشر کو ان مضامین کی اشاعت کرنی چاہیئے۔ ہر تاجر کو ان مضامین کی تجارت کرنی چاہیئے۔ ہر ایجنٹ کو ان مضامین کی ایجنسی لینی چاہیئے۔ ہر دکاندار کو ان مضامین کی دکانداری کرنی چاہیئے۔ ہر ہندوستانی کو ان مضامین کی قدر کرنی چاہیئے۔ ہر ہندوستانی کو ان مضامین کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ ہر ہندوستانی کو ان مضامین کی ترقی کرنی چاہیئے۔ ہر ہندوستانی کو ان مضامین کی ترویج کرنی چاہیئے۔ ہر ہندوستانی کو ان مضامین کی تعلیم کرنی چاہیئے۔ ہر ہندوستانی کو ان مضامین کی تبلیغ کرنی چاہیئے۔ ہر ہندوستانی کو ان مضامین کی اشاعت کرنی چاہیئے۔ ہر ہندوستانی کو ان مضامین کی تجارت کرنی چاہیئے۔ ہر ہندوستانی کو ان مضامین کی ایجنسی لینی چاہیئے۔ ہر ہندوستانی

لذت شباب یا ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہر تو لذت شباب یا ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے اسکے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھہ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی مکمد سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کی سطح پر کونسی بوٹی دیری کس طرح متی ہی عورت اگر عورت اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں مبتلا رہنے کیلئے تاجداران بنگال اودھ اور رام پور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل اصیل صدری نسخہ جات ہیں جو مستلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں دستیاب نہیں ہوتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت قریباً ڈیڑھ سو صفحے آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت ایک روپیہ۔ فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔

آہ کا استعمال
گرمی کے دنوں میں ضرورت مست شباب ہم آغوشی
ہمہ ہی نکاہات
عورتوں کا سہل علاج
ناک سے جریان خون
بانی کے ضرر سے نجات علاج
ضعف دل کے لئے بہترین کیسر
موسم گرما کے وبائی امراض
موسم بہار کی بہار آفرینی
پرشباب نوجوانوں کی ہجوم برسات میں صحافی کی خیالی
بحر شباب کے متلاطم کو کیسے تھے
معجون حیات تازہ
تیسرا باب
ادرانی شباب کی شیرازہ بندی
دست سرا کی پیچیدگیاں
مرحلت بانکی کی اصلی لذت
سرسم سرا کا مجرب خط
دریا کے عرشہ آباد کا نسخہ سجون
سبب کی مولود خوں حلوا
زادہ در گہر نوجوانوں کو نوید
ہ نوجوان شباب کے بادیہ نشاط
ریاضی نادیہ کا علاج اور اسکی صحت
شیوت عرب اور مجرب لطف اندوز
گاہ شباب کی شرمناکی
چوتھا باب
ادہ شباب کی زبردستیاں
مناء قدرت کی لغزشیں
غیر فطری طریقوں کی دریا
فی خطری علت کی اصلی حقیقت
غیر نگر کی عادات کی غلامگیری
قدرتی بادشاہوں کے اخلاقی کمزوری
کار نیچر جدید کے بداخلاقی سے بچنا
ہی جنسی کے زبردست نتائج کا عائقہ
نسانیت کی سفید مرغ اب بلا
میں
کتاب فیانہ کی پرشیدہ
تحریریں۔
ہاریستان کی تعریف

خط۔
بطالوی وڈاسٹگا کی امرد پرستی
کلیب ہائے کی عشرت کدہ
نام افاضہ فانوس کی اخلاقی
کمزوری
دنیا میں شیطانی طبقہ کا وجود
ینیتی کی پہلی درس گاہ
قید خانوں میں امرد پرستی کے
کارخانوں میں پرورش عورتیں

پانچواں باب

ستان شباب کی آپ بیتی
انسانہ پر زور کے ہجین کی تباہی
امریکن کرسچوٹ کی درد ناک
سرین صاحب کی نئی سرگزشت
یادداشت حال

چھٹا باب

جذبات نسوانی میں ہارا رقاص
ہارا کتیہ ایں اور عورتوں
سے مرحلت
عورتوں کی شادی عورت بنانا
سے
عورت مرد کے جاسہ میں
تسکین خواہشات کے
مصنوعی ذرائع
رسمی خانہ ویرانی داستان کی
عورتوں میں جوش رقابت
اور بیجان خانہ ویرانی کی ہیبتناک
مصنوعی آرائش کی ساخت
صنف نازک کے جذبات
کا مطالعہ
خانہ ویرانی کی زبردست
پرستی
نہاں جذبات کے اسباب
وعلل
مسلمان قوم کا فرض

ساتواں باب

گناہوں کی بازگشت
اعضائے تناسلی کی اہمیت
عمل شباب اور ہاتھوں
کا تجربہ
محرم کا استعمال

آٹھواں باب

نورکا مرانی کی جھلک
غیر فطری لذتوں کی علاج
مہینا ظرکم کا استعمال
قوت تخلیقہ کا مصرف انگلیوں
ماہر یہاں قلمی کی امداد
نام دلوں کو پیام مسرت
آلہ کلیلی کی تعریف
بسیاری پاک بہترین
نسخہ
مغلوب قلب گلقند
شربت نیلوفر نہ بہتر
خفقان ضعفی کا دلفریب
گم شدہ قوت کی بحالی
جو ہر زندگانی کی اصلاح
خاتمہ الکلام حسین اور دھوکا
انسانی

دوائے نشاط افزا
آلہ مسرور کے لئے اکسیر
کلید حسن کی حفاظت
مایحتس نوجوانوں کو
نادیکھنہ
ضمار قوت افزا
حیرت انگیز طلاء
مریض کمال کے نقائص
ساختگی کی بدعادات
کا انسداد
معجون جلالی
گم شدہ بالا انسیں
دولت مرسلہ سے دلے
تقویت باہ کے لئے
مفرد نسخہ جات
باہ جوش کے لئے طلسمی
علاج

نواں باب

حکمہ عیش کی جھلکتا ہوا
ساغر
بالاکتاں محبت کا جسمانی
انتقال
جوانی کی بہار

بادہ وصال کی لذت
ارسطاطالیس جسمانی مراحت
صنف لطیف اور فنی
فلاحات
ایرانی عجوبہ کی قسم خیز
داستان
اخلاقی اداسکی بیوی
صنف لطیف اور خواہش
مواصلت
صحرائے عرب کی ایک زبانہ
صنف لطیف اور قوت جنسا
عورت کی خوبیوں نفسی فنی
کا اعتطاط
مواصلت کا بہترین وقت
مواصلت کے ممنوع
اوقات
ساتھ اور آداب مواصلت
مواصلت کے لئے بہترین
حالت
حکام رعیہ اور عورتوں کے
اقسام
بارہ قسم کی عورتیں
مہر بیسال سے چیستہ چار
ہیجان کی آخری منزل تک
کا اخر
مواصلت کے مختلف طریقے

وسواں باب

بادہ وصال کی لذت
لذت وصال میں اصالم
ضمیر کا منصلہ
موہ سکت کے آسن
بادہ وصال کو دوآتشہ
بنانے کا طریقہ
دوا دل کا ناکارہ ہونا استعمال
پیش وپس دائمی مختصر
گلہائے یاں
دربار مرشد آباد کا ایک
نسخہ
دو سرا نادر نسخہ
جذبات نفیس میں ہیجان
آثار پیرس کی دلفریب جماعت

درویشی کامل کی علمیہ
معجون عشرت انگیز
آتشی تاجدار اودھ کا
تجربہ نسخہ
شاہی نسخوں کی تیاری
شاہ اودھ کی استعمال کردہ
معجون

تیرھواں باب

نرگس نیم بازی کی حفاظت
نرگس شہلا اور نرگس مخمور
نرگس غمزہ ادا اور کیف بالا
عیش وعشرت کی تو لیاں
نرگس مخمور کے لئے اکسیر
عیش سرور کی فراوانی
گاجر کا پرمیک علاوہ
فطری پرمیک جگہاں کی حفاظت
چشم سرگیں کی مختلف قسمیں
چشم سرگیں کی حفاظت
کوٹھیوں میں اشتہ فیوں
کا نامہ
گرمی وصال میں غیر معمولی قوت
خاص نسخہ کی اصلاح

گیارھواں باب

ابروان حسن کی تعداد
ابروان حسن کی صفائی
ابروان حسن کی صفائی
جدید کیش موہلت سے بہتر
رحم کی تقویت
بہترین فرزجہ
مریم حسن کی اندرونی رطوبت
تحفہ اور دیش
رحم کی اصلاح
بیضوانی ہارمہ کی خرابی
نسل کشی کی آبادی
ابروان حسن کی فراوانی
صنف نازک اور حمل یا تم
پیکر جمال کی لذت بیمثال
سفوف سرخ بادام
لطف اندوزیوں کا طریقہ
سوڑھوں سے خون
زیبائی چہاب کی بہاری
رطوبت سرخ
حسن کی دو ہری ڈالی
بال سفید ہونے کی وجہ
سفید بالوں کی سیاہی
قامت کھڑا کرنے کی دلچسپیاں
فربہی کا علاج
جسم رعنا کی عطریت
خوشبو دار مرکبہ یاں
روح پرور الانجبیں
خاتمہ

قیمت ایک روپیہ
حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

۵۳۹

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لیے ہر انسان بے چین ہے اور وہ اس کے در پے رہتا ہے کہ کس طرح میں اپنی آنکھوں سے یہ سب مشاہدہ کروں دوسری اقوام سے کہہ بیٹھے کہ مرنے کے بعد ہی ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتلایا ہے اور مسلمان اس کلیہ تعین کر لیں کہ جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے بتلایا ہے وہ عین الیقین ہے اس کے علاوہ صدہا خاصان خدا نے اپنے مشاہدات دوسروں کو خواب میں بتلائے ہیں یہ سب کتاب **حیات بعد الموت** میں مفصل درج کر دی ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستہ سے واقف ہو جائے یہی وہ کتاب ہے جو صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے، اگر آپ اپنے بالکل یقینی آئندہ منزل کے حالات معلوم کرنے چاہتے ہیں، تو اس کتاب کو منگا لیجئے، یہ حضرت مولانا مولوی محمد عبد التواب صاحب فاضل دیوبندی کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں فلسفہ روح انسانی، دین دنیا جسم و روح حقیقت روح انسانی، روح انسانی کا دخول عہد میثاق، روح حیوانی، اور روح انسانی، تناسخ و آواگون، حقیقت موت، عبادت، سکرات موت، تلقین، مومن ہے یا کافر جسم فانی سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات، حضرت ادریس کی وفات، حضرت سلیمان کی وفات، رسول کریم کا وصال، ایمان و کفر نیک روحیں، ملک الموت اور مومن، علیین، ابرار و مقربین، بُرا فاقہ، بُری روحیں، سجین کفار کی ارواح، منافق سے سوال، مومن کی نیک روح، نیک عمل، عذاب و ثواب، عالم برزخ، قبر کا عذاب، فلسفہ عذاب و ثواب تجہیز و تکفین غسل میت غسل کا پانی کفن میت کی تفصیل، نماز جنازہ مکمل، نماز جنازہ کی امامت، جنازہ کے ساتھ چلنا، دفن میت، اور قبر توبہ و استغفار، درود و فاتحہ اور ایصال ثواب، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت قبور تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اُخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے،

دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام صوفیائے عظام اور اولیا کے رویائے صادقہ کے حال ہیں جنہوں نے حب وعدہ مرنے کے بعد اپنے دوستوں کو عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں، اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں جس سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان اس زندگی کی نیکیوں کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے، یہ وہ کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر انسان کے لیے بہت ضروری ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے اپنے پیش رو اعزہ کے حالات سے مطلع ہوتے ہیں اور جس سے یہ اندازہ ہو تا ہے کہ ہم انکی کیونکر مدد کر سکتے ہیں، قیمت ہر دو حصہ ۱۲

یہ سب کتابیں مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

روح المعانی
تفسیر سورۂ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اس کو پڑھ کر آپ پورے طور سے اسلامی زندگی سے آگاہ ہو سکتے ہیں اور ان تمام مسائل سے واقف ہو سکتے ہیں جن کو آپ بہت بہت خوب کی طرح جانتے تو ہیں، لیکن انکی حقیقت سے بے خبر ہیں

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتاب آپ کے اندر نئی روح پیدا کر دیگی اور آپ کے معاملہ و اعمال کو درست کر کے سچا مسلمان بنا دے گی، اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلامی حقیقت سے واقف ہو کر آسانی سے نجات کا راستہ تلاش کر لیں تو کتاب **روح المعانی** کو ملاحظہ کیجئے بلاشک یہ تفسیر نہایت جامع اور تمام مطالبات قرآنی پر حاوی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لیے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے جو کم وقت میں اسلام اور مطالب قرآن سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں، ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جس کو پڑھ کر دلوں پر عجیب و غریب اثر ہوتا ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں، کہ یہ تین معانی کے اعتبار سے، اولے مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے اگر چہ بوقت عربی فارسی، اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اور ایسی سلاست کسی ایک تفسیر میں بھی موجود نہیں ہے، آیتوں کا ترجمہ سبب نزول، مطالب کی تشریح عرض ہر چیز کو عام فہم انداز میں لکھا ہے، ضخامت "۲۴" صفحے قیمت صرف دس آنے ۱۰

مختصر فہرست مضامین کتاب روح المعانی تفسیر

"نبی روشنی میں قرآن کی تفسیر، سائنس اور شیطان، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام کا مقام، نبی روشنی میں، ملائکہ اور جنات، انسان قادر ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی نظری حیثیت، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ صراط رسول کے عقلی دلائل، قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا پرستوں کا نمونہ گذشتہ کے علما و صوفیہ، اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا حکم و کرم تفسیر سورہ فاتحہ، اور اج کے مکاشفات، سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے، بعض اسرار و حکم وحدت و محبت کی تعلیم آجکل مسلمانوں کا استہزاری شعار اسلام کا مقصد اولین قرآن کا مرکز سلام ہے باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت صرف دس آنے ۱۰

اب سے چھ سو برس پہلے ہندوستان میں پہلا مسلمان سیاح

یعنی ۷۳۴ھ کے حالات سفر ہندوستان، الجزائر، چین، برما، ایران، عراق عرب، سوڈان، اسپین وغیرہ کے حالات دیکھنے ہوں تو سفرنامہ ابن بطوطہ ملاحظہ کیجئے جس کی مصنف کے ۲۵ برس کے حالات سیر و سفر درج ہیں، یہ پہلا مسلمان سیاح ہے جو ہندوستان میں آیا ہے اس کے پڑھنے سے اب سے ۶ سو برس پہلے کی ہندوستانی معاشرت شاہان اسلام کی بے نظیر داد و داری اولوالعزمی اور ہندوؤں کے ساتھ بہترین برتاؤ کی تاریخ دیکھنی ہو تو یہ کتاب پڑھئے جس کے پڑھنے سے آپ کی آنکھوں کے سامنے اب سے چھ سو برس پہلے کی اسلامی شان و شوکت کا نظارہ آجائے گا، آپ کو معلوم ہو جائے گا، کہ ملکانوں نے مذکورہ مقامات پر کس طرح بادشاہی کی اس کتاب کے مترجم جناب خان بہادر پیرزادہ محمد حسین صاحب، ایم اے، سی، آئی، ای ہیں جن کی اعلیٰ قابلیت سے کتاب کو چار چاند لگ گئے ہیں، کتاب نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے، نہایت مختصر فہرست مضامین یہ ہے، حالات مذہب، تمان سے دہلی کا سفر، سلطان محمد تغلق، بلور سفر دہلی میں، چین کا سفر، جوگی اور دان چین کے جہاز، تنگ لکڑی، لونگ، کالی مرچ، جاوا، سماٹرا، اپنے والا گھوڑا، چینی کے برتن چین کی دیوار، چین کے رسم، فن مصوری، خجستہ بانو عرب، ایران، شام، سقط، اصفہان، ٹیونس، اندلس بحر اٹلانٹک، سوڈای، درخت میں جلایا، جنگلوں کی رسمیں، دریائی گھوڑا، آدم خور جنگلی، مُڈی عجوبہ، مختصر سوا پانچ سو صفحے، قیمت صرف تین روپے دس محصول ڈاک ۱۱ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جب قرآن شریف مفت تقسیم کریں

تو اس کو ملحوظ رکھیں کہ ضرورتمند غربا سب ہی طرح کے ہیں، بچے بھی ہونگے، عورتیں بھی ہونگی ضعیف البصر جوان اور بوڑھے سب ہی طرح کے لوگوں کو تقسیم کرنے پڑیں گے، اس لئے

بچوں کے لیے تو علی العموم وہ قرآن شریف لینے چاہئیں جن کا کاغذ مضبوط ہو، اور پھوکا رف نہ ہو، اور قلم جلی ہو تاکہ حروف خوب نگاہ پر جم جائیں، اور پسینہ کی نمی سے کاغذ پر کوئی اثر نہ ہو

عورتوں کے لیے ایسے قرآن شریف ہونے چاہئیں کہ جن کے اعراب ٹھیک حروف پر لگے ہوں تاکہ وہ غلط پڑھ ہی نہ سکیں اور قرآن شریف کے ساتھ دعائیں ضرور ہوں، کیونکہ عورتیں دعائیں پارہ ختم کرنے کے بعد بہت فرق سے پڑھتی ہیں،

ضعیف البصر بھائیوں کیلیے وہ قرآن شریف لینا چاہئے جو خوب موٹے موٹے حروف کا ہو، اور وہ ہی سب الگ الگ ہوں تاکہ نظر پر بلا زور ڈالے بآسانی پڑھ لیا جائے، تب یہ سب حاجتمند بھائی اور بہنیں دل سے دعا دیں گے، اگر کاغذ مضبوط ہوا تو تا قیام جلد برابر ثواب دینے والے کو ملتا رہے،

اب سوال یہ ہے کہ آخر وہ قرآن شریف ہے کونسا جسمیں یہ سب باتیں ہوں تاکہ سب ہی جگہ منگالیں؟ جناب ایسا

(۱۲) **بارہ مہری چھوٹے قلم قرآن مجید ہے** جس میں مذکورۂ بالا تمام صفات ہیں، اور کم ہدیہ بھی ہے

یہ **قرآن شریف** موٹے خاکی کاغذ پر چھپا ہوا ہے جو دیسی مل کا تیار شدہ ہے یہ کاغذ برسوں ہی خراب نہیں ہوتا،

یہ **قرآن شریف** بہت جلی قلم کا لکھا ہوا ہے بارہ سطری یا تیرہ سطری ہے اور الفاظ الگ الگ ہیں

یہ **قرآن شریف** اعراب کے لحاظ سے یہ قرآن شریف بہت ممتاز ہے، کیونکہ تمام اعراب ٹھیک حروف پر ہیں

یہ **قرآن شریف** صحیح اس قدر ہے کہ بارہ خاص ماہر فن حضرات نے چالیس کیلے [illegible] اعراب کا غلطی بھی نہیں ہے

یہ **قرآن شریف** بارہ مہری ہے اور سب سے قدیم بارہ مہری یہی کہلاتا ہے،

یہ **قرآن شریف** ضخامت میں سستے قرآنوں سے ڈیوڑھا ہے اور اس کے ۴۸۰ صفحات ہیں

یہ **قرآن شریف** دہلی کے استاذ الاساتذہ ماہر فن عربی مولوی عبدالغنی صاحب کا لکھا ہوا ہے

یہ **قرآن شریف** وہی ہے جس میں دعائے ختم القرآن بہت بسیط اور ترجمہ میں جنکو عورتیں لازماً روزانہ پڑھتی ہے

یہ **قرآن شریف** یہ بھی بتلاتا ہے نشان اوقاف و رکوع کیوں ہیں اور ان سے کیا فائدہ ہے

یہ **قرآن شریف** رہ ہے کہ جس مکتب میں داخل ہوا بچوں نے اس کے علاوہ دوسرا قرآن ہی پسند نہ کیا

الغرض یہ قرآن شریف عدیم النظیر اور کثیر الشیوع ہے، مفت تقسیم کرنے والے اسی لیے قرآن شریف لینے کا ہیں کہ اس کا کاغذ بادامی دیسی ہونے کی وجہ سے بہت مضبوط ہے، جو راہ خدا میں دیا ہے اس کا ثواب سالہا سال تک کماتا ہے،

رجب کا مہینہ مفت قرآن تقسیم کرنے کے لیے مخصوص ہوتا ہے کیونکہ زکوٰۃ دینے والے علی العموم قرآن شریف خرید لیتے ہیں اور شعبان میں ضرورتمندوں کی جانچ کرکے صحیح جگہ تقسیم کر دیتے ہیں، پھر رمضان مجید میں تلاوت کرنے والے غربا انوار و رحمت الٰہی سے قرآن شریف تقسیم کرنے والوں کے گھر بھر دیتے، کتنا کم خرچ اور کیسا زبردست فائدہ، مسلمانوں کی اصلی تجارت تو یہ ہے ایک خرچ کرکے کمائے یہ نہ دس کی لٹتی اور نہ سو کی اور پھر ہر لمحہ ترقی ہی ترقی، ہدیہ بلا جلد ایک روپیہ - مجلد پارچہ سوا روپیہ، مجلد چرمی پونے دو روپے

دس بلا جلد آٹھ روپے دس مجلد پارچہ دس روپے بیس، چرمی [illegible]

مہتمم مدرسہ امینیہ دہلی

زندہ قوموں کی یادگاریں

زندہ سنی ہیں، نہ کہ ہم جیسی مردہ قوم کی کیونکہ وہ زندہ یادگار خود ہیں

دیکھئے

سیلاجی کی تلوار کی تصویریں آج ہندوؤں کی دوکانوں میں ہوئی ہیں، رانا پرتاب کی تصویریں ہر ہندو کے گھر کی زینت ہیں، پونہ میں کے نقطوں کے فوٹو ہر فرانسیسی گھر میں موجود ہیں، نپولین کے کوٹ اگر زیبا ہے جو نہیں رکھتا، یہ زندہ قومیں ہیں انہوں نے اپنے متاسیر کی یادگاریں زندہ رکھیں

ہمارا بھی کہنا ہے کہ

عکس قرآن مجید

(فوٹو)

غازی اورنگزیب

سات کروڑ مسلمانوں کے گھنے گھروں میں نہ ہوتا ہے، یہ کوئی بیکار تصویر نہیں ہے بلکہ تقاضائے قدر کا پیمانہ ہے جس کی کتابت ہی سے سینکڑوں ہندوؤں کی سعادت تھی، حضرت خواجہ حسن نظامی بطلہ نے ایک بار یاد سے کہا تھا کہ اس کا فوٹو لگا کر اور سات ہزار روپے لگا کر اس پورے قرآن کے فوٹو چھپوائے تاکہ ہر مسلمان اس یادگار کو لینے لئے حاصل کرکے کہاں سینکڑوں غازی کا لکھا ہوا قرآن اور کہاں ہر مسلمان کا گھر خدا خواہ صاحب ممدوح کو جزائے خیر دے جو اس [illegible] بہالغت کو مفلس اور غریب مسلمانوں کے لیے آسان کر دیا ہے قرآن شریف کا فوٹو [illegible] پر لیا گیا ہے، کاغذ وہی ہے جو تلوار پر لگایا [illegible] ہے، جلد بھی ولایتی طرز کی بنوائی گئی ہے

ان تمام خوبیوں کے باوجود آپ اس کا ہدیہ سن کر شکر ریہ دیں گے کہ صرف چار دو پیے آٹھ آنے اور محصول ڈاک ہے

امیر المومنین محی الملت والدین سلطان العلوم حضور نظام

کا خاص اپنی تلاوت کے لیے منتخب کردہ اور پسندیدہ

پانچ ترجمہ والا قرآن مجید احسن التفاسیر کامل

یہ وہ قرآن شریف ہے کہ ہندوستان تو ہندوستان اسلامی دنیا میں بھی کسی جگہ آج تک اتنی خوبیوں کے ساتھ ایسا قرآن مجید نہیں چھپا جیسا کہ سالہا سال کی محنت اور سلسل کوششوں کے بعد بیشمار خوبیوں کے ساتھ تالیف ہوا ہے اس قرآن پاک کو مشہور علمائے ہند اور بزرگان دین نے بے حد پسند فرمایا ہے **ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑی نعمت متدین** کتاب کلام الٰہی ہے اور اگرچہ مسلمان مذہب اور کلام مذہب سے بہت بے نیازی برت رہے ہیں لیکن کلام مجید کی عزت و عظمت دلوں میں باقی ہے اور ایک غریب سے غریب مسلمان گھر میں بھی دو چار قرآن شریف ضرور موجود ہونگے، لہٰذا ہوڑے سے ہدیہ پر آپ کو ایک بہترین کلام مجید میسر آجائے تو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ کو اس کے حاصل کرنے میں بالکل تامل نہیں کرنا چاہئے، کیا زندگی کے بیزار اسعارت کے ساتھ سب سے زیادہ مبتذل اور گرانمایہ نعمت کے لئے عمر میں ایک دفعہ کچھ خرچ دینا آپ کے لیے گراں ہے؟ **اگر نہیں تو ہم مالک محرک** رکا بلائی کہ مسلمان ہمارے کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً اس قرآن شریف کو ضرور لینا چاہیے کیونکہ مولوی کے درد مسعود پر اعلیٰ حضرت نے اس قرآن شریف کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنی خلعت کے لیے بہت خصوصیت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے، آیندہ ظل الٰہی صرف اسی قرآن پاک تفسیر مطالعہ فرمائیں گے، کیونکہ اس میں عام فہم اور بسیط تفسیر ہے

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر اردو کی بہترین تفسیر **احسن التفاسیر کامل** ہے جو نہایت مستند عام فہم مقبول عام ہے اور تمام قرآنی نکات و لطائف احادیث و روایات و مسائل مستنبطہ کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے اس تفسیر کا ہدیہ **بیس روپے** تک ہو چکا ہے اور اسوقت بائیل نایاب ہے اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید کی تشریح اس کے مشرح الفاظ سے جو قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر وارد ہوئے ہیں، نہایت خلاصہ اور دلچسپ پیرایہ میں کی گئی ہے، معتبر اور مستند احادیث شریف اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات اور نادر مسلم الثبوت تفاسیر ابن جریر ابن کثیر عالم التنزیل وغیرہ سے وہ وہ نکات و لطائف انتخاب کر کے جمع کئے ہیں کہ پڑھنے والے کے سامنے سے تاریکی کا پردہ خود بخود اٹھتا چلا جاتا ہے اور ہر روایت کی صحت کا التزام ہے سے زیادہ، شان نزول کی روایت بدرجہ اتم محکم اور متشابہ آیتوں کی توضیح، ناسخ و منسوخ آیات کی تصریح اور حقیقت اس طرح مرجح ہے کہ خطرات و شبہات کا شائبہ تک باقی نہیں رہتا، پھر زبان اسقدر سلیس اور شستہ کہ بچے اور عورتیں تک پڑھ کر ویسی ہی طرح سمجھ سکتیں ہیں محض یہ تفسیر ہی ایسی بے نظیر چیز ہے کہ اس کو پڑھ کر کلام الٰہی کے تمام مضامین و مطالب آپ نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں، اور ایک عالم کی طرح آیتوں کے مضامین سے آگاہ ہو جائیں گے، اس ہولناک اور پر خطر فتنہ ارتداد کے زمانہ میں آپ کا فرض ہے کہ اس تفسیر کو پڑھیں اور ہر نومسلم اور نا واقف مسلمان کو پڑھ کر سنائیں، پھر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات ایک بڑے سے بڑے علمدان کی طرح دے سکیں گے، اس کلام مجید میں حسب ذیل پانچ نہایت معتبر ترجمے ہیں

پہلا ترجمہ فارسی از حضرت مولانا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ **دوسرا** ترجمہ فارسی از حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تیسرا **ترجمہ** اردو لفظی از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی **چوتھا** ترجمہ اردو بامحاورہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی، **پانچواں** ترجمہ اردو بامحاورہ از حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب محدث تھانوی رضی اللہ تعالیٰ

دیگر خصوصیات

(۱) ہر مقام پر بسم اللہ شریف بخط طغرا جداگانہ نشان سے لکھی ہے جس سے کمال کتابت ظاہر ہے (۳) قرآن شریف کے مضامین کی فہرست مضامین شروع میں دی گئی ہے تاکہ ورق گردانی میں وقت ضایع نہ ہو (۳) تفسیر قرآن کی فہرست مضامین بھی درج ہے تاکہ آپ کو مضامین کی تلاش میں وقت نہ پڑے (۴) اعمال اور وظائف قرآنی ہیں (۵) تمام سورتوں کے تعویذ (۶) تمام سورتوں کے تعویذ القرآن درج ہیں (۷) مسائل القرآن (۸) فضائل القرآن (۹) آداب القرآن (۱۰) رموز اوقاف (۱۱) وہ مضامین جن سے علمی اعراب سے کو لازم آتا ہے (۱۲) حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح عمری مبارک بھی شامل ہے (۱۵) کاغذ مصری جو مصر کے نہایت قیمتی کلام مجید شایع ہوتے ہیں اور جو صرف کلام مجید ہی کے لیے مخصوص ہے،

اب آپ خود فیصلہ کیجئے، اور مہربانی کر کے بتلائیے

کہ اس شان کا قرآن، اتنی خوبیوں والا قرآن جس کے حاشیہ پر احسن التفاسیر بھی ہو، اور تفسیر بھی دو جلد کا ہدیہ بیس روپے رہا ہو، اور اب وہ بھی نایاب اور عنقا ہو، ایک دو نہیں پورے پانچ ترجمہ اور وہ بھی ایسے اولوالعزم محدثین کے جنکے ثانی آجتک پیدا نہیں ہوئے پھر کاغذ بھی مصری یعنی خاص قرآن شریف جو مصر میں قرآن شریف کے لیے مخصوص ہے (یہ کاغذ گلابی مائل، بانچی ہوتا ہے) اتنی ہمہ گیریوں کے لحاظ سے اس کا ہدیہ کیا ہونا چاہیے۔

اس قرآن شریف کا ہدیہ ڈیڑھ سال قبل جب یہ پہلی مرتبہ پریس سے آیا ہے تو بیس روپے تھا، اور ہونا بھی یہی چاہئے تھا جس کی بہت زیادہ مانگ ہوئی اور ایک ہی سال میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا، جب دوسرا ایڈیشن چھپا تو چونکہ بیحد سپیدہ موجود تھے اس لیے صاحب **مطبع** کو مجبور کر کے سب سے پہلے میں نے ہدیہ کم کرایا اور رفتہ رفتہ کم کراتے کراتے آپ کو نہایت مناسب ہدیہ بتلاتا ہوں کہ **مجلد چرمی اعلیٰ کا ہدیہ صرف ساڑھے بارہ روپے ہے**، اب بھی ہم میں سے صاحب استطاعت حضرات نہ لیں تو سوائے نہ سمجھی جھوٹ کے اور کیا کہا جا سکتا ہے پھر محصول ڈاک پر خرچ ہوتا ہے۔

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے منگائیے

مولوی دہلی رجسٹرڈ نمبر ال ۱۸۶۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

نحمدہ و نصلی

مولوی

ایک ماہوار مذہبی رسالہ

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

مدیر مسئول
عبد الحمید خلدن

سالانہ چندہ ۲ روپے — قیمت فی پرچہ ۲ آنے

جلد ۱۰ | بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲

خاص رسول کریم کا مہینہ یہی شعبان المعظم ہے

یہی وہ مہینہ ہے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مہینہ فرمایا ہے اس میں سب سے اہم کام جو ایک مسلمان کے لیے ہو سکتا ہے وہ یہی ہے کہ وہ رسول کریم کے گلے کے ہو جائے۔ "رسالہ مولوی" کی آبیاری کر کے کیونکہ حضور روحی فداہ کے خوش کرنے کا یہی بہترین ذریعہ ہے۔

رسالہ مولوی دہلی ہی اسلام کی اشاعت کا سب سے بڑا رگن ہے

اور اس کی اشاعت ہی اسلام کی اشاعت ہے پھر کتنے مسلمان ہیں۔ اور رسول کریم کے نام لیوا ہیں جو اسلام کی اشاعت میں حصہ لینگے رسالہ مولوی ہی ایسا پرچہ ہے جس کے خریدنے اور خریدانے کے بعد کبھی افسوس نہیں ہوتا کیونکہ دو روپے سالانہ قیمت کا رسالہ صرف ایک روپے سال میں دیا جاتا ہے۔ کیا واقعی آپ کے لئے دشوار ہے کہ اس ماہ میں صرف **پانچ خریدار** مہیا کر دیں، اور کیا جس کسی کو بھی آپ اس کی خریداری کا ترغیب دینگے وہ ایسا سستا پرچہ حاصل کرنے میں متامل ہوگا۔

دیکھنا یہ ہے کہ کتنے رسول اللہ کے فدائی ہیں جو "مولوی" کے خریدار ہو یا کرتے ہیں یہ اگلے مہینے میں معلوم ہو جائے گا۔ کیونکہ ایسے تمام بھائیوں کے نام اور تعداد خریدار کا اعلان رمضان کے پرچہ میں ہوگا پھر دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ اسلام اور بانی اسلام کے سچے غلام کون ہیں۔

نوٹ۔ ہر بانی نمبر کر خریدار دیتے وقت اپنا نام اور پتہ پورا لکھیں۔

منیجر

والمحصنٰت ۱۴۹ النسآء

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ

اور مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمانوں کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو شخص

عاشقان الٰہی کیلئے سب سے بڑی تفسیر والی حمائل شریف مترجمہ و مفسرہ مولانا عاشق الٰہی

تفسیر و ترجمہ مصدقہ حضرت مولانا مولوی محمود حسن قبلہ قدس سرہٗ

بیالیس خوبیوں والی حمائل شریف مترجم

یہ حمائل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور اتنی کامل تفسیر والی حمائل آج تک نہیں چھپی تمام تفسیر باوجود گنجان ہونے بہت صاف چھپی ہوئی ہے اور بہت آسانی سے پڑھی جاتی ہے اس میں حسب ذیل خوبیاں ہیں

(۱) یہ نوسطری حمائل ہے اس لئے ثمن کا قطع خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل علامہ حضرت عاشق الٰہی صاحب کا ہے جو درسہ دیوبند کے ایک فاضل مولوی ہیں (۳) اس کی تفسیر حمائل قلمی لباب المقتول بخاری شریف جلالین ہندی وضیح الفرقان فتح الرحمٰن عزیزی منہاج الصحاح مدارک التنزیل الاتقان ابن کثیر سے ماخوذ ہے اور سب کے حوالے معہ صفحات درج ہیں (۴) اس کے علاوہ خازن اور روح المعانی سے بھی کچھ لیا گیا ہے (۵) آیات قرآنی کا کچھا چونکہ اسباب نزول پر موقوف ہے اسلئے تمام آیتوں کا شان نزول درج ہے (۶) حاشیہ پر علاوہ تفسیر کے فوائد بھی ہیں (۷) خاص آیات اور تلاوت سورۃ کے اجر و ثواب کی احادیث بھی لکھی ہیں اس سے مقاصد براری کا فائدہ بھی ہوتا ہے (۸) سورتوں کی ترتیب جو صحف میں مکتوب ہیں لیکن تنزیل جدا ہے اس کی ترتیب دال (۹) سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ تبلائی گئی ہے (۱۰) ربع نصف ثلث کا نشان متن میں آیت کے اوپر بھی ہے (۱۱) جن خاص سورتوں کے خاص موقعوں پر جو دعا کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر (۱۲) قرآن شریف کا غلط چھپنا اور گاکر پڑھنے کی تنبیہ (۱۳) جو کر طاعت کا اجر معلوم ہونے سے تلاوت کی رغبت بڑھتی ہے اس لئے تلاوت کے فضائل بالتشریح درج ہیں (۱۴) قرآن مجید میں ۲۵ انبیا کا صراحتہً ذکر ہے ان کے مفصل حالات شروع میں ہیں (۱۵) نبی آخر الزماں حضرت رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۱۶) ازواج رسول کریم کے حالات (۱۷) صحابہ کرام کے حالات اور ان کے درجات (۱۸) فرشتے جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں ان کے نام اور کام (۱۹) ہاروت ماروت کا قصہ (۲۰) جہنم کے فرشتوں کے نام اور ان کے کام (۲۱) کفار کے نام جن کا قرآن میں ذکر ہے ان کے حالات (۲۲) قبائل کے نام و حالات جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے (۲۳) القاب انبیاء و القاب کفار جن کا قرآن میں ذکر ہے (۲۴) وہ ستارے جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے (۲۵) دنیاوی مکان اور مقامات جن کا قرآن میں ذکر ہے (۲۶) اخروی مکان و مقامات جن کا قرآن میں ذکر ہے (۲۷) پتروں کے حالات جن کا قرآن میں ذکر ہے (۲۸) بتوں کے حالات جن کا قرآن میں ذکر ہے (۲۹) رمز قرآن اور ان کی وجہ تسمیہ (۳۰) سجدہ تلاوت کی بحث اور اس کے مسائل (۳۱) ضمامت ایک ہزار کے صفحات کے قریب ہے (۳۲) آخر میں حضرت مولینا مولوی محمود حسن قبلہ کی تصدیق صحت ترجمہ تفسیر درج ہے (۳۳) شجرہ حضرات چشتیہ صابریہ مع حالات و سن وفات (۳۴) صحت کے بڑے حافظ ضامن ہیں جن کا مقدسہ میں ذکر ہے (۳۵) تقطیع مولوی کے صفحہ کی نصف ہے (۳۶) بہت کمیاب ہے صرف دہلی میں دفتر رسالہ مولوی سے ملتی ہو (۳۷) کاغذ سفید چکنا ولایتی ہے (۳۸) جلد نفیس کارہ ہے (۳۹) حمائل ہاجد باریک ہونے کے بہت صاف چھپے ہوئے ہیں (۴۰) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بہت سستی ہے اور رمضان المبارک کے قریب ہونے کی رعایت کی وجہ سے قوم یہ لاگت سے بھی گھٹا دیا ہے ضخامت معہ مقدمہ و شجرہ ایک ہزار بیس صفحہ ہدیہ رعایتی رمضان شریف صرف مجلد چرمی چار روپے (علاوہ ۱/ محصول گیارہ آنے ۱۱/)

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی

ایک چھوٹے کی رسی کو فوراً مارڈالا اور ہر ایک سوار کے مارے اور ان کے سامنے لاڈالا ان سے کہا عیاش میں تجھے کبھی نہ کہوں گا جب تک کہ تو اپنے ایمان سے توبہ نہ کرے اور محمدؐ کا انکار نہ کرے اور ان کو نہ چھوڑے

قرآن شریف پڑھنے سے پہلے

تاریخ القرآن

پڑھ لیجئے تاکہ آپ کو قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے یہ کتاب دختر مولوی نے حال میں شائع کی ہے اس میں حسب ذیل بیان ہیں:-

(۱) نزول قرآن اس میں بتلایا گیا ہے کہ قرآن مجید کو کس طرح نازل ہوا اور کس جگہ پہلی آیت نازل ہوئی (۲) قرآن کی تاریخی نزول کی مختلف علماء کے خیالات (۳) وحی کی قسمیں اس میں وحی کی تفسیر شرح بیان ہوئی ہیں (۴) نسخ ایک آیت میں حکم اور دوسرے میں نسخ اس کا بیان۔ (۵) مفردات قرآن میں کتنی جگہ لیا ہوا ہے۔ (۶) جمع و ترتیب قرآن یعنی کب جمع ہوا اور پہلے کیا ترتیب نزول تھی اور اب کیا ہے۔

(۷) سورۃ اور آیات ترتیب وار کیا کیا تعداد میں ہیں (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حمایت کیا تھی (۹) رسم الخط یعنی قرآن شریف کی کتابت کیونکر ہوئی تھی (۱۰) علامات قرآن یعنی ج ز وقف وما مع وغیرہ کی تشریح (۱۱) اوقاف یعنی تلاوت میں کہاں ٹھہرنا چاہئے (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں معہ نقوش (۱۳) اختلاف قرأت اس میں بھی شائع کی گئی قرأت کا ذکر ہے (۱۴) قراء کے بیان یعنی مشہور قاریوں کا تذکرہ

(۱۵) سات قاریوں کا اہم تذکرہ

(۱۶) قرآن پاک کا اعجاز یہ بہت مبسوط بحث ہے (۱۷) قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت کا ثواب (۱۸) قرآن کی فضیلت کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۱۹) سورتوں کے فضائل اور ان کے عمل احادیث سے (۲۰) گناہیاں جو قرآن کی تلاوت میں ہوتی رہتی ہیں۔

(۲۱) آداب تلاوت احادیث اور خود قرآن شریف سے (۲۲) قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب معہ مسائل ضروریہ متعلق قرآن شریف یہ بہت مفید کتاب ہے اور ہر مسلمان کیلئے اس کا پڑھنا ضروری ہے ضخامت ۸۴ صفحے قیمت ۸ر

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

اسلامی معلومات

کا

دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہوجائیے ضخیم کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے۔ حضرت امام اعظم کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام وکمال آپ کو

اسلامی تعلیم

میں ملے گی اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہہ بن سکتے ہیں بیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو یہ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلو پیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ کئے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے اسکے بغیر انسانی زندگی نامکمل رہے گی اسلامی تعلیم کے متعلق دعوی سے کہا جاسکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلو پیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جسمیں ان تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہو جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آسکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلی نے ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاوے کی مستند کتابیں دیکھکر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ اہل اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے سالگذشتہ صرف تین مہینہ میں اکیاون جلدیں فروخت ہوگئی تھیں اور مذہب کے فدائی مسلمانوں کی مانگ برابر جاری تھی اب پھر دوسرا ایڈیشن صرف کثیر سے تیار ہوا ہے کتاب کی مانگ اتنی تیزی سے ہورہی ہے کہ صرف ایک اشتہار سے ڈھائی سو سے زائد جلدیں فروخت ہوگئیں ہمارا دعوی ہے کہ اس سے زیادہ سستی اور اس سے زیادہ مفید کوئی کتاب جنگ مسلمانوں کے لئے شائع نہیں ہوئی جو مسلمان بھائی حج کو جانے کا ارادہ رکھتے ہوں ان کو کتاب اسلامی تعلیم اپنے ہمراہ رکھنی چاہیئے حج کی تمام دعائیں حج کے تمام مسائل اسلامی تعلیم میں ملیں گے جو مسلمان بھائی اپنی زکوٰۃ کو کسی مفید کام میں لگانا چاہیں انکو اسلامی تعلیم خرید کر اپنے ناواقف اور کم استطاعت لمسلمان بھائیوں میں تقسیم کرنی چاہیئے رمضان المبارک میں اس سے زیادہ ثواب کا کوئی کام نہیں کہ اسلامی تعلیم عام مسلمانوں تک پہنچائی جائے جس میں اسلامی مسائل کے متعلق مدلل معلومات ہے جلد فرمائش بھیجئے دوسرے ایڈیشن کی بہت کم جلدیں باقی رہی ہیں ضخامت قریبا پانسو صفحات اعلی درجہ کی کہانی چھپائی۔ سفید چکنا کاغذ قیمت مجلد چرمی تین روپے (سے ۳) مجلد باریچہ دو روپے اٹھ آنے (عہ) کتاب کی خوبی کا اندازہ آپ اسی مختصر فہرست مضامین سے نہیں کرسکتے تاہم مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرما کر آج ہی خریداری کے لئے حمیدیہ پریس دہلی کو خط لکھئے ورنہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

کتاب العقائد

عقائد کی تعریف۔ عقائد کو کلام کیوں کہتے ہیں
علم کلام کی تاریخ
مسئلہ الاشیاء کا ذکر
فلسفہ کو علم کلام میں آمیز کرنیکی خرابی۔ موجودہ فلسفہ سائنس اور علم کلام
عقائد کتنے قسم کے ہیں اور مفصل مسلمانوں کو کن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔
خدا کا ثبوت اس کی ذات و صفات کے احکام
خدا کا ایک ہونا
خدا کی اور صفات کیا ہیں
خدا کسی بصیرہ بیکار ہے مگر لیکن کا ان آنکھ زبان کے۔ خدا عرش پر مستولی ہے اس کا مطلب
مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت

خدا کی صفات کا عقیدہ

رسول کی تعریف اور اس کے متعلق احکام و عقائد
رسولوں میں فضل کون ہے آنحضرت کی فضیلت اور آپ کی خصوصیات
آنحضرت کے باقی خصائص معراج کا تفصیلی ذکر
اعتراضات اور انکے جواب جسمانی معراج نزد نقد ممکن ہے۔ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا
آنحضرت کو خدا نے غیب کا علم عطا فرمایا ہے پہلے نبی کون تھے۔ نبی اور رسول میں فرق
اولیا راشد کی تعریف کرامت کا ثبوت

کتب آلہیہ

یہود و نصاری کی کس نبی کی امت ہیں خدا کا کلام قدیم ہے یا حادث۔ قرآن کے کلام الٰہی ہونیکا ثبوت
قرآن شریف کس طرح نازل ہوا اور اسکی تکمیل

قرآن شریف

قرآن شریف کی موجودہ ترتیب اور حضرت کے مواقع
قرآن کی سات قراءتوں کا سبب
کیا قرآن پہلی کتابوں کا ناسخ ہے۔ کیا قرآن میں تحریف ہوئی ہے یا ہوسکتی ہے۔
قرآن میں تاریخ و نسخ۔ حروف مقطعات
محکم متشابہ آیات۔ دین کے احکام قرآن حدیث اجماع قیاس سے ثابت ہوتے ہیں
قیاس و اجتہاد میں کونسا مشہور امام ہوئے

علم فقہ

علم فقہ کی تعریف۔ اس کی ابتدا آنحضرت کے وقت آنحضرت کے صحابہ کو فقہ کی تعلیم کس طرح دی
صحابہ میں کون فقیہ تھے۔

تدوین مسائل

تدوین مسائل۔ صحابے اصول فقہ کے کتنے مسئلے ایجاد کئے

فرشتے

فرشتے اور ان کی حقیقت

شیطان

شیطان کون تھا
جنوں کی حقیقت۔ کفر و ایمان
تصدیق قلبی، اقرار زبانی۔ ایمان کم زیادہ ہوتا ہے یا نہیں۔ گنہگار ایمان دار رہتا ہے۔ معتزلہ کا کافر
شرک کی تعریف اور اس کی سزا۔
بدعت اور اس کی تعریف بدعت حسنہ و سیئہ
فرقہ جبریہ۔ خارجی۔ مرجیہ۔ نجسہ کا حال معہ حکم
فرقہ قدریہ۔ معتزلہ۔ جہمیہ
فرقہ وہابی عقائد و بیانی کا ذکر

اہل قرآن

اہل قرآن۔ بہائی کا حال

قضا و قدر

خدا گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں
انسان کی موت کس کے قبضہ میں ہے
مرنے کے بعد روح کی طاقت

روح کا عذاب۔ تناسخ کا رد۔ عالم برزخ عذاب وراحت قبر منکر نکیر ایصال ثواب۔ پنج قیامت کی علامات صغری

قیامت کی علامت کبری امام مہدی کا ظہور امام کے اوصاف۔ شیعہ کا رد۔ دجال کا ذکر عصمت مسیح، کا نزول اور ان کا زندہ رہنا توفی کی معنی قادیانیوں کا جواب مفصل یاجوج ماجوج کا خروج۔ حضرت عیسیٰ کی وفات حشر ہونا۔ دیوان بکتا۔ مغرب سے طلوع آفتاب دابۃ الارض کا نکلنا۔ آگ کا ظاہر ہونا۔ حضور ﷺ فخر عالم۔ کا ہلاک ہوکر دوبارہ زندہ ہونا۔ حشر روح اور جسم دونوں کا ہوگا

مصائب کتاب عذاب۔ ثواب تین بڑے گناہ

تیرواں حوض کوثر۔ صراط

مخلوق کی پریشانی آنحضرت کی شفاعت علماء رشہدا بھی شفاعت کریں گے۔

جنت و دوزخ کا حال

جنت و دوزخ دونوں موجود ہیں

امامت نصب امام سیاسی و مذہبی

خلفائے راشدین کی خلافت عشرہ مبشرہ صحابہ کی توہین سخت گناہ ہے۔ خلافت راشدہ شیعوں کے امام۔ امام مہدی غائب ہیں

اسلام کا ملک اڑانا

کتاب الطہارت

فقہی مسائل

باب الوضوء۔ فرائض وضو مع جزئیات

سنن وضو مفصل مسواک اور اسکے احکام

مستحبات۔ وضو میں

تحیۃ الوضوء۔ مکروہات وضو اور

سر کا مسح

کن کن عبادتوں کے لیے وضو فرض ہے

کن کن کاموں کے لئے وضو سنت ہے

کون کون میں وضو مستحب ہے۔

نواقض۔ وضو توڑنے والی چیزیں

زخم سے خون یا پیپ نکلنا

قے کے مفصل مسائل

کیا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

دودھ پیتے بچے کی قے کا حکم

بیان غسل مع فرائض

مرض میں غسل کا طریقہ۔ غسل کی سنتیں

وہ اسباب جن سے غسل فرض ہوتا ہے

احتلام کے مسائل

غسل کن موقعوں پر سنت ہے۔

غسل کب مستحب ہے۔ جس پر غسل فرض ہوا سے کیا کرنا چاہیئے۔

قرآن مجید کا چھونا اور ترجمہ کا حکم نیز کورئیت بھیل و بورجدیث۔ فقہ۔ تفسیر کا چھونا۔

کس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے

جاری پانی کا حکم۔ بارش کا پانی

حوض کا دہ در دہ حکم

حوض اور تالاب کے مسائل مستعمل پانی

ناپاک بچوں سے پانی بھروانا۔

کنوئیں کے مسائل اس کے پاک و ناپاک ہونے کا ذکر۔ کنوئیں میں نجاست گرنا اور پاک کرنے کا طریقہ

پانی کے جانور۔ ڈول رسی کنواں پاک کرنیکا طریقہ

انسان و حیوان کا جھوٹا۔

مکروہ پانی سے وضو غسل کا حکم

تیمم کے مسائل۔ اس کی ترکیب اس کے فرض کس لحاظ سے تیمم درست ہوتا ہے

پانی کی تلاش کہاں تک کی جائے

ناپاک آدمی کا مسجد میں جانا

تنگ وقت میں تیمم کا حکم

مردے کو تیمم کرانا۔ کس تیمم سے نماز درست ہو

کٹے ہوئے ہاتھ کا تیمم۔ تیمم کی سنن

کس چیز سے تیمم جائز ہے

کن چیزوں پر تیمم نہیں ہوسکتا۔

موزوں پر مسح کے مسائل سوتی اونی مذہ کا حکم۔ مسح کی مدت

مسح مکروہ کے فرض

مسح کا طریقہ مسنون باشتباہ اور انگریزی جرابوں کا حکم۔ مسح ٹوٹنے سے اعضاء وضو کا مسح۔ اُزخم کی پٹی کا مسح۔ عذر والے کا مسح معذور کا وضو کب تک رہتا ہے

معذور کا کپڑا پاک ہے یا نجس۔ نجاستیں ایک درہ کتنا ہوتا ہے۔ نجاست تعلیظہ اور خفیفہ کا مفصل بیان

راستہ کی کیچڑ آدمی کی کہاں لگنے کا جھوٹا ناپاک کس طرح پاک کیا جائے۔

کپڑا پاک کیا نجاست کا اثر باقی رہا تو کیا حکم ہے

جا نوں اور آئینہ پر نجاست لگنا

گوبر لید کی زمین کا حکم۔ حلال وحرام جانور کی کھال

گھی تیل کو پاک کرنا۔ روٹی کو پاک کرنا

نجس جانور کا نمک میں پڑ کر نمک ہونا

کافر کے کپڑے کا حکم۔ استنجے کا طریقہ مع مسائل

کس جگہ استقبال کرنا منع ہے۔ بیت الخلاء کے آداب

استنجے سے پہلے دعا

استنجا کس طرح۔ فارغ ہونیکے بعد ڈھیلوں کی تعداد۔ ڈھیلوں کے علاوہ اور کس چیز سے اور کس سے ممانعت ہے

کاغذ۔ دائیں ہاتھ سے استنجے کا حکم۔ قائم کا طریقہ

حیض ونفاس مع تفصیل

نفاس کی تعریف اور مدت وغیرہ

حمل ساقط ہونے کے مسئلے۔ استحاضہ

نفاس و استحاضہ کا حکم حیض ونفاس والے کا نماز روزہ۔ تلاوت حج کرنا وغیرہ

حیض ونفاس میں صحبت کرنا وغیرہ

حیض ونفاس کی حالت میں ساتھ کھانا پینا سونا بچہ کی ولادت کے وقت عورت کا نماز پڑھنا

عذر کے بعض اور مسائل

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا ثبوت قرآن وحدیث سے

رات دن میں کتنی نمازیں ہیں نماز کے وقت نماز قضا کا وقت کس عمر میں نماز فرض ہوتی ہے

نماز کے چھوڑنے اور انکار کرنے والے کا حکم

نماز کے مسنون وقت۔ مکروہ وقتیں

نفل نماز مکروہ وقت۔ مفصل۔ فجر کی سنت کب پڑھیں۔ جماعت کے وقت سنت پڑھنا

خطبہ کے وقت ظہر کی سنت جماعت کے وقت بھول گئی۔

مکروہ وقت میں نفلی وقضا نماز کا حکم۔ دو نمازوں کا ایک وقت میں پڑھنا۔ حج میں دو نمازوں کا جمع کرنا۔ اذان کی تعریف اور اس کی غرض اس کے الفاظ۔ اذان کب اور کس نماز کے لئے اذان کون دے۔ گاکر اذان دینا

قضا نماز کے لیے اذان

بے اذان کے نماز پڑھنا۔

عورتوں کا اذان دینا

اذان کس جگہ دی جائے

مخبر کی اذان۔ اذان کا جواب۔ اذان کے بعد کی دعا

کلام متلاشت۔ قرأت۔

اذان میں انگوٹھے چومنا۔ اذان کے بعد کی دعا۔ اقامت کے مسائل۔

تکبیر کے وقت امام و مقتدیوں کا بیٹھنا

جماعت ثانیہ۔ اذان واقامت میں فاصلہ

اجرت پر اذان دینا، تثویب کی تعریف

نماز کے لئے انتظار کرنا۔ مسافر کے لئے اذان

نماز کی شرطیں مفصل ذیل

شرط طہارت شرط ستر عورت

ستر عورت کا نماز میں کھلنا اور دیکھنا

برہنہ کی نماز۔ تیسری شرط استقبال قبلہ کی تعریف۔ سمجھ کر کعبہ کو نہیں ہوتا۔ نمازی کا منہ کہ ہر جہت تشتی میں نماز

قبلہ کے سوا دوسری طرف نماز

قبلہ نہ معلوم ہو تو کیا کریں۔

شرط وقت۔ شرط نماز میں نیت۔ دل کا ارادہ

تعداد رکعت لفظ ادا۔ یا قضا۔

مقتدی کو امام کی نیت کرنی۔

نیت اقتدا میں امام کا معلوم ہونا وغیرہ

نماز دا جب میں نیت۔ نیت میں لفظ قبلہ کہنا۔ شرط تکبیر تحریمہ کہنا وغیرہ

فرض نماز کی تحریمہ پر نفل کی بنا۔ فرائض حنفی تکبیر تحریمہ کے مسائل۔ امام اکبر کی جگہ دوسرا لفظ کہنا۔ قیام کن نمازوں میں فرض ہے۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا قرأت اور اس کے احکام وغیرہ

لقمہ پڑھنا فرض ہے کسی رکعت میں قرأت چھوٹنا

رکوع کے احکام۔ سجدے کے مسئلے۔

ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں

بلند جگہ پر سجدہ۔

تعدد اخیرہ کے مسئلے اور اس میں غلطیاں

ارادہ کے ساتھ نماز سے نکلنا وغیرہ

مقتدی کا امام کے خلاف کرنا۔

نماز کے واجبات۔ رکعت کا سجدہ بھولنا۔

پہلے قعدہ میں درود پڑھنا۔

امام کی متابعت۔ امام سے پہلے تشہد پڑھنا

نماز کی سنتیں مفصل۔

مرد عورت کہاں تک ہاتھ اٹھائیں
امام کا آہستہ تکبیر کہنا۔ متفرق مسائل
ثنا الفقہ۔ قصیہ کا بھیجنا وغیرہ

بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا آمین کو بلند پڑھنا
سجدہ میں پاؤں اٹھانا۔ درود شریف میں سیدنا کہنا
دعا کرنی۔ بسی دعا مانگی جائے وغیرہ وغیرہ

مقتدی کا امام سے پہلے سلام پھیرنا
چند ضروری مسائل نماز کے مستحب نہ ہونا
نماز کی پوری ترکیب۔ احکام قرأت
کتنا قرآن یاد ہونا چاہیئے۔ چند اور مسائل
کونسی سورتوں کی قرأت مسنون ہے

طوال مفصل اوساط مفصل قصار مفصل کی تعریف
وتر جمعہ عیدین میں سنت قرأت کسی رکعت
میں سورۃ کا بھولنا۔ کسی وقت قرأت کم ہے کسی کو
قرأت کے چند مسئلے۔ قرآن الٹا یا ایک چھوڑ کر
دوسری سورت وغیرہ پڑھنا

چند آیتوں کا مل کر قرآن پڑھنا
قرأت کی غلطیاں۔ الحمد کیلئے تائید کا صحیح
یا صحیح لانا۔ امامت کے مسائل۔ امام کیلئے شرائط
امامۂ متقدی میں فاصلہ۔ چھوٹی مسجد وغیرہ

عورت کی جہر پر نماز پڑھنا اور چند مسئلے
امامت کیلئے بہترین کون ہے۔ کس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی
اندھے دلدالزنا کی امامت جاہل کا اقتدا وغیرہ

فاسق سبوق کی نماز۔ مسائل جماعت ہے احکام
ترک جماعت کے عذر عورتوں کا جماعت میں
شریک ہونا۔ متقدیوں میں ترتیب۔ امام کے

برابر کھڑا ہونا۔ چند مسئلے۔
جماعت کے وقت امام کہاں کھڑا ہو۔ امام کا
ستونوں میں ہونا۔ عورت کے برابر کھڑے ہونے

سے فساد۔ مقتدی کی تین عذر۔
امام کی غلطی پر مقتدی کا شریک ہونا۔ اور چند مسئلے
منفرد کا امام سے پہلے رکوع وغیرہ کرنا۔

نماز میں بے وضو ہونا۔ بنا استیناف کی تعریف
مع مسائل و مثال۔ خلیفہ بنانا۔ مختلف سہو کے
مسئلے۔ نماز کے توڑنے والے اسباب مع شرح

نماز میں بھیجنا نماز میں رونا اور چند ضروری مسئلے
نماز میں بھولنے پر بتانا۔ قنوت کے مسائل نماز کے
سامنے سے گذرنا۔ سترہ۔ تھوکنے گذرنا وغیرہ

نمازی کا گذرنے والے کو روکنا۔ نماز کے مکروہات

مفصل۔ نماز میں مکروہ تنزیہی کیا ہیں کہاں
پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز کب توڑ سکتے ہیں۔ جمعہ کے
احکام۔ شہر کی تعریف۔ شہر میں کئی جگہ جمعہ اعتبار ظہر

وغیرہ چند مسئلے۔ خطبہ کی شرطیں۔ خطبہ کی سنتیں
خطبہ کس زبان میں۔ اذن عام کا مطلب
جمعہ واجب ہونے کی شرطیں وغیرہ

وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں۔ جمعہ کے روز ظہر وغیرہ
جمعہ کے روز غسل یا بس۔ خطبہ کے وقت عبادت
وکلام درود وغیرہ۔ نماز وتر کے احکام

دعا قنوت۔ دعا قنوت کی جگہ کیا پڑھیں اور چند مسئلے
دعا قنوت میں ایک خاص دعا پڑھنی ضروری نہیں
وتر کی قضا۔ نماز عیدین ان کے مستحب ان کا

وقت۔ طریقہ نماز۔ چند ضروری مسائل
خطبہ جمعہ و عیدین میں فرق
عید الفطر عید الضحیٰ میں فرق۔ تکبیر تشریق اور

اس کا حکم۔ سجدہ سہو کا طریقہ اور اسکے مسائل
تفصیل وار۔ سجدہ تلاوت۔ قرآن میں کتنے
سجدے ہیں۔ آیت پڑھنے یا سننے سے کب سجدہ

واجب ہوتا ہے۔ غیر زبان میں آیت سجدہ پڑھنی
سجدہ کی سنتیں۔ سجدہ تلاوت کب کریں
ایک آیت کئی مرتبہ پڑھنی۔ سجدہ شکر کا حکم

نماز وضو۔ نماز قضا کرنے کا گناہ۔ قضا کرنے
کے عذر۔ قضا نمازوں میں ترتیب وغیرہ
قضا نماز کب تک پڑھیں۔ نذر کی نماز۔

قضا نماز کا فدیہ اور بعض مسائل۔ نماز مسافر
مسافر کی تعریف۔ قصر کے لئے سفر کتنا ہو
قصر کا حکم کب تک رہتا ہے اور چند مسئلے

وطن کی قسمیں۔ سفر کب ختم ہوتا ہے۔ سنن ونوافل
سنت کی قسمیں۔

نفل نمازوں کے چند ضروری مسائل
نفل نماز کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پڑھنا۔
سنن غیر مؤکدہ سنت۔ نفل نماز کا حکم۔ نماز کی نفل

تحیۃ المسجد تحیۃ الوضو اشراق۔ چاشت
نماز سفر۔ نماز تہجد نماز استخارہ مع دعا
صلوٰۃ التسبیح۔ صلوٰۃ الاسرار۔ نماز توبہ۔ نماز

تراویح۔ تراویح کے مسائل۔ چار رکعت بعد دعا
جماعت نابالغ کی امامت اور چند ضروری مسئلے
بسم اللہ زور سے پڑھنا وغیرہ۔ جماعت کی شرکت

اتفاق کے بعد مسجد سے نکلنا۔

چانداور سورج گہن کی نماز۔
نماز استسقاء کے احکام ضروری۔ نماز خوف کا طریقہ
اور حکم۔ مفصل مسجد کے آداب و احکام۔ دیوار منقش

کرنا وغیرہ۔ مسجد میں بیوی کی چیز لانا۔ تعلیم دینا
سوال کرنا۔ جانور کے گھونسلے نوچنا۔ مجد کی مسجد کا حکم وغیرہ

کتاب الجنائز

جب کوئی مرنے لگے کیا کرنا چاہیئے
مردہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہو تو کیا کریں
غسل میت کا حکم اور اس کا طریقہ

مردہ کا تیمم وغیرہ چند مسئلے
کفن کی قسمیں تفصیل وار۔ نابالغ کا کفن
کفن کس طرح پہنائیں۔ جنازہ لیجانا۔

نماز جنازہ کی ترکیب اسکے احکام
نماز جنازہ کی دعائیں اور چند ضروری مسئلے
کئی جنازے جمع ہوں تو نماز کا حکم۔ چند مسئلے قبر

دفن۔ قبر کے اندر پختہ اینٹ جنازہ قبر میں اتارنا
بعد دفن کیا پڑھیں وغیرہ
قبروں پر چلنا۔ قرآن پڑھ جانا۔ زیارت قبر کا طریقہ

کلام کا ثواب مردہ کو ملتا ہے یا نہیں وغیرہ
قبر کو پوسہ دینا۔ طواف کرنا۔ دفن کے بعد تلقین
کا طریقہ۔ قبر پر پھول ڈالنا۔ مسائل تعزیت۔ نوحہ کرنا

ماتم کرنا۔ سیاہ لباس پہننا۔ احکام خمسہ شہید کا
کفن اس کی نماز۔ شہید کی قسمیں۔ کعبہ میں نماز

کتاب الصوم

روزہ کی فرضیت۔ اس کے فضائل۔ روزہ کی قسمیں
فرض روزہ۔ واجب۔ نفل مکروہ حرام۔
روزہ کی تعریف اس کے درجے۔ کب فرض ہوگیا

چند مسئلے۔ روزہ کی نیت اور اس کے احکام
اور چند مسائل۔ وہ روزہ جن میں خاص نیت کی
ضرورت ہے۔ قضا کی ادا اور چند مسئلے۔

چاند دیکھنے اس کے متعلق چند مسئلے۔
چاند کی ثبوت کا اعتبار۔ مطلع صاف ہونا
گواہی کے متعلق چند مسئلے۔

چاند دیکھنے میں خط تار وغیرہ کا حکم
روزہ توڑنے والی چیزیں تفصیل وار
وہ باتیں جن سے روزہ ٹوٹتا ہے مگر صرف

قضا واجب ہوتی ہے مفصل اور مسئلے۔
وہ اسباب کہ روزہ توڑتے ہیں اور قضا کے
ساتھ کفارہ بھی واجب کرتے ہیں مفصل بیان

کفارہ لازم ہونے کی شرطیں
کفارہ کیا ہے اور چند مسئلے۔
روزہ کے مکروہات مع دیگر مسائل

سحری۔ افطار
روزہ نہ رکھنے کے عذر
ظن غالب کی تعریف

ضعیف العمر کا حکم
روزہ کا فدیہ اور چند مسئلے ضروری
نفل روزے کب رکھیں

نذر کا روزہ۔ نذر کے اور چند مسئلے۔
احکام اعتکاف اس کی فضیلت و قسمیں۔
اعتکاف کرنے والے متعلق مسائل ضروریہ۔

متفرق مسائل متعلق روزہ وغیرہ۔

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت اس کے فضائل نہ دینے کی سزا
قرآن و حدیث سے زکوٰۃ کی تعریف
وجوب کی نو شرطیں

کتنے قسم کے مال پر زکوٰۃ ہے۔
زکوٰۃ میں نیت زکوٰۃ۔ بعد کفن دفن میں
صرف ہو سکتی ہے یا نہیں۔ زکوٰۃ کے چند مسئلے

چاندی سونے مال تجارت کی زکوٰۃ اور اس کا
نصاب۔
نصاب والے پر کتنی زکوٰۃ ہے

نصاب سے زیادہ مال کا حکم۔
چاندی اور سونے کے چند ضروری مسائل
مال مفقود کی زکوٰۃ کا حکم۔ قرض کی قسم

کرایہ کے برتن اور مکان کا حکم۔
مال تجارت کی زکوٰۃ کا حکم۔
جانوروں کی زکوٰۃ ان کی قسمیں۔ اونٹ کی زکوٰۃ

گائے کی زکوٰۃ۔ بیل بھینس کا حکم۔ بحری کی
زکوٰۃ چند متفرق مسائل ضروریہ
کان اور دفینہ کے مسائل اور تفصیل زکوٰۃ

دفینہ میں خمس۔ زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ
خراجی زمین کی تعریف۔ اس کی قسم مشترک
احکام زمین کے متعلق چند مسائل۔

عشر کب لیا جائے اسکے چند اور مسئلے
زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں مفصل
زکوٰۃ اور کن کن لوگوں کو دیں

کن کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا منع ہے

زکوٰۃ کس کو دینا افضل ہے
صدقہ فطر کون سے اور کس کی طرف سے
صدقہ فطر کون سے اور کتنا دیا جائے اور چند مسئلے
صدقہ فطر اور اس کی فضیلت
بھیک مانگنا کس کو درست ہے
اور کس کو نہیں

کتاب الحج

حج کے اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے نام
محرم۔ احرام۔ تلبیہ۔ حج۔ حاج۔ عمرہ۔ معمر۔ زاد و
مفرد۔ میقات۔ قرآن۔ تمتع۔ طواف۔ استلام
وقوف۔ رمی۔ رمل۔ اضطباع۔ اشعار۔ رفث
تحلیق کدیہ۔ تقصیر۔ حجر اسود۔ رکن یمانی۔ زمزم
منیٰ۔ وفات۔ یعلی عرفہ۔ مزدلفہ۔ محسر۔ ذات
عرق۔ نجد۔ قرن۔ یلملم۔ جبل الرحمۃ۔ جمل
قرع۔ مجمل احکام حج اس کی فرضیت اور مسائل
حج کی تعریف اور فرض حج کے مسائل۔
حج میں خود جانا اور دوسرے کو بھیجنا۔
حج میں والدین اور شوہر کی اجازت
حج کے صحیح اور فرض ہونے کے مسائل۔
حج کے واجب۔ سنت۔ میقات
احرام کے مسائل مفصل
احرام کے محرمات اور مکروہات
حرم میں داخلے کے تمام مسئلے
طواف حرم صفا مروہ کے مسئلے
طواف کے مکروہات مفصل
طواف وسعی میں مباح کیا ہیں
منیٰ کا روانگی عرفہ کا وقوف
مزدلفہ کی روانگی مفصل تفصیل
منیٰ کے اعمال مفصل
کنکریاں کیسی اور کتنی ہوں
چند ضروری مسائل
حج قران مع مسائل دیگر
حج تمتع مع تفصیل
حج کی قربانی کے مسائل
حج میں قصور اور اس کی سزا
جرموں کی تفصیل مع احکام
قربانی۔ حلق۔ وقوف۔ عرفہ۔ وقوف مزدلفہ
سعی دمی میں قصور
بوس و کنار خوشبو تیل
سئے ہوئے کپڑے پہننا
جسم سے بال دور کرنا
ناخن کتر نا یا شکار کرنا۔
جانوروں کو ستانا
درخت کاٹنا۔ جوں مارنا۔
میقات سے گزرنا۔ احرام پہ احرام باندھنا
محرم کی تعریف اور اس کے مسئلے
حج فوت ہونا۔ حج بدل
حج کی نذر قبل سفر بعض باتیں
حاضری مدینہ طیبہ و زیارت

کتاب النکاح

کتنی عورتوں سے نکاح درست ہے۔
نکاح کی تعریف اور اسکے احکام مفصل
نکاح کی شرائط ہیں اور مسئلے۔
نکاح میں کس سے مستحب ہیں
کس عورت سے شادی بہتر ہے
نکاح کا خطبہ
ایجاب قبول کی تعریف۔ نکاح کے لفظ
جن عورتوں سے نکاح حرام ہے۔
حرمت کا سبب۔
حرمت نکاح کے سبب ہیں۔ چند اور مسئلے
غیر مذہب کی عورتوں سے نکاح کا حکم مفصل
زنا کا حمل۔ متعہ کا حکم۔ دودھ کا رشتہ
رضاعت کا مفصل بیان
احکام ولی۔ نکاح میں کون ولی ہو
نابالغ کا نکاح۔ بالغ کا نکاح اور چند
ضروری مسائل۔ مسائل کفارت۔
کفو کی تعریف اور چند مسئلے۔
وکالت نکاح کے ضروری مسئلے۔ مہر مقرر کرنا
مہر کے مسئلے۔ خلوت صحیحہ کی تعریف اور اسکے مسئلے
مہر مثل کی تعریف اور اسکے مسئلے۔
نکاح خاص کی تعریف اور اس کا حکم
مہر متعہ کی قسمیں

کتاب الطلاق

نکاح کے بعد اسلام حکم مفصل
طلاق کے معنی اور اس کی قسمیں اور اس کا حکم
مفصل طلاق کے لفظ تین قسم کے ہیں
طلاق صریح
کنایہ۔ جملہ کلمات طلاق مع حکم

طلاق کنایہ کی تعریف اور اس کا حکم مفصل
طلاق رجعی و بائن کا فرق۔ تفویض طلاق
اور اس کی قسمیں
طلاق امر بالید کا حکم اور اس کے مسائل
مشیت میں طلاق کی صورتیں
طلاق معلق کی تعریف اس کا حکم اور اسکے مسائل
طلاق مریض کے مسائل
طلاق رجعی کی تعریف اور اسکے احکام
ایلا کے کہتے ہیں مع مسائل خلع کے مسئلے
ظہار کا حکم اور اسکے مسئلے
کفارہ ظہار کی تشریح و تفصیل
لعان کی تعریف اور اسکے مسائل
عدت کی تعریف اور اسکے احکام
سوگ کی اجازت اور اسکے مسئلے عدت میں عورتوں
کے لئے حکم شوہر نامرد کا حکم
پرورش اطفال کا حکم۔ نفقہ کے احکام و مسائل
مفصل۔ عورت کا چکی پیسنا۔ روٹی پکانا۔ لباس
کا حکم۔ بچہ کو دودھ پلانا۔ اور اس کا نفقہ
ماں باپ دادا دادی کا نفقہ
حقوق بیوی اور شوہر۔ رسوم شادی اور انکا حکم
دعوت ولیمہ کے مسئلے۔
پیدائش کے وقت کے مسائل۔
عقیقہ۔ ختنہ کے مسائل۔

کتاب الذبائح

جانور کس طرح ذبح کیا جائے اور چند مسئلے
اہل کتاب کا ذبیحہ اور اس کا حکم۔
ذبح کرنے والے کے متعلق چند مسئلے
حرام و حلال جانوروں کی تفصیل اور حکم
جھینگا اور بام مچھلی۔ مری مچھلی کا حکم
مسائل شکار۔ شکار کر نیکا حکم۔ جانوروں سے
شکار کرنے کا حکم۔ کتے باز۔ بندوق کا شکار
اور اس کا حکم۔
قربانی کی تعریف اور اس کے تمام مسائل

کتاب الاشربۃ والاطعمہ

کھانے پینے کی چیزیں۔ نشہ کرنے والی چیزیں
شراب کا مفصل حکم
افیون بھنگ وغیرہ کا حکم۔ آداب طعام
کھانا کھانے کا مسنون طریقہ
مہمان نوازی کے آداب خواب بیداری

کتاب اللباس

کونسا کپڑا پہننا درست ہے۔ آنحضرت کا
نیز آپ کی عمامت وغیرہ
چاندی سونے کے زیور اور برتن کا حکم
بعض ناجائز افعال جنکا سننا
ناچ دیکھنا۔ غیر عورت پر نظر ڈالنا
شطرنج۔ نرد۔ قمار۔ تماش کھیلنا۔
جانور کا لڑانا۔ گھوڑ دوڑ کا حکم۔
کبوتر۔ مرغ۔ باز پالنا۔ ننگا کرنا۔ اور اس کا حکم
اولاد کا حکم پرورش کا

کتاب الحقوق

حقوق والدین۔ حقوق اولاد
حقوق میاں بیوی۔ حق رشتہ دار
حق یتیم۔ حق مسکین و مسافر حق ہمسایہ
حق مہمان۔ حق میزبان۔ حق
احباب۔ حق مجلس۔ قیام سیلاد شریف
حق مریض۔ حق میت۔ حق قبر
زیارت قبر کا مسئلہ۔ حق دشمن۔ عام حقوق
گواہی دینا۔ بُرے کام سے روکنا
حاجت روائی کرنا۔ برائی کے بدلے نیکی
کسی راز کا ظاہر کرنا۔
کسی کے سامنے اس کی غلط تعریف کرنا۔
مزدور نوکر کو پورا معاوضہ دینا۔
غصب یا چوری کرنا۔
رشوت ستانی۔ نقل کرنا
گناہ کبیرہ ۵۰ ہیں۔ وزن برابر کرنا۔
خرید و فروخت کے وقت جھوٹی قسم کھانا۔
گران بیچنے کے لئے غلہ روکنا
جان کی حفاظت کرنا۔ خودکشی
جسم کی حفاظت۔ طاعون کے متعلق ضروری مسائل
علم سیکھنا۔ تعلیم کے احکام۔
تبلیغ اور اسکے احکام
خیرات و صدقات۔ اشاعت اسلام۔
فضولخرچی کا گناہ

قیمت فی جلد مجلد پارچہ عمدہ
مجلد چرمی تین روپے
دس جلد مجلد چرمی عمدہ فی جلد
پارچہ عمدہ محصول بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معجز نما حمائل مترجم مع کامل تفسیر اردو پچاس خوبیوں والی

حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب ۔ دیدہ لاگو یا ایک ماہر استاد کے تراشے ہوئے نگینے ہیں ایسی بہترین چھپائی جو عکسی چھاپہ خانہ کو نصیب نہیں مندرجہ ذیل خوبیوں کا مجموعہ ہے (۱) صحت کا یہ عالم کہ ایک ایک نقطہ کی ذمہ داری (۲) تمام ریزہ داغ خانہ بندی کے مطابق جس پر تمام تیاریوں کا اتفاق ہے (۳) اہلمد طرز تحریر عشق نما ۔ علی صاحب بلیری کی حمائل فی غلطی ایک شرقی انعام والی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ کے مطابق ہے (۴) خوشخطی میں کتابت روز گار اور اب تازہ ترین چھپ کر تیار ہوئی ہے ہر پارہ و ہر منزل الفش دیگر سے آراستہ (۵) ستر حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی چشتی تھانوی (۶) جمہور علماء کے نزدیک مستند اور آخری ترجمہ ہے (۷) جس کو مولانا نے سب سے آخری مرتبہ اپنی تفسیر البیان للقرآن میں لفظ بلفظ نمبر وار قائم کیا ہے یعنی ترجمہ تو وہی پہلا ہے مگر بعض جگہ جو عام فہم نہ تھا اس کو عام فہم الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے اس لئے یہ تمام سابق ایڈیشنوں سے آخری اور بہترین ترجمہ ہے اور ان تمام اغلاط و خلل لفظی سے پاک ہے جو آزادی پسند اصحاب کے ترجموں میں موجود ہیں ۔ خوبی یہ کہ حاشیہ پر بامحاورہ اردو زبان میں کامل تفسیر ہے جو مندرجہ ذیل مضامین پر شامل ہے (۸) تمام احکام قرآن کا بیان (۹) تمام مسائل قرآن (۱۰) تمام قصص القرآن (۱۱) اکمل تاریخی واقعات (۱۲) ذکر اولین و آخرین (۱۳) قرآن کے ظاہری و باطنی اشارات (۱۴) تمام پیغمبروں اور ان کی قوموں کے حالات (۱۵) تمام نیز شتوں اور ان کے متعلقہ کاموں کا بیان (۱۶) زمانہ قرآن کے کافروں اور ماقبل کے کافروں کی سخت معاشرت و عبادت کا بیان (۱۷) زمانہ قرآن کی جملہ قوموں کا بیان (۱۸) دنیوی و اخروی منازل کا بیان (۱۹) آسمانی عالم و ستاروں کا بیان (۲۰) حیوانات و پرندوں کا بیان (۲۱) باطل معبودوں اور بتوں کی پوری تفصیل (۲۲) دنیا کے دیگر مذاہب کی کتابوں پر قرآن کی برتری کا بیان (۲۳) ناسخ و منسوخ (۲۴) شان نزول (۲۵) ربط آیات (۲۶) حل لغات و ترکیب قرآن (۲۷) حاشیہ پر تفسیر کا ہر مضمون واضح قلم سرخی سے شروع ہو تا ہے (۲۸) حاشیہ پر یہ تفسیر مندرجہ ذیل تفاسیر و کتب حدیث کے حوالہ سے بقصر زکثیر نہایت صحت کے ساتھ چھاپی گئی ہے جو آجتک نہ تو کسی قرآن پر دیکھی اور نہ کسی نے اس قدر زکثیر خرچ کرنے کی ہمت کی ۔ تفسیر کبیر رازی جریر ۔ درمنثور ۔ خازن ۔ ابن کثیر ۔ مدارک ۔ جامع البیان القرآن موضح القرآن ۔ ضحاک ۔ مسند حاکم ۔ ابن ابی حاتم ۔ مسند امام احمد ۔ جلالین سیوطی ۔ بخاری ۔ مسلم ۔ ترمذی ۔ نیل الاوطار وغیرہ مع کامل حوالہ ہر ایک (۲۹) نیز اس حمائل کے شروع میں بصورت کتاب ایک مقدمہ شامل ہے جو پانچ حصوں میں کامل ہے جس میں مندرجہ ذیل بیان ہے **حصہ اول** (۳۰) رسول خدا کے ظہور سے قبل اقوام دنیا کا حال (۳۱) آپ کے ظہور کی بابت ان کے عالموں کا بیان (۳۲) عرب کی قدیم قوموں کی تعریف (۳۳) رسول خدا کی پیدائش سے لیکر وفات تک مفصل سوانحعمری (۳۴) ان تمام رؤیاؤں کا بیان جو کفار نے آپ کے خلاف انجام دیں (۳۵) آپ کے وہ تمام خطوط مع ترجمہ درج ہیں جو آپ نے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام روانہ فرمائے تھے **حصہ دوم** (۳۶) تجویز خلافت (۳۷) خلفائے راشدین کے کامل حالات **حصہ سوم** (۳۸) فضائل قرآن (۳۹) علم قرات کے مسائل (۴۰) وہ ۱۰ مقامات جہاں اعراب کی تبدیلی سے کفر کا خطرہ ہے (۴۱) وہ ۱۸ مقامات جہاں الف کا نہ پڑھنا ضروری ہے (۴۲) رموز اوقاف اور دو قاعدے جن کے معلوم ہونے کے بعد تلاوت قرآن میں غلطی نہ ہوگی ۔ آداب قرآن اور بحکم پڑھنے کے احکام کتنے روز میں قرآن ختم کرنا چاہیئے ۔ **حصہ چہارم** (۴۳) خاندان نقشبندیہ ۔ قادریہ ۔ بہر دو یہ و چشتیہ کے بزرگوں کے فضائل اعمال قرآن (۴۴) سورتوں کے خواص (۴۵) جملہ سرتوں اور آیتوں کے تعویذات (۴۶) بزرگان دین کے وظائف اور ان سب کے عامل ہونے کی ترکیب (۴۷) مستند طالسما و تعبیر خواب **حصہ پنجم** (۴۸) پیغمبر دل کی وہ ۱۰ عائیں جو قرآن میں موجود ہیں (۴۹) قرآن کی وہ دعائیں جو طرفہ مسلمانوں کو اپنے پسندیدہ الفاظ میں بتائی ہیں مع خاصیت و قاعدہ ورد مطابق عمل بزرگان دین اور ان کے عامل ہونے کی ترکیب (۵۰) مضامین قرآن کا مفصل فہرست جس سے ایک اشارے میں آیت نکل سکتی ہے ۔ جملہ خط عربی و اردو ہر دو خط نہایت صحیح نمبر وار وغیرہ اپنے اپنے حروف پر دیئے گئے ہیں تلد و طرز تحریر بھی ٹھیک ۔ علاوہ اس کے یہ قرآن کا سمائہ ہے جس میں ہمارے اور آپ کے درمیان کے بیان کا واسطہ لیس ہے اگر مطابق المشتہار نہ ہو تو بذریعہ وی پی کارخانہ کے نام روانہ فرما کر اپنی کل قیمت مع محصول واپس منگوالیں کارخانہ کو بڑی کوشش و زر کثیر خرچ کر کے اس کو تیار کیا ہے و دیگر تاجران کتب کی طرح سے کفایت شعاری سے ہرگز کام نہیں لیا اس سے قبل جو معجز نما سو مطبوعہ قرآن شریف بدو ترجمہ کارخانہ نے شائع کیا ہے اور اب بھی بڑی مقبولیت کے ساتھ ہدیہ ہو رہا ہے وہ اس کا شاہد ہے ہدیہ مجلد چرمی اعلیٰ کاغذ صرف پتے محصول ڈاک ۸ رکل چار روپے (للعدر)

ملنے کا پتہ: جمیدیہ پریس ۔ دہلی ۔

نسخہ صحیحہ دلائل الخیرات

مع حزب البحر و قصیدہ بردہ

آجتک ہندوستان بھر میں جتنی دلائل الخیرات تیار ہوئیں ہوئی نہایت صحیح قابل تعریف تمام ہیں اور نہایت خوشخط نہ ریشن پالیز ۱۰ روپے ترجمہ از حضرت مولانا ابوالحسن نقشبندی مع طرائق ذکر و حاشیہ پر پاکیزہ اردو میں فضائل و اوراد و ظہار برکات کیلئے مندرجہ ذیل کتب کے حوالہ سے زکثیر خرچ کر کے کامل تفسیر چھاپی گئی ہے جو قابل تعریف ہے تازہ چھپی ہوئی ہے خوبی یہ کہ اس کا تمام تر دقت حضرت سید علی حریری مدنی زید مجدہ کے مطابق ہے جو اس وقت ملاک اسلامیہ مکہ مکرمہ پر تشریف فرما ہیں منورہ مصر افریقہ اور ہندوستان میں رائج ہے اور جس جگہ اس روایت کے خلاف حضرت سید محمد مغربی کی روایت ہے وہ حاشیہ پر درج ہے مصر قسطنطنیہ اور ہندوستان کے مطبوعہ نسخہ جات سے مقابلہ کر کے اس کی صحت میں غایت درجہ کی کوشش کی گئی ہے اور شروع میں مصنف دلائل الخیرات حضرت امام محمد بن سلیمان الجزولی رحمۃ کی کامل سوانحعمری ہے جو ایک مصری کتاب سے نقل کی گئی ہے جس کے دیکھنے سے اس عظیم الشان انسان کی عظمت ظاہر ہو جاتی ہے ۔ اخیر میں حزب البحر ترجمہ مع کامل تفسیر اردو و قصیدہ بردہ مع مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ و حاشیہ مع کامل سوانحعمری مصنف نہایت صحیح چھپا ہے ۔ بعد قصیدہ بردہ پاکیزہ ترجمہ مع کامل تفسیر اردو و سنا و طریقہ ورد جیسا تمام مضامین مشمل نسخہ مطبوعہ مصر ابواب پر تقسیم کئے گئے ہیں مع کامل سوانحعمری مصنف" ان میں کمی کی ہوں کہ ایک جگہ سنا تقسیم کی آسانی کے لئے جمع کیا ہے ۔ اپنی آرزو کے مطابق صحت و خوشخطی میں اس لئے کوشش کی گئی ہے تاکہ شائقین کو آسانی ہو ۔

قیمت مجلد صرف ۴ عہ

منیجر حمیدیہ پریس بلی ماران دہلی ہے

بچے خواہ مخواہ مار کھاتے ہیں

ابھی قرآن شریف خرید کر دیا اور ورق پھٹنے شروع ہو گئے۔ اس میں ان کا کیا قصور۔ رف کاغذ ہوتا ہی بودا ہے جہاں ذرا سا پسینہ لگا اور کاغذ گلا۔ ان کو مارنے اور ان پر خفا ہونے کی بجائے اچھے مضبوط کاغذ کا قرآن خرید کر دیجئے۔

(۲) صبح سے دماغ کھپایا اور سبق یاد نہیں ہوا۔ پھر مارنا شروع کر دیا۔ یہ نہ سمجھا کہ باریک حروف بچوں کی نگاہ پر کہ پھٹتے ہیں ان کو بہت موٹے موٹے حروف کا قرآن شریف منگا کر دیا جائے تو سبق جلد ہی یاد ہوتا۔

(۳) ایک ایک آیت کو دس دس دفعہ سنا دیا پھر بھی جب پڑھا غلط، جب سنایا غلط مارنا شروع کرنے سے پہلے یہ تو دیکھئے کہ قرآن شریف پر اعراب کیسے لگے ہوئے ہیں ٹھیک حروف پر ہوں تو بچہ خود بخود صحیح پڑھتا ہے

یہ سب نقائص دور ہو سکتے ہیں اگر آپ

چوب قلم قرآن شریف

حمیدیہ پریس دہلی سے منگا کر بچوں کو پڑھائیں

اس کا کاغذ خاکی ۲۴ پونڈ والا ہے اسلئے بہت مضبوط ہے اور پسینہ کا اثر اس پر بہت کم پڑتا ہے اس لئے بچوں کے آپ کو یہ شکایت نہیں ہوگی کہ قرآن شریف جلد پھٹ گیا۔

اس کی کتابت

اتنی جلی ہے اس لئے حروف پر نگاہ خوب جمتی ہے اور الفاظ بہت جلد ذہن نشین ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کے پڑھنے والے بچے بہت جلد سبق یاد کر لیتے ہیں اور استاد کو بہت کم سر کھپانے کی ضرورت ہوتی ہے اس لحاظ سے صرف چوب قلم قرآن شریف منگا کر بچوں کو پڑھائیے تاکہ بچے مار کھانے سے بچ جائیں

صحیح پڑھنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ قرآن شریف کے اعراب بالکل صحیح لگے ہوئے ہوں ورنہ کہنی بات ہے کہ ایک غیر زبان کو صحیح پڑھنا بالکل ناممکن ہے سستے پن کے قرآن شریف میں یہ التزام بہت دشوار ہوتا ہے اس لئے بھی آپ کو یہ چوب قلم قرآن شریف منگانا چاہئے کہ قرآن شریف بالکل صحیح پڑھا جائے کیونکہ اس کے اعراب بالکل ٹھیک حروف پر ہیں۔

چھپائی بہت سیاہ ہے جو بادامی کاغذ پر خوب چمکتی ہے اس کی ضخامت معمولی قرآن شریف سے ڈیوڑھی ہے سستے قرآن شریف علی العموم ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں لیکن یہ قرآن شریف ۷۰۰ صفحے ہے، پھر لطف یہ ہے کہ اس کا ہدیہ بھی بلا جلد ایک روپیہ مجلد پارچہ سوا روپیہ مجلد چرمی ایک روپیہ بارہ آنے۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

قرآن شریف

ہر پارہ علیحدہ علیحدہ ملٹ مجلد

۴۴ صفحہ کا ہر پارہ

یہ چوب قلم قرآن ہے بہت موٹے ملٹ کاغذ پر چھپا ہے، وزن ڈیڑھ سیر ہو گیا ہے گویا ہر پارہ عمدہ مجلد ہے میت کے ایصال ثواب کے لئے اس بہتر ہدیہ اور کوئی نہیں جو بہت بڑے خرچ سے بہت بڑا اجر دلواتا ہے اس کا دینے والا روزانہ دعائیں لیتا ہے کیونکہ پارہ کے ساتھ دعائیں چھپی ہیں جس میں قرآن شریف دینے والے کے ترقی مدارج اور فلاح و فوز کی استدعا بارگاہ رب العزت میں ہوتی ہے

ہر مصیبت میں راحت اسی سے

ملتی ہے کیونکہ لوگ ہر ابتلا کے دفع کے لئے یہ قرآن شریف تحفہ دیتے ہیں سب سے بڑا مجرب گنڈا زود اثر تعویذ تیر بہدف نقش اور کبھی ناکام نہ ہونے والا نسخہ یہ اور صرف یہ ہے

یہ کامل ۳۰ پارے یکمشت مجلد ۸ر

بابتہ حمیدیہ پریس۔ دہلی

اکیاون

خوبیوں والا قرآن مجید مترجم مترجمہ و مصدقہ و مفسرہ محدث اعظم

حکیم الامت حضرت علامہ مولوی مفتی شاہ محمد اشرفعلی تھانوی مدظلہ

جس کا ہر مسلمان گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا اٹھائی ہے ہر ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچھلے سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائینگے جسمیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے ہشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط تعلیم کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گزرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں جب ذیل خوبیاں ہیں

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی (۲) دوسرا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہے جو بہت حد تک کافی ہے (۴) ہر پارہ کے شروع ہوتا ہے تاکہ ہر پارہ علیحدہ علیحدہ بھی ہو سکے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب اردو کے بہترین خوشنویس کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لکھے ہوئے ہیں یہ نہیں کہ ایک حرف کا اعراب دوسرے پر معلوم ہو (۸) صحت حضرت خاتم المحققین علامہ احمد علی صاحب کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات صاحب فن حفاظ نے اس کی مزید تصحیح کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی بھی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے (۱۱) تمام مضامین قرآنی کی فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۴) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات جو اولیائے کرام کے معمول رہے ہیں (۱۵) تعبیہ نامناسب اور قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۶) فضائل القرآن (۱۷) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۱۸) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۱۹) ایک سورۃ کا دوسری سورۃ کے ساتھ ربط (۲۰) تلاوت قرآن کا طریقہ اور تلاوت کے اصول (۲۱) حضرت خواجہ حسن نظامی کا مقدمۃ القرآن (۲۲) کلام الٰہی کی آیتوں پر عیسائی الزامات کا رد (۲۳) کلام الٰہی کی تردید (۲۴) کلام الٰہی کے متعلق طبر پر ثابت کیا ہے کہ یہ خالص الہامی کتاب اور منزل من اللہ ہے (۲۵) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ وغیرہ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اُستباس (۲۶) تخلیق عالم آخر نقش کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۷) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے ان کی کیونکر کایا پلٹی (۲۸) قرآن شریف ناظرہ پڑھنے کے اوصاف و برکات (۲۹) یعنی قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۰) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (۳۱) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے اس کا حوالہ (۳۲) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کا سورہ انفال اور سورہ توبہ میں ذکر ہے تاوفات سرور کائنات ( ) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی اور قرآن شریف کی جیتنگوئیوں کا پورا ہونا ( ) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھوانے کے فضائل ( ) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب ( ) خواص القرآن اسرار القرآن فوائد القرآن ( ) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہئے (صحاح ستہ) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر کا اندیشہ ہے ( ) خاص تعویذات قرآن شریف ( ) ہر مرض کی دوا قرآن شریف سے ( ) تقطیع متوسط ۳۹ + ۲۲ کاغذ ۳۲ پونڈ وزن کا ( ) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ موجودہ دہلی کے کسی قرآن شریف کی چھپائی اس سے بہتر نہیں ( ) نصیح کاغذ نہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی کی اطلاع بھی نہیں ملی ( ) جلد نقرئی چرمی نہایت پختہ اور پائدار ( ) حنا ارغوانی ہے جو ڈبڑیوں کے رنگ سے کی جاتی ہے ( ) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ دو ترجمے ہیں اور ۵ خوبیاں اور بہت سستا ہے یعنی جلد سپر فی منفش جدید ہدیہ للعہ محصول ڈاک علاوہ ضخامت قرآن شریف ۴۸۰ صفحے ضخامت مقدمہ ۷۶ صفحے کل ضخامت ۵۰۰ صفحے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دو ترجمہ و الاحوشنا

بارہ ۱۲ سورہ

مع اوراد و وظائف

ترجمہ اول زیر تحت حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی دوم حکیم الامت حضرت شاہ اشرفعلی صاحب مدظلہ ذکر و افکار امراض والوں اور ایسے کاروباری ہر حضرات کے لئے جن کو دقت کم ملتا ہو یہ علیحدہ اوراد و وظائف کا دو آزدہ سورہ نعمت عظمے ہے اس میں وہ تمام اوراد و وظائف ہیں جو بزرگان دین کے معمول رہے ہیں جن میں بے شمار فوائد و برکات مضمر ہیں علاوہ ان کے مندرجہ ذیل بارہ سورتیں ہیں۔

سورہ یٰسین	سورہ الفتح		
سورہ الرحمن	سورہ الواقعہ		
سورہ الملک	سورہ المزمل		
سورہ نوح	سورہ جن		
سورہ القیامہ	سورہ ہل اتی		
سورہ قل	سورہ والناس		

اور ہفت سیل مع اسماء بخشش نفس مرفضائل و فوائد و دعائے گنج العرش مع خواص و فضائل اسمائے حسنیٰ اسمیاں کے نام مع خواص و فضائل اسمائے مقدسہ سرور عالم مع فوائد و دعائے حبیب مع فوائد درود تاج مترجم مع اسناد و صلوۃ تنجینا مع خجستہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ مع تاریخی حالات و تواریخ وفات خجستہ سلسلہ قادریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور درود لکھر از سید غوث الاعظم ہر سورہ کا نقش مع خواص ہر سورہ کے ساتھ درج ہوا ہے حواشی میں بارہ ائمہ معصومین کے مختصر حالات درج ہیں ہر جامعیت کا دو سرا پچورہ آجک نہیں چھپا گا کتابت بہت اعلیٰ اضافہ مجلد صرف ہر تین جلد عہ اور دس جلد پونے چار روپے محصول ڈاک اس کے علاوہ ہوگا

پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

امیر المومنین محی الملت والدین سلطان العلوم حضور نظام

کا خاص اپنی تلاوت کے لئے منتخب کردہ اور پسندیدہ

پانچ ترجمہ والا قرآن مجید معہ احسن التفاسیر کامل

یہ وہ قرآن شریف ہے کہ ہندوستان تو ہندوستان اسلامی دنیا میں بھی کسی جگہ آجتک اتنی خوبیوں کے ساتھ ایسا قرآن مجید نہیں چھپا جیسا کہ سالہا سال کی محنت اور مسلسل کوشش کے بعد بیشمار خوبیوں کے ساتھ شائع ہوا ہے اس قرآن پاک کو مشہور علمائے متبحر اور بزرگان دین نے بے حد پسند فرمایا ہے ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑی نعمت مقدس کتاب کلام الٰہی ہو اور اگر مسلمان نہ سمجھے اور احکام نہ سمجھے تو بہت بے تیاری برت رہے ہیں لیکن کلام مجید کی عزت و عظمت دلوں میں باقی ہے اور ایک غریب سے غریب مسلمان گھرانے میں بھی بقدر قرآن شریف ضرور ہوگا جو ہوں گے اسے ہونا ٹوٹے سے وہ یہ پر آپ کو ایک بہترین کلام مجید میسر آجائے تو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ کو اس کے حاصل کرنے میں ہاتھ کل تامل نہیں نہیں کرنا چاہیئے کیا زندگی کے ہزارہا مصارف کے ساتھ سب سے زیادہ متبرک اور گرانبہا نعمت کے لئے عمر میں ایک دفعہ کچھ خرچ کر دینا آپ کے لئے گراں ہے؟ اگر نہیں تو پھر مالک محدود سرکار عالی کے مسلمان بھائیوں کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً اس قرآن شریف کو ضرور لینا چاہیئے کیونکہ دہلی کے درد مسعود پر اعلیٰ حضرت نے اس قرآن شریف کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنی تلاوت کیلئے بہت خصوصیت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے آئندہ ظل الٰہی صرف اسی قرآن پاک کو تفسیر کو مطالعہ فرمائینگے کیونکہ اس میں عام فہم نادر بسیط تفسیر ہے۔

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر اردو کی بہترین احسن التفاسیر کامل ہے جو نہایت مستند عام فہم مقبول عام ہے اور تمام قرآنی حکمت و لطائف احادیث و روایات و مسائل مستنبط کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے (اس کا ہدیہ تیس روپے تک ہو چکا ہے اور اس وقت ناپید ہے) اس میں سب سے بڑی خوبی یا ہے کہ قرآن مجید کی شرح اسکے الفاظ سے ہو قرآن مجید میں جہاں جہاں مشکل مقامات پر دوسرے مقامات کے ساتھ سب سے زیادہ متبرک اور گرانبہا نعمت کے لئے عمر میں ایک دفعہ کچھ خرچ کر دینا آپ کے لئے گراں ہے؟ اگر نہیں تو پھر مالک محدود سرکار عالی کے مسلمان بھائیوں کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً اس قرآن شریف کو ضرور لینا چاہیئے کیونکہ دہلی کے درد مسعود پر اعلیٰ حضرت نے اس قرآن شریف کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنی تلاوت کیلئے بہت خصوصیت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے آئندہ ظل الٰہی صرف اسی قرآن پاک کو تفسیر کو مطالعہ فرمائینگے کیونکہ اس میں عام فہم نادر بسیط تفسیر ہے۔

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر اردو کی بہترین احسن التفاسیر کامل ہے جو نہایت مستند عام فہم مقبول عام ہے اور تمام قرآنی حکمت و لطائف احادیث و روایات و مسائل مستنبط کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے (اس کا ہدیہ تیس روپے تک ہو چکا ہے اور اس وقت ناپید ہے) اس میں سب سے بڑی خوبی یا ہے کہ قرآن مجید کی شرح اسکے الفاظ سے ہو قرآن مجید میں جہاں جہاں مشکل مقامات پر دوسرے مقامات کے ساتھ سب سے زیادہ متبرک اور گرانبہا نعمت کے لئے عمر میں ایک دفعہ کچھ خرچ کر دینا آپ کے لئے گراں ہے؟ اگر نہیں تو پھر مالک محدود سرکار عالی کے مسلمان بھائیوں کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً اس قرآن شریف کو ضرور لینا چاہیئے کیونکہ دہلی کے درد مسعود پر اعلیٰ حضرت نے اس قرآن شریف کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنی تلاوت کیلئے بہت خصوصیت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے آئندہ ظل الٰہی صرف اسی قرآن پاک کو تفسیر کو مطالعہ فرمائینگے کیونکہ اس میں عام فہم نادر بسیط تفسیر ہے۔

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر اردو کی بہترین احسن التفاسیر کامل ہے جو نہایت مستند عام فہم مقبول عام ہے اور تمام قرآنی حکمت و لطائف احادیث و روایات و مسائل مستنبط کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے (اس کا ہدیہ تیس روپے تک ہو چکا ہے اور اس وقت ناپید ہے) اس میں سب سے بڑی خوبی یا ہے کہ قرآن مجید کی شرح اسکے الفاظ سے ہو قرآن مجید میں جہاں جہاں مشکل مقامات پر دوسرے مقامات کے ساتھ سب سے زیادہ متبرک اور گرانبہا نعمت کے لئے عمر میں ایک دفعہ کچھ خرچ کر دینا آپ کے لئے گراں ہے؟ اگر نہیں تو پھر مالک محدود سرکار عالی کے مسلمان بھائیوں کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً اس قرآن شریف کو ضرور لینا چاہیئے کیونکہ دہلی کے درد مسعود پر اعلیٰ حضرت نے اس قرآن شریف کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنی تلاوت کیلئے بہت خصوصیت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے آئندہ ظل الٰہی صرف اسی قرآن پاک کو تفسیر کو مطالعہ فرمائینگے کیونکہ اس میں عام فہم نادر بسیط تفسیر ہے۔

دیگر خصوصیات

(۱) ہر مقام پر بسم اللہ شریف خط طغرا جداگانہ شان سے لکھی ہے جس سے کمال کتابت ظاہر ہے (۲) قرآن شریف کے مضامین کی فہرست مضامین شروع میں دی گئی ہے تاکہ ورق گردانی میں وقت نہ ضایع ہو (۳) تفسیر قرآن کی فہرست مضامین ہی درج ہے تاکہ آپ کو مضامین کی تلاش میں وقت نہ پڑے (۴) اعمال اور وظائف قرآنی ہیں (۵) تمام سورتوں کے تعبیر خواب ہیں (۶) تمام سورتوں کے تعویذ القرآن درج ہیں (۷) فضائل القرآن (۸) سائل القرآن (۹) آداب القرآن (۱۰) رموز اوقاف (۱۱) وہ مضامین جن سے ظلمی اعراب سے کفر لازم آتا ہے (۱۲) حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوا انچ موئے مبارک بھی شامل ہے (۱۵) کاغذ مصری جس پر مصر کے نہایت قیمتی کلام مجید شائع ہوتے ہیں اور جو صرف کلام مجید ہی کے لئے مخصوص ہے۔

اب آپ خود فیصلہ کیجئے اور مہربانی کر کے بتلائیے

کہ اس شان کا قرآن اتنی خوبیوں والا قرآن جس کے حاشیہ پر احسن التفاسیر پوری مبسوط اور تفسیر بھی وہ جس کا ہدیہ تیس روپے رہا ہو اور اب وہ بھی نایاب اور نعفا ہو ایک دو نہیں پورے پانچ ترجمہ اور وہ بھی ایسے اولوالعزم خدمتگاروں کے جنکے ثانی آجتک پیدا نہیں ہوئے پھر کاغذ بھی مصری یعنی خاص قرآن پیپر جو مصر میں قرآن شریف کے لئے مخصوص ہو (یہ کاغذ کلابی مائل زنجی ہوتا ہے) اتنی ہمہ گیر خوبیوں کے لحاظ سے اس کا ہدیہ کیا ہونا چاہیئے۔

اس قرآن شریف کا ہدیہ ڈیڑھ سال قبل جب یہ پہلی مرتبہ پریس سے آیا تھا تو اس کا ہدیہ تیس روپے تھا اور ہونا بھی یہی چاہیئے تھا جس کی بہت زیادہ مانگ ہوئی اور ایک ہی سال میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ جب دوسرا ایڈیشن چھپا تو چونکہ قیمتی کاغذ جو کہ مصر سے آتا ہے بہت مہنگا ہو گیا اور ردنہ رفتہ کرائے کرائے آپ کو مستحب رعایتی ہدیہ بتلاتا ہوں کہ مجلد چرمی اعلیٰ کا ہدیہ صرف ساڑھے بارہ روپے ہے اب بھی ہم میں سے صاحب استطاعت حضرات نہ لیں تو سوائے نہ بھی جمود کے اور کیا کہا جا سکتا ہے علاوہ محصول ڈاک پر خرچ ہوتا ہے۔

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی سے منگائیے

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

مولوی

جلد ۱۰ | دہلی۔ بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲

خطبہ

الحمد للہ مقدر الشھور والاعوام ومجدد الاھوا والایام الذی خلق السموات والارض وما بینھما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش متفردا بالبقاء والدوام لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام احمدہ حمد المقرین بالعجز عن الاحاطۃ بصفات الجلال والاکرام واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شھادۃ ادخر بھا یوم القیام واشھد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ نبی ارسلہ رحمۃ للانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ اما بعد۔

معاشر الحاضرین۔ اور درود وسلام ہو مجدد اس نبی برحق پر جس نے رحمت وبرکت والے دنوں، مہینوں اور مہینوں سے ہر کو آگاہ کیا اور ہدایت کی کہ ان مبارک ایام میں ہم کو کیا کرنا چاہیئے اور کس طرح کی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

برادران اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے ہماری زندگیاں قائم رکھیں اور ہمیں ایک دفعہ پھر موقع عطا فرمایا کہ اپنی غفلتوں کی تلافی کرلیں اور ماہ مبارک شعبان کی برکات جسمانی سے مستفید ہو کر اپنے دین ودنیا کو سنوار لیں۔

حضرات! اگر خدائے تعالیٰ ہماری زندگی ختم کر دیتا اور موت ہم کو مہلت نہ دیتی تو غور کرو کہ آج اپنی غفلتوں پر ہمیں کس قدر افسوس ہوتا کیونکہ یہ اعمالیاں خدا کے سامنے ہم کو شرمندہ کرتیں اور ان کی تلافی کا کوئی موقع ہم کو پھر نہ ملتا مگر اب ایک دفعہ پھر موقع مل گیا ہے کہ اس دنیا کے لئے کچھ زاد راہ تیار کر لیں تاکہ جب اس احکم الحاکمین کے سامنے جائیں تو گناہوں کے بار سے پیٹھ کچھ تو ہلکی ہو اور ادھر تا پاشرم وندامت کے دریا میں غوطے نہ کھانا پڑے اور میزان عدل میں اگر گناہوں کا پلڑا جھکا ہوا ہو تو کم از کم حسنات کے پلڑے میں بھی کچھ نہ کچھ وزن ہو۔

اس لئے آج کے خطبہ میں ماہ مبارک شعبان کے متعلق احادیث میں جو کچھ آیا ہے اور جو ہدایت کی گئی ہے اور جو کچھ ہمیں کرنا اور برتنا چاہیئے اس سے بحث کی جائیگی امید ہے کہ اگر آخرت کا کچھ خوف تمہارے دلوں میں باقی ہے اور گناہوں کے بوجھ ہم کچھ بھی ہلکا کرنے کی خواہش اپنے دل میں رکھتے ہیں تو ماہ شعبان کے متعلق رسول اللہ کے ارشادات اور سنہ جسنہ رسول پاک سے اپنی زندگی تاریک اور آلودہ راتوں اور دنوں کی تلافی اغماض کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ومشغول ہو جائینگے۔

برادران اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ:۔

ماہ شعبان وجب اور رمضان کے بیچ میں ہے اور لوگ عموماً اس ماہ مبارک کی برکتوں اور اسکے فضائل وحسنات کی طرف سے غافل ہو جاتے ہیں حالانکہ اس مہینہ میں اللہ کے سامنے اسکے بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل پیش ہو مگر یہ کہ میں روزہ سے ہوں۔

اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ لوگ اس مہینہ میں غفلت برتتے ہیں دوسرے یہ کہ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال حضور خدا بندگی میں پیش ہوتے ہیں تیسرے یہ کہ اعمال ایسی حالت میں پیش ہونے چاہئیں کہ بندے روزہ دار ہوں ہمارا فرض ہے کہ اس حدیث شریف کے مطابق اس مہینہ میں اپنے اعمال کا خیال رکھیں اول یہ کہ غفلت کو پاس نہ آنے دیں غفلت سے مراد یہ ہے کہ اللہ اور اسکے رسول اور یوم آخرت کی باز پرس سے غافل نہ ہوں بلکہ ان کا خیال رکھیں ان کا خیال رکھنا تو ہماری زندگی کی گھڑیوں سے محفوظ رہے گی دوسرا فرض یہ ہے کہ چونکہ اس مہینہ میں اللہ پاک کے سامنے بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اسلئے اس کا خیال رکھیں کہ اس مہینہ میں بھی اعمال صحیحہ سرزد ہوں اور تیسرے یہ کہ کثرت سے روزے رکھیں تاکہ ارشاد نبوی کے مطابق ایسی حالت میں اعمال پیش ہوں کہ ہم روزہ دار ہوں۔

برادران اسلام! شعبان المعظم کی ایک فضیلت تو اوپر بیان ہو چکی کہ اس مہینہ میں اعمال بندگان حضور خداوندی میں پیش کئے جاتے ہیں دوسری فضیلت یہ ہے کہ بیہقی نے شعب الایمان میں اسامہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان شھری ورمضان شھر اللہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ پاک کا۔

کسی مہینہ کی فضیلت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ سرکار دو عالم اس کی نسبت فرمائیں کہ یہ میرا مہینہ ہے ظاہر ہے کہ اس مہینہ کے بعد اگر دوسرا مہینہ افضل واقدس ہے تو صرف رمضان ہی ہے جو خدا کا مہینہ ہے جسکے معنی یہ ہوئے کہ رمضان کے بعد سب سے زیادہ مبارک ومقدس مہینہ شعبان ہی کا ہے جب ماہ شعبان المعظم اس قدر مقدس ومبارک مہینہ ہے تو اب ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ اس ماہ مبارک کے سلسلہ میں ہم پر کس قدر فرائض عائد ہو جاتے ہیں کیا رسول خدا کے ساتھ جس محبت کا ہم مسلمان دعویٰ کرتے ہیں اس کا اقتضا یہی ہے کہ اس کو غفلت ومکاسلی اور اللہ اور اسکے رسول کے احکام کی نافرمانی میں گذار دیں یا یہ کہ ہمہ تن مصروف ہو کر اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنا ہم پر واجب ہے جو اس ماہ مبارک سے متعلق ہے۔

برادران اسلام! سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے بعد سب سے زیادہ روزے رکھے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر ویفطر حتی نقول لا یصوم وما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شھر قط الا رمضان وما رأیتہ فی شھر اکثر منہ صیاما فی شھر شعبان۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھے جاتے یہانتک کہ کہنے لگتے کہ اب حضور افطار نہیں فرمائینگے یعنی مسلسل روزہ رکھتے رہیں گے اور کبھی افطار کئے جاتے اور ہم کہنے لگتے کہ اب حضور روزہ نہیں رکھینگے یعنی کئی کئی دن تک مسلسل روزے نہ رکھتے اور میں نے نہیں دیکھا

کہ رمضان کے سوا حضورؐ نے کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں اور نہ یہ دیکھا کہ حضورؐ نے شعبان سے زیادہ کسی مہینہ کے روزے رکھے ہوں۔

اس حدیث شریف سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان میں نہایت کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اگرچہ پورے مہینے کے روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ کچھ روزے چھوڑ دیتے تھے اور جب چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا کہ اب حضور روزے نہ رکھیں گے مگر پھر بھی رمضان کے بعد کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے چنانچہ ایک دوسری حدیث سے بھی اس کی تصریح ہوتی ہے روا کا الجخاف لمکین النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شہرا اکثر من شعبان فانہ کان یصوم شعبان کلہ وکان یقول خذوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا۔ یعنی رسول خدا کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے نہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ عمل اتنا کرو جتنے کی طاقت رکھتے ہو بیشک اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم تھک جاتے ہو۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضورؐ ماہ مبارک شعبان میں نہایت کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے ایک اور حدیث میں بھی نسائی روایت کرتے ہیں عن ام سلمۃ کیصوم شہرین متتابعین الا انہ کان یصل شعبان برمضان یعنی بے شک حضورؐ کو مسلسل پے در پے دو مہینوں کے روزے رکھتے ہوئے مگر یہ کہ شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ اس مہینہ میں ہر ایک مرنے والے کا نام لکھ دیا جاتا ہے اور میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ میری موت ایسی حالت میں آئے کہ میں روزہ دار ہوں۔

بہرحال ان سب احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شعبان کے مہینے میں آپ بہت کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور اس مہینہ میں روزہ رکھنے کو پسند فرماتے تھے اس لئے سب سے پہلی چیز جو اس مہینہ میں ہمارے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے وہ یہی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور جس قدر زیادہ سے زیادہ روزے رکھ سکیں رکھیں۔

اول تو روزہ خواہ کسی مہینہ میں رکھا جائے موجب اجر و ثواب ہی پھر شعبان میں اس لئے روزہ رکھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فعل کی تقلید بھی ہے مزید ثواب کا باعث ہے اسکے علاوہ چونکہ شعبان کے روزے پکے روزے ہیں۔ دلائل طور پر رمضان کی برکات حسنات کے زیادہ اہل ہوں گے رمضان کے روزوں کی علت غائی لعلکم تتقون بتلائی گئی ہے تاکہ متقی اور پرہیزگار بنو ظاہر ہے کہ یہ مقصد اور زیادہ یقین کے ساتھ حاصل ہوگا اگر ہم شعبان کے بھی روزے رکھا کریں۔

برادران اسلام! کیا شعبان کے جو دن باقی ہیں ان میں رسول خدا کے اس اسوۂ حسنہ کا اتباع کرکے دین اور دنیا کی مغفرت حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔

برادران اسلام! اوپر جو کچھ بیان کیا گیا وہ تو عام طور پر ماہ شعبان المعظم کے متعلق تھا لیکن اس ماہ مبارک کا ایک خاص حصہ بھی ہے جسکے متعلق احادیث میں علیحدہ ذکر ہے اور علیحدہ احکام و ہدایات ہیں اور وہ اس مہینے کی پندرہویں شب ہے جس کو عام طور پر شب برات کہتے ہیں اس مبارک و مقدس رات کے متعلق احادیث میں وارد ہوا کہ اس شب میں سال بھر کا حساب کتاب دیکھا جاتا ہے نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینزل اللہ تعالیٰ الی السماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل مسلم او رجل مشرک او فی قلبہ شحناء یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمان دنیا کی طرف ظہور فرماتا ہے پس ہر گناہگار شخص کو بخش دیتا ہے مگر شرک آدمی کو یا جس کے دل میں کینہ اور عداوت ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوائے دو شخصوں کے ایک مشرک اور دوسرے کینہ ور شخص کے ہر شخص کی بخشش اور مغفرت اس شب میں ہو سکتی ہے بشرطیکہ خلوص و صداقت کے ساتھ کوئی شخص سچے دل سے توبہ کرکے اللہ رب العالمین سے طلب مغفرت کرے۔

اس امر کی وضاحت دوسری حدیث سے ہوتی ہے جو یہ ہے

وعن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا نہارہا فان اللہ ینزل فیہا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر حضرت علی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شعبان کی پندرہویں شب آوے تو اس رات کو عبادت کرو اور اس دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شب کو آفتاب کے غروب ہوتے ہی سماء دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے پھر فرماتا ہے کہ کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ اس کو بخشوں اور ہے کوئی رزق کا طالب کہ اس کو رزق عطا کروں اور ہے کوئی مصیبت زدہ اور مبتلا کہ اس کو عافیت عطا فرماؤں اور ہے کوئی ایسا اور ہے کوئی ایسا۔

ہے کوئی ایسا اور ہے کوئی ویسا کہ صبح تک یہ ہی کہ ہر روز کی دعا اور سر و کہہ کی شنعا چاہے کو بخشا جاتا ہے اور اللہ ہر اک کی پکار سنتا اور اس کے دکھ کو دور کرتا ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اسی شب کو باہر آئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ اسی ساعت ہے کہ کسی نے اس ساعت میں اللہ پاک سے دعا نہیں مانگی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔

اور ابن ماجہ نے ابوموسیٰ سے روایت کی ہے کہ ان اللہ لیطلع لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقہ الا لمشرک او مشاحن یعنی بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر ظہور فرماتا ہے پس بخش دیتا ہے تمام مخلوق کو مگر مشرک اور کینہ ور کو۔

پس معلوم ہوا کہ نماز کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے جس کے ساتھ ہم دعا بھی ہوتی ہے یعنی دن کو روزہ رکھنا چاہیئے اور رات کو نفل نمازیں پڑھکر اللہ کے حضور میں دعائیں کرنی چاہئیں اگرچہ دعاؤں کی کوئی تخصیص نہیں ہے کہ کونسی دعا حضور رحمت کے جب کسی قسم کا درد و

وکھ ہو وہ ویسی دعا مانگ سکتا ہے اگر آخرت کی مغفرت و بخشش زیادہ محبوب ہو تو وہ مانگے اگر کسی دکھ اور مصیبت سے نجات کی خواہش ہو تو اس کے لئے دعا کرے اگر روزی کی طلب ہے تو اس کو طلب کرے مگر احادیث میں بعض دعائیں منقول ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہیں اور ایک دعا حضرت آدم کی مروی ہے جو آپ کو آپ نے مانگی تھی اور قبول ہوئی تھی اسلئے بہتر یہی ہے کہ انہی ادعیہ ماثورہ میں سے اس شب کو کوئی دعا مانگی جائے یا سب مانگی جائیں اور اس کے علاوہ اپنے دل کی جو آرزو ہو وہ مانگی جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس شب کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔

سجد لک خیالی وسوادی وامن بک فوادی فھذا یدی وما جنیت بھا علی نفسی یا عظیم یرجی لکل عظیم اغفر الذنب العظیم اسجد وجھی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ سجدہ سے سر اٹھا کر پھر سجدہ فرمایا اور کہا اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بعفوک من عقابک واعوذ بک منک انت کما اثنیت علی نفسک اقول کما قال اخی داؤد فاغفر وجھی فی التراب لسیدی وحق لہ ان یسجد پھر سر اٹھایا اور کہا اللھم ارزقنی قلبا تقیا من الشرک لا کافرا ولا شقیا یعنی اے اللہ مجکو پرہیزگار دل عطا فرما جو شرک کی گندگی سے پاک وصاف ہو اور جو نہ کافر ہو اور نہ بدبخت (۲) دوسری دعا یہ مروی ہے اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ والمعافات الدائمۃ فی الدنیا والاخرۃ (۳) اور حضرت آدم نے اس شب میں یہ دعا مانگی تھی اللھم انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سؤالی وتعلم ما فی نفسی فاغفر لی ذنوبی اسئلک ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتب لی والرضی بقضائک

پہلی دعا کا ترجمہ یہ ہے۔ میرے خیال اور دل نے تجھکو سجدہ کیا اور تجھپر میرا دل ایمان لایا پس یہ میرا ہاتھ ہے اور جو اس سے میں نے اپنے نفس پر جنایت کی ہے اے عظمت والے ہر عظمت کی امید گاہ میرے گناہ عظیم بخش دے میری بینائی نے اس کو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور صورت دی اور کان اور بینائے تیرے غصہ سے تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے عقاب سے درگذر کی پناہ میں آتا ہوں اور تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی ثنا کی۔

دوسری دعا کا ترجمہ یہ ہے:۔ اے اللہ بیشک تو درگذر کرنے والا کرم کرنے والا ہے تجھکو عفو محبوب ہے پس مجھکو معاف کر دے اے اللہ میں تجھ سے درگذر چشم پوشی اور عافیت اور دائمی معافی دنیا و آخرت کی مانگتا ہوں۔

تیسری دعا کا ترجمہ یہ ہے:۔ اے اللہ تو میرے کہنے اور چھپے بھید جانتا ہے پس میری توبہ قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے پس میرے سوال کو پورا کر دے اور تو میرے جی کی بات کو جانتا ہے میرے گناہ بخشدے میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں رچا کرے اور سچا یقین تاکہ مجکو یہ یقین ہو جائے کہ مجکو وہی پہنچتا ہے جو تو نے میرے نصیب میں لکھدیا ہے اور اپنی تقدیر پر مجکو راضی کر دے۔

برادران اسلام۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس ماہ مقدس میں ہمپر کیا کیا انعامات و برکات عظیمہ ہیں اور کیا کچھ ہمیں کرنا چاہیئے سب سے پہلی بات صیام آں ماہ کے بعد قیام اور پھر دعا و تضرع ہے۔ اس کے بعد زیارت قبور اور ایصال ثواب بھی اس ماہ کی خصوصیات میں سے ثابت ہے اسلئے اے برادران عزیز اگر ہم چاہتے ہیں کہ شعبان المعظم کی برکات جسقدر سے ہو سکے ہم حاصل کریں تو ہمیں چاہیئے کہ اس ماہ مبارک میں اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ

اسوۂ حسنہ کی پیروی و اتباع کی سرگرم سعی و کوشش کرنی چاہیئے جو امور اوپر مذکور ہوئے وہ سب ہمارے کرنے کے ہیں مگر افسوس ہے کہ ان کو تو چھوڑ دیا ہے اور ان کی بجائے ایسے امور اختیار کر لئے ہیں جو ان کی ضد اور از سنۃ ما یا جائز و حرام ہیں مثلاً آتشبازی اور جلوسازی میں فضول خرچی و اسراف جسقدر بڑھ رہی ہے محتاج بیان نہیں اور جو مذموم بدعت امور اختیار کر لئے ہیں ان سے توبہ و پرہیز کرنا چاہیئے۔ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم وتقبل اللہ تعالیٰ جمیعا وکریم ملک برؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم اما بعد۔

برادران اسلام اور درود و سلام بھیجا ہے آقا و مولا سرکار عالم و رحمت دو عالم فخر موجودات محمد بن عبد اللہ پر جن کے صدقہ اور طفیل میں ساعات مبارک و سعود ایام مسعود کی اطلاع ہم کو ملی اور جن سے معلوم ہوا کہ مبارک و سعود ایام میں وہ کون سے اعمال حسنہ ہیں جن کے ذریعہ دارین کی فلاح ہم حاصل کر سکتے ہیں۔

درود و سلام ہو آنحضرت کے خلفاء حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی بزرگوار حضرات حسنین اور حضرات خاتمہ درگاہ کی ازواج مطہرات حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ برادر آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت سعد حضرت سعید اور حضرات عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح برادر ان اہل و داماد آنحضرت و جمیع تابعین کرام اہلبیت و ائمہ اربعہ و اولیائے کرام و علمائے راسخین و باوفایان اسلام پر جسکے سب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا اپنی سعادت سمجھتے تھے اور ماہ شعبان المعظمہ میں رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی پر کثرت سے روزے رکھتے تھے اور پندرھویں شب کو اس پاک کی خلوص دل سے طاعت و عبادت کرتے تھے اور تضرع و زاری کے ساتھ دعائیں مانگتے تلاوت کرنے اور مقابر کی زیارت کرتے تھے اور مردوں کو ثواب پہنچاتے تھے۔

اور اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ ماہ شعبان المعظم میں رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کی بہتر طریق سے پیروی کریں یعنی دن سے روزے رکھیں اور رات کو تیری عبادت میں مشغول ہوں اور تیرے حضور میں آہ و زاری کر کے تجھ سے مغفرت طلب کریں گناہوں سے توبہ کریں اچھے اعمال کا عہد باندھیں اور برے اعمال سے احتراز کرنے کا عہد کریں اور اے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ آتشبازی جیسے فضول ممنوع سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لیں اور تیرے رسول پاک نے جو کام کرنے کا حکم دیا ہے اس کی وہ قدر کریں۔

اے اللہ مسلمانوں کے دلوں میں دینی طاعت و عبادت پیدا کر اور توبہ و انابت کی انکو توفیق عطا فرما اور ان کے دامنوں کو شعبان المعظم اور اسکی پندرھویں شب کی برکات جسقدر سے بھر کر دے اور ان کے قلوب و ارواح کو گناہوں کی گندگی سے پاک کر کے اپنے فضل و رحمت سے معمور کر دے۔ بیشک اللہ تعالیٰ امر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ اکبر

شذرات

قومی ہفتہ

چونکہ اس دفعہ کانگرس کا اجلاس لاہور میں تھا اسلئے حسب دستور پچاس کے قریب کانفرنسیں لاہور میں منعقد ہوئیں اور لاہور قومی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا۔

قبل اسکے کہ اس ہفتہ میں قومی و ملکی مسائل جس طرح اور جس نہج پر طے ہوئے ان پر بحث کی جائے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ کانگریس کے اجلاس نے لاہور کی کیا کیفیت کر دی تھی اور پنجاب کی فضا نے ملکی مسائل پر کیا اثر ڈالا۔

غالباً اس حقیقت سے تو اہل ملک واقف ہوں گے کہ اب کانگرس کا اجلاس اپنے ساتھ ایک نئی دنیا لیکر آتا ہے۔ دسمبر کا آخری ہفتہ اس قدر اپنے اندر جاذبیت اور کشش رکھتا تھا کہ سارے ملک کی نگاہیں اور تمام ہندوستان کی توجہ اس صوبہ اور اس شہر کی طرف مبذول ہو جاتی ہے جہاں کانگرس کا اجلاس ہوتا ہے کہنے کو تو صرف ۷ ہزار ڈیلی گیٹ کانگریس میں جاتے ہیں اور عورتیں اور چار ہزار کے درمیان جاتے ہیں اور یہ آدمیوں کی کچھ بڑی تعداد نہیں ہے کہ کسی بڑے شہر کی آبادی میں غیر معمولی اضافہ کا موجب بن سکے مگر یہ حقیقت ہے کہ جس صوبہ اور جس شہر میں کانگرس کا اجلاس ہوتا ہے اس میں ایک انقلابی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے آبادی میں یہی تقریباً پچاس ساٹھ ہزار سے زیادہ کا اضافہ ہو جاتا ہے اور کانگرس نگر کے نام سے ایک نیا شہر آباد ہو جاتا ہے

چنانچہ اس دفعہ بھی لاہور سے ۵ میل کے فاصلہ پر دریائے راوی کے کنارے خیموں کا ایک عظیم الشان شہر آباد ہو گیا تھا بیسیوں پنڈال علاوہ کانگرس کے ..... بنائے گئے تھے اور تقریباً پچاس کانفرنسیں اس ہفتہ میں دہاں منعقد ہوئیں جس میں خصوصیت کے ساتھ نوجوان بھارت سبھا کی کانفرنس طلبا کی کانفرنس اسپران سیاسی کی کانفرنس اخبار نویسوں کی کانفرنس انٹیرویں کی کانفرنس خلافت کانفرنس اور خدا معلوم کتنی کانفرنسیں ہوئیں اس کے علاوہ کانگرس کی طرف سے ایک نمائش بھی کھولی گئی تھی جو کئی میل پھیلی ہوئی تھی اور دیسی مصنوعات کی نہایت عمدہ نمائش تھی خصوصاً کھدر کی نمائش نہایت مکمل تھی۔

ان لوگوں کے ہجوم اور چہل پہل کا یہ عالم تھا کہ کانگرس نگر شہر سے ۵ میل پر تھا مگر یہ فاصلہ تانگوں موٹروں اور آدمیوں سے صبح سے شام تک اس قدر معمور رہتا تھا کہ شہر سے تانگہ اور موٹر ایک گھنٹہ میں میل کی رفتار سے زیادہ تیز نہیں چل سکتے تھے نمائش اور کانگرس نگر کی سڑکوں پر اس قدر ہجوم رہتا تھا کہ کندھے سے کندھا اور کہنے سے کہنا چھلتا تھا اور چلنا پھرنا سخت دشوار تھا خصوصاً بڑھے اور کمزور آدمیوں کی تو سخت مصیبت تھی

شب کو جنگل میں منگل کا نظارہ رہتا تھا بجلی کی روشنی سے سارا کانگرس نگر لیقہ نور بنا رہتا تھا اور باوجودیکہ سردی کا اس قدر زور تھا کہ پارہ زیرو سے نیچے رہتا تھا نگر صبح سویرے سے رات کے ایک دو بجے تک ہر وقت ایک میلہ سا لگا رہتا تھا اور رہتا تھا گاندھی کے درشنوں کے لئے ہر وقت ان کے جائے قیام کے باہر ہزار ہا آدمی جمع رہتے تھے غرض کانگرس کیا تھی ایک شاہانہ جشن تھا۔

لاہور کانگرس کی بعض خصوصیات

پر نسبتہ ہمیشہ ہی کانگرس کے اجلاس کے موقع پر جوش و خروش کا دریا امنڈ آیا کرتا ہے مگر اس دفعہ خصوصیت کے ساتھ آزادی کا سمندر غیر معمولی طور پر متلاطم نظر آ رہا تھا اور پنجاب کے نوجوانوں نے جو فضا پیدا کر دی تھی وہ آزادی کامل کے نعرہائے انقلاب زندہ باد و ملوکیت برباد سے ہر در و دیوار سے نظر آ رہے تھے اس فضا نے وماغوں سے اعتدال کی صلاحیت سلب کر لی تھی اور انقلاب زندہ باد کے نعروں نے مہاتما گاندھی کی جے کے نعروں کی گرم بازاری کو سرد کر دیا تھا۔

دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اس دفعہ مہاتما گاندھی کو مجلس مضامین کے اندر کئی شکستیں کھانی پڑیں آجتک کبھی گاندھی جی کی کوئی تجویز کانگریس ناکام نہیں ہی تھی اس دفعہ دو تین تجویزیں گر گئیں اور بعض تجاویز صرف ووٹ کی زیادتی سے بمشکل پاس ہو سکی اسی طرح کھلے اجلاس میں بھی جو تین تجویزیں پیش کی گئیں وہ بہت کم ووٹوں کی کمی سے پاس ہونے سے رہ گئیں یعنی گاندھی جی کی تجویزیں بہت بڑی اکثریت سے پاس نہیں ہو سکیں۔

تیسری خصوصیت یہ تھی کہ کانگرس کا اجلاس شروع سے آخر تک نہایت ہنگامہ خیز رہا ہر تقریر بنا تمام بحث طلب تجاویز مقابلہ کی کشمکش رہی اگرچہ مہاتما جی کی اکثر تجویزیں پاس ہو گئیں مگر بغیر چیلنج کے کوئی پاس نہیں ہونے پائی اور ان کے خلاف بھی کثیر ووٹ آئے۔

کانگرس نے کیا فیصلہ کیا

کانگریس کا اجلاس اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نہایت شاندار ہوا اس میں جو تجاویز منظور کی گئیں اس کے متعلق اختلاف رائے کا ہونا قدرتی امر ہے لاہور کانگرس نے مکمل آزادی کی تجویز منظور کر لی ہے ظاہر ہے کہ تمام اعتدال پسند جماعتیں اور اعتدال پسند لیڈر اس تجویز کو پسند نہیں کر سکتے اور وہ اختلاف کرنے پر مجبور ہیں۔

مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہ فیصلہ فی نفسہ کیسا ہے اور کانگریس کو بحالت موجودہ کیا کرنا چاہیئے تھا اور اس نے کیا کیا اور صحیح قدم اٹھایا ہے یا غلط اور بروقت قدم اٹھایا یا بے وقت۔

سیاسیات ہند سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو معلوم ہوگا کہ پنڈت جواہر لال نہرو جو اس دفعہ کانگریس کے صدر تھے وہ ہمیشہ سے مکمل آزادی کے حق میں تھے ظاہر ہے کہ ان کا انتخاب اسی لئے ہوا تھا اور ملک نے ان کو اسی لئے منتخب کیا تھا کہ وہ کامل آزادی کے علمبردار ہیں یعنی بالفاظ دیگر پنڈت جواہر لال کو منتخب کر کے ملک نے اپنی رائے کا ظاہر کر دی تھی کہ وہ مکمل آزادی کا خواہاں ہے اور ڈومینین اسٹیٹس کے خلاف ہے پہلی وجہ مکمل آزادی کے اعلان کی یہ ہوئی۔

دوسری وجہ یہ ہوئی کہ پنجاب کا ماحول اور اسکی فضا ایسی تھی کہ مکمل آزادی کے سوا کوئی دوسری تجویز منظور ہی نہیں ہو سکتی تھی اور اگر مہاتما گاندھی کے ساتھ

تمام مرحلہ گریڈ کے لیڈر مل کر کوشش کرتے کہ مکمل آزادی کی تجویز نا منظور ہوجاتی تو ہر گز ہر گز ان کو کامیابی نہ ہوتی بلکہ جو تجویز منظور ہوئی اس سے زیادہ سخت بلکہ وقت اور موقع کے لحاظ سے ناعاقبت اندیشانہ تجویز منظور ہوجاتی اس لئے کہ پنجاب میں جو سختیاں اور جو تشدد ہوا ہے اس نے اس صوبہ کو بالکل قابو سے باہر کر دیا تھا اور نوجوانوں نے سارے صوبہ میں ایک آگ سی لگا دی تھی۔ پھر بنگال یوپی اور مدراس کی اکثریت بھی مکمل آزادی ہی کے حق میں تھی۔

میری ادیب سے بڑی وجہ یہ ہوئی کہ وائسرائے اور لیڈروں کی جو کانفرنس ہوئی تھی وہ ناکام رہی اور وائسرائے یہ وعدہ نہ کرسکے کہ گول میز کانفرنس میں صرف ڈومینین اسٹیٹس پر بحث ہوگی اور جو کچھ اس کانفرنس میں پاس ہوگا گورنمنٹ اس کی تائید کرے گی۔

چونکہ کلکتہ کانگریس نے یہ ریزولیوشن پاس کیا تھا کہ اگر ۳۱ دسمبر تک ڈومینین اسٹیٹس گورنمنٹ نے نہ دیا یا پختہ یقین اسکے دینے کا نہ دلایا تو کانگریس اپنا نصب العین مکمل آزادی قرار دے گی اسلئے مہاتما گاندھی وغیرہ مجبور ہوگئے کہ کلکتہ کانگریس کے ریزولیوشن کے مطابق کانگریس سے سفارش کریں کہ وہ اپنا عقیدہ اور نصب العین مکمل آزادی قرار دے اگر وائسرائے اس قسم کا وعدہ کر لیتے اور سیاسی قیدیوں کو چھوڑ دیتے تو گاندھی جی کے ہاتھ اس قدر مضبوط ہو جاتے کہ وہ جلد ہی عقیدہ کی تجویز کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کرنے کی سفارش کرنے کے قابل ہوتے اور غالباً کانگریس ان کی آزادانہ سنتی مگر اس حالت میں کہ وائسرائے نے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا اس لئے اگر مکمل آزادی کے علاوہ کوئی دوسری تجویز مہاتما جی پیش کرتے تو اس کا ناکام رہنا لازمی تھا بدنیوجہ یہ قرارداد پیش کیگئی۔

اب چونکہ کانگریس نے تجویز منظور کی ہے اس کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ کانگریس کا نصب العین اور مطمح نظر مکمل آزادی ہے اور اسکے حصول کرنے کے لئے کانگریس سول نافرمانی کے لئے ملک کو تیار کرے گی اور اس نے حکم دیا ہے کہ تمام کونسلوں اور اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ سے اسکے نمائندے مستعفی ہوجائیں ان کا بائیکاٹ کر دیں اور کانگریس آئندہ انتخابات میں کوئی حصہ نہ لیگی لیکن اس تجویز کے شروع میں وائسرائے کی ان کوششوں کا شکریہ ادا کیا گیا تھا جو انہوں نے گول میز کانفرنس کے انعقاد اور ہندوستان کی نمائندگی کے صحیح فرائض انجام دینے میں کی تھیں۔

ترمیمیں اور ان کا حشر

اس تجویز کے خلاف ۲۲ ترمیمیں پیش ہوئیں اور ایک کے سوا سب بیک بلٹ لابی میں ناکام رہیں اور ۱۴ ترمیمیں کھلے اجلاس میں پیش کی گئیں اور وہاں بھی سب کی سب ناکام رہیں۔

اگرچہ ترمیموں کا خسارہ بہت تھا مگر اصل ترمیمیں جن پر سخت بحث و مباحثہ ہوا وہ چند ہی تھیں سب سے اہم ترمیم پنڈت مالوی کی تھی جس کا مفہوم یہ تھا کہ فروری کے آخری ہفتہ تک کانگریس اپنے عقیدے کی تبدیلی کو ملتوی کرتی ہے اور قرارداد یہ ہے کہ آل پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں اس مسئلہ گول میز کانفرنس پر بحث کرنے کے بعد پھر تبدیلی عقیدہ پر غور کیا جائے۔

مطلب مالوی جی کا یہ تھا کہ مکمل آزادی کی تجویز کو پاس کر کے کانگریس گول میز کانفرنس کے پیش کش کو مسترد نہ کرے بلکہ ان کا کہنا یہ تھا کہ کانگریس اپنی شرائط کو منوانے کی مزید پرزور کوشش کرے۔

دوسری تجویز ہری افضل الحق کی تھی اور اپریل تک مکمل آزادی سے اعلان کو ملتوی کرنے کی تجویز پیش کی گئی تھی اور گول میز کانفرنس میں اپنے مطالبات پیش کرکے ان کو منوانے کی سفارش کی گئی تھی۔

ایک ترمیم سٹ کیلک کی تھی اس کا بھی قریب قریب یہی مفہوم تھا ایک ترمیم میں کہا گیا تھا کہ یوپی کونسلوں کا بائیکاٹ نہ کیا جائے ایک اور ترمیم بھی جس میں سینٹرل بورڈوں کو بائیکاٹ سے مستثنیٰ رکھنے کو کہا گیا تھا اور صرف یہی ایک ترمیم جو پاس ہوگئی باقی سب مسترد کر دی گئیں ان کے علاوہ دو ترمیمیں اور تھیں جن پر سخت کشمکش بھی ایک ڈاکٹر محمد عالم کی ترمیم تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ اصل ریزولیوشن میں سے وہ حصہ نکال دیا جائے جس میں وائسرائے کی کوششوں کو بہ نظر استحسان دیکھا گیا ہے اور دوسری ترمیم مسٹر سبھاش چندر بوس کی تھی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ مکمل آزادی حاصل کرنے کے لئے فوراً مقابلہ کی ایک گورنمنٹ قائم کر دی جائے

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ تمام ترمیموں میں سے صرف ایک ترمیم منظور ہوئی باقی تمام ترمیمیں بھاری اکثریت سے گر گئیں البتہ ڈاکٹر محمد عالم کی ترمیم صرف ایک ووٹ کی کمی کی وجہ سے ناکام رہی اور بھلے اجلاس میں بھی سب سے زیادہ ہمیں اسی ترمیم کے حق میں آئیں اور اگر مہاتما گاندھی اپنی پوری طاقت صرف نہ کرتے تو یہ ترمیم ضرور پاس ہو جاتی۔

مکمل آزادی کی التوا کی ترمیم

اگرچہ چودھری افضل الحق اور مالوی جی کی ترمیم پاس نہیں ہوسکی مگر کانگریس کے اندر جو سنجیدہ طبقہ تھا اس کی رائے انہی ترمیموں کے حق میں تھی اس لئے نہیں کہ یہ لوگ مالوی کی طرح اعتدال پسند یا حکومت پرست تھے بلکہ وہ سب کے سب کمل آزادی کے حامی تھے مگر اسکے باوجود ان ترمیموں کے حق میں وہ لوگ اس وجہ سے تھے کہ ان کے نزدیک مکمل آزادی کے اعلان کا صحیح وقت یہ نہ تھا بلکہ گول میز کانفرنس کے بعد جتنا ان کی رائے یہ تھی کہ جس نقطہ پر وائسرائے کی کانفرنس سے لیڈر الگ چلے گئے اسی نقطہ کو گول میز کانفرنس میں پیش کرنا چاہیئے تھا یعنی یہ کہ شرکت کے بعد یہ مطالبہ پیش کرنا چاہیئے تھا کہ اس کانفرنس میں صرف ڈومینین اسٹیٹس پر بحث کی جائے گی اور اس کانفرنس میں جو کچھ طے ہوگا برطانوی حکومت کو اس کی تائید کرنی پڑے گی اگر یہ دونوں سٹیٹمنٹ منظور کی جاتیں تو کانفرنس کو چھوڑ کر چلے آنا چاہیئے تھا اور اسکے بعد مکمل آزادی کی اعلان کرنا چاہیئے تھا اگر یہ طریقہ اختیار کیا جاتا تو وہ زیادہ موثر اور مفید ہوتا اور اس وقت ملک زیادہ جوش اور سنجیدگی کے ساتھ کانگرس کی آواز پر لبیک کہتا ہوا نظر آتا اور ساتھ ہی ایک فائدہ یہ ہوتا کہ ساری دنیا میں ہندوستان کے مطالبہ کا پروپیگنڈا ہو جاتا اور آئندہ کے لئے یہ ایک طے شدہ امر ہو جاتا کہ فیصلہ کے لئے گول میز کانفرنس ناگزیر ہوتی اور کمیشنوں کا قصہ ہمیشہ کے لئے رفت گذشت ہو جاتا۔

چونکہ گول میز کانفرنس میں شرکت کے مخالف تھے ان کی ایک دلیل یہ تھی کہ اس کانفرنس میں ایسا عنصر گورنمنٹ بھر دیتی جو سخت رجعت پسند ہوتا اور وہ فرقہ وارانہ مسائل میں اپنی تنگ نظری کی وجہ سے اس قدر ٹرن کرتا کہ کوئی فیصلہ ہو سکتا اور جس طرح یہاں آل پارٹیز کانفرنس ناکام رہی اسی طرح گول میز کانفرنس بھی ناکام رہتی اور حکومت کہدیتی کہ جب تم خود ہی آپس میں متفق نہیں ہوا اور کسی فیصلہ پر نہیں پہنچے تو حکومت کیا کر سکتی ہے اس طرح اس کانفرنس کا فائدہ حکومت ہی کو پہنچتا۔

دوسری ترمیم جس کے ناکام رہنے کا اکثر اہل الرائے حضرات کو افسوس زیادہ کونسلوں وغیرہ کے بائیکاٹ کی تھی ان لوگوں کی یہ رائے تھی کہ کونسلوں کا بائیکاٹ سخت مضرت رساں ثابت ہوگا کیونکہ اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ کونسلوں وغیرہ میں کلیتہً ہی حضوری اور حکومت پرست بھر جائینگے اور اس طرح حکومت کے ہاتھ زیادہ مضبوط ہوجائینگے اور وہ جس قسم کے قوانین اور ٹیکس وغیرہ چاہے گی لگا دیگی اور ملک کی تحریک آزادی کے راستہ میں انہی لوگوں کے ذریعہ روڑے اٹکایئگی۔

اس کے علاوہ دانشمندی کا اقتضا یہ ہے کہ حریف اور مقابل کے پاس جتنے اسلحہ ہوں ان میں سے ہم جن جن پر قبضہ کرسکتے ہوں کرلینا چاہیئے تاکہ حریف ہمارے خلاف ان کو استعمال نہ کرسکے اور ہم اس کے خلاف ان کو استعمال کرسکیں۔

مہاتما گاندھی نے کونسلوں کے بائیکاٹ کے حق میں یہ دلیل پیش کی تھی کہ جب ہم مکمل آزادی کو اپنا عقیدہ بنا رہے ہیں تو پھر ملک معظم کی وفاداری کا حلف نہیں لے سکتے کیونکہ حلف وفاداری لینے کے یہ معنے ہیں کہ ہم زیر سایہ برٹانیہ سلوک چاہتے ہیں حالانکہ اب ہم اپنا یہ عقیدہ بنا رہے ہیں کہ برٹانیہ سے ہمارا کوئی تعلق اور کوئی رشتہ حاکمیت اور محکومیت کا نہ تھا اور باقی نہ رہے گا۔

نظریہ یہ دلیل بہت دزنی معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ دلیل اس وقت صحیح ہوتی جب ہم انگریزی حکومت کے مقابلہ پر اپنی دوسری حکومت قائم کرلیتے مگر ابھی ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ مکمل آزاد حکومت حاصل کرنے کا ہم نے اعلان ہی کیا ہے اور اس حکومت کے حدود کے جہاں اور بہت سے ذرائع مثل اسلحہ، فرمانی وغیرہ کے ہم اختیار کرینگے وہیں کونسلوں پر قبضہ رکھنا بھی ایک ذریعہ ہے چنانچہ ایرلینڈ میں بھی ڈی ولیرا کی پارٹی نے مکمل آزادی کا اعلان کردیا تھا مگر اسکے باوجود اسکی پارٹی برابر پارلیمنٹ کے انتخابات میں حصہ لیتی رہی اور مخلص اہلداتی رہی اصل یہ ہے کہ سیاسات میں خالی منفی کام نہیں دیتی اور نہ کرانا ہمانا ہی کام دیتا ہے شخص مکمل آزادی کا اعلان کرلینے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ملک ان تمام ذرائع اور وسائل سے دست بردار ہوجائے جو ملک معظم کی وفاداری کا حلف لئے بغیر قبضہ میں نہیں آسکتے اگر مفید سامان حرب حلف اٹھانے سے قبضہ میں آتا ہے تو ہمیں ضرور حلف اٹھا کر اس پر قبضہ کرنا چاہیئے تاکہ اس سے خود فائدہ اٹھائیں اور حریف کو فائدہ اٹھانے سے مجبور کردیں اس ترمیم کے گرجانے سے ہمیں کو نقصان پہنچیگا اور ہمارے دشمن فائدہ میں رہیں گے۔

کانگرس کے فیصلہ کا اثر

کانگرس ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے اور اسکے فیصلوں کا نہ صرف ہندوستان بلکہ انگلستان پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے اس وقت خصوصیت کے ساتھ ہر شخص کی نگاہیں کانگرس کی طرف لگی ہوئی تھیں اور بقدر تعلق اور بقدر آثار و افکار مختلف جماعتوں پر مختلف اثر پڑا ہے۔

ملک کا وہ طبقہ جو حکومت کے وعدوں کی کوئی قیمت اور اہمیت نہیں سمجھتا اور برٹانوی وعدوں کو طفل تسلی سے زیادہ وقعت نہیں دیتا وہ کانگرس کے فیصلہ سے خوش اور مطمئن ہے اور جو لوگ اس فیصلہ کے اسلئے خلاف ہیں کہ وقت کے اقتضاء کے مطابق اس کو نہیں سمجھتے ان کو اس دلیل سے خاموش کرنا چاہتے ہیں کہ سچائی کے اظہار میں ہمیں پس و پیش سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہے یہ سچائی ہے کہ ہم اپنے ملک کو ہمیشہ کے لئے کسی بیرونی طاقت کا غلام نہیں رکھنا چاہتے اور شاید سارے ہندوستان میں ایک متنفس بھی ایسا نہ ہوجس کی یہ دلی خواہش ہو کہ ہندوستان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برٹانیہ کی غلامی کے زیر سایہ رہے بلکہ جس طرح ہمارے دل میں اپنے ملک کو کامل آزاد دیکھنے کی تمنا اور خواہش ہے اسی طرح ان لوگوں کے دل میں بھی ہے جو ڈومینین اسٹیٹس کا مطالبہ کر رہے ہیں ہم میں اور ان میں فرق صرف اس قدر ہے کہ ہم مناقشت سے کام لینا نہیں چاہتے بلکہ جو ہماری دلی خواہش ہے اس کا برملا اظہار کرتے ہیں اور وہ وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور پہلے ڈومینین اسٹیٹس حاصل کرنا چاہتے ہیں اسکے بعد دوسرا قدم اٹھانا چاہتے ہیں۔

غرض یہ گروہ دل یا انتہا پسند فریق کانگرس کے فیصلہ سے مطمئن ہے اور سمجھتا ہے کہ جو کچھ بات تھی وہ کہہ ہی گئی مگر معتدلین اس کی سخت مخالفت کر رہے ہیں اور کانگرس کے فیصلہ کو نہ صرف قبل از وقت کہتے ہیں بلکہ گمراہ کن کہتے ہیں اور ملک کو دعوت دیتے ہیں کہ کانگرس کے خلاف منظم ہوکر اس کا مقابلہ کرے۔

ہمارے نزدیک یہ روش غلط ہے اگر فرض کرلیا جائے کہ کانگرس کا فیصلہ قبل از وقت بھی ہے تب بھی اس کو گمراہ کن نہیں کہا جاسکتا اور نہ یہ کوئی ایسا فیصلہ ہے جس کے خلاف ملک کو دعوت دی جائے کہ وہ منظم ہوکر کانگرس کا مقابلہ کرے کیا معتدل حضرات اپنے دل پر ہاتھ رکھکر ایسا مذاق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کانگرس اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائے اور اس کی کوششوں سے مکمل آزادی حاصل ہوجائے یا برطانوی حکومت بفرض محال کانگرس کے مطالبہ کو تسلیم کرے اور ہندوستان کو مکمل آزادی دیدے تو معتدل حضرات اس کو قبول کرنے سے انکار کردینگے ظاہر ہے کہ ہرگز انکار نہ کریں گے جب یہ کیفیت ہو تو ہر سمجھ میں نہیں آتا کہ کانگرس کے فیصلہ کو گمراہ کن کیونکر کہا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ جو لوگ ڈومینین اسٹیٹس کے حامی ہیں ان کو کانگرس کے فیصلہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچا بلکہ ان کے ہاتھ کانگرس کے فیصلہ سے اور زیادہ مضبوط ہوجاتے ہیں ان کی آواز میں زیادہ وزن اور زیادہ زور پیدا ہوجاتا ہے اور حکومت کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ وہ اس جماعت سے مفاہمت کرے جو کانگرس سے نیچی سطح پر ہے اس لحاظ سے اعتدال پسندوں کو کانگرس کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس نے ان کے ہاتھ مضبوط کردیئے ہیں اور ان کی ہمنوائی کو کے ان کے مطالبہ کی تضعیف نہیں کی۔

اب رہی وہ طاقت جو کانگرس کی حقیقتاً حریف ہے یعنی حکومت وہ اس فیصلہ کو قدرتی طور سے پسند یدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی ہوگی بھلا وہ اس کو کب پسند کرسکتی کہ کوئی ایسا فیصلہ کیا جائے جو کلیتہً اسکے تعلق کو ملک سے بیخ کن کرنے والا ہو کوئی ذی ہوش اقتدار جماعت ایسے فیصلہ کو پسند یدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی خواہ وہ یہ سمجھتی ہو کہ کانگرس نے جو فیصلہ کیا ہے اس کا عمل کا جامہ پہنانے کی طاقت نہیں رکھتی پھر بھی وہ اس حقیقت کی طرف سے آنکھ نہیں بند کرسکتی کہ اس فیصلہ کا اثر یہ ہوگا کہ ایک طرف اعتدال پسند مغلوبیت کے ساتھ ڈومینین اسٹیٹس پر جم جائینگے اور اس سے کہ یہ زیادہ نہ ہوں گے اور دوسری طرف ایک جماعت ایسی پیدا ہوجائیگی جو کانگریس سے بھی آگے قدم بڑھانے کی کوشش نہ کرے گی اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ رفتہ رفتہ کانگرس آگے بڑھکر

اس صف میں چلی جائیگی جو کانگریس سے آگے ہے اور اعتدال پسند کانگرس کی جگہ پر پہنچ جائیگی جب اب تک ہوا ہے اور اس وقت ہو رہا ہے یعنی آج اعتدال پسند عناصر وہاں پر ہیں جہاں پر کل تک کانگرس تھی اعتدال پسند اس سے کئی قدم پیچھے تھے۔

اس لئے جہاں تک کانگریس کے اعلان مکمل آزادی کا تعلق ہے حکومت اس سخت ناپسند کر رہی ہے اور تمام برطانوی اخبارات نہایت سخت غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں اور حکومت کو تشدد اختیار کرنے اور طاقت کے زور سے کانگریس کو کچل ڈالنے کا مشورہ دیر رہے ہیں اور ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ مستقبل میں حکومت کا کیا رویہ رہے گا اور اگر کانگرس کا زور بڑھا تو یقیناً حکومت تشدد پر اتر آئے گی اس وقت اگر ملک نے تشدد کو برداشت کر لیا تو کانگریس کی فتح یقینی ہے اور اگر تشدد سے دب گیا تو شکست یقینی ہے۔

لیکن کانگریس کے فیصلہ کا ایک حصہ ایسا بھی ہے جس سے حکومت خوش ہے اور وہ کونسلوں کا بائیکاٹ ہے جب سے کانگریسی کونسلوں میں گئے تھے حکومت کا دم ناک میں تھا اور قدم قدم پر اس کو شکستوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا مگر اب کونسلوں اور اسمبلی کی وہی کیفیت پھر ہو جائیگی جو کانگریس کے داخلہ سے پہلے تھی یعنی جی حضوریوں کا زور بڑھ جائے گا جو ہمیشہ حکومت کی ہاں میں ہاں ملانا اپنا اولین فریضہ سمجھیں گے چنانچہ ایسوسی ایٹڈ پریس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت کے حلقہ میں کانگرس کے فیصلہ کے اس جزء پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

انگلستان میں صرف ایک جماعت ایسی ہے جس نے کانگریس کے فیصلہ کا خیر مقدم کیا ہے اور وہ مخالف نوکیت پرستی والے ہیں باقی تمام جماعتیں اس فیصلہ کی مخالف ہیں اور اگر نہ ہوتیں تو تعجب ہوتا۔

نہرو رپورٹ کا خاتمہ بالخیر

گذشتہ سال کانگریس نے نہرو رپورٹ کو منظور کر لیا تھا مگر اس شرط کے ساتھ اگر ۳۱ دسمبر تک حکومت نے اس کو تسلیم اور قبول کر لیا تو خیر ورنہ مکمل آزادی کا اعلان کر دیا جائے گا جانبدا نہ سکے نہ قبول کئے جانے پر کانگریس نے نہرو رپورٹ کو مسترد کر دیا اب نہرو رپورٹ کوئی چیز نہیں رہی ہندو مسلمان اور سکھوں کی طرف سے جو مخالفت اس کی ہو رہی تھی اس مخالفت کی اگر باقی اہمی وجہ نہرو رپورٹ تھی تو اب وہ وجہ باقی نہیں رہی کیونکہ جو بابہ النزاع چیز تھی کانگرس نے اس کو اٹھا کر پھینک دیا اور ساتھ ہی ایک ریزولیشن یہ پاس کر دیا کہ آئندہ جو دستور اساسی بنے گا اس میں اقلیتوں کو کافی مراعات دی جائینگی اور ان کو مطمئن کیا جائے گا۔

نہرو رپورٹ کے مسترد کرنے اور اس ریزولیشن کے بعد ان لوگوں کے لئے کوئی وجہ اختلاف و مخالفت باقی نہیں رہتی جو کانگرس کے اصلی خلاف ہو گئے تھے کہ اس نے نہرو رپورٹ کو قبول کر کے ان کے فرد کے ساتھ ناانصافی کی ہے۔

اگرچہ ہم نہرو رپورٹ کے جند تجویزوں کے ساتھ موید تھے اور اس لئے تھے کہ نہرو رپورٹ سے پہلے اور اسکے بعد اب تک نہرو رپورٹ سے زیادہ کسی رپورٹ میں مسلمانوں کے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تھے مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس رپورٹ کی بنا پر شدید اختلافات پیدا ہو گئے تھے اور اب جبکہ کانگریس نے اس کو ردی کی ٹوکری میں اٹھا کر پھینک دیا ہے اگر مخالفین کا اختلاف ایا غلط فہمی پر مبنی تھا

وائسرائے اور کانگرس

کانگریس نے ایک تجویز وائسرائے کی سپیشل پر حادثہ بم کے سلسلہ میں پاس کی تھی ہے دائسرائے اور ان کے ساتھیوں کے محفوظ رہنے پر مبارکباد دی ہے اگرچہ کثرت رائے سے کانگرس نے یہ تجویز پاس کر دی ہے مگر ایک اہم اقلیت اس تجویز کی مخالف رہی جو لوگ کانگرس میں شریک نہیں ہوئے یا اس تجویز کے مخالفین کی تقریریں انہوں نے نہیں سنیں ممکن ہے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں کہ اس تجویز کے مخالف ایسے پر تشدد افعال کے حق میں ہوں گے اور ایسے حوادث کو جائز سمجھتے ہوں گے۔

لیکن یہ صحیح نہیں ہے مخالفین کی مخالفت اس لئے تھی کہ وہ بمباری کے حامی تھے یا تشدد کو پسند کرتے تھے کیونکہ ان میں سے ہر شخص نے صاف الفاظ میں کہدیا تھا کہ وہ پر امن تحریک کے حامی اور موید ہیں اور تشدد کو پسند نہیں کرتے مگر اسی کے ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اول تو یہی نہیں معلوم کہ بم کس نے پھینکا بہت ممکن ہے کہ ہندوستان کو بدنام کرنے کے لئے اور حکومت کے لئے آفٹر کو جائز قرار دینے کے لئے یہ کارروائی کرائی گئی ہو اس کے علاوہ اگر کانگریس کا کوئی ممبر جس کا عقیدہ عدم تشدد کا ہو ایسے فعل کا مرتکب ہو تو کانگریس کے خلاف علامت کا ووٹ پاس کرنا چاہیے اور اگر کانگرس سے باہر کا کوئی آدمی ہو تو ہمیں اس کے افعال سے کچھ واسطہ نہ رکھنا چاہیے کیونکہ ہم اسکے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ اپنے فعل کا وہ آپ ذمہ دار ہے۔

اس کے خلاف کہنا گاندھی اور ان کے ساتھ رہنے والوں کی دلیل یہ تھی کہ ہمارا عقیدہ پر امن اور جائز ذرائع میں ہے جب تک ہمارا یہ یقین اور عقیدہ ہے اس وقت تک ہم اپنا فرض ہے کہ ہر ایک متشددانہ فعل کی مذمت کریں اور ہر شخص کو عدم تشدد کا پابند بنانے کی کوشش کریں اگر کانگریس اپنا عقیدہ بدل دے اور عدم تشدد کی قید کو اڑا دے تو بیشک ایسے افعال کی مذمت کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں رہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ مہاتما جی کی دلیل بالکل ٹھیک ہے جب تک ہم عدم تشدد کا عہد کئے ہوئے ہیں اس وقت تک ہمارے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہر تشدد افعال کی مذمت کر کے ملک کو بتلا دیں کہ ہمارے مقصد کے لئے تشدد مفید نہیں بلکہ مضر ہے ہم ایسے پر تشدد افعال سے چشم پوشی نہیں اختیار کر سکتے کیونکہ ایسا کرنا اس کے مترادف ہو جاتا ہے کہ ہم اس کو پسند کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ تشدد کرتے رہیں اور یہ کہ یہ راستہ ہی صحیح ہے حالانکہ راستہ اور طریقہ ایک وقت میں ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے یا تشدد کا یا عدم تشدد کا اور چونکہ ہم نے اپنے لئے عدم تشدد کا راستہ اختیار کیا ہے اس لئے ہر شخص کو اسی کی تلقین کرنی چاہیئے۔

لیکن اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ مذکورہ بالا تجویز تو اس کو ختم کر دینا چاہیئے خصوصاً ان لوگوں کو تو ایک لمحہ کے لئے بھی اب کانگرس سے کوئی اختلاف نہ رہنا چاہیئے جو مکمل آزادی کے مدعی تھے اور اسی اختلاف کی سب سے بڑی وجہ یہ قرار دیتے تھے کہ نہرو رپورٹ داخلی غلامی کا پروانہ ہے کیونکہ اس نے اپنا نصب العین درجہ نوآبادیات مقرر کیا ہے اور ہم مکمل آزادی کے خواہاں ہیں اور جس دن کانگریس نے نہرو رپورٹ کو مسترد کر دیا ہمارا اس سے اختلاف ہی ختم ہو جائے گا۔

کے مخالفین کی مخالفت اس بنا پر ہرگز نہ تھی کہ یہ تشدد کے حامی و موئد تھے۔

کانگریس کے اندر ایک اور جماعت

افسوس ہے کہ اعلان کے باعث اتحاد و یکجہتی کی توقع تھی وہ پوری نہیں ہوئی اور کانگریسی حلقہ کے اندر بھی اختلاف قائم رہا یعنی ایک مالیسی جماعت جو مہاتما جی کے زیر قیادت سے اتفاق نہیں کرتی تھی اس لئے کانگریس کے اندر ایک ڈیموکریٹک جماعت خلق ہارٹی قائم کرلی ہے جس کے صدر مسٹر سرینواس آئنگر اور سکرٹریان مسٹر بھاشکر جندر بوس اور ڈاکٹر عالم ہیں۔ اس جماعت نے اپنے مقاصد عجیب و غریب رکھے ہیں ایک کامل آزادی کی موئد و حامی ہے اور دوسری طرف موجودہ ریزولیشن سے اختلاف ہے۔

بہرحال ملک کی یہ قسمت ہے کہ ایسے نازک وقت میں بھی محبان وطن اپنے ذاتی اختلافات فراموش نہیں کرسکتے یہ اختلاف مجلس عاملہ کے انتخاب کے سلسلہ میں جہاں میں اس نئی جماعت کے ارکان مسٹر بھاشس بوس اور سرینواس اس اصول کی بنا پر نہیں لئے گئے کہ ورکنگ کمیٹی سمجھ الخیال لوگوں پر مشتمل ہو تاکہ یکجہتی اور اتحاد کے ساتھ کام ہوسکے۔

خاتمہ یہ ہے کہ مجلس عاملہ گورنمنٹ سسٹم کے مطابق بنائی جاتی ہیں یعنی ذریہ اعظم ہی لوگوں کو منتخب کرتا ہے جو اس کے ہمخیال ہوتے ہیں تاکہ کام میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے اس اصول پر ورکنگ کمیٹی کے ارکان نامزد کئے گئے تھے اور ووٹنگ سے پہلے صدر نے ہاؤس کا خیال معلوم کرنا چاہا تھا جس نے اس اصول کی حمایت کی تھی مگر صدر نے رولنگ نہیں دی اور قبل اس کے کہ صدر کوئی فیصلہ صادر کرے یہ لوگ واک اوٹ کر گئے۔ یہ ان کی کج فہمی اور ذاتی کدورت کی بنا پر تھا نا ہوتو ہے کہ وہ اب اپنے رویہ پر نظر ثانی کرینگے اور نازک ترین اوقات میں کانگریس کے اندر اختلافات پیدا کرکے ملک اور وطن کو نقصان نہیں پہنچائینگے۔

علی برادران کانفرنس

خلافت کمیٹی جو کبھی مسلمانوں کی سب سے بڑی منظم اور طاقتور جماعت تھی اور جسکے اجلاس سالانہ علی برادران کانفرنس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے چنانچہ لاہور میں جو خلافت کانفرنس ہوئی اس کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہ تھی کہ چند رجعت پسند اور علی برادر پارٹی اس میں شریک تھی اور یہ ڈیلیگیٹس کی تعداد بمشکل دو سو ہوگی اس میں بھی دو تہائی سے زائد پنجاب اور یوپی کے تھے باقی صوبوں کے پانچ پانچ ڈیلیگیٹس بھی نہ تھے اور ان میں بھی بہت سے ایسے تھے جو موجودہ خلافت پالیسی کے مخالف تھے اور ان سے کہا گیا کہ وہ اجلاس سے نکل جائیں اور ہمارے کام میں موانع نہ پیدا کریں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ سرشفیع اور سر اقبال و سر ذوالفقار علی وغیرہ اس شرط کے ساتھ خلافت کانفرنس میں شریک ہوئے تھے کہ کانفرنس میں مکمل آزادی کا ریزولیشن پاس نہ کیا جائے چنانچہ کارکنان خلافت نے اس کا وعدہ کرلیا تھا کہ اچھا ہم آپ حضرات کی شرکت کی یہ قیمت ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

چنانچہ اس خانہ ساز معاہدہ کے مطابق جو اصلی قرارداد پیش کی گئی اس میں گول میز کانفرنس کا خیر مقدم کیا گیا تھا اور اس میں شرکت پر آمادگی ظاہر کی گئی تھی اور مسلمانوں کے مطالبات گنوا دیئے گئے تھے جو اس جماعت نے کا غذ پر لکھ رکھے ہیں اور جن کے پورا کرنے کے لئے کچھ بھی اس جماعت نے کارروائی نہیں کی تھی نامکمل ڈیلیگیٹس کی وہ مختصر سی تعداد میں بھی کافی تعداد ایسے لوگوں کی موجود تھی جو کامل آزادی کی مخالف تھی اور اس قسم کی رجعت پسندانہ تجویز کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی اس کمی کی طرف سے اس تجویز کی سخت مخالفت ہوئی اور جب یہ محسوس ہونے لگا کہ جب تک مکمل آزادی کی تجویز نہ آئیگی اس وقت تک گول میز کانفرنس کا دروازہ صرف ان لوگوں کے لئے کھولا گیا ہے جو دریۂ نوآبادیات کو اپنا نصب العین بتاتے ہیں مکمل آزادی کے اعلان کے بعد اگر وہ راہ نہ ہے کہ ادنیٰ درجہ کے لوگ گول میز کانفرنس میں شرکت پر رضامند ہوجائے ہیں اس لئے کہ حکومت تو گول میز کانفرنس میں خالص ڈومینین اسٹیٹس پر گفتگو کو محدود رکھنے پر بھی رضامند نہیں جب کہ حاضرائے نے گانہ ہی وہ نہ ہو کی اس شرط کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا کہ اس کانفرنس میں درجہ نوآبادیات ہی پر غور ہوگا۔

ریزولیشن جو پاس کیا گیا حسب ذیل ہے:۔

"آل انڈیا خلافت کانفرنس کا یہ اجلاس اپنے اس عزم بالجزم کا اعادہ کرتا ہے جو کلکتہ اور اس اور کلکتہ کے اجلاسوں میں اعلان کیا گیا تھا کہ مسلمانان ہند کا نصب العین مکمل آزادی ہے اور مجلس عاملہ کو مشورہ دیتا ہے کہ اگر ہندوستان کے نظام حکومت کی ترتیب کے متعلق جو مقاصد خلافت کے مطابق ہو کسی ذریعہ سے گفت و شنید کا موقع آئے تو اسے مسترد نہ کیا جائے"

اس کے بعد جو تجاویز خلافت میں منظور ہوئیں ان میں اہم تر تجویز یہ ہے:۔

"ہندوستان کی حقیقی ترقی کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ کوئی ایسا اصول طے کیا جائے جو ہندوستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو ایک مرکز پر لے آئے اور آئندہ سیاسی مقاصد کا سنگ بنیاد قرار پائے لہٰذا خلافت کانفرنس قرار دیتی ہے کہ۔ تمام صوبوں میں ہر قوم (فرقہ) کی نیابت حقیقی طور پر اس کی تناسب آبادی کے مطابق ہو اگر ہندو اقلیتوں کی طرف سے تقاضا ہو تو انھیں زائد از آبادی نیابت دی جائے تو سندھ سرحد اور بلوچستان میں جو ابھی زائد نیابت دی جائے۔"

ہمارے نزدیک یہ تجویز ایک حد تک مناسب ہے مگر افسوس ہے کہ بہت بعد از وقت ہے اگر آج سے سال یا سوا سال قبل یہ تجویز پیش کی جاتی تو اختلافات کا جو طوفان برپا ہوا وہ ہرگز نہ ہوتا اور تمام مسائل خوش اسلوبی سے طے ہوجاتے آج سے قبل تو یہ کلیہ پیش کیا جارہا تھا کہ کسی اکثریت کو اقلیت یا مساوات میں تبدیل کئے بغیر اقلیتی کو زائد از آبادی نمائندگی کا حق دیا جائے یعنی مطلب یہ تھا کہ یوپی بہار مدراس سی پی بمبئی وغیرہ جو زائد از آبادی نمائندگی کا حق مسلمانوں کو ملا ہوا ہے وہ کم قرار دے اور پنجاب و بنگال میں ان کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے اس کو ہندو کسی طرح منظور نہیں کرسکتے تھے وہ کہتے تھے کہ سارے ہندوستان کے لئے ایک اصول ہونا چاہیئے اور اسکے لئے تیار تھے کہ آبادی کے تناسب سے نشستوں کی تعیین کردی جائے مگر جن صوبوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہ اس کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہ تھے اگر وہ تیار ہوجاتے تو آج سے ڈیڑھ سال قبل ہم

ہوتیں ہر دو پارٹی کے اندر اسی اصول کے ماتحت فیصلہ ہوجاتا بہرحال اگر اب بھی اقلیت والے صوبوں کے مسلمان اس تجویز کو منظور کرلیں تو فیصلہ ہوجائے گا۔ اس کے علاوہ حاضرین فلسطین اور افغانستان کے متعلق تجاویز پاس کی گئیں۔

وائسرائے کی اسپیشل پرزم

ناظرین سویری روزانہ اخبارات کے ذریعہ یہ خبر پڑھ چکے ہونگے کہ ۳۰ جولائی کو صبح کو وائسرائے صاحب کی اسپیشل ٹرین کو ایک خوفناک بم سے اڑا دینے کی کوشش کی گئی۔ واقعات مختصراً یہ ہیں کہ صبح ساڑھے سات بجے جی۔آئی۔پی ریلوے لائن پر وائسرائے کی اسپیشل آرہی تھی کہ حضرت نظام الدین اور نئی دہلی کے درمیان بم کا دھماکا ہوا جس سے کہ لائن کی گاڑی کی کچھ کھڑکیاں ٹوٹ گئیں اور ایک یا دو خانساماں مجروح ہوئے لائن بھی کسی قدر خراب ہوگئی۔

بم بالکل نئے طریقہ پر چھوڑا گیا یعنی لائن کے نیچے اس کو چھپا دیا گیا اور بجلی کا ایک تار زمین دو یا تین سو گز کے فاصلہ تک بجلی کی بیٹری سے ملا دیا گیا اور جب ٹرین آئی تو تین سو گز فاصلہ سے بٹن دبا کر بم چھوڑ دیا گیا چونکہ کہرا اس دن صبح کو بہت پڑ رہی تھی اس لئے بمبار کا کوئی پتہ اس وقت تک نہیں چلا لیکن ایک لحاظ سے یہ کہر بہت مبارک ثابت ہوئی یعنی بمبار کو صحیح پتہ نہیں چل سکا کہ کس گاڑی پر بم چھوڑے۔

بہرحال یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے سخت قابل افسوس و لائق ملامت ہے اول تو اس قسم کی متشددانہ کارروائیاں بجائے مفید ہونے کے مضر ہوا کرتی ہیں ہندوستان کے مخصوص حالات ہرگز اس امر کے مقتضی نہیں ہیں کہ آتشدد کا طریقہ اختیار کر کے کامیابی حاصل کی جاسکے صحیح طریقہ وہ تا کا ذہی کا ہے جو عدم تشدد کا ہے اور اگر اس پر لوگ عمل کریں تو جلد سے جلد ہندوستان آزاد ہو سکتا ہے مگر ایک صحیح اور سہل و آسان طریقہ کو چھوڑ کر جو شیلے نوجوان غلط غیر مفید خطرناک اور دیر رس طریقہ اختیار کر لیتے ہیں جو ہندوستان و ملک کے بہترین مفاد کو برباد کرنے کا کام دیتا ہے۔

دوسرے لارڈ اروِن جیسے نیک دل نیک طینت اور بھی خواہ ہندوستان پر اس قسم کا حملہ تو اور زیادہ نازیبا شکل اختیار کر لیتا ہے حکومت سے خواہ کسی کو کسی قدر اختلاف کیوں نہ ہو مگر اس حقیقت کو ہر شخص تسلیم کرے گا کہ جہاں تک لارڈ اروِن کا تعلق ہے وہ ایک بہترین وائسرائے ہیں جو اب تک آچکے ہیں اور ان کی دلی خواہش یہ ہے کہ ہندوستان کو مطمئن کریں چنانچہ گول میز کانفرنس کے انعقاد کا اعلان انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا اگرچہ انگلستان کی قدامت پسند جماعت نے اس کی سخت مخالفت کی اور لارڈ اروِن کو بہت برا بھلا کہا مگر آپ اپنی جگہ پر قائم رہے یہ وقت تھا کہ لارڈ موصوف کے ہاتھ اور مضبوط کئے جائیں مگر خوش قسمتی اس وقت ہمیشہ دہلی آرہے تھے اور سی وی لیڈمان سے مل کر گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں گفتگو اور تبادلہ خیالات کرنے والے تھے کسی ناعاقبت اندیش نے اس طرح بم چلا کر اپنی حماقت اور بیعقلی کا ثبوت دیدیا۔

اس واقعہ پر ہر اک سمت سے لعنت ملامت کی جارہی ہے جو کہ یہ فعل ہر طرح پر مستحق ہے لیکن ہم اسی کے ساتھ ایسے اشخاص سے جو حب وطن کے جذبہ سے مجبور ہو کر اس قسم کے افعال کے مرتکب ہو جاتے ہیں درخواست کرتے ہیں کہ وہ صرف جوش ہی سے کام نہ لیا کریں بلکہ آزمودہ محبان وطن کی تقریروں اور ان کے لائحہ عمل کو خود سے پڑھیں اور دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ملک کی آزادی کا صحیح راستہ وہی ہے جو وہ بتلاتے ہیں نوجوانوں کو اچھی طرح یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ تھوڑی سی قربانی اگر بہت سے آدمی کریں تو اس کے زیادہ شاندار نتائج مل سکتے ہیں بجائے اسکے کہ چند آدمی انتہائی قربانی کر دیں ملک اس وقت تک ہرگز آزاد نہیں ہو سکتا جب تک عوام میں جب وطن اور ایثار و قربانی کا جذبہ نہ پیدا ہو اور عوام میں ہرگز ان طریقوں سے بیداری نہیں پیدا ہو سکتی بلکہ اسکے برعکس خوف و ہراس پیدا ہوگا جو صحت مضر ہے اسلئے اگر نوجوان چاہتے ہیں کہ مادر وطن کو غلامی سے آزاد کرائیں تو اس کا یہ طریقہ ہرگز نہیں بلکہ صحیح طریقہ وہی ہے جو کانگرس عدم تشدد کا پیش کرتی ہے۔

ایک مخلصانہ گذارش

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے افسوسناک حوادث کا انسداد کیونکر کیا جائے اگر کوئی ظاہری تحریک ہو تو اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور مقابلہ کر کے اس کو دبایا جا سکتا ہے مگر ایک خفیہ تحریک یا ایسے جذبہ کو جو دلوں میں پرورش پاتا ہے اس کے انسداد کی کیا ترکیب اختیار کی جائے اہل کانگرس اور تمام وہ لوگ جو عدم تشدد پر یقین رکھتے ہیں اور رات دن عدم تشدد کا پرچار کرتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی جب کبھی اس قسم کا کوئی منحوس حادثہ وقوع پذیر ہوتا ہے تو ملک کے تمام رہنما اور لیڈر خلوص دو باندازی کے ساتھ اس پر لعنت و ملامت کرتے ہیں اور جس قدر ان کے بس میں ہوتا ہے اس کی مذمت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے مگر اس کے باوجود ایسے جوشیلے اور از خود رفتہ نوجوان برابر پیدا ہوتے رہتے ہیں جو عقل و خرد اور مآل اندیشی کو بالائے طاق رکھ کر ایسی حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

ایسے مجنونانہ افعال کے ارتکاب سے روکنے اور باز رکھنے کے دو ہی ذرائع ہوتے اور ہو سکتے ہیں ایک تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ صحیح رہنمائی اور دوسرے قانون اور دونوں طریقوں میں سے کوئی طریقہ بھی ایسا نہیں ہے جس پر پوری طرح عمل نہ کیا جاتا ہو مگر اسکے باوجود ایسے حوادث کا کامل انسداد نہیں ہوا۔

کیا ان حالات میں یہ مناسب نہ ہوگا کہ حکومت اس بے اطمینانی اور بیچینی کو دور کرنے کی طرف توجہ مبذول کرے جو ملک میں عام طور پر پھیل ہوئی ہے اور جن کی وجہ سے کہ نوجوانوں کا خون اس قدر کھول جاتا ہے کہ وہ اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور ایسے مجنونانہ حرکات پر اتر آتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ اگر لارڈ اروِن جیسے نیک دل اور نیک طینت انگریز یہاں حکمران ہو کر آئیں اور وہ بجائے طرز عمل اختیار کرنے کے توجہ رسال کے اندر ہندوستان کی کایا پلٹ سکتا ہے۔ نوجوانوں کی گمراہی کو قانون سے نہیں بلکہ نیک نیتی سے راہ راست پر لایا جا سکتا ہے۔

صحیح طرز عمل یہ ہے کہ ایک طرف وہ لوگ جو عدم تشدد پر یقین رکھتے ہیں پوری تندہی سے تشدد کے خلاف آواز بلند کریں گمران کی ساعی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتیں جیسا کہ اب تک نہیں ہوئیں جب تک کہ حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کے عمل میں نمایاں تبدیلی نہیں ہوگی واقعہ یہ ہے کہ نوجوانوں کی یہ بے راہ روی صرف اس وجہ سے ہے کہ ان کو اس امر کا غلط یقین ہو گیا ہے کہ پرامن ساعی بیکار ہو رہتی ہیں۔ ترک موالات کے زمانہ میں ایک حادثہ بھی اس قسم کا نہیں ہوا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس جماعت کے لوگ پرامن تحریک کے نتائج دیکھنے چاہتے تھے نا مجرب حکومت نے اس تحریک کو بالمال کرڈالا تو ان کے غلط خیال کو تقویت مل گئی اور ان کو یقین ہو گیا کہ پرامن جدوجہد بیکار ہے اور غیر مفید ہے اگر حکومت پرامن جدوجہد کے ساتھ اس قدر بے اعتنائی نہ برتے تو اس قسم کی گمراہی کو ترقی نہیں ہو سکتی اس لئے ہم حکومت سے مخلصانہ درخواست

کر چکے کہ وہ پرامن دوست لیڈروں کا ہاتھ بٹائے اور ملک میں مسیح آزادی کا جذبہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے اس جذبہ کو حقارت سے ٹھکرا دینگی بجائے اس پر غور کرنے اور نوآبادیوں کے طرز کی حکومت دینے کی طرف فوری عملی قدم اٹھائے اس طرح لیڈران کے ہاتھ مضبوط ہوں گے اور ایسے حوادث کا سد باب ہو جائے گا۔

لیڈران اور وائسرائے کی کانفرنس

جس کا نفرنس میں شریک ہونے کے لئے وائسرائے دہلی آ رہے تھے وہ ۲۳ دسمبر کی شام کو منعقد ہوئی اس میں مہاتما گاندھی پنڈت موتی لال نہرو ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو و مسٹر جیاکر اور مسٹر جناح شریک تھے ان مہانوں اور وائسرائے کے درمیان پورے تین گھنٹہ تک گفتگو رہی مگر افسوس کہ کوئی نتیجہ نہ نکلا اور کانفرنس ناکامی کی حالت میں ختم ہوگئی۔

کانفرنس مذکور قید یوں کے ہائی کے مسئلہ پر نہیں ٹوٹی بلکہ اس ابتدائی اور اصولی بنیاد پر ٹوٹ گئی کہ کانفرنس میں کیا ہونا چاہیے لیڈران نے مطالبہ کیا کہ حکومت اس امر کا اطمینان دلائے کہ یہ کانفرنس جو کچھ طے کرے گی پارلیمنٹ اس کو منظور کر لیگی اور نوآبادیات کے درجہ کی حکومت دینے کے مسئلہ ہی پر غور کیا جائے گا اس کے مقابلہ پر وائسرائے نے کہا کہ اس قسم کا کوئی وعدہ کرنا میرے لئے مشکل ہے اور اس قسم کے وعدہ کرنے کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے حق بالادستی میں مداخلت کی جائے بلکہ اس کو کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ اتفاق کے ساتھ جو سفارشیں یہ کانفرنس کرے گی ہائے نظر کی حکومت ان پر ہمدردانہ غور کرے گی اور ان کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کی پارلیمنٹ کو اختیار ہوگا کہ وہ جو چاہے فیصلہ کرے۔ لیڈران نے کہا ان حالات میں ہم کانگرس کی اس کانفرنس میں شریک ہونا بہت دشوار سمجھتے ہیں اور اس لئے بھی اپنی دشواری کا اظہار کیا اور لیڈران نے بھی اس کانفرنس کو بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے ہوئے ختم ہو گئی گمان کئے بغیر نہیں کہ گفت و شنید کا دروازہ بالکل بند ہو گیا۔

اس کانفرنس پر تمام ملک کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور بڑی بڑی امیدیں اس کے متعلق وابستہ کی جا رہی تھیں خصوصاً ہندو اکثریت کے حلقہ میں مسٹر بہادر کوسے کی تجویز پر جو کہ ہندوستان پارلیمنٹ میں عام طور پر اور خصوصی طور پر سر تیج بہادر سپرو نے پیش کی تھی اس سے بہت زیادہ امیدیں پیدا کر لی گئی تھیں اور لوگوں میں یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی کہ حکومت نوآبادیات کے درجہ کی حکومت دینے کے لئے آمادہ اور تیار ہے۔

جہاں تک لارڈ اروین کی ذات کا تعلق ہے کوئی شبہ نہیں کہ وہ پورے اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ مسئلہ سمجھنے کی پوری کوشش کر رہے تھے مگر افسوس ہے کہ برٹانوی حکومت اور خصوصاً ہندوستان کے انگریز اس سے بالکل متاثر نہیں ہوئے بلکہ وہ اپنے افراد کو لارڈ اروین کی ذات سے متعلق خصوصی رکھنے میں اور کوئی ادنی سی ادنی رعایت ہی ہندوستان کے ساتھ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

ان حالات میں راقم ہند مجبور تھے کہ پہلے اس امر کا اطمینان کر لیں کہ کانفرنس کی کیا حیثیت ہوگی اور اس کی بات سنی بھی جائے گی یا محض مشورے کی حیثیت رکھے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ گول میز کانفرنس اس وقت تک بیکار محض ہے جبتک یہ یقین نہ دلا دیا جائے کہ جو کچھ اس میں طے ہوگا پارلیمنٹ اس کو قبول ہی کریگی اس لئے ہمارے نزدیک لیڈران کا جو مطالبہ تھا وہ بالکل درست تھا اور ہمیں یقین ہے کہ اگر معاملہ صرف لارڈ اروین کے اختیار کا ہوتا تو وہ لیڈران کی اس شرط کو ضرور قبول کر لیتے اور یہ کوئی نیا مطالبہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے جنیوا فریقہ کے ساتھ جب گول میز کانفرنس ہوئی تھی تو افریقہ والوں نے پہلے ہی طے کر لیا تھا کہ کانفرنس جو کچھ طے کرے گی اس میں ایک فقرہ کی بھی ترمیم نہ ہوسکیگی چنانچہ ایک فقرہ میں صرف کچھ کی غلطی رہ گئی تھی جب اس کی تصحیح کے لئے کہا گیا تو اسی وجہ سے انکار کر دیا گیا کہ پہلے ہی سے معاہدہ ہو گیا ہے کہ گول میز کانفرنس کے طے کردہ امور میں مطلق دخل نہ دیا جائے گا چنانچہ وہ مواعد کی غلطی آجتک موجود ہے اور اس نے تاریخی حیثیت اختیار کر لی ہے۔

اس کے علاوہ جب تک اس قسم کا اطمینان نہ دلایا جائے گا گول میز کانفرنس میں بھی فرقہ وارانہ مسائل کے حل کی کوئی صورت نہ نکلے گی فرقہ وارانہ مسائل اسی صورت میں حل ہو سکتے ہیں جب تمام فریقوں کو اس کا یقین ہو جائے کہ جو کچھ ہم طے کرینگے وہی حل ہو جائے گا اور اگر کچھ طے نہ کر سکینگے تو کسی کو کچھ نہ ملیگا۔ ہمارے نزدیک تو یہ رہتا ہے کہ گول میز کانفرنس شروع سے منعقد ہی نہ ہو جائے اس کے کہ منعقد ہو اور ناکام رہے۔

نائر کمیٹی کی رپورٹ شائع ہو گئی

نائر کمیٹی کی رپورٹ بالآخر شائع ہو گئی اور اس کے ساتھ سر وزیر الحق اور مسٹر مہروترا کی اختلافی نوٹ بھی شائع ہو گیا۔ یہ رپورٹ بالکل وہی ہے جس کا پیشگی خاکہ یا خمیر ہم نے شائع کر دیا تھا اور جس پر تحریر سہ ماہی میں ہم مفصل تبصرہ کر چکے ہیں اس رپورٹ کے دیکھنے کے بعد بھی جو رائے ہم نے ظاہر کر چکے ہیں اس میں کسی ترمیم کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

یہ رپورٹ نہ تو کمیٹی کی حیثیت سے قابل قبول اور لائق اعتنا ہے اور نہ فرقہ وارانہ حیثیت سے، ہمارے اس خیال سے کہ مسلمان اس کو ایک لمحہ کے لئے بھی قبول کر لیں۔

اس رپورٹ کی سب سے بڑی اور پہلی خوبی تو اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ تمام رپورٹ میں مشکل سے کوئی سفارش ایسی ہوگی جس پر سب ممبران کا اتفاق ہو بلکہ ہر ایک سفارش سے کسی نہ کسی نے اختلاف کیا ہے اور اس طرح پوری رپورٹ بجموعہ خراب ہو گئی ہے اور ایک ایسی کمیٹی جو حکومت کی نامزد کردہ ہو اور جس نے یکزبان ہو کر اس کی مخالفت کی ہو اس سے اور کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

بہرحال یہ رپورٹ اپنی آپ موت مر رہی ہے اور ہمیں امید ہے کہ حکومت نے بھی اس کو بے حیثیت ہی سمجھ لیا ہوگا۔

شب برات کی خرافات

شعبان ایک مقدس مہینہ ہے اور اس میں رمضان کے لئے تیاریاں کرنی چاہئیے اور رسول اللہ

علی اصحابہ علیہ وسلم نے جو کچھ اس مبارک مہینے میں کیا ہے وہی ہم کو بھی کرنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک مہینہ میں جس قدر روزے رکھے ہیں رمضان کو چھوڑ کر کسی مہینہ میں بھی اس قدر روزے نہیں رکھے تھے حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کثرت سے روزے رکھتے تھے کہ صحابہ کرام کو گمان ہونے لگتا تھا کہ رمضان تک آپ مسلسل روزے رکھے چلے جائیں گے اور بیچ میں چھوڑیں گے نہیں اسی طرح نفل نمازوں کی عبادت اور شب برات کو گزرستان میں جاتے تھے۔

اس ماہ مبارک کی فضیلت کے متعلق بیشمار احادیث وارد ہوئی ہیں جن کا خلاصہ طالب دوسرے صفحات میں ناظرین کی نظروں سے گذر چکا ہے ان کو پیش نظر کیجئے اور پھر اپنے اعمال کو دیکھئے کہ وہ کہاں تک ارشاد رسول اور اسوۂ حسنہ نبی کریم سے مطابقت رکھتے ہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ ہر شخص آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس ماہ مبارک میں ہم کو طرز عمل اختیار کرتے ہیں وہ اندازہ ہے ارشاد رسول اسوۂ صحابہ اور احکام الٰہی و ارشادات رسالت پناہی کے کیسے خلاف ہوتا ہے اور ہر سال علماء و واعظین اخبارات اور رسائل ہماری گمراہی، ضلالت کے خلاف وعظ و پند کہتے اور مضامین لکھتے ہیں مگر رتی بھر اور ذرہ برابر اس کا کوئی اثر ہماری عملی زندگی پر نہیں پڑتا اور ان مواعظ حسنہ سے ہم کوئی سبق حاصل نہیں کرتے۔

باوجود یکہ علماء و واعظ اور اخبار و رسائل بھی اس کا علم ہوتا ہے کہ ہماری نصیحتیں گنبد بیابانی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں جس طرح اس پر بانی پڑتا اور پھسل اسی طرح نصائح کا حال ہے کہ اس کان سے سنا اس کان سے اڑا دیا مگر پھر بھی جب ایسے مواقع آتے ہیں کو زبان اور قلم کو جنبش دینا ہی پڑتا ہے ایک دردمند شخص جو خود کشی کا فیصلہ کر کے کنوئیں میں گرنے لگے تو باوجود اس علم کے کہ منع کرنے سے باز نہیں رہے گا جب اس کو کوئی گرتے ہوئے دیکھیگا تو ضرور روکیگا چاہے وہ مانے یا نہ مانے اسی طرح مصلحین قوم کی حالت ہو کہ گو اصلاح کی طرف سے مایوس ہو مگر وہ اپنی کوشش کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور جس قدر زبان و قلم تک زور ہوتا ہے اصلاح پر زور دیتے ہیں۔

یہی جذبہ ہے جو ہر سال مولوی کے صفحات پر مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے اور امید ہے کہ ہر سال اور ہر کل کر کے پھر آج سے تیرہ سو سال پرانا سبق دہرایا جا رہا ہے اس امید پر کہ شاید اللہ کے بندے اپنی حالت پر غور کریں اور اللہ کے بتلائے ہوئے رستہ پر چلنے کا تہیہ کر لیں۔

شب برات کی پہلی خرافات

سے زیادہ تباہ کن اور از سر تا پا خلاف شریعت

طرز عمل یہ ہے کہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے اس موقع پر مسلمان آتشبازی میں پھونک دیتے ہیں اور رتی بھر ان کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ کیا کر رہے ہیں۔

سب سے زیادہ حیرت و استعجاب اس امر پر ہے کہ شیعہ سنی تقلد غیر مقلد وہابی بدعتی غرضکہ جس طبقہ جس فرقہ اور جس گروہ کے علماء و واعظین مجتہدین مصنفین اور اخبار نویسوں سے پوچھیے سب بجز بان ہو کر واشگاف طور پر شب برات کی آتشبازی کو خلاف شرع اور مہلک مضرت رساں اور تباہی بخش بتلائے گا اور کسی فرد واحد کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ اس موقع پر آتشبازی نہ صرف ایک فعل قبیح ہے بلکہ فعل حرام ہے گو کیا مجال کہ اس برائی کے دفعیہ ارشاد کی طرف مسلمانوں کی توجہ مائل ہو علماء کے فتاوے واعظوں کے وعظ مصلحین کے کچھ اور رسائل و اخبارات کے مضامین سب اکارت جاتے ہیں اور شب برات کے آتے آتے پندرہ بیس روز پہلے سے ہر طرف سے آتشبازی کی دھوم مچ جاتی ہے اور ہوائی بموں کی آواز یں آنے لگتی ہیں اور ایک دو دن پہلے اور ایک دو دن بعد تو کیفیت رہتی ہے کہ لوگوں کو آرام کی نیند سونا مشکل ہو جاتا ہے۔

غیر جانبدار کہ ایک طرف تو یہ فعل از سر تا پا خلاف شریعت ہے دوسری طرف جانی و مالی نقصانات ہیں، مالی نقصان تو ظاہر ہے کہ آتشبازی نہ تو مفت بنتی ہے اور نہ مفت آتی ہے اگر گھر میں بنائی جائے تب بھی دام لگتے ہیں اور اگر بازار سے آتشبازی خریدی جائے تو دام دینے پڑتے ہیں شاید عام مسلمانوں کو معلوم نہ ہو کہ اس آگ کے شیطانی کھیل میں مسلمان ہر سال کس قدر روپیہ پھونک دیتے ہیں کیونکہ انفرادی طور پر ہر شخص کی جیب سے تھوڑے تھوڑے دام اس فعل بیباکانہ کے نکلتے ہیں مگر ان کی مجموعی مقدار دو تین کروڑ تک پہنچ جاتی ہے مثل مشہور ہے کہ قطرہ قطرہ بہم شود دریا صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام ممالک جہاں مسلمان آباد ہیں شب برات کے موقع پر اسی طرح روپیہ پھونکتے ہیں اور اس سے ہم ہر سال کس قدر گراں رقم اپنی مفلس جیبوں سے نکال کر نذر آتش کر دیتے ہیں اور اس تین کروڑ میں سے بھی دو کروڑ روپیہ بدیشی تاجروں کے جیب میں ڈال دیتے ہیں آج سے بیس تیس سال پہلے کم از کم یہ تو تھا کہ ہندوستان کے مسلمان آتشبازیوں کی بنائی ہوئی آتشبازی کا رواج تھا اور اس پر جو روپیہ صرف ہوتا تھا وہ ہندوستان ہی میں رہتا تھا اور خرچ ہی کم ہوتا تھا کیونکہ دیسی آتشبازی کی قیمت ہوتی ہی کیا مگر اب تو ہر بیشتر آتشبازی بدیشی ہو رہی ہے اور بیچارے آتشباز جرمنی و جاپان کو روپیہ دیتے ہیں کیونکہ ان کی آتشبازی کوئی خریدتا ہی نہیں۔

خدا کے لئے ذرا اپنی اس بے ہودگی اور بیعقلی پر غور کیجئے کہ کس قدر آپ اپنا نقصان کرتے ہیں اگر یہی روپیہ بچا لیا جائے اور قومی کاموں پر صرف ہو تو کتنے مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچ سکتا ہے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے جتنے کام اب بھی روپیہ کی کمی کی وجہ سے عالم تزع میں پڑے سسک رہے ہیں تعلیم کی مسلمانوں میں کس قدر کمی ہے اور یہی صرف اس لئے ہے کہ جتنے کالج اور اسکولوں کی ضرورت ہے اتنے نہیں ہیں اس لئے نہیں ہیں کہ روپیہ نہیں ہے اور کالج اور اسکول قائم نہیں ہو سکتے کسی کی جیب سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچ سکتے اسی طرح تبلیغ و تنظیم کے تمام کام یونہی پڑے ہوئے ہیں انجمن مرکزیہ تبلیغ الاسلام کو سال میں مشکل پندرہ ہزار روپیہ ملتے ہیں اور کام اس کے ذمے یہ ہے کہ ۲۳ کروڑ غیر مسلموں کو مسلمان بنائے یہی حال مسلمانوں کے تمام اداروں کا ہے گر ہر سال تین کروڑ روپیہ اور بچا جائیں صرف آتشبازی میں پھونک دیتے ہیں۔

شب برات کی دوسری خرافات

دوسری خرافات علاوہ آتشبازی

میں اصناف ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم فاتحہ درود اور ایصال ثواب کے خلاف لوگوں کو تلقین کرتے ہیں شب برات کے موقع پر مردوں کو ایصال ثواب کرنا عین ثواب ہے مگر اس کا جو طریقہ ہم نے اختیار کیا ہے وہ نہایت غیر مفید اور بالکل لغو ہے اول تو یہ ایک فضول سی بات ہے کہ سارا ملک فی ایک حلوے پر فاتحہ دے دوسرے یہ کہ فاتحہ سے خالی کچھ نہیں بنتا اور فاتحہ یعنی قرآنی آیات اور سورتوں کی تلاوت کر کے مردوں کو بخشنا بغیر حلوے کے بھی ہو سکتا ہے حلوے پر فاتحہ دینے کے تو یہ معنے ہوئے چاہئیں کہ حلوہ غربا اور محتاجوں کو تقسیم کیا جائے مگر واقعہ یہ ہے کہ اول تو بہت ہی کم محتاجوں کو حلوہ دیا جاتا ہے اور جتنا بنتا ہے یا تو خود ہی کھا لیتے ہیں یا پھر اپنے احباء اعزہ میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور اگر بہت خیال کیا گیا تو غریبوں اور محتاجوں کو سب سے خراب قسم کا حلوہ تھوڑا بہت دیدیا جاتا ہے حالانکہ خیرات سب سے بہتر قسم اور محبوب الشیا کی ہونی چاہیے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی ثواب اور خیر و ثواب تم اسی وقت حاصل کر سکتے ہو جب وہ چیزیں اللہ کے راستے میں خیرات کرو جو تم کو پسند اور محبوب ہوں مگر ہمارا طرز عمل یہ ہے کہ جو سب سے زیادہ گھٹیا اور ادنیٰ چیز ہوتی ہے وہ اللہ کے راستے میں دیتے ہیں اور پھر امید رکھتے ہیں کہ ہمارے مرنے والے کے ٹائیل میں بہشت میں جا بنے گے۔

بہتر طریقہ یہ ہے کہ جو دام ہم حلوے پر خرچ کرتے ہیں وہ کسی نیک کام پر خرچ کر دیں اور اگر حلوا کھانے کو جی ہی چاہتا ہے تو بطور کھانے کے پکائیں اس مد میں بھی ہر سال لاکھوں کروڑوں روپیہ صرف ہو جاتا ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس میں اصلاح کی جائے۔

اصلاح کیوں نہیں ہوتی

سوال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ ہر سال علماء و عاظین اور اخبار و رسائل چیخ و پکار مچاتے ہیں پھر بھی اس کا اثر کیوں نہیں ہوتا اور کیوں لوگ اپنی بربادی کے سامان خود کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے اندر احساس نہیں رہا اور اس امر کی ان کی حس ہی مر گئی ہے کہ وہ از خود کسی برائی کو ترک کر دیں اس کے برخلاف اگر کوئی قوت بہ جبر روکے تو اسانی سے عمدہ سے عمدہ کام بھی ترک کر دیتے ہیں یہ ذہنیت حد درجہ مضر اور قابل ملامت ہے اور جب تک اس میں تغیر و انقلاب نہ ہو گا اصلاح کی کوئی توقع اور امید نہیں رکھی جا سکتی۔

موجودہ حالات میں ایک ہی صورت ہے کہ ایک مرکز کی طرف سے اس کی اصلاح کی آواز بلند کی جائے اور ہر جگہ چند مخلص و درد مند اصحاب پوری مستعدی کے ساتھ مظاہرہ کی صورت میں ان خرافات کے خلاف جد و جہد کریں اور جو افراد کوششیں کی جایا کرتی ہیں وہ سب اجتماعی شکل میں کام کریں چنانچہ آج سے چند سال قبل ایک کوشش اس قسم کی کی گئی تھی تو اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا تھا مگر دو سرے سال پھر خبر نہیں لی گئی اس لئے پھر بدستور صورت حال ہو گئی اگر مسلسل و متواتر ہر سال دو مہینے پہلے سے پوری قوت کے ساتھ کام کیا جائے تو ناممکن ہے کہ اس کا مفید نتیجہ نہ نکلے۔ لوگ عادی ہیں کہ ان پر دباؤ ڈال کر ان سے بری عادتیں ترک کرائی جائیں اور ہمارے پاس کوئی صورت دباؤ ڈالنے کی اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ اسکے خلاف ایک مظاہرے کی صورت اختیار کر لی جائے جلسے کئے جائیں جلوس نکالے جائیں آتشبازی کی دوکانوں پر پہرہ لگا دیا جائے گھر گھر جا کر لوگوں سے حلفیہ وعدے لے لئے جائیں کہ وہ آتشبازی نہیں خریدیں گے اور جو اسکے خلاف کرے تمام لوگ اس کا بائیکاٹ کر دیں۔

اگر ہر سال اس قسم کی ہنگامہ خیز جد و جہد کی جائے تو بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے ورنہ چند قسم کی سعی و کوشش ہر سال ہوا کرتی ہے اس قسم کی مساعی تو ہر سال میں بھی کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کریں گی اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ متحدہ جد و جہد کے لئے ایک نیا اصلاحی نظام قائم کیا جائے یا موجودہ قائم شدہ نظام منظم ہو کر جد و جہد کی طرح دالیں اور آندھی کی طرح تمام ملک کے اندر سے تباہ کن مراسم کی بنیادیں کھود کر پھینک دیں۔

آخر میں ہم اپنے ناظرین کرام سے درخواست کریں گے کہ اگر وہ کسی بڑے پیمانہ پر کام نہیں کر سکتے تو کسی گاؤں یا قصبہ میں چھوٹے پیمانے پر کام شروع کریں مگر اس کا طریقہ یہی ہونا چاہیئے جو اوپر بتلایا گیا ہے یعنی کام اتنے زور سے ہونا چاہیئے کہ لوگ مجبور ہو کر سر تسلیم خم کر دیں۔

شب برات کے بعد

شعبان المعظم کے بعد وہ مبارک و مقدس مہینہ آجائیگا جس سے زیادہ مقدس و مبارک کوئی دوسرا مہینہ نہیں ہے یعنی رمضان المبارک جس کی بزرگی و فضیلت کا ذکر قرآن و حدیث میں اس قدر تفصیل سے کیا گیا ہے کہ کسی مہینہ کا نہیں کیا اور نہ کسی مہینے کے فضائل و برکات اس قدر تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

مسلمانوں کا فرض ہے اگر وہ رمضان کی برکات و حسنات سے مستفید ہونا چاہتے ہیں کہ وہ رمضان المبارک کے خیر مقدم کے لئے اپنی روحوں اور اپنے قلوب کو پہلے سے تیار و مستعد کر لیں تاکہ رحمت خداوندی کے مستحق ہوں یہ تیاری اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ اپنے اعمال کا ابھی سے جائزہ لینا شروع کر دیں اور نامشروع زندگی سے توبہ کر کے ایسی زندگی اختیار کر لیں جو رمضان المقدس کی بابرکت راتوں اور مقدس دنوں کے شایان شان ہو۔ قرآن جو ہماری دینی و دنیاوی نجات کا واحد ضامن و کفیل ہے اس کو ابھی سے حرز جان بنا لیں اس کی تلاوت کریں اگر عربی آتی ہے تو اسکے معانی و مطالب پر غور کریں نہیں آتی تو ترجمہ والے قرآن پڑھیں اور ترجمہ سے اسکے احکام و اوامر اور ہدایات سے واقفیت حاصل کر کے اپنی زندگی اسکے مطابق بنائیں۔

احکام اسلام

اس مختصر رسالہ میں علامہ مصنف نے نہایت سلیس اردو میں بتایا ہے کہ اسلام کے وہ کون کون سے ضروری احکام ہیں جن کے بغیر آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا ہر مسلمان کو یہ مختصر رسالہ ضرور منگانا چاہیئے قیمت ۵ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(سلسلہ گذشتہ)

شرائط نماز

اور یاد رکھو "استقبال قبلہ" کے متعلق کے والے اور غیر مکے والے کیلئے علیحدہ علیحدہ حکم ہے فرق یہ ہے کہ مکہ والوں کے لئے عین کعبے شریف کی سیدھ میں منہ کرنا شرط نماز ہے اور غیر مکہ کے والوں کے لئے کعبے کی سمت کی طرف منہ کرنا شرط نماز ہے۔

اور آجکل "استقبال قبلہ" کے متعلق بعض بے وقوف مخالفین اسلام یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ کعبہ شریف کو سجدہ کرنا شرک ہے اور جس طرح ہندو بتوں کو پوجتے ہیں اسی طرح مسلمان کعبہ کو پوجتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ اعتراض سراسر تعصب اور عناد اور عداوت پر مبنی ہے اور نہایت لغو ہے کوئی مسلمان کعبہ کو نہیں پوجتا اور اس کو معبود نہیں سمجھتا یا در کھو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے مقصود یہ ہے کہ سب مسلمان یکجہتی کے ساتھ عبادت کریں اور یک جہتی کو ہمیشہ مدنظر رکھیں ہم کعبہ کو معبود یا سجدہ گزار نہیں دیتے اور بت پرست فی الحقیقت بت کو سجدہ یقین کرتا ہے ہم اس نعوذ سے پاک ہیں اور یہ چیز ہی لائق توجہ اور قابل غور ہے کہ اگر خانہ کعبہ سجود یا معبود ہوتا تو معذور کے حق میں ساقط نہ ہوتا حالانکہ معذور کے لئے یہ حکم ہے کہ جس طرف چاہے نماز پڑھ لے کوئی حرج نہیں اس کی نماز ہو جائے گی نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کے متعلق قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے سیقول السفہاء من الناس ما ولھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا ط قل للہ المشرق والمغرب ط یھدی من یشاء الی صراط مستقیم (اے پیارے رسول! اب تو یہ بے وقوف (باطل پرست) ضرور کہیں گے کہ یہ مسلمان جس قبلہ کی طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے اس سے ان کو کس چیز نے پھیر دیا؟ تم کہدو کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے لئے ہے وہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرماتا ہے (اس کے حکم میں کسی کو دخل نہیں اور اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا) اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے لیکن حضور کی خواہش یہ تھی کہ بیت اللہ شریف یعنی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے اور بیت المقدس کی جگہ خانہ کعبہ "قبلہ" قرار پائے۔

باری تعالیٰ نے اپنے محبوب کی آرزو کو پورا کرنا چاہا اور "تبدیل قبلہ" کے حکم سے پہلے مندرجہ بالا آیتیں نازل فرمائیں جن میں ارشاد فرمایا کہ اے محبوب! "تبدیل قبلہ" کے مخالفین اسلام طرح طرح کے اعتراضات کریں گے لیکن تم ان کے اعتراضات کا کچھ خیال نہ کرنا کیونکہ وہ جو کچھ کہتے ہیں جذبۂ معاندت سے متاثر ہو کر کہتے ہیں یعنی ان کا اعتراض صدق و اخلاص پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ بغض و عناد پر مبنی ہوتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مشرق و مغرب سب سمتیں اللہ کی ہیں وہ جس طرف چاہے "قبلہ" مقرر کر سکتا ہے اور جس سمت کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے خواہ وہ بیت المقدس ہو یا خانہ کعبہ ہو وہ "مسجود الیہ" نہیں بلکہ "مسجود الیہ" ہے یعنی سمت کو سجدہ نہیں کیا جاتا بلکہ سجدے کے وقت اس کی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے "مسجود لہ" یعنی جس کے لئے سجدہ کیا جاتا ہے وہ خدا ہے اور کسی سمت کی طرف متوجہ ہونا یہ تو خدا کے حکم کی تعمیل ہے اور قبلہ کے تقرر سے مقصود یہ ہے کہ سب عبادت کرنے والے یکجہتی کے ساتھ عبادت کریں اور یکجہتی کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔

اس آیت کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں قبلہ کے تبدیل ہونے کا حکم ہے وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ ط وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ھدی اللہ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ط ان اللہ بالناس لرؤف رحیم ۝ قد نری تقلب وجھک فی السماء ج فلنولینک قبلۃ ترضھا ج فول وجھک شطر المسجد الحرام ط وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ ط وان الذین اوتوا الکتب لیعلمون انہ الحق من ربھم ط وما اللہ بغافل عما یعلمون ۝

(پارہ ۲ سورہ بقر رکوع ۱۷)

اور (اے پیارے رسول!) جس سمت قبلہ پر تم پہلے تھے یعنی بیت المقدس وہ تو محض اس کے لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع کرتا ہے اور کون الٹے پیچھے کو ہٹتا ہے اور یہ قبلہ کا بدلنا (باطل پرستوں کو) نہایت شاق گزرا مگر جن لوگوں کو اللہ نے ہدایت فرمائی ہے (ان کو شاق نہیں ہے) اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے یعنی وہ تمہارا ایمان ضائع نہیں کرے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔ اے پیارے رسول! آسمان کی طرف تمہارا بار بار منہ اٹھانا ہم دیکھتے ہیں اس لئے ہم تم کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کے لئے تمہاری مرضی ہے۔ اچھا اب تم اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام یعنی کعبہ کی طرف کیا کرو اور اے مسلمانو! تم سب جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو مسجد حرام یعنی کعبہ کی طرف کیا کرو اور یہ اہل کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (حکم) بالکل ٹھیک ہے اور ان کے پروردگار کی طرف سے ہے اور اللہ ان کاموں سے بے خبر نہیں جو وہ کرتے ہیں۔

ان آیتوں میں باری تعالیٰ نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ اس تبدیل قبلہ کے حکم میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ اس سے اہل صدق اور اہل نفاق کا امتحان ہو جائے گا یعنی یہ معلوم ہو جائے گا کہ کون کون اخلاص طاعت خدا

اور اطاعت رسول کے دعوے میں سچے ہیں اور کون کذاب جھوٹے ہیں جو اہل صدق ہیں وہ ہر حال میں خدا اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہتے ہیں اور جو منافق ہیں وہ امتحانی مواقع پر الگ ہو جاتے ہیں اور سرکشی اختیار کرتے ہیں چنانچہ جو لوگ اہل صدق تھے انہوں نے تبدیل قبلہ کا حکم سنتے ہی تسلیم خم کر دیا اور جو منافق تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو اسی قبلہ کی طرف متوجہ رہیں گے جس کی طرف پہلے تھے اور باری تعالیٰ ہم کو بیت المقدس کی طرف سے کعبہ کی طرف کیوں متوجہ کرنا چاہتا ہے ہم تو اس حکم کو نہیں مانتے اس کے بعد وہ لوگ مرتد ہو گئے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ جو لوگوں نے تبدیل قبلہ کے حکم کو نہیں مانا وہ منافق تھے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے بظاہر مسلمان ہو گئے تھے انھوں نے خیال کیا کہ جب ہم تبدیل قبلہ کے حکم کے متعلق اختلاف کریں گے تو یقیناً کچھ مسلمان ہماری طرف ہو جائیں گے اور جب ہم اسلام سے منحرف ہو جائیں گے تو یقیناً دو چار دس پانچ مسلمان بھی ہمارے ساتھ اسلام سے منحرف ہو جائیں گے لیکن ان کو بہت مایوسی ہوئی جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ان کے فتنہ و اختلاف میں ایک مسلمان بھی شریک نہیں ہوا اور ان کے ساتھ ایک مسلمان بھی مرتد نہیں ہوا جب مخالفین اسلام کو اس طرح کامیابی نہیں ہوئی تو انھوں نے یہ سوال پیدا کیا کہ جو اشخاص بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور اسی حال میں انتقال کر گئے ان کی جو سب نمازیں ضائع ہوئیں کیونکہ انہوں نے کعبہ کی طرف تو جہ نہیں کی اس اعتراض کا جواب باری تعالیٰ نے ان الفاظ میں دیا:

وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف رحیم

یعنی اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو اور تمہارے اعمال کو ضائع کر دے بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی شفیق اور مہربان ہے۔

اس جواب کے بعد مخالفین کی زبانیں بند ہو گئیں اور اعتراضات کا سلسلہ منقطع ہو گیا آیت مذکورہ میں باری تعالیٰ نے جو بہترین جواب دیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جن لوگوں نے کعبے کے "قبلہ" قرار پانے سے پہلے بیت المقدس کی طرف اللہ کے حکم سے نماز پڑھی ان کی نمازوں کا اجر و ثواب پورا ملیگا اور اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا وہ تو اپنے بندوں پر بہت ہی مہربان ہے لیکن اکثر اشخاص ایسے ہیں جو اس کے کرم کی قدر نہیں کرتے ہیں اور "تبدیل قبلہ" کے حکم کی آیت کے متعلق بعض مخالفین اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ قبلہ کے تبدیل کرنے میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ اہل صدق اور اہل نفاق کا امتحان ہو جائے تو کیا باری تعالیٰ کو پہلے سے یہ معلوم نہیں تھا کہ کون صادق ہے اور کون کاذب؟ اور کون مسلم ہے اور کون منافق؟ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ازل سے ابد تک کا سب حال باری تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے وہ علیم بذات الصدور ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں وہ سب کچھ جانتا ہے اس کو معلوم تھا کہ تبدیل قبلہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کون سر تسلیم خم کرے گا اور کون منحرف ہو گا اور کون صادق ہے اور کون کاذب اس کو سب کچھ معلوم تھا لیکن مسلمانوں کو معلوم نہیں تھا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا اس لئے تبدیل قبلہ کا حکم نازل کیا گیا اور اس کے نازل ہونے کے بعد صادقوں کا صدق اور کاذبوں کا کذب ظاہر ہو گیا اور خدا ان رسول ان سے تمیز ہو گئے جو فی الاصل منافق تھے اور دوسرا عام فہم جواب یہ ہے کہ دنیا کی ابتدا سے قیامت جو کچھ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق ہونے والا تھا اس کو باری تعالیٰ نے دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے اس لئے اس آیت میں جو ارشاد فرمایا ہے کہ الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ، طرناکا ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے ہٹ جاتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ باری تعالیٰ کے علم ازلی کے مواقع مطیع اور مرتد کا ظہور دنیا میں ہو جائے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے علم ازلی میں تو سب کچھ ازل سے مقرر ہو چکا تھا اور دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے وہ سب کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن حق تعالیٰ نے سزا و جزا کا مدار ہر چیز کے دنیوی ظہور پر رکھا ہے صرف اپنے علم غیب پر نہیں رکھا پس یاد رکھو کہ آیات قرآنی میں جہاں کہیں علم الٰہی کا ذکر ایسے مواقع پر آیا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے تو اس کے یہی معنے ہوں گے جو ہم نے بیان کئے ہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ قبلہ کے متعلق نہایت مشرح بحث ہو چکی ہو اور اب غالباً یہ بات محتاج غیبت نہیں رہی کہ "سمت قبلہ" مسجود الیہ نہیں ہے بلکہ مسجود الیہ ہے یعنی کوئی مسلمان کعبے کو سجود اور سجود نہیں سمجھتا بلکہ اس کو ایک سمت سمجھ کر حسب ارشاد باری تعالیٰ اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور سجدہ و عبادت اللہ ہی کے لئے ہے اور ہر مسلمان کے عقیدے میں سوائے باری تعالیٰ کے کوئی معبود و مسجود نہیں اور کعبے کی طرف منہ کرنے سے مقصود یہ کبھی ہے ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ باری تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہی معبود اور مسجود ہے اگر معاذ اللہ کسی شخص نے کعبے کو معبود سمجھ کر اس کو سجدہ کیا تو وہ قطعی کافر ہے کیونکہ یہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔

اور اگر کوئی شخص کعبے شریف میں نماز پڑھے تو اس کو کسی خاص رخ کی طرف منہ کرنے کی ضرورت نہیں جس رخ چاہے نماز پڑھے حتیٰ کہ کعبے کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی کیونکہ اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔

اور حالت نماز میں کعبہ کی طرف منہ ہونے کے یہ معنے ہیں کہ منہ کی سطح کا کوئی جزو کعبے کی طرف ہونا چاہیئے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی موقع پر قبلہ سے کچھ انحراف ہو لیکن منہ کی سطح کا کوئی جزو کعبے کے مواجہہ میں ہے تو نماز ہو جائے گی۔

اور یاد رکھو "قبلہ" بنائے کعبہ کا نام نہیں ہے بلکہ وہ فضا ہے یعنی بنائے کعبہ کی محاذات میں زمین سے آسمان تک قبلہ ہی ہے اگر خدانخواستہ کوئی ظالم اور سنگدل شخص کعبے کی ڈھا دے اور اس کے ملبے کو وہاں سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ رکھدے اور وہاں کعبہ بنا دے تو اس عمارت کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھی جائے گی بلکہ جو اصل سمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے گی اسی طرح اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑ پر چڑھ کر اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے تو نماز ہو جائے گی کیونکہ فضا کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے عمارت کی طرف متوجہ ہونا ضروری نہیں۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

ترجمہ: کوئی دخل نہیں تمہارا کہ ضد اتعالیٰ ان پر پھر توجہ ہو تمہاری اور یا ان کو کوئی سزا دیں کیونکہ وہ ظالم ہی بڑا کر رہے ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ ہے زمین آسمانوں میں، اور جو چاہے گا زمین میں ہے وہ جس کو چاہے بخشے اس اور جس کو چاہے عذاب دے اور اللہ تعالیٰ تو بڑی مغفرت کرنے والے ہیں۔

اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ احد کی لڑائی میں جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دہان مبارک شہید ہوا اور بڑے بڑے صحابہ شہید ہوئے تو حضور کو سخت ملال ہوا اور فرط غضب میں حضور نے بد دعا فرمائی ابوسفیان حارث بن ہشام سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ کے حق میں بد دعا کرنے کا ارادہ کیا کہ یہ لوگ حد درجہ کے ظالم اور مستبد اور فتنہ انگیز تھے لیکن باری تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ یہ سب ایک دن اسلام قبول کرنے والے ہیں اس لئے ارشاد ہوا کہ اے رسول! ظالموں کے معاملے میں تمہیں کچھ اختیار نہیں ہم مالک و مختار ہیں چاہیں ان کو فنا کر دیں اگر چاہیں تو ان کو توبہ کی توفیق عطا کریں اور اگر چاہیں تو ان کے کفر کی وجہ سے ان کو سزا دیں، یہ حال تم صبر کرو، تمہارا اس بارے میں کچھ اختیار نہیں تم تو فقط تبلیغ احکام کے لئے ہو ہم جو چاہتا ہے سب ہمیں سے فیصلہ کرتے ہیں یاد رکھو جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے سب اللہ ہی کا ہے جس کو چاہے بخشدے اور جس کو چاہے عذاب دے وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بد دعا نہیں کی اور صبر کیا یا اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اسلام کی طرف ہدایت فرمائی اور وہ سب اپنے خلوص کے ساتھ مسلمان ہوئے۔

اس موقع بعض صحابہ کی طرف سے یہ عرض کیا گیا ہے کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول تھے تو پھر ان کی بد دعا کیوں قبول نہیں ہوئی اور یہ کلمہ کہا گیا کہ تمہارا اس میں کچھ اختیار نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کے دنیا میں دو انتظام ہیں ایک انتظام تو تکوینی شرعی انتظام کا تعلق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے جس کے قیام کے لئے حق تعالیٰ نے ہر زمانے کی حالت کے موافق آسمانی کتابیں نازل فرمائیں۔ دوسرا انتظام تکوینی ہے یعنی قضا و قدر کے حکم کے مطابق موجودات عالم کا نظام و نسق اس سے کائنات انبیاء کرام سے نہیں ہے بلکہ کارکنان قضا و قدر سے ہے۔ نظام تشریعی کے متعلق ہر مخلص کی ہر درخواست منظور کر لی جاتی ہے اور اس کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں لیکن نظام تکوینی کے متعلق ہر دعا کا منظور ہو جانا ضروری نہیں ہے اسی لئے باری تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسول اس بارے میں تم کو کچھ اختیار نہیں ہم جو چاہیں کریں۔ اگر ہم چاہیں تو ظالموں کو توبہ کی توفیق دیدیں اور ان سب کو اسلام کی طرف مائل کر دیں اور اگر چاہیں تو ان کے کفر کی وجہ سے دنیا میں یا آخرت میں ان کو سزا دیں بہر حال تم صبر کرو اور ان کے حق میں بد دعا نہ کرو۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر نظام تشریعی اور نظام تکوینی کے متعلق کچھ مزید تفصیل بیان کر دی جائے تاکہ یہ بحث اچھی طرح فہم ہو جائے اور قارئین کرام کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

نظام شرعی میں تعلیم عقائد، تعلیم اخلاق، تعلیم عبادات، تزکیہ روح، طہارت نفس، اصلاح احوال اور فلاح حال کی تلقین یہ سب باتیں شامل ہیں اور ان کا تعلق بندے سے ہوتا ہے اور نظام تکوینی میں تقسیم رزق، تقسیم اولاد، تقسیم حیات، تقدیر موت وغیرہ یہ سب چیزیں ہیں اور اس قبیل کا تعلق قضا و قدر سے ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قضا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر میں پرورش پائیں، اس مدار کو باری تعالیٰ نے باحسن وجہ پورا کیا انتظام تکوینی کی رو سے حق آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے سوا اور تمام عورتوں کا دودھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حرام کر دیا جائے حضرت موسیٰ نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا جب ان کی والدہ کو یہ شرف دینا تھا تو طبیب کی تلاش والوں سے قبل ہی دودھ پی لیا یاد رکھو یہ حضرت شرعی نہیں بلکہ تکوینی تھی یعنی اس حضرت کا اجان قانون شریعت سے نہیں تھا بلکہ ضابطہ تکوینی سے تھا اور خدا ایسا تکوینی کا علم ہونے سے فرشتے کسی کو نہیں ان اگر تکوینی طور پر کسی پیغمبر یا ولی سے کوئی مقابل سندے کو مطالبہ کرے تو یہ دوسری بات ہے۔

اور قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں جو کشتی کے توڑنے اور لڑکے کے قتل کرنے کا جو واقعہ ہے وہ واقعات بھی نظام شرعی سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ نظام تکوینی سے تعلق رکھتے ہیں جن تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعہ سے ان واقعات کی تکمیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ظاہر کر دیا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام ناواقف تھے اس لئے بار بار اعتراض کرتے تھے اسی طرح شرعی اسباب کی ظاہر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صفوان حارث سہیل اور صفوان کو ظالم ہونے پر بد دعا فرماتے تھے اور اسباب تکوینی اس بد دعا کے مخالف تھے پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کو اس امر میں کچھ اختیار نہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اے ایمان والو سود مت کھاؤ دلیلی نہ لو اصل سے کئی حصے زائد (کرکے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید ہے کہ تم رحم کئے جاؤ گے اور دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہو اور طرف جنت کے جس کی وسعت ایسی ہو جیسے سب آسمان اور زمین وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کیلئے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراخت میں اور تنگی میں اور غصہ کو ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

ان آیتوں میں حق سبحانہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ سود کھانا چھوڑ دو اور نرخ کی آگ سے درگزر کرو تھا ہر ان آیتوں کا تعلق اپنی ماقبل کی آیتوں سے کچھ نہیں معلوم ہوتا اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا یہاں سے ایک نئی بحث شروع ہوتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کوئی جداگانہ بحث نہیں ہے بلکہ ان آیتوں کا ربط اپنے ماقبل کی آیتوں کے ساتھ اس طرح ہے کہ شروع سے حق سبحانہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل کفر کے ساتھ دوستی رکھنے اور ان کو پنہاز دار بنانے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے بعد واقعہ بدر اور واقعہ احد کا ذکر کیا اور اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ اہل کفر تمہاری نقصان رسانی میں کمی نہیں کرتے اور تم پر مصیبت آنے کے خواہشمند رہتے ہیں اور تم سے منافقانہ ملتے ہیں سامنے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب تنہا اگتے ہیں تو تم کو نقصان پہنچانے کی تدابیر سوچتے ہیں اور جب کبھی تم کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے تو ان کو ناگوار ہوتا ہے اور جب کبھی تمہارا نقصان ہو جاتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں یہ سب باتیں حق تعالیٰ نے اس لئے ظاہر فرمائیں تاکہ مسلمانوں کو اہل کفر اور یہود نصاریٰ کفار مکہ کی عداوت کا یقین ہو جائے اب حق تعالیٰ مسلمانوں کو سود سے ٹوکتا ہے جو یہود و نصاریٰ اور مشرکین مکہ کا بدترین فعل تھا۔ اور ان کی دیکھا دیکھی کے اثر سے بعض مسلمان بھی اس کو اچھا سمجھتے تھے اور سہل ترین ذریعہ معاش خیال کرتے تھے عرب میں اور اس کے گرد و نواح میں سود خواری کا عام رواج تھا مالدار آدمیوں کا معمول تھا کہ وہ حاجتمند اشخاص کو سود پر روپیہ دیتے تھے

اور جب مدت معین پر قرضدار روپیہ ادا نہیں کرتا تھا تو قرضدار سود کو اصل میں شامل کرکے کسی قدر مہلت دیتا تھا پھر اگلی قسط پر سود اور بڑھاتا تھا یہ ایسا ظالمانہ طریقہ تھا کہ اس سے قرض لینے والا بالکل تباہ ہو جاتا تھا اور اس کی زندگی خراب ہو جاتی تھی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ یعنی ضرورتمند اشخاص کو روپیہ دیکر اصل رقم سے کئی حصے زائد وصول نہ کرو اور سود لینے میں اللہ سے ڈرو تاکہ تم نجات پاؤ اور اس نار جہنم سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر خدا کی طرف سے رحم کیا جائے اور اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو اور جنت کی طرف سعی کرو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اگر کسی سے خطا سرزد ہو جائے تو عفو و درگزر سے کام لو اور فیصلے کو رکو اور یاد رکھو کہ اللہ نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

بعض طبع پرست اشخاص کہتے ہیں کہ اس آیت سے دوگنا چوگنا سود کھانے کی ممانعت ثابت ہے لیکن کم سود لینے کی ممانعت ثابت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب دل کے اندر اللہ کا خوف نہیں رہتا اور طمع پرستی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس قسم کے شیطانی وسوسے پیدا ہوتے رہتے ہیں اگر قرآن مجید کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو سود کی ممانعت میں صرف یہ ایک آیت ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سی آیتیں نظر آئینگی ایک جگہ ارشاد ہے الذین یاکلون الربوٰا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ذٰلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربوٰا۔

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن ہر خرد کی کے ساتھ کھڑے نہیں ہو سکینگے بلکہ اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح کوئی ایسا شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان نے اپنے وسوسوں سے مخبوط الحواس کر دیا ہو یہ سزا اس لئے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ جیسا معاملہ بیع و بیع ہی معاملہ سود یعنی جس طرح سے ایک روپے کی چیز کو پانچ روپے میں بیچنا درست ہے اسی طرح بوقت ضرورت کسی کو ایک روپیہ دیکر پانچ وصول کرنا بھی درست ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ احل اللہ البیع وحرم الربوٰا اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے اسی بارے میں اور بھی کئی آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں جن سے صاف طور پر سود لینے کی ممانعت ثابت ہے اور احادیث میں بھی سود کی ممانعت درج ہے غرض تمام حق پسند علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ شریعت اسلام میں سود کی تمام قسمیں حرام ہیں اور حرمت کی وجہ یہ ہے کہ سود ایک ایسا ذریعہ آمدنی ہے کہ انسان کو حد درجہ کا بخیل خود غرض بے رحم سنگدل بدخلق بے مروت اور عیش پرست بنا دیتا ہے سود خوار کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی سعی و کوشش نہ کروں اور دوسروں کی محنت سے فائدہ اٹھاؤں اور وہ اس قدر سنگدل اور طمع پرست بنجاتا ہے کہ کسی غریب اپاہج معذور درماندہ مفلوک الحال کے ساتھ ہمدردی کرنا اور حسن سلوک سے پیش آنا غیر ضروری سمجھتا ہے ان وجوہ کی بنا پر اسلامی شریعت نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ خیال غلط قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ ایک سمجھدار آدمی بستاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے۔ تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ لکھی گئی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتایا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کلیہ لکھا ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح کی ہے تاکہ کسی آدمی کو شبہ نہ رہے کہ اس قاعدہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے۔ قیمت ہر حصہ عہ

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

آداب معاشرت

نکاح

بیوی کا انتخاب نکاح کی پانچ شرطیں ہیں۔

پہلی شرط۔ ولی ہے ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا۔ اور جس کا ولی نہ ہو اس کا ولی بادشاہ ہے

دوسری شرط۔ عورت کی رضامندی ہے۔ اگر عورت کم سن ہو۔ اور اس کا باپ یا دادا نکاح کردے تو عورت کی رضامندی کی حاجت نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اس پر ظاہر کردیں پھر اگر وہ خاموش رہے تو کافی ہے۔

تیسری شرط۔ دو گواہ عادل موجود ہوں بہتر یہ ہے کہ اہل صلاح کی ایک جماعت موجود ہو اور دو پرالتفاتہ کرے بس اگر دونوں موجود ہوں اور ان کا فسق زن و مرد کو معلوم نہ ہو تو نکاح درست ہوتا ہے۔

چوتھی شرط۔ ایجاب و قبول ہے مرد عورت کا ولی یا وکیل نکاح یا تزویج کے لفظ کو صراحۃ سے بیان کرے اور سنت یہ ہے کہ ولی کہے اس کے بعد خطبہ پڑھا جائے۔ بسم اللہ والحمد للہ میں نے فلاں عورت کو اس قدر مہر پر تیرے نکاح میں دیا اور خاوند کہے کہ میں نے اس کو اتنے حق مہر پر نکاح کو قبول کیا اور بہتر یہ ہے کہ عورت کو نکاح سے پہلے دیکھ لے تاکہ پسند ہو اور پھر نکاح کرے کہ محبت زیادہ ہوتی ہے۔ اور ضروری ہے کہ نکاح کا ارادہ اور نیت اولاد اور آنکھ اور دل کو ناشائستہ باتوں سے محفوظ رکھنے کی ہو اور اس کا تمام مقصد حظ نفس اور خواہش نہ ہو۔

پانچویں شرط۔ عورت ایسی صفت کی ہو کہ اس سے نکاح حلال ہو اور جس صفات ایسی ہیں کہ ان سے نکاح حرام ہوجاتا ہے۔ مثلاً جو عورت دوسرے کے نکاح یا عدت میں ہو یا مرتد بت پرست باقیامت اور خدا و رسول پر ایمان نہ رکھنے والی ہو یا اباحتی ہو۔ یعنی مردوں کے ساتھ میل جول جائز سمجھتی ہو اور نماز نہ پڑھتی ہو اور کہے کہ ہمارے لئے یہ جائز ہے۔ اور قیامت کے دن اس پر کوئی عذاب نہ ہوگا یا نصرانی یا یہودی ہو یا ان لوگوں کی نسل سے ہو جنہوں نے رسول صلعم کی رسالت کے بعد نصرانیت اور یہودیت اختیار کی ہو۔ یا لونڈی ہو اور مرد آزاد عورت کے مہر پر قادر ہو یا زنا سے اپنے آپ کو نہ بچاتی ہو یا مرد اس کا مالک ہو خواہ کل یا بعض کا یا مرد کی قرابت میں محرم ہو یا دودھ پینے کے سبب سے اس پر حرام ہوگئی ہو یا قرابت کے سبب سے اس پر حرام ہوگئی ہو مثلاً اس کی بیٹی۔ ماں یا دادی سے نکاح کرکے اس سے صحبت کی گئی۔ یا عورت اس کے باپ یا بیٹے کے نکاح میں رہی ہو یا اس مرد کی چار عورتیں ہوں اور یہ پانچویں ہو۔ یا اس کی بہن۔ پھوپھی یا خالہ کو اپنے نکاح میں رکھتا ہو کیونکہ ان کا جمع کرنا جائز نہیں یا دو عورتیں جن کے درمیان ایسی قرابت ہو کہ اگر ایک مرد ہو اور دوسری عورت اور ان کے درمیان نکاح درست نہ ہو تو جائز نہیں کہ ان کو نکاح میں جمع کرے یا یہ عورت اس کے نکاح میں رہی ہو اور تین طلاقیں دی گئی ہوں۔ یا تین بار خرید و فروخت کی گئی ہو جب تک دوسرا شوہر اس سے نکاح نہ کرے حلال نہیں ہوتی یا ان دونوں کے درمیان تفرقہ ہوا ہو یا مرد عورت محرم۔ یا حج و عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہوں۔ یا عورت کم سن یتیم ہو اور جب تک بالغ نہ ہوجائے کم سن یتیم کو نکاح کرنا جائز نہیں ان تمام عورتوں سے نکاح باطل ہوجاتا ہے یہ نکاح کے درست اور حلال ہونے کی شرطیں ہیں۔ لیکن جن صفات کی عورت میں نگاہداشت کرنا سنت ہے وہ آٹھ ہیں۔

(۱) پرہیزگاری۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر عورت ناپرہیزگار ہوگی ہر حال میں خیانت کریگی تو خاوند پریشان ہوگا۔ اگر اپنے جسم میں خیانت کرے گی اور مرد غائب رہے گا تو عصمت اور دین میں نقصان ہوگا اور لوگوں میں سیاہ رو اور بدنام ہوگا اگر غائب نہ رہے گا تو خوشی اس پر ہمیشہ کدر رہے گی اگر طلاق دیتا ہے تو دل اس سے لگا ہوا ہے اگر خوبصورت سے لیکن ناپرہیزگار ہے تو بھاری مصیبت ثابت ہوگی اور جب ایسا ہو تو بہتر یہ ہے کہ طلاق دیدے بشرطیکہ اس سے دل نہ لگا ہوا ہو ایک شخص نے رسول صلعم کے پاس اپنی عورت کی ناپارسائی کی شکایت کی۔ فرمایا طلاق دیدے اس نے عرض کی کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو فرمایا اس کی نگہبانی کر کیونکہ اگر تو طلاق نہ دے گا تو اسکے بعد مصیبت میں پڑا جائے گا۔ حدیث شریف میں آیا کہ جو شخص عورت کو خوبصورتی بامال کی نیت سے چاہتا ہے دونوں سے محروم رہتا ہے اور جب دین کی نیت سے نکاح کرتا ہے تو خوبصورتی و مال دونوں مقصد حاصل ہوجاتے ہیں۔

(۲) نیک خلقی یعنی بدخو عورت ناشکر گزار اور زبان دراز ہوتی ہے۔ عیش اس سے مکدر ہوجاتا ہے اور وہ فساد دین کا سبب بھی ہوتی ہے

(۳) خوبصورتی ہے۔ جو اس کی محبت کا سبب ہو اور یہی وجہ ہے کہ نکاح سے پہلے دیکھ لینا سنت ہے۔ رسول صلعم نے فرمایا کہ انصار کی عورتوں کی آنکھوں میں ایک ایسی چیز ہے جس سے دل متنفر ہوجاتا ہے جو شخص ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہے پہلے دیکھ لے اور جو نکاح دیکھنے سے پہلے ہوتا ہے اس میں آخر کار پشیمانی اور غم ہوتا ہے اور یہ جو رسول صلعم نے فرمایا کہ عورت دین کی غرض سے کرنی چاہئے نہ کہ خوبصورتی کی غرض سے اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف خوبصورتی ہی کی غرض سے نہ کرے اور یہ بھی نہیں کہ جمال کو ملحوظ ہی نہ رکھے لیکن اگر نکاح سے کسی کا مقصد اولاد اور صرف ادائے سنت ہو اور خوبصورتی مدنظر نہ ہو تو یہ نہ ہونا مدحہ ہے۔ احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ایک کافی عورت کو اس کی خوبصورت بہن پر اسلئے ترجیح دی کہ آپ نے سنا تھا کہ یہ کافی عورت عقلمند ہے۔

(۴) حق مہر تھوڑا ہو۔ رسول صلعم نے فرمایا کہ بہترین عورتیں وہ ہیں جن کا مہر کم اور جن کی خوبصورتی زیادہ ہو۔ مہر گھٹانا زیادہ باندھنا مکروہ ہے۔ رسول صلعم نے بعض عورتوں کا دس درہم حق مہر باندھا اور اپنی بیویوں کا چار سو سے

زیادہ فرمایا نہ سوا۔

(۵) بالجملہ نہ ہو رسول صلعم نے فرمایا کہ پرانا بوریا جو گھر کے کسی کونے میں پڑا ہو بالجملہ عورت سے بہتر ہے۔

(۶) جوان ہو کہ اس سے الفت زیادہ ہو۔ اور جو عورت شوہر دیدہ ہو گی اکثر اس کا دل اس کی طرف رجوع کرے گا۔

جابر رضی اللہ عنہ نے ایک غیر باکرہ عورت سے نکاح کیا۔ رسول صلعم نے فرمایا کہ تو نے باکرہ عورت سے کیوں نکاح نہ کیا۔ تاکہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے

(۷) دین اور دینداری کی وجہ سے بسی طور پر محترم ہو کیونکہ بے اصل بے ادب ہوتی ہے اور نا پسندیدہ اخلاق ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ وہ خلق اولاد میں بھی سرایت کرے۔

(۸) عورت اپنے عزیز و اقارب میں سے نہ ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس سے اولاد کمزور ہوتی ہے شاید اس کا یہ سبب ہو کہ کنبے کی عورتوں کے حق میں شہوت بہت کمزور ہوتی ہے یہی عورتوں کی صفات ہیں لیکن ولی کو چاہیے اولاد دے اس پر واجب ہو کہ اس کی بہتری کو مدنظر رکھے اور ایسے شخص کو اختیار کرے جو اس کے لائق ہو بدشو یہ صورت مرد سے جو نان نفقہ سے عاجز ہو پرہیز کرے اور جب پرہیزگار نہ ہو تو نکاح جائز نہیں ہوتا کیونکہ فاسق سے نکاح درست نہیں رسول صلعم نے فرمایا جو شخص اپنی اولاد کو فاسق کے حوالہ کرتا ہے اس کا قطع رحم ہو گا اور فرمایا یہ نکاح لونڈی بناتا ہے۔

غور کرنا چاہیئے کہ اپنی اولاد کو کس کی لونڈی بنا رہا ہوں۔

سلسلۂ تعلیم الاسلام

مسلمان بچوں کی تعلیم کے ابتدائی زمانہ میں مذہبی تعلیم دینے کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا اسلئے عام طور پر مسلمانوں کے نونہال اسلامی عقائد اور مذہبی احکام سے ناواقف رہتے ہیں اور باطل ادیان و دشمنان اسلام کے شکوک اور شبہات کا جواب دینے کے بجائے خود شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اسلام ایک کامل اور مکمل مذہب ہے دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام سے زیادہ عقل کے موافق ستھرا اور پاک و صاف کوئی دوسرا مذہب نہیں لیکن اس کی تعلیم کا زیادہ تر ذخیرہ عربی زبان میں ہے اور اس زمانہ کی ضروریات نے مسلمانوں کو عام طور پر عربی کی تعلیم کی طرف سے غافل کر دیا ہے۔

جو کتابیں اردو زبان میں بچوں کی تعلیم کے لئے لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی کی عبارت مشکل کسی میں بچوں کی طبیعت اور ذہن کے لحاظ سے مضامین کی ترتیب نہیں رکھی گئی کسی میں اختصار اس قدر کیا کہ پڑھنے سے کافی مذہبی معلومات حاصل نہیں ہوتیں کسی میں عقائد اسلامیہ نہیں ہیں بعض اس قدر طویل کر دی گئی ہیں کہ انگریزی مدارس کے پڑھنے والے طلباء ان کو تحمل نہیں کر سکتے کیونکہ ان کو مذہبی تعلیم کے لئے بہت تھوڑا وقت ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت فاضل جلیل علامہ اکمل مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کو انہوں نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضروریات کا لحاظ فرما کر ان کیلئے

تعلیم الاسلام

کے نام سے نیا نصاب تیار کرنا شروع کر دیا ہے حضرت مولانا مفتی صاحب کے نام نامی سے ہندوستان کے اہل علم اور عوام اچھی طرح واقف ہیں کیونکہ دہلی کے ایک ممتاز اسلامی درسگاہ کے صدر مدرس ہونے کے علاوہ سولہ سترہ سال سے افتاء کا کام بھی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں اور اطراف ہندوستان سے بکثرت فتوے آپ کے پاس آتے ہیں پس مولانا ممدوح کا وسیع تجربہ اور آپ کی انتھک پردازی کا کمال اور خداداد ذہن و ذکاوت ہی سلسلہ اسلامی کی خوبی اور مفید ہونے کے ضامن ہیں پھر یہی اس سلسلہ کے صرف دو نمبر ہی شائع ہوئے تھے کہ اہل رنگون اور مسلمانان برہما نے اسے پسند کر کے اپنے ملک کے اکثر قومی مکتبوں میں داخل کرا لیا اور ہزاروں کی تعداد وہاں منگا لی چنانچہ اب تک تمام نمبر دو لاکھ سے زیادہ چھپ چکے ہیں اس سے زیادہ مقبول ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

تعلیم الاسلام میں مضامین اور عبارت کی ترتیب بچوں کی سمجھ کے موافق رکھی گئی ہے اور ہر آئندہ نمبر میں گزشتہ نمبر کے اعتبار سے الفاظ و عبارت اور مضامین کے لحاظ سے ترقی کی گئی ہے جو بچوں کے اخلاق و عادات پر بہتر اثر ڈالنے والے الفاظ سے پر ہیز کیا گیا ہے اور حتی الامکان ایسے مسائل جو بچوں کی سمجھ کے لائق نہیں یا ان کے سامنے بیان کرنے مناسب نہیں ابتدائی نمبروں میں نہیں لکھے گئے۔

تعلیم الاسلام کے مسائل میں سوائے نمبر ایک کے ہر رسالہ کے دو حصے کر دیئے گئے ہیں پہلے حصہ میں اسلامی عقائد اور دیگر ضروری معلومات نہایت دلنشیں عبارت اور عمدہ طریقہ پر درج کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں اسلامی احکام کا مناسب حصہ شامل کیا گیا ہے

نمبر ایک تک تمام مضامین سوال و جواب کے طور پر لکھے گئے ہیں تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور وہ ابھی طرح یاد کر لیں ان رسالوں کے شروع کرنے سے پہلے بچوں کے لئے ایک قاعدہ لکھا گیا ہے جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے پسند کیا گیا ہے اب تک اس سلسلہ کے چار نمبر تیار ہو چکے ہیں قاعدہ ان کے علاوہ ۴ نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے نماز روزہ زکوٰۃ کے مسائل لکھے گئے ہیں۔ عقائد میں توحید، کتب آسمانی، ملائکہ رسالت معجزات، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کرامت قیامت تعدیہ ایمان اعمال صالحہ شرک و کفر بدعات و غیرہ کا بیان ہے۔ **قیمت مکمل سیٹ ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک**

حمیدیہ پریس دھلی سے منگائیے

شب برات

(از جناب مولانا شیخ محمد ریاست علی قدوائی کھیروی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واھلبیتہ وسلم اما بعد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کلامہ القدیم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولئک ھم الفاسقون

حضرات! میں نے جو دو آیتیں کلام کی ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں یہ اٹھائیسویں پارہ کی سورہ حشر کے آخر رکوع میں ہیں ان ہر دو آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے کہ "اے ایمان والو! اپنے اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو چاہیئے کہ اس بات کا اندازہ کرتا رہے کہ اس نے کل (قیامت) کے دن کے واسطے کیا توشہ تیار کر رکھا ہے اور پھر یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو کچھ تم اچھے یا برے اعمال کرتے رہتے ہو اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جو خدائے تعالیٰ کے حکموں کو بھول گئے پھر اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایسا کر دیا کہ ان کو اپنے اچھے اور برے کی پہچان نہ رہی (بس) یہی لوگ (اللہ کے) نافرمان ہیں"

مطلب یہ کہ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے اللہ پاک سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ ایسے کاموں میں جس قدر ہو سکے مصروف رہے کہ جس سے آخرت میں عزت ملے یعنی گناہ کے کاموں سے بچتا رہے اور نیک اعمال کے کرنے میں کوشش بلیغ کرے اور ایسے اوقات کا خیال رکھے جن میں نیک اعمال کا ثواب زیادہ ملے کیونکہ ایسے اوقات میں ثواب کا درجہ بہت زیادہ ہو جایا کرتا ہے خود ہمارے آقائے نامدار رسول برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ قبولیت اور بزرگی کے وقتوں کا زیادہ خیال رکھا کرتے تھے اور جب ایسے اوقات پاجاتے تھے تو بہت زیادہ عبادت کرتے تھے جیسے یہ مہینہ شعبان کا ہے جس کی فضیلت اور بزرگی حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ بیان فرمائی ہے علاوہ ان احادیث صحیحہ کے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی فضیلت میں ارشاد فرمائی ہیں خود اس ماہ کا نام ہی اس کی برکات وبزرگی اور فضیلت کی واضح دلیل ہے۔

شعبان کی وجہ تسمیہ برادران اسلام! لفظ شعبان، شعب یا شعب اور انشعاب سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں شاخ در شاخ ہونا۔ گویا اس بابرکت ماہ شعبان میں خیر وبرکت کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔

فضیلت ماہ شعبان اور فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ رجب کا مہینہ میری امت کا ہے پس اسکی فضیلت ایسی ہے جیسی میری امت کی فضیلت دوسری امتوں پر اور رمضان کا مہینہ اللہ پاک کا ہے اس کی فضیلت ایسی ہے جیسی اللہ پاک کی اپنی مخلوق پر۔ اور شعبان کا مہینہ (جو ان دونوں مہینوں کے درمیان میں ہی سیرا ہے اور اسکی فضیلت ایسی ہے جیسی تمام انسان وحیوان اجنہ اور ملائکہ پر مجموعی فضیلت حاصل ہے۔ اور حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے .....

..... کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے شعبان کے مہینہ میں ایک روزہ بھی رکھا اسکے واسطے جنت کے دروازے کھولدیئے جائینگے اور دوزخ کے دروازہ بند کردیئے جائینگے۔ اور فرمایا ماہ شعبان کی بزرگی اور مہینوں پر ایسی ہے جیسے انبیاء (علیہم السلام) پر میری بزرگی اور فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شعبان کا مہینہ آئے تو (اے مسلمانو) اپنے کفنوں کو پاک کر دو جیسے کہ رمضان میں پاک کرتے ہو اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرتے رہو۔ بیشک شعبان کی بزرگی ایسی ہے جیسی میری بزرگی تم لوگوں پر ہے اور اگاہ ہو جاؤ کہ شعبان میرا مہینہ ہے جس نے اس مہینے میں دس روزے بھی اللہ واسطے رکھ لئے اس کے واسطے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

نسائی میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ جس قدر روزے شعبان کے مہینے میں رکھتے ہیں اتنے اور کسی مہینے میں آپ کو روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اس کے جواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اے اسامہ) یہ مہینہ رجب اور رمضان کے بیچ میں ہے اکثر لوگ اس میں غافل ہو جاتے ہیں اس مہینے میں بندوں کے اعمال خدا کی طرف اٹھائے جاتے ہیں

اور **مشکوٰۃ** شریف میں حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے رمضان کے کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے ہوئے اور نہیں دیکھا میں نے آپکو کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے ہوئے جتنے شعبان کے مہینے میں رکھتے تھے گویا نفلی روزے آپ بہ نسبت اور مہینوں کے شعبان کے مہینے میں زیادہ رکھتے تھے ہاں تمام مہینے کے روزے سوائے رمضان المبارک کے کسی مہینے میں نہیں رکھتے تھے اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ جو بعض آدمی اور عورتیں سارا ہی کے روزے رکھا کرتی ہیں یہ بات خلاف سنت ہے ہاں اگر کسی کو علاوہ رمضان کے روزے زیادہ ہی رکھنا مقصود ہے تو اس کو یہ کرنا چاہیئے کہ ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھے اس طرح پر ایک سال میں سوائے رمضان شریف کے روزوں کے ۳۳ روزے نفلی اور ہو جائینگے یا اس سے بھی زیادہ روزے رکھنے منظور ہوں تو ہر ایک مہینے کی پہلی دوسری اور تیسری اور اٹھائیسویں اور انتیس تاریخ کو رکھ لے اس طرح ایک سال میں ۵۵ روزے نفلی ہو جائینگے اور اگر کوئی روزوں کا بہت

ہی شائق ہے تو وہ ہر ماہ کی پہلی دوسری تیسری۔ تیرہویں چودہویں پندرہویں اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخ میں اور ہر دوشنبہ و پیر جمعرات اور جمعہ کو روزے رکھے اس طرح پر بہت روزے ہو جائیں گے اس کے علاوہ پورے ماہ رجب اور نصف اول ماہ شعبان تک روزے رکھے جا سکتے ہیں مگر بعد نصف اول ماہ شعبان کے رمضان شریف تک نہ رکھنا چاہیئے پھر جب رمضان شریف کا مہینہ آئے تو رمضان شریف کے سب روزے (شرط قیام۔ تندرستی و عقل و ہوش و طاقت) رکھے مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شعبان کا اول نصف مہینہ گذر جائے تو روزے نہ رکھو تاکہ تم میں رمضان شریف کے روزے رکھنے کی طاقت پیدا ہو جائے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مرد ہو یا عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

برادران اسلام! اس ماہ مقدس شعبان کے فضائل اور اعمال میں اور بھی بہت سی حدیثیں وارد ہیں جن کو بخوف طوالت نظر انداز کر دیا گیا مگر ایک عقلمند اور سمجھدار شخص نسیب الیہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان مبارک سے بھی منسوب یعنی شعبان کے مہینہ کی بزرگی کا اندازہ کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ مہینہ شعبان کا خصوصیت سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے جیسا کہ خود حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور وہ حدیث اوپر گذر چکی ہو پس اس مہینہ میں بموجب فرمان واجب الاذعان خاصکر صاحب مہینہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ و طفیل سے قرب الی اللہ کا انسان خواہشمند ہو اور نفلی روزہ و نماز اور درود شریف و استغفار کی کثرت سے اس سعادت کو حاصل کیا جائے کیونکہ رجب کا متبرک مہینہ گذر گیا جواب کے سال آئندہ کے سوا واپس نہیں آسکتا نہیں معلوم اس وقت تک ہماری زندگی وفا کرے یا نہ کرے رمضان المبارک تک پہنچنے کی امید۔ کامل نہیں کیونکہ موت و زندگی کا رشتہ خالق کائنات حی لایموت کے ہاتھ میں ہے نہیں معلوم وہ کس وقت فرشتہ موت کو حکم دے اور وہ آکر زندگی کا خاتمہ کر دے پس انسان کا فرض ہے کہ وہ موجودہ وقت کو غنیمت جانکر جو کچھ ہو سکیں نیک اعمال اور عبادت و ریاضت کرنے میں مصروف ہو جائے ترمذی شریف میں آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ لوگو پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ اول جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ دوم تندرستی کو بیماری سے پہلے۔ سوم تونگری کو مفلسی سے پہلے۔ چہارم فراغت کو مصروفیت سے پہلے پنجم زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ہر آنے والا وقت قریب ہے اور اس سے قریب تر موت ہے پس ایسی صورت میں جبکہ موت کا فرشتہ ہر وقت اور ہر آن سر پر موجود ہے۔ موجودہ وقت کو غفلت اور لغویات میں ضایع اور برباد کرنا کسی عقلمند آدمی کا کام نہیں اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو نیک اعمال کی توفیق بخشے آمین۔

فضیلت شب برات

برادران ملت! شعبان کا مہینہ گویا ماہ مقدس رمضان شریف کا لقیب ہے اور غافل انسان کو ماہ مقدس رمضان المبارک کی قبولیت کے واسطے خواب غفلت سے چونکانے اور بیدار کرنے والا ہے اور نفوس انسانی کو رمضان شریف کے روزے رکھنے کیلئے تیار کرتا ہے اسلئے اس مہینہ شعبان میں زیارت قبور اور روزے رکھنے اور نفلی نمازیں پڑھنے کے متعلق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے جس سے نفوس انسانی کا تزکیہ ہوتا ہے نیز دعا و استغفار کے واسطے بھی ارشاد پاک موجود ہے اس ماہ شعبان میں ایک ایسی رات آتی ہے جس کی فضیلت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں اور وہ رات اس مہینہ کی پندرہویں رات ہے جس کو عام طور پر شب برات کہا جاتا ہے اس رات کے متعلق میں چند حدیثیں عرض کرتا ہوں جس سے آپ خود اندازہ کر لیں گے کہ اس مقدس اور مبارک رات کی کیا فضیلت ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو (اس رات میں) قیام اور عبادت کرو اور اس کے دن میں یعنی پندرہ تاریخ کو روزہ رکھو کیونکہ بیشک اس رات کو اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے وقت سے پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے پس ندا ہوتی ہے کہ کیا کوئی شخص بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کے واسطے بخشش کروں اور کوئی روزی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو روزی دوں اور کوئی مصیبت کا مارا اپنی مراد طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی مصیبت دور کروں اور کوئی کسی حاجت اور مراد کا مانگنے والا ہے برابر یہ ندا ہوتی رہتی ہے یہاں تک صبح ہو جاتی ہے۔

اور اسی مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ شعبان کی پندرہویں رات کو اللہ پاک پہلے آسمان کی طرف اترتا ہے پھر اس قدر لوگوں کو بخشتا ہے جس قدر بنی کلب کی تمام بکریوں کے بال ہیں۔

برادران اسلام! چونکہ قبیلہ بنی کلب میں بکریاں بہت تھیں اس واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مثال فرمائی۔

ابن ماجہ میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پس سب کے گناہ بخشتا ہے مگر مشرک یعنی شرک کرنے والے یا دل میں اپنے مسلمان بھائیوں کی طرف سے بغض و کینہ رکھنے والے کو نہیں بخشتا۔ اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ اس رات یعنی شعبان کی پندرہویں رات میں کیا ہوتا ہے عرض کیا کہ ماں فرمایئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس رات میں کیا ہوتا ہے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اس سال میں جتنے آدمی پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھے جاتے ہیں اور جس قدر مرنے والے ہیں وہ سب لکھے جاتے ہیں اور اسی رات میں سب بندوں کے اعمال سال بھر کے پیش ہوتے ہیں اور سب کی روزی سال بھر کے لئے اتر تی ہے" پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس رات میں عبادت کریں اور گناہوں کے بخشش کی دعائیں اپنے اللہ سے مانگیں اور اس رات کی صبح کو یعنی ۱۵ شعبان کو روزہ رکھیں۔

برادران اسلام! یہاں یہ بات ظاہر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے

چونکہ نفل روزہ ایک رکھنا بعض روایات کی بنا پر بہتر نہیں معلوم ہوتا اور ایک روزہ رکھنے میں یہودیوں کی مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ یہودی نفل ہفتہ ایک ہی رکھتے ہیں اسلئے مناسب یہ ہے کہ ۱۴ اور ۱۵ شعبان کو روزہ رکھے یا ۱۴ کو نہیں تو بعد ۱۵ تاریخ کے ۱۷ تاریخ کو بھی روزہ رکھ لے مگر بہتر ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھنا ہے کیونکہ نصف شعبان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کو منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ جس نے ۱۵ شعبان کو روزہ رکھا اس کو دوزخ کی آگ نہ چھوسکیگی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان کی پندرہویں رات کو عبادت کرو مگر دن کو روزہ رکھو کیونکہ وہ مبارک رات ہے اس رات کو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی مغفرت چاہنے والا ہو کہ میں اس کو بخشدوں۔ اور معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جس طرح مسلمانوں کے واسطے زمین پر دو دن عید کے ہیں اسی طرح آسمان پر فرشتوں کے واسطے عید کی دو راتیں ہیں۔ اول شب قدر دوم شب برات اسی واسطے شعبان کی پندرہویں شب (یعنی شب برات) کو ملائکہ کی عید کی رات بھی کہتے ہیں اور لکھا ہے کہ عبادت کرنے والے کے واسطے شب برات ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اسی واسطے اس کو لیلۃ التکفیر بھی کہتے ہیں حضرت مندذری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو کہ جو شخص عیدین کی دونوں رات اور شعبان کی پندرہویں رات عبادت کے ساتھ جاگ کر گذارے اس کا دل کبھی نہیں مرتا اسی وجہ سے اس کو لیلۃ الحیاۃ کہتے ہیں اور اس شب برات کا نام لیلۃ الشفاعۃ بھی ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی ۱۳ تاریخ کو امت کے واسطے شفاعت کی درخواست کی خدا نے ایک تہائی امت کو بخشدیا پھر ۱۴ تاریخ کو درخواست شفاعت کی تو دو تہائی امت بخشی گئی پھر پندرہ تاریخ کو شفاعت چاہی تو تمام امت کو بخشے کا مژدہ سنایا گیا مگر شریروں کے حق میں شفاعت نامنظور ہوئی اور اس رات کو لیلۃ المغفرت بھی کہا جاتا ہے اس وجہ سے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پندرہویں رات شعبان کو اپنے بندوں کی طرف دیکھتا ہے اور سوائے شرک کرنے والے اور منافق کے سب کو بخشدیتا ہے اس رات کا نام لیلۃ الصک بھی ہے اس وجہ سے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فضائل شب برات بیان فرماتے تھے اسی اثنا بیان میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام کے واسطے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا میں نے وہاں جاکر بی بی صاحبہ سے کہا کہ حلدی کیجئے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو شعبان کی پندرہویں رات کا ذکر سنا رہے ہیں۔ میں سنتے سے دہ جاؤں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا بر خیز دار بیٹھو میں تمہیں پندرہویں شعبان کی رات کا ذکر سناتی ہوں کہ ایک دفعہ میں رات کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے گھر باری تھی آپ میرے لحاف میں داخل ہوکر چلے گئے۔ جب میں اتفاقاً بیدار ہوئی تو آپ کو نہیں پایا اپنے خیال کیا کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے یہاں چلے گئے ہوں گے میں نے تلاش کیا لیکن کسی کے یہاں نہ پایا پھر میں تلاش کرتے کرتے مسجد میں پہنچی جو کہ مسجد میں اندھیرا تھا اس وجہ سے میرا پاؤں آپ پر پڑ گیا اس وقت آپ سجدے میں سر رکھے ہوئے خدا سے مخاطب ہوکر یہ کہہ رہے تھے (اے خدا) میرا جسم و خیال تجکو سجدہ کرتا ہے میرا دل تجھپر ایمان لایا ہے ان ہاتھوں سے جو میں نے گناہ کئے ہوں اے بڑے بخشنے والے تو ان گناہوں کو بخشدے میرا چہرہ اس کو سجدہ کرتا ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور صورت دی اس میں کان اور آنکھیں بنائیں پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور کہا یا الٰہی مجھے وہ دل عطا فرما جو شرک سے پاک و صاف ہو اور کفر سے بری اور اور بیزار ہو سخت و بدبخت نہ ہو" اس کے بعد دوبارہ سجدہ کیا میں سن رہی تھی کہ آپ فرماتے تھے الٰہی میں تیرے غضب سے تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری معافی کا دامن پکڑتا ہوں اور تیرے قہر سے تیری رحمت کی التجا کرتا ہوں میں تیری تعریف نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو خود اپنی تعریف کرتا ہے میرا چہرہ تیرے آگے سجدہ میں خاک آلودہ پڑا ہے اور اسے واجب ہے کہ اپنے آقا کے روبرو خاک آلودہ ہو"

پھر آپ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں تھے اور میں کہاں اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا اے حمیرا (چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سرخ و سفید رنگ کی تھیں اس وجہ سے آپ ان کو حمیرا فرمایا کرتے تھے) کیا تم نہیں جانتی ہو کہ یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اس رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی برابر دوزخیوں کو آزاد کرتا ہے مگر چھ شخصوں کو نہیں آزاد کرتا وہ چھ شخص یہ ہیں (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) والدین کا نافرمانبردار (۳) ہمیشہ حرامکاری کرنے والا (۴) چغلخور (۵) تصویر بنانے والا (۶) جھگڑالو کرنے والا۔ (۷) تکبر کرنے والا۔

اور اس رات کو لیلۃ العصمت والتقدیر بھی کہتے ہیں کیونکہ شعبان کی پندرہویں رات کو ملک الموت کو لکھا جاتا ہے کہ اس شعبان سے آئندہ شعبان تک فلاں فلاں مرجائے گا۔ فلاں شخص شادی کرے گا فلاں دخت لگائے گا فلاں مکان بنوائے گا گویا اس مقدس و متبرک رات میں بارگاہ شہنشاہ حقیقی سے ایک سال کا بجٹ تیار ہوکر کارکنان مقربین کو ملتا ہے اور ان کو یہ خدمت سال بھر کے لئے سپرد کی جاتی ہے یعنی سال آئندہ کے جملہ امور متعلقہ بارگاہ خلاق رب العزت سے طے پاجاتے ہیں اور نادسالانہ انکار سنائے جاتے ہیں موت و حیات کے فیصلے اور تقسیم رزق کے فرمان صادر کئے جاتے ہیں۔

برادران اسلام! یہ رات کوئی معمولی رات نہیں ہے بلکہ یہ شب نجات ہے اور اللہ کے فضل و کرم کا سبب ہے اور مومنوں کے لئے انعام ہے فضل کرم کا سبب ہے رحمت رب ہے یہ وہ مقبول رات ہے کہ خدا کی جناب میں اس مبارک رات کی برکت سے مسلمانوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جو کچھ مانگو خدا عطا فرماتا ہے بلکہ ناجائز طلب نہ ہو یعنی اے مسلمانو مانگو خدا کی جناب سے جو کچھ تم کو مانگنا ہو اس مقبول رات میں مانگو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے دامن مقصود کو بھر دے گا اگر بیمار ہوگے تو صحت بخشگا مفلس ہوگے تو دولتمند کردیگا روزی کے طلبگار ہوگے تو روزی دیگا گناہوں کی بخشش کے خواستگار رہوگے تو تمہارے گناہ بخشدیگا۔

اعمال شب برات

برادران سن! یہ ہے اس رات کی فضیلت اور بزرگی پس ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس مبارک رات میں جاگتے رہیں کہ یہ مسنون ہے اور خدائے پاک کی عبادت اور اس کی تحمید و تمجید اور تقدیس میں مصروف رہیں۔

(۲) ۱۴ شعبان اور ۱۵ شعبان کو دن میں روزہ رکھیں کیونکہ یہ بھی مسنون طریقہ ہے

(۳) اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں اور رزق طلب کریں مصائب سے نجات مانگیں اور اپنی آرزوئیں بارگاہ رب العزت میں پیش کریں۔

(۴) چونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور اس کی مغفرت بغیر توبہ کے ناممکن ہے لہذا اس شرک سے ہمیشہ کے واسطے توبہ اور استغفار کریں اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرما کر یہ گناہ معاف فرمائے گا۔

(۵) چونکہ دل میں کسی مسلمان بھائی سے بغض و کینہ رکھنا ایک بدترین خصلت ہے اور دلیل اس کے ہوتے ہوئے "مغفرت خواہ ہونا" بیکار ہے لہذا اپنے دلوں کو بغض و کینہ سے صاف کریں ورنہ کوئی دعا قبول نہیں ہوگی۔

(۶) بشرط استطاعت ۱۵ شعبان کو کچھ اچھا کھانا پکا کر محتاجوں کو کھلائیں اور دالوں اور موٹے لوگوں کو کھلانے میں ثواب نہیں ہے لیکن اس بات کو ضروری سمجھ کر نہ کریں اور نہ فرض واجب سمجھ کر کریں۔

(۷) قبرستان میں جا کر قبور کی زیارت کریں اور فاتحہ پڑھ کر صاحبان قبور کو قوت بخشیں۔ ان کے سوا اور جو نیک اعمال ہو سکیں کریں۔ شب برات میں حلوہ وغیرہ بنانا ہے یا آتش بازی چھوڑی جاتی ہے اس کا کچھ اصلیت نہیں ہے۔

غلط رسومات کی تردید

برادران اسلام! میں نے بہت سی کتابیں دیکھیں مگر کہیں کسی کتاب میں بفضائل و اعمال شب برات کے سلسلہ میں کوئی حکم حلوہ بنانے اور آتشبازی چھوڑنے کا نہیں ملا پس شب برات کو خصوصیت کے ساتھ حلوہ بنانا اور اس کو ثواب سمجھنا اور حکم شرعی جاننا زیادت فی الدین یعنی بدعت ہوا اس کا وجود شرعی نہیں ہے ہاں اگر اس کو ثواب نہ جانیں اور بطور رسم کے محض ایصال ثواب فاتحہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر بزرگان عظام رضی اللہ عنہم کے واسطے بنائیں اور اس پر فاتحہ دلائیں جیسا کہ ہوتا چاہیے تو بدعت نہیں اور اسی طرح پر کچھ مضائقہ بھی نہیں مگر قرض اور ہار لیکر بنانا قرض خواہ سودی ہو یا بے سودی نہیں بنانا چاہیئے۔

اس حلوے کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جنگ احد میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا تھا تو آپ نے حلوہ نوش فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اسی دن ہوئی تھی یہ ان کی فاتحہ کے واسطے بناتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جب یہ خبر شہادت سنی کہ جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہو گیا تو بہت رنج کیا اور آپ کی محبت کے جوش میں اپنے تمام دانت پتھر سے توڑ ڈالے اس علاوے پر ان کا فاتحہ ہوتا ہے ان میں سے اول کی دو باتیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد دندان شہید ہونے کے حلوہ تناول فرمانا اور شب برات کے دن حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی ان کی کچھ اصلیت نہیں کیونکہ یہ دونوں واقعے شوال (عید) کے مہینے کے ہیں شعبان سے کچھ واسطہ نہیں اس سے ایسا خیال کرنا غلط ہے۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دانت ضرور توڑے مگر اس کی کیا ضرورت ہے کہ ان کا فاتحہ شب برات کو حلوے ہی پر ہو کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ ان کی وفات شب برات کے دن ہوئی تھی اور حلوے سے زیادہ تو شیرینی ملائم چیز ہے اس پر کیوں نہیں فاتحہ دلایا جاتا ان کے فاتحہ کے واسطے حلوے کی کیا ضرورت ہے ایسے خیال کو دل سے نکال ڈالنا چاہیئے۔

پھر اس بر طرہ یہ کہ کہتے ہیں حلوہ ملائم چیز ہے اسلئے ان کا فاتحہ اسی پر ہونا چاہیئے مگر جو حلوہ بنایا جاتا ہے وہ اینٹ اور پتھر سے اپنی محنت میں مقابلہ کرتا ہے بے دانتوں کا آدمی تو کیا ایک بہت بڑا طاقتور جوان بھی اپنے دانتوں سے نہیں توڑ سکتا جب کھانے کی ضرورت ہوتی ہے تو سل پر کہکر پتھر سے توڑا کر کھایا جاتا ہے ایسے حلوہ پر حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا فاتحہ! العجب ثم العجب بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کوئی شب برات سے پہلے مر جائے اور شعبان کی تیرہ تاریخ کو اس کو عرفہ کا دن کتنے ہیں حالانکہ یہ عرفہ کا دن نہیں ہے عرفہ ۹ ذی الحجہ کا دن ہے) یا شب برات کو اس کا فاتحہ نہ دلایا جائے تو وہ مردوں میں شامل نہیں ہوتا یہ بات لغو اور سراسر لغو ہے جو شخص جس دن مرتا ہے اسی دن سے مردوں میں مل جاتا ہے اور مردوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

بعض لوگ ۱۴ شعبان کو تیوہار کا دن خیال کرتے اور شامل عیدین کے اپنے بچوں کو کپڑے وغیرہ پہناتے اور خود بھی پہنتے ہیں یہ خیال بھی غلط اور بے اصل ہے اسلام میں سوائے دو تیوہاروں (یعنی عید اور بقرعید) کے کوئی اور تیوہار نہیں۔ شب برات تیوہار ہے نہ محرم کی دسویں تاریخ۔

بعض لوگ اس رات کو چراغاں کرتے اور اس کو بھی ثواب کا کام سمجھتے ہیں اور آتشبازی کا چھوڑنا بہت ضروری سمجھتے یہانتک کہ بعض جگہ کے بعض مسلمان اپنی شادی شدہ لڑکیوں کے یہاں داماد کے واسطے آتشبازی بھیجا کرتے یہ تمام افعال عبث اور لغو ہیں اور ان کی بھی کچھ اصلیت شریعت اسلام میں نہیں ہے بلکہ اسکے برخلاف علماء متقدمین نے اس کو بدعت کہا بس ان تمام باتوں کو ترک کرنا اور ایسے لغو افعال کے کرنے سے ہمیشہ کے واسطے توبہ کرنا چاہیئے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ماثبت بالسنہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اور نہایت بری بدعتوں میں سے وہ چیز ہے جو لوگوں نے ہندوستان کے اکثر شہروں میں رواج دیدی ہے یعنی (شب برات میں) چراغوں کا روشن کرنا اور ان کا اپنے گھروں پر اور دیواروں پر رکھنا اور اس پر فخر کرنا اور کھیل کود کے لئے جمع ہونا آگ میں کنڈ بھگ جانے پر (یعنی آتشبازی چھوڑنا) یہ چیزیں وہ ہیں جن کی کوئی اصل صحیح اور معتبر کتابوں میں کیا بلکہ غیر معتبر کتابوں میں بھی نہیں ہے اور اس کے متعلق کوئی حدیث ضعیف اور موضوع بھی منقول نہیں ہوا اور سوا ہندوستان کے کہیں اس کا رواج بھی نہیں ہے اور عرب شریفین میں (اللہ تعالیٰ ان کی بزرگی زیادہ کرے) نہ کہیں اور نہ عجم کے شہروں میں صرف ہندوستان میں اس کا رواج ہے بلکہ غالب گمان یہ ہے کہ یہ بدعت ہندوؤں کی اس رسم سے اختیار کی گئی ہے جو وہ دیوالی میں چراغ روشن کیا کرتے ہیں اکثر بدعت کی رسمیں کفر کے زمانے سے ہندوستان میں باقی چلی آتی ہیں اور ان کا رواج مسلمانوں میں ہندوؤں کی ہمسائیگی اور ان کے ساتھ میل رکھنے سے پیدا ہو گیا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ ہندو عورتوں کو مسلمانوں نے لونڈی بنایا اور نیز بذریعہ نکاح بھی اپنے گھروں میں ان کو رکھا اور ان عورتوں سے اولاد ہوئی اور اولاد میں ماں کا اثر پایا وہ بھی اس بدعت میں مبتلا ہو گئے"۔

برادران اسلام! خیر میں نے ریاست بھوپال کے مضمحلات میں بمقام تحصیل چندپورہ دیوالی کے موقع پر آتشبازی چھوڑتے ہوئے دیکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آتش بازی کی رسم ضرور ہندوؤں سے لیگئی۔

اس کے علاوہ رسالہ انجمن لکھنؤ بابت تاریخ ۲۱ رجب ۱۳۴۵ھ کے

صفحہ ۳ میں بطور نوٹ کے مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر رسالہ نہاتے لکھا ہے کہ شب برات کی آتشبازی علاوہ ہندوؤں کے شیعوں کی بھی مرہون منت ہے اس بدعت کے رواج دینے میں بہت کچھ ہاتھ ان کا ہے بندر ہوں شب کو ان کے خیال میں ان کے امام غائب کی پیدائش ہے اسلئے وہ اظہار مسرت کیلئے تھلیہ ہندو آتشبازی وغیرہ چھوڑتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں اور نیز اس شب میں امام غائب کے نام عرضیاں لکھکر آٹے کی گولی میں بند کرکے دریاؤں میں ڈالتے ہیں تاکہ ان گولیوں کو مچھلیاں کھالیں اور مچھلیوں کے پیٹ سے وہ عرضیاں امام غائب کو مل جائیں۔

پس اس رات میں آتشبازی چھوڑنے کے رواج پانے کی اصلیت اور حقیقت یہ ہے جس پر ہمارے مسلمان بھائی سالانہ لاکھوں کروروں روپیہ اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی بھینٹ چڑھایا کرتے ہیں۔

حضرات! ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تو اس مبارک اور مقدس رات کو عبادت اور استغفار کے واسطے مخصوص فرمائیں اور تمام مسلمانوں کو حکم دیں کہ جس قدر ممکن ہوسکے اس مبارک شب میں عبادت میں مشغول رہیں توبہ و استغفار کریں نماز نوافل پڑھیں قرآن پاک کی تلاوت کریں دیگر ورد و اوراد وظائف میں صرف رہیں دعائیں مانگیں تمام لغویات اور بیہودیات و خرافات سے پرہیز کریں تاکہ اس مقدس و متبرک رات کی عظمت اور بزرگی قائم رہے مگر افسوس صد افسوس کہ ہم مسلمانوں نے اس حکم کے برخلاف یہ کیا کہ تمام رات حتی الامکان قرآن کریم اور حدیث شریف کی مخالفت کی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کو پس پشت ڈال کر رات بھر آتشبازی، انار، پٹاخے، بان، چھچھوندریں، ہتھیلی، لوکی، گولے، جھپٹی وغیرہ وغیرہ چھوڑتے رہے گویا ہم نے مصنوعی اور نقلی توپوں سے اللہ جل شانہ کی سلامی ادا کی یا اس کو اس طرح سمجھنا چاہیے کہ ہم نے خداوند ذوالجلال والاکرام سے اعلان جنگ کردیا کیونکہ خدا نے تو اس موقع پر قیام وصیام کا حکم دیا تھا اور اسکے بجائے دوسرے شیطانی کام کرنا اعلان جنگ نہیں تو اور کیا ہے۔

برادران اسلام! اگر آپ اپنے کسی غلام کو یہ حکم دیں کہ فلاں دن فلاں کام کرنا اور وہ غلام آپ کے حکم کے خلاف دوسرے مشاغل باطلہ میں مشغول ہوجائے تو آپ اس سے خوش ہوں گے؟ کیا آپ کا غصہ اور غضب اس کی سرتابی اور عدول حکمی سے چشم پوشی کرے گا کیا آپ اس کو بغیر کسی قسم کی سزا دیئے ہوئے چھوڑ دینگے؟ نہیں آپ ایسا ہرگز نہیں کرینگے ضرور کچھ نہ کچھ سزا دینگے پھر کیا آپ سمجھتے ہیں کہ خداوند واحد القہار کے احکام کی خلاف ورزی پر آپ سے چشم پوشی کی جائیگی اور آپ کے ان اعمال باطلہ کی جو آپ شب برات میں کرتے ہیں کچھ پرسش نہ ہوگی؟ ہوگی اور ضرور ہوگی دیکھئے اللہ پاک قرآن مجید کی سورہ زلزال میں ارشاد فرماتا ہے کہ یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ط یعنی اس دن (جسکو قیامت کا دن کہتے ہیں) لوگ قسم قسم ہوکر (خدا کے سامنے) پیش ہوں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھلائے جائیں، پس جس نے (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کے نتیجہ (یعنی جزا) کو دیکھ لیگا اور جس نے اس جہان میں، ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کے نتیجہ (یعنی سزا) کو دیکھ لیگا۔

افسوس ہے ایسے مدعیان اسلام پر جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اسلام اور قرآن پاک اور اپنے ہادی برحق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرتے پھرتے ہیں اور ان کی مخالفت اور عدول حکمی کرنا اور ان کے احکام کو پس پشت ڈالنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔

برادران اسلام! ہمارے مسلمان بھائیوں کو یہ کیا ہوگیا ہے آخر ان کی کوئی کل سیدھی ہے کیا ان کو قرآن کریم کی یہی تعلیم ہے اور کیا ان کو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی سکھایا ہے کہ ایسی مبارک رات میں خوب دل کھول کر خشخاشیں روز سائے کے حکم کو بالائے طاق رکھدیں دوستوں سے مل ملا کر خوب غپ شپ اڑائیں اور جملہ لغویات و خرافات و منکرات کے مرتکب ہوکر نفسانی خواہشات پورے کریں مختصر یہ کہ دن کو دنیا سازی اور رات کو آتشبازی کی نذر کردیں افسوس ہے ہم مسلمانوں کے حال پر اس سے زیادہ غفلت اور احکام اسلامی سے انکار اور بے ایمانی کیا ہوسکتی ہے؟

مسلمانوں! خدا کے لئے غور کرو کہ کیا خدا اور اسکے پیارے اور محبوب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی منشا تھا کہ شب برات کو بجائے توبہ و استغفار و اجتناب از معاصی کے پٹنیٹ دیگر یا مہ کے اور یہی زیادہ واہیات خرافات اور کھیل کود اور تھیٹر سینما اور ناچ وغیرہ کے تماشوں میں مشغول ہوں اور اپنی محنت کی کمائی کو بے دردی کے ساتھ آتشبازی کی شکل میں تبدیل کرکے نذر آتش کردیں کیا گھر پھونک تماشا دیکھنا اس کو نہیں کہتے؟

برادران اسلام! ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ اگر مذہبی نقطہ نظر سے الگ ہوکر یہی غور و فکر سے کام لیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیاوی و اقتصادی حیثیت سے آپ کس قدر نقصان برداشت کرتے اور اس کا آپ کے مستقبل پر کس درجہ خراب اور مضر رساں پڑتا ہے وہ روپیہ اور پیسہ جو نہایت محنت اور مشقت و عرقریزی و جانفشانی سے کمایا جاتا ہے دم کے دم میں محض چند الفاظ شوشاں سرد دن پھٹ سننے کے واسطے آگ میں جلا کر فنا کر لینا کونسی عقلمندی کی بات ہے ایسے بیجا اور بے موقع دولت خرچ کرنے والوں کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین یعنی بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں (سورہ بنی اسرائیل) اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے کہ انہ لا یحب المسرفین یعنی بیشک وہ (خدا) فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پس سوچنے کی بات ہے کہ جس کا خدا دوست نہیں اس کا ٹھکانا سوا جہنم کے اور کہاں ہوسکتا ہے۔

میرے بھائیو اس آتشبازی کے سوا جو ہندوستان میں بنتی ہے باہر سے یعنی جاپان اور جرمنی سے ہر سال تقریباً دو کروڑ روپیہ کی آتشبازی آتی رہتی ہے اور یہ سب صرف مسلمانوں ہی کے لئے ہوتی ہے گویا مسلمانوں کی جیب سے صرف اس معمولی سی مد میں ہر سال دو کروڑ روپیہ کی کثیر رقم جرمنی اور جاپان وغیرہ کی جیب میں پہنچ جایا کرتی ہے۔ مسلمانوں جیسی غریب مفلس اور نادار قوم کی جیب سے سالانہ اتنی بڑی رقم کا نکل جانا اندھیر ہے کسی بڑی سے بڑی نہیں تو اور اسکو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اور خاص ہندوستان میں جو آتشبازی بنتی ہے اس کا بھی شمار کئی لاکھ روپے تک پہنچتا ہے اور یہ سارا روپیہ بے وقوف مسلمانوں کا نذر آتش ہو جاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے دو کروڑ اونٹ لاکھ روپے کا پھونس خریدا جائے پھر اس کا انبار لگا کر اس میں آگ لگا دی جاوے یا یہ مذکورہ الصدر

رقم کو ایک جہاز میں بھر کر سمندر میں غرق کر دیا جاوے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان مسلمانوں کو کیونکر سمجھایا جاوے جو اس طرح گھر پھونک تماشا دیکھنے کو جائز رکھتے اور مذہبی احکام کی سخت خلاف ورزی کرنے سے ذرا بھی نہیں ٹرتے کاش یہ روپیہ جو آگ کے نذر کیا جاتا ہے کسی مذہبی یا قوم کے دیگر کاموں مثلاً تعلیم وغیرہ پر یا یہ بھی نہ سہی تو اپنے ہی بچوں کی تعلیم پر خرچ کیا جاتا تو چند ہی سال کے اندر مسلمان ہندوستان کی ہر قوم سے آگے نکل جاتے مگر اس بدبختی کا کیا علاج کہ تمام مذہبی مواعظ سیاسی لکچرار اور اقتصادی مضامین صاحبزادے کی ایک ضد پر قربان کر دیئے جاتے ہیں اللھما ھذا قولی۔ اللھم قولی۔

برادران اسلام! ہمارے بہت سے مسلمان بھائی ایسے بھی ہیں جو خود آتشبازی نہیں چھوڑتے مگر دوسرے لوگوں کو آتشبازی چھوڑتے ہوئے دیکھکر وہ بھی تماشائی ہو جاتے ہیں اور نہایت دلچسپی کے ساتھ یہ تماشا دیکھتے اور خوش ہوتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو خود آتشبازی چھوڑتے ہیں اور نہ تماشا دیکھتے ہیں اور بہت ہی دینداری کا دم بھرتے ہیں لیکن اسکے ساتھ ہی اپنے بچوں کی ضد پوری کرتے اور ان کو آتشبازی منگا دیتے ہیں اگر ان پر کوئی اعتراض کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ بچے ضد کرتے ہیں اور ان کو اور کوئی سمجھ نہیں ہے اس واسطے ان کو منگوا دی ورنہ میں اور آتشبازی لاحول ولا قوۃ الا باللہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب اگر بچے نہ روتے بلبلاتے تو میں کبھی نہ منگواتا ایسے دیندار لوگوں کا یہ جواب اور یہ عذر معقول نہیں۔ ایسے لوگوں سے کیا میں یہ سوال کر سکتا ہوں کہ اگر تمہارے بچے کہیں اور ضد کریں کہ فلاں آدمی کی ناک کاٹ لو۔ اور تم جانتے ہو اس کی سزا صرف چند ماہ کی قید ہے یا تمہارا بچہ اس بات کی ضد کرے کہ ابا جان آپ اس جلتی ہوئی آگ میں اپنا ہاتھ ڈال دیں اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ چند دنوں تک علاج کرنے سے اچھا ہو جائیگا تو کیا تم اپنے بچے کی دونوں ضدوں میں سے کوئی ایک بھی ضد پوری کر دوگے میرا خیال ہے کہ تم ان میں کی ضد بھی پوری نہ کروگے اور کوئی تعجب نہیں کہ ایسی ضد پر بچے کو مارنے لگو۔

پھر کیا وجہ ہے کہ تم اپنے بچے کی ضد سے مغلوب ہو کر دوزخ کا دائمی عذاب اپنے سر لیتے ہو کیا تم کو اللہ پر اور رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی کتاب قرآن مجید پر اور قیامت کے دن پر اور مرنے کے بعد جلانے کے واسطے زندہ کئے جانے پر اور جنت کے دائمی عیش اور دوزخ کے دائمی عذاب پر یقین نہیں کیا تمہارا ایمان ان باتوں پر نہیں ہے؟ کیا تم کلام پاک کی اس آیت کو سچا نہیں سمجھتے وہ آیت یہ ہے فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین پس بچو اس آگ (یعنی آتش دوزخ) سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور وہ کافروں کے واسطے تیار ہے دوسری جگہ ارشاد پاک ہے یا یھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملئکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یومرون ۵

یعنی اے ایمان دارو تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ کہ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (اور) جس پر تند خو (اور) سخت دل فرشتے مقرر ہیں (جو کسی گناہگار کے ساتھ علاقہ رعایت نہیں کرتے) اور جو خدا کی (قطعی) نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو خدا کی طرف سے حکم ہوتا ہے (سورہ تحریم پارہ ۲۸) اور اگر تم ان ہر دو آیات قرآن پاک کو سچا جانتے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم اپنے بچے کی ضد پوری کرنے میں اس آتش جہنم سے کہ جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا اور اس میں کی دائمی تکلیف سے نہیں بچتے اور چند روزہ سزائے قید کے ڈر سے اور تھوڑے سے دنوں کی ہاتھ جلنے کی تکلیف کے خوف سے ناک کاٹنے۔۔۔۔ اور آگ میں ہاتھ ڈالنے کی ضد پوری نہیں کرتے؟

تمہارے طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم کو اللہ پر اور عذاب دوزخ پر ایمان نہیں ہے ورنہ باوجود ایسے افعال ہائلہ کے جاننے کے کبھی اس کے مرتکب نہ ہوتے دیکھو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم یعنی اے ایمان والو! تحقیق تمہاری بعض بیبیاں اور اولاد تمہارے (دین کی) دشمن ہیں سو تم ان سے ہوشیار رہو (اور ان کے ہر ایک حکم پر عمل نہ کرو) پھر آگے چل کر فرماتا ہے کہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر عظیم یعنی اس کے سوا نہیں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے واسطے ایک امتحان ہے (اگر تم اس امتحان میں پاس ہو گئے یعنی ان کی وجہ سے گناہ کے مرتکب نہ ہوئے) تو تمہارے واسطے اللہ کے پاس اجر عظیم موجود ہے (سورہ تغابن پارہ ۲۸) افسوس ہے مسلمانوں تمہاری حالت پر کہ باوجود ان احکام الٰہی کے جاننے کے اس قدر غفلت برتتے ہو اور کیسی طرح خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔

بھائیو! ابھی اگر تمہارا پیارا بچہ چولھے یا الاؤ کے قریب پہنچکر لکڑی (یعنی آگ سے کھیل کرنے لگے) تو تم ذرا اس کو غافل ہوگئے ڈالو گے مارو گے اور وہاں سے اس کو الگ کر دوگے۔ پھر یہ کیسی عقل ہے کہ اسی پیارے بچے کو تم ایسا کھیل لگا دیتے ہو کہ جس کے اندر ایک آتشگیر مادہ بھرا ہوتا ہے کہ جو ایک ذرا سی چنگاری سے بھک سے جل اٹھتا ہے اور اس کی آگ اس معمولی آگ سے بہت ہی زیادہ تیز ہوتی ہے اور اس میں جان کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ مصرعہ۔ بایں عقل ودانش بباید گریست۔

برادران اسلام! اسی آتشبازی کی بدولت بہت سے بچے جل کر مر جاتے ہیں بعض زخمی ہوتے ہیں بعض کا کوئی نہ کوئی عضو بیکار یا ناقابل ہو جاتا ہے مکانوں میں آگ لگ جاتی ہے جس سے اکثر محلے کے محلے اور گاؤں کے گاؤں جل کر خاک کا ڈھیر ہو گئے۔ ہیں۔ دیکھو اللہ پاک تم کو اس ہلاکت سے بچنے کے واسطے ارشاد فرماتا ہے کہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ یعنی آپ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو۔

بھائیو! اس آتشبازی کی بدولت اس قدر مال کو برباد کرنا کیا کچھ کم ہلاکت ہے۔ دیکھو کیا آتشبازی کھیلنے والے دیدہ ودانستہ اس حکم ربی کی مخالفت نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تو ہلاکت سے بچنے کا حکم دے اور وہ وہی کام کریں جس سے ہلاکت کا اندیشہ اور خطرہ ہو۔

کلکتہ کو دیں کی تو حالت نہیں دیکھی جاتی ۔۔۔ اتنور سوائی ملت نہیں دیکھی جاتی

حضرات جو روپیہ آپ کا اس آتشبازی کی نظر ہوتا ہے وہ اگر آتشبازی نہ چھوڑنے سے بچیگا وہ میری جیب میں نہیں چلا آوے گا۔ یا میری جیب کے نہیں خرچ ہوتا مگر میں اس کو کیا کروں کہ میرے دل کو اس طرح پر روپیہ برباد ہونے سے بڑا رنج وقلق ہوتا ہے بزرگان دین وبزرگان قوم نہیں معلوم

کیوں ایسی رسومات قبیحہ کے دور کرنے کی طرف توجہ نہیں فرماتے کاش اس جہنمی بیل سے روپیہ بچا کر اور اس کو جمع کر کے مفلس اور نادار طلباء کی مدد کی جاتی غربا و مساکین اور بیواؤں اور یتیموں کی دستگیری کی جاتی مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ؎

بچھڑا ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

بڑے بڑے شہروں میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ محلہ وار ٹولیاں ایک دوسرے کے مقابلہ میں کھڑی ہوتی ہیں آتشبازی چھوڑنا شروع ہوتی ہے پھر کیا ہے پٹاخے کا جواب پٹاخے سے اور انار کا جواب انار سے بان جواب بان سے دیا جاتا ہے غرضکہ رات بھر یہی طوفان بے تمیزی رہتا ہے اور غریب مسلمانوں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی ٹکٹکل کو لہ بار دود آن کی آن میں بیدردی کے ساتھ آگ میں جھونک دی جاتی ہے۔

مسلمان آتشبازی بنانیوالے اور فروخت کرنیوالے بھائیوں سے خطاب

اب میں اپنے ان برادران ملت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو آتشبازی بناتے اور فروخت کرتے ہیں کہ بھائیو اگر آپ سے کوئی شخص خلاف شرع کام میں مدد چاہے یا ظالم آپ سے مدد کا خواستگار رہے یا کوئی سخت مجرم جیسے خونی یا ڈاکو وغیرہ آپ سے امداد کا طالبگار رہے تو کیا آپ اس کی مدد کر کے اپنے آپ کو گناہ اور ہلاکت میں ڈالنا پسند کرینگے جہاں تک میں قیاس کرتا ہوں آپ کبھی ایسے شخصوں کی مدد نہ کرینگے اور اگر میرا یہ خیال صحیح ہے اور آپ صاحبان بھی میرے خیال کی تائید کرتے ہیں تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ آپ کو اب تک نہیں معلوم ہوا کہ خلاف شریعت اسلام جس قدر کام کئے جائیں وہ ظلم ہیں آتشبازی جو شب برات میں دانج جاتی ہے اس کی شرع شریف کی رو سے جائز ہو سکنا کیا کسی عالم اور مولوی نے فتویٰ دیا ہے؟ اور وہ فتویٰ کیا آپ کے پاس موجود ہے؟ یا کسی اسلامی کتاب میں اس کا حکم پایا ہے کہ جائز ہو تا آپ کی نظر سے گزرا ہے اس کتاب کا نام مجھے بھی تبایئے تاکہ میں بھی دیکھوں یا اس فتوے کی نقل ہی دکھلا دیجئے اگر یہ باتیں کچھ نہیں ہیں تو شب برات کے موقع پر آتشبازی چھوڑنا شریعت اسلام کے سراسر خلاف ہے اور ظلم ہے آتشبازی کا دانغنے والا ضرور ظالم ہے تو آپ ایسے ظالموں کیلئے آتشبازی بنا کر اس کو اس موقع پر بیچنے سے ظالموں اور خلاف شرع لوگوں کے معاون اور مددگار ہوئے یا نہیں کیا آپ نے اللہ پاک کے اس حکم کے خلاف نہیں کیا؟ جو اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے لا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی (مسلمانو) تم گناہ اور سرکشی کے کاموں میں کسی کی بھی مدد نہ کرو۔ بھائیو! کیا آپ اس حکم صریح کے خلاف ہو کر گنہگار نہیں ہوئے ہاں آپ ضرور گنہگار ہو گئے پس میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ایسے افعال سے اللہ پاک کو حاضر و ناظر جانکر ہمیشہ کیلئے توبہ کر ڈالیے اور عہد کر لیجئے کہ آپ کبھی ہم آتشبازی شب برات کے واسطے نہیں بنادیں گے اور نہ کبھی کسی مسلمان بھائی کے ہاتھ (خواہ وہ بچہ ہو یا جوان یا بڈھا) فروخت کرینگے خواہ مخواہ گناہ اپنے سر نہ لینگے اسی میں آپ کی دینداری اور ایمان کی سلامتی ہے ورنہ آپ بھی ظالم قرار دیئے جانے کے قابل سمجھے جائینگے رزق دینے والا اللہ اور تعالیٰ ہے آتشبازی اور اس پیشہ پر آپ کا رزق موقوف نہیں ہے جس خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے وہ بڑا سبب الاسباب ہے جب آپ پیدا ہوئے تھے تو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی اس نے آپ کا رزق ماں کی چھاتیوں میں جمع کر کے رکھا تھا اس وقت آپنے کونسا پیسہ کیا تھا یا آتشبازی بنا کر فروخت کی تھی جو روزی ملتی ہے اگر آپ بھی آپ خدا کے بھروسے پر اس کے حکم کے موافق اس فعل سے باز آئینگے تو خدا آپ کو ضرور رزق دیگا وہ اس کا ضامن ہو چکا ہے۔

برادران اسلام! آیت واجتنبوا فی اعلی الاثم والعدوان کے تحت میں وہ مسلمان بھائی بھی آجاتے ہیں جو ایسے دنوں میں جبکہ آتشبازی بنانے کا گمان غالب ہے اپنے بچوں کو شرع کرنے کے لئے پیسے، غلہ، کپڑا دیدیتے ہیں اور ان کی ضدیں پوری کرتے ہیں اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو صاف معلوم ہو گا کہ یہ بچے ہمارے جینے کے واسطے ہر قسم فضول خرچی کر کے مٹی ہگا کر ہوتے ہیں ہماری گور میں چراغ نہیں دکھاویں گے اور نہ قیامت کے دن ہمارے گناہ بٹا لینگے اس دن تو یہ حال ہو گا یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ (یعنی جس دن ہر ایک آدمی) اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا (یعنی کوئی کسی کی ہمدردی اور مدد کرے گا) ایسی صورت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ قیامت کے دن ہماری اولاد جن کی وجہ سے ہم اپنے سر گناہ لیتے ہیں ہمارے کام آوے گی یا ہماری مدد کرے گی۔

پس اے برادران اسلام! میں آپ کو اللہ کا اور اسکے پیارے رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اپنی حالت پر رحم کریں اور آتشبازی کی فضول اور فعور کو ہمیشہ کے واسطے ترک کر دیں۔ میں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو آپ کے سامنے پیش کر دیا اب آپ پر اللہ کی حجت قائم ہو گئی اور اب آپ کوئی عذر اپنی لاعلمی کا نہیں کر سکتے اگر اب بھی آپ نہیں مانینگے اور خلاف ورزی شریعت اسلام کریں گے تو آپ کے واسطے اللہ کی طرف سے یہ وعید موجود ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا (یعنی جو مخالفت کرے گا رسول کی اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کھل چکی اور چلیگا مسلمانوں کے راستہ کے خلاف دوسرے راستہ پر تو ہم اس کو چلائے جینگے اسی راستہ پر جس پر وہ چلا ہے اور ڈالینگے اس کو دوزخ میں جو بہت بری جگہ ہے) اور وہ دوسری جگہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے ویعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین (یعنی جو شخص اللہ اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی (مقرر کی ہوئی) حدوں سے بڑھ چلے گا تو اللہ اس کو (دوزخ میں) اگر میں ڈالیگا ہمیشہ رہیگا وہ اس آگ میں ہمیشہ رہیگا اور (وہاں) اس کو ذلت کی مار دی جائے گی) اب آپ لے تو یہ کی؟ اگر نہ کی ہو تو اب اس آتشبازی کے لانے اور دانغنے اور اپنے بچوں کو لاکر مانگ کرنے سے اور اسی طرح کے اور لغو خلاف شرع کاموں سے ہمیشہ کے واسطے توبہ کر ڈالیے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام اگلے اور پچھلے گناہوں کی معافی مانگئے وہ غفور رحیم ہے معاف فرمائیگا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

رمضان المبارک

(از جناب مولوی انوار الحق صاحب خیری)

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون تمہارے لئے روزے مقرر کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلی قوموں کے لئے مقرر کئے گئے غرض یہ ہے کہ تم متقی بنو۔

قرآن کریم کی یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ روزے مقرر کرنے میں اسلام کی غرض نہ غایت لوگوں کو بے فائدہ تکلیف میں ڈالنا نہ تھا بلکہ تقویٰ اور راستی پیدا کرنا اور بدی کے خلاف محاظ اور مضبوط کرنا تھا ہمارے اندر کئی قسم کی بھوک اور خواہشات کہی گئی ہیں ہماری یہ خواہشات طبعی تمام تحریکات کا سرچشمہ ہے ان خواہشات کے پورا کرنے میں ہم بسا اوقات ناجائز طریق استعمال کرنے پر مائل ہو جاتے ہیں جس سے ظلم اور بدی پیدا ہوتے ہیں لیکن اس رمضان کے مہینے میں ایک مسلمان کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اس عرصہ میں جبکہ روزہ رکھ رہا ہو ان طبعی خواہشات کا جائز طریق پر پورا کرنا بھی چھوڑ دے ہمارے طبعی تقاضے کی ایک ہزار امتحان ہیں بعض اوقات ان لوگوں کے لئے بھی جو نیک ہوں اور اس امتحان میں ناکامی کے منہ دیکھنا شرمساری کا جاتے رہتا ہے انہی طبعی تقاضوں کو ضبط میں رکھنے کے لئے اسلامی طریق روزہ کا جاری کیا گیا کیونکہ نیکی یہی ہے کہ انسان اپنے طبعی تقاضوں پر پورا ضبط رکھے۔

صبر اور روزہ

صبر اور استقلال انسان کے اندر وہ اعلیٰ جوہر ہیں جن کو مناسب طور پر کام میں لگانے سے قرآن کریم کی تعلیم کی رو سے انسان کو اپنے کاروبار میں کامیابی ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی رو سے صبر صرف اسی کا نام نہیں کہ مصیبت کے وقت انسان طریق تسلیم کو اختیار کرے بلکہ صبر کا اصل مفہوم یہ ہے کہ انسان ہمت کے ساتھ مصیبت کا مقابلہ کرے اور ترغیب کے وقت اپنے جذبات کو دبائے ان معنوں میں صبر ایک بڑا اعلیٰ اخلاقی جوہر ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے روزہ سے زیادہ طاقتور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا بشرطیکہ روزہ کے اصل مفہوم کو جیسا کہ اسلام نے اس کی تعلیم دی ہے مدنظر رکھا جائے تھوڑا غور کرنے سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ صبر و استقلال کا جوہر اسی کے اندر فروغ پا سکتا ہے جو اپنی مختلف خواہشات کے تقاضوں پر پورا قابو رکھتا ہو

فوجی ضبط اور روزہ

اگر ایک قوم میں بقائے قوی کا خیال ایک فوج کے قائم رکھنے کو ضروری قرار دیتا ہو جیسا کہ گذشتہ جنگ نے دکھا دیا ہے اور ایک بڑی قوم کے سر پر ہمیشہ فوجی ضرورت کے سامان مہیا رکھنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے تو یہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی اگر افراد قومی میں جنگی روح نہ ہو یا صبر و استقلال جنگ کی ضروریات موجود نہ ہوں صبر و استقلال برداشت اس کی بڑی بڑی ضروریات ہیں اور سپاہیوں میں ان ضروریات کے پورا کرنے کے لئے یہ بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے اگر فوجی تربیت کا ایک جزو سال کے ایک حصہ میں روزہ رکھنا قرار دیا جائے۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ مسلمان سپاہیوں نے میدان جنگ میں اس وقت اپنے ضبط کو قائم رکھا ہے جب بھوک کی وجہ سے دشمن کے سپاہیوں نے نامردانگی دکھائی ہے؟ ترک بغیر ایک لقمہ خوراک کے اڑتالیس گھنٹے تک بغیر مقابلہ پر ڈٹے رہے یہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ وہ ہر سال ماہ رمضان میں روزے رکھ کر بھوک برداشت کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔

تعمیم عزم

ان فوجی ضروریات کو الگ رکھ چھوڑ کر ہم کسی انسانی حصول غرض کا حوالہ نہیں دے سکتے جس میں کامیابی کے لئے صبر اور استقلال کی ضرورت ہو۔ مگر یہ دونوں صفات کو بھوک اور پیاس سے مغلوب ہو جانے سے سخت نقصان پہنچتا ہے انسان کھانے اور پینے کے لئے نہیں بنایا گیا ۔ ۔ ۔

ذرا تامل ایسے نہ ہوں کہ وہ محسوس کر سکے یہ حکم دیا ہے کہ وہ روزہ رکھے۔ خالی معدہ خون کے اندر وہ حرارت پیدا نہیں کرتا جو شہوانی جذبات کی تحریک پیدا کرتی ہے اور یہ حرارت شہوانی خیالات کے محرم ہو کر بدخواہشات کو ابھارتی ہے۔ عقل کو انہار کر دینی ہے اور انسان شیطان کے ہاتھ میں ایک کھلونا ہو جاتا ہے اسی لئے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان میں شیطان پر بند باندھے جاتے ہیں۔ یہ الفاظ مزید تشریح کے محتاج نہیں۔

ایثار اور روزہ

یہ بسا اوقات کہا گیا ہے کہ بڑی غرض مذہبی عبادات یا اس قسم کے دیگر طریقوں کی یہ ہے کہ انسان کے اندر انسان کی خدمت کا مادہ پیدا کریں اس قسم کی خدمت کا صحیح کے ساتھ وہی انسان کر سکتا ہے جس میں ایثار کی روح پیدا ہو چکی ہو۔ نسل انسانی پر امن بقا کے لئے اس بات کی محتاج ہے کہ مختلف لوگ کچھ کچھ قربانی کریں لیکن ایک شخص جو خود کبھی بھوکا نہیں رہا اس شخص کی تکلیف کو محسوس نہیں کر سکتا جو افلاس کی وجہ سے بھوک کا شکار ہو رہا ہے اور اسلئے اس میں قربانی کی نیکی کی پیدا ہونے کا کوئی سیلان نہیں ہو سکتا لیکن روزہ سے ہم ان تکالیف سے آشنا ہو جاتے ہیں جن کا شکار دوسرے لوگ ہو رہے ہیں جیسا کہ ابھی کہا جا چکا ہے مذہب کا کام اس حد تک ختم نہیں ہو جاتا کہ وہ اعلیٰ زندگی کے چند اصول بیان کر کے خاموش ہو رہے بلکہ اس کا بڑا کام یہ ہے کہ ہمیں ان قواعد کی طرف رہنمائی کرے جن پر چل کر وہ اصول عمل میں لا سکتے ہیں۔ اسی مجموعہ قواعد کا نام درحقیقت شریعت ہے وہ لوگ جن کا یہ خیال ہے کہ خدا کا منشا شریعت دینے سے صرف یہ ہے کہ وہ دیکھے کہ کون اسکے احکام کی فرمانبرداری کرتا ہے اور کون نافرمانی اور پھر نافرمانی کرنے والوں کو سزائے یا ان کی جگہ کسی اور کو سزاوار کرانے کو کفارہ کے ذریعہ سے احکام شریعت کی پابندی سے آزاد کر دے سخت غلطی میں ہیں اسی طرح پر وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ انسان کا سب سے اعلیٰ اخلاقی فرض یہ ہے کہ جو نیکی کی توفیق اس کے اندر مرکوز ہیں ان کا نشوونما سب طریق پر ہو وہ اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ روزہ اس غرض کو حاصل کرنے کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہے۔

مسیح اور روزہ

حضرت مسیح علیہ السلام کے نزدیک بھی روزہ ایک بڑی طاقت تھی اس کے ذریعہ سے انسان محبانات دکھا سکتا ہے جب اس کے ساتھ دعا اور احکام کی فرمانبرداری ہو لیکن آپ کے پیروؤں نے جب کفارہ کی تعلیم کو قبول کر کے شریعت کو جواب دیا تو روزہ کو بھی جو شریعت کا ایک جز تھا ترک کر دیا۔

روزہ کے معنے بھوکا رہنا نہیں

اور نہ یہ مراد ہے کہ ایک شخص اوقات مخصوصہ کے اندر بعض خواہشات کے تقاضا کو پورا نہ کرے۔ بلکہ یہ صرف ایک ظاہری صورت، روزہ کی ہے امام غزالی یہ کہتے ہیں کہ اس ظاہری صورت ہی کو ساری حقیقت نہ دینی چاہیئے اور اگر صرف یہ ظاہری صورت ہی ہوتی تو یہ کہنا بجا نہ تھا روزہ کے ذریعہ ہمیں یہ سیکھنا ہے کہ کس طرح اپنی بری خواہشات کو دبائیں اور اپنے جذبات پر قابو پائیں اور اپنے ہاتھ اور دل کو ناجائز استعمال سے پاک رکھیں غرض رمضان کے مہینے کے دن روحانی تربیت کی ہمیسر داری کے ایام ہیں جب اپنی ضروریات اور خواہشات کو جائز طریق پر پورا کرنے سے رک کر بھی ہم درحقیقت یہ سیکھتے ہیں کہ کس طریقہ پر اس کے ناجائز تقاضوں کو رد کیا جا سکتا ہے یہ ماہ مقدس عبادت، ریاضت اور رجوع الی اللہ میں خرچ ہونا چاہیئے چغلی اور جھوٹ سے بچنا چاہیئے غرض ہمارا دل اور ہمارے ہاتھ ہمارے قلوب اور ہمارے اجسام سبکے سب خدا کی خدمت میں لگ جانے چاہئیں اور اسکے طریقوں کے ماتحت ہونے چاہئیں۔

ضروری احکام

روزہ کے متعلق ضروری احکام کھول کر قرآن کریم میں بیان کر دیئے گئے ہیں چنانچہ ذیل کا ترجمہ آیات قرآنی کا ان کی وضاحت کے لئے کافی ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے روزے مقرر کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلوں کے لئے مقرر کئے گئے تھے تاکہ تم بچو"

"گنتی کے دن لیکن جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے اور جو لوگ یہ طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں سو جو شخص برضا و رغبت نیکی کرتا ہے وہ اسکے لئے بہتر ہے اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مانو"

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کے کھلے دلائل ہیں اور حق و باطل میں فرق کرنیوالا ہے پس جو کوئی تم میں سے اس ماہ میں حاضر ہو تو چاہیئے کہ اسکے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو وہ دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔ اور تاکہ تم گنتی کو پورا کرو اور اللہ کی بڑائی کرو ان پر جو تم کو ہدایت دی اور تاکہ تم شکر گذار رہو"

(البقرہ رکوع ۲۳)

"یہ تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے کہ روزہ کی راتوں میں اپنی بیبیوں کے پاس جاؤ وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو جانتا ہے کہ تم اپنی جانوں کے حق میں خیانت کرتے تھے سو اس نے تم پر رجوع برحمت کیا اور تم کو معاف کیا۔ سو اب ان کو چھوؤ اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھا ہے اُسے چاہو اور کھاؤ اور پیئو یہاں تک کہ فجر کے وقت دن کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے الگ ہو جائے تب روزوں کو رات تک پورا کرو"

آیات جن کا یہاں ترجمہ دیا گیا ہے خود اپنے مطلب کی وضاحت کر رہی ہیں، روزہ صبح کے وقت شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے مسافر اور جو لوگ بیمار ہوں وہ مستثنیٰ ہیں۔ ہر ایک شخص خود اپنے لئے اندازہ کر سکتا ہے کہ آیا وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں اگر روزہ رکھنے سے علاج میں ہرج واقع ہو تو جو شخص تکلیف میں ہے اسے روزہ رکھنا نہیں چاہیئے انہی آیات میں ان اعتراضات کا بھی جواب ہے جو ناسمجھی سے کئے جاتے ہیں کہ ممالک قطبی میں جہاں مہینوں تک سورج نظر نہیں آتا روزہ کس طرح رکھا جا سکتا ہے رمضان ایک قمری مہینہ ہے اور ایسے مقامات پر جو انسان کی رہائش کے لئے موزوں نہیں اس کے رکھنے کی بھی ضرورت نہیں اور اگر کوئی شخص ایسے خطرناک اور ویران مقامات پر اپنی زندگی کو ضائع کرنا چاہتا ہے اور دنیا کے مہذب ممالک کی برکات اور فوائد سے اپنے آپ کو محروم کرتا ہے تو وہ تہذیب انسانی کے دائرہ سے باہر ہے اور اس پر روزہ کا حکم بھی نہیں۔

اسلام میں روزوں کا حکم

(رقم زدہ مسٹر ایوب احمدی اے آنرز)

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ہ ایاما معدودات۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدی و الفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ اے مومنو! تم کو روزوں کا حکم دیا جاتا ہے جیسے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے ہوئے دیا گیا تاکہ تم متقی بنو وہ گنتی کے دن ہیں۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن کا نزول ہوا لوگوں کے لئے ہدایت اور ہدایت کے دلائل اور حق و باطل میں تفریق کرنے والا پس جو کوئی تم میں سے اس ماہ میں گھر میں ہو تو چاہیئے کہ اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو اسے چاہیئے کہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی گنتی پوری کرے اللہ تعالےٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا"۔

ان آیات سے ہمیں وہی بات معلوم ہوتی ہے جو قرآن کریم کے ایک ایک لفظ سے ظاہر ہے کہ مذہب اسلام اپنے ہر ایک حکم میں معقولیت کا رنگ رکھتا ہے روزہ کا حکم ان سب کے لئے ہے جو روزہ رکھ سکتے ہیں لیکن جو لوگ بیمار ہوں یا سفر میں ہوں ان کے لئے حکم ہے کہ وہ جب حالت سفر سے حالت حضر میں آجائیں یا بیماری کی حالت سے نکل کر تندرست ہو جائیں تو پھر اس قدر دنوں کے روزے پورے کر لیں جتنے رمضان کے مہینے میں کم رکھے گئے ہیں رمضان کا روزہ محض اسی قدر نہیں کہ انسان صبح سے لیکر شام تک کھانے اور پینے سے پرہیز کرے بلکہ ہر ایک قسم کی بیہودہ ہنسی مخول۔ لغو گفتگو اور شہوانی خیالات سے رکنا ضروری ہے قرآن کریم کے کل کے کل احکام میں کسی عبادت کا پورا کرنا یا رسم کا بجالانا مقصود نہیں ہوتا۔ یہی حال رمضان کے روزے رکھنے کی اصل غرض محض اس قدر نہیں کہ انسان اللہ تعالےٰ کے ایک حکم کی تعمیل کر کے اسے خوش کرے بلکہ اصل غرض اور حقیقی مقصود یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے اسے خود بھی فائدہ پہنچے اس کی اپنی ہی ذات نفس ہو اور نہ کسی نوع انسان کے لئے بھی اس کا وجود مفید ہو ہم اپنے آپ کو اذیت دیکر اللہ تعالےٰ کو خوش نہیں کر سکتے درحقیقت اسلام اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا کہ انسان اپنے آپ کو ہلاک کرے جیسا کہ اس کی پاک کتاب قرآن کریم سے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے اور ہر ایک مسلمان اس بات سے واقف نہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راہبانہ زندگی کے اصول کو جڑ سے کاٹ دیا ہے اور آپ کا یہ ارشاد کس کو معلوم نہیں کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام یعنی اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے۔ ہاں اس کے بالمقابل ہم کو یہ حکم ہے کہ ہم ایسی زندگی بسر کریں جو ایک پابندی کی زندگی ہو اور جس میں ہم کو یہ ترتیب حاصل ہو کہ اپنی شہوانیات پر ان کس طرح قابو پا سکتا ہے اور کس طرح اپنی آسائشوں کو ترک کرنا سیکھ سکتا ہے روزوں کے حکم کا حقیقی مقصود وہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو ایک ضابطہ کا پابند کرنا سیکھیں صرف انہی چیزوں پر گذارہ کریں جو جائز طور پر ملتی ہیں دوسروں کے احوال اور حقوق کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائیں اور اس سے بڑھکر یہ بھی سیکھیں کہ کس طرح انسان ایک وقت اپنی جائز خواہشات کو بھی ایک ضرورت کے لئے ترک کر سکتا ہے۔ ادوان کو ترک کر کے دوسروں کو مدد دے سکتا ہے۔

قواعد صحت کے نقطۂ خیال سے روزے رکھنا بعض وقت صحت انسانی کے لئے مفید ہوتا ہے علم طب نے اس بات کو یقینی اور قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ بیماری زیادہ تر اس انسان پر حملہ آور ہوتی ہے جو بسیار خور ہو یا شراب نوشی کرتا ہو اور وہ شخص نسبتاً بیماری کے حملہ سے محفوظ رہتا ہے جو اپنی عادات میں محتاط اور اصول پر ہیز پر عامل ہو اور اس قسم کے انسان پر اگر بیماری حملہ آور ہو تو وہ اس کے حملہ کا دفعیہ نسبتاً آسانی سے کر سکتا ہے۔

بسیار خوری کی عادت عمر کو کم کرتی اور صحت کو برباد کرتی ہے علاوہ ازیں اس قسم کی عادت انسانی کی شہوانی خواہشات کی محرک ہیں اور اس طرح پر ان کے ساتھ اور ہزاروں قسم کی برائیاں آجاتی ہیں۔ آج انگلستان کے اخبارات اس قسم کے فقرات سے بھرے پڑے ہیں جیسے جنگ کے بچے یعنی ان رسوائیوں کی ناجائز اولاد جو جنگ کے لئے جارہے ہیں) بے نکاحی بیبیاں بن شادی شدہ مائیں یہ حالت ملک کے مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں شرمناک ہے اور قوم کی عزت پر ایک خطرناک دھبہ ہے۔

نگریز کہہ رہے ہیں یہ جنگ کی وجہ سے ہے اور اس بات کا نتیجہ ہے کہ ملک میں جنگ کے خیالات غالب ہیں یہ بیان گو ایک حد تک ماننے کے قابل مگر ان بدیوں کی کافی تشریح نہیں کرتا جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے جنگ کے اختیار کرنے کا یا حالت جنگ میں ہونے کا لازمی نتیجہ یہ نہیں کہ گندی شہوات کو اکسائے اور شہوانی خیالات کو ابھارے جب خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضہ کی افواج نے شام کے ملک کو فتح کیا تو ان بہادر سپاہیوں میں سے جنہوں نے فتح حاصل کی ایک کے خلاف بھی بدفعلی کا یا زنا بالجبر کا الزام نہیں لگایا گیا یہ کیا ہو یا اور کسی امر فاحش کا مرتکب ہوا ہو۔ اس صوبہ کے فتح ہو جانے کے بعد مفتوحہ علاقوں کے باشندوں نے مسلمان فوج کے کمانڈنگ افسر سے یہ درخواست کی کہ وہ فوجوں کو ایک جلوس کے رنگ میں دمشق کے بازاروں سے لیجائے اور اس نے ان کی درخواست منظور کر لی جس دن یہ غلبہ الشان جلوس نکلا رستہ پر جس قدر مکانات تھے ان سب کی کھڑکیاں اور چھتیں سارے کے سارے باز رتماشائیوں سے بھرے ہوئے تھے جن میں زیادہ تر شام کی حسینان مہ پارہ تھیں جنھوں نے ہر ایک قسم کی زیب و زینت سے اپنے قدرتی حسن کو دوبالا کر رکھا تھا عاشقہ کے بہادر سپاہی بازاروں میں سے گذر گئے ان کی چال جنگی چال تھی ان کی طرز رفتار شریفانہ تھی لیکن ان تمام باتوں کے باوجود انہوں نے اپنے حیا اور عفت کا وہ قابل قدر نمونہ دکھایا جس کی نظیر دنیا کی کسی فاتح فوج میں آج تک نہیں دیکھی گئی۔ ان کی نظریں زمین پر گڑی ہوئی تھیں اور ایک لحہ کے لئے بھی انہوں نے ان حسن کی پتلیوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا جو ان کے دونوں طرف دیکھنے کے سارے سامانوں سمیت جمع تھیں۔ ان نیک اور بہادر مسلم سپاہیوں میں سے ایک کے ذمہ بھی یہ الزام نہیں آیا کہ انہوں نے اپنی عفت

کو ترک کیا ہو اور کسی حرکت بیجا کے مرتکب ہوئے ہوں اور جنگ کے آخر میں مسلمان کہنا پڑا اپنے سپاہیوں کو ان الفاظ سے مخاطب کرنے کے قابل تھا کہ اے بچے ہوئے اسہ کے فضل سے ہمارے صرف ایک شام کو فتح کر کے ہی ایک عظیم الشان فتح نہیں کی بلکہ اس سے بہت بڑھکر عظیم الشان وہ فتح ہے جو تم نے اپنے نفسوں اور اپنی خواہشات پر حاصل کی ہے۔

یہ روزہ ہی ہے جو انسان کے اندر یہ طاقت پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو اپنے قابو میں رکھ سکے اور ہر عادت کو انسان کے اندر خشک کر دیتا ہے تمام دوسرے حالات کی طرح اس معاملہ میں ہمارے لئے کامل نمونہ ہمارے رسول کریم صلے اسہ علیہ وسلم کی پاک اور بے لوث زندگی ہے جنہوں نے کبھی کسی دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا جس کو پہلے خود کر کے نہیں دکھایا ماں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ نہائی کے اوقات میں اپنے سے وہی سوال کرے جو ہمارے نبی کریم صلے اسہ علیہ وسلم نے کیا تھا، افلا اکون عبدا شکورا، کیا ہر ایک شخص کو نہیں چاہیئے کہ وہ ان نعمتوں کی قدر دانی کرے جو اسہ تعالےٰ نے اسے دی ہیں ہر ایک مسلمان کو اخلاق اور قوانین اخلاقی کا ایک بہادر سپاہی ہونا چاہیئے پہلے مسلمانوں کی کامیابی کا اصلی راز صرف یہی تھا کہ وہ پاک اور بے لوث زندگیاں بسر کرتے تھے اور ان میں کا ایک ایک فرد ہر وقت اور ہر آن ہر ایک ضرورت کے لئے اپنی جان دینے کو تیار رہتا تھا۔ اور ہر ایک کام کے لئے جو اسے دیا جائے مستعد رہتا تھا۔

پھر روزوں سے انسان کو اپنے ان غریب بھائیوں سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے جن کا روزہ مجبوری کا روزہ ہوتا ہے یعنی جن کو کہانے کو نہ ملنے کے وقت فاقہ کشی کرنی پڑتی ہے اور اس طرح پر روزوں کے رکھنے سے انسان دوسروں کی مصیبت میں ہمدردی کرنے کا عملی سبق سیکھ سکتا ہے اور پر اور انہ فیاضی کی روح اس کے اندر پیدا ہوتی ہے حضرت عائشہ رضی اسہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ وہ سب انسانوں کا سردار مدینہ کی بھری ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھا اور تیز ہوا سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ دوسروں کی مدد کرتا تھا اور پھر آپ کے سخاوت یہ بھی مذکور ہے کان اجود الناس وکان اجود ما یکون فی رمضان یعنی آپ سخاوت میں ہمیشہ تمام لوگوں پر فوقیت لیجاتے تھے مگر آپ کی سخاوت رمضان میں بہت ہی بڑھ جاتی تھی۔

دہلی کا باورچیخانہ

کتاب نہایت محنت سے تیار کی ہے اس میں کہانا پکانے کی ایسی آسان اور سہل ترکیبیں درج ہیں کہ جن کو پڑھکر ہر مرد و عورت لذیذ سے لذیذ کہانا تیار کر سکتا ہے آخر میں مربے جلونے اچار چٹنیاں نیار کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں یہ کتاب ہر ایک امیر و غریب کے گھر میں ہونا چاہیئے تاکہ لذیذ سے لذیذ اور دل خوش کن کہانا تیار ہو سکے جو معین صحت بھی ہو۔ اور خوش ذائقہ بھی، قیمت باوجود اتنی خوبیوں کے صرف ۸ /

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مایوس العلاج مریض کیونکر صحتیاب ہو سکتے ہیں؟

دواخانہ معدن الصحت دہلی سے قارئین امراض ایک اشتہار مفت منگوالیں جس کے دیکھنے کے بعد ہر قسم کے مشورہ کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ یہ دواخانہ زیر سرپرستی جناب حکیم محمد بشیر صاحب مظلہ رشاگرد رشید اقلیم طوطی زمان شیخ الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب مرحوم و مغفور نیز حصہ سے قائم ہے۔ اور ملک کی بہترین خدمات حاصل کر چکا ہے۔

حب نقوی ماہ ۳۹

اعضائے رئیسہ کی کمزوری، ہکسر سنی، یا غلط کاری یا کسی سبب سے قوت مردمی میں نقص ہو گیا ہو تو ان کو ضرور تجربہ کر کے دیکھئے جو نہایت زود اثر اور تیر بہدف ہیں ایک ہفتہ میں تمام کمزوریوں کو دور کر کے قوت مردمی کو قوی اور اعصاب کو مضبوط کر کے کھوئی ہوئی طاقت واپس لے آتی ہیں۔ قیمت ۱۰ خوراک دو روپے (دع)

طلا مقوی اعصاب ۹۲

زیادتی عوارض غلط کاری، یا نقصان مخملی وجہ سے بطلان پیدا ہو کر کمزوری اعصاب کا سبب بن گئی ہو اور قوت مردمی میں بجد کمزوری ہو گئی ہو تو اس طلا کا استعمال ضرور کریں ہو گی طاقت واپس لانے کے لئے بہترین اور زود اثر ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ دع دو روپے

سفوف سیلان الرحم ۹۴

جس طرح مرد جریان میں مبتلا ہو کر ایسا بیمار اور کمزور ہو جاتا ہے کہ اس کا شمار نیچے والے درجہ میں ہوتا ہے اسی طرح عورتیں بھی سیلان الرحم میں مبتلا ہو کر نہایت ہی کمزور و ناتواں ہو جاتی ہیں، اکثر ہفتہ لیوں میں درد ہوتا ہے، ان خرابیوں کے دور کرنے کے لئے یہ سفوف نہایت مجرب اور مفید ہے چند روز میں تمام کمزوریوں کو دور کر کے سیلان کی شکایت کو زائل کر دیتا ہے قیمت ۱۰ خوراک ۱ روپیہ

معجون بنظیر ۱۰۳

اعضائے رئیسہ، دل، دماغ اور نخریقیہ معدہ، کو وہ نیز اعضائے تناسل کی ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے کے لئے یہ معجون اکسیر ہے چند روز میں قوت مردمی کو ترقی دیکر جوانمرد بنا دیتی ہے۔

قیمت ۱۰ خوراک تین روپے دستی

روغن دافع سفید داغ ۹۶

جسم پر جگہ جگہ سفید داغ ہوں جس کو اطباء یونان برص اور دیدک داغ کہتے ہیں اس روغن کے چند روز میں زائل ہو جاتے ہیں۔ کبھی خطا نہیں کرتا۔

قیمت فی شیشی دو روپے (دع)

کحل الجواہر ۹۵

انکسار، الغشاء و ماء کی کثرت یا ضعف بصارت سے بے پروائی، اگر کمزوری بصارت کا سبب ہو تو یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ہر ایک کام کرنیوالوں کے لئے قدر کے قابل چیز ہے۔ تجربہ کر کے ہماری محنت کی داد دیں۔

قیمت ۳ ماشہ دو روپے (دع)

حب کیمیائے عشرت ۹۳

اوہ تولید کا پتین ہونا باوجود کمزوری اعضا ہونا، غلبات فاسد، مشت زنی اور بیجا خیال جریان کا سبب بن گئے ہوں تو ان کو لیکر سو فائدہ اٹھائیے چوتھے چار دن میں کافی افاقہ کر دیتی ہیں قیمت ۱۰ خوراک (دع)

سرمہ دافع ضعف بصارت ۹۷

دوسند عنبار، خارش، پانی جاتا، کمزوری بصارت کے لئے یہ سرمہ آبجیات ہے

قیمت فی تولہ اکروپیہ آٹھ آنہ (دع)

مرہم داد ۹۷

داد و کیل ہائی پرانا یا نیا ہو اس مرہم کے لگانے سے صرف ایک ہفتہ میں آرام ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ کسی قسم کی سوزش نہیں کرتا اس لئے ہر جگہ بلا کھٹکا لگایا جا سکتا ہے۔

قیمت فی شیشی آٹھ آنے (۸ /)

نمک سلیمانی ۱۰۶

امراض شکم و پیٹ، یعنی کی اشتہا جہانی کی جلن، تبخ، ڈکار کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ ہیضہ کے موسم میں صحت کی حفاظت کے لئے لاجواب چیز ہے خون صاف پیدا کرنے کے لئے تمام امراض سے محفوظ رکھتا ہے قیمت فی شیشی جو تمام گھر کے لئے عرصہ تک کافی ہو گا دو روپے آٹھ آنے (۲/۸)

نوٹ: منیجر دواخانہ معدن الصحت زیر جامع مسجد دہلی

بوسیدہ عبادتیں

دنیا میں اس قوم سے زیادہ کون بدنصیب قوم ہو سکتی ہے جس کو مذہبی تعلیم کے نام سے علم اور حکمت کے خزانے دیدیئے گئے ہوں اور وہ ان سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھائے یہ جھوٹی شیخی اور خواہ مخواہ کا فخر و غرور نہیں ہے بلکہ واقعات اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ مذہب اسلام کی بہت سی اچھی باتوں کو غیر مسلم قومیں غیر ممالک بلکہ قانون اور اخلاق و رسوم کے نام سے اپنے یہاں رواج دیتی چلی جا رہی ہیں لیکن خود مسلمان عام طور پر ان احکام الٰہی کی خوبیوں سے ناواقف ہیں اگر مذہب کی پابندی کسی حد تک کرتے بھی ہیں تو وہ زبان سے چند جملے ادا کر دینے اور تسبیح کے دانے تھوڑی دیر تک گھماتے رہنے تک محدود ہے آج ہم میں ایسے لوگوں کی کمی بھی نہیں ہے جو بلا تکلف یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ پانچوں وقت کی نماز بھی پڑھتے ہیں اور مہینہ بھر کے پورے روزے بھی رکھتے ہیں مگر پھر بھی یہ حال ہے کہ پیٹ کو روٹی اور تن کو کپڑا نہیں اور کپڑا ہے تو روٹی نہیں زیادہ سے کہتے ہیں کہ نماز روزہ ہم پر فرض نہیں ہو بلکہ ایک طرح کی یہ بھی مزدوری ہے کہ جس کے حاوضہ میں ہمیں خدا نے لگاتے کے خزانے سے روٹی اور کپڑا ملنا چاہیئے ہم میں آج ایسے بے وقوفوں کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد موجود ہے جو ہاتھ پاؤں ہلا کر محنت اور قوت بازو سے کچھ کمانے کی تو کوشش نہیں کرتے اور وظیفوں اور تعویذوں اور جملوں کے ذریعہ سے رزق کی زیادتی اور افزونی کی تمنا کیا کرتے ہیں۔ نماز ہو یا روزہ حج ہو یا زکوٰۃ سب کو ہم نے جلب زر اور حصول منفعت کا ذریعہ بنا رکھا ہے اور اب نماز زیادہ تر خدا کے دکھانے اور خدا کے حضور میں حاضری دینے کی نیت سے نہیں پڑھی جاتی بلکہ صرف اہل محلہ کو دکھانے کے لئے تاکہ وہ ہمیں نمازی اور پرہیزگار سمجھ کر ہماری عزت اور تعظیم کریں اور اگر کبھی کوئی قدر مدفیرہ قائم ہو جائے تو تمام محلہ صفائی کی گواہی دیدے کہ یہ بڑے متقی اور خدا ترس ہیں نماز کے لئے گھر سے مسجد تک جاتے جاتے کم سے کم دو تین جگہ کسی نہ کسی بہانے میں لوگوں پر یہ ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ ہم نماز کیلئے جا رہے ہیں اگر کسی نے نہ ٹوکا تو خود ہی کھنکھار کے کسی دوکاندار کو سلام علیک کر کے اتنا فقرہ ادا کہہ دیا جاتا ہے کہ کبھی مزا ہی لوٹ کے باتیں کریں گے ذرا نماز پڑھ آئیں یا یہ کہ کبھی حقہ بھروا کر کہو مسجد سے لوٹ کے ہیں گے اسی طرح مسجد سے واپسی کا سفر بھی بیکار نہیں جاتا اور اب پھر وہ ایک مرتبہ کسی نہ کسی طریقے پر یہ ضرور کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھ آئے ہیں کسی سے باتیں کرنے کھڑے ہوئے اور جہاں اس نے جھٹ بھی کسی بات پر اعتراض کیا تو فوراً کہہ دیا کہ بھلا خاں صاحب آپ کیا خیال کرتے ہیں میں ابھی مسجد سے چلا آ رہا ہوں بھلا نماز پڑھ کے میں جھوٹ بولوں گا عملہ کا کوئی لڑکا اگر نظر پڑ گیا تو اسی کے سر ہو گئے کہ میاں صاحبزادے کبھی تو خدا کو بھی سجدہ کر لیا کرو تمہارے والد خدا کے فضل سے بڑے نمازی تھے میاں نماز پڑھنے میں کچھ دیر تھوڑا ہی لگتی ہے ابھی ہم گئے ابھی پڑھ کے بھی آ گئے مختصر یہ کہ صبح سے شام تک کہ سے کم پچاس مرتبہ مختلف لوگوں کے سامنے کوشش کر کے کسی نہ کسی کے سامنے یہ ضرور کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھا کرتے ہیں اور کچھ نہیں تو کسی جگہ دو چار آدمی کھڑے دیکھ کر خود بھی جا کھڑے ہو گئے اور ان میں سے کسی سے پوچھ لیا کہ آپ کی مسجد میں جمعہ کی نماز کتنے بجے ہوتی ہے اگر انہوں نے کہا کہ دو بجے تو فوراً بولے یہی ٹھیک وقت یہی ہے ہمارے حافظ جی کو نہیں معلوم اس جمعہ کو کیا ہو گیا تھا کہ پونے دو ہی بجے کھڑے ہو گئے ہم دو بجے پہنچے تو نماز ختم ہو چکی تھی کیا تعلق ہوا کہ صفت میں نماز جمعہ کبھی حالانکہ یہ بالکل ممکن ہے کہ کبھی ایسا واقعہ سرے سے ہوا ہی نہ ہو۔

روزہ رکھنے میں چونکہ حقیقتاً کسی قدر تکلیف ہوتی ہے اس لئے اس پر تو محض عرف اور نماز کیا جائے کہ عام طور پر ہر روزہ دار اپنے آپ کو اس بات کا مستحق خیال کرتا ہے کہ چونکہ اس نے روزہ رکھا ہے اس لئے تمام دنیا اس کی خدمت کرنے کے لئے تیار اور آمادہ ہے اکثر سودا خریدتے وقت دوکانداروں سے کہا جاتا ہے کہ بھائی بھی تم دیر لگا رہے ہو ہمارے روزے کا وقت قریب آ رہا ہے تو یا دوکاندار اس بات کا ذمہ دار ہے کہ آپ کو جس طرح بھی بنے روزے کے وقت تک گھر پہنچا دے گویا اگر وقت تک گھر نہ پہنچے تو روزہ ٹوٹ جائیگا ایسے کہنے والے خود جانتے ہیں کہ نہ روزہ ٹوٹ سکتا ہے اور نہ دوکاندار ان کا کوئی حق ہے لیکن ان کا مقصد تو اور ہی کچھ ہوتا ہے وہ تو اس پاس کے لوگوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے روزہ رکھا ہے اور تمام مسلمانوں پر اور خدا پر بھی بڑا بھاری احسان کیا ہے بہت سے اصحاب تو بے روزہ رکھے ہی روزہ داروں کی سی صورت بنا کر اٹھتے بیٹھتے ہر جگہ لوگوں سے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ بھئی آج پیاس بہت ہی معلوم ہو رہی ہے زبان میں تو کانٹے پڑ گئے اور جنہوں نے درحقیقت روزہ رکھا ہے ان کا تو گویا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ گرمی کی شدت اور پیاس کی تکلیف کا اظہار قدم قدم پر لوگوں سے کرتے ہوئے جائیں اور اگر اتفاق سے کوئی بے روزہ دار نظر پڑ جائے تو اسے شیخیوں کی صلواتیں سنائیں۔

یہ تمام باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ نہ ہم روزہ کو یہ سمجھ کر رکھتے ہیں کہ یہ ہمارا فرض ہے اور نہ نماز کو اس خیال سے پڑھتے ہیں کہ یہ ہم پر خدا کا حق ہے بلکہ روزہ اور نماز کی پابندی کر کے ایک طرف تو ہم خدا سے اس بات کے متوقع ہوتے ہیں کہ وہ ہمیں سکے معاوضہ میں دولت و حشمت دے اور دوسری طرف قوم سے یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ وہ ہماری عزت کرے ان خیالات اور ان توقعات کے ساتھ جو نماز پڑھی جاتی ہے اور جو روزے رکھے جاتے ہیں ان کے قبول ہونے نہ ہونے کا حال تو خدا جانے لیکن ان کا نہایت ہی مضرت رساں اثر قوم پر یہ پڑتا ہے کہ جاہل عام درحقیقت ایسے لوگوں کی عزت و تعظیم کرنے لگتے ہیں اور اس طرح آہستہ آہستہ مسلمانوں کی ذہنیت ہوتی جا رہی ہے کہ وہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ نیک بننے کے لئے بس یہ کافی ہے کہ نماز پڑھ لی جائے اور روزہ رکھ لیا جائے حالانکہ حقیقتاً اس طرح نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ فرض ادا کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے خود ہی صاف صاف فرما دیا ہے کہ یہ نیکی نہیں ہے کہ تم مشرق و مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بلکہ نیکی یہ ہے کہ انسان خدا پر، قیامت پر، ملائکہ پر اور خدا کے نبیوں پر سچے دل سے ایمان لائے اور اس کی راہ میں اپنا مال و شدہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں کو اور محتاجوں کو دے اور اپنے مال سے غلاموں کی گردنیں آزاد کرائے

ہمیں بتایا گیا ہے کہ اعمال بالنیات یعنی عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے اگر ہم اللہ کے حقوق صرف اسلئے ادا کرتے ہیں کہ اس طرح قوم میں عزت اور وقعت حاصل ہوگی تو یقیناً یہ نیت کسی طرح بھی قابل تعریف نہیں ہے لیکن موجودہ حالات میں عام طور پر یہی ہو رہا ہے کہ لوگ محض نمود اور نمائش کی خاطر عبادتیں کیا کرتے ہیں عام جاہل مسلمان یہ دیکھکر کہ فلاں شخص نماز روزہ کا بہت پابند ہے یہ دیکھنے کی تکلیف برداشت نہیں کرتے کہ اسکے اور تمام افعال کیسے ہیں اور بدقسمتی سے آج اسلامی حلقوں کی کوئی کمی نہیں ہے کہ ایک فاسق وفاجر جو ظالم و غدار شخص محض اپنی ظاہری نمازوں کی نمائش کی بدولت قوم میں عزت و وقار کا مستحق اپنا بیٹھا ہے اور ایک حقیقتاً نیک اور پرہیزگار شخص محض اسلئے بدنام اور مطعون ہے کہ وہ لوگوں کو دکھا دکھا کر نماز نہیں پڑھا کرتا اور گھر سے باہر نکل کر روزہ داروں کا سائنہ نہیں بناتا۔

یہ حیواں روزے نماز ہی تک محدود رہتیں تب بھی بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ مصیبت تو یہ ہے کہ زکوٰۃ اور خیرات کے معاملہ میں بھی ہمارا طرز عمل اب یہی ہوتا جارہا ہے کہ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اکثر تو صرف دکھاوے کے واسطے ہوتا ہے اور اگر دکھاوے کے لئے نہ بھی ہو تب بھی وہ زیادہ تر ایسے لوگوں کے کام آتا ہے جو کہ ہرگز ہرگز اس کے مستحق نہ تھے اور جو بآسانی اپنی روزی کما سکتے تھے۔

امام ابوداؤد نے ایک انصاری کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا آپ نے اسے حکم دیا کہ جو کچھ سامان وغیرہ تمہارے گھر میں ہو سب لے آؤ وہ ایک اونٹ کی کہال جو بآسانی بیچا جانے کے کام آتی تھی اور پیالہ لے آیا اور یہی اس کے گھر کا کل اثاثہ تھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں چیزوں کو نیلام کیا تو اس سے دو درہم وصول ہوئے آپ نے ایک درہم کا غلہ خرید کر اس کے گھر پہنچوا دیا اور دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید کر اس میں اپنے دست مبارک سے دستہ ڈالا اور اس انصاری کو ہدایت فرمائی کہ کلہاڑی لیکر جایا کرے اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرے اسکے بعد اس شخص کی گذر اوقات بہتر طریق پر ہونے لگی اس حدیث سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری خیرات کے مستحق کون لوگ ہو سکتے ہیں ایسے لوگوں کو خیرات اور زکوٰۃ دینے کا نتیجہ جو زری کمانے کے اہل ہیں صرف یہی نکلتا ہے اور نکلا ہے کہ ہزاروں اچھے خاصے تندرست اور مضبوط آدمی یہ دیکھکر کہ بھیک کے ذریعہ سے بہت آسانی سے پیٹ پالا جاسکتا ہے کام چھوڑ چھوڑ کر قوم کے لئے ایک مصیبت بنکر بیٹھ گئے ہیں اسی طرح ایسے لوگوں کی عزت اور تعظیم کرنے کا جو صرف نماز پڑھ لیا کرتے ہوں اور کوئی نیک کام ان کے ہاتھوں سے انجام نہ پاتا ہو یہ اثر ہوا ہے کہ لوگوں نے نہایت سستے داموں پر یعنی چند منٹ کے لئے ہاتھ باندھکر کھڑے ہو جانے کے بدلے میں شہرت اور عزت خریدنی شروع کر دی ہے اور اب نہ تو کوئی اور نیک کام کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی حقیقتاً ہونا یہ چاہیے کہ ایک نماز پڑھ لینے والے کی بجائے ہر اس شخص کی عزت کریں جس میں اسلام نے بہت سی انسانی خوبیاں پیدا کر دی ہیں جو پورے طور پر اپنی خواہشات اور اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہو جس کا کوئی فعل حق اور انصاف کے خلاف نہ ہو جس کے ہاتھ سے کسی کی دل آزاری نہ ہوتی ہو جس نے خلق اللہ کی خدمت پر کمر باندھ رکھی ہو اور جسکی دوستی بھی اللہ ہی کے لئے ہوئی ہو اور دشمنی بھی ایسے شخص یقیناً ایک سچا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے اور اس کے لئے ہمارے دلوں میں سچا جذبۂ احترام ہونا چاہیئے یہ ہرگز نہ ہونا چاہیئے کہ جس نے ہاتھ پر ایک بڑی سی تسبیح لپیٹ لی اسکے پیچھے ہم ہو لئے اور خواہ اس میں ہزاروں عیوب موجود ہوں لیکن صرف ایک ڈاڑھی یا ایک جبہ یا ایک تسبیح دیکھ لینے کے بعد سچے تمام عیبوں سے چشم پوشی کر لی گئی۔ بدنصیبی سے آج تمام گناہگاروں اور مجرموں نے اپنی پناہ اسی میں ڈھونڈھ لی ہے کہ تمام رات جاگا جائے کون کون سے "کاروبیگر" میں مصروف رہے اور صبح کو اگر محلہ کی مسجد میں کھڑے ہو گئے اور نماز کے بعد بھی کچھ دیر تسبیح خوانی کا مشغل جاری رکھا ان لوگوں کو اس قسم کی بہتات صرف اسلئے پڑی ہے کہ اب قوم میں عزت انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کہ جو اپنا ظاہر کسی حد تک درست رکھیں اور جبہ و عمامہ اور عصا و تسبیح کے قسم کے عیبوں کی پردہ پوشی کر لیتے ہیں ایک مسلمان کا ہر عمل صرف خوشنودی الٰہی کے لئے ہونا چاہیئے اور ایسی عبادت کہ جس کا مقصد نمود و نمائش اور حصول عزت و جلب منفعت ہو ہرگز ہرگز اس قابل نہیں ہیں کہ انھیں عبادت کہا جائے کاش مسلمان اب بھی آنکھیں کھولیں اور اپنے مذہب کی خوبیوں کو سمجھکر اور اسکے دلدادہ بنکر اپنی سچے دل سے اصلاح کر لیں تاکہ ان کا دین بھی درست ہو جائے اور دنیا بھی اور کاش یہ حقیر سا مضمون جو تھوڑے ہی سے مسلمانوں کو یہ سمجھا سکے کہ اسلام درحقیقت کیا چیز ہے اس سلسلے میں ابھی اور بھی وہ چار مضمون لکھ رہا ہوں جو خدا نے چاہا تو جلد ہی ناظرین مولوی کی خدمت میں پیش کی جائیں گی

وما توفیقی الا باللہ

کاغذ پہ رکھ دیا ہی کلیجہ نکال کر

محبت کے دو عمل

۱۔ سفلی ہے ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کیلئے مناسب نہیں ۲۔ علوی ہے صرف مسلمانوں کیلئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر موخطا نہیں کی جب تلاش تھی ہزاروں روپیہ بنا دیا کیا اب میں خاکسار فی ظاہر خاسر اور گواہ بنا کر قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ امیر و غریب سب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ وہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتلائینگے طلب فرمائیں عمل ملاحظہ عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں سن گن عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسری سال کیلئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے پڑھنا ہوتا ہے صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنا یا جا سکتا ہے۔ ہدیہ پانچ روپے عمل ۲۔ یہ صرف ایک بیت قرآنی ہے جو صرف ایک سطر کی ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر ۴۱-۴۱ بار پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں مطلوب ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مخمر ہو جائیگا ہدیہ صرف دو روپے عمل ۳۔ بڑے ترقی روز گار غریب ضرر عمل ہفتہ میں صرف چار گھنٹہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھتے ہیں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اس کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے نذرانہ صرف ایک روپیہ پیشگی میں دس ڈاک پڑھنے کی اجازت دے سکتے ہیں ان ہر عملیات کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف خطرہ پرہیز کوئی وقت نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانیکی ضرورت جو صاحب عمل ہذا مکمل دو ایک ساٹھ منگانگے ان سے ۱۰ روپیہ صرف جہیز و روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں تو محصول ڈاک معاف بذریعہ وی پی لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ بھیجیں پتہ لکھنے میں غلطی نہ کیجئے اور یہ نصیحت انمول حاصل کیجئے۔ ان کی فروخت بند ہونیوالی ہے پتہ فضل شاہ۔ عامل۔ دہلی

اسلام میں فرقہ بندی کی ابتدا

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب ندوی لائل پور)

اسلام ایک سیدھا سادا مذہب تھا جسکی بنیاد یقین ایمان بالغیب اور فطری ذوق پر مبنی تھی اور جس میں اختلاف کی گنجائش نہ تھی کیونکہ توحید و رسالت کا اقرار کرنے کے بعد قرآن کریم کے تمام احکام بلا چون وچرا اور حیل و حجت کے مان لینا اور اپنی عقل و فہم کو قرآن کے تابع کر دینا ہی ایمان کا اقتضا اور اسلام کی شان ہے لیکن عرب کے ساتھ عجم کی آویزش عجمیوں کی تفرقہ انداز ذہنیت عرب کی فرقہ بندی اور انفرادیت اور دنیاوی جاہ و جلال نے اسلام کو فرقوں میں منقسم کر کے اخوت اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

عرب کی خانہ جنگی، فرقہ بندی اور انفرادیت پہلے ہی اسلامی عقائد کی ہموار سطح کیلئے سامان تلاطم بننے کی صلاحیت رکھتی تھی اس پر عجم کے اتحاد اور اشتراک عمل نے اور بھی غضب کر دیا کیونکہ عجمی مسلمانوں میں اسلام کی تعمیل کا کماحقہ ابھی اثر نہیں ہوا تھا اور قرآن کریم نے ان کی عقل اور قلوب کو کافی طور پر مسخر نہیں کیا تھا اسلئے کلام الٰہی کی تعلیم خصوصاً دعوت اتحاد ان کے ناآشنا کانوں کے لئے ایک نامانوس صدا تھی جس پر وہ اپنے جذبات اور تخیلات قربان نہیں کر سکتے تھے۔

لہٰذا ان کے غیر اسلامی تخیل اور عرب و عجم کی باہمی رقابت نے اسلام کو اپنی اصلی حالت پر کہیں رہنے دیا یہی وجہ ہے کہ مذہب تشیع عجم میں زیادہ مقبول ہوا کیونکہ شیعی معتقدات اہل عجم کے تخیلات کے مطابق اور طبائع کے لیئے سازگار تھے۔

اسلامی عقائد اور صحابہ کا مبارک زمانہ

جبکہ دنیائے ضلالت میں ہر طرف کفر و شرک کا اندھیرا چھایا تھا اس عالمگیر تاریکی کو مبدل بہ نور کرنے کیلئے اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب سراجاً منیرا کو مبعوث فرمایا اور قرآن شریف آپ پر نازل فرما کر اشاعت ہدایت کے تمام سامان فراہم کر دئے اور انسانی ترقیات کے لئے ایک وسیع میدان عمل کفر و ضلالت اور شیوع بدعت کے خاروں اور رکاوٹوں سے پاک و صاف کر کے چھوڑ دیا تاکہ ان آدم کو عرش نشیں بنا سکے اور ایک مشت خاک کی عزت و عظمت میں چار چاند لگائے اور معترضین ملائکہ کو خاموش کرے ایسی حالت میں طلبگاران ہدایت اور متلاشیان فوز و فلاح کا عموماً اور متبعین اسلام کا خصوصاً اولین فرض تھا کہ وہ حضرت حق جل علی شانہ کی اس ہدایت نمائی اور ذرہ نوازی کا شکر کرتے ہوئے خدائے حکیم بصیر کے جملہ احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرتے احکام الٰہی کے اسرار و غوامض کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی عقل نارسا کا اقرار کرے قرآن حکیم کی تفہیم میں کد و کاوش اور تعمق و تقطع سے ضرور کام لیتے جسکے وہ مکلف تھے عملی تمسک اور ارتباط و اتحاد تعلیم و تقلید کو مقدم کر کے ہر قسم کی ناجائز نکتہ چینیوں اور منطق و فلسفہ کی نامرادیوں سے احتراز کرتے جو مومنین قانتین کے شایان شان تھا اور جس کا ثبوت صحابائے کرام نے دیا اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک عملی نمونہ چھوڑ دیا۔

ان سعید الفطرت اور پاک طینت انسانوں نے تعمیل احکام الٰہی کو ہر حالت میں مقدم رکھا اور اسرار و حکم کو خدا کے حوالہ کیا حالانکہ وہ زمانہ اہل کے منطقیوں اور فلسفیوں سے زیادہ دقیقہ رس اور حقیقت شناس واقع ہوئے تھے وہ قرآن کریم میں وہ آیات تلاوت کرتے تھے جن میں خدا کے اوصاف کا ذکر ہے اور جن کا تعلق اعتقادیات سے ہے لیکن باریک بینوں میں الجھے بغیر الفاظ قرآنی پر ایمان رکھتے تھے اور حقیقت حال خدا پر چھوڑے تھے وہ حج و زکوٰۃ اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ احکام الٰہی کے مسائل تو پوچھتے تھے مگر صفات الٰہیہ میں سکوت اور تفویض و تسلیم کو اولیٰ سمجھتے تھے جن میں فضول اور غور کرنے کی وجہ سے اسلام کئی فرقوں میں منقسم ہو گیا۔

صحابائے کرام نے قرآن شریف کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا اور وہی سمجھا جو حضور نے سمجھا حلال و حرام وغیرہ احکام کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن صفات الٰہیہ میں سکوت اختیار کیا یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ ان کی نیتیں پاک تھیں ان کا بے لاگ ذوق و فہم صناعی اور غیر قرآنی آویزش سے بالکل پاک تھا جو انبیائے کرام کا طریقہ اور شیوہ ہے غرض صحابائے کرام نے قرآن کے فہم و تدبر کے لئے غیر قرآنی اور وضعی طریقہ سے احتراز کر کے اسلام کو اپنی سادگی اور فطرت پر قائم اور اسلام کو اپنے مبارک زمانہ تک فرقہ بندی کی وبا سے محفوظ رکھا۔

صحابہ کا مبارک زمانہ گذرنے کے بعد جوں جوں وضعیت اور تعمق کا انہماک بڑھتا گیا فطریہ اور ذوق و فہم کی استعداد کم ہوتی گئی حتیٰ کہ وہ اس درجہ کا دشوار پسند اور وضعی طریقہ کا پابند ہو گیا کہ کسی اہم اور اعلیٰ بات کو اس کی سادہ اور سہل صورت میں سمجھنا ہی محال ہو گیا یہ صورت حال نہ صرف قرآن کو پیش آئی بلکہ دیگر کتب سماوی کی تحریف کا باعث بھی ہوئی ہوائے نفس اور غلو ہوا پرستی کا دشوار پسندی اور نکتہ چینی جو آج خدا کے دین واحد کو فرقے فرقے کر رہی ہے اسکے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہلاکت کی راہوں میں سے ایک راہ تعمق و تنطع یعنی ذرعن الحدود ہی ہے مگر افسوس کہ صدر اول کے بعد طبیعتیں بہت پسند ہوئی گئیں قرآن حکیم کے فہم و تدبر کی راہیں مختلف ہوتی گئیں اور قرآن کا اسلوب بیان، الفاظ، ترکیب، دلائل و براہین اور مواعظ و حکم کو عقلی اور وضعیہ کے سانچوں میں ڈھال لیا گیا یہاں تک کہ آج اس فرقہ بندی کی گمراہی اور طوفان بدتمیزی میں ایک غیر مسلم متلاشی حق کیلئے اسلام کی اصلیت اور حقیقت تک پہنچنا ہی محال ہو گیا ہے افسوس خدا کے سیدھے سادے مذہب کو چیستان اور عقدۂ لاینحل بنا کر اسلام پر وہ ظلم عظیم کیا جو غیروں نے نہ کیا نہ معلوم یہ فرقہ بند جاہ طلب مولوی خدا کی گرفت سے کیونکر بچ عہدا آ ہوں گے اور آقائے دوجہاں کو کیسے منہ دکھائیں گے جن کی تعلیم اور منشاء کو بدل کر خدا اور اس کے رسول سے غداری کی ہے کیونکہ اسلام میں فرقہ بندی کے بانی اول اہل عجم ہیں لہٰذا اس کے ثبوت میں جب

ذیل امور قابل غور ہیں۔

اہل عرب اور اہل عجم کی ذہنیت کا موازنہ

عرب کا ایمان زیادہ تر تصدیقی یعنی ذوقی اور فطری تھا اس لئے ان کو زیادہ جھان بین نکتہ چینی اور موشگافی سے کوئی سروکار نہ تھا بلکہ احکام الٰہی کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے اور چون وچرا سے مجتنب رہنے کو وہ اپنے ایمان کا اولین فرض سمجھتے تھے اور تفویض و تسلیم ان کا شعار خصوصی تھا۔ (بل یدٰہ مبسوطتان۔ الیہ یصعد الکلم الطیب اور ثم استوی علی العرش وغیرہ آیات متشابہات کی دن رات تلاوت کرتے تھے اور فلسفیانہ دقیقہ سنجیوں اور تیر و عقل کے نفی اثبات کی بحثوں میں الجھے بغیر ان آیات کا وہی سیدھا سادا مطلب سمجھ لیتے تھے جو ہر عربی خواں مسلمان سرسری نظر سے دیکھ کر سمجھ لیتا ہے غرض آیات متشابہات کے متعلق اہل عرب کا طریقہ فہم و تدبر وہی تھا جو خود قرآن کریم کا تعلیم کردہ ہے اور وہ یہ ہے۔

والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ط

یعنی آیات متشابہات کے معنی اللہ جانتا ہے اور وہ لوگ جو مضبوط علم والے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور اس کو وہی سمجھتے ہیں جو عقلمند۔

درحقیقت قرآن مقدس کی تفہیم و تحلیل کا طریقہ یہی ہے کہ آیات متشابہات کی حقیقت نفس الامری خدا کے حوالہ کر کے اپنی ناقص و لنقلی کا اعتراف کیا جائے کیونکہ انسان کی عقل محدود اور فہم نارسا اختلاف حالات غیوب کے عاجز و بیکس ہے لہٰذا ہر حکم الٰہی کی اطلاع پا کیفا فہم انسانی کے لئے ناممکن ہوا سلئے ایک فہیم بعقیل مسلمہ کی دانائی اور سعادت ابدی اسی میں ہے کہ وہ محکمات کی حد سے آگے نہ بڑھے جہاں تک عقل کی رسائی ہو غور و تدبر سے کام لیکر اطمینان قلب حاصل کرے اور رب الحکمت کے اسرار حکم کو سمجھکر و سمجھ کر اور جہاں عقل جواب دے جائے آیات کے ظاہری معنوں پر ایمان لا کر حقیقت حال خدا پر چھوڑ دے۔

صدر اول تک عربی مسلمانوں کا ذوق خارجی اثرات سے متاثر نہیں ہوا تھا لہٰذا صحابہ کے زمانہ تک اسلامی عقائد کی سطح ہموار اور غیر متحرک رہی امت واحدہ صراط مستقیم پر قائم رہی اور اسلام کو اپنی ساخت پر قائم و برقرار رکھا لیکن جب خلافت اسلام میں عجمی بھی دخیل ہوئے جو فطرتاً دقیقہ رس اور کج فہم واقع ہوئے تھے تو انہوں نے اسلام کے پاک و صاف چشمہ کو شبہات سے مکدر کر دیا اور اسلامی عقائد کو اپنی عقلوں کے سانچہ میں ڈھال لیا۔

قرآن حکیم عربی زبان میں نازل ہوا تھا جس کو اہل عرب بھی اچھی طرح سمجھ سکتے تھے کیونکہ وہ عربی زبان میں اور عربی الفاظ و محاورات اور معانی و طریقہ بیان سے بخوبی واقف تھے لہٰذا عربی مسلمان ہی تبلیغ اسلام کے اہل اور حقیقت اسلام کے حامی ہو سکتے تھے جیسا کہ سورہ نحل میں ہے۔

ولقد نعلم انہم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان عربی مبین۔

یعنی۔ اور تحقیق ہم کو معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کو کوئی عجمی شخص سکھاتا ہے حالانکہ یہ صاف اور سیدھی سادی عربی زبان ہے۔

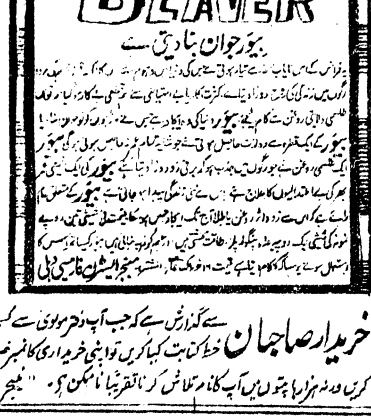
جس کا ماحصل یہ ہوا کہ کفار مکہ کا یہ اعتراض محض لغو ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی عجمی شخص سکھاتا ہے حالانکہ یہ عربی زبان ہے عجمی کو کیسے عربی زبان سے بخوبی واقفیت ہو سکتی ہے کیونکہ عربی زبان کی مادری زبان نہیں برخلاف عرب کے کہ عربی ان کی مادری زبان ہے۔

عجم والوں کی چون کہ عربی زبان نہ تھی اس لئے حقیقت اسلام تک پہنچنا اور قرآن شریف کے اسرار و غوامض کا سمجھنا ان کے لئے فہم مشکل تھا جیسا کہ ارشاد ہے

ولو جعلناہ قرانا اعجمیا لقالوا لولا فصلت اٰیاتہ ءاعجمی وعربی ط قل ھو للذین اٰمنوا ھدی وشفاء ط

اور اگر کرتے ہم اس کو قرآن عجمی زبان کا البتہ کہتے کیوں نہ جدا جدا کی گئیں آیتیں اس کی کیا عجمی بولی اور عربی لوگ کہہ وہ واسطے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہدایت اور شفا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے حسب ذیل باتیں ثابت ہوئیں اول یہ کہ اہل عجم قرآن کے مقابلہ میں کٹ حجتی اور چون وچرا کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ قرآن والے ان لوگوں کے جن کا ایمان ذوقی اور فطری ہے ہدایت اور شفا ہے جس کا ثبوت عرب والوں نے دیا۔



خریدار صاحبان سے گذارش ہے کہ جب آپ رسالہ مولوی سے کسی قسم کی خط کتابت کیا کریں تو اپنی خریداری کا نمبر ضرور لکھا کریں ورنہ ہزارہا پتوں میں آپ کا نام تلاش کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ "منیجر"

ذکر اللہ سے اطمینان قلب

(از جناب مولوی غلام دستگیر صاحب ہیڈ ماسٹر گھٹ کیسو یاست نظام)

دنیاوی انہماک میں اکثر و بیشتر یہ خیال آتا ہے کہ عبادت الٰہی اطمینان قلب سے ادا کرکے وہ مقصود اصلی جو کل مرادوں کا مقصد اولیٰ ہے حاصل کیا جائے جس کے لئے اہل بصیرت راہروان حقیقت کی تلقین اس حکم خداوندی کے تحت ہوا کرتی ہے کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اللہ کے ذکر کے سوا اطمینان قلب نہیں حاصل ہوتا انسان سلطنت کب ہو سکتا ہے جبکہ اس کو دوسرے فکرات دامنگیر نہ ہوں انسان خیالات کا ایک مجموعہ ہے اسکے گرد و پیش زندگی کے ہزاروں فکرات اور علائق کا دریائے بے کنار ہے وہ رات دن تمدنی کے ناستناہی جہد میں مبہوت رہا کرتا ہے جبکہ ایک قلب اور اسکو متوجہ کرنے کیلئے ہزاروں خیالات ہوں تو وہ زندگی کے بھنور پھنسکر اطمینان قلب سے یاد خدا کس طرح کر سکتا ہے جبکہ ترغیبات نفس اور تسکین احساس کے لئے وہ مادی دنیا میں ہر چیز فائدہ مند اور نقصان دہ کو دیکھتا ہے بادی النظر میں اس کا میلانہ نفس دنیاوی امور کی جانب جو راغب ہو رہا ہے وہ بلحاظ متمدن ہونے کے حق بجانب بھی نظر آتا ہے اب خدا کا خیال جو اس کو بہتر ان مشغولات میں آجاتا ہے اور کبھی کبھی اس کو اس انہماک گوناگون میں چونکا دیتا ہے کہ وہ یاد خدا کرے جبکہ خدا اس کی . . . . نظروں کو نظر نہیں آتا وہ بے مثل بے نشان بے رنگ بے صوت و صدا ہے وہ اسکے تلاش کیلئے متجسس نظر آتا ہے جب غور و فکر میں اس کا گوئے خیال تھک جاتا ہے تو وہ پھر دنیاوی امور میں مشغول ہو کر اپنی کوشش کو ناکام سمجھتا ہے گو بظاہر یہ منزل سخت و دشوار گذار نظر آتی ہے اور ایسی ہی ہے لیکن نے الحقیقت یہ خیال اس قدر دشوار گذار نہیں لیکن چونکہ انسان اپنے نفس کی راحت کیلئے سب کچھ کرتا ہے تو اس کو خدا کا خیال جو اس کے نفس کی موجودہ کشاکش میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کرتا اس کے پیش نظر محض دنیاوی ترقی ہو وہ دنیا کے حصول کیلئے دوڑ رہا ہے اس کو دنیا حاصل کرنے کا بڑا فکر ہے اس لئے اس کو اپنے مقصد دنیاوی کے مقابل یاد خدا محض خیال ہی خیال بنکر محو ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ خدا کا ذکر درست ہے کہ بلا ذکر اللہ کے اس کو طمانیت قلب نصیب نہیں ہوتی وہ اپنے خیال کا جواب دیتا ہے کہ اس دنیاوی تگ و تاز میں وقت ہی نہیں ملتا کہ اطمینان قلب سے یاد خدا کرے حالانکہ وقت موجود ہے لیکن اس نے مقصد حصول دنیا کو جس طرح سمجھا تھا نہیں سمجھا۔ اندھا دھند اس نے کوشش کی کہ وہ حاصل ہو جاوے اسی وجہ سے اس کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا وہ اطمینان کے نہ ہونے سے وقت کی شکایت کر رہا ہے مولانا رومی علیہ الرحمۃ کا ارشاد بجا ہے

جملہ دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اس کو اطمینان قلب کے لئے چاہیئے تھا کہ اس کو سمجھتا اور اس کے حصول کے لئے اپنے خیال میں تبدیلی پیدا کرتا اور اس کی فکر میں ڈوب جاتا کہ بزرگان دین۔ اکابر سلف نے اطمینان قلب کس طرح حاصل کیا اگر یہ خیال اس کے ذہن نشیں ہوتا تو اس کے خیال میں فوراً تبدیلی رونما ہوتی اس کو اطمینان جس کا وہ متلاشی ہے سامنے نظر آتا ہے اور اس کو ذکر اللہ میں راحت نصیب ہوتی ہے جس کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ کہتا ہے اور اس کا علمی نشانہ ہے کہ دنیا فانی ہے اور اس کی لذات فانی ہیں اور یہ حق ہے کہ

کل نفس ذائقۃ الموت
کل نفس کو موت کا مزا چکھنا ہوگا

اور وہ بھی ایک روز اس دنیا سے جس کی جست و خیز میں منہمک ہے چلا جائے گا اس کی سب کمائی ہوئی دنیا یہیں رہ جائے گی یہ مناظر اس نے ہزار بار دیکھا اور اوروں کے ساتھ خود کف افسوس ملتا ہوا نظر آیا اس حس کو باقی نہ رکھا اس خیال کو لب بستہ ڈال دیا اگر یہ حس باقی رہتا تو کبھی وہ یاد خدا سے غافل نہ ہوتا وہ سمجھکر چلتا کہ دنیا میں زندگی بسر کرنی ہے اور یاد خدا بھی یہ دونوں ساتھ ساتھ لازم و ملزوم ہیں اور اس طریقہ حصول دنیا کو اللہ تعالےٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ موتوا قبل ان تموتوا مرنے سے پہلے مر جاؤ اس حکم میں سب کچھ ہے منشا یہ نہیں ہے کہ انسان مقاطعہ جوگی کرے اہل و عیال خویش اقارب کی تمنا اٹھ چھوڑ دے کسی ویرانے میں رہا کرے خلق سے روپوش ہو جائے کوہ و دشت میں شامل غبار اڑاتا پھرے دنیا کی خاک چھانے۔ صعوبات برداشت کرے۔ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ یہ عین نشانہ ہر مرد دگار ہے کہ مرنے سے پہلے موت کو خود برطاری کر لینے نفس کو جو لایعنی فکرات میں مبتلا ہے ممنوعات شرعی کا جو باعث ہے۔ اس پر حقیقی موت طاری کر چل لیکن سمجھکر کہ میں مردہ ہوں جسم کا پیدل ہوں اور نفس کا سوار ہوں سن رہا ہوں سمجھ کہ سماعت نہیں رکھتا۔ دیکھ رہا ہوں سمجھ کہ بے بصر ہوں گویا ہو۔ سمجھ کہ زبان نہیں رکھتا سانس کے اندر باہر کے گھر میں جو آمد و شد کی دھوم ہے اس کی طرف اطمینان قلب سے نظر اٹھا کر قلب کے آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کہ کیا تیری حقیقت ہے اور تو کیا ہے اور کیا تھا یہ سمجھ سے کب ہوگا جب تو اپنی زندگی پر مرنے سے پہلے موت طاری کرلے اور

دست بہ کار دل بہ یار

کا سہارا مصداق بنکر دنیاوی کام بھی کر اور دینی امور بھی انجام دے تو تیرے صفات بشری فانی فی الذات ہو لیں گے تیری چشم باطن روشن ہوگی تیرا کاشانۂ دل اس کے نور سے معمور ہوگا تو زندہ ہوگا ابدالاباد زندہ رہے گا اگر تو اپنے نفس کے تغافل سے اپنے پر موت طاری نہ کرے اور یوں ہی دنیاوی فکرات میں عزیز وقت کو رائیگاں جانے دیگا تو بھکر کچھ بھی حاصل نہ ہوگا اور وہ حقیقی آرزو پوری نہ ہوگی وہ اطمینان قلب تجھکو نصیب نہ ہوگا جس کی ہر مجبور کو تلاش ہے

بقول حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

حیات جاوید

(از جناب مولوی عبدالغفور صاحب چلاب حیدرآباد گڑھی)

سلطان آہ بدنصیب سلطان قوم جس کی روایات اب تک ایک جہان کو آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی ہیں جس کا نیر اقبال کبھی تمام عالم سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے جس کے فرزندان روحانی اپنی سیر چشمیوں سے ایک مدت مدید تک اہل عالم کے تشنگان کو سیراب کر چکے ہیں آہ آج برادران وطن کی متعصب قلمکاریاں ان کو طامع ظالم جریص اور ڈاکو کے لباس میں پیش کر رہی ہیں شہنشاہ اکبر کے مراحم خسروانہ لشاہ جہانگیر کی عنایات شاہانہ سلطان شاہجہاں کی عنایت بخشیاں حامی اسلام حضرت غازی محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی لاانتہا فیاضیاں آج برادران وطن فراموش کے چشمے ہیں ان کو ارذل ترین سفیہانہ القاب سے ملقب کیا جاتا ہے ان کو ظالم و جبار تسلیم کیا جاتا ہے لیکن ان کی کرم بخشیاں نگاہوں سے اوجھل ہیں ان کے احسانات حرف غلط کی طرح دل سے مٹا دیئے گئے ہیں یہ تو باوثاہوں کا تذکرہ تھا جن کے دامن شفقت بیر بل جیسے قوم کے بھاٹ راجہ مہاراجاؤں کے خطابات معزز و ممتاز ہوئے جنکے زیر سایہ راجہ ٹوڈرمل راجہ مان سنگھ جیسے بہادروں نے پرورش پائی لیکن امت مرحومہ کے بادیہ سلمان فقراء بھی اس زمانہ میں اپنی فیاضیوں کے لاانتہا ابر رحمت برادران وطن پر نچوڑ کر کے اپنی عزیز جان تک ان پر قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے مجھکو ایسے بہت سے سچے واقعات جو بزرگان کے چشم دید اور ساتھ کے زیر تجربہ ہوئے یاد ہیں جن کے مطالعہ سے ناظرین عظام کو معلوم ہوگا کہ ہماری فاتح قوم کے بزرگان والا کرام نے برادران وطن پر اپنی عزیز جان تک فدا کرنے میں دریغ نہیں کیا اگر وقت اور زمانہ نے مساعدت کی اور علامہ حضرت مدیر صاحب مولوی نے اجازت دی تو ناظرین کرام کی خدمت میں ایسی بیسیوں زندہ مثالیں انشاء العزیز پیش کریں گے تاکہ ناظرین کو امت مرحومہ کے جو دکرم عنایات و مراحم کا سچا خاکہ ذہن نشین ہو جائے اور وہ بھی کبھی بھولے سے بھی یہ نہ سمجھیں گے کہ ہمارے بزرگ ہمارے شہنشاہ خالی خولی زندگیاں یہیں ختم نہیں کر گئے بلکہ وہ اپنے پیچھے اپنی بھی سخاوتوں کا ایک ایسا روحانی دریا چھوڑ گئے ہیں جس میں ہمارے برادران وطن ایک عرصہ تک سیراب ہوتے رہیں گے

قلعہ پھلور جو اکھل پولیس پنجاب کے ٹریننگ کی سب سے بڑی درسگاہ ہے کسی زمانہ میں حضرت سلطان غازی شہاب الدین شاہجہاں علیہ الرحمۃ کی تعمیر کردہ سرائے مسافروں کے آرام و آسائش کے لئے دریائے ستلج کے کنارے تصبہ پھلور کے نزدیک برلب سڑک اعظم تھی جو اپنی خوبیوں دلاویزیوں کے لحاظ سے اپنی شان آپ تھی جس میں ایک وسیع پیمانہ پر لنگر جاری تھا جہاں بلا تفریق مذہب و ملت مسافروں کو پکا پکایا کھانا فی سبیل اللہ تقسیم ہوا کرتا تھا آخری سلاطین مغلیہ کے عہد تک اس سرائے کا انتظام و انصرام کہ پیش رہا کہ فلک شعبدہ باز نے کروٹ لی اور سلطنت کا چراغ دہلی میں ٹمٹمانے لگا سکھوں کی پنجاب میں عروج ہوا اس قوم نے جہاں اور روایات اسلام پر اپنا ہاتھ صاف کیا وہاں اس دستر خوان شاہجہانی کچن سلطانی کے ہیکیہ نے اور خوشہ چینی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا راجہ رنجیت سنگھ کا دور حکومت تھا قرار پایا کہ سرائے شاہجہانی یا دارالطعام کو جو اس وقت زمانہ کے ناپائدار ہاتھوں سے بستر مرگ پر آخری دم توڑ رہا تھا جنگی قلعہ صورت میں تبدیل کر دیا جائے حکم حاکم مرگ مفاجات اس کی آن میں انجینیر معمار آبرا جے اور اس یادگار شاہنشاہ اسلام کی صورت کو مسخ کر کے اسکا تار و پود بکھیر کر بصورت قلعہ تعمیر کرنا شروع کر دیا گیا۔ شمالی جنوبی مغربی دیواریں برج طیار ہو چکے مشرقی دیوار و برج باقی ہے ..... لیکن نہ معلوم قادر قہار تعالیٰ نے اس خطۂ زمین میں کیا برقی قوت علاوہ رکھی تھی کہ جو دیواریں دن کو بنائی جائیں وہ رات کو کوئی نامعلوم مواقت آکر گرا جاتی اور معماران کی تمام دن یہ سینہ کاوی رات کی رات میں رائیگاں ہو جاتی۔ مہاراجہ کے پاس اس واقعہ کی اطلاع لاہور دربار السلطنت میں بھی مہاراجہ بقلق نفیس آئے اور تجربہ کے طور پر اپنے سامنے محکم دیواریں ماہر معماروں سے تعمیر کرائیں اور حکم دیا کہ تمام رات سنگین پہرہ رہے تاکہ کسی غیبی براثر طاقت کا قوی ترین ہاتھ اس کی مساعی سے باز رہے۔

رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی زائن سنگھ ایک پنجابی سپاہی پہرہ پر تھا کہ یکایک مغرب کی جانب سے ایک بجلی سی اٹھی سپاہی سناٹے میں آگیا اور بعد بھر کے لئے بالکل بیخود سا ہو کر جہاں کا تہاں رہ گیا چشم زدن میں ہوش آنے پر دیکھا تو مشرقی برج اور دیواریں منہدم ہو چکی تھیں بگل بج گئے چاروں طرف دوڑ و اٹھو کی آوازیں بلند ہوئیں لیکن معلوم نہ ہو سکا کہ وہ قوت کیا تھی گرانے والا کون تھا کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔

مہاراجہ نے مجبور ہو کر دربار لگایا اور اپنے زمانے کے منجمین و جفار کو طلب کر کے ان سے رائے طلب کی کہ برائے علم نجوم پتہ لگایا جائے کہ ان دیواروں کو کونی قوت غیبہ معلوم کیوں گرا دیتی ہے اور آخر اس کا کوئی علاج بھی ہے یا نہیں۔ منجمین اپنے زائچہ اور اصطراب لگا کر بحر اضطراب میں غوطہ زن ہوئے بالآخر سب نے بذریعہ علم نجوم ظاہر کیا کہ جب تک ایک زندہ انسان کی قربانی اس دیوار کی بنیاد میں نہ دی جائے گی یہ شرقی دیوار و برج پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی لیکن انسانی قربانی کا دینا بیچاری قوم سے ہو اور اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا ہو؟

راجہ رنجیت سنگھ کا ارادہ پختہ تھا جو اپنے ارادہ کی تکمیل جس میں جذبہ انتقام یعنی اسلامی یادگار کو مٹانا مقصود تھا نہایت تندہی سے مصروف و منہمک تھا اس نے اپنی قوت کو حکم دیا کہ جس قیمت پر بھی ان صفات کا انسان ملے جبراً کراہ و جبر و ظلم غرض جس طرح ہو سکے فراہم کیا جائے انسانی درندے پھلور اور نواح میں سیلاب کی طرح پھیل گئے اور تھوڑی دیر میں ایک بیوہ بیمار کا اکلوتا بیٹا حکومت یا بھگوت نامی پکڑ لائے کہتے ہیں جو نہ تھا بھگوت نہایت خوبصورت معصوم بچہ تھا جس نے اپنی عمر کی ابھی آٹھ ابتدائی منزلیں طے کی تھیں اور جو کئی ایک خاندانوں کی تباہ شدہ گھرانوں کا چشم و چراغ تھا۔ بیوہ بیمار بڑھیا کی والدہ واویلا شور مچا کرتی رہی لیکن صدا طوطی کی سنتا کون نقارخانے

میں۔ آخر جوگیوں نے منتروں کے ذریعہ اس معصوم روح کو قربانی کے لئے تیار کیا۔ اور اس کی ابتدائی کورس میوں وغیرہ کرکے اسے تخت بیکدہ بنانے کے لئے پورے طور پر کنٹرول کرلیا۔ بیوہ برہمنی نے جب دیکھا کہ فوج کے قصائی صفت افسر اور دربار کے فرعونی مزاج اہلکار اور خود مہاراجہ بھی اس کی کسی بات پر دھیان نہیں دیتے تو وہ اسی طرح گریہ کناں سینہ کوبی کرتی ہوئی قصبہ میں چلی آئی۔

راوی صداقت شعار کا بیان ہے کہ پیر عبداللہ شاہ بیابانی المعروف پیر بھرائی جوان ایام میں قصبہ بھاور میں سکونت پذیر تھے اور اس بیوہ برہمنی کے ہمسایہ میں رہا کرتے تھے اس وقت کہ طلوع آفتاب کا وقت تھا وظیفہ خوانی میں مصروف تھے آہ و بکا اور عورت کی آہ بکا سنکر عابد وزاہر شاہ عبداللہ کا دل بھر آیا عبادت کرتے کرتے اٹھے اور برہمنی سے اس رونے چیخنے کی وجہ پوچھی برہمنی نے تمام وہ سانحہ جانگداز من وعن آپ سے عرض کیا آپ نے اسے تسلی و تشفی دیکر فرمایا تم اپنی بیٹے کی جگہ میں بھینٹ چڑھ جاؤں گا۔ غریب ایک ہندو بیوہ عورت کو ایک مسلمان بزرگ عابد زاہد کی ان شفقت آمیز کلمات سے ایک گونہ تسلی ہوئی پیر صاحب نے یہی نہیں بلکہ مکان سکونتی کو مقفل کرکے دربار کا راستہ لیا۔ بیوہ برہمنی ہمراہ تھی دربار میں کوئی لمحہ ہی گذرتا تھا کہ بیوہ ہندو عورت کے تخت جگر کو قلعہ کی بنیاد میں زندہ دفن کردیا جاتا کہ خاندان نبوت کا نونہال حضرت غازی سید عبداللہ شاہ جا پہنچے اور مہاراجہ سے کہنے لگے کہ آپ کو قربانی کے مطلوبہ انسان میں جن صفات درکار ہیں وہ سب مجھ میں بدرجۂ اتم موجود ہیں گلشن حسین کا گل لالہ ہوں سید ہاشمی ہوں جو کہ تمام اقوام جہاں سے بالا و عظیم تر ہے۔ اے راجہ میں اس خاندان کا روشن چراغ ہوں جس نے یتیموں کی پرورش کو یتیموں کی دل جوئی یتیموں کی بہی خواہی میں سات سات دن نام خدا ایکر فاقے سے بسر کئے لیکن میرے نانا آقائے نامدار سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی امی کی مکی و مدنی العربی تھے جن کا ارشاد ہے کہ میں اور یتیم کا پرورش کنندہ بہشت میں اس طرح فائز ہوں گے جیسے یہ ہاتھ کی دو انگلیاں ہیں ان میں کوئی بھی کمی بیشی نہیں ہے۔ کیا ہوا اگر یہ مدت یتیم ایک غیر مسلم قوم سے ہے اسلام کی رواداری ان قیود سے پاک ہے اسلام ہمیں متکلم بننے کی تعلیم دیتا ہے جسکے سچے ترجمان خود کرنا تسلیم ہے لہذا میں چونکہ خود بھی اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہوں اور نیز میری اپنی عمر کا کافی حصہ اس دارالمہاجرین میں گذار چکا ہوں اپنے آپ کو راضی بقا

اس ایثار مجسم کے لئے پیش کرتا ہوں آپ رحم کریں اس بیوہ غریب ہندو عورت کے لخت جگر کو چھوڑ دیں اور مجھے اسکے بجائے زندہ گاڑ دیں یہ ارشاد تھا بیچارے معصوم و بیگناہ بچے اس کے گلشن جہاں کا ابھی کچھ نہیں دیکھا۔

کہتے ہیں کہ مہاراجہ حضرت غازی سید عبداللہ کی اس جوانمردی اس جرأت و سکتہ میں آگئے اور اسلام اور مسلم قوم پر تعصب جس کی پامالی کا بیڑا اس نے اٹھایا ہوا تھا دیر تک رطب اللسانی اور مدح و توصیف کرتے رہے اور قریب تھا کہ وہ اپنا حکم قربانی انسانی واپس لیکر اس جری جوانمرد عابد زہشتہ سیرت انسان کو مرحبا کہکر رخصت کرتے کہ ان کے دل میں ہوس اور نام جنگلی نے ہاتھ کی سانس بھر کر کہا کہ اچھا ہندو لڑکے کو چھوڑ دو اور غازی شہید رح کو اس کی جگہ بھینٹ یا زندہ دفن کردو غرضکہ حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحب ایثار مجسم اللہ اکبر کے فلک بوس نعرے لگاتے ہوئے زندہ دیوار میں دفن ہوگئے تب کہیں جاکر یہ مردم خور دیوار برج پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

منتعصب لوگ اپنی تعصب آلود عینکیں اتاریں اور مسلمان قوم کو خونریز ظالم قوم کہنے والے ذرا آنکھیں کھولیں اور اسلام کی اس بے مثال رواداری اسلام کے مجسم کردار کے لئے لوہا مانیں یہی وہ مسلمان تھے جن کو آج ذلیل سے ذلیل القاب سے ملقب کیا جاتا ہے جن کی مقدس نذر گیوں کی جن کا مقصد بنی نوع انسان کی قربانی تھا آج گندے اعتراضات ہو رہے ہیں وہ یہ لوگ اسی امت مرحومہ کے فرزندان روحانی تھے لیکن آہ افسوس تمہیں بقول حضرت علامہ شبلی نعمانی رح

تمہیں لے دیکے ساری داستاں سے یاد ہے آتا
کہ اک گنبد تھا جاہ تھا ستمگر تھا

یہ واقعہ کوئی قصہ نہیں، دل نہیں فرضی ڈھکوسلا نہیں قلعہ بھاور کی جن لوگوں نے سیر کی ہے وہ مشرقی برج کے دروازہ پر سنگ مرمر کا نصب شدہ کتبہ جو آردو انگریزی میں لکھا ہوا ہے تک تعصب میں ناگا ہوں میں خاموش کہتا رہا ہے جہاں صاف اور جلی الفاظ میں کندہ ہے کہ یہ مزار حضرت عبداللہ شاہ صحرائی بیابانی کا ہے جو ایک بیوہ ہندو برہمنی کے لخت جگر کے بالعوض خود بطور خدا ترسی زندہ دیوار میں دفن ہیں۔

پیر عبداللہ شاہ صاحب شہید رحمتہ اللہ علیہ کا مدفن یہی برج ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد کی صورت میں طلبار پولیس نے سجایا ہوا ہے جہاں نہا بت بشوق قیمت نائل کا کالی رنگ خوانی کا فرش نصب ہے قرآن خوانی ہوتی ہے تمام طلبار ہر جمعرات کو وہاں محفل میلاد منعقد کرتے ہیں اسی دن شام کو ہزار ہا مخلوق خدا اس زندہ پیر کی زیارت کو جاتی ہے اور چڑھاوے چڑھاتی ہے جس نے اپنی قربانی کرکے یوں حیات جاوید حاصل کی ہے۔ رحمتہ اللہ علیہ

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کرلیا جائے تاکہ اس کام کا انجام ٹھوکر نہ ہو تو اسے ترک کردیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رملوں سے یا جوگیوں اور کاہنوں کے چکر میں پھنس کر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ تحریر کیا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہوسکتا ہے اس کا ترجمہ کرکے اسکے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور خانہ سلیمانی کے الہام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ نبولین اعظم شامل کردیا ہے یہ تمام فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر متعلق کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام **فالنامہ صدیقی** ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اچھی اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی کھانی چھپائی کاغذ اعلےٰ مکمل رنگین قیمت صرف اٹھ آنے (۴۰) علاوہ محصول ڈاک۔

پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

انگریز حاکم اور ہندوستانی محکوم کیوں ہیں؟

(از جناب مولوی ناصر علی صاحب عباسی ایم اے)

جب کسی قوم میں زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں ہوتی تو وہ فنا ہو جاتی ہے جس میں یہ صلاحیت تھوڑی بہت ہوتی ہے وہ مشکل کے ساتھ اپنے آپکو بچائے رکھتی ہے لیکن جس میں یہ صلاحیت زیادہ ہوتی ہے یعنی دوسری قوموں سے افضل و برتر ہوتی ہے وہ اوروں کو بھی اپنے تحت و قابو میں کر لیتی ہے یہی اصول ڈارون و دوبلیس کے نظریہ ارتقا نے بتایا ہے یہی سبق تاریخ اقوام کا مطالعہ دیتا ہے اور یہی مفہوم آیہ شریفہ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون (زمین کے وارث ہمارے صالح العمل بندے ہی ہیں) کا ہے۔

دنیائے قدیم و حاضر کی کسی زبردست قوم کو لیجئے اس کے عروج و زوال میں یہی اصل اصول عمل پیرا نظر آئے گا جب ایک کسی قوم میں جوش عمل، اتحاد و سرداگی اولوالعزمی فراخدلی رہتی ہے، وہ حکومت سلطنت کرتی ہے۔ لیکن جب اس میں ٹھنڈا پن بے عملیت نفاق، نامردی، کم ہمتی اور تنگ دلی پیدا ہو جاتی ہے تو وہ دوسروں کی خدمت اور غلامی کی سزاوار ہو جاتی ہے۔ یہ عام قانون قدرت ہے۔ اس میں چاہے عیسوی ہوں یا موسوی ہندو ہوں یا مسلمان سبکے لئے حکم عام ہے کہ:-

ان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم (اگر تم اطاعت الٰہی سے روگردانی کروگے تو خدا تمہارے سوا دوسروں کو تمہاری جگہ لا بٹھائے گا اور وہ تم جیسے نہیں ہوں گے)

انگریزوں کی تاریخ انگلستان میں کناڈا میں آسٹریلیا میں نیوزیلینڈ میں ہندوستان میں غرضکہ ہر جگہ منجملہ اور اوصاف حسنہ کے نہایت ہیں اور واضح طور پر موقع شناسی دلیری، اتحاد عمل اور سعی منضبط کی مبارک دے لچب داستان ہے اور یہی وہ باتیں جو سلطنت مغلیہ کے انحطاط یا عالمگیر کی وفات (۱۷۰۷ء) کے بعد سے غدر (۱۸۵۷ء) یعنی پورے ڈیڑھ سو برس تک ہندوستان سے ناپید ہو رہی تھیں۔

بعض مکتوبیت پسند انگریز مورخین مثلاً خزیز ولائل نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ انگریزوں نے ہندوستان میں بڑے بڑے وسیع علاقے حاصل کرنے سے بہت پہلے ہی یہاں ایک بڑی ایشیائی سلطنت قائم کرنے کا ارادہ و تجویز کر لی تھی اور آیندہ کے تمام واقعات اسی تجویز کے موافق وقوع میں آئے ہیں ممکن ہے اس میں کچھ صحت ہو لیکن اس میں کچھ شک نہیں ہو کہ ان کے اس ارادہ و تجویز کو کامیاب بنانے میں ہمارے ملک کی ابتر حالی ناعاقبت اندیشی و قیاس نسیت باہمی لڑائیاں بدانتظامی اور عدم انضباط بہت کچھ مدد معاون ہوئے۔

انگریز ہندوستان میں سب سے پہلے سواحل دکن و بنگال میں آئے اور وہاں انھیں ایسی قومیں ملیں جو شمالی ہند کے مقابلہ میں بہت پیچھے تھیں، کالی کلوٹی، بے تکوارہ اوہام پرست، غیر مہذب اور نہ دل اور ایک کوری چٹی مہذب اور دلیر قوم پر ایسے لوگوں سے ملنے جلنے کا بہت برا اثر ہوا وہ شروع ہی سے خود کو برتر و افضل سمجھنے لگے اور ان میں ضرورت سے زیادہ خود بینی و جسارت پیدا ہو گئی پھر بہتسی سے واقعات بھی ایسے ہی ہوتے گئے جن سے ہندوستانیوں کی سوء تدبیر نا اتفاقی و بے قاعدگی زیادہ نمایاں ہوتی گئیں ارکاٹ، ترچناپلی کے دلیرانہ محاصروں سے ان کی فوجی لیاقت جنوبی ہندوستان میں مسلم ہو گئی محسوس ہندان جلد ہی میں مسلمان الاندلس کی بچا کھچا سب بڑا فوج نے نامردانہ بھاگ کھڑا ہونا اور بچا کر ان کے حوصلے زمین سے آسمان کو پہنچا دیئے پھر تو ان کے قدم جم گئے اور جیسی جیسی ضرورتیں بڑھتی گئیں وہ ہندوستانیوں کو فوجی قاعدے اور ضابطے سے تربیت کر کے نہایت عقلمندی و چالاکی کے ساتھ اپنا کام کالتے رہے ہندوستانیوں نے اپنی قسمت خانہ جنگیوں میں ان سے مدد تو لی لیکن اپنی فوجی طاقت کو ان جیسا بنانے کا خیال بھی نہیں ہوا اور ہوا تو اتنی دیر کے بعد کہ انگریزوں کی طاقت خوب مضبوط ہو چکی تھی۔

سلطنت مغلیہ کے انحطاط کے بعد جو طوائف الملوکی ہوئی اس کا اقتضا یہ تھا کہ ہندوستان میں کوئی انقلاب عظیم ہو نہ شہاب الدین غوری کے آنے کے وقت ہندوستان کی حالت اتنی خراب تھی نہ بابر کے وقت میں جتنی عالمگیر کے مرنے کے بعد ہو گئی، پھر بھی بہتسی سے اس زمانہ کو انہی بابر کی طرح کوئی زبردست آدمی نہیں ملا بعض موروثین مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ انہیا وشیاہ لیڈ مارے سے فارغ ہو کر شاید ایک باضابطہ و باقاعدہ بادشاہت قائم کرتے لیکن یہ بھی نہ ہوا، ابدالی نے پانی پت میں مرہٹوں کی طاقت توڑ دی جس سے خود اسے تو کوئی خاص فائدہ نہ ہوا لیکن انگریزوں کی طاقت مضبوط ہو گئی اور گو مرہٹوں نے حیرت انگیز تیزی کے ساتھ اپنے آپکو بادلی کے صدمہ سے نکال لیا لیکن ان کے بڑے بڑے رعصار سردار، ہلکر، گیکواڑ، بھونسلے متفرق و مختل ہو گئے اور چھوٹے راجاؤں اور نوابوں کی طرح انہوں نے ان کی حالت اوروں کی طرح یکساں کمزور کر دی، مختصر یہ کہ پوری اٹھارہویں اور آدھی انیسویں صدی کی سیاسی تاریخ ہندی کی کمزوری اور خانہ جنگی ایک بڑا انقلاب جاہتی تھیں جسکی بنا یورپ کی ہوشیار و دلیر قوموں (انگریز و فرانسیسیوں) نے یہاں کی سیاسیات میں داخل ہو کر قائم کر دی تھی جس انقلاب کو ڈیڑھ سو برس کے ہر قدم پر پیچھے ہٹانے والے واقعات نے مستحکم کیا نظام کی چودہ ہزار تو اعد ال باقاعدہ فوج سے مضبوط تو نجانے کے چند گھنٹوں میں ہتھیار ڈالنے جانے ٹیپو سلطان کی شکست مرہٹوں کی طاقت کے توڑ دیئے جانے اودھ کے الحاق، بلکہ بسند ہیکاں کی ہار اور سکھوں کی ہار و شکست نے اس عجیب غریب انقلاب کو مضبوط تر کیا اور غدر ۱۸۵۷ء کی ناکامیاب غیر منضبط بے سری تحریک نے اس کو ایک مرتا قطعہ بنا دیا کہ ۱۸۵۸ء میں تمام ہندوستان چند سوداگروں کی کمپنی کے ہاتھوں سے منتقل ہو کر سلطنت برطانیہ کی ماتحتی میں چلا گیا۔

یہ تو اس سوال کا تاریخی پہلو تھا اب دیکھنا ہے کہ انگریزوں میں ایسے کون سے اوصاف ہیں اور ہم میں کیا خرابیاں ہیں کہ وہ ہم پر حاکم ہیں اور ہم ان کے محکوم ہیں کہتے میں کراہت نہ ہو مقابلہ ہمیشہ ناپسندیدہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں صاف صاف باتیں کہنی اور سننی پڑتی ہیں۔ ہماری اور انگریزوں کی حالت موازنہ بھی کچھ دل خوش کن نہیں ہو پھر بھی سبق آموز ضرور ہے۔

انگریزوں کا ملک ٹھنڈا ہے اور ہمارا ملک گرم۔ ٹھنڈے ملکوں کے رہنے والے زیادہ تندرست گورے مضبوط جسم اور ٹھنڈے مزاج کے ہوتے ہیں اور گرم ملکوں کے چڑچڑے، جلدی بھڑک اٹھنے والے، کمزور کالے اور پتلے۔

انگریز یورپ کے شمال مغرب میں جزیروں میں رہتے ہیں۔ انھیں بیرونی دنیا سے تعلقات تو رکھنے اور اپنی حفاظت کے لئے بحری زندگی اختیار کرنی پڑتی ہے جو انھیں بن چلا خطروں سے مقابلہ کرنے والا اور چست و مستعد بناتی ہے ہم اس خاص فائدے سے محروم ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائی مرنے سے کچھ دن پہلے حج کو جاتے وقت دریا کی صورت دیکھتے ہیں اور ہندو بھائی مایوسی مرگ کی جاترا میں جا کر اس کے درشن کرتے ہیں ع دگر خواہی سلامت برکنار است۔

انگریزوں کے ملک کو باوجود جزیرہ ہونے کے کبھی کسی نے فتح نہیں کیا اور ہمارا بدنصیب ملک ہمیشہ بازیچۂ اطفال رہا اس لئے ان کا فخر و ناز انھیں فضیلت و برتری کے جذبات دیتا ہے اور ہماری محکومیت ہمیں پست ہمتی و شرمندگی دیتی ہے۔

قومیں اپنی ہمسایہ قوموں کی مثال سے ترقی کرتی ہیں انگریزوں کو خوش قسمتی نے ہالینڈ، فرانس اور بلجیم جیسے ترقی کرنے والے پڑوسی دیئے ہیں اور ہمارے حصہ میں گئے ہیں چنڈو باز چینی، چرخے گہا گہا کے عبادت کرنے والے خانقاہ نشین تبتی، دودھ دہی کھان کے میلے پاجامے پہننے والے وحشی افغان۔ ہاتوفی انیمی ایرانی اور خانہ بدوش صحرائی عرب جنھوں نے تیرہ سو برس سے مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک سڑک نہ بنائی۔

انگریزوں نے بادشاہ جہان کے زمانہ (۱۶۳۵ء) سے برابر بادشاہوں کے اختیارات کم کرنے کی کوشش کے اور کوئی صدی ایسی نہیں گذری جس میں بادشاہ اور رعایا میں کشمکش نہ ہوئی ہو۔ لیکن ہمارے ملک کی تاریخ میں ایسی ایک مثال بھی موجود نہیں ہے۔ رچارڈ ثانی نے ظلم کرنا شروع کیا انہوں نے اسے (۱۳۹۹ء) میں تخت سے اتار دیا جس ثانی انگلستان سے چلا گیا (۱۶۶۰ء) اسے واپس نہیں آنے دیا چارلس نے اپنا خدائی حق بادشاہت منوانا چاہا تو اسے (۱۶۴۹ء) پھانسی دے دی ہمارے یہاں مسلمان تو بادشاہوں کو ظل اللہ اور ہندو پرمیشر کا اوتار مانتے رہے اور بے زبان جانوروں کی طرح ان کے ظلم و ستم کے پاؤں میں نہایت صبر و شکر کے ساتھ روندے جاتے رہے۔

ہنری ہشتم نے (۱۵۳۶ء) اپنی بیوی کو طلاق دینے کی اجازت نہ ملنے پر پوپ صاحب ہی کو طلاق دیدی اور ساری قوم نے اس کا ساتھ دیا۔ لیکن جبکہ ہمارے پوپ صاحب کو ترکوں نے معزول کیا تو ہم نے شور مچاتے مچاتے زمین آسمان سر پر اٹھالئے کبھی ہم ابن سعود کے مذہب کے متعلق آپس میں لڑتے ہیں کبھی ہم فیصلہ ہم مذہبی غلامی میں شریا بود ہیں۔ ہندوؤں کی حالت اس معاملہ میں ہم سے بھی بدتر ہے۔

ہم ہندو مسلمان آپس میں لڑتے مرتے ہیں ہماری مسجدیں ہندوؤں کے باجے سے خراب ہوجاتی ہیں اور ہندوؤں کے دیوتا باجہ بند کر دینے پر خفا ہو جاتے ہیں ہندو مسلمان سات آٹھ سو برس سے بچار رہتے ہیں۔ لیکن نہ آپس میں شادی بیاہ کرتے نہ ساتھ کھاتے پیتے، اُن کی نگاہ میں یہ ملیچھ اور ان کے خیال میں وہ نجس پھر مسلمانوں میں آپس میں وہ چھوٹ کہ خدا کی پناہ۔ اگر پانی شاید کبھی مل جائے لیکن شیعہ سنی کا تالاب ناممکن۔ وہابی کی نماز بغیر آمین کے نہ ہوا اور مقلد کی مسجد آمین کی گونج سے ناپاک ہو جائے وہابی غیر مقلد وہابی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں بلکہ شیعہ مسلمان ہی نہیں ہندوؤں کی حالت ہم سے بھی خراب ہے ان کی آپس کی چھوت چھات ہی ایسی اونچی ہے کہ دنیا میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی محلے الگ کنوئیں جدا۔ پیشے مخصوص، دیوی دیوتا علیحدہ، رہنے بسنے، کھانے پینے شادی بیاہ سب میں غیریت یہی وجہ ہے کہ آج تک ایک متحد متدرست ہندو قوم نہ بن سکی بہت سے مسلمانوں میں جذب ہو گئے لاکھوں کو پادریوں نے کرسٹان کر لیا بخلاف اسکے انگریزوں نے عرصہ ہوا کہ ان فضولیات کو خیرباد کہہ دیا آج ان کے ملک میں کوئی کسی سے نہیں پوچھتا کہ آپ قرأۃ ما بعد الامام کے قائل ہیں یا نہیں یا تخلیق قرآن کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے یا قیامت میں خدا و خدا تعالیٰ کا دیدار ہوگا یا نہیں۔ ساری قوم اور سارا ملک ایک دوسرے کے ساتھ رہتے سہتے کھاتے پیتے اور شادی بیاہ کرتے ہیں سیال رومن کیتھولک ہو اور بیوی ہیپسٹ لیکن ہنسی خوشی پیار و محبت سے زندگی بسر ہوتی ہے۔

ہمارے یہاں کسی لیڈر کی سیاسی علم وصلاحیت سے پہلے بلکہ زیادہ ضروری اس کا مذہبی عقیدہ سمجھا جاتا ہے دھوتیاں اور پگڑیاں، ٹوپیوں کے قشقے اور دور دور ہاتھ چوڑے کروبیوں کے زمانے کے سلام، لمبی لمبی داڑھیاں اور ڈھیلے ڈھیلے عمامے موٹے عصا اور بڑی بڑی تسبیحیں اور ہر بات پر قرآن و حدیث سے استدلال معاشیات اقتصادیات، سیاسیات سے بے نیاز کر دیتے ہیں لیکن انگریزوں نے عرصہ سے سیاسیات و مذہب کو علیحدہ کر دیا ہے وہ مذہب کو ہر شخص کا ذاتی فعل قرار دیکر صرف امر متعلقہ میں اس کی قابلیت یا عدم قابلیت کا اندازہ کرتے ہیں۔

حُبِ قومی انگریزوں کا مبارک و مخصوص شعار ہے ان کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری ہے کہ افراد نے اپنے فائدے قوم کے مفاد پر قربان کر دیئے ہمارے یہاں یہ جنس نایاب ہے مخلصی خود مختارانہ حکومت میں حب قومی کا نشہ ونما ہو بھی کیسے سکتا ہے کہتے ہیں کہ صبح سے کئی سو سال پہلے ہندوستان میں بھی جمہوری حکومتیں تھیں، شاید ہوں، لیکن تاریخ کے دھندلکے میں ان کے خدوخال کا صحیح پتہ لگانا مشکل ہے لیکن جب سے مسلسل واقعات تاریخی کا پتہ چلتا ہے تب سے تو ہندوستان میں شخصی حکومت ہی رہی ہے اور بغیر کسی مقررہ دستور حکومت کے رہی ہے مسلمانوں نے بھی طرز حکومت میں کوئی خاص بہتری پیدا نہیں کی مرکزی حکومت کی طاقت یا کمزوری پر صوبوں اور علاقوں کی وفاداری یا غداری منحصر تھی۔ بادشاہ کی شخصیت کے علاوہ کوئی عام اثر ایسا نہیں تھا جو سب عناصر واجزاء کو یکجا رکھتا، عام ہندوستانی قومیت کا خیال انگریزوں کے آنے کے بعد کی پیداوار ہے اور یہ بھی ایسا نازک پودا معلوم ہوتا ہے جو ہندو مہاسبھا کے تھپیڑوں اور اصلاحات کی صوبجاتی اہمیت کے جھونکوں کے بعد بھی زندہ رہ جائے تو پچاس سو برس کے بعد جا کر بارآور ہو تو ہو ہندوستان اتنا بڑا ملک ہر صوبہ بجائے خود ایک ملک جس میں ایک صوبہ والے دوسرے کو تشبیہ وغیریت کی نگاہ سے دیکھیں ہندوستان کے بابۂ نازریاضی داں پروفیسر مانند یا فخر ہندوستان فلسفی پروفیسر رادھا کرشن کو بنگالی کلکتہ یونیورسٹی میں اس لئے نہیں پسند کرتے کہ وہ مدراسی ہیں تھا تما گاندھی کو مہاراشٹر والے اس لئے لیڈر نہیں مانتے کہ وہ گجراتی ہے ملک کی طرح کبھی نہیں ہیں۔ ہندو مہاسبھا سندھ، بلوچستان اور صوبۂ سرحدی کو غیر آئینی ذلت سے صرف اسلئے نہیں بچانے دیتے کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب زیادہ ہے مسلمان مشترکہ

انتخاب پر اس لئے راضی نہیں ہوتے کہ وہ ہندوؤں پر بھروسہ نہیں کر سکتے یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی انوسناکیں باتیں اس حقیقت کا ثبوت ہیں کہ اگرچہ ہم انگریزی عملداری کے بعد انگریزوں کی تقلید میں اور دوسری آزادی پسند قوموں کی نقالی میں وطن پرستی اور قوم سازی کی چیخ و پکار مچانے لگے ہیں لیکن ابھی منزل بہت دور ہے۔ مہاتما گاندھی کی تحریک ترک موالات اسی لئے ناکام رہی اور جھوٹ سماج کی ساری کوششیں اسی لئے ناکام ہو رہی ہیں کہ ہم میں حب قومی کے صحیح جذبات مفقود ہیں۔ ہندو صرف ہندوؤں کے لئے سوراج چاہتے ہیں اور مسلمان بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے پورا تمبر احصہ لینے کے خواستگار ہیں ہر طرف بے حسی، غداری، قوم فروشی عیاں ہے ملک کی ترقی میں اجنبی حکومت سے زیادہ خود اپنے روڑے اٹکاتے ہیں ہر صوبہ میں ایسے غداران قوم کی کافی تعداد موجود ہے جو معمولی نفع کی خوش بڑے سے بڑے قومی مفاد کو ملیا میٹ کرنے کے لئے تیار ہیں انگریز چاہے خالص انگلستان کا ہو یا اسکاٹ لینڈ کا یا آئرلینڈ کا سلطنت برطانیہ کے فلاح و بہبود کے عام خیالی کوشش میں سب برابر ہیں۔ سہ رائیکل آڈلز اراس آئرلینڈ کا رہنے والا تھا جو تین سو برس سے انگلستان کا مظلوم دکھلوہ ہے لیکن برطانیہ کا اقتدار شاہنشاہی برقرار رکھنے میں وہ کسی ڈلہوزی یا کیننگ سے کم نہ تھا۔ کرزن جیسا عجیب و غریب قابلیت کا گورنر جنرل اگر کوئی ہندو ستانی ہوتا تو ضرور ہی خود مختاری کا اعلان کر دیتا پھر جو ہوتا سو ہوتا تخت یا تختہ لیکن تمام اینگلو انڈین تاریخ میں بجز ایک شخص کے جس کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں آتا جس نے انگریزوں کے ابتدائی زمانہ میں شاید بنگالی میں بغاوت کی تھی ہمیں ڈوئنڈ ہے سے بھی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی حالانکہ تمام ہندو راجاؤں اور مسلمان بادشاہوں کے زمانے میں یہ ایک بالکل معمولی بات رہی ہے۔

یہ ہے وہ مخصوص انگریزی کیریکٹر جو انگریزوں کو عظمت دیتا ہے جو ان کے ہر فرد کو حب قومی کے جذبات سے بھر دیتا ہے جس پر ان کو بجا فخر و ناز ہے جو انکی اصلی کامیابی کی کنجی ہے جسنے انھیں ان کے ملک میں بادشاہ کے موجود ہوتے ہوئے بالکل آزاد کر رکھا ہے اور جس کے اثر سے انھوں نے غیر ملکوں میں بادشاہیاں قائم کی ہیں۔

انگریز ٹھنڈے خاموش ٹھنڈے اور مغرور ہوتے ہیں بعض لوگوں کی خیال ہے کہ وہ ہندوستانیوں پر رعب گانٹھنے کے لئے ہنسا اور اکھڑوں کرتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس کی حالت اس کے ملک میں بھی کم و بیش ایسی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو وہ دنیا کے بہت بڑے حصے پر حاکمانہ اور سپہ سالارانہ اور طاقت کے ساتھ حاکم ہیں ان کا غرور جتنا بھی زیادہ ہو اتنا ہی کم ہے دوسرے ان کے یہاں شروع ہی سے بچوں کو بڑھایا جاتا ہے کہ برطانیہ کی حکومت میں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا برطانیہ تمام دنیا کے سمندروں کی موجوں پر حکومت کرتی ہے وغیرہ وغیرہ پھر ان کے یہاں بچوں کو ابتدائی تعلیم اس طرح دی جاتی ہے کہ ان میں خوف نہیں پیدا کیا جاتا بلکہ دلیری اور آزادی کے تمام کو پورے نشو و نما کا موقع دیا جاتا ہے۔ بچہ فطرتاً سکے ہمارے بچوں کو پیدا ہوتے ہی افیم دی جاتی ہے۔ بھوت پریت سے ڈرایا جاتا ہے بیوقوف استاد مارتے پیٹتے اور دوسروں کے سامنے وحشیانہ سزائیں دیتے ہیں پھر عام ماحول بزدلی پن افلاس اور غلامی کا ہے جگہ جگہ کاڈمیں اور نہ شیں

ہیں جس کا مہلک نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے بچے بلکہ بچے ہی کیا جوان اور بوڑھے بھی ایک معمولی گورے کو دیکھکر ڈرنے لگتے ہیں جس ڈبے میں کوئی انگریز بیٹھا ہو اس میں گھسنے کی ہمت نہیں ہوتی کوئی ہزنٹ بھی تھدے کہ فلاں جگہ گولی چل رہی ہے یا بازار لٹ رہا ہے تو سارا بازار اک دم بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

انگریز اگر کبھی غلطی کرتے ہیں تو فوراً اس کا اعتراف کر لیتے ہیں اور فوراً ظاہر کرتے ہیں کہ اس میں سیاسی مشن شامل نہیں ہے جس کا اعتراف سچوں کے گردہ داروں کے ابھی ٹیشن یا بردولی کے ستیہ گرہ کے بعد بھی ہر سرکاری اقتدار گھٹنے کا باعث ہوتا ہے لیکن ہندوستانی بالعموم اپنی غلطی دوسروں کے سر ٹالتے ہیں اور اپنی غلطی کے نتائج خود داری کے ساتھ برداشت کرنیکی طاقت بہت کم میں ہوتی ہے۔ انگریز بڑے چوڑے وعدے نہیں کرتا۔ جب وہ کہے "دیکھوں گا کہ میں آپ کے واسطے کیا کر سکتا ہوں" تو وہ جو کچھ کر سکتا ہے ضرور کرے گا لیکن ہماری عادت "پھولوں مالا تفضلون" ہے ہمارے وعدے بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں لیکن کرتے کراتے کچھ نہیں یہانتک کہ سرسید مرحوم کے خیال میں تو بڑی بڑی مقدس ہستیاں بھی ذہنی انکار کے موقع پر افشار اصد فرما دیا کرتی ہیں۔

ہم ہندوستانی عادتاً ملاقاتوں میں ایک دوسرے کی برائیاں کرتے ہیں لیکن ایک انگریز سے اگر آپ اسکے مخالف کی بھی برائیاں کریں گے تو وہ سننا پسند نہیں کرے گا اور کہہ دیگا کہ یہ اس کا ذاتی فعل ہے ہمیں آپ کو اس سے کیا سروکار ہے۔

انگریزوں میں برداشت اور استقلال ہم سے بہت زیادہ ہے وہ جلدی مزاج گرم نہیں ہوتے دیئے بات کہدی جاتے ہیں اور کس بات کے پیچھے پڑتے ہیں اسے حتی الامکان پورا کر جاتا ہے چھوڑتے ہیں ایک کی مقررہ بالیسی پر دور اندیشی اور چھوٹی جنگ عظیم میں انہوں نے اپنی مستقل مزاجی کا کافی ثبوت دیا لیکن ہم جوش اور فوری جوش میں ہنگامہ کرتے ہیں لگاتار فتوحوں کا مسلسل مقابلہ نہیں کر سکتے اور ذرا سی ناموافق حالت میں ہمت چھوڑ بیٹھتے ہیں ہندوستانی لڑائیوں کی بھگدڑیں، سنہ ۵۷ء کا غدر بنگال کی سودیشی تحریک، تحریک ترک موالات، تحریک اتقائے خلافت سب عدم استقلال اور فوری جوش کی افسوسناک مثالیں ہیں۔

اوقات کی پابندی اوقات یا معقول تقسیم اوقات بدرجہ غایت ہے ہر کام کے لئے وقت اور ہر وقت کے لئے کام مقرر ہوتا ہے۔ سونا جاگنا، کھانا پینا، فرض منصبی کھیل کود، ناچ رنگ سب کے لئے وقت اور موقعے مقرر ہیں ہمارے یہاں کی طرح نہیں کہ کسی کام کا کوئی وقت ہی نہیں ہے۔ تاش گنجفہ شطرنج کھیلنے بیٹھیں تو سویرا ہی کر دیں ہفتوں لگاتار کھیلیں اور پیٹ ہی نہ بھرے ناچ رنگ کی طرف رجوع ہوں تو دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو جائیں جاندادیں لٹا دیں سلطنتیں کھو دیں شراب پینے پر آئیں تو سر پیر کا ہوش نہ رہے آمدنی یا تنخواہ کا بڑا حصہ اسی کی بھینٹ چڑھے دن رات دہست رہیں ہر شخص کو معلوم ہو جائے ہر جگہ رسوائی ہو اور اکثر حالتوں میں اسی کی بدولت جان بھی چلے

ہمارے یہاں مہمان ناک میں دم کر دیتے ہیں بے بلائے آتے ہیں بے اطلاع دھمک آتے ہیں بے وقت آتے ہیں اگر ٹھہرے تو بے مروتی اور بدنامی ہو اور ٹھہرائے تو بیس طرح کی تکلیفیں اٹھائیے انگریزوں کے مہمان کم آتے ہیں اور وہ بھی قریبی رشتہ دار یا بہت بے تکلف دوست پہلے لکھکر پوچھ لیتا ہے تب آتا ہے

اور اگر جواب میں معذرت یا انکار ہو تو بالکل برا نہیں مانتا بہت سی حالتوں میں قریب ترین رشتہ دار یا عزیز ترین دوست بھی ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں گھر پر لے جاتے ہیں ایک آدھ وقت کی چائے یا کھانے کے لیئے ٹھیرا لیے گئے تو خیر ورنہ کوئی شکایت نہیں۔

وہ عورتوں کو اپنے سے بڑا یا کم سے کم برابر کا درجہ دیتے ہیں ہم انھیں بھیڑ بکریوں سے زیادہ نہیں سمجھتے وہ بوجھ اٹھانے والے جانور یا روٹی پکانے والی مائیں بھی جاتی ہیں ان کے یہاں عورتیں ہوائی جہازوں میں اڑتی ہیں۔ دریاؤں میں مردوں کے مقابلہ میں تیرتی ہیں موٹر اور بائیسکلوں کی خطرناک دوڑ میں شریک ہوتی ہیں اولمپین کھیلوں میں ساری دنیا کے کھلاڑیوں کے مقابلہ میں شامل ہوتی ہیں غیر ملکوں میں بالکل اسٹن پر جاتی ہیں اور وہاں حیرت انگیز انقلابات پیدا کرتی ہیں، افریقہ اور ایشیا کے گاؤں گاؤں میں مختلف صورتوں میں تبلیغ مذہب کرتی ہیں سیاسیات پر کتابیں لکھتی ہیں۔ پارلیمنٹ میں ممبر ہوتی ہیں بڑے بڑے دفعہ دارانہ عہدوں کے فرائض نہایت خوبی سے انجام دیتی ہیں بڑے بڑے تجارتی کاروبار کامیابی سے چلاتی ہیں اچھی ملکوں میں سرکس سیر و سیاحت کرتی ہیں جبکہ ہماری عورتیں جہالت رسم و رواج توہم پرستی میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ چھوٹی پیشانیوں اور لمبوترے سروں کے بچے پیدا ہوتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہر سال دق سل میں مرجاتی ہیں۔

انگریز محبت کے بعد شادی کرتے ہیں پہلے ایک دوسرے کا مزاج دیکھ بھال لیتے ہیں بھلائیاں اور برائیاں معلوم کر لیتے ہیں ہمارے یہاں شادی کے بعد مارے باندھے کی محبت ہوتی ہے جیسا بھی بیمار نالائق، ظالم مل گیا وہی غریب بیوی کا سر تاج ہے اور جیسی بھی مرتوتی جاہل پھوہڑ زبان دراز پلے بندھ گئی اسی کو چپ چاپ صبر و شکر کے ساتھ نباہنا فرض ہے مقدر میں یہی لکھا تھا۔

ہمارے یہاں سارا کنبہ مل جل کر رہتا ہے ان کے یہاں الگ الگ مل جل کر رہنے میں اتفاق و محبت تو ضرور پیدا ہوتی ہے لیکن کنبے کے افراد کی جائز آزادی میں خلل پڑتا ہے اور ہر ایک کو اپنی جد و جہد کے لئے یعنی اپنی بہتری کی سعی کے لئے ضرورت محسوس نہیں ہوتی کسی کی کم اور کسی کی زیادہ کمائی مل کر کام چل جاتا ہے۔ ایک دوسرے کے لئے اپنے آرام و راحت کو ترک کرنے کی نیک عادت پیدا ہو جاتی ہے لیکن ایسی حالت میں زیادہ ہوشیار اور محنتی فرد کو اپنی ہوشیاری اور محنت سے پورا فائدہ اٹھانا نصیب نہیں ہوتا اور نالائق کو سست کو ضرورتی سزا ملنے کی وجہ سے ہوشیار بننے اور محنت دور کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ انگریزوں کے یہاں صرف میاں بیوی کا کنبہ شروع ہوتا ہے دونوں پورے تخلیئے اور آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں وہ شادی بھی اس وقت کرتے ہیں جب اپنا گھر علیحدہ بسا سکتے ہیں جو ہنوز بہت کماتے ہیں اپنے اندازے اور آرام کے مطابق اٹھاتے ہیں بچوں کی پرورش تربیت و تعلیم کے لئے جمع کرتے ہیں بہت ہی مخصوص اور کم حالتوں میں کوئی ایک آدھ رشتہ دار مثلاً بڈھی ماں یا اپاہج بھائی یا دار ماندہ یا بہت چھوٹی چھوٹی عمر کے بہن بھائی ساتھ ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں ماں، باپ، بہن بھائی، نانیں، دادیں، چچیھیں، خالائیں، چچا، تایا، ماموں، خالو وغیرہ کنبہ ریوڑ کا ریوڑ ہوتا ہے میاں بیوی کو ایک دوسرے سے بات کرنے کا بھی موقع نہیں ملتا میاں گھر میں آئے کہ بیوی نے دو فٹ لمبا گھونگھٹ نکالا یہ گھونگھٹ برسوں قائم رہتا ہے بڑوں کے سامنے اپنے بچوں کو پیار کرنا یا گود میں لینا بے شرمی، بیوی کا نام لینا کہ بچا نا سخت معیوب اور میاں کا نام لینا گویا نکاح سے باہر ہونا ہے۔ اگر بیویوں کے یہاں یہ قصے جھگڑے بالکل نہیں صاحب سیم صاحب، بابا لوگ، نہ وہ کسی اور کے ساتھ رہتے ہیں نہ کوئی اور اپنی ہمت خود داری کا خون کر کے ان پر بوجھ بنتا ہے اپنے ضروری آرام و آسائش کے بعد اپنے بچوں کو تندرست رکھنا اور حسب مقدرت تعلیم دلانا ضروری سمجھتے ہیں، لڑکا جب دنیا میں داخل ہونے اور کمانے کی عمر کا ہوا کہ انہوں نے پرندوں کی طرح گھونسلے کر اسے علیحدہ کیا اب وہ جو جی چاہے کرے اور جس طرح چاہے اپنی حیثیت ہوئی تو اس کو کوئی کام دھندا شروع کرنے میں مدد دے دی اگر رسائی ہوئی تو کسی کام پر لگوا دیا ورنہ جہاں سینگ سمائے جائے اور اپنی روٹی کمائے اور جب بیوی کو پالنے کے قابل ہو جائے تو جہاں مناسب سمجھے ماطاب لکم من النساء مثنیٰ کرے پھر ان کے بیاہ شادی بھی بڑی سیدھی سادھی ہوتی ہے نہ جہیز نہ گھوڑا نہ ساچق، ابھی نہ جہیز دلیمہ چند دوستوں کے ساتھ گرجا یا رجسٹریشن آفس میں چلے گئے دلہن بھی اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ آگئی، پادری یا رجسٹرار نے نکاح پڑھ دیا، دستخطے مبارک سلامت ہوئی دولہن دولہا اپنے گھر کے ایک مختصر سی جماعت قریبی رشتہ دار (سب برادری والے نہیں) اور دوستوں کے ساتھ آئی، مختصر سا چائے پانی ہوا اور دولہن دولہا کسی دوسرے مقام کو چلتے ہوئے جہاں بے غل و غش زندگی کے سلسلے زیادہ اہم اور ثمر بیز دن گذار کر واپس آگئے بخلاف اس کے ہمارے یہاں کی شادی نوے فی صدی حالتوں میں خانہ بربادی ہوتی ہیں عام طور پر ہماری آمدنی کم خرچ زیادہ اور ہر طرف عسرت و افلاس پھیلا ہوا ہے لیکن ہم شادیاں آج بھی شاہجہاں یا عالمگیر کے زمانہ کی کرنا چاہتے ہیں اس میں چاہے قرض لینا پڑے چاہے گھر گروی رکھا جائے، یا کنواں بکنے بکانے لیکن دولہن کے لئے ایک بھاری جوڑا ضرور ہو چاہے وہ شادی کے بعد رکھا رکھا گل جائے اور برادری والے مخروں کو کھانا ضرور دیا جائے ورنہ ناک باقی نہیں رہتی دولہا چاہے بیسے عمر بھر ٹاٹ پر بھی نہ بیٹھے ہوں لیکن شادی کے روز شہر میں سب کے ٹھاٹ سے زیادہ اچھا گھوڑا اور ہاتھی مل جائے تب تو کیا معراج ہو گئی اس پر بیٹھ کر عجیب ہیئت کذائی سے ایک شور بے ہنگام کے ساتھ برات لیکر نکلتے ہیں کپڑے عجیب ہوتے ہیں کہ اگر معمولی دنوں میں وہ پہنکر بازار نکلے تو خوشامدیئے ہاتھ میں گدا رلے، پھولوں کی اذیت ناک چرا ہائے دولہا دلہن بیاہنے جاتے ہیں عقد کے وقت وہ بجتا بجتی ہوتی ہے کہ پرانی دقی ہو جاتے ہیں "نکاح کی سی شرطیں" زبان کا مادرہ ہو گیا ہے۔ لطف یہ ہے کہ یہ تمام شرطا شرطی میں ان دو بے زبان جانوروں کو کچھ دخل نہیں ہے جن کی قسمتوں کا اس شد و مد سے فیصلہ کیا جا رہا ہے انہوں نے تو ایک دوسرے کی صورت بھی نہیں دیکھی۔ کچھ آدمی سفید سر کی بوڑھیاں جمع ہیں اور کچھ باہر دنیا سے بے خبر بڈھے موجود ہیں آخر گھنٹوں کی تکرار اور حجت کے بعد جس کئی دفعہ برات یوں کو نا کامیاب واپس جانے کا نصف الیقین ہو گیا آخر سچوتہ ہوا اور یا نامی خرچ "نان نفقہ میں نصف تنخواہ سال میں متعدد دفعہ سکے دمشقی و ملف وریع" کی آیت کی فیج وغیرہ وغیرہ کے بعد نکاح پڑھا یا گیا ایک لاکھ اسی ہزار زر سرخ مہر بندھا۔ زر سرخ کا فرا موجودہ نرخ تبادلہ سے حساب لگائیے اور پھر سوچیے کہ دولہا میاں تیس چالیس روپے

ذکر گھر گردی رہا کہ یہ بیان سے آئے ہیں اور ایک لاکھ اسی زمرے میں کچھ معمول ہی ہے
انگریزوں کی خودداری کی پارسیوں کی طرح یہ کیفیت ہے کہ تمام جنازیر برطانیہ میں
آپ کو ایک آدمی بھی بھیک مانگتا ہوا نہ ملیگا جو مانگتے ہیں وہ کبھی بظاہر سوئی
دیا سلائی یا پھول وغیرہ بیچتے ہیں بخلاف اسکے ہمارے بنصیب ہندوستان میں
بھیک ایک لسٹی ٹیوشن ہے اور بھیک مانگنا ایک مقررہ پیشہ ہے صرف مسلمانوں میں کہ دو
بیش ساٹھ لاکھ فقیر ہیں یعنی عرب کی پوری آبادی کے برابر۔ جناب رسالتمآب صلعم
نے خودداری سے اپنی اولاد پر صدقہ و خیرات حرام کرکے اس تعداد کو اور نہیں بڑھنے
دیا لیکن منسوخ صدقہ اور خیرات کو برہمنوں کا خراج علوم تقدس بنا کر آج یہ حالت
کردی کہ نہ صرف ان ناقابل شمار ہندو افراد کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے
جو بھیک مانگنا معیوب نہیں سمجھتے اور جو اپنے آپ کو نذر بنا صدقات و خیرات لینے کا
حقدار سمجھتے ہیں بلکہ جب کبھی حکومت وقت نے بھیک مانگنا بند کرنے کا قانون پاس
کرنا چاہا تو مسلمانوں سے زیادہ ہندوؤں کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی
اور وہ مذہبی بنا پر نتیجہ یہ ہے کہ آج ہمارے ملک میں ہندو مسلمان بھک منگوں
پیشہ ور فقیروں، اور مثان و فوکیت والے بھنتوں، پروہتوں اور شاہ صاحبان
کی تعداد نارے سوڈرٹی ڈنارک، ہالینڈ، بلجیم اور پرتگال کی مجموعی آبادی کے
برابر ہے اور کسی بڑے سوشیلیسٹ کو اس طرف توجہ نہیں ہے وہ شاید سمجھتے ہیں کہ اس
سوراج ملتے ہی اس آخری بڑی مخلوق کو فوراً خود دار ذی الحس اور شریف انسان
بنایا جاسکتا ہے۔

ہماری اور انگریزوں کی غذا کا فرق بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ہم کہتے ہیں
کہ دو بالے آلو آدھا بگھارا اور آدھا پکا گوشت نیم برشت انڈے، چھچھلا مندی مچھلی
اور بسا خدا شوربہ کھاتے ہیں لیکن اصل یہ ہے کہ ان کا دسترخوان ہم سے بہت
بڑا ہے۔ انگریز دنیا کی ہر چیز کھا جاتا ہے ایک دوست کہا کرتے ہیں کہ انگریزوں
کے ہاں سب کچھ کھانا جائز ہے صرف دو چیزیں حرام ہیں برندوں میں تیتر
اور چار پایوں میں چارپائی۔ لیکن بات یہ ہے کہ وہ جو کچھ کھاتا ہے اس میں
مزے کا اتنا خیال نہیں ہوتا جتنا غذائیت اور ضرورت کا ہوتا ہے۔

بخلاف ان کے ہم کو اپنی غذاؤں میں فائدے کا خیال اتنا نہیں ہوتا
جتنا مزے کا ہوتا ہے غذا مزے دار اور چٹپٹی ہونی چاہیئے۔ آدھا ہندوستان
روٹی کھاتا ہے یعنی چاول قریب قریب سب غلہ را نبلدی خوردنہ یعنی دالیں
ہر ایک آدمی جان بوجھکر نہ کھاتا ہے یعنی لال مرچ کھاتا ہے اور افسوس کرتا ہے
سی سی کرتا جاتا ہے ناک سے پانی بہنے لگتا ہے آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں
کھاتے وقت منہ جلتا ہے اور..... لیکن اس ستم ظریفی پر احساقت کو دیکھیے
کہ پھر بھی کھائے جاتے ہیں دن میں جتنے آنسے جائیے کھٹائی کا وہ زور ہے کہ
شامی کباب، دال ہو تو کہتی گوشت ہو تو کھٹا، بھجیا ہو تو کھٹی، غرضکہ کھٹائی کے مارے
ناک میں دم ہے۔ بگھارنی ہیں کہ سڑی مچھلی اور بھات کھا کے تو دہیں پھلائے ڈھیلی
ڈھالی دھوتیاں پہنے اور موٹے مرغے میں پھرتے ہیں میرا ارادہ ہے کہ اگر سوراج
میری زندگی میں مل گیا تو ان لال مرچوں اور دھوتیوں کے خلاف ضرور ایک
ریزولیشن پاس کراؤں گا اور ہاں ایک روٹی کھانے کے خلاف بھی جنتک
یہ تینوں باتیں موجود ہیں ہمارے ملک میں تندرستی قائم رہ سکتی ہے نہ پھرتی
آسکتی ہے نہ طاقت پیدا ہو سکتی، لیکن دھوتی پر بڑا بحث و مباحثہ ہوگا۔

وہوتی پر خیال آیا کہ ہمارے اور انگریزوں کے لباس میں بھی زمین آسمان کا فرق
ہے ہمارا لباس ڈھیلا ڈھالا آرام دہ باوب شاندار ہوتا ہے اور ان کا تنگ
چست اور تکلیف دہ بے ادب اور بے ہمارے ڈھیلے ڈھالے آرام دہ لباس
نے ساری قوم کو سست کاہل، بھجول آرام طلب بنا دیا ہے۔ ڈھیلی ڈھالی دھوتیاں
ڈھیلے ڈھالے پاجامے لمبے لمبے انگرکھے اور اچکنیں رفتار میں دھیما پن اور رکنے
میں رکاوٹ اور بیٹھنے میں بیٹھ جانے کی کیفیت ہوتی ہے۔ ایک سست اور
کاہل آدمی کو ذرا آپ ایک گھنٹا ہاف پینٹ پہنا دیجئے۔ ایک کمر پیٹی باندھ دیجئے
ٹانگوں پر بٹی لمبے موزے پہنا دیجئے اور بوٹ جتا پہنا دیجئے پھر دیکھئے وہ
کیسا اچھلے اور کودے لگتا ہے ایک چست اور تنگ لباس پہننے کے بعد خواہ
مخواہ چستی و چالاکی محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہ کچھ کرنے کو جی چاہتا ہے۔

انگریز صرف سوتے وقت یا بیماری میں آرام لیتے وقت ویسا لباس پہنتے
ہیں جیسا ہم محنت اور کام کرتے وقت اور تندرستی کی حالت میں روزمرہ پہنتے
ہیں۔ دراصل ہمارے کام اور آرام کے لباس میں کوئی فرق نہیں اور یہ طرفہ
ہمارے سب کاموں کی سستی، کہ تن بھی اور بے چستی کے ساتھ ہوتے ہیں اسکے
بچے چھوٹے چھوٹے گھٹنے اور پنڈلیاں گھٹنوں سے ذرا نیچے کرتے پہنے موزے
جو تے چڑھائے چاق چوبند اچھلتے کودتے پھرتے ہیں ہمارے بچوں کے جانے
سکتے رہتے ہیں زور سے ہانپنے تو غریب کا پیٹ دہتا ہے اور ڈھیلا پاجامہ
تو تھوڑی دیر میں پھر چھک جاتا ہے دن بھر میں بیسیوں دفعہ یہ آثار چڑھاؤ
ہوتا ہے لیکن کیا مجال جو اس میں کوئی ترمیم سوچی جائے مارے گئے کانگریس
کا بس میرے بچے نوج ہیں۔

جب ہندوستانی اور انگریزی لباس کی بحث ہوتی ہے تو ہمارے حامیان
حیا و شرم انگریزی عورتوں کے لباس کی بے پردگی و برہنہ پن کا ٹھکلہ اڑاتے
ہیں جو بات بری ہو وہ چاہے انگریزوں میں ہو یا ہندوستانیوں میں بری
ہے۔ فرنگیوں کے بے آستین و بے گریبان فراک دیکھے رہتے ہیں اور گھٹنوں سے
اوپر ساری اسی طرح جسوب ہیں جس طرح راجپوتانہ کی ہنیانیوں کے بے کرتے
کے پیٹ یا ہمارا شستری مہذب و تعلیم یافتہ عورتوں کے بے کرتگی اور مردوں کی سی
لنگوٹے دار ساڑیاں اور رکن کی بہت سی قوموں کی بے پردہ رہنگ۔ لیکن سوال یہ ہے
کہ دنیا کی وسیع کشمکش حیات میں جس میں دنیا کے جلد ملک نہایت تیزی
کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں اور جس میں عورتوں کو اپنی گذر بسر کے لئے مردوں کے
دوش بدوش کام کرنا پڑتا ہے کونسا لباس زیادہ موزوں ہے۔ ہندوستانی
عورتوں کا یا انگریزی عورتوں کا اول تو ہندوستانی عورتوں کا ہندوستانی
مردوں کی طرح کوئی عام لباس نہیں دوسرے سوائے پارسی عورتوں کے اور
کوئی لباس موزوں نہیں ہے اور اسی لئے تمام وہ خواتین جو ملک میں آتی ہیں
یا ہندوستان سے باہر جاتی ہیں پارسیوں کا سا لباس پہننے لگتی ہیں لیکن
پارسیوں کا لباس بھی گو سترپوش اور دلفریب ضرور ہے لیکن اس میں
دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اس آسانی سے نہیں ہل چل سکتے جیسے فراک
اور موزوں میں ہل چل سکتے ہیں جن لوگوں نے لڑکیوں کے مدرسے میں پارسی
اور عیسائی لڑکیوں کو دیکھا ہے وہ جانتے ہوں گے کہ پارسیوں کی بہ نسبت عیسائی
لڑکیوں کا لباس انھیں زیادہ پھرتی اور چستی دیتا ہے بس آئندہ مدعا للبقا

میں ساری عورتیں یا تو نہاتا گاتا دھوتی تک تبدیل کر لیتی اور ننگے کے کس کس سے ملیں اتریں گی یا گھنٹے تک اونچا ہاؤس (رکنا) تکھنوں سے کہ کہ ایک بات اونچا سایہ سوزے اور پربی و پنجاب کی عیسائی لڑکیوں کا سا ڈھیلا ڈھالا دوگز لمبا ڈوپٹہ اور جنھیں پردہ کہنا ہی ہے وہ دوپٹے کی جگہ میموں کی سی بڑی گھیرے دار ٹوپیاں اوڑھیں اور ان میں حالی کی دوایک تہ کی لمبی نقاب دو طرفہ ایسی ڈالیں جو سینے اور پیٹھ تک لٹکتی رہے بر دہی رہ گیا اور زینت کے مقامات کا ستر ہی ہٹا اور بے تکلف ہاتھ پاؤں سے کام کر سکنے کی صورت بھی نکل آئی۔

انگریزوں کے لباس کی ایک خوبی یہ ہے کہ آپ کہیں جا بسے اور کسی حیثیت کے آدمی کو دیکھئے سب کا لباس ایک ہی وضع کا پائیگا حالانکہ صبح سے رات تک ہر موقع و ہر کام کے لئے الگ الگ لباس ہیں لیکن وضعداری کا یہ حال ہے کہ وہ اس تکلیف دہ پابندی کو ضروری سمجھتے اور رہتے ہیں کیا مجال جو کھیلنے کے کپڑوں سے کھانا کھالیں یا کھانے کے کپڑوں کے ساتھ سو جائیں ہماری طرح نہیں کہ کھانا پینا کھیلنا کودنا، ملنا جلنا اندر اور ہر شادی غمی سب برابر ہیں۔ ہم اگر دن ان کی طرح کپڑے بدلنے بیٹھیں تو گھبرا جائیں اور لعنت بھیج دیں لیکن یہ ہماری جاہلی سستی اور ملکی کاہلی کی وجہ ہے اگر کوئی پیٹر اعظم یا کوئی کمال پاشا مار باکر ہمارا یہ سستی پیدا کرنے والا لباس اتروا کے اور ویسا ہی چست اور شگف لباس پہنائے تو پھر دیکھئے ہم اور کچھ نہیں تو کم سے کم ملا سرا تو ضرور مہذب بنجائیں۔ ذرا تصور کیجئے کہ اگر ہندی یا کلاسکو لیں انگریزوں کی انگلی کی جگہ ہم کو بجوا کر بلایا جائے تو ہم وہاں کیا کریں ہر شخص کا علیحدہ علیحدہ لباس ہو صرف سر ہی کا لباس پیجئے۔ بچگانی ننگے سر پھرے۔ لیکن وہاں مارے سردی کے گلوبند ضرور باندھ لے، ترکی ٹوپی ایرانی ٹوپی انور بے گاندھی کیپ فلٹ کیپ پگڑی، امرو ہہ کی کاچوبی، دوپلی، چوگوشی، میرٹھی، ایش، پارسی کھڑکی دار پگڑی، بوہرا ٹوپی، بوہرا پگڑی، خوجہ پگڑی، مارواڑی پگڑی، مرہٹہ پگڑی، پنجابی صافہ مدراسی صافہ پٹیداری ننگی غرض جتنے طرح کے لوگ اتنی طرح کی ٹوپیاں اور پگڑیاں پہنے پھریں پھر سردی میں کان تو سب ہی لپیٹیں کوئی گلوبند سے کوئی ٹوپی سے رضائیاں اور کمبل اوڑھے روئی کے کرٹ لپاٹے اور روئی کے پاجامے پہنے پھرتے رہیں۔

انگریزوں میں باوجود ان کی روایتی قدامت پسندی کے ایک عجیب غریب جدت طرازی ہے وہ اپنے سر و رواج کو مشکل سے چھوڑتے ہیں لیکن ضرورت زمانہ کے مطابق اپنے آپ کو فوراً ڈھال لیتے ہیں یا یہ کہ اپنا ضرورت کے مطابق کر لیتے ہیں ہندوستان میں آئے یہاں کی تیز دھوپ سے تکلیف ہونے لگی فوراً ٹوپ ایجاد کر لیا ہلکا پھلکا گرمی برسات دونوں موسم میں آرام دہ چیز، ہندوستان چار پانچ ہزار برس سے رہتے ہیں اور مسلمان بھی قریب ایک ہزار سال سے لیکن نہ ہمارے باپ دادا کو یہ سوجھی، نہ ہم باوضع مہذب بیٹوں پوتوں کو اس کے اختیار کرنے کی عقل آئی سارا لباس انگریزی پہن لیں گے برساتی اوڑھ لیں گے اور جب سر کی ٹوپی بھیگنے لگے گی تو اردلی یا سواروں کی برساتی کنٹوپ اوڑھ لیں گے لیکن ہیٹ نہیں نہیں گے یہ نکمہ ہیٹ پہنی کہ ایمان درہم گیا اور انگریز ہوئے۔ انہوں نے پانی کی خرابی کا علاج فلٹر سے کر لیا گرم سرد بوتلیں تجالیں تیل کے چولھے ایجاد کر لئے تہ ہو جانے والے پلنگ، کرسیاں میزیں ایجاد کر لیں صاف ستھرا اٹھا دیا خانہ بنا لیا اور جانے کیا کیا کر لیا لیکن ہماری یہ کیفیت ہے کہ آجتک ہماری بیل گاڑیاں کھینچی ہاڑی کے آلات۔ بڑھئی ولوہار کے اوزار جولاہے کا کارگھا۔ راجہ اشوک اور چندر گپتا ہی کے زمانہ کا ہے اس میں انگریزوں کی دیکھا دیکھی ہی کوئی ایک آدھ کیل کانٹا زیادہ ہوا ہو تو ہوا ہو ہمارے گاؤں کو جا کر دیکھئے کسی بنگالی پوسٹ گریجویٹ کا مضمون مثلاً سبک ہندو کے زمانہ کی دیہاتی زندگی" پڑھئے آپ کو اس عدیم المثال قدامت پر حیرت ہوگی کہ وہاں آج لوگ چار ہزار برس پہلے کی نسبتی بسر کرتے ہیں اسی طرح گاؤں کے چاروں طرف رفع حاجت کرتے ہیں اسی طرح بچے اور ننگ دھڑنگ ہیں اسی طرح برسات میں راستے بند ہو جاتے ہیں اسی طرح رات کے وقت گاؤں بھر کی گلیوں میں اندھیرا ہو جاتا ہے، وہی پرانا لباس ہے وہی کھیتی باڑی اور بوہار و برہمی کے اوزار ہیں وہی کہانا بھنگر کرنے والی بیل گاڑیاں ہیں اور وہی پرانا پنچایت کا طریقہ ہے جسے ہندوستانی طبان ویلن پر گش پارلیمنٹ سے زیادہ قدیم اور پرائیکل سائنس کا نشۂ اول سمجھتے ہیں۔ ہماری چھتوں پر آج بھی ہمارے نیصدی بالکل اسی وضع کی کھپریل ڈالی جاتی ہے جیسے سکندر کے حملے سے پہلے ڈالی جاتی تھی ہمارے گھروں کے سنڈاس آج بھی باوجود میونسپلٹیوں میں وکیل اور ڈاکٹر ممبر ہونے کے اسی طرح سڑتے ہیں کہ انگلستان کے کسی ادنیٰ گاؤں میں اسے برداشت نہیں کیا جا سکتا ہمارے بادر چیخانوں میں آج بھی ویسے ہی دھواں دینے والے چولھے ہیں جو سارے گھر میں دھواں ہی دھواں کر دیتے ہیں اور مایا بیوی کی پھونکنے پھونکتے آنکھیں سرخ اور سرخالی ہو جاتا ہے ہم روزمرہ یہ باتیں دیکھتے ہیں اور یہ تکلیفیں محسوس کرتے ہیں لیکن فرمان جائیے ہماری وضعداری بےعقلی اور حمیتی کے کہ اس کی بالکل پروا نہیں کرتے اور ابھی تک زندہ ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں وبا دوا میں مرتے ہیں ننگے پاؤں، ننگے بدن، پھرتے ہیں عورتوں کے ساتھ چلتے پلاتے نکلتے ہیں مردوں کو کھلے منہ لیجاتے ہیں، سر راہ گندی گلیوں اور غلیظ راستوں میں تھوڑا سا پانی چھڑک کر پتوں میں کھانا رکھکر زمین پر بیٹھکر ہاتھوں سے بے دھڑکے کھانے کھاتے ہیں سر راہ اکھیجے کرتے ہوئے جاتے ہیں، نادانی کی باتوں پر ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ہیں دنیا کی موجودہ ترقی کے مقابلہ میں ہمیشہ اپنے بزرگوں کے کارناموں کا ذکر کرتے ہیں، اور اب ۳۱- دسمبر ۱۹۲۹ء کی رات کے بارہ انگریزوں سے ہندوستان کے لینے والے ہیں۔

اس ساری رام کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ انگریزوں میں عقل ہی کیر کٹر ہے اتفاق ہی عملیت ہے۔ اس لئے وہ حاکم ہیں، اور ہم میں ——— میں کس طرح اپنی زبان سے کہوں کہ ان میں سے کچھ بھی نہیں ہے اس لئے ہم محکوم ہیں،

کیا آپکو فارسی پڑھنے کا شوق ہے

اگر ہے تو کسی استاد کی منت و خوشامد کی ضرورت نہیں صرف ایک روپیہ خرچ کر کے کتاب فارسی بول چال جس کو زبان فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے حضرات نے نہایت محنت سے مرتب کیا ہے منگالیں چند جلدیں باقی ہیں قیمت ایک روپیہ

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی۔

باہمی امداد

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

فخرالدین اور بنیاد علی ایک ہی محلہ کے رہنے والے تھے بچپن سے دونوں ساتھ کھیلے، ساتھ پڑھے اور ساتھ ہی جوان ہوئے۔ بنیاد علی کو تعلیم حاصل کرنے کا شوق کسی قدر زیادہ تھا اس لئے سیانچی سے گلستاں بوستاں اور شاید یوسف زلیخا بڑھکر وہ تو اس قابل ہو گیا کہ ضرورت ہو تو اپنا خط پتر لکھ لیا کرے، لیکن فخرالدین کو کتاب سے قطعاً کوئی مناسبت نہ تھی۔ بچپن میں میاںچی کی خوبیاں بھی خوب لکھائیں اور باپ کے ہاتھ سے بھی اکثر پٹتا کٹتا رہا لیکن اس نے کسی طرح بھی بقدر ادنیٰ قاعدہ ہی ختم کر کے نہ دیا۔

باپ کی زندگی تک تو خیر کوئی بات نہ تھی بچارے بڑے میاں جس طرح بھی ہوتا تھا کما کر لاتے تھے اور بیوی بچوں کا پیٹ پالتے تھے لیکن والد کے انتقال کے بعد فخرالدین کے سر پر مصیبتوں کا نہایت پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اس کی عمر اس وقت اٹھارہ سال کی تھی لیکن چونکہ اب تک تمام عمر صرف کھیلنے اور سیر سپاٹے کرنے میں گذاری تھی اس لئے اسے کچھ بھی خبر نہ تھی کہ دنیا میں کیا ہوتا ہے اور اپنے پیٹ کے لئے روٹی کس طرح کمائی جاتی ہے۔

فخرالدین کھلا لڑکا تھا بے پروا تھا، بڑھنے لکھنے سے بھاگتا تھا لیکن ہوشیار نہ تھا۔ ہر بات پر غور کرتا اور اسے سمجھنے کی کوشش میں کئی کئی گھنٹے صرف کر دیتا اس کی جبلی عادت تھی باپ کے مرنے کے بعد یکایک سارے گھر کا بار اس کے سر پڑا تو اپنی عادت کے مطابق اس نے تنہائی میں بیٹھکر تمام حالات پر غور کرنا شروع کیا اور کئی گھنٹے کے مسلسل غور و خوض کے بعد حصول معاش کی کئی ایک مختلف تدبیریں سوچیں ایک ایک کر کے وہ سب تدبیریں آزمائی گئیں اور بالآخر جو تدبیر کامیاب ہوئی وہ یہ تھی کہ اس نے ایک ٹھیکیدار نے مزدوروں کی نگرانی کرنے اور ان سے کام لینے کی خدمت پر نوکر رکھ لیا ضرورت اور احتیاج نے اس کی عادتیں بالکل بدل دیں اور اب نہ وہ بے پروا تھا نہ لاپرواہی بلکہ انتہائی محنت اور ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیا کرتا تھا۔

دنیا کی آزمائشوں میں مبتلا ہونے سے بنیاد علی ہی نہ بچ سکا باپ کے انتقال کے بعد اسے بھی طرح طرح کی دشواریوں کا سامنا ہوا اور تلاش معاش میں بہت کچھ دکھے کھانے پڑے لیکن آخر کار اسے چونگی کے محکمہ میں ایک مستقل ملازمت مل گئی اور وہ ہر وقت کی پریشانی دور ہوئی۔

بنیاد علی اور فخرالدین اگرچہ مدتوں پریشان بھی رہے اور اب بھی اپنی ملازمتوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے ملنے جلنے کے موقعے بہت کم پاتے تھے لیکن وہ ایکدوسرے کو بھولے نہیں اور اب ان باتوں کو دس بارہ برس گذر جانے کے بعد بھی وہ دونوں جب کبھی ملتے تھے تو اسی بے تکلفی اور خلوص کے ساتھ ملتے تھے جو ان میں بچپن سے قائم تھا بنیاد علی آہستہ آہستہ ترقی کر کے اب ایک معقول تنخواہ کے عہدہ تک پہنچ گیا تھا اور فخرالدین کی کارگذاریوں نے ٹھیکیدار کو اس پر اس قدر مہربان کر دیا تھا کہ اس نے فخرالدین کا کچھ روپیہ بھی ٹھیکہ میں لگانا اور اس کا منافع اسے دینا مقرر کر دیا تھا اور اس طرح دونوں کی آمدنی اب اچھی خاصی تھی۔ دونوں دوستوں کا مزاج بہت کچھ بالکل ایک سا تھا اور اب اگر ان میں کوئی فرق معلوم ہوتا تھا تو یہ کہ بنیاد علی کے دل میں روپے پیسے کی محبت بہت زیادہ تھی اور فخرالدین اگرچہ فضول خرچ تو بالکل نہ تھا لیکن روپے کو اپنی ضروریات رفع کرنے کے ایک ذریعہ سے زیادہ اور کوئی وقعت بھی نہ دیتا تھا۔

شب برات کا دن تھا دونوں دوستوں کو فرصت تھی شام کو کھانے سے فارغ ہو کر دونوں باتیں کرتے ہوئے سیر کے لئے گھر سے نکلے اور آہستہ آہستہ اس شور غل پر جو ہر گلی اور ہر سڑک پر آتشبازی چھوڑنے والوں نے مچا رکھا تھا اور مسلمانوں کی اس احمقانہ رسم پر کہ بے وجہ و بے سبب اپنے ہاتھ سے اپنی دولت کو آگ لگایا کرتے ہیں اور گھر پھونک تماشا۔ بکھنے کے مصداق بنتے ہیں لعنت کرتے ہوئے شہر سے باہر انگریز سینڈرا پارک میں پہنچ گئے بہت دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں اسکے بعد لڑکیوں کی شادی کا ذکر چھڑ گیا۔

بنیاد علی۔ کہو اب تو صغریٰ کے جہیز کے لئے اچھی طرح تیاریاں کر لی ہوں گی؟

فخرالدین۔ صغریٰ جائے اور اس کی ماں۔ مجھے تو تم جانتے ہو کہ ان باتوں سے کوئی واسطہ ہی نہیں رہتا۔

بنیاد علی۔ آخر بھائی روپیہ تو تمہیں کما کر دیتے ہو اگر تم نے کافی روپیہ اس کی ماں کو دیا ہوگا تو ظاہر ہے انہوں نے انتظام کر لیا ہوگا نہیں تو وہ بیچاری کیا کر سکتی ہیں۔

فخرالدین۔ بھئی تمہیں تو معلوم ہے کہ میں جو کچھ بھی کماتا ہوں ایک ایک پیسہ ان کے ہاتھ میں دیدیتا ہوں اور کبھی لوٹ کر یہ بھی نہیں پوچھتا کہ تم نے کیا کیا اور کیا نہیں کیا، وہ جانیں اور ان کا کام۔ سیاہ کرو یا سفید انھیں پورا پورا اختیار ہے۔ کافی اور ناکافی کا حال بھی مجھے نہیں معلوم کیونکہ میرے ہاتھوں سے خرچ ہوتو مجھے پتہ چلے کہ اتنا آیا تھا اور اتنا خرچ ہوا یوں بھلا مجھے کیا خبر ہو سکتی ہے۔

بنیاد علی۔ اتنی بے پرواہی اچھی نہیں ہوتی۔ صغریٰ کی عمر اب تو برس کی ہو چکی تین چار برس میں اللہ لے جا تو بیاہنے کے لائق ہو جائے گی تمہیں ابھی سے اسکی فکر کرنی چاہیئے۔

فخرالدین۔ ابھی تو تین چار برس میں وہ شادی کے قابل نہیں ہو سکتی کیونکہ ہمارے ملک کی لڑکیاں سولہ سترہ برس سے پہلے یہ سمجھ ہی نہیں سکتیں کہ بیوی ہونا کس کے کہنے کیسے فرض پڑ جاتے ہیں وہ خیر بیوی تو بن ہی جائیں لیکن ماں بننا ان کے لئے سخت دشوار ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ پندرہ سولہ برس کی بچی بھلا کیا جانے کہ بچوں کو کیسے پالتے ہیں اور اس ننھے سے کھلونے کی عادتیں اور مزاج کس طرح (اپنی مرضی کے مطابق ڈھالتے ہیں، میں تو خدا لے خیر سے رکھی تو اپنی صغریٰ کی شادی سترہ سال کی عمر سے پہلے کروں گا نہیں اسلئے ابھی آٹھ برس پڑے ہیں دوسرے جیا کہیں لے جا چکا ہوں مجھے ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے خدا کے فضل سے اس کی ماں جو ہے اور اسے یہ آتشبازی بھی جو کچھ چاہے کرے۔

بنیاد علی۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہے پھر بھی بھائی بچپن ہی سے تھوڑا تھوڑا نہ پیسہ وغیرہ

بچیوں کے لئے بنتا رہتا ہے تو وقت کے وقت بہت آسانی ہو جاتی ہے مہینے رہبدہ کے لئے ابھی سے سب انتظامات شروع کر دیئے ہر مہینے میں کچھ نہ کچھ اسکے لئے خرید کر یا بنوا کر ڈال دیتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ جب تک وہ جوان ہو گی اس کا تمام جہیز بالکل مکمل گھر میں موجود ہو گا

فخر الدین - یہ تو بڑی اچھی بات ہے مگر بھئی میں کیا کروں مجھ سے اس قسم کے کام ہو نہیں سکتے۔

بنیاد علی - اچھی بات بھی ہے اور ایک طرح پر (مسکرا کر) نقصان کی صورت بھی ہے۔

فخر الدین - تعجب ہے نقصان کی صورت کیسے ؟

بنیاد علی - یہاں ہر سال ان تمام زیوروں پر زکوٰۃ نکالنی پڑتی ہے اور سچ پوچھو تو تھوڑے دنوں میں سارا کا سارا زیور زکوٰۃ نکالتے نکالتے ہی رہ جاتا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اللہ میاں مسلمانوں سے کیوں اس قدر ناراض تھے کہ اور تو انہیں سود لینے سے منع کر دیا اور اوپر سے زکوٰۃ کی شق نکال دی خدا جانے کیسی کیسی مصیبتوں سے ہم دس بیس پچاس روپے بچا پاتے ہیں وہ جناب چنار روڈ میں زکوٰۃ میں برابر سرابر ہو جاتے ہیں۔

فخر الدین (مسکرا کر) تو پھر تم زکوٰۃ دیتے ہی کیوں ہو !

بنیاد علی - کیا کریں مذہب کا حکم ہے۔ دینی ہی پڑتی ہے۔

فخر الدین - جب تمہیں زکوٰۃ دینے کو بُرا خیال کرتے ہو اور پھر بھی دیتے ہو تو اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ تم دل سے تو مذہب کے حکموں کو بُرا سمجھتے ہو مگر دنیا دکھاوے کے لئے زبردستی اس کی پابندی کرتے رہتے ہو۔

بنیاد علی - ایک بھی برا کیا مختصر ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ دنیا بھر ایسا ہی کیا کرتی ہے دل میں سب کو مذہب کے ایسے حکم بُرے معلوم ہوتے ہیں جن کی وجہ سے تکلیف یا نقصان پہنچے مگر ظاہر میں سب ان کی پابندی کیا کرتے ہیں۔

فخر الدین - یہ تو ٹھیک نہیں ہے یہ تو کھلی ہوئی بے ایمانی ہے کہ ہر قل میں تو ایک کام کو برا سمجھیں اور لوگوں کے دکھانے کے لئے اسے کرتے بھی رہیں اگر سب مسلمانوں کی یہی حالت ہے تو اس کے صاف معنے یہی ہیں کہ ایک شخص بھی سچا مسلمان نہیں ہے۔

بنیاد علی - کیوں ؟

فخر الدین - اسی لئے کہ وہ مذہب کے حکموں کو بُرا سمجھتے ہیں مسلمان تو وہ اس صورت میں کہلاتے ہیں کہ جب انہیں اسلام کے حکم سب اچھے معلوم ہوتے اور ان کا دل ان حکموں کا پابند ہوتا ہے۔

بنیاد علی - اب یہ تو میں جانتا نہیں مگر ہاں مجھے یہ معلوم ہے کہ بڑے بڑے مولوی بھی خوشی سے زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں اور سال کے سال ایک بڑی سی رقم دیتے ہوئے ان کا بھی جی دکھا کرتا ہے۔

فخر الدین - دوسروں کے دل کا حال تمہیں کیا معلوم ؟

بنیاد علی - معلوم کیسے نہیں ہے ؟ بڑے مولوی صاحب کے ہاں ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تہوڑے سے روپوں منگا کر مٹی کے لوٹوں میں بھر دیتے ہیں اور یہ لوٹے فقیروں کو تقسیم کئے جاتے ہیں کسی ایک لوٹے میں پانچ سو یا چھ سو روپے کے وہ نوٹ بھی رکھ دیتے جاتے ہیں جو زکوٰۃ میں نکالے ہیں اور مولوی صاحب کے آدمیوں کو اس لوٹے کی پہچان ہوتی ہے جب اس لوٹے کی باری آتی ہے تو لوگ چپکے سے اشارہ کر دیتے ہیں اور مولوی صاحب یہ ظاہر کرتے کہ انھیں اس فقیر کے حال پر ترس آگیا ہے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا وہ اپنا لوٹا بیچتا ہے مولوی صاحب کے آدمی چپکے چپکے اس شخص سے کہتے ہیں کہ ارے بیچ ڈال مولوی صاحب کو تجھ پر ترس آگیا ہے اس وقت بہت سے روپے مل جائینگے پانچ روپے سے کم قیمت نہ مانگنا بچارے فقیر کو کیا خبر کہ کسے لوٹے میں سینکڑوں روپے کے نوٹ بھرے پڑے ہیں وہ لوٹے دیتے وقت دو سو روپے کے بہتے سے اپنے لوٹے کی قیمت پانچ روپے مانگتا ہے اور مولوی صاحب فوراً اسے پانچ روپے دیکر وہ لوٹا خرید لیتے ہیں اور اس طرح پانچ روپے اور تہوڑے سے گیہوں تقسیم کر کے وہ زکوٰۃ کی پوری رقم بے ایمانی سے خرید لیتے ہیں اور اسے جائز طور پر اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔

فخر الدین - لیکن تم تو خود ہی کہہ رہے ہو کہ وہ بے ایمانی سے یہ رقم خریدا کرتے ہیں۔

بنیاد علی - بے ایمانی نہیں تو کیا ایمانداری ہے ؟

فخر الدین - میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ جب مذہب کے حکموں کو بُرا سمجھ کر تم ان کی پابندی کرتے ہو تو تم ایماندار نہیں ہو بلکہ بے ایمان ہو۔

بنیاد علی - میں تو ایسا کرتا ہی نہیں لیکن جب مذہب کے بڑے بڑے پیشوا ایسا کرتے ہیں تو پھر ہمارا کیا ذکر ہے۔

فخر الدین - مولوی صاحب اگر چوری کریں تو چوری جائز تو نہیں ہو سکتی مذہب کی پابندی کے تو یہی معنی ہیں کہ انسان سچے دل سے ان اصولوں کو اچھا سمجھتا ہو جو اس نے اپنے اختیار کئے ہیں اگر دل میں مذہب کے اصولوں کی وقعت موجود نہیں ہو تو ہم ہرگز ہرگز اس مذہب کے پابند نہیں ہیں جس مسلمان کو نماز روزہ، حج زکوٰۃ یا انصاف، سچائی، ایمانداری، اخوت، مساوات اور ہمدردی وغیرہ اچھی چیزیں نہ معلوم ہوں اور وہ زبردستی اپنی عقل اور پسند کی مرضی کے خلاف ان باتوں کا پابند ہو اسے کوئی حق نہیں ہے کہ وہ خود کو مسلمان کہے۔

بنیاد علی - مگر پھر بھی تو شاید ہندوستان بھر میں ایک شخص بھی مسلمان نہ نکلے گا۔

فخر الدین - کیوں ؟

بنیاد علی - اسی لئے کہ کسی کو نماز بُری معلوم ہوتی ہو گی کسی کو روزہ بامشقت ہو گا کوئی زکوٰۃ دینا پسند نہ کرتا ہو گا اور کسی کو حج کے نام سے موت آجائے گی۔

فخر الدین - تمہارا خیال صحیح ہے لیکن کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ ایسا کیوں ہے ؟

بنیاد علی - اسی لئے ایسا ہے کہ سب انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں اور ساری چیزیں ہر شخص کو پسند نہیں آسکتیں۔

فخر الدین - اگر انسان کی عقل بیمار خراب اور فتور نہیں ہے اور اگر مذہب کے اصول واقعی اچھے اور مفید ہیں تو ہر شخص کو ہر چیز پسند آنی چاہیئے۔

بنیاد علی - مذہب کے اصولوں کو تو میں بُرا نہیں کہہ سکتا مگر شاید ہماری ہی عقلوں کا قصور ہو گا۔

فخر الدین - ہماری عقلوں کا بھی قصور نہیں ہے۔ یہ سب قصور ہمارے مذہبی پیشواؤں کا ہے انہوں نے مذہب کو ایک کچا تاگا یا مکڑی کے جالے کا تار بنا

دیا ہے کہ اگر کسی نے اسے خدا بھی بھروایا ذرا بھی عقل سے کام لینا چاہا تو وہ جالا ٹوٹ جائے گا وہ نہ تو خود کبھی کسی بات کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ کبھی انہیں اتنی توفیق ہوتی ہے کہ دوسروں کو کوئی بات سمجھائے مسلمان اب اس لئے مسلمان نہیں ہوتے کہ ان کی عقل انھیں یہ بتاتی ہے کہ اس سے بہتر کسی اور مذہب کے اصول نہیں ہوسکتے، بلکہ اب وہ صرف اسلئے مسلمان ہوتے ہیں کہ ایک مسلمان کے گھر پیدا ہوگئے ہیں۔

بنیاد علی۔ ہم نے تو ہمیشہ یہی سنا کہ مذہبی باتوں میں عقل کا دخل نہ ہونا چاہیئے۔

فخر الدین۔ یہ تو بالکل ایسی ہی بات ہوگی کہ کوئی ہم سے یہ کہے کہ آنکھیں بند کر کے بغیر دیکھے ہوئے سفید رنگ کا کپڑا یا کاغذ اٹھالو کیسی اصول کی اچھائی یا برائی سمجھنے کے لئے خدا نے ہمیں صرف ایک ہی الہ دیا ہے، اور وہ عقل ہے اگر ہم اسی سے کام نہ لیں تو پھر ہمیں یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اچھی بات کونسی ہے اور بری بات کونسی جس طرح آنکھیں بند رکھ کے ہم یہ نہیں جان سکتے کہ کاغذ کورا ہے اور سفید کورا اسی طرح عقل کے بغیر ہم اچھے اور برے مذہب میں بھی تمیز نہیں کرسکتے۔

بنیاد علی۔ مگر یہ بھی تو یہ تو دیکھو کہ اگر عقل سے کام لیا تو پھر تو کوئی شخص مذہب کو قبول ہی نہیں کرسکتا کیونکہ مذہب کے بہت سے حکم ایسے ہوتے ہیں جو عقل کے خلاف ہوتے ہیں۔

فخر الدین۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ ایک اچھے اور سچے مذہب کا کوئی حکم ہرگز ہرگز عقل کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

بنیاد علی۔ تمہاری یہ بات تو میری سمجھ میں نہ آئی۔ اب بھلا تم مجھے یہی بتادو کہ زکوٰۃ نکالنے میں وہ کونسی خوبی ہے جو مذہب نے خواہ مخواہ ہم پر فرض کر دیا ہے۔

فخر الدین۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں کوئی پڑھا لکھا آدمی تو ہوں نہیں البتہ مجھے کچھ اس بات کا ضبط سا ہے کہ ہر ایک بات کی تہ کو پہنچنے کی کوشش کیا کرتا ہوں۔ زکوٰۃ کے متعلق بھی میں نے بہت دن ہوئے کئی دن تک برابر غور کیا تھا اور میری سمجھ میں جو کچھ آیا تمہاری وہ میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔

بنیاد علی۔ تم ہزاروں پڑھے لکھوں سے زیادہ عقلمند اور واقف کار ہو۔ غالباً تم نے جو رائے قائم کی ہوگی وہ غلط نہ ہوگی بہر حال تم کہو میں سننے کے لئے تیار ہوں۔

فخر الدین۔ زکوٰۃ کے متعلق سب سے پہلی بات تو یہ دیکھنے کی ہے کہ وہ سب مسلمانوں پر فرض نہیں ہے بلکہ صرف ان مسلمانوں پر فرض ہے کہ جو کہا پیکر اور اپنے سب ضروری اور معمولی خرچ پورے کرنے کے بعد بھی اپنی آمدنی میں سے کچھ روپیہ بچا سکیں سال بھر تک خوب کھاتے پیتے اور پہننے اوڑھنے کے بعد اگر تمہارے پاس سو روپے بچ رہے تب بھی، تمہاری ضرورت سے وہ زیادہ ہیں جو چیز ہماری ضرورت سے زیادہ ہو وہ اگر سیر بھر ہو تو کوئی خوشی نہیں اور اگر تین پاؤ ہی رہ جائے تو کوئی کمی نہیں کیونکہ پاؤں بھر کم ہو جانے سے نہ ہمارے کوئی ضرورت رکتی ہے اور نہ ہمیں کوئی نقصان پہنچتا ہے اس سے کہ کم ہم اتنا تو ضروری سمجھ سکتے ہیں کہ مذہب نے زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیکر ہم پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے اور یہ کہ زکوٰۃ نکالنے سے ہماری اپنی کوئی ضرورت بند نہیں ہوتی اور ہمارے اس روپے میں کوئی بیش کم نہیں ہوتا۔ جس کی ہمیں اپنے یا اپنی بیوی بچوں کے لئے ضرورت تھی۔

بنیاد علی۔ یہ ٹھیک ہے لیکن پھر بھی بہر حال وہ ہمارا اپنا روپیہ ہے اور ہم نے اپنی محنت سے اسے پیدا کیا ہوتا۔

فخر الدین۔ میں اسے مانتا ہوں۔ لیکن فرض کرو کہ تم روز ایک گھڑا پانی دریا سے یا کنوئیں سے بھر لاتے ہو اور دن بھر اسے استعمال کرتے ہو۔ تمہارے نہانے دھونے اور پینے کے۔۔ بعد اگر آج شام کو ایک لوٹا پانی بچ رہا تو کیا تم دریا پر جا کر دوسرے دن ایک لوٹا کم ایک گھڑا پانی دریا سے بھر کر لاؤ گے اگر ایسا نہیں کرو گے اور پورا گھڑا بھر کر لاؤ گے تو ظاہر ہے کہ وہ بچا ہوا ایک لوٹا پھر بھی تمہاری ضرورت سے زیادہ ہی رہے گا اور اگر تم ہمیشہ ایک گھڑا روز لاتے رہو تو اس ایک لوٹے کے خرچ ہونے کی کبھی نوبت نہیں آسکتی یہ ایک لوٹا پانی خرچ ہونا تمہاری اپنی ملکیت ہی لیکن یہ بتاؤ کہ وہ تمہارے کس مصرف کا۔

بنیاد علی۔ واہ یہ تو تم نے اچھی بات کہی وہ ہمارے مصرف کا کیوں نہیں ہے؟ جس وقت ہم پانی بھرنے نہ جائیں اسی روز وہ ہمارے کام آسکتا ہے۔

فخر الدین۔ پانی بھرنے کیوں نہ جاؤ؟ تمہیں معلوم ہے کہ خدا نے ہمارے بدن کی مشین اس اصول پر بنائی ہے کہ روز کے روز ہم محنت و مشقت کر کے اپنے بدن سے تمام خراب مادہ نکالتے رہیں اور روز کے روز تازہ تازہ خوراک سے اپنی پرورش کیا کرے اور اگر ہم خراب مادوں کو بدن میں جمع رکھیں اور محنت نہ کریں تو سوائے اسکے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ بدن تازہ خوراک لینا اور اس سے اپنی پرورش کرنا چھوڑ دے اور ہماری تندرستی میں فرق آجائے۔ ہم اگر تندرست رہنا چاہتے ہیں تو ہم اس بات پر مجبور ہیں کہ روزانہ بلا ناغہ محنت اور مشقت کیا کریں اور جب محنت کریں گے تو روپیہ کمانا لازمی ہے گویا دریا پر پانی لینے جانا اور گھڑا بھر کر لانا تو ہماری تندرستی کے لئے ضروری ہے اس سے تو ہم بازہ ہی نہیں سکتے اور نہ ہمیں باز رہنا چاہیئے اسلئے ایسا موقع تو کبھی آ ہی نہیں سکتا کہ ہم پانی بھرنے نہ جائیں اور بچے ہوئے لوٹے سے فائدہ اٹھائیں۔

بنیاد علی۔ آ تو سکتا ہے۔ فرض کرو کہ کسی دن ہم بیمار پڑ جائیں یا کوئی ایسا حادثہ ہو جائے کہ ہمارے ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائیں تو اس وقت تو بغیر اس لوٹے کے کسی طرح کام ہی نہیں چل سکتا۔

فخر الدین۔ تمہارا خیال بالکل درست ہے لیکن تم نے یہ خیال نہ کیا کہ اسلام تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ جو ایک لوٹا تم نے بچا کر رکھا ہے وہ پورا کا پورا خدا کی راہ میں دیدو۔ اسلام کا حکم تو یہ ہے کہ لوٹے میں سے دو چار گھونٹ خدا کی راہ میں دو اور باقی اپنے لئے رکھو۔

بنیاد علی۔ لیکن اگر ہم دریا پر جانے اور پانی بھرنے سے ہمیشہ کے لئے یا ایک بہت بڑی مدت کے لئے معذور ہو گئے ہیں تب؟ ایسی صورت میں تو ایک ایک گھونٹ بھی ہمارے لئے ایک مشکے سے زیادہ ہے۔

فخر الدین۔ ضرور۔ لیکن اگر واقعی ایسی ہی صورت ہے تو ایک لوٹا یا دس لوٹے یا ہزار لوٹے بھی کتنے دنوں تک کام دینگے؟ اس کے لئے تو ضروری ہے کہ ہر شخص اپنے گھر کے اندر ہی کنواں کھود کر لے یا دریا کے کنارے گھر بنائے۔

بنیاد علی۔ ہم یہی کر سکتے ہیں کہ ہمارے بچے ہوئے روپے سے جتنے زیادہ دنوں کام چل سکے چلائیں اور اسلئے یہ اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ ہمارے لوٹے میں سے ایک بوند بھی کسی اور کام میں خرچ نہ ہو۔

فخر الدین۔ بیشک انسانی عقل صرف اتنا ہی کام کر سکتی ہے لیکن خدا کی عقل اس سے بہت زیادہ بڑی ہے اس لئے اس نے ایسے لوگوں کا بھی نہایت

اور معقول انتظام کر دیا ہے جو ہمیشہ کے لئے کمانے سے معذور ہو جائیں۔

بنیاد علی۔ وہ کیا؟

فخر الدین۔ وہی زکوٰۃ کہ جسے تم برا کہہ رہے ہو تم سوچو کہ تم اپنی انتہائی کوششوں کے باوجود بھی دو چار برس میں سو پچاس لوگوں سے زیادہ پانی بھر نہیں کر سکتے اور اتنا ہی بہت کہ لوگ کر سکتے ہیں زیادہ تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہے جو "روز کنواں کھودنا اور روز پانی پینا" کے مصداق ہیں ان کے پاس ایک مٹکا بھی بچا ہوا نہیں ہوتا اب ایسی حالت میں جن کے پاس کچھ بچا ہوا نہیں ہے وہ تو غریب ایک دن کا بھی کام نہیں چلا سکتے اور جن کے پاس دس بیس لوٹے ہیں وہ چند روز تک اپنا کام اس سے نکال سکتے ہیں لیکن آخر کار یہ بھی مجبوراً ناچار ہو جاتے ہیں اور ان کے پاس بھی اپنا خرچ چلانے کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا اسلام نے ایسی حالت اور اس قسم کی ضرورت کے لئے کس قدر معقول بندوبست کر دیا ہے کہ جن لوگوں کے پاس ایک لوٹا بھی بچا ہوا ہو وہ اس میں سے بہت نہیں صرف چند گھونٹ پانی اپنے ایسے رشتہ داروں کو جو معذور ہیں ایسے یتیموں کو جن کا پالنے والا کوئی نہیں ایسی بیواؤں کو جن کا سہارا ان کیلئے کوئی انتظام چھوڑ کر نہیں مرا ہے یا قوم کے اور ایسے غریبوں اور محتاجوں کو کہ جو اپنے لئے خود پانی بھرنے کی استطاعت نہیں رکھتے دیدیا کریں جن لوگوں کے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں اور جو پانی بھر کر لانے کا مقدور رکھتے ہیں انھیں ہر صورت روز در یا تک جانا اور پانی بھر کر لانا ہے ان کے پاس اگر دو ایک لوٹے بچے رکھے ہوں تو ان کے کسی کام کے نہیں ہیں لیکن اگر پچاس ایسے آدمی جن کے پاس ایک ایک دو دو لوٹے بچے رکھے ہیں روزمرہ چار چار چھ چھ گھونٹ پانی کسی معذور کو دیدیا کریں تو اس کی تمام عمر نہایت آسانی سے بسر ہو سکتی ہے۔

بنیاد علی۔ لیکن کل کو جب انہی پانی لانے والوں میں سے کوئی معذور ہو جائے تو پھر اس کا کام کیسے چلے گا۔

فخر الدین۔ اسلام کے احکام کے مطابق جس وقت تک کوئی شخص اپنے لئے خود کام کر سکتا ہے اس وقت تک تو اسے اپنے ہی لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی کام کرنا چاہیئے لیکن جس وقت کہ وہ خود معذور اور مجبور ہو جائے تو پھر وہ بھی اس بات کا مستحق ہو جاتا ہے کہ دوسرے اس کی خدمت کریں آج میں کمانے کے قابل ہوں اور خدا کے فضل سے اپنی ضرورت سے زیادہ کما لیتا ہوں تو یہ میرا فرض ہے کہ اپنے محتاج اور معذور رشتہ داروں کی یا دوسرے معذور اور بیکار لوگوں کی پرورش میں حصہ لوں کل کو اگر میرے ہاتھ پاؤں ہوا دیدیں یا کسی حادثہ کی وجہ سے میں کمانے کے قابل نہ رہوں تو میں مستحق بنجاؤں گا اور میرے رشتہ داروں کا یا میری قوم کے تندرست آدمیوں کا یہ فرض ہو جائے گا کہ میرے لئے کمائیں اور مجھے بیٹھے بٹھلائیں بھائی بنیاد علی لوگ سوچنے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ورنہ اگر وہ غور کریں تو دنیا میں کسی سلطنت میں یا کسی قوم میں ایسا مکمل انتظام نہیں مل سکتا جیسا کہ اسلام میں موجود ہے اسلام نے انہیں خالی یہی نہیں سکھایا ہے کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کہدیا کریں اور بس اسلام نے تمہیں اس دنیا کے اندر بھی زندگی بسر کرنے کے بہت اچھے طریقے تعلیم کئے ہیں اسلام کا منشا اور مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو الگ الگ کوئی چیز نہ سمجھیں اور اپنی جماعت کے فائدہ کی خاطر ہر وقت اپنی جان تک دیدینے کے لئے تیار رہا کریں جس طرح ہمارے ہاتھ کی یا پاؤں کی ایک انگلی جسم سے الگ ہو کر ایک بالکل بیکار اور فضول چیز ہو جاتی ہے لیکن جسم کے اندر رہکر اور جسم کی خدمت میں مصروف ہو کر وہ ایک بہت ہی طاقتور اور کارآمد آلہ بنجاتی ہے بالکل اسی طرح جماعت یا قوم سے الگ ہو کر ایک شخص کی زندگی کسی مصرف کی نہیں ہوتی اور قوم کے ساتھ مل کر اور قوم کی خدمت میں مصروف ہو کر بالکل حقیر اور ذلیل شخصوں کی زندگیاں بھی بہت کارآمد اور اچھی بنجاتی ہیں۔

بنیاد علی۔ یہ سب کچھ ٹھیک سہی لیکن پہر بھی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر جو روپیہ کہ ہم نے اپنی محنت سے کمایا ہے وہ ہم دوسروں کو کیوں دیدیں۔

فخر الدین۔ یہ بات اسی وقت تک سمجھ میں نہیں آتی کہ جبتک ہم اپنی زندگی کو قوم سے الگ کوئی چیز سمجھتے رہتے ہیں۔ آخر تو مجھے یہ بتاؤ کہ جو فالتو انگلیوں نے توڑا ہے یا جو پانی ہاتھوں نے بھرا ہے وہ منہ کے حوالہ کیوں کر دیا جائے انگلیاں جو نوالہ بناتی ہیں اسے اپنے ہی قبضہ میں رکھا کریں لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ یہی کہ تمام جسم کو خوراک میسر نہ آئے گی اور جسم کے ساتھ ساتھ انگلیاں بھی لاغر اور ضعیف ہو کر رہ جائینگی۔ یہی حالت قوم کی اور ہماری اپنی اکیلی زندگی کی ہے اگرچہ کچھ ہم کماتے ہیں اسے قوم کا مال نہ سمجھیں اور قوم کی خدمت اس کے ذریعہ سے نہ کریں تو قوم محتاج اور مفلس بنکر چند روز میں مردہ ہو جائیگی۔ اور ایک مردہ قوم کا کوئی آدمی زندہ نہیں سمجھا جاتا خواہ اس کے پاس اربوں روپیہ کیوں نہ موجود ہو۔ تنہا کبھی کسی چیز نے بھاڑ نہیں پھوڑا ہے لیکن اگر ہر شخص کی کمائی قوم کی کمائی ہو اور زکوٰۃ کے ذریعہ سے ہم اپنے معذور اور بیکار بھائیوں کی زندگی کو قائم رکھیں تو کل کو مجبوری اور ضرورت کے وقت ہماری اپنی زندگی کے لئے بھی کوئی خطرہ نہیں ہے اور ساری قوم کی زندگی کی وجہ سے ہمارا اپنا شمار بھی زندہ لوگوں کی فہرست میں ہوگا۔ زکوٰۃ تو خیر مسلمانوں پر فرض ہی ہے اس کے علاوہ یہی اس روز میں نے ایک مولوی صاحب سے سنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو یہ ہے کہ جتنا بھی تم سے ہو سکے اور جو کچھ بھی تمہارے پاس ہو وہ سب خدا کی راہ میں خرچ کر دو اور اس کا مطلب یہی ہے کہ جو کچھ بھی تم کماؤ اسے قوم کی ملکیت اور قوم کا مال سمجھو۔

بنیاد علی۔ بھئی فخر الدین تمنے پڑھا لکھا تو کچھ نہیں تھا پھر یہ تمام باتیں تمہیں کہاں سے معلوم ہو گئیں۔

فخر الدین۔ خدا نے آدمی کو عقل اسی لئے دی ہے کہ وہ ہر ایک بات پر غور کیا کرے اور ہر ایک چیز کی بھلائی اور بھلائی معلوم کرتا رہے یہ سب معمولی باتیں ہیں جو انسان کی عقل میں آسکتی ہیں ان کے لئے پڑھنے لکھنے کی کوئی ضرورت ہی آجکل پورپ کے بڑے بڑے عقلمند لوگ بھی انسان کے لئے اسی بات کو مناسب اور بہتر سمجھتے ہیں کہ قوم کے اندر لوگوں کو الگ الگ لکھپتی اور کروڑپتی نہ بننے دیا جائے بلکہ ایسا انتظام کیا جائے کہ ہر شخص قوم ہی کے لئے کام کرے اور قوم ہی کے لئے کمائے تاکہ تمام قوم ایک سی حالت میں زندگی بسر کر سکے اور یہ نہ ہو کہ دس آدمی تو رات دن عیش کریں اور نوے آدمی مصیبت اور افلاس میں مبتلا رہ کر فاقوں سے مر جائیں جیسا کہ آجکل ہو رہا ہے۔

اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ فطرت کا مذہب ہے اور اس کا مطلب یہ ہے

کہ جب انسان اپنی طرح غور اور فکر کرنے کے بعد اپنی زندگی کے لئے کوئی اصول عقل کی ہدایتوں کے مطابق بنائے گا تو وہ وہی ہوگا جو اسلام نے بتایا ہے۔ آہستہ آہستہ تمام لامذہب قومیں محض اپنی عقل سے کام لیکر اسلام سے بالکل قریب ہوتی جارہی ہیں لیکن یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ خود مسلمان مذہبی معاملات میں عقل سے کام لینا گناہ سمجھتے ہیں اور اسلام سے اسقدر دور ہوتے چلے جارہے ہیں۔

حیرت نما حمائل شریف

جہاں تفسیر والہ حیرت نما قرآن شریف بہت ہی غریب نواز قرآن شریف تھا افسوس کہ وہ اب ختم ہوگیا وہاں یہ حیرت نما حمائل شریف بھی نادار بھائیوں کے لئے مژدہ شادمانی ہے یہ حمائل شریف وہی ہے جس کا مدیہ پانچ روپے تھا اور سب سے بڑی تفسیر والی حمائل شریف کے نام سے اس کا اشتہار ہوتا تھا۔ اب چند جلدیں اس کی مل گئی ہیں۔

یہ حمائل شریف مترجم ہے بامحاورہ ہے۔ دہلی کی شستہ زبان کا نمونہ ہے اور حاشیہ پر کامل تفسیر ہے سفر اور حضر دونوں میں کارآمد ہے اور وہ بھائی جو قرآن شریف سمجھکر اور اس کی تفسیر و تشریح سے واقف ہوکر پڑھنا چاہتے ہیں ان کو یہ حمائل ضرور منگا لینی چاہیئے افسوس کہ بہت کم جلدیں ہیں اسلئے اس کا مفصل اشتہار نہیں دینا چاہتا کیونکہ جب ختم ہوجائے گی تو پھر فرمائش کی عدم تعمیل سے افسوس ہوگا۔

حیرت نما قرآن شریف کی طرح ابتدا میں ایک مبسوط مقدمہ ہے اور جو تمام مضامین قرآن پر حاوی ہے۔ غرضکہ یہ نادر حمائل شریف سوائے اسکے کہ کم ہے اور ہمہ صفت موصوف ہے یہ مجلد چرمی ڈھائی روپے۔ محصول ڈاک ۸ر

ایک حمائل سے زیادہ کسی صاحب کو نہیں بھیجی جائے گی تاکہ بہت سے آدمیوں تک پہنچ جائے جلد منگا لیجئے۔

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

بستان التفاسیر یعنی اردو ترجمہ تفسیر فتح العزیز پارہ تبارک الذی

مصنفہ عمدۃ المحدثین زبدۃ المفسرین امام العلما قدوۃ الفضلا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی

ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف لکھ سکتا ہے صرف ان کا نام کافی ہے۔ گیارہ بڑی بڑی سورتوں کی تفسیر ہے مع احادیث کے سورہ تبارک سورہ نون سورہ حاقہ سورہ معارج سورہ نوح سورہ جن سورہ مزمل۔ سورہ مدثر سورہ قیامت سورہ دھر سورہ والمرسلات لڑکیوں اور عورتوں کے واسطے اس کا مطالعہ ضروری ہے ۴۰۰ صفحات سے زائد اور ۲۰۶ صفحات کلاں۔ تقطیع مولوی صفحات سے ڈیوڑھی۔ قیمت (عاینی) عہ محصول ڈاک ۸ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اکتالیس جوہروں والا پہلا پیش بہا معجزہ نما

نئی شان کا قرآن مجید

جس کی ہر مسلمان کو ضرورت ہے

نیا اڈیشن ہونکہ پہلے کی طرح بہت اعلیٰ چھپا ہوا نہیں ہے اسلئے اس کا ہدیہ ہم کم کر دیا گیا ہے

مقدمہ میں ایسی خوبیاں کہ جن کا مطالعہ مبلغین اسلام اور سچائی کے متلاشیوں کے لئے بیحد ضروری ہے اور خط رقیہ روشن صاف چھپائی نفیس کاغذ تقطیع متوسط ۷×۱۱ انچ صحیح اور مستند حکیم الامۃ مولینا اشرف علی صاحب تھانوی مظلہ العالی کا سلیس عام فہم ترجمہ اور حاشیہ پر موضح القرآن کا خلاصہ اس کلام مجید میں حسب ذیل اکتالیس سے زائد ایسی خصوصیات ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں:-

(۱) ہر پارہ کے شروع میں مقامات مقدسہ کا نقشہ مع حالات دیا گیا ہے چنانچہ کل نہایت اعلیٰ قسم کے تیس نقشے نمونہ میں۔

(۲) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت پاہ نمبر ۱ تک الف بائی وار درج ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پہلے کونسی سورت نازل ہوئی

(۳) ضروری مقامات کا شان نزول۔ مطابق صحاح ستہ (۴) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ترجمہ (۵) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کی تفسیر موضح القرآن کا خلاصہ حاشیہ پر۔

(۶) ہر سورۃ کے متعلق نقش۔ تعویذ جواہر اسد کے معمولات کہیں (۷) تعبیر نامہ خواب (۸) فضائل قرآن پاک (۹) سورتوں کے خاص اوران کے پڑھنے کا طریقہ (۱۰) قرآنی مسائل (۱۱) ایک آیت کا دوسری آیات کے ساتھ ربط (۱۲) ایک سورۃ کا دوسری سورۃ کے ساتھ ربط (۱۳) تلاوت قرآن کا طریقہ اور قرأت کے اصول جسکے سمجھنے کے بعد غلطی نہیں ہوسکتی (۱۴) جنداسے مقامات کا ذکر جہاں کا املا اور ہے لیکن تلفظ اور جو خاصکر مبتدی قرآن خوانوں اور بچوں کے لئے مفید ہے (۱۵) پیغمبروں کی دعائیں (۱۶) ان انبیاء کرام کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۷) ان پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۸) تمام ان چیزوں کا ذکر جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۹) ان دنیوی مقامات کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۱) اخروی مقامات کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۲) ان ستاروں کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۳) ان پرندوں کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۴) ان بتوں کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) وہ خاص درود شریف جو اہل اللہ سے منقول ہے (۲۷) قرآن مجید کو دیگر الہامی اور غیر الہامی مختلف ادیان و مذاہب کی کتب پر فوقیت کا مطالعہ ثبوت (۲۸) وہ مقامات جہاں اعراب کی تبدیلی سے کفر لازم آتا ہے (۲۹) بسم اللہ شریف ہر جگہ نئی شان سے لکھی گئی ہے (۳۰) سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ فلک کے مشہور و نامور ستاد منشی عبدالغنی صاحب دہلوی خلف الرشید جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب نزہت رقم مہارجی نے اسے بڑی توجہ اور محنت کے ساتھ لکھا ہے (۳۱) دہلی کے اکثر علماء فضلاء حفاظ و قراء نے تصحیح میں حصہ لیا ہے جن کی ۲۵ مہریں ثبت ہیں (۳۲) ان انبیاء کے القاب کا بیان جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے (۳۳) اس امر کا ثبوت کہ کلام مجید ملکہ عرب میں رسول عربی پر کیوں نازل ہوا (۳۴) قرآن کے ظاہری و باطنی آداب (۳۵) آنحضرت کی سوانحعمری (۳۶) قرآن کے عملیات (۳۷) قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت (۳۸) قرآن سمجھکر پڑھنے کے احکام اور فضیلت (۳۹) قرآن کے نقش اور ان کے عامل ہونے کی ترکیب (۴۰) قرآن کتنے دن میں ختم کرنا چاہیئے (۴۱) عرب کے اس تاریخی حال کا بیان جس کا قرآن کے نزول سے تعلق ہے۔ قیمت مجلد چرمی ۱۲ ہے

پتہ حمیدیہ پریس۔ دہلی

رسول کی دعائیں

اس کے بتائے ہوئے طریقوں سے ہر دعا بہت جلد مقبول ہو جائے گی۔ الحمد اللہ دعا بھی ایک ایسی بابرکت عبادت ہے کہ عاجز و بیکس بندہ اس کے وسیلے سے بارگاہ ایزدی میں شرف باریابی حاصل کر کے جو کچھ مراد مانگتا ہے وہ پوری ہوتی ہے لہذا ہم نے قوی محنت و جانفشانی اور زر کثیر صرف کر کے یہ دعاؤں کا مجموعہ طبع کیا ہے تاکہ ہمارے بے استطاعت اور کم علم والے بھائی اسے پڑھکر جس مراد مانگیں۔ اور اپنے اپنے دلی مقاصد میں کامیاب ہوکر ہمیں دعا میں یاد رکھیں اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں اور احادیث نبوی صلعم اور آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پڑھنے کے وظائف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجکل کسی کو شک و شبہ ہوا اور نہ ہوگا کیونکہ اس میں ایسی دعائیں درج ہیں جنھیں خود باری تعالےٰ نے اپنے مقرب رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو جناب رسالتمآب نے خود مانگیں اور صحابہ اور اپنی ازواج مطہرات اور مقدس بیٹیوں کو تلقین فرمائیں اور بعض وہ دعائیں بھی درج ہیں جو کاملین اور اولیاء اللہ اور صلحا را مت نے اپنے خاص مریدوں کو تلقین کی ہیں پس خدا کی اپنے مقدس رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں و خصوصاً صلعم کے صحابہ کو جو سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان دین کے ملحوظ نظائف اپنے اندر شرف قبولیت نہ رکھیں نعوذ باللہ نہ ہمارے ان کا اثر ضرور ہمارا مقبول ہونا یقینی ہے اس کتاب کی تمام خوبیاں تو آپکو دیکھنے سے معلوم ہونگی مگر آپ کی رہنمائی کے لئے مختصر فہرست بھی گئی ہے۔

فضیلت و عاو ذکر۔ قرآن شریف اور احادیث رسول سے اسکا ثبوت

آداب دعا۔ آنحضرت کی دعائیں۔ بی بی عائشہ صدیقہؓ۔ حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت بریدہؓ۔ حضرت قبیصہؓ حضرت ابوذرؓ۔ حضرت ابراہیم خلیلؑ۔ حضرت عیسیٰؑ حضرت خضرؑ۔ حضرت معروف کرخیؒ۔ حضرت عتبہؓ۔ حضرت آدمؑ حضرت علیؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ اور دیگر بزرگان کی دعائیں اور دعا مانگنے کے طریقے و دشمنان آیات و احادیث و عربی دعاؤں پر صحیح اعراب اور ان کے مقابل عام فہم سلیس اردو ترجمہ غیر حکایات و شرعیات و نجیب پیرایہ میں لکھی گئی ہیں

تقطیع سوروں کا کاغذ عمدہ ضخامت ۱۰۸ صفحات قیمت ۸/

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شاہانہ قرآن مجید ترجم

تاریخی قرآن شریف چوتھائی قیمت میں

پہلی سرخی کے برابر متن کا قلم ہے اور دوسری سرخی کے برابر ترجمہ اور تفسیر کا قلم ہے سبحان اللہ کیا کتابت ہے اور کیا چھپائی ہے پورے پانچ گز کے فاصلہ سے پڑھ لیجئے پونے گز لمبا اور ۱۵ انچ چوڑا ہے حقیقت میں یہ شاہانہ ہی ان ہے کیونکہ اس کا ہدیہ مجلد اتنا ۳۰ تیس روپے تھا اس لئے امیر لوگ ہی خرید کرتے تھے یا مزارات پر بطور نذرانہ دیا جاتا تھا اور مرادیں برآتی تھیں، مترجم ہے ترجمہ دہلی مقتدر علماء کی انجمن نے کیا اور سبحان اللہ حیرت صاحب مرحوم مصنف مکتب معدودے نے آسان اور سلیس کرنے میں مدد دی، حاشیہ پر اکمل النفاسیر ہے، صرف تفسیر ہی اتنی جلی خط میں چھاپی جائے تو سات آٹھ پنے ہدیہ ہو، تفسیر کا انداز یہ ہے کہ ابتداء میں شان نزول آیات ہے اس کے بعد تلاوت کے اجر ہیں اس کے بعد احادیث سے سندات ہیں بعدہ اس سورت کے متعلق پورا قصہ یا حال ہے اور اس کے متعلق جس قدر روایات مصدقہ ہیں ان کا مجموعہ ترجمہ اس انداز کا ہے کہ مسلسل کتاب معلوم ہوتی ہے ترتیب عبارت کے لئے جس قدر الفاظ ہیں وہ سب قوسین میں ہیں عربی کی کتاب دہلی کے استاد الاساتذہ منشی عبدالغنی صاحب کی ہی ترجمہ بھی بہت خوشخط لکھا ہوا ہے اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ بہت جلی ہے کتنا ہی ضعیف البصر کیوں نہ ہو بلا عینک کے آسانی سے پڑھ سکتا ہے یہ بلا مبالغہ عرض ہے کہ میں نے خود پانچ گز کے فاصلہ سے بآسانی رواں پڑھ لیا ہے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھر میں یہ تاریخی تحفہ موجود ہو تو آپ کو آج ہی یہ قرآن شریف منگانا چاہیئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے مادر رحم میں ترقی ہو تو بزرگان دین کے مزاروں پر نذر دیجئے تاکہ لوگ اس سے متمتع ہوں اور صاحب مزار کی روح اس سے خوش ہو اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھر کی آنے والی مصیبت دور ہو تو ایک قرآن شریف مجید کی نذر کیجئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ایک بیش قیمت قرآن شریف چوتھائی ہدیہ پر مل جائے تو شاہانہ قرآن شریف منگائیے ہدیہ رعایتی خاص دنی مجلد صرف آٹھ روپے جلد چمڑے شتے کی نقرئی کار ہے اب بلا جلد نہیں ہے کاغذ سفید ہی ہے اور چھپائی بھی لیکن دونوں کا ہدیہ اب برابر ہے سفید کاغذ خائی کے مقابلہ میں کمزور ہے۔

وزن سات سیر ہے اس لئے ساڑھے تین روپے محصول میں خرچ ہوتے ہیں، ریل کے ذریعہ منگانے میں فی روپیہ ہے بشرطیکہ دو جلدیں منگائی جائیں ایک جلد منگانے میں ریل کے ذریعہ کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ عام پارسل پر یہاں خرچ آتے اور یہی دو اور تین قرآن شریف پر خرچ ہوں گے ریل کا محصول الگ رہا، لہٰذا ایک قرآن شریف بذریعہ ڈاک منگائیے اور دو بذریعہ ریل بھلا یہ مجلد صرف آٹھ روپے، منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مختصر ستی حمائل

سفر میں حضر میں بہت آسانی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کیلئے اگر آپکو حمائل شریف کی ضرورت ہو تو معمولی سستی حمائل شریف منگائیے یہ حمائل باعتبار فن کتابت عربی کی خوشنما کتابت کی بہترین مظہر ہے اس کا انداز تحریر بہت روقی ہے جو پڑھنے میں بہت آسان ہوتا ہے اعراب بالکل صحیح حروف کشادہ الگ الگ چھپائی بہت صاف کاغذ باریک ولایتی بہت مضبوط ہدیہ مجلد بارچہ بندی صرف ۱۰ بارہ آنے اس سے سستی اس سے اچھی اس سے زیادہ صحیح اس سے بہتر نہیں چھپی ہوئی اس سے بہتر صاف چھپی ہوئی اس سے عمدہ کاغذ کی حمائل کم از کم دس سال کے اندر بازار میں نہیں آئی۔

اس کا اصلی ہدیہ مجلد بارچہ غیر ہے یہ صرف حمیدیہ پریس ہی کا کام ہے کہ وہ حتی الامکان قرآن شریف تو تقریباً بلا نفع ہی ہدیہ کرتا ہے ہدیہ رعایتی مجلد ۱۲ بارہ دس جلدیں منگائیں تو سات روپے کی

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

زندہ قوموں کی یادگاریں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں
نہ کہ شماری
دیکھئے

سیوا جی کی تلوار کی تصویریں آج ہندوؤں کی رگ رگ میں جان نئی ہوئی ہیں رانا پرتاب کی تصویریں ہر ہندو کے گھر کی زیبائش ہیں ہر لین کے خطوط کے فوٹو ہر فرد ایسی گھر میں موجود ہیں جس کے نمونے انگلستان کے ہر کتب خانے میں تک پہنچ گئے یہ زندہ قومیں ہیں انہوں نے اپنے مشاہیر کی یادگاریں زندہ رکھیں

اب دیکھنا یہ ہے کہ

عکس قرآن مجید

فوٹو

غازی اورنگ زیب

سات کروڑ مسلمانوں کے گھروں میں پہنچتا ہے یہ کوئی بیکار تصویر نہیں ہے بلکہ شاہ تیموری کا بیام ہے جس کی کتابت بھی ثمنا سوں نے لے سعادت بہی حضرت خواجہ صاحب ایک ریاست سے معاملہ کیا اس کا نوٹس یا دوستانہ ہزار روپے لگا کر اس پورے قرآن شریف فوٹو ہوئے ہیں، کہ ہر مسلمان اس یادگار کو اپنے لئے حاصل کرے کیونکہ کہاں ثمنا کاری کا لکھا ہوا قرآن اور کہاں ہر مسلمان کو گھر خانخواجہ صاحب ممدوح کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس بیش بہا نعمت کو مفلس اور غریب مسلمانوں کیلئے آسان کر دیا پورے قرآن شریف کا فوٹو تحفہ روپیہ میں پیسہ ہے کاغذ وہی ہے جو تصاویر میں لگایا جاتا ہے یعنی آرٹ پیپر ولایتی جلد ولایتی قسم کی بنوائی گئی ہے۔

ان تمام خوبیوں اور اوصاف کے بعد اگر آپ اس کا ہدیہ دس روپے تصور کریں تب بھی کم ہے لیکن تعجب اور حیرت تو اسکی ہے کہ اس کا ہدیہ صرف ڈھائی روپیہ ہے ۱۰ محصول میں خرچ ہوتے ہیں

قیمت عکس

حمیدیہ پریس دہلی

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان

دعا

جبلی نافی عزائم ملیامیٹ ہو جائیں دست و بازو کا کار فرمائیاں شل ہو جائیں، ہادی طالعوں کا چراغ گل ہو جائے یا جب انسان اس درجہ درماندہ اور لاچار ہو جائے کہ اس کو اپنی کوشش فضل ایزدی کے سامنے ہیچ نظر آنے لگے تب وہ خدا کی وہ درماندگی و لاچارگی نومی مطلق کے دربار میں عاجزانہ دعا اور یہی خبر لیت دعا رویہ بالکل یقینی ہے کہ خاصان خدا کے طریق پر اگر دعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ خواہ بظاہر اس کا حسب خواہش مترتب نہ ہو کیونکہ کبھی اپنے بندوں کی برائی نہیں چاہتا اگر آپ چلتے ہیں کہ آپکی دعائیں درجا تب واکریں تو پڑھیں قرآن، آپ کی دعائیں جو خدا نے انبیا کو تلقین فرمائیں یا رسول کریم کی دعائیں جو انہوں نے صحابہ کو بتلائیں یا احسان خدا کی بتلائی ہوئی دعاؤں کو اپنا منتخب اوراد بنائیں۔

قرآنی دعائیں اس کتاب میں علیحدہ علیحدہ دعا کے آداب انتخاب دعا کے اوقات کا تذکرہ ہے اس کے ان تمام دعاؤں کے اسناد اور ترجمہات ہیں جو قرآن پاک میں وارد ہیں ضخامت ۲۰ صفحے قیمت ۸ رکھا نہایت موثر چھپوا لی ہے۔

پیغمبری دعائیں یہ ۹۰ صفحہ کی کتابچہ ہے بہت مؤثر ہے اس میں احادیث سے دعا کے بکثرت تمام وہ دعائیں ہیں جو رسول کریم نے ہر موقعہ کیلئے صحابہ کرام کو تلقین فرمائی ہیں بہت مؤثر اور مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸ رکھا

دعائے مقبول یہ علامہ خیر الامت مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کی مرتب کردہ کتاب ہے، اس میں ہفتہ وار ہر امر ضرورت کیلئے دعا، اول سات روز کی علیحدہ علیحدہ چودہ نمازیں ہیں اسکے بعد سات دعائیں ہیں ہر صلوٰۃ والسلام رسول، حزب البحر ہے اور آخر میں کوئی ضرورت ایسی نہ ہوگی جس کی دعا اس میں نہ ہو آخر میں ہفت احزاب از حضرت مولانا کے روم اور دعائے حزب البحر کے اعمال خبر، حضرت مولانا اشرف علی صاحب بہت مقبول و ہر دلعزیز ہے ہدف کا اضافہ ہوا ہے ضخامت معہ مقدمہ قرآن شریف ۵۵۲ صفحات

چونکہ حمیدیہ پریس سب سے سستا فروخت کرتا ہے اس لئے مجلد **ھدایہ** مجلد چرمی عمدہ مجلد پارچہ صرف ایک روپیہ، دس قرآن شریف منگانے میں تو مجلد پارچہ مفت رہے اور مجلد چرمی میں کوئی رعایت نہیں کیونکہ بعض اوقات ٹکٹ بھی روپے سے زیادہ لاگت آتی ہے۔ محصول بذمہ خریدار ریل کے ذریعہ سے منگانے والے نصف قیمت ضرور بیشگی روانہ کریں۔

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس ۷۰

پاکٹ سائز سستی معراج المائل

ایسی کتابت گویا موتی جڑے ہوئے ہیں نہایت شفاف کاغذ اعلیٰ چھپائی سرورق رنگین سرورق کپڑے کی جلد نہایت آب و تاب کے ساتھ تیار ہوتی ہے فلم بھی دستیاب ہوتی ہے ہدیہ ایک جلد ۱۲ روپے جلدسات روپے، محصول ڈاک علیحدہ

پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

جمعیۃ علمائے ہند کی مقدس تجویز کے ماتحت

بہشتی گنجینہ

بہت سستا بہت صحیح

قرآن شریف چھپ کر تیار ہو گیا اور ہزاروں ہدیہ ہو گیا

ایک پونڈ انعام

اس شخص کو دینے کا جس قرآن شریف کے سب سے مشتہر ہے جو ایک حرف کا بھی غلطی سے کلام پاک میں نکالے لیکن حفاظ کو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ اشرفی کسی کی قسمت میں نہیں اسکی رنگ لگ جائیگا اسلئے کہ غلطی نکالنے کا انعام تو جب ملے کہ قرآن شریف میں غلطی ہو۔

اتنا موٹا مجلد خوشنما چھپا ہوا

اس کا نام

طلائی تمغہ والا قرآن شریف ہے

سفید کاغذ سے

ابتدا میں ایک مقدمہ ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق بہت ضروری معلومات ہے۔ کتابت کشادہ چھپائی صاف و سادہ ہے ہر پارہ کے اول و آخر اور ہر منزل کے اول و آخر نہایت خوشنما بیل اور عمدہ نقش و نگار ہیں تازہ اڈیشن معمولا علما کا پسندیدہ ہے۔

ضخامت معہ مقدمہ قرآن شریف ۵۵۲ صفحات

چونکہ حمیدیہ پریس سب سے سستا فروخت کرتا ہے اس لئے مجلد **ھدایہ** مجلد چرمی عمدہ مجلد پارچہ صرف ایک روپیہ، دس قرآن شریف منگانے میں تو مجلد پارچہ مفت رہے اور مجلد چرمی میں کوئی رعایت نہیں کیونکہ بعض اوقات ٹکٹ بھی روپے سے زیادہ لاگت آتی ہے۔ محصول بذمہ خریدار ریل کے ذریعہ سے منگانے والے نصف قیمت ضرور بیشگی روانہ کریں۔

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس ۷۰

پاکٹ سائز سستی معراج المائل

ایسی کتابت گویا موتی جڑے ہوئے ہیں نہایت شفاف کاغذ اعلیٰ چھپائی سرورق رنگین سرورق کپڑے کی جلد نہایت آب و تاب کے ساتھ تیار ہوتی ہے فلم بھی دستیاب ہوتی ہے ہدیہ ایک جلد ۱۲ روپے جلدسات روپے، محصول ڈاک علیحدہ

پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

قیمت سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیں

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر انسان بے چین ہے اور وہ اس کے درپے رہتا ہے کہ کس طرح یہ اپنی آنکھوں سے یہ سب مشاہدہ کرلیں دوسری اقوام سے کہہ دیجئے کہ مرنے کے بعد وہی ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتلایا ہے اور مسلمان اس کا یقین کرتا ہے کہ جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے بتلایا ہے وہ عین الیقین ہے اس کے علاوہ صدہا احسان خدا نے اپنے مشاہدات دوسروں کو خواب میں بتلائے ہیں یہ سب کتاب **حیات بعد الموت** میں مفصل درج کردی ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستہ سے واقف ہوجائے یہی وہ کتاب ہے جو صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے اگر آپ اپنے پیارے کامل یقینی آیندہ منزل کے حالات معلوم کرنے چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا لیجیے یہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالتواب صاحب فاضل دیوبندی کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں فلسفہ روح انسانی، دین دنیا جسم و روح حقیقت روح انسانی روح انسانی کا دخول عہد میثاق، روح حیوانی اور روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت، عبادت، ملکات موت، تلقین، موت ہے یا کافر جسم فانی سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات حضرت ادریس کی وفات، حضرت سلیمان کی وفات، رسول کریم کا وصال، ایمان و کفر نیک روحیں، ملک الموت اور موت ملکین، ابرار و مقربین، بُرا خاتمہ، بُری روحیں، بھیں کفار کی ارواح، منافق سے سوال، مومن کی نیک روح اینک عمل، عذاب و ثواب، عالم برزخ، قبر کا عذاب، فلسفہ عذاب و ثواب تجہیز و تکفین، غسل میت، غسل کا پانی، کفن میت کی تفصیل، نماز جنازہ مکمل، نماز جنازہ کی امامت، جنازہ کے ساتھ چلنا، دفن میت، اور قبر کی مستقل، دروود فاتحہ اور ایصال ثواب، ملائکہ قبر، قبرستان، زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا بھیجنا، نجات اُخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے۔

دوسرے حصہ میں ۳۴ اصحاب کرام صوفیائے عظام اور اولیا کے رویائے صادقہ کے حال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے دوستوں کو عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں، اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں جس سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان اس زندگی کی بیکسیوں کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے یہ وہ کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر انسان کے لئے بہت ضروری ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے اپنے پیش رو عزیز کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہم آئی کیونکر روک سکتے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۱۲ ار

یہ سب کتابیں مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

روح المعانی
تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن درحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اس کو پڑھ کر آپ بہت سے اسلامی مسائل سے آگاہ ہوسکتے ہیں اور ان تمام باتوں سے واقف ہوسکتے ہیں جن کو آپ نے سنا ہے خواب کی طرح جانتے تو ہیں، لیکن انکی حقیقت سے بخبر ہیں

یہ ہیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتاب آپ کے اندر مذہبی روح پیدا کردیگی اور آپ کے کردار و اعمال کو درست کرکے سچا مسلمان بنا دے گی، اگر آپ پڑھتے ہیں کہ اسلامی حقیقت سے واقف ہو کر آسانی سے نجات کا راستہ تلاش کریں تو کتاب **روح المعانی** کو ملاحظہ کیجئے بلاشک یہ تفسیر نہایت جامع اور تمام مطالبات قرآنی پر حاوی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لیے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے جو کم وقت میں اسلام اور مطالب قرآن سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جس کو پڑھ کر دلوں پر عجیب و غریب اثر ہوتا ہے اور میں دوستوں کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ تین معانی سے اعتبار سے، الفاظ و مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے اگر چہ بہت قدیم فارسی، اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اور ایسی سلاست کسی ایک تفسیر میں بھی موجود نہیں ہے آیتوں کا ترجمہ سبب نزول، مطالب کی تشریح غرض ہر چیز کو عام فہم انداز میں لکھا ہے ضخامت ۱۹۲ صفحہ قیمت صرف دس آنے ۱۰ ار

مختصر فہرست مضامین کتاب روح المعانی تفسیر سورہ فاتحہ "نبی، وحی کی کیا قرآن کی تفسیر، شیاطین اور شیطان، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام کے اقسام نبی، وحشی ہیں، ملائکہ اور جنات، انسان قادیانی ہے اور نبی نہیں، انبیائے کرام کی نظری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور شیاطین، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ صداقت رسول کے عقلی دلائل، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا پر بہترین نمونہ گذشتہ کے علماء صوفیہ، اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا حرم و کرم تفسیر سورہ فاتحہ، ارواح کے مکاشفات، سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے، بعض اسرار و دقائق وحدت و محبت کی تعلیم آجکل مسلمانوں کا امتیازی شعار اسلام کا مقصد اولین نمازوں کا مرکز اسلام ہے باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت صرف دس آنے ۱۰ ار

اب سے چھ سو برس پہلے ہندوستان میں پہلا مسلمان سیاح

ابن بطوطہ کے حالات سفر ہندوستان، ملایار، چین، جاوا، ایران، عراق عرب، اسوڈان، ہسپین وغیرہ کے حالات دیکھئے مورخ ابن بطوطہ کے سفر نامہ کا ترجمہ

یہ ہے ان کے حالات سیر و سفر جو مورخ ہیں، یہ پہلا مسلمان سیاح ہے جو ہندوستان میں آیا ہے اب اس کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہندوستانی معاشرت شاہان اسلام کی بے نظیر داد و دہش اور علماء و صلحاء ہندوستان کے ساتھ بے نظیر برتاؤ کی داستان ہے جو آپ کی آنکھوں کے سامنے آجائے گی، آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ مسلمانوں نے ہندوستان پر کس طرح حکومت کی، اس کتاب کے مترجم جناب خان بہادر پیرزادہ محمد حسین صاحب ایم اے، سی، آئی، ای ہیں جن کی علمی قابلیت سے کتاب کا ترجمہ کیا گیا ہے، کتاب بہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے، نہایت مختصر فہرست مضامین یہ ہے، حالات مؤلف، مسلمان سے دہلی کا سفر، سلطان محمد تغلق، بطور سفیر دہلی میں، چین کا سفر، جوگی اور ان چین کے جہاز، تبت، کنگڑی، لونگ، کھاسی مرچ، جاوا، سماٹرا، اپنے والا لاہیڈوا مینجی کے برتن، چین کی دیوار، چین کی رسم، فن مصنوعی، عقیدہ بازغرب، ایران، شام، بسقط، اصفہان، بزنس، اندلس، ہجر المرجوان، درست میں جلانا جنگلیوں کی رسمیں، دریائی گھوڑا، اوم خرچینی، آدمی مچھلی، انخاب سوا پانچ سو صفحے، قیمت صرف تین روپے ۳ ار مخصولہ ڈاک ۱۰ ار

میسرز پریس دہلی سے منگائیے

قرآن شریف کے بعد

جس کتاب کا سب سے بلند مرتبہ ہے وہ محمود الاحادیث مصدقہ **بخاری شریف** ہے، عربی کی بخاری کے پڑھنے والے اور اسکی تشریح سے واقف چند ہی مولوی نظر آتے ہیں، حالانکہ احادیث سے واقفیت ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

خدا جزائے خیر دے حضرت خواجہ حسن نظامی کو جنہوں نے بہت ہی سہل اور آسان اردو میں بخاری شریف کا ترجمہ اور تشریح و تفسیر شروع کر دی اور اس بے بہا گنجینہ سے مولوی اردو پڑھے لکھے مسلمان آشنا ہو گئے، ترجمہ مسلسل ایک ملائی جاعت کے زیر نگرانی ہو رہا ہے اور اب تک اس کے پانچ پارے چھپ چکے ہیں، ہر پارہ کی قیمت ایک روپیہ ہے، گو قیمت زیادہ ہے لیکن اگر اس چیز کو پیش نظر رکھا جائے کہ کیسا مفید کام ہو رہا ہے تو پھر زیادہ قیمت کا سوال باقی نہیں رہتا، چونکہ ہمیں کمیشن بہت ہی کم ملتا ہے اس لیے کسی رعایت کی گنجائش نہیں، پانچ پارے طبع شدہ کا ہدیہ پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ ہر کل پتہ **حمیدیہ پریس دہلی** سے منگائیے

جب مصیبت کا تیر کلیجہ کے پار ہو

دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے ہوں، آنکھیں کسی سونس دیوتا کو ڈھونڈتی ہوں، پتے گئے ہوئے کاموں کو بنانے کے لیے کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو خاصان خدا کے راستہ پر چلیے، دیکھیے کہ وہ کس طرح خدا کے فضل حاصل کرتے تھے، وہ دعائیں مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے، اور دعائیں مانگنے اور دعائیں پوری کرانے کے طریقے سے آگاہ تھے، یہ طریق کامیاب آپ کو کتاب **عملیات باقی** میں ملیں گے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے گل سرسبد حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی کے ان مجربہ اعمال و وظائف، اوراد و طریقہ حاجت براری کا مجموعہ ہے، جو آج بھی جبکہ دنیا معاصم کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، ویسے ہی کامیاب ہے، خدا کا فضل ان دعاؤں اور اعمال سے لپٹا رہتا ہے، شاید ہی کوئی متنفس ہو جو ناجائز الرام نہ ہوا ہو، قیمت صرف ۸ر **حمیدیہ پریس دہلی**

عبد و معبود کے تعلقات

اپنے الک اپنے خالق کے حضور میں انتہائی عاجزی کے ساتھ گڑگڑانا یوں ہی بہت کچھ ہے مگر کیا قلب کا باعث ہوتا ہے، لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مطلوب گڑگڑانے کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے اور اس میں کیا کیا مفید باتیں پوشیدہ ہیں تو ظاہر ہے کہ ثواب دونوں کا لطف دس گنا بڑھ جائیگا ٹوٹے پھوٹے چند لفظ رٹ لینے میں بھی اگرچہ ایک راحت اور لذت ہے لیکن اگر عبادتوں کا اصلی مقصد و مفہوم بھی معلوم ہو، تو یقیناً وہ بہت زیادہ پرکیف و مسرت بخش بن جائے گی **اسلام اور عبادت** کے نام سے ڈاکٹر مفتاحیہ مرصوف نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں نماز روزہ حج زکوٰۃ کے اصلی مقاصد بیان کئے گئے ہیں، اور بہت ہی دلچسپ طریقے پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عبادت الٰہی کے اس سے بہتر طریقے اور کوئی نہیں ہو سکتے کیونکہ یہاں ان کے ذریعہ سے ایک طرف عبد و معبود خالق و مخلوق کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں اور بندہ اپنے مولا کے حضور میں جا کھڑا ہوتا ہے وہاں ساتھ ہی ان سے عبادت کرنے والوں کو طرح طرح کے مادی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں مثلاً جو پورا روزہ رکھے گا اس کو دو گنا لطف آئے گا، قیمت صرف آٹھ آنے

یہ سب کتابیں مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اُمت کی مائیں

آج جبکہ تمام دنیا میں مسلمانوں کا ہر فرد اس کی تسبیح کے درپے ہے، اسی زمانہ میں مسلمان کے لیے یہ بھی بہت ہی ضروری ہے کہ ازواج مطہرات رسول کریم کے حالات اور انکی شادیوں کے مقاصد سے بھی واقف ہو جائے، یہ کتاب علامہ راشد الخیری مدظلہ کی لاجواب تالیف ہے اور انشا پردازی، واقعہ نگاری اور استناد تاریخی کے لحاظ سے اس بحث پر بہت بہتر کتاب ہے سب سے پہلے اسلام کی ابتدا اور رسول کریم کی مخالفت کا مبسوط تبصرہ ہے اس کے بعد متعدد منصفین کے اس اعتراض کا کہ رسول کریم نے اتنی بیویاں کیوں کیں اس کا جواب ہے، اور واقعات و حقائق ثابتہ سے واضح کیا ہے کہ حضور کی ہر شادی اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کو ملحوظ رکھ کر کی گئی تھی پھر ایک ایک بیوی محترم بیوی کے حالات اور شادی کی علمی اور مذہبی ضرورت کو بتلایا ہے، سب سے زیادہ مکمل مبسوط اور دلچسپ مقالہ حضرت عائشہ صدیقہ کے ہیں، ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت صرف بارہ آنے، چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خاموش تبلیغ

حضرت مولانا مولوی حاجی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند طرطی نیرہی مقال کا لکھا ہوا تبلیغی افسانہ جس میں نثر فسانہ زندگی کے اصول بتائے گئے ہیں، اس کے ساتھ ہندو مسلم تعلقات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، اور بتلایا ہے کہ مسلمانوں کو اس ٹکسٹن کے زمانہ میں کیونکر زندگی بسر کرنی چاہیے خصوصاً تجارت کی زندگی پیدا کرنے کے موثر ذرائع بتلائے گئے ہیں، حقیقت میں یہ افسانہ مشعل ہدایت ہے جس سے اس دور مصیبت میں مسلمانوں کی زندگی آرام دہ اور آسان ہو جاتی ہے،

یہ وہی افسانہ ہے جس کا بعض حصہ الجمعیۃ میں بھی شائع ہوئے ہیں اور جس سے سنگھٹنی متعصبین کے منصوبے شکست و انہدام ہوئے ضخامت ۱۳۰ صفحے قیمت دس آنے

بے کس اور مظلوم عورت

کے حقوق کی حفاظت کا اگر مذہب نے بیڑا اٹھایا تو وہ اسلام ہے اور یہ زبانی دعوے نہیں ہے بلکہ ہیں اور واضح حقیقت ہے جسے کلام الٰہی اور احادیث کے ذریعہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے

اسلام اور عورت میں مختلف آیات و احادیث نقل کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے، مرد پر عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ انسانی دنیا کی تکمیل میں مرد کے برابر کا حصہ لیتی ہے، ضمناً یہ بھی اگیا ہے کہ دوسرے مذاہب نے عورت کو کیا حیثیت مقرر کی ہے نیز یہ کہ مذہب سے الگ ہو کر بھی جن قوموں نے عورت کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے وہ بھی مردوں کی خود غرضی کی وجہ سے عورت کو اس بلندی تک نہ پہنچا سکے کہ جہاں اسلام نے اسے پہنچا دیا ہے کتاب ۱۰۰ صفحہ سے زیادہ نہ ہوگی اور حتی المقدور مصنف نے انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لے کر ایک بہت ہی دلفریب طریقہ پر لکھا ہے، عورت کے متعلق اتنی صحیح اور مفید معلوم دوسری کتاب نہیں مل سکتی قیمت صرف دس آنے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بیوی بھی بدل ڈالی

گر وہ اوری محبت کھانا جیسے ماما بلائی البدل کی بالآخر بیوی تک دوسری کرلی لیکن کہا تا ہی اچھا نہ ملا۔ ہو تو بتلاؤں جیسے ہے ے نوجب کو کھانا ہی آتا ہو، ذائے اُلٹ پہ ہے دہی سالہ اور دہی گھی کھچڑی سے کھچڑی بن جاتا ہے۔ اچھا کھانا اور توڑے دامول میں کہانا مسفور ہو، تو حمیدیہ پریس کی جدید کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

ہے جس میں دہلی کے متاز ترین گھرانوں کی پرانی اور دستند ہندوستانی کہانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے ہیں جو دہلی ایک ماہر فن اور ممتاز خاتون کے تجربے سے درج کئے گئے ہیں، اس میں حسب ذیل ضروری مضامین ہیں

مقدمات باورچی خانہ، اسلامی باورچی خانہ کا سامان، برتنوں کی قسمیں اور ان کی صفائی، کھانا پکانے کی تعلیم، آٹا گوندھنا، مختلف قسم کی روٹیاں، روٹی پکانے کی سہل ترکیب، سالہ پیسنے کی تعلیم، نہاڑی پکانے کی تعلیم، گوشت پکانے کی تعلیم، اس حصہ میں صرف سالن پکانے کے صدہا طریقے ہیں نہ ہی اور گوشت کے سالن، ۳۲ قسم کے سالن، خاکی ترکاریاں پکانا، اس میں سترہ قسم کی ترکاریاں ہیں، دالیں پکانے کی تعلیم، اس میں بیس کی تمام دالیں ہیں، دال اور بیسن کا سالن اس میں گیارہ قسم کے سالن بغیر گوشت کے ہیں، بھرتہ اور ساتھ بنانے کی تعلیم اس میں دس قسم کے رائتے ہیں، کھچڑیاں پکانے کی تعلیم، ۱۱ قسم کی کھچڑیاں، پلاؤ اور بریانی کی تعلیم، ۱۳ قسم کے بغیر گوشت کے، بریانی پکانے کی تعلیم ۱۳ اقسام، میٹھے کھانے پکانے کی تعلیم، ۲۰ اقسام کے کھانے کڑاہی کے پکوان ۱۲ اقسام کے ہیں

اس کتاب میں صرف وہ کھانے پکانے کا انتخاب کیا ہے جو دہلی کے ممتاز گھرانوں کا معمول ہیں یا تھے، دھرتوں پر تیار ہوتے ہیں، وہ کھانے نہیں ہیں جو قلعہ معلی کے شاہی دسترخوان پر ہوتے تھے، بیگانہ وہ کھانے بلا کسب پکائے اور کھائے جا سکتے ہیں، ضخامت ۱۶ انچ قیمت ۸ر

سلیقہ شعار بیوی

ون ایسا شخص ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ اس کی بیوی تعلیم یافتہ ہو، ہنرمند اور خانہ داری سے واقف ہو، ہر انسان یہ حال یہ ہے کہ اس خواہش عام کی تکمیل کے لئے خاوندوں نے کونسا علمی قدم اٹھایا اور کتنے ماں باپ ہیں جنہوں نے شادی سے پہلے بیٹیوں کو ان کے بیوی بننے کے فرائض بتلائے، پھر شادی سے پہلے تو لڑکیوں کو اس قسم کی باتیں بتانا ان کے ساتھ اس طرح کا لازمہ ہے اور مفروضہ قسم دیا جاتا ہے لیکن شادی ہونے کے بعد ان کو فرائض زوجیت سے آگاہ نہ کرکے ان سے سلیقہ مندی کی توقع رکھنا فضول ہے اس سلسلہ ایک کتاب جو بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے وہ "**بیوی کے فرائض**" کے نام سے چھپی ہے جو مولانا وحشی فاضل بریلوی کی بے مثل کتاب ہے جو اپنے اندر اثرات کی بجلی نہاں رکھتی ہے، ناممکن ہے کہ کتاب اپنا اثر نہ دکھلائے، کتاب کے چند مضامین یہ ہیں، ازدواجی تعلقات کی ابتدا، زناشوئی محبت، مذہب، رشتہ داروں سے برتاؤ، راز داری، آپس میں تکرار کی، بانی اصلاح، کفایت شعاری، گھر کی دیکھ بھال، اخلاص کی حالت پر روہ وعفت بچوں کی پرورش، بیوی کیسی ہونی چاہئے، نگہ زیبوی حسن تدبیر، سلیقہ شعار بیوی، بچی ہوئی محبت صرف ۸ر

حمیدیہ پریس دہلی

شہیدان کربلا پر کیا گذری

مرکے تپتے ہوئے ریتیلے میدان میں ان حق پرستوں کا خون کس طرح بہایا اور کس بیدردی سے بچوں کو ذبح کیا گیا اور کس طرح عورتوں کو عالم بے کسی میں تڑپایا گیا، یہ ہلا دینے والی سرگذشت اگر پڑھنی ہے تو **ظلم یزید** معروف بہ **مجموعہ کربلا** پڑھئے اس میں ظلم یزید نے جس بیدردی سے آل رسول کا خون بہایا ہے اس کی غمناک داستان بھی ہے اور ظالموں کی ستم آرائیوں کے افسانے بھی، اور ساتھ ہی یزید کے عیش و عشرت کے وہ حالات بھی ہیں جو عام لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں، اور آخر میں یزید کا عبرتناک انجام بھی دکھایا گیا ہے کہ اس ظالم کا دنیا میں کیا حشر ہوا، کتاب کی دلچسپیاں اس بات سے بہت بڑھ گئی ہیں، کہ واقعات کے ساتھ ساتھ جن وحشی کی داستان بھی ہے، الغرض یہ کتاب تاریخ بھی ہے اور افسانہ بھی اور طرح طرح کی دلچسپیوں کا ایک قابل قدر مجموعہ بھی، جرجی زیدان کی مشہور تصنیف **عذاب کربلا** کا اردو ترجمہ ہے، قیمت صرف ۴ر

لیلائے نجد

جس کی ستم آفرینیاں جہاں پیر کے ہوٹلوں میں کرشمہ سازیں وہاں صحرائے حق و دوق میں بھی اپنی ستم رانیوں سے نہیں چوکتیں لیلائے نجد مجنوں عامری کی دلربا نہیں ہے سلطان نجد والی حجاز ابن سعود کی دلربا ہے جو اپنے حسن طالتاب کے ملکہ ہونے کے ساتھ ہی سیاست کی حکومت بھی کرتی ہے ابن سعود نے جو مظالم طائف اور مکہ میں کئے ہیں ان کا بھی اس کتاب میں جزو کل حال درج ہے یہ کتاب جہان نجد کے تمام حالات کا مجموعہ ہے، وہاں ظلم و تعدی کی بھی داستان گو ہے، اور تاریخ و رجز کی جدید کشمکش تاریخ بھی ہے، قیمت صرف ایک روپیہ

عروس و نوشاہ

یہاں بیوی کے تعلقات پر نہایت مفید و دلچسپ اور پر از معلومات کتاب ہے جسکا مطالعہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد نوجوان مرد و عورت دونوں کے لئے نہایت ضروری ہے، کیونکہ اس کتاب میں جو راز بتلائے گئے ہیں، ان سے واقف ہو کر یہاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کرسکیں گے اور شادی حقیقی معنوں میں خانہ آبادی ہوگی اور زندگی کا لطف آجائیگا، بیوی محبوبہ نظر آئے گی، اور گھر جنت کا نمونہ بن جائیگا، کتاب بس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہیں چھوٹتی۔

اس کتاب میں ۱۰۰ عنوان ہیں جنمیں سے چند یہ ہیں

اہل دل کے جذبات میں تلاش، ریاض حسن کی منہ بند کلیاں، جو تیلے شامل حال و غمزہ ادا کو مشورہ امور خانہ داری اور سلیقہ، حسن کی بے تکلفی، پرہیزگاری و عصمت شعاری، واردات قلب، مصوم غنچہ، ہمال تمنائی پرورش، یہاں بیوی کی دلچسپ گفتگو، حسن کنار شوق میں، خواہش دل دوشیزہ میں کا روشن چہرہ، شباب کی ہماہمی، عروس کے ضروری اوصاف، شادی سے بیزاری سادگی اور حسرت بحجت سے لبریز دل کا جواب، رانڈ کی باتیں، عروس کی خوشی پر ایک نگاہ سرمال میں شب وصال، دوشیزہ کا مصرف، عشرتیں بارش مسرت، انگوں میں ضبط و تحمل، شہر کے دل پر قبضہ، نوشہ کا عروس کے ساتھ برتاؤ، خلق حسن، تقاضائے محبت عصمت کا روشن تاج خلقت کا پنہاں خیمہ، محبت میں بدگمانی، سرد و شادمانی، ریاض حسن کی گلچینیاں، فرقت کا فیض عام، تسول میں سرت کا خمار، شباب کا صحیح مصرف، نسوانی خوبیوں کا اثر، سادگی کی برکتیں وغیرہ وغیرہ اور ۱۲ مکمل تین، نہال حسن میں نازک کلیاں، نخوت نرس کی دستبرد، جذبات محبت میں تلخی شادی کے بعد کیا ہوتا ہے، تخلیہ کی واردات شب، قیمت صرف ۱۲ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بیدار ہو جاؤ

اے غفلت کے متوالو! اے سونے والو! آنکھیں ملو، ہوشیار ہو جاؤ
تم کہاں ہو

خبر بھی ہے کل کیا ہونے والا ہے

وہ دن سر پر آگیا جس کے خوف سے انبیاء نے پناہ مانگی، وہ وقت نزدیک آگیا جس کے خیال سے روح تڑپ جاتی ہے اور وہ ساعت نزدیک ہے جب نفسی نفسی کا شور ہوگا جب کائنات کا ہر ذرہ ذرہ خشیت سے لرزاں ہوگا تم سوتے ہو تمہیں کیا خبر کہ اس کی علامتیں بہت حد تک پوری ہو چکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ بہت جلد پوری ہونے والی ہیں لہٰذا آج ہی

قیامت کا پروگرام

بنگالو جب تم اس کو پڑھو تو اور سمجھو اور یقین کرو کہ جس منزل سے ہم گزر رہے ہیں اس کا ختم کتنا نزدیک ہے اور پھر اپنا پروگرام بناؤ اپنے حالات پر فکر کرو اپنے افعال کا جائزہ لو اپنی مصیبتوں کا حساب کرو اپنے ظلم، خوف، ایذا دہی، غرض ہر چیز پر تبصرہ کرنے کے بعد فیصلہ کرو لیکن نہیں یہ بالکل ناممکن ہے کہ تم اپنی فروگذاشتوں کا محاسبہ کر سکیں ہر کہ بنکا اپنے مقابلہ کا قیاس کر سکتے ہیں جب کہ ہر بڑے سے بڑے گناہ کو کرتے وقت ہم گناہ ہی تصور نہیں کرتے

اگر یہ یقینی ہے کہ مرنا ضرور پڑیگا اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب دینا ہوگا

تو بھائی پہلے

تعزیرات دوزخ

پڑھ لو تا کہ ہر گناہ کو کرنے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا رہے کہ اس دفعہ میں یہ سزا ملے گی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو حوالہ حساب جنت میں لیجائے اور یہاں بھی ان کی رسی دراز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنادی ہے اور ہر گناہ کی پاداش بھی بتلادی ہے تعزیرات دوزخ میں جب ذیل گناہوں کی تفصیل دیکھنا ہے۔

(۱) شرک (۲) ریا (۳) تعصب کینہ (۴) آبجر و دینی (۵) سوء ظن بالمسلم (۶) بدعت علم بیعمل (۷) تقریر و زبانہ (۸) اہل اسد سے عداوت اور صحابہ سے بغض (۱۱) بدعہدی اور وعدہ خلافی میں خیانت (۱۱) بخش اور لغو کلام کی کثرت (۱۲) قرآن اور درود سے استغنا (۱۳) بول براز سے غفلت (۱۴) وضو و غسل اور حیض کی خرد گذاشتیں (۱۵) ناغہ جمعہ یا جماعت اور جمعہ سے بے پروائی (۱۶) سفر اور بدخالی (۱۷) غیر شرعی زینت (۱۸) ٹوکہ، ماتم نوحہ سوگ اور قبروں کا احترام (۱۹) زکوٰۃ، صدقہ، تفقہ سوال اور بخل (۲۰) روزہ کی فروگذاشتیں (۲۱) حج اور اس کے متعلقات (۲۲) جانوروں سے بدسلوکی (۲۳) ناموں میں تفاخر (۲۴) بیع و شرا اور جرائم کمائی (۲۵) سود اور اس کے متعلقات (۲۶) قرض اور اس کے متعلقات مال یتیم (۲۸) حقوق ہمسایہ (۲۹) فخر، اونچے مکان بنوانا (۳۰) زمین کی غصب کرنا (۳۱) جھوٹ، جھوٹی قسم جھوٹی گواہی (۳۲) زنا اور اس کے متعلقات (۳۳) مسلم کی ایذا رسانی (۳۴) منافقت (۳۵) تجسس اور جھوٹا خواب (۳۶) بہتاں بیوی کو لڑوانا (۳۷) حلاّلہ (۳۸) اسی طرح بہتر مضامین ہیں اور آخر میں توبہ کا بیان ہے قیمت قیامت کا پروگرام ۴ روپے

تعزیرات دوزخ کی قیمت عمر ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

علامہ شبلی کی کتابیں

سب سے زیادہ سستی کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں؟ اس سے پوچھئے صرف یہی جواب ملے گا کہ

حمیدیہ پریس دہلی سے

سیرۃ النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غزوات اور اخلاق و عادات کے متعلق بہت سے رطب و یابس واقعات تاریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن اس کتاب کی اصلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اس قسم کی تمام روایتوں کو قطع نظر اس کے کہ وہ اور صرف واقعات بیان کئے گئے ہیں جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں اور جن کی صحت میں کسی قسم کی شک و شبہ کی گنجائش نہیں تاریخ و سیر سے جو دنیوی واقعات لئے گئے ہیں جن کی صحت و روایت کو زور و شکوک نہ ہو۔

حصہ اول از ولادت تا آخر سلسلہ غزوات ہمہ مقدمہ اصلی قیمت چھ روپے رعایتی للعیر
حصہ دوم از سنہ ۹ تا وفات جملہ مفصل و مکمل حالات اصلی قیمت ۵ رعایتی ۳ ہے

الفاروق یعنی حضرت فاروق اعظم کی لائف، اور طرز حکومت صحابہ کی نمایاں طریقہ حکومت عراق و شام و مصر و ایران کی فتح کے واقعات حضرت عمر کی سیاست اخلاق زہد و عدل اور اسلام کی عملی تعلیم کا شاندار منظر مولانا شبلی کی یہ بہترین تصنیف ہے ضخامت ۴۳۲ صفحات قیمت دو روپے رعایتی صرف ۱۲

المامون یعنی خلیفہ مامون الرشید عباسی کے عہد خلافت کے حالات مولانا شبلی مرحوم کی یہ پہلی تصنیف ہے جس میں ممدوح نے تاریخ اسلام کے ہر فخر کو ہر کے سیاسی علمی مذہبی اخلاقی تمدنی حالات قلمبند کئے ہیں جن سے وہ بات بخوبی عروج و کمال کے زمانہ کا مرقع آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ضخامت ۲۴۴ صفحے قیمت عمر رعایتی صرف ۹

الغزالی امام غزالی کی سوانحعمری اور ان کا فلسفہ اور علم کلام اور اخلاق اور تصوف میں ان کے مجددانہ کارنامے علمائے اسلام میں امام غزالی کی اہمیت سے کوئی شخص ناواقف نہیں مگر ان کے حالات خیالات اور تحقیقات سے کم لوگ واقف ہیں ضرورت ہے کہ مسلمان ان کو پڑھ کر فائدہ اٹھائیں ضخامت ۲۸۰ صفحے قیمت اصلی عمر رعایتی صرف ۸

سیرۃ النعمان امام ابوحنیفہ کی سوانحعمری اور ان کے اجتہادات اور مسائل فقہ حنفی کی تاریخ اور اس کی تدوین کے حالات فقہ حنفی کی خصوصیات علم حدیث علم فقہ کی تاریخ اور اسلامی قانون پر تبصرہ ضخامت ۴۴۸ صفحات اصلی قیمت عمر رعایتی ۸

مولانا روم اسلام کے مشہور صوفی مولانا جلال الدین رومی کی مفصل سوانحعمری فضائل و مناقب ان کے تصوف کے اسرار علم کلام کے رموز اور مثنوی شریف پر مبسوط تبصرہ اور اس کے منتخب مضامین پر تبصرہ قیمت عمر رعایتی ۸

سفرنامہ روم و مصر و شام سنہ ۱۸۸۳ء علامہ شبلی مرحوم نے جو سفر کیا تھا اس کے حالات واقعات پر مشتمل سفرنامہ جو بہت مقبول ہو چکا تھا اور دو میں ممالک اسلامیہ کا یہ پہلا سفرنامہ ہے جس میں ٹرکی مصر اور شام کے علمی تمدنی حالات قیمت ۸ رعایتی ۱۰

مقالات شبلی قیمت عمر رعایتی ۸ رعایتی ۳
حیات سعدی ۸ رعایتی ۳ رحیات حافظ ۸ رعایتی ۳

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی سے منگائیے

لذت شباب یا ایرانی کوک شاستر

جو تو لذت شباب کا مطالعہ کیجئے جو ایرانی کوک شاستر ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو کہ عصہ دراز تک کس طرح قائم رکھہ سکتے ہیں عورت کے نزاکت کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گداز شباب کس طرح دھندلا ہوتا ہے شباب کی ڈھلی ہوئی دوپہری کس طرح متی ہو عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں ہر ستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے تاجداران بنگال اودھ اور رام پور کے و ہاری نوابین کے سینکڑوں سہل الحصول صدی بجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرکے بھی اور کہیں سے نہیں ہوتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت قریباً ڈیڑھ سو صفحہ کے ہے نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت ایک روپیہ (عہ) فہرست مضامین حسب ذیل ہے:-

لذت شباب ہر ایک نظر
شباب کی تعریف و حقیقت
لذت شباب کی بالمالی
رؤسا دولتمان شباب کی عیاریاں
خرمن شباب پر برق کی خاطف
سیر کی تاثیر نوشتیں
لذت شباب کی خصوصیت
لذت شباب اور مصنوعی مساحقت
باغ مساحقت کے مختلف طریقے
مرشد آباد کے لئے
مشاہیر کی لذت علمی جاسوسی
لذت شباب کے نخوں کا تخصیص
آلہ عیش کی استواری
جرم عشرت کی تحلیلات
عمل مباشرت کے پر کیف اشعار
جشن سچ طرز کی تشتیاں
سیاہ کیپ کی فراہمی
حکایات شوق
سیر دہلی قدما

بہلا باب

وجہ شباب کی رہ نوردی
عہد شباب کی تعریف
انسان میں ہر دور میں اعلا کی نہایت
چنبر شیشک کی تعلیم
نفسانی جذبات کی بیداری
حفاظت بازگ کے صنعتی جذبات
حسن کے نفسانی جذبات کو ابھارنے
جلد کشباب کی علامتیں
نوعمر لڑکیوں سے مباشرت
انیس زنانگی کی مبتدیہ
شادی کی زمانہ
شادی کی مقصد
قسم شباب کا بنیادی تجہیز

دوسرا باب

ابھار شباب کا بنیادی تجہیز
دلکم تعریف سے
جنبہ شہد کی نذر نازمائی
عضو چشیدن کی استعمال
زنادلوں کا جو سرا لجات ہے

آلہ کہ استعمال
ثار تحریم جو بدیک بداخلاق
سلاطین
مذہبی پیشواؤں کی پیکاری
فرانس میں مردوں کی سرور
سے مباشرت
جرمنی کے بڑے بڑے جنگ کا
عاشقانہ خط
یونانی و رامہ نگار کی ہم جنسی
کلیب ان کی عشرت کدہ
اعمال شرمناک لوگوں کی اخلاق
لندن کی
دنیا میں خوبانی بالہ کا وجود
یورپی کی پہلی رسگاہ
عید خلاوں میں ہر ہفتہ عورتوں
کا رقابوں میں برہنہ عورتوں

پانچواں باب

متاع شباب کی آب بخشی
شباب پر ہونے کی نشان
امرد پسند گرجستہ بیٹے کا دورہ
عشق
بارہ سال عمر

چوتھا باب

جذبات نسوانی میں ہر دور تغاض
نا کمہ عفیفہ زنان اور عورتوں سے
مباشرت
عورتوں کی شادی بعد توسیا
عورت مرد کے حامیہ میں
کمسن خوبصورت کے مصنوعی
ذرائع
مدرسی خانون کی داستان بیتی
عورتوں میں چوتھی رقابت
اور کمسن خانون کی بہتیاں
مصنوعی الرکی ساخت
صنف نازک کے جذبات کا
مطالعہ
خانون پروفیسر کی زن پرستی
ہیجانات جذبات کے اسباب
مصلحان قوم کا فرض

ساتواں باب

قدیم ہندوستانی کی خانہ
گنانیکی باہمی تعلق عمل
اعضائے تناسل کی اہمیت
عمل شباب اور ہماری کوتاہیاں
عضو مخصوص کے بارے میں
ذلالت کی رہبری
جوہر حیات کی تباہی
غیر فطری مباشرت
نوجوانوں کا خسارہ

آٹھواں باب

لوکما مرانی کی جھلک
غیر فطری تفریحوں کی علاج
ہیجانگیز کا استعمال
قوت تخیلہ کا حیرت انگیز
کرشمہ
نامعمودی کو یاد مست
آرہ عیش کی تفویت
گم شدہ قوت کی بحالی
جوہر زنگی کی اصلاح
الہ سرد کے لئے آسیر
قماد قوت افزا
حیرت انگیز طلا
موہم جمال کے مقاطس
معجون جلالی
کم خرچ اکثر نشین نسخہ
دولت شباب کی لوٹ
تقویت باہ کے لئے معوز
چیزیں
باذلی کے لئے طلسمی علاج

نواں باب

مضمحل عیش کا جھلکتا ہوا سیاہ
بلاکنان محبت کا جہانی انہدال
بادہ وصال کی لذت
ارسطو اور حسبانی نہ ہوا
صنف لطیف اور نفسانی
خواہشات
ایرانی مجہ یہ کی تبسم خیز
داستان
اعرابی اور اسکی بیوی
حوالے عرب کی ایک رنگین
صنف لطیف اور قوت شباب

قوت
خزائن سنیہ کی اصلاح
گیارہواں باب
ایران حسن و جمالداشت
ایران حسن کی مقبولی
جرعہ انبی سوملست کے
بصرہ حسن کی تقویت
بہترین فرحہ
حکام ہند اور عورتوں کے اقبال
علاج عرب
جسم عورت کے خوشبو
بارہ قسم کی عورتیں
جسم عورت کے چیدہ چیدہ اجزا۔
ہیجان کی آخری حرکات کا زائر
سوملست کے مختلف طریقے

دسواں باب

بادہ وصال کی لذت
لذت وصال میں اضافہ
ضمیر کا فیصلہ
مباشرت کے افسون
بادہ وصال کو دوبالہ کرنیکا
طریقہ
دونوں کی ناگہ پیراستناں
عیش و نشاط کی متخیر گھڑیاں
دربارہ عشاء کو دہ کا ایک منظر
دوسرا دن چھٹہ
دربدش کامل کا عطیہ
معجون عشرت انگیز
آخری تاجدار اودھ کا
مجرب نسخہ
شاہی خزن کی تیاری
شاہ اودھ کی استعمال کردہ
معجون
مادہ تولید کے لئے آسیر
عیش و مسرت کی گولیاں
عیش و مسرت کی فراوانی
کا چکا پرکیف حلوا
فقیری عملیہ
کوڑیوں میں اشرفیوں
کی کانکنی
وصال میں غیر معمولی

قرنفل نسیم کی حفاظت
قرص مقوی اور نراشت طلب
قرص مقوی اور کیف بصاں
چشمہ عنبری اور اجزاء مقصد
ترکیب بنگلہ کا بنانا طریقہ
حجرہ عشق کی چوتھا عیشی
بنگلہ طرز کی اور مرکبین نگاہیں
بنی جہانی کی ڈالڈا لڑی
سرما صفہانی
مجرب نسخہ
قرص جشن کی قسمیں
گلوس بیلنگ لڈو کی ناشتہ
طبیعہ مد حاتی کا نشہ
لکھنوی ماہر طب کا علاج
چشم کر گرست مخوز تر چشم
چشم سیاہ کی سفیدی
ناخنہ کا علاج
سفوف مقوی بصر
تقویت باصرہ کے لئے شربت
نیمہ کے بصر فعل کا نسخہ

بارہواں باب

ایران حسن و جمالداشت
ایران حسن کی مقبولی
جرعہ انبی سوملست کے
بصرہ حسن کی تقویت
بہترین فرحہ
حکام ہند اور عورتوں کے اقبال
علاج عرب
جسم عورت کے خوشبو
بارہ قسم کی عورتیں
جسم عورت کے چیدہ چیدہ اجزا۔
ہیجان کی آخری حرکات کا زائر
سوملست کے مختلف طریقے

تیرہواں باب

جوہر حیات کی تباہی
غیر فطری مباشرت
نوجوانوں کا خسارہ

آٹھواں باب

لوکما مرانی کی جھلک
غیر فطری تفریحوں کی علاج
ہیجانگیز کا استعمال
قوت تخیلہ کا حیرت انگیز
کرشمہ
نامعمودی کو یاد مست
آرہ عیش کی تفویت
گم شدہ قوت کی بحالی
جوہر زنگی کی اصلاح
الہ سرد کے لئے آسیر
قماد قوت افزا
حیرت انگیز طلا
موہم جمال کے مقاطس
معجون جلالی
کم خرچ اکثر نشین نسخہ
دولت شباب کی لوٹ
تقویت باہ کے لئے معوز
چیزیں
باذلی کے لئے طلسمی علاج

نواں باب

مضمحل عیش کا جھلکتا ہوا سیاہ
بلاکنان محبت کا جہانی انہدال
بادہ وصال کی لذت
ارسطو اور حسبانی نہ ہوا
صنف لطیف اور نفسانی
خواہشات
ایرانی مجہ یہ کی تبسم خیز
داستان
اعرابی اور اسکی بیوی
حوالے عرب کی ایک رنگین
صنف لطیف اور قوت شباب

دسواں باب

بادہ وصال کی لذت
لذت وصال میں اضافہ
ضمیر کا فیصلہ
مباشرت کے افسون
بادہ وصال کو دوبالہ کرنیکا
طریقہ
دونوں کی ناگہ پیراستناں
عیش و نشاط کی متخیر گھڑیاں
دربارہ عشاء کو دہ کا ایک منظر
دوسرا دن چھٹہ
دربدش کامل کا عطیہ
معجون عشرت انگیز
آخری تاجدار اودھ کا
مجرب نسخہ
شاہی خزن کی تیاری
شاہ اودھ کی استعمال کردہ
معجون
مادہ تولید کے لئے آسیر
عیش و مسرت کی گولیاں
عیش و مسرت کی فراوانی
کا چکا پرکیف حلوا
فقیری عملیہ
کوڑیوں میں اشرفیوں
کی کانکنی
وصال میں غیر معمولی

گیارہواں باب

ایران حسن و جمالداشت
ایران حسن کی مقبولی
جرعہ انبی سوملست کے
بصرہ حسن کی تقویت
بہترین فرحہ
حکام ہند اور عورتوں کے اقبال
علاج عرب
جسم عورت کے خوشبو
بارہ قسم کی عورتیں
جسم عورت کے چیدہ چیدہ اجزا۔
ہیجان کی آخری حرکات کا زائر
سوملست کے مختلف طریقے

بارہواں باب

چشمہ کافوری کے وجہ
لذتوں کا بیشبہ خزانہ
قدرتی چوتھے نسخہ
اثمار نسرین کی قدیمی ساخت
اثمار نسرین کی مقوی
اثمار نسرین اور صنف نازک
کے ناز
دست شوخ کی گستاخیاں
انار پستاں کی تعریف
مجرم کی استعمال
جوانی کی بہار
انار نسرین کی دلفریب حیات
انار پستان کا دوم
انار پستان کی مقوی
بصر شباب کی سیاہی
قامت گداز نرگی، رخسارہ
فربہی کا علاج
جسم رخسار کی طراوت
لعل شباب کی نگہداشت
لعل شباب کی نگہداشت

قیمت ایک روپیہ۔ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی سے منگائیے

مسلمان کے لئے جھوٹ بولنا حرام ہے

اس لئے آپ سے ہم جو بات بھی کہیں گے وہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے با اصل سچ جانئے۔ اور یہ بات ذہن نشین کر لیجئے۔ کہ ہم جو کچھ مرکبات ذیل میں درج کرتے ہیں اور ان کی توصیف کہتے ہیں یہ جملے ذاتی تجربہ اور ہزاروں معززین کے تجربہ شدہ ہیں جنہوں نے ان کے مفید ہونے کی تعریف کی ہے اگر آپ ہماری تعریف کو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے تسلیم کر سکتے ہیں تو بلا تامل ان کو منگا کر زندگی کا حظ اٹھائیے۔

طلاراز

یہ طلا ملوقوں کے لئے اکسیر ہے۔ نامردوں کے لئے بے نظیر ہے۔ طاقت و قوت کے بعد بھرپور صحت حاصل ہو جاتی ہے جو بعض تندرستوں کو بھی نصیب نہ ہوگی۔ بہترین پینے سے صرف ایک ہفتہ استعمال کرنے سے کامل فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ طلا گیارہ برس سے جملے ہاں سے برابر لوگ منگا کر استعمال کر رہے ہیں اور مفید بتاتے ہیں قیمت کچھ بھی نہیں ہے صرف فی شیشی دو روپے ہے پرچہ ترکیب مفت ہے۔

خوشوقتی

یہ جملے ہاں کی مشہور و مفرح گولیاں مسک بیدانہ کے لئے لاجواب ہیں۔ چونکہ بعض لوگوں کو اسکی نداش ہوتی ہے کہ کل اور پرلا ثمر نیوالی دوا ہو۔ تو ہم نے نہایت محنت سے ایسے نسخہ کو حاصل کر کے ان گولیوں کو تیار کرایا ہے یہ علی وجہ کی مسک گولیاں بنانا نہیں رکھتیں۔ اور یہ لاجواب بات ہے کہ جب تک تمہیں آپ کھائیں گے فراغت ناممکن ہے۔ یہ نسخہ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کا عطیہ ہے۔ اگر آپ خوشی کو دیرپا تک قائم رکھنا چاہیں تو اسکی ایک شیشی منگا کر رکھ لیجئے جس میں ایک درجن گولیاں ہوتی ہیں۔ یہ واضح ہے کہ اسمیں نقصان دہ منشی اجزا بالکل نہیں ہیں۔ تمہ دوا دی اور جریان کی یہ گولیاں دشمن ہیں قیمت فی درجن دو روپے (عہ)

ہماری محنت اور تلاش کی داد دیجئے

کہ ہم نے کس قدر محنت کا ہی اور دوسری کے بعد ایک بیش قیمت دوا کی تلاش کی ہے جس پر کہ ہم نے روپیہ صرف فخر کرنے پر بیا دیا ہے یہ وہ دوا ہے جس کے لئے دنیا میں ہزاروں اور لاکھوں سینکڑوں روپیہ کی ہی پرواہ نہیں کی۔ اور نہ کرنی چاہئے تھی کیونکہ یہ چیز ہی ایسی ہے۔

شادی شدہ مردوں کی یہ خواہش رہتی تھی کہ اب دوسری شادی کریں اور نئی محبوبہ سے بیاہ کا لطف اٹھائیں سو اسے پہلی بیوی کے لئے سوکن کا آجانا وبال جان بن جاتا۔ اور زندگی دشوار ہو جاتی لیکن جب سے ایسے مردوں کو معلوم ہو گیا کہ۔

حمول پرکیف

جب سے دنیا میں ایسی نئی ایجاد ہو گئی ہے جو بیوی سے نئی محبوبہ کا لطف حاصل کرنے کے لئے بہترین چیز ہے تو انہوں نے نئی شادی کے خیال کو چھوڑ کر حمول پر کیف سے بیاہ اور بالکل نئی زندگی کا لطف اٹھانے کا تہیہ کر لیا ہے۔ پہلی بیوی کی عمر چاہے کتنی ہی ہو آپ اس سے ہر دم نئی شادی کا لطف اٹھائیے جس سے دو باتوں کو فائدہ ہوگا۔ ایک تو یہ کہ آپ کا خیال نئی شادی کا رہنا جاتا ہے گا۔ دوسرے یہ کہ جو عورتیں مرض سیلان رحم میں مبتلا ہیں ان کو بھی ساتھ ساتھ یہی فائدہ ہوتا ہے گا۔ طوعاً کا نکلنا بند ہو جائے گا۔

اور جو لوگ بیوی کے موجود ہونے پر بھی آوارگی اختیار کرتے تھے وہ اب گھر میں نئی زندگی کا لطف اٹھانے لگیں گے۔ قیمت ۱۰ حمول کی شیشی کی تین روپے ہے۔ جو فوائد کے لحاظ سے مفت ہیں۔

ترکیب استعمال کا پرچہ ہمراہ ہوتا ہے

یا اللہ

زمانہ کا رنگ کیا کیا انقلاب دکھا رہا ہے۔ اب تو ہر زمانہ کے لوگ ہی نئے نئے انداز و فخر کرنے لگے کہ بیوی سے سیدھے منہ بات کرنا ہی پسند نہیں کرتے۔ آپ تو دس برس پہلے کی عورتوں کو کیا معلوم کہ ہمارے

ملنے کا پتہ اسعید برادرس ہاپنڈ کوکلاں محل شاہدہ دہلی

روغن مژدہ جوانی

اچھا تیل ہے جو بالوں کو بیہلاپن دور ہو جانے کا اور چھاتیوں کی چمارہی لاغری وغیرہ سب دور ہو جاتی ہے۔ یہ روغن ہی گیارہ سال سے مسلسل عجم میں آرہا ہے۔ اور ہزاروں عورتوں نے اس کے استعمال سے حسن دوشیزہ حاصل کیا ہے۔

ROGHANMOSDAJAWANI.FORWOMENPAPs.

قیمت فی شیشی دو روپے (عہ) محصول ڈاک ۵ر

خدا کی دین ہے

کسی کے چہرہ کو کالا بنا دیا ہے کسی کو گورا بنا دیا ہے۔ لیکن ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہیں سے خوبصورت ہوں مگر کالے اور بدشکل چہرہ والوں کے لئے حسین و خوبصورت بننے کے قدیمی بڑے بڑے سامان عطا فرما دئے ہیں اور ایسی ایسی چیزیں مہیا فرما دی ہیں کہ کسی قدرتی کالا پن ہی جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ چند اسی قسم کی دواؤں کو ہم نے ہی مرکب کیا ہے جو حسن و خوبصورتی۔ چہرہ کی بدرونقی۔ مہاسے۔ جھائیاں کیلیں وغیرہ دور کرنے کے لئے اکسیر ہیں۔ اس میں معزنی بشمگی کی دونوں قسم کی ادویات کو شامل کر کے ایک سفید رنگ کی کریم تیار کی ہے جس کو خوشبو سے ایسا بسایا ہے کہ جس کو چہرہ اور ہاتھوں پر ملنے سے شام تک خوشبو مہکتی ہے اور چہرہ نہایت حسین و خوبصورت بنا جاتا ہے۔ ماہر تو اس استعمال سے کالے رنگ کا پدنما چہرہ والا انسان بھی خوبصورت بنا جاتا ہے یہ کریم چہرہ اور ہاتھوں پر ایک منٹ ملنے کے بعد جذب ہو جاتی ہے۔ اور ایسا سفیدی مائل اثر چہرہ اور ہاتھوں پر چھوڑ جاتی ہے۔ ڈاڑھی نہیں کرنے کے بعد اس کا استعمال استرے کی خراش کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ سردی کے موسم میں ہاتھ پاؤں کے پھٹنے اور جلد کی سختی کو دور کرنے میں یہ کریم جس کا نام **فلاور کریم** ہے بیش چیز ہے۔ دلائتی کریم میں چربی کے مضر خواص ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں ذرہ برابر چربی نہیں ہے بڑی ہم نے اس کو سینکڑوں روپیہ پر باد کرنے کے بعد تیار کیا ہے۔ اسی لئے ہم وثوق سے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ یہ کریم کالے رنگ اور کملائے ہوئے چہرہ کے لئے اور داغ دھبے جھائیاں جھریاں۔ مہاسے دور کرنے کے لئے اپنی صفات کی لاجواب کریم ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ اعلیٰ

محصول ڈاک ۱ر فی شیشی ضرورت ہے

دس روپے سے زائد کے خریدار کو دو فی روپیہ کمیشن دیا جاتا ہے

۱۵ شعبان المکرم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوتا ہے تاکہ خریدار تمام رمضان المبارک سے گھڑیاں کام میں لاسکیں

قصبان سنڈے

حق مضمون اشتہار ہذا محفوظ ہے۔ نقال اسے نقل کرکے فائدہ کی جگہ نقصان نہ اُٹھائیں

فائدہ اُٹھانے کا

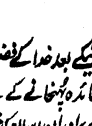
شاندار موقعہ

رعایت کا مبارک مہینہ

جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اِس سے ضرور فائدہ اُٹھائیے

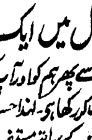
گیارہ ماہ گذرنیکے بعد خدا کے فضل وکرم سے پھر ہم کو اور آپ کو رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے۔ یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اِس لئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہٰذا حسبِ معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں اور ٹائم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کردی گئی ہے اِس رعایت سے برادرانِ اسلام کو خصوصیت کے ساتھ مستفید ہونا چاہیئے جلد سے جلد فرمائش بھیجئے ورنہ یہ زریں موقعہ زندہ رہے تو ایک سال بعد آئے گا۔ راقم منیجر

رولڈ گولڈ کیس کی ریسٹواچ



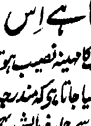
یہ گھڑی اعلیٰ روولڈ گولڈ کیس کی بہت عمدہ ہے اور سچی مشین میں، ایاقوت جواہر، آہنرباں میں دوڑ بھاگ میں بھی خراب نہیں ہوتی (رعایتی قیمت معہ استراپ تیرہ روپے باوآنہ)

چاندی کیس کی شب بین ریسٹواچ



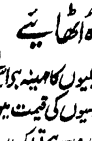
اِس گھڑی کا ڈائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے۔ ٹائم کی سچی اور پائیدار ہے۔ (رعایتی قیمت معہ استراپ آٹھ روپے دو آنہ رہیے)

شب چراغ لیور پاکٹواچ



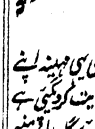
یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو بھی اندھیرے میں ٹائم بتاتی ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت صرف چھ روپے۔

خوشخط قابلِ دید اٹھ رُخہ چابی کی ریسٹواچ



دیکھنے میں نہایت خوشنما پرزوں کی مضبوط مشین لیور اور جواہر دار ہے چابی آٹھ روز میں ایکبار دیجاتی ہے ہر روز چابی دینے اور کلائی سے کھولنے باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چودہ روپے دو آنہ

انگریزی کی کارآمد خوشنما ریسٹواچ



اِس ریسٹواچ کا کیس نکل سلور کا ہے اِس کا ڈائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں جو شب کو اندھیرے میں بھی خوش رنگ وقت بتاتی ہیں ٹائم کی سچی اور پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے دو آنہ

نیو فیشن گولڈن ریسٹواچ



یہ نہری کیس کی ریسٹواچ مختلف ڈیزائن اور خوشنما ڈائل کی نئی ہوئی ہے جو محض خوبصورت ہی نہیں ہے بلکہ پائیدار اور وقت صحیح بتانے والی بھی ہے پرزے اسکے بہت مضبوط ہیں رعایتی قیمت معہ استراپ ۵ روپے

فینسی نذارگولڈن ریسٹواچ



اِس گولڈن نہری کیس ریسٹواچ کی پوری خوشنمائی یہ کاغذی نقشہ ظاہر نہیں کرسکتا بہت ہی خوشنما مختلف ڈیزائن میں بنی ہوئی ہے ٹائم کی سچی اور پرزوں کی مضبوط ہے۔ رعایتی قیمت چھ روپے بارہ آنہ

اصلی ریلوے ریگولیٹر لیور واچ



شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اِس پائیدار اور سچا وقت بتانیوالی اصلی انجن مارکہ ریلوے ریگولیٹر کے نام سے واقف نہ ہو اسکی یہی وجہ ہے کہ یہ پرزوں کی مضبوط ٹائم کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت دو روپے چودہ آنہ

ڈبل الارم ٹائم پیس



نکل سلور کیس خوشنما پائدار ٹائم کا سچا دو گھنٹی کے باعث الارم بلند آواز سے بجا کر خواب سے بیدار کرکے ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنہ (پیسے)

خوشنما و پائیدار ریسٹواچ



یہ نئے فیشن کی گھڑی کلائی پر بندھنے کی نہایت خوشنما ضع اور پائیدار بنی ہوئی ہے جلکل تمام جنٹلمین رکھتے اور دیگر شائقین اِس گھڑی کو پسند کرتے ہیں وقت بتانیکی سچی پرزوں کی مضبوط ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے چودہ آنہ

نوٹ: محصول ڈاک کی رقم علیحدہ ہے۔ ہر گھڑی پر ایک سال کی گیرنٹی دی جاتی ہے۔ ہر گھڑی کے ساتھ ایک کیس مفت ملتا

روزہ میں سب سے بڑی تسکین گھڑی سے حاصل ہوتی ہے

نوٹ:- محصول ڈاک وغیرہ ہر خریدار کے ذمہ ہوگا۔ جن گھڑیوں کی قیمت درج نہیں ہے ان کی قیمت دریافت طلب کرنے پر اطلاع دی جائیگی۔ ہر گھڑی کی ضمانت ۵ سال کی ہوگی۔ ۱۰ فیصدی کمیشن ایجنٹوں کو دیا جائیگا۔

۲۸۱ — فرسٹ کلاس پاکٹ واچ

موٹے گلاس کی لیکلیسن پاکٹ واچ

اس گھڑی کی مشین لیور اور جولدار ہے پائیدار اور پختہ ہے کہ بگڑنے کا نام نہیں لیتی گلاس بھی اس کا موٹے قسم کا ہے جو ریدہ سے بھی نہیں ٹوٹتا ٹائم بھی سچی اور خوشنما ہے رعایتی قیمت نو روپے بارہ آنے (۹/۱۲)

۲۸۲ — پائیدار لیور پاکٹ واچ

موٹے گلاس کی ریپیٹر واچ

یہ گھڑیاں اپنی خوبی کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں ہر شخص کے نام سے واقف ہے پرزے نہایت مضبوط ٹائم کی سچی ہے خوشنما اور چھوٹے سائز کی ہے رعایتی قیمت پانچ روپے آٹھ آنہ (۵/۸)

گارنٹی - ذمہ داری

ہر گھڑی وٹائم پیس کے ہمراہ دستخطی گارنٹی بھیجی جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ گھڑی اگر افتاط سے رکھی جائے تو اتنی مدت جتنی گارنٹی ہے بلکہ بعض گھڑیاں تو مدت گارنٹی سے بھی زائد چلتی ہیں۔ مگر احتیاط لازمی ہے

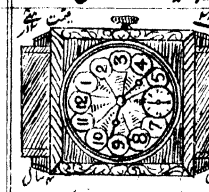
۲۸۳ — فرسٹ کلاس پاکٹ واچ

نیز فیشن پائیدار نفیس رسٹواچ

اور چال کی اچھی ہو پرزے اسکے پختہ پالش دار ہیں وقت بھی صحیح بتاتی ہے اس میں سکنڈ کی سوئی بھی لگی ہوئی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چار روپے چودہ آنہ

۲۸۴ — فرسٹ کلاس پاکٹ واچ

نوابجا و بیحد خوبصورت نقشی رسٹواچ



اس رسٹواچ کی خوشنمائی یہ کاغذی نقشہ کسی طرح بھی ظاہر نہیں کرسکتا ایسی خوبصورت ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے اس کا کیس نہایت نقشی اور ڈھائل ہیت بھی فیشنی ہے دیکھنے میں یہ گھڑی ڈیڑھ دو سو روپے کی معلوم ہوتی ہے مشین پائیدار ہے اور وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت آٹھ روپے بارہ آنے

۲۸۵ — فرسٹ کلاس پاکٹ واچ

خوبصورت و مضبوط لیور پاکٹ واچ

یہ کل سلور کیس کی گھڑی لیور مشین کی نہایت خوش وضع بنی ہوتی ہے۔ پرزوں کی مضبوطی اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت چار روپے بارہ آنے (۴/۱۲)

۲۸۶ — فرسٹ کلاس پاکٹ واچ

ادکلکن خوشنما رسٹواچ

یہ گھڑی آٹھ پسل اور چھ پہیل شیپ کی ہمت خوشنما بنی ہوتی ہے اسکی مشین پائیدار اور پرزہ پختہ ہیں وقت سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے

۲۸۷ — فرسٹ کلاس پاکٹ واچ

کارآمد ریڈیم رسٹواچ



اس گھڑی کا ڈائل وسوئیاں ریڈیم ہیں دن کے علاوہ شب کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے پرزوں کی مضبوطی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ دو روپے دو آنے

۲۸۸ — فرسٹ کلاس پاکٹ واچ

اصلی سوئس لیور پاکٹ واچ

شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانے والی اصلی انجن مارک ریلوے ریگولیٹر کے نام سے واقف نہ ہو۔ نہایت پائیدار ٹائم کی سچی اور چھوٹے سائز کی ہے۔ رعایتی قیمت چار روپے آٹھ آنہ۔ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

۲۸۹ — فرسٹ کلاس پاکٹ واچ

الارم ٹائم پیس



یہ ٹائم پیس علاوہ دن کے رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم بتاتا ہے اور اس کا الارم ٹھیک ٹھیک وقت پر دونوں طرح سے بجتا ہے سوتے ہوئے شخص کو بیدار کرنے کے لئے ایک چوکی دار کا کام دیتا ہے پرزے مضبوط ہے اور ٹائم کا سچا ہے۔ رعایتی قیمت صرف آٹھ روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

۲۹۰ — فرسٹ کلاس پاکٹ واچ

جولدار ریڈیم رسٹواچ



اس کا ڈائل اور سوئیاں گیس والی ہیں اندھیرے میں مانند تارہ کے چمکتی ہیں جن سے وقت بتانے والی اصلی انجن مارک ریلوے ریگولیٹر کے نام سے واقف نہ ہو۔ اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے مشین لیور اور جول جول والی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ ۱۰/۱۲

۲۹۱ — فرسٹ کلاس پاکٹ واچ

گولڈن گیس والی رسٹواچ

یہ گھڑی شہزادی کیس خوشنما ٹائم کی سچی ہڈ ڈائل و سوئیاں گیس والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے چودہ آنے

تمام فرمایشیں بنام منیجر ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۹۷ دہلی آنی چاہئیں۔ "تار کا پتہ "واچ" دہلی

رمضان المبارک میں ہر کام باعث خیر و برکت ہوتا ہے اس لئے یہ خرید و فروخت بھی مبارک ثابت ہو گی ۔

۲۹۳ — **اصلی سسٹم راسکوپ پیٹنٹ لیور واچ**



یہ گھڑی اپنی مضبوطی اور صحیح وقت بتانیکے باعث نہایت مقبول ہوئی ہے ہر شخص کے نام سے واقف ہے اسکے پرزے نہایت مضبوط و بالشدار ہیں اگر آپ کو صحیح و بالائقین گھڑی لینا چاہتے ہیں تو اسے منگائیے قیمت ۴۴ روپے

۲۹۴ — **خوشنما و پائیدار گیس والی پاکٹ واچ**



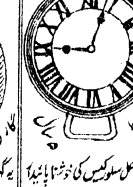
اس گھڑی کی سوئیاں اور ہندسہ سرات کو مانند ستارہ کے چمکتے ہیں جن سے مثل دن کے رات کو نہ ہر سے میں بھی وقت بآسانی معلوم ہوتا ہے مشین اسکی بہت پختہ اور پرزے بالشدار ہیں ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے کیس مکمل سلور کا ہے ۔ رعایتی قیمت چھ روپے چار آنے (۶/۴)

۲۹۵ — **ایونہیدہ جول والی رسٹواچ**



اس رسٹواچ کی مشین لیور پنڈولدار نہایت پختہ ہو دیر بھاگے میں خراب نہیں ہوتی ٹائم کی نہایت ہی اچھی ہے کنڈے قبضہ دار ہیں ۔ رعایتی قیمت معہ استراپ بارہ روپے بارہ آنہ

۲۹۶ — **نیو پیٹنٹ خوشنما رسٹواچ**



یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما پائیدار بنی ہوئی ہے وقت صحیح بتاتی ہے چابی اسمیں ۲۴ گھنٹے کی ہے اوپر کے پرزے مضبوط ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت صرف تین روپے دو آنے ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

۲۹۷ — **پائیدار کیسس اوپن فیس پاکٹ واچ**



یہ گھڑی کھلے منہ کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے چابی اسمیں ۲۴ گھنٹے کی ہے اوپر کے پرزے مضبوط ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت صرف تین روپے دو آنے ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

۲۹۸ — **سونے کے ملمع کی جالدار چوڑی کی جرڑاور رسٹواچ**



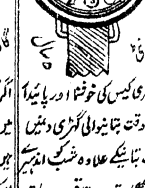
اس گھڑی کے چاروں طرف خوشنما آبدار رنگ جڑے ہوئے ہیں اسکی چوڑی اسپرنگ دار ہے جسکے باعث ہر موٹی و پتلی کلائی پر بڑی کی طرح کھنچ کر فٹ ہو جاتی ہے مستورات اسے بڑے شوق سے پسند کرتی ہیں ٹائم کی سچی ہے پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت سات روپے آٹھ آنہ (۷/۸)

۲۹۹ — **خوشوضع اٹھرپل رسٹواچ**



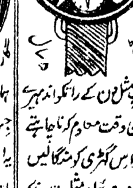
۲۴ کیرٹ گولڈن (سنہری) فینسی شیپ بہت خوبصورت پرزوں کی مضبوط ٹائم کی سچی اور سوئٹزرلینڈ کی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ صرف پانچ روپے (۵/)

۳۰۰ — **نئے طرز کی وقت بتانوالی رسٹواچ**



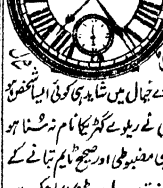
یہ نئے طرز کی رسٹواچ بالکل نئی وضع مختلف شیپ کی فینسی ڈائل کی ہے دیکھنے میں بہت خوبصورت اور اسکی مشین بھی عمدہ ہے اگر آپ اس طرز کی رسٹواچ لینا چاہتے ہیں تو منگائیے قیمت معہ استراپ ۴ روپے

۳۰۱ — **اگر آپ شمن دن کے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس گھڑی کو منگالیں**



اسکے ہندسہ سوئیاں مثل ستارہ کے چمکتے ہیں ٹائم کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ استراپ ۴ روپے

۳۰۲ — **سکنڈ والی اصلی ریلوے گولیور واچ**



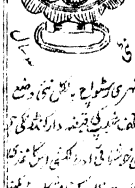
ہمارے خیال میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جس نے ریلوے گھڑی کا نام نہ سنا ہو یہ اپنی مضبوطی اور صحیح ٹائم بتانے کے باعث تمام عالم میں ڈنکا بجا چکی ہے کلاس بھی اسپر بہت دبیز (موٹا) اگا ہوا ہے رعایتی قیمت پانچ روپے آٹھ آنہ

۳۰۳ — **انسونیہ کارخانہ کا امریکن الارم ٹائم پیس**



مشہور و معروف انسونیہ کارخانہ کا بنا ہوا نکل سلور کا کیس پرزوں کا مضبوط ٹائم کا سچا ہے الارم بھی پختہ ہے جو وقت مقررہ صحیح ٹائم پر الارم بجاتا ہے رعایتی قیمت صرف چھ روپے بارہ آنہ علاوہ محصول ڈاک ۔

۳۰۴ — **فوایچ گولڈن فینسی رسٹواچ**



یہ سنہری رسٹواچ بالکل نئی وضع مختلف شیپ کی فینسی ڈائل کی ہے دیکھنے میں بہت خوبصورت اور اسکی مشین بھی عمدہ ہے اگر آپ اس طرز کی رسٹواچ لینا چاہتے ہیں تو منگائیے قیمت معہ استراپ ۴ روپے

ایک اچھی گھڑی روزہ کو مکروہ اور باطل ہونے سے بچاتی ہے

ہفت روزہ چابی کی خوبصورت پاکٹ واچ



اس گھڑی میں خوبی یہ ہے کہ چابی بجائے روزانہ کے آٹھ روزہ ہے روز روز چابی دینے کی زحمت نہیں بھوگنی اس کا سلیس پھیرنا ہوا اوپر خود شناسا معلوم ہوتا ہے شیشن لیور اور چولہدار ہے پرزوں کی مضبوط ٹایم کی بھی ہے۔ رعایتی قیمت فوروپے چھ آنہ

کارآمد ریڈیم پاکٹ واچ

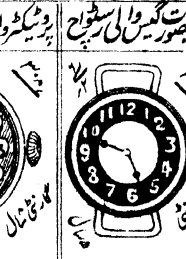


یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوش وضع لیور شیشن پرزوں کی مضبوط ٹایم کی بھی ہے اور اسکے ہندسہ و سوئیاں گیس والی ہیں چمکے باعث واکو اندھیرے میں بھی شناخ کے ٹایم معلوم ہوتا ہے۔ رعایتی قیمت ۱۰ روپے

آپکے فائدہ کی بات

تین گھڑیاں ایک قسم کی خواہ تین قسم کی اگر آپ کمیشن طلب فرمائیں تو مصولڈاک پیکنگ کیس اور منی آرڈر فیس معاف صرف گھڑیوں کی قیمت ہی چارج کی جائے گی۔

خوبصورت گیس والی سٹوواچ



اس گھڑی کے ہندسہ و سوئیاں گیس والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹایم معلوم ہوتا ہے پرزہ دستی مضبوط اور ٹایم کی بھی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ

پروٹیکٹر والی خوشنما لیور رسٹ واچ



اس گھڑی کے ٹایم کی طرف بھی شیشے کی حفاظت کیلئے ایک ڈھکنا لگا ہوا ہے جسمیں شکل حالی کے سوراخ بنے ہوئے ہیں ہندسہ سوئیاں ٹایم آسانی معلوم ہوتا ہے شیشن لیور چولہدار نہایت مضبوط ہے۔ ٹایم کی نہایت بھی ہے رعایتی قیمت اٹھارہ روپے بارہ آنے۔

خوشوضع سنہری کیس کی پاکٹ واچ



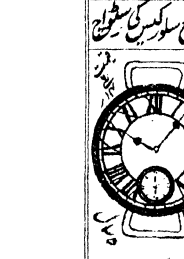
یہ گھڑی نہایت خوشنما اور پرزوں کی پائیدار ٹایم کی نہایت بھی ہے خوبصورت ہونیکے باعث یہ گھڑی اکثر تحفہ جات میں دی جاتی ہے۔ رعایتی قیمت صرف چھ روپے آٹھ آنے (پلیٹڈ)

اسکوائر گولڈن رسٹ واچ



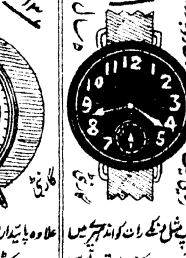
یہ چورس گھڑی مختلف ڈیزائن و وضع کی خوشنما اور پائیدار ہوتی ہے وقت سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ صرف پانچ روپے (۵ر)

خوشوضع سلور کیس کی سٹوواچ



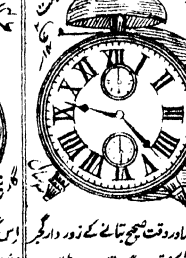
اس سٹوواچ کا کیس چاندی کا ہو پرلے اسکے پختہ پالش دار ہیں وقت بالکل صحیح بتاتی ہے اور بہت خوبصورت ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے چودہ آنہ

شب چراغ نیو فیشن سٹوواچ



اگر آپ شمل کے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس گھڑی کو منگالیں کے ہندسہ و سوئیاں مانند ستاروں کے چمکتے ہیں اور وقت بالکل صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت سات روپے دو آنہ

سٹوٹنکو جگانیوالا الارم وار ٹایم پیس



علاوہ پائیدار اور وقت صحیح بتانے کے زوردار گجر (الارم) بجا کر ٹھیک وقت پر جگا دیتا ہے جس ٹایم پر جاگنا منظور ہو اس کے الارم کی سوئی کو اسی ٹایم پر لگا کر الارم میں چابی بھر دیجئے بس یہ ٹھیک وقت پر تیز آواز سے الارم بجا کر آپ کو بیدار گجر بجا رعایتی قیمت صرف دو روپے چودہ آنہ

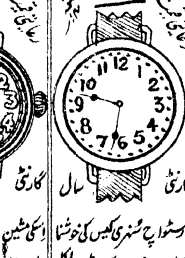
۲۲ کیرٹ گولڈ فینسی پاکٹ واچ



اس گھڑی کے ڈائل مختلف شکل کے جدید خوشنما اور نفیسی بنے ہوئے ہیں اور کیس سنہری عمدہ شیپ کا ہے پرزہ مضبوط چال کی لیور ٹایم کی بھی ہے رعایتی قیمت پانچ روپے۔ (۵ر)

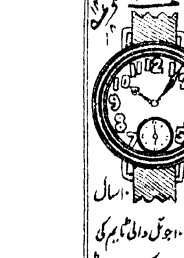
علاوہ محصول ڈاک

۲۲ کیرٹ گولڈن سٹوواچ



یہ سٹوواچ سنہری کیس کی خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے ٹایم بالکل صحیح بتاتی ہے اور پرزے بھی پختہ پالش دار ہیں رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چار روپے چودہ آنے (پلیٹڈ)

رولڈ گولڈ کیس کی ریڈیم واچ



اسکی مشین ۱۰ جواہل والی ٹایم کی ایسی پائیدار ہے کہ سواری دوڑ بھاگ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹایم کی بھی ہے اور دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت

تاہ و بالشہ ... منصہ الہ ... عثمانیہ ... ٹھکمنہ ... ہوکا اکہ مرحنٹ ... بازار حانہ ... ہاز ... ہاز آنے ... حامہ ... تار کا ستہ "واچ حوبلی"

حق مضمون ہشتمار ہذا محفوظ ہے۔ نقال اسے نقل کرکے فائدہ کی جگہ نقصان نہ اٹھائیں

تھوڑے داموں میں ایک اچھی گھڑی حاصل کرنے کا یہ نادر و نایاب موقع ہے جو سال میں ایک بار آتا ہے

ایک گھڑی مفت

جو گھڑیاں ایک قسم کی خواہ چند قسم کی اگر آپ کو خشت طلب فرمائیں تو ساتویں گھڑی جناب کو بالقیمت بھیجی جائے گی بکر حصول لاک وغیرہ آپ کو ادا کرنا ہوگا۔

نہایت پائیدار جولدار لیور لیس پاکٹ واچ



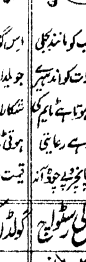
یہ گھڑیاں خاص کر رُوم دیگر مشنوں کا رخاص نوٹ لیتے تیار کرا کر منگائی ہیں۔ یوشین گیارہ یاقوت (جوئل) مشین میں نصب کئے ہیں جنکے باعث مقناطیس اثر نہ ہوگی ٹائم کی نہایت ہی پر عاقبتی نہایت گیارہ روپے اٹھ آنے

نہایت خوشنما ہاف ہنٹنگ پاکٹ واچ



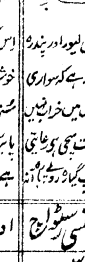
اس گھڑی کے ٹائم کی طرف بھی شیشے کی حفاظت کے لئے ڈھکنا لگا ہوا ہے ڈھکنے پر اندر کے ڈائل کا پورا نقشہ بنا ہوا ہے نیز ڈھکنے کے بیچ میں ایک شیشہ اور لگا ہوا ہے جس میں سے اندر کی سوئیاں ڈائل صاف نظر آتی ہیں جسکے باعث ٹائم بتانا نظر آتا ہے وقت بچانا باقی ہر طرح یقینی قیمت ۲۴ روپے

خوشنما بجلی والی رسٹواچ



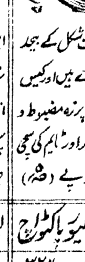
اسکے مندرجہ سوئیاں شب کو مانند بجلی کے چمکتی ہیں جن سے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے ٹائم کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے چھ آنہ

ہندوجوال والی لیور سٹواچ



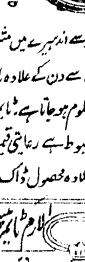
اس گھڑی کی مشین لیور اور پندرہ جولد ایسی پائیدار ہے کہ سواری شکار و دوڑ بھاگ میں خراب نہیں ہوتی ٹائم کی بھی بہت سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ گیارہ روپے آنہ

سوئیکے مع کی خوشنما پاکٹ واچ



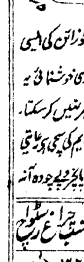
اس گھڑی کے ڈائل مختلف شکل کے بجد خوشنما اور فینسی بنے ہوئے ہیں اور کیس سنہری عمدہ شیشہ لگا ہے پرزہ مضبوط و پائیدار ہیں چال کی لیور اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت پانچ روپے (فقط)

شب بین لیور پاکٹ واچ



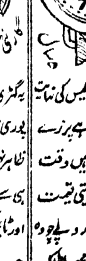
اس گھڑی کی سوئیاں وہندسے اندھیرے میں مثل ستاروں کے چمکتے ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے ٹائم کی سچی اور پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت صرف چار روپے علاوہ محصول ڈاک۔

نیو ڈیزائن کی گولڈن رسٹواچ



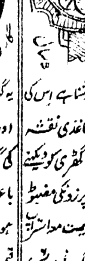
یہ رسٹواچ مختلف ڈیزائن کی ایسی خوشنما بنی کہ اسکی پوری خوشنمائی یہ کاغذی نقشہ ظاہر نہیں کر سکتا۔ پھر مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے چودہ آنہ

خوشنما چاندی کے کیس کی رسٹواچ



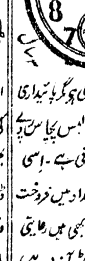
یہ رسٹواچ چاندی کے کیس کی نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے پرزے اسکے پختہ و پائیدار ہیں وقت سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے چودہ آنے (فقط) علاوہ محصول ڈاک

گولڈن کیس کی فینسی رسٹواچ



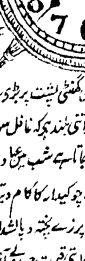
یہ گھڑی بہت ہی خوشنما ہے اس کی چوڑی خوشنمائی یہ کاغذی نقشہ ظاہر نہیں کر سکتا گھڑی کو دیکھنے ہی سے معلوم ہوگی پرزوں کی مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے نہایت معہ اسٹراپ چھ روپے چار آنے (فقط)

اوپن فیس کیلس لیور پاکٹ واچ



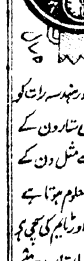
یہ گھڑی اگرچہ کم قیمت کی ہے مگر پائیداری اور درستی ٹائم میں بالکل پیا سن پیے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے۔ اسی باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں اور خوشنما بھی ہیں رعایتی قیمت تین روپے آٹھ آنہ (فقط)

لیشت کی گھنٹی والا الارم ٹائم پیس



اس ٹائم پیس میں الارم کی گھنٹی لیشت پر بڑی سائز کی لگی ہوئی ہے جسکی آواز اتنی بلند ہے کہ نائل موٹر لاکھ بھی اسکی آواز سے بیدار ہو جاتا ہے شب بیدار ہو جاتا ہے شب بیدار ہو جاتا ہے ڈیوٹی پر جانیکے لئے یہ ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے وقت نہایت صحیح بتاتا ہے پرزے پختہ و پائیدار ہیں باوجود ان خوبیوں کے رعایتی قیمت چھ روپے آٹھ آنہ

سنہری کیس کی شب چراغ رسٹواچ



اسکی سوئیاں اور ہندسے رات کو اندھیرے میں مثل ستاروں کے چمکتے ہیں جن سے مثل دن کے رات کو بھی ٹائم معلوم ہوتا ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ

تمام مذکورہ بالا گھڑیاں ہر ایک ملک میں بھیجی جاتی ہیں ہر گھڑی پر ایک سال کی ضمانت ہوگی۔ جو گھڑی خراب ہو جائے اسکو بلا قیمت درست کر دیا جائیگا۔ جو گھڑی پسند نہ آئے واپس کر دی جائیگی۔ ہر گھڑی کے ساتھ ایک چابی مفت ہو

اگر ان گھڑیوں میں سے کوئی گھڑی آپ نے پسند کی ہے تو خریداری کے لئے اس سے بہتر کوئی موقع نہیں مل سکتا

۳۲۹ حیرت انگیز کلنڈر یعنے جنتری واچ



اس گھڑی میں اسکے کاریگر نے عجیب غریب عقل آرائی کی ہے۔ گھڑی کیا ہے پوری جنتری ہے۔ اسمیں چھ ڈائل ہیں ایک سے تاریخ دوسرے سے دن تیسرے سے مہینہ چوتھے سے چاند کا گھٹنا بڑھنا مثل آسمانی چاند کے پانچویں سے سکنڈ چھٹے سے گھنٹہ منٹ معلوم ہوتا ہے رعایتی قیمت صرف

۳۳۰



یہ گھڑی تمام قیمت گھڑیوں میں اعلیٰ درجہ کی ہے ٹائم صحیح بتانے میں بجائے روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے اور پرزوں کی بھی مضبوط ہے زندگی بھی ہے۔ رعایتی قیمت دو روپے دس آنہ

کم خرچ بالانشین لیور پاکٹ واچ

ولیسٹ اینڈ واچ

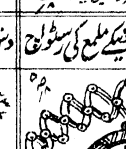
اور نیز ہر قسم کی گھڑی و ٹائم پیس اور کلاک کی درستی ہمارے ہاں باقاعدہ اور کفایت کے ساتھ خاص نگرانی میں کرائی جاتی ہے درستی کے لئے اگر کوئی گھڑی آپ ہمارے پاس بھیجنا چاہیں

۳۳۱ سنہری کیس کی فینسی رسٹواچ



یہ رسٹواچ فینسی ڈائل کی ہونیکے علاوہ خوشنما پرزوں کی مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے کیس اس کا سنہری ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے چودہ آنہ (۵ھ)

۳۳۲ خوشنما جالدار چوڑی کی سفید ملمع کی رسٹواچ



۳ سال گارنٹی

بیحد خوبصورت قابلہ دیکھیں چوڑی اپنے نگینہ لگی ہوئی ہے جو سرو قد دبلی کلائی پر رشکِ بطرح کھنچکر فٹ ہو جاتی ہے گھڑی کی گھڑی اور کلائی کی زینت مستورات بڑے شوق سے پسند کرتی ہیں وقت سچا بتاتی ہے اور پرزے بھی مضبوط ہیں رعایتی قیمت پانچ روپے آٹھ آنے (۵ھ)

۳۳۳ دس جوئل والی لیور رسٹواچ



اس گھڑی کی مشین لیور دس جوئل دار نہایت مضبوط ہے نمبر نیس وغیرہ میں فرق نہیں ہوتی ٹائم کی سچی اور خوبصورت بھی ہے کنڈے قبضہ دار ہیں رعایتی قیمت معہ اسٹراپ دس روپے بارہ آنہ

نئے فیشن کی گولڈن رسٹواچ



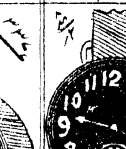
یہ سنہری کیس کی رسٹواچ مختلف شیپ ڈائل کی بہت ہی خوشنما نئی ہوتی ہے پرزوں کی پائیدار اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے چھ آنہ

تاریکی میں وقت بتانیوالی رسٹواچ



اس گھڑی کے ہندسہ و سوئیاں کیس والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے کیس سنہری ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ

۳۳۴ سنہری کیس کی ریڈیم رسٹواچ



اگر آپ مشل دن کے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس گھڑی کو منگالیں اسکے ہندسہ و سوئیاں مذہبریں مانند ستاروں کے چمکتے ہیں وقت بالکل صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پونے

نہایت پائیدار امریکن الارم ٹائم پیس



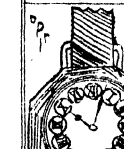
پائیداری اور وقت صحیح بتانے میں مشہور ہے اس لئے اسکی تعریف لکھنے کی ضرورت نہیں اسمیں جو الارم لگا ہوا ہے وہ بوقت ضرورت ٹھیک ٹائم پر سوتے ہوئے شخص کو بیدار کرنے کے لئے ایک چڑیا کا کام دیتا ہے۔ رعایتی قیمت چار روپے آٹھ آنہ

اصلی سے ریکو لیٹر لیور پاکٹ واچ



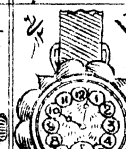
یہ گھڑیاں لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں اسکی زیادہ بکری اور مقبولیت اسوجہ ہے کہ یہ وقت صحیح بتاتی ہے اور لیور ہونے کے باعث بہت پائیدار ہے قیمت میں بھی ارزاں ہے رعایتی قیمت صرف چار روپے بوقت فرمائش اپنا پتہ خوشخط تحریر فرمایئے

سنہری کیس کی رسٹواچ



یہ رسٹواچ مختلف ڈیزائن و شیپ کی نہایت ہی خوشنما ہے اگر خوبصورتی کا معمولی اندازہ نقشے سے ہوتا ہے مگر پوری خوشنمائی تو گھڑی کے ملاحظہ سے معلوم ہوگی ٹائم کی سچی پرزہ کی مضبوط ہے رعایتی معہ اسٹراپ

شاندار سنہری کیس کی رسٹواچ



یہ گھڑی بیحد خوبصورت مختلف وضع کی ہے اکثر شادیوں اور تحفہ جات میں دیجاتی ہے مرد و عورت دونوں اسے پسند فرما کر استعمال کرتے ہیں پرزہ کی مضبوط ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ

بیحد نفیس سنہری رسٹواچ

یہ گھڑی بیحد خوبصورت مختلف ڈیزائن و شیپ کی نہایت ہی خوشنما ہے اگر خوبصورتی کا معمولی اندازہ نقشے سے ہوتا ہے مگر پوری خوشنمائی تو گھڑی کے ملاحظہ سے معلوم ہوگی ٹائم کی سچی پرزہ کی مضبوط ہے رعایتی معہ اسٹراپ

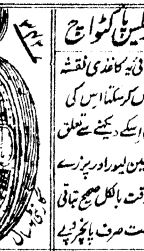
نوٹ۔ مصور اور مطبوعہ فوٹو گراف حتی گھڑیوں کی کیس اور اسٹراپ کی تصاویر کی طباعت کی وجہ سے اصل کی کیس اور اسٹراپ سے کچھ فرق ہوگا۔ خریداروں کی تسلی کے لئے ہر گھڑی کی قیمت رسالہ کی مارکت رپورٹ میں درج کی جائے گی مگر مصور ڈائل وغیرہ آپ کو دکھائی نہ دیں گے۔

بعض لوگ سوچتے رہ جاتے ہیں اور موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے

استراپ مفت

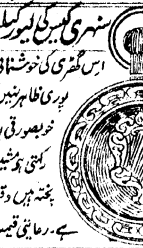
ہر گھڑی کے ہمراہ جو بھیجا جاتا ہے وہ لیدر اسٹراپ کا ہوتا ہے اگر آپ کسی وجہ سے چرمہ کا پٹہ نہ فرمائیں تو لاشک کے فیتہ کا آپکے طلب فرمانے پر بھیجا جاسکتا ہے

خوشنما



اس گھڑی کے خوشنمائی یہ کاغذی نقشہ پوری ظاہر نہیں کرسکتا اس کی خوبصورتی اسکے دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے مشین لیور اور پرزے پختہ ہیں وقت بالکل صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت صرف پانچ روپے

سنہری کیس کی لیور کلیدی کنواچ



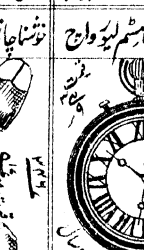
یہ گھڑی اپنی مضبوطی اور صحیح وقت بتانے کے باعث نہایت مقبول ہوئی ہے ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے چھوٹا سا ساز پرزوں کی مضبوط اور ٹھیک ہے رعایتی قیمت معہ استراپ

خوشنما و پائیدار بند کیس کی پاکٹ واچ



اس گھڑی کے ٹائم کی طرف بھی شیشے کی حفاظت کے لئے ڈھکنا لگا ہوا ہے جو ذرا سے اشارہ سے فوراً مثل نقشے کے کھل جاتا ہے۔ یہ گھڑی خوشنما بھی ہے اور مضبوط بھی ہے۔ وقت سچا بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت صرف سات روپے علاوہ محصول ڈاک

خوبصورت جنٹلمین سٹواچ



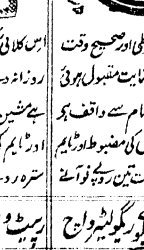
یہ سٹواچ نکل سلور کیس کی نہایت خوشنما فینسی ڈائل کی بنی ہوئی ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چار روپے بارہ آنے (دلیہ)

فینسی گولڈن سٹواچ



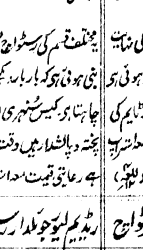
مختلف قسم کی سٹواچ ایچ شوشہ بنی ہوئی ہو کہ بار بار کہنے کو دل چاہتا ہے کہ کیس سنہری اور پرزہ پختہ و پائیدار ہیں وقت سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ

رسکوپ پیٹنٹ سسٹم لیور واچ



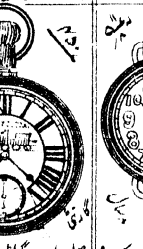
یہ گھڑی اپنی مضبوطی اور صحیح وقت بتانے کے باعث نہایت مقبول ہوئی ہے ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے چھوٹا سا ساز پرزوں کی مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت تین روپے نو آنے

خوشنما چابی دینے کیس کی آٹھ روزہ چابی سٹواچ



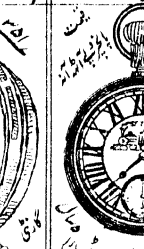
اس کلائی کی گھڑی میں خوبی یہ ہے کہ چابی بجائے روزانہ دینے کے آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے مشین لیور وجوسل دار ہے پرزوں کی پختہ اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سترہ روپے دس آنے (موجملہ)

پائیدار سنہری کیس کی رسٹواچ



اس گھڑی کا کیس سنہری بہت خوشنما ہے اور پرزہ پختہ پائیدار ہیں اور مشین بھی پائیدار ہے ٹائم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپے چودہ آنہ

شب و چراغ گولڈن سٹواچ

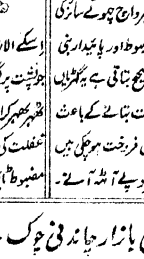


یہ گھڑی بجلی والی ہے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے مشین لیور دستی جو خوبی والی ہے ٹائم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ

ریڈیم لیور جولدار رسٹواچ

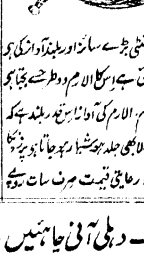
یہ گھڑی بجلی والی ہے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے مشین لیور دستی جو خوبی والی ہے ٹائم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ

چھوٹے سائز کی ریلوے ریگولیٹر واچ



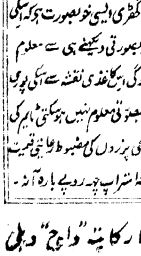
یہ اعلیٰ ریلوے ریگولیٹر واچ چھوٹے سائز کی اسٹیشن کی بہت مضبوط اور پائیدار بنی ہوئی ہے ٹائم بالکل صحیح بتاتی ہے یہ گھڑیاں مضبوط اور سچا وقت بتانے کے باعث ناکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں رعایتی قیمت پانچ روپے آٹھ آنے۔

ریپیٹ و لانگ الارم ٹائم پیس



اسکے الارم کی گھنٹی بڑے ساز اور بلند آواز کی ہے جو نیند پر لگی ہوتی ہے اسکا الارم وقت سے بچتا ہے ظہر پھیر کر اور آئندہ الارم کی آواز سریع و بلند ہے کہ غفلت کی نیند والا بھی جلد ہوشیار ہو جاتا ہے یہ گھڑیاں مضبوط ٹائم کا سچا رعایتی قیمت صرف سات روپے

بہت ہی خوشنما سنہری سٹواچ



یہ گھڑی ایسی خوبصورت ہے کہ اسکی خوبصورتی دیکھنے ہی سے معلوم ہوگی، اسکا نقشہ سے اسکی پوری خوبصورتی معلوم نہیں ہوسکتی ٹائم کی سچی پرزوں کی مضبوط رعایتی قیمت معہ استراپ چودہ روپے بارہ آنہ۔

نوٹ۔ محصول ڈاک علاوہ ہر مشتری کو اختیار ہے کہ ہمارے ایجنٹ کی معرفت روپیہ ادا کرے یا ہمارے نام منی آرڈر بھیجدے۔ ہر گھڑی پر ایک سال کی گارنٹی ہے۔ ہر گھڑی کے ہمراہ ہدایت نامہ بھی ہوتا ہے جس سے گھڑی کے استعمال کی ہدایت اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہے۔ ہر گھڑی کے ہمراہ ایک چابی مفت ہوتی ہے۔ ہر گھڑی کے ہمراہ ایک چابی مفت ہوتی ہے۔ ہر گھڑی کے ہمراہ ایک چابی مفت ہوتی ہے۔

تمام فرمائشیں بنام منیجر ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۹۰ دہلی آنی چاہئیں۔ تار کا پتہ "واچ" دہلی

روزہ دار کے پاس ایک سچے ٹائم پیس کا ہونا ضروری ہے

نوٹ:- مصور اوراق کی وجہ سے ہر خریدار کو گھڑیاں بکٹ کے ذریعہ بھیجی جائیں گی۔ قیمت ارسال کرنے پر

قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ۭ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ

کہا بلکہ لایا ہوں میں ولیکن تاکہ (آرام پڑے) دل میرا کہا پس لے جا جانوروں سے

اَفْصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ

پس صدر ستہ بچان ر لد طرف اپنے پھر کر سے اوپر ہر پہاڑ کے اُن میں سے ایک ٹکڑا پھر

پھر ان کو پال لا اپنے پاس ہلا لو جو ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصہ رکھدو (اور) پھر

اُدْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ع مَثَلُ

بلا اُن کو چلے آویں تیرے پاس دوڑتے اور جان یہ کہ اللہ غالب ہے حکمت والا ف مثال

ان سب کو بلا دو دیکھنا یہ پاس سے تیرے دوڑتے ہوئے آویں گے اور جان رکھ اللہ غالب ہے حکمت والا ف مثال

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے میں راہ اللہ کے جیسے مثال ایک دانہ کی

اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرنے والوں کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت (عمدہ) ہے

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ

اگائیں سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ

جس نے (فرض کرو) سات بالیں نکالیں (اور) ہر بال میں سو سو دانے ہوں اور یہ اسے روزی دیتا ہے

يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

دونا کرتا ہے واسطے جسکے چاہے اور اللہ کشایش والا جاننے والا ہے وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں

جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں جانے والے ہیں جو لوگ اپنا مال

اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى

مال اپنے میں راہ اللہ کے پھر نہیں پیچھے لوتے جو خرچ کئے احسان اور نہ ایذا

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان جتلاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

واسطے ان کے ہو ثواب ان کا نزدیک پروردگار ان کے اور نہیں خوف اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہونگے

ان لوگوں کو ان کے اعمال کا ثواب ان کے پروردگار کے پاس ملیگا اور نہ تو انہیں کوئی خطرہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ

بات اچھی اور بخشنا کسی کا خیر ہے اس خیرات سے کہ پیچھے اس کے ہو ایذا

مناسب بات کہہ دینا اور درگذر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے بعد (دینے والے کی طرف سے) ایذا (دہی) ہو

وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ

اور اللہ ہے بے پروا بہت حلم والا تم سے تو کو جو ایمان لائے ہو مت باطل کرو خیرات اپنی تو

اور اللہ تعالیٰ بھی بے پروا ہیں بہت حلم والے ہیں اے ایمان والو نہ (احسان جتلا کر) باطل کر دو خیرات اپنی تو

بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ

ساتھ احسان اور ایذا دینے کے مانند اس شخص کے کہ خرچ کرتا ہے مال اپنے کو دکھلانے لوگوں کے اور نہیں ایمان لاتا

برباد مت کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے (محض) لوگوں کے دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں لاتا

(بقیہ صفحہ ۶۳) منہ توڑنے کو اور ایسا اللہ تعالیٰ کرتا ہے جسکی قسمت میں گمراہی ہے اُن کو ہنچہ آیا تو ساتھ ہی اس پر اُن کو خبردار کر دیا ۱۲ موضح القرآن

حضرت ابراہیم و نمرود

ف۱ ایک بادشاہ تھا وہ اپنے تئیں سجدہ کرواتا تھا سلطنت کے غرور سے حضرت ابراہیم نے اس کو سجدہ نہ کیا اُسنے پوچھا اُٹھو تم کہا کہ میں اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہوں ۱۲ منہ

کہا اب تو میں بھی اوں ہوں کہا ع ۳ میں رب عالم کو نہیں کہتا ج ۳ ع ۳ ہوئے چلائے اور مارے اُٹھے دو تیر ۳ ملائے جسکو چلائی چاہتا تھا مار ڈالا اور جسکو ڈالنا نہ چاہتا تھا چھوڑ دیا تب انھوں نے آفتاب کی دلیل سوجھی ۱۲ منہ

جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام

ف۲ یہ جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بخصوص حضرت عزیر علیہ السلام کے وقت نہ ایک بادشاہ تھا بابل کا کافر جبار اسمہ بخت نصر یا بخت نصر یا بخت نصر یا بخت نصر کو ویران کیا تمام شہر بنی اسرائیل کا بیت المقدس سمیت بیت المقدس سے بخت نصر بہت سا مال غنیمت لے گیا اور بنی اسرائیل کو قید کر کے لے گیا اور بہت سے بنی اسرائیل قتل کئے اور بہت سے بھاگ گئے جو بچ رہے تھے وہ ان کا کہا اور بنی اسرائیل کا مال اور سواری کا گدھا مر گدھیاں اسی منزل سے دوسری میں وہاں کے رہنے والے مر گئے تھے سو گدھا بھی مر گیا تب تعجب کیا کہ یہ شہر کیونکر آباد ہوگا اسی جگہ ان کی روح قبض ہوئی سو برس کے بعد زندہ ہوئے ان کا کہا اور بنی اسرائیل کا مال واپس آیا اسی شہر

مُعجز نما متوسط قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مع کامل تفسیر اردو

۵۳ خوبیوں والا

حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب سے ہویدا لاگویا ایک ماہر استاد کے تراشے ہوئے نگینے ہیں رسی بہتر پر چھپائی جو کسی مجلہ یا خانہ کو نصیب نہیں صحت کا یہ عالم کہ ایک ایک نقطہ کی ذمہ داری تمام طرز سجاوندی اور منشی ممتاز علی صاحب کے خاتم المصاحف کے مطابق ہوا اس کو ہر طرح سے بہتر بنانے میں کارخانہ نے کل کوشش اور نظر کو خرچ کیا ہوا دس قرآن شریف کا تر جمہ اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ہے جو ہندوستان کے تمام علماء کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے ان کے ترجمہ میں یہ خاص خوبی ہے کہ قرآن کے ایک ایک لفظ کے معنے بتاتا ہے ترجمہ دوم حکیم الامت فقرآن کے ظاہری و باطنی امور کے مالک حضرت مولانا اشرف علی صاحب جنہی تھانوی کا ہے جو تقریباً تحت اللفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے یہ ہر دو ترجمے ان تمام اغلاط اور خلل لفظی سے پاک ہیں جو آزادی پسند اصحاب کے ترجموں میں موجود ہیں اور خوبی یہ کہ اس کے حاشیہ پر تمام تفاسیر مثل تفسیر ابن کثیر ابن جریر در منثور خازن۔ ابن کثیر۔ مدارک۔ موضح القرآن از شاہ عبدالقادر و خلاصۃ التفاسیر از شاہ عبدالقادر و ابن مردویہ ابن ابی حاتم مسند بزار مسند احمد اسباب و شان نزول از جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ) اور تمام کتب احادیث (مثل بخاری مسلم۔ ترمذی وغیرہ وغیرہ) کے خلاصے مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت صحت و سند کے ساتھ ایسی عام فہم اردو میں چھاپی گئی ہے جو آج تک نہ کسی قرآن پر دیکھی اور نہ کسی نے اس قدر زیادہ خرچ کرنے کی ہمت کی جس میں تمام احکام قرآن و مسائل قرآن۔ جملہ قصص۔ کل تاریخی واقعات۔ ذکر اولین و آخرین اور قرآن کے جملہ ظاہری و باطنی اشارات اور شان نزول۔ ربط آیات خواص قرآن ناسخ و منسوخ کی کامل تفصیل کا مضمون درج ہوا ہے اس کا پورا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور ایک خاص بات یہ کہ حاشیہ پر سلسلہ تفسیر میں ہر صفحہ پر اس مضمون کی سرخی دیگئی ہے جس کی بابت تفسیر بیان کرتا ہے۔ اور نیز بحوالہ غرائب القرآن حاشیہ پر حسب ضرورت حل لغات و ترکیب کا بیان ہے اس وجہ سے معجز نما مکمل مترجم مع کامل تفسیر اردو جس دیدہ زیب تقطیع کی نسبت جو کارخانہ سے چھپ کر بڑی مقبولیت کے ساتھ رہی ہے اس قرآن میں تفسیر و فوائد کا بہت مجموعہ ہے ہر پارہ و ہر منزل جدا جدا نقشوں و نگار سے آراستہ ہر بسم اللہ خط علی نگار سے تحریر ہے صحت میں از ثانی ایک ایک لفظ کی ذمہ داری کہ اس کی صحت ماہر حافظوں کی معرفت بجانبدگی و قرآن کے دیگر قدیم و جدید نسخوں کے مطابق ہوئی ہے جملہ اوقاف سجاوندی کے مطابق ہیں نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں حصہ اول میں حضرت آدم سے لیکر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور ان کی امتوں کے حالات ہیں۔ اسلام سے قبل عرب کی قدیم رسموں رسم کی تاریخ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لیکر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب سے آپ کے خلاف ہوئیں اور آپ کے وہ تمام خطوط مع ترجمہ درج ہیں جو آپ نے اطراف زمانہ کے فرمانرواؤں کے نام برائے دعوت اسلام مرحمت فرمائے تھے۔ بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات ہیں حصہ دوم میں فضائل القرآن و اسرار حصہ سوم میں خاتمہ ان تقشیدیہ و فادریہ و سہروردیہ و چشتیہ کے بزرگوں کے خفی اعمال قرآن و خواص اور جملہ سورتوں و آیتوں اور پورے قرآن کے تعویذ ہیں اور تعبیر خواب و ترکیب فال سند کے ساتھ درج ہیں حصہ چہارم میں مضامین قرآن کی فہرست ہے جس سے ہر مضمون کی آیت اشارہ میں مل سکتی ہے حصہ پنجم میں قاعدہ قرأت قرآن کا بیان ہے عربی طرز دو ہر دو خط بجدد نہایت خوشخط اور خوشخطی کے جملہ رموز کے مطابق ہیں اس قرآن کے سائز (تقطیع) خوشخطی اور قلم دکھانے کی غرض سے اہل قرآن کا بچھلے صفحہ دوسری طرف ملاحظہ فرمادیں کل قرآن شریف بلا فرق اسی طرز کا ہے مگر یہ رسالہ کاغذ خراب ہے اصل قرآن شریف کا کاغذ اول نمبر چکنا و بہتر ہے کہ اس کے لئے کارخانہ نے اول نمبر لائی کا کاغذ ایک کوٹھی کا کشت نو سو ارد کا خریدا ہے کاغذ میلا ہونے کی وجہ سے نہ بلیچ نہ ہونے کی اس بیان کا یقین کرنیوالے جن کے پاس ہماری جدید التقطیع معجز نما حامل ترجمہ اردو مع کامل تفسیر اردو مجموعہ عشرہ کاملہ بھیجی تو اس کے علاوہ یہ قرآن کی معاونہ ہے جس مرجع ہاتھ اور آپ سے رسمان و صرف ایماندار کی کاغذ اس قرآن شریف کا ارسال ہوا تو بعد وصولی دہلی کارخانہ کے نام روانہ فرمادیں قیمت مع محصول وصول فرمائیں اول نمبر چکنا سفید دبیز کاغذ مجلہ پانچ جلد حاشیہ مجلہ پانچ جلد (نمبر) محصول ڈاک علیحدہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معجز نما پنج سورہ

بلکہ دہ سورہ و مجموعہ وظائف

آج تک ہندوستان میں ایسا دہ سورہ و مجموعہ وظائف نہیں چھپا جلی نہایت روشن قلم سفید اور گھر میں پڑھنے کے لئے موزوں نہایت خوشخط مترجمہ مولانا شاہ (فیم الدین محدث دہلوی رح قرآن شریف کے حصہ پر کامل تفسیر اور ہر سورۃ کے اعمال و خواص و فضائل اور ہر سورۃ و آیتوں کے تعویذات مع سند و شان نزول و ربط آیات و بزرگان تقشبندیہ و سہروردیہ و چشتیہ و قادریہ کے مخفی اعمال غرض یہ کہ یہ مشتمل بر بیست و چہار رسالہ ہے۔ سورہ یاسین۔ سورہ فتح۔ سورہ رحمن۔ سورہ واقعہ سورہ ملک۔ سورہ مزمل۔ سورہ نوح۔ سورہ جن۔ سورہ کہف۔ سورہ فلق۔ سورہ الناس سورہ بروج۔ سورہ طارق آیۃ الکرسی یہاں تک قرآن شریف کا حصہ ختم ہوا کے بعد ختم اکمل شمس کشکل دعائے مجلی العرش اسماء حسنیٰ دوا نام خدا اسمائے رسول کریم و دعائے عجیب درود تاج درود تنجینا یہ بھی سہیل کتابت بہت صحیح طور پر رقم ہیں اور درمیان متن اور ترجمہ حاشیہ پر ان کے صحیح اسناد مع خواص و طریقہ عمل و کامل تفسیر بامحاورہ اردو میں درج ہیں اس کے بعد جملہ بزرگان چشتیہ و نقشبندیہ کے ناموں کا سلسلہ بزبان عربی زیر رقم سہروردیہ اور حاشیہ پر صفائی بیان کیلئے حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رح کا قابل دید بیان جو زبان اردو درج ہے اور تمام نمازوں اور ہر نماز کے بعد پڑھنے کی دعاؤں کی تفصیل اور درج و زکوٰۃ و روزہ کا بیان ہے اس کے بعد درود اکسیر اعظم مصنفہ حضرت شیخ اکبر محی الدین رح زیر متن مترجم اور حاشیہ پر آپ ہی کا اہل بیت کی محبت کی فضیلت میں بعد کو ایک حوالہ کا بزبان اردو درج ہے۔

قیمت

بتہ۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

(THE MOULVI DELHI REGISTERD NO. L. 1866)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی

ایک ماہوار مذہبی رسالہ

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی سے شایع ہوتا ہے

مدیر مسئول

عبدالحمید خان

چندہ سالانہ ایک روپیہ عمدہ

بابت فی پرچہ دو آنے ۲ر

جلد دہم | بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۴

کتاب المرقوم

یعنی

شرح مثنوی مولانا روم

(از علامہ مولوی عبدالرحمن صاحب راسخ دہلوی)

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں۔ یہی کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے۔ یہی کتاب ہے جو تشنگان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے اور یہی کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے۔ کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو۔ صوفیوں کو اس کی ضرورت عالموں فاضلوں واعظوں لکچراروں پیروں نقیبوں ایڈیٹروں کو اس کی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو اس کی ہر وقت ہر گھڑی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطلب لے سکتا ہے پس ایسی اعلیٰ اور مفید کتاب کی شرح کو ہم نے ایک ایسے فاضل اہل اور عالم بے بدل جو تصوف کے اسرار سے پورے طور پر واقف ہیں ایسے طرز پر لکھوانا شروع کیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے اختیار نہیں کیا مختصراً اس کی خوبیاں حسب ذیل ہیں زیادہ وضاحت کی یہاں گنجائش نہیں۔

(۱) اصل مثنوی کا ہر شعر جلی قلم سے نہایت خوشخط بعض بعض اعراب وغیرہ کہا گیا ہے (۲) مشکل الفاظ کی لغوی و اصطلاحی تشریح و وضاحت کے ساتھ کی گئی ہے (۳) ہر شعر کی صرفی نحوی ترکیب جامع اختصار کے ساتھ کی گئی ہے (۴) ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے (۵) ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی (۶) ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالے دیئے گئے ہیں (۷) ہر شعر کی شرح عجیب ہی دلچسپانہ انداز میں کیگئی ہے کہ صاحب دل جھوم جاتے ہیں ضخامت ۵۰ صفحات بڑی تقطیع۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ عہ ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

رمضان شریف کی رعایت کا حیرت خیز نظارہ

اس قرآن شریف کے ہدیہ میں رعایت ہوئی ہے جس میں کبھی ایک پیسہ بھی کم نہیں ہوا اور پچھلے سال سات ہزار ہدیہ ہوگیا، بڑا ہی زریں موقعہ ہے لوٹ لیجئے!!

اکتالیس خوبیوں والا پچیس مہری معجزہ بیان

نئی شان کا قرآن مجید

جس ہر مسلمان کو پڑھنے کی سخت ضرورت تھی

مقدس میں ایسی خوبیاں کہ نظیر مطالعہ مسلمین اسلام اور صفائی کے متلاشیوں کے لئے بہت ضروری ہے، اور خوشخط روشن صاف چھپائی، نفیس کاغذ تقطیع متوسط ۲۰×۳۰ (۱۱ انچ) صحیح اور مستند مکمل الامہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی کا سلیس عام فہم ترجمہ اور حاشیہ پر موضح القرآن کا خلاصہ اس کا امتیاز حسب ذیل ۴۱ سے زائد خوبیاں ہیں اور ایسی خصوصیات ہیں جو دوسری جگہ نہیں ملیں،

(۱) ہر پارہ کے شروع میں مقامات مقدسہ کا نقشہ دیا گیا ہے، چنانچہ کل نہایت اعلیٰ قسم کے تیس نقشے فن مصوری کا نمونہ ہیں،
(۲) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو، نیز فہرست رکوعات کو آیات قرآنی جس کے ساتھ نزول کے اعتبار سے سورتوں کی ترتیب درج ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پہلے کونسی سورت نازل ہوئی (۳) ضروری مقامات کا تاریخ نزول مطابق صحیح مستند (۴) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ترجمہ (۵) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کی تفسیر موضح القرآن کا خلاصہ حاشیہ پر (۶) ہر سورۃ کے مستقل نقش و تعویذ جو اولیاء اللہ کے معمولات ہیں (۷) تعبیر نامہ خواب (۸) فضائل قرآن پاک (۹) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ اور قرأت کے اصول جس کے سمجھنے کے بعد غلطی نہیں ہو سکتی (۱۰) چند ایسے مقامات کا ذکر جہاں کا املا اور ہے اور تلفظ اور ہے بچوں اور بندی قرآن خوانوں کے لئے بہت ضروری اور مفید ہے (۱۵) پیغمبروں کی دعائیں (۱۶) ان انبیاء کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۷) ان پر فرشتوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۸) ان تمام چیزوں کا حال جنکا ذکر قرآن میں ہے (۱۹) ان دنیوی مقامات کا حال جنکا ذکر قرآن میں ہے (۲۰) ان ستاروں کا حال جنکا ذکر قرآن میں ہے (۲۱) ان جنوں کا حال جنکا ذکر قرآن میں ہے (۲۲) ان بتوں کا حال جنکا ذکر قرآن میں ہے (۲۳) رموز اوقاف (۲۴) وہ خاص درود شریف جو اولیاء سے منقول ہے، (۲۵) قرآن مجید کو دیگر الہامی اور غیر الہامی مختلف ادیان مذاہب کی کتب پر فوقیت کا مطابقتاً ثبوت (۲۶) وہ مقامات جہاں اعراب کی بندیلی سے کفر لازم آتا ہے (۲۷) بسم اللہ شریف ہر جگہ فی شان سے لکھی گئی ہے (۲۸) سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ملک کے مشہور ذاکر اور اساتذہ منشی عبدالغنی صاحب دہلوی خلف الرشید جناب منشی ممتاز علی صاحب مہاجر کی نے اسے بڑی توجہ اور محنت کے ساتھ لکھا ہے (۳۱) دہلی کے اکثر علماء و فضلا حفاظ و قراء نے تصحیح میں حصہ لیا ہے جن کی ۲۵ مہریں ثبت ہیں (۳۲) ان انبیاء کے القاب کا بیان جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے (۳۳) اس امر کا ثبوت کہ کلام مجید ملک عرب میں رسول عربی پر کیوں نازل ہوا (۳۴) قرآن کے ظاہری و باطنی آداب (۳۵) آنحضرت کی سوانح عمری (۳۶) قرآن کے علمیات (۳۷) قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت (۳۸) قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کے احکام و فضیلت (۳۹) قرآن کے نقش امدان کے نمل بنانے کی ترتیب (۴۰) قرآن کتنے دن میں ختم کرنا چاہئے (۴۱) عرب کے اس تاریخی حال کا بیان جس کا قرآن کے نزول سے تعلق ہے، تخمیناً تقریباً ایک ہزار صفحات

ہدیہ مجلد چرمی جزو بندی منقش نقرئی رعایتی تا آخر ذیقعدہ صرف تین روپے آٹھ آنے

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

بارہ سورہ ۱۲

دو ترجمہ والا خوشنما

معہ اوراد و وظائف

زیر تین ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی دوم حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی صاحب تھانوی ذکر و اللہ والوں کے لیے کاروباری عوام حضرات کے لیے جو وقت کم ملتا ہے یہ مجموعہ سورات نہایت مفید ہے اس میں وہ تمام اوراد و وظائف جو بزرگان دین کے دستور العمل رہے ہیں ہے تمہارے فوائد و برکات مضمر ہیں، علاوہ ان کے مندرجہ ذیل بارہ سورتیں ہیں،

سورہ یٰس سورہ الفتح
سورہ الرحمن سورہ الواقعہ
سورہ الملک سورہ المزمل
سورہ نوح سورہ جن
سورہ القیامہ سورہ کہف
سورہ قل سورہ والناس

اور ہفت پیکل معہ استناد و نقش قمر معہ فضائل اسلامی حیثیت سے اللہ میاں کے نام معہ خواص و فضائل، اسلامی تقدسہ سرور عالم معہ فوائد و دعائے حبیب معہ فوائد درود تاج ترجمہ معہ اسناد و صلوٰۃ تنجینا معہ شجرہ سلاسل چشتیہ نظامیہ معہ تاریخی حالات و تواریخ وفات و شجرہ قادریہ رضوان اللہ علیہ اجمعین اور درود اکسیر السیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا نقش معہ فوائد ہر سورہ کے ساتھ درج ہے

ہدیہ مجلد مرتین جلد گیارہ آنہ دس جلد پونے چار روپے

حمیدیہ پریس دہلی سے ملے گا

ابھی چھپ کر آئی ہے، دہلی کے بہترین خوشنویسوں کی کتابت جن کے شائقین کو فن خطاطی کے کمال میں ریاستوں سے وظیفہ ملتے ہیں، ایک ایک حرف نگینہ کی طرح جڑا ہوا، نہایت چکنا ولایتی کاغذ

سستی پاکٹ سائز معرّائے حمائل

کارڈ کے برابر

ہدیہ مجلد پارچہ جزو بندی ۱۲ آنہ دس جلدیں ۴ روپے علاوہ محصول ڈاک

ایک جلد نہیں بلکہ کئی جلدیں منگائیے اور غربا کو مفت تقسیم کیجئے، قیمت ایک جلد ۱۲ آنہ دس جلد ۴ روپے یعنی ۳ آنہ کی جلد کا محصول ۷ روپے کا اور تین کا برابر یعنی ۳ آنہ اور دس جلد کا ۱۰ آنہ۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

جلد دہم | بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۴۸ھ ہجری | نمبر چہار

خطبہ

الحمد للہ الذی خلق الانسان وقدر فی علیہ حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا فسویہ وعدلہ وعلی کثیر ممن خلق فضلہ وجعلہ سمیعا بصیرا ثم ھداہ السبیل ونصب لہ الدلیل اما شاکرا واما کفورا اما کافرون فاعتدلھم سبیلا واغلالا وسعیرا واعدلا باضاف العذاب نیادون ویلا ویلا یعون ثبورا واما الشاکرون فنعمھم وکرھم ولقھم نضرۃ وسرورا۔ ان ھذا کان لکم جزاء وکان سعیکم مشکورا واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کثیرا کثیرا۔ اما بعد۔ برادران اسلام! رمضان المبارک اور عید الفطر آئے اور اپنی برکات وحسنات کی بارشیں کرکے ابر رحمت کی طرح گذر گئے لیکن ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہماری کھیتیوں میں ہی کچھ تروتازگی پیدا ہوئی یا وہ بدستور خشک پڑی ہوئی ہیں اور اس ابر گہربار سے ہماری جیب و دامن میں بھی برکات وحسنات کے موتی گئے یا وہ حسب سابق خالی پڑے ہوئے ہیں مبارک ہیں وہ لوگ جن کی کشت اعمال رمضان المبارک کے سحاب رحمت سے سیراب ہوئی یہ دنیا مزرعہ آخرت ہے یہاں کا بویا ہوا بیج ہی ہے جو آخرت میں پھل پھول سے ہماری جھولیوں کو معمور کرسکتا ہے اگر اس دنیا کے کھیت میں بیج نہ بویا گیا تو آخرت میں ہماری جھولی متاع اعمال سے یکسر خالی ہوگی اس لئے اس رمضان میں جنہوں نے بیج بویا ہے وہ مبارک ہیں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تخم بار آور ہوگا اور آخرت میں جبکہ متاع اعمال کی ضرورت ہوگی اس وقت کام دیگا لیکن اگر غفلت کی نیند طاری رہی اور اس نے اس مبارک موقعہ پر تخم عمل بونے کی مہلت نہیں دی اور موسم گذر گیا تو ہمیں اپنی بدبختی اور بدنصیبی پر ماتم کرنا چاہئے کیونکہ اب اس کے سوا چارہ نہیں کہ جب آسمانی ابر رحمت سے ہم نے فائدہ نہیں اٹھایا تو جس طرح کسان نرمی نالوں سے اپنی کھیتی کو سیراب کرتا ہے اسی طرح ہم بھی آنکھوں کے چشمے سے آنسوؤں کی نہر جاری کریں اور اس نہر کے پانی سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنی کھیتی کی آبیاری کریں کیونکہ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس دنیا سے سفر کرتے وقت زاد راہ ہمارے ساتھ ہو تو اس کے سوا چارہ نہیں اور نہ کوئی اسکے علاوہ تدبیر ہے کہ غفلت پر ماتم اور اعراض و سرکشی نفس پر آہ وبکا کریں شاید اللہ تعالیٰ ہماری ندامت و توبہ کو قبول فرمالے۔

برادران اسلام! آج کے خطبہ کا موضوع عام مباحث موجودہ ہے چونکہ مسلمانوں کی فلاح وبہبود کا ان مباحث سے گہرا تعلق ہے جو ملک میں زیر بحث ہیں اسلئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان پر غور کریں اور اپنی ترقی ونجات کی راہ تلاش کریں اور گمراہی وضلالت سے بچیں۔

برادران اسلام! مسلمان کی صرف یہی کام نہیں کہ وہ نماز روزہ وغیرہ کے سلسلہ عبادت میں جو فرائض اس پر عائد ہوتے ہیں ان کو ادا کرکے بیٹھ رہے بلکہ اس کا فرض یہ ہے کہ دنیا کی جاد وجہد میں اپنا حصہ ادا کرکے اس فرض سے سبکدوش ہو جو بحیثیت ایک انسان کے اس پر عائد ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جلیل القدر اصحاب کرام کا اسوہ حسنہ ہم کو بتلاتا ہے کہ ہمیں ایسی زندگی بسر کرنی چاہئے جو دنیا اور دین دونوں کے مناسب ہو اسلام کو اس لئے مکمل مذہب کہا گیا ہے کہ وہ دین اور دنیا دونوں کی نجات کا ذریعہ ہے اسلام نے رہبانیت کو جائز نہیں رکھا رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام اس لئے ہم دنیا کو ترک نہیں کرسکتے اور حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا جس چیز کا نام ہے وہ دراصل یہ ہے کہ ہم خدا اور رسول سے اور اسکے احکام واوامر ونواہی کی طرف سے غافل ہوجائیں یہی دنیا ہے جس کی قرآن وحدیث میں مذمت کیگئی ہے اور کہا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی لہو ولعب ہے مولانا رومؒ نے صاف الفاظ میں دنیا کی تعریف کردی ہے آپ فرماتے ہیں ؎

چیست دنیا از خدا غافل شدن ۔۔۔ نے قماش ونقرہ وفرزند وزن

خدا سے غافل ہوجانا ہی اصل دنیا ہے یعنی ہر وہ کام جس سے ایسی غفلت طاری ہوجائے کہ خدا یاد نہ رہے دنیا ہے اور ہر وہ کام جو خدا کی یاد کے ساتھ کیا جائے اصل دین ہے بشرطیکہ وہ مناہی ومنکرات سے ہو اور صراحتاً اس سے خدا اور رسول نے منع نہ کردیا ہو۔ پس ایک مسلمان اگر وہ دنیا کے کاموں میں حصہ لیتا ہے اور وہ کام اس کو خدا سے غافل نہیں ہونے دیتا تو وہ داخل عبادت ہے مسلمان کا روزی کمانا کہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی پرورش کا سامان کرے داخل عبادت ہے مسلمان کا تجارت کرنا بھی داخل عبادت ہے مسلمان کا کھانا کھانا عبادت ہے مسلمان کا پانی پینا عبادت ہے مسلمان کا سونا عبادت ہے مسلمان کا آرام کرنا ورزش کرنا اور تفریح کرنا بھی عبادت ہے اگر یہ سب کچھ اس لئے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی فرمانبرداری کی جائے۔

برادران اسلام! خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام کی متقدانہ زندگی پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ وہ کیسی مشغول زندگی بسر فرماتے تھے اگر ایک طرف ان کی نورانی پیشانیاں مسجدوں کے اندر سجدہ ریز اور ان کے سر اپنے معبود کے سامنے جھکے رہتے تھے تو دوسری طرف عبادت الٰہی سے فارغ ہوکر دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل جاتے تھے بازاروں میں کھیتوں میں باغوں میں فوجوں میں کارخانوں میں ہر گلہ نشین کے پہرہ داروں کی طرح مشغول نظر آتے تھے مگر اللہ کی یاد سے کسی وقت ان کے قلوب خالی نہ رہتے تھے دل بیمار دست بکار کی زندہ اور اعلیٰ مثال تھے

اگر ہماری یہ خواہش ہو کہ صحابہ کرام کی سی دین اور دنیا کی سربلندی و سرفرازی حاصل کریں اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ دین کی نجات کے ساتھ دنیا بھی ہمارے قدموں کو بوسہ دینے لگے تو ہمارے لئے اسکے سوا اب اور کوئی چارہ نہیں کہ آج جو ملک میں اہم اور ضروری مسائل درپیش ہیں ان کے اوپر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور ساتھ ہی اپنے طرز عمل اور اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں کا جائزہ لیں اور پھر آئندہ کے متعلق فیصلہ کریں کہ ہم کو بحیثیت ایک قوم کے کیا کرنا چاہیئے۔

حضرات! اسکے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اپنی گذشتہ زندگی پر ایک سرسری نظر ڈال لینی چاہیئے تاکہ اس کی روشنی میں آئندہ اور موجودہ زندگی کے متعلق کوئی صحیح فیصلہ کر سکیں۔

گذشتہ زندگی کا مختصر الفاظ میں اگر خاکہ کھینچا جائے تو اسکے سوا کچھ نہ ہوگا کہ ہم کو اپنی تمام جدوجہد میں نوے فیصدی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے خلافت کی تحریک جو سب سے بڑی تحریک تھی وہ بڑی حد تک ناکام رہی۔ حجاز کے متعلق جو تحریک شروع کی گئی تھی وہ بھی ناکام رہی نہ ان کو کامیابی ہوئی جو حجاز میں جمہوریت قائم کرنی چاہتے تھے نہ ان کو جو ابن سعود کے مخالف تھے۔

تنظیم و تبلیغ کی تحریکیں بھی کچھ ناکام رہیں اور کوئی نتیجہ ان کا نہ نکلا سیاسیات میں جو رخ مسلمانوں نے اختیار کی اسکا حال وہ ناکامی ہے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

آخری مسئلہ سارداایکٹ کا تھا اگرچہ روشن خیال طبقہ اس کا حامی تھا مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی بھاری اکثریت اس کی مخالف تھی تمام ملک میں اسکے خلاف جلسے ہوئے اور مظاہرے کئے گئے اور پڑتالیں ہوئیں مگر ایجی ٹیشن ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا اور وائسرائے نے اسکے متعلق جو تقریریں کی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ بالآخر ناکامی ہی سے سابقہ پڑے گا اب صرف ایک مہینہ اور باقی رہ گیا ہے یعنی یکم اپریل سے باقاعدہ اس قانون کا نفاذ ہو جائے گا مگر اس قسم کے آثار نہ تو گورنمنٹ کے طرز عمل میں نظر آتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیگی اور نہ خود مسلمانوں کے اندر نظر آتے ہیں کہ وہ بزور قوت اس کو مسترد کرا سکینگے کیونکہ جو جوش اور ہنگامہ ابتدا میں برپا کیا گیا تھا وہ ختم ہو چکا ہے اور جب دستور بیٹھ تک پڑ گئی ہے ظاہر ہے کہ جب ایک طرف حکومت اس قانون میں مسلمانوں کی خواہش کے مطابق ترمیم کرانے کیلئے آمادہ نہیں ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کا جوش عمل بھی ختم ہو چکا ہے تو کیا صورت کامیابی کی نکل سکتی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس پیہم اور مسلسل ناکامی کی وجہ کیا ہے یہی سوال سب سے زیادہ غور و تامل کا مستحق ہے اور اگر یہ پتہ چل جائے کہ ہماری مساعی اور جدوجہد کیوں ناکام رہتی ہیں تو آئندہ کے لئے ہم کوئی ایسا فیصلہ کر سکتے ہیں جس میں پھر ہمیں ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

اگر اچھی طرح غور و فکر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ناکامی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم منظم نہیں ہیں اور اس عدم تنظیم کی وجہ سے جو کام بھی ہم شروع کرتے ہیں اس سے آخر تک پورے جوش اور پورے عزم و ارادہ کے ساتھ جاری نہیں رکھ سکتے بلکہ ابتدا میں تو آندھی اور مینہ کی طرح زور شور سے کام شروع کرتے ہیں مگر بہت تھوڑے عرصہ کے اندر سارا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور اس کام کو ادھورا چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں ناکامی کی اصل وجہ یہی ہے اور اور ناممکن ہے کہ اس طرح کی ذہنیت سے ہم کوئی مقصد بھی حاصل کر سکیں خواہ رفتار وہی ہو مگر مستقل ہو اور ایک ہی رفتار سے آخر تک چلتے ہیں تو منزل مقصود پر پہنچنا یقینی ہو مگر جب چلنے والے اس کے خلاف اگر ابتدا میں ہم دوڑ کر چلے اور تھوڑی دور چل کر رک گئے تو اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

برادران ملت!

گذشتہ سات آٹھ سال سے ہمارے آپ کے کان تنظیم ملت کے شور سے بہرے ہو گئے ہیں اس قدر تنظیم تنظیم کا شور برپا کیا گیا ہے مگر نتیجہ کیا نکلا محض صفر اصل یہ ہے کہ تنظیم تنظیم کی رٹ لگانے سے قومیں منظم نہیں ہوا کرتیں بلکہ منظم ہونے کی ایک ہی صورت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ تمام زندگی کے شعبوں میں عموماً اور سیاسیات میں خصوصیت کے ساتھ مستقل مزاجی کے ساتھ حصہ لیں۔ سیاسیات کی اہمیت اس لئے ہے کہ اس میں حکومت سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور طاقتور حریف سے مقابلہ کرنے ہی سے طاقت پیدا ہوتی ہے۔ برادران وطن جو آج ہم سے زیادہ طاقتور اور منظم نظر آتے ہیں اس کی وجہ ایک اور صرف ایک ہے کہ وہ شروع سے حکومت کے ساتھ اعلانیہ آزما ہیں حکومت سے جنگ کرنے کے معنی نشدد اختیار کرنے کے نہیں ہیں بلکہ پرامن جدوجہد کے معنی ہیں کانگرس کی جدوجہد شروع سے آج تک پرامن رہی ہے اور ہمیشہ شروع سے اسکے ساتھ رہ کر سیاسی جدوجہد میں مشغول رہے ہیں جس کا نتیجہ عام بیداری عام قوت اور عام ڈسپلن و عام تنظیم کی صورت میں نکلا ہے۔

اگر شروع سے مسلمان بھی سیاست میں حصہ لیتے اور کانگریس کے ساتھ رہ کر ملکی جدوجہد میں مشغول رہتے تو اس وقت مسلمانوں کے اندر بھی وہی طاقت وہی قوت وہی عزم و ارادہ اور وہی ارگانائزیشن ڈسپلن اور تنظیم پیدا ہو جاتی جو آج ہمیں برادران وطن کے اندر نظر آرہی ہے مگر افسوس ہے کہ ابتدا میں تو ہم سیاست سے بالکل الگ رہے اور جب اس میں حصہ لیا تو وہ بھی حکومت ہی کے اشارہ سے اور اس نہج پر کہ ملکی جدوجہد کے خلاف ہماری سیاست کا رخ رہا اور بجائے اس کے کہ حکومت سے ہمارا مقابلہ ہوتا اور اس مقابلہ سے ہم میں طاقت پیدا ہوتی کانگریس کی مخالفت کو ہم نے اپنا شیوہ بنا لیا جس میں کوئی ہمارا فائدہ نہ تھا بلکہ جو کچھ فائدہ تھا وہ حکومت کا تھا حکومت کے ہم آلۂ کار اور سپر بن گئے اور اس کے ہاتھوں میں ہم نے اپنے آپ کو ایک پتلے کی طرح دیدیا تھا جس کو وہ جس طرح چاہتی تھی اپنی مرضی کے مطابق اپنے مفاد کے لئے نچاتی تھی۔

اس کے بعد ترک موالات کا دور آیا اور اس میں مسلمانوں نے اچھا حصہ لیا مگر مگر بھی غلط تھی اس لئے ناکام رہی اس کے بعد چند سال فتنہ و فساد اور شدھی و سنگھٹن کے نذر ہو گئے اب پھر خالص سیاسی جدوجہد کا دور شروع ہوا تو پھر از سر نو مسلمانوں کو وہی پرانا درس دیا جا رہا ہے بلکہ گذشتہ دور میں پھر بھی عقل و خرد کے سر رشتہ سے سلسلہ قائم رکھا گیا تھا اور تعلیم پر زیادہ زور دیا جا رہا تھا اور کانگریس کی مخالفت کے ساتھ حکومت سے تعاون کیا جا رہا تھا مگر اس دفعہ عقل و خرد کو بالکل بالائے طاق رکھدیا گیا ہے یعنی ایک طرف کامل آزادی کا راگ الاپا جا رہا ہے اور دوسری طرف مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ کانگرس سے علیحدہ رہو یعنی خدا و صنم دونوں سے ہاتھ دھو لو۔

برادران اسلام! اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمان باعزت

زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں تو اُن کو عقل و خرد سے کام لینا پڑیگا اور عوام کو خود اپنی خلاف عہد کے مسائل پر غور کر کے اپنے لئے راہ عمل اختیار کرنا پڑے گا کیونکہ تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اس وقت جو لوگ رہنمائی کے مدعی ہیں وہ سخت گمراہی کی طرف مسلمانوں کو لئے جا رہے ہیں بلکہ سب سے بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ یہ رہنما آپس میں اس قدر شدید اختلاف رکھتے ہیں کہ کبھی کسی مسئلہ میں یہ متفق نہیں ہوتے یہانتک کہ ایسے مسائل میں جن میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا ان میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام نہیں کرتے چنانچہ سارا ایکٹ کی مثال ہمارے سامنے ہے چند لوگوں کو مستثنیٰ کر کے سب رہنما اور علما اس کے مخالف تھے اور ہیں مگر محض لیڈری کے اقتدار کے لئے اسی مسئلہ پر دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں فریق ناکام رہے۔

یہی حال تقریباً تمام امور میں ہوتا ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان خود غرض لیڈروں کے پنجہ سے مسلمان اپنی گردنیں چھڑا لیں۔

برادران ملت! صحیح طریق کار یہ ہے کہ بیک وقت تمام کاموں کی طرف ان کی اہمیت کے لحاظ سے ان پر مناسب توجہ صرف کی جائے مثلاً تعلیم تجارت سیاست وغیرہ سب پر حسب ضرورت توجہ مبذول کی جائے اور مسلمانوں کے اندر مختلف جماعتیں بنجائیں جو ایک ایک شعبہ کا چارج لے لیں اور جو جس کام کو ہاتھ میں لے بس وہ اسی کا ہو رہے اور اس کے سوا کسی دوسری طرف توجہ نہ کرے یہ نہ ہو کہ اس کی ایک ٹانگ تعلیمات میں پھنسی رہے اور دوسری سیاسیات میں اور جو لوگ سیاسیات میں دخل دیں ان کو تعلیمات میں حصہ نہ لینا چاہئے اور ایک دوسرے کے کاموں میں مزاحمت نہ کرنی چاہئے اور ہر اک کو اپنے کام سے کام رکھنا چاہئے۔

اور سیاسیات میں حصہ لینے والوں کے تین گروہ ہونا چاہئیں ایک اعتدال پسندوں کا جو خودداری کو قائم رکھتے ہوئے صرف آئینی جدوجہد کے ذریعہ ملکی حقوق میں حصہ لے جیسا کہ نہرو رپوں کے ہاں ایک جماعت لبرلوں اور ماڈریٹوں کی ہے دوسری جماعت مسلم حقوق کی محافظین کی ہونی چاہئے جیسا کہ نہرو رپوں میں نہیں سنبھالی ہے ۔ ۔ ۔

شذرات

کانگرس کا تازہ فیصلہ

کانگرس کی ورکنگ کمیٹی نے اپنے حال کے اجلاس احمدآباد میں سول نافرمانی کے تمام اختیارات مہاتما گاندھی کے حوالے کردیئے ہیں ناظرین کو یاد ہوگا کہ لاہور کانگرس نے مکمل آزادی کی تجویز منظور کرکے اسکے حصول کے لئے سول نافرمانی کو ذریعہ قرار دیا تھا اور ورکنگ کمیٹی کو کانگرس نے اختیار دیا تھا کہ وہ جہاں مناسب سمجھے سول نافرمانی کی تحریک شروع کرے اب کانگرس کی ورکنگ کمیٹی یعنی مجلس عاملہ نے یہ اختیارات مہاتما جی کے سپرد کردیئے اور ان کو اختیار دیدیا کہ جہاں چاہیں جب چاہیں اور جس شکل وصورت میں چاہیں سول نافرمانی کا آغاز کردیں۔

اس ریزولیشن سے ایک نئی صورت حال ملک میں پیدا ہوگئی ہے کیونکہ اس غلطی فیصلہ کے حاصل ہونے کے بعد گاندھی جی نے جو مضامین ینگ انڈیا میں لکھے ہیں نیز اپنے آشرم والوں کے سامنے جو تقریریں کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاتما جی بہت جلد سول نافرمانی کی تحریک خود اپنی قیادت میں شروع کرنے والے ہیں۔

اگرچہ ابتک یہ معلوم نہیں کہ کس جگہ سول نافرمانی شروع کی جائیگی اس کی نوعیت کیا ہوگی اور کس نہج پر مہاتما جی اس کو چلائینگے مگر خود مہاتما جی کے مضامین اور ورکنگ کمیٹی کے بعض ممبران کی تصریحات اور آشرم کے ممبران کے سامنے جو مہاتما جی نے تقریریں کی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سول نافرمانی مخصوص قسم کی ہوگی اور مہاتما جی اس کو صرف ان لوگوں کے ذریعہ شروع کرنا چاہتے ہیں جو عدم تشدد کو بطور عقیدہ کے مانتے ہیں اور بطور پالیسی کے نہیں مانتے۔

بات یہ ہے کہ کانگریس میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو عدم تشدد کو عقیدہ کے طور پر اپنے ایمان کا جزو مانتے ہیں اور کسی حال میں بھی تشدد اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں چاہے ملک آزاد ہوجائے لیکن ان کا پختہ یقین ہے کہ عدم تشدد کے ذریعہ ملک کو آزاد کرایا جاسکتا ہے۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو عارضی طور پر مصلحتاً عدم تشدد کے اپنے آپکو پابند بنائے ہوئے ہیں مگر وہ اس امر کو ضروری نہیں سمجھتا کہ بلیٹہ ہر حال میں عدم تشدد ہی پر عامل رہے گا بلکہ اس کا عقیدہ ہے کہ اگر حالات اجازت دیں تو تشدد اختیار کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور تشدد کے ذریعہ بھی آزادی حاصل کرنا صحیح ہے مگر چونکہ حالات اس وقت اسی کے مقتضی ہیں کہ تشدد کی پالیسی نہ اختیار کی جائے اسلئے پالیسی کے طور پر انہوں نے عدم تشدد کو اختیار کرلیا ہے۔

بہرحال مہاتما جی اول الذکر کانگریسیوں کے ذریعہ سول نافرمانی کرنی چاہتے ہیں کیونکہ ان کو ایسے لوگوں پر کامل اعتماد نہیں ہے جو محض پالیسی کے طور پر عدم تشدد کو اختیار کئے ہوئے ہیں اس لئے وہ ابتداء میں صرف گاندھی آشرم کے قریب یا فقہ لوگوں کے ذریعہ سول نافرمانی کرنی چاہتے ہیں چنانچہ آشرم کے رہنے والوں کے سامنے آپ نے جو ابھی حال میں تقریر کی ہے اس میں ان کو جنگ کیلئے تیار رہنے کی ہدایت کی ہے اور کہا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ آشرم کے رہنے والے اس امتحان میں پڑ کر دنیا کو حیرت میں ڈال دینگے۔

چونکہ سول نافرمانی کی تحریک بڑے پیمانہ پر سوائے مہاتما گاندھی کے اور کوئی نہیں چلا سکتا اس لئے اگر کانگرس نے مہاتما جی کو اس کے جملہ اختیارات تفویض کردیئے ہیں تو یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ اگر سول نافرمانی کی تحریک کو کوئی چلا سکتا ہے تو وہ گاندھی جی ہیں اور وہ اپنی شرائط کے مطابق ہی چلائینگے اس لئے ان کو اس تحریک کا ڈکٹیٹر مقرر کردینا بالکل مناسب فیصلہ ہے۔

لیکن اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ کانگریس سے اس تحریک کا کوئی تعلق نہ ہوگا اور وہ محض ایک تماشائی کی حیثیت سے کھڑی رہے گی۔ نہیں بلکہ گاندھی جی اور ان کی سول نافرمانی کی پشت پر کانگرس کی طاقت ہوگی اور وہ گاندھی جی کو ہر قسم کی امداد دے گی۔

جواری کا آخری پانسہ

ٹائمز آف انڈیا نے ورکنگ کمیٹی کے فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ سول نافرمانی کی جو تحریک مہاتما جی شروع کرنے والے ہیں یہ گویا جواری کا آخری پانسہ ہے اسکے بعد مہاتما جی ہمیشہ کے لئے سیاسیات سے دستکش ہوجائینگے۔

یہ تو کون کہہ سکتا ہے کہ اس اقدام کے بعد مہاتما جی پالیٹکس سے دستکش ہوجائینگے لیکن خود مہاتما جی نے ٹائمز کے اس مقولہ کی تصدیق کردی ہے اور لکھا ہے کہ ٹائمز کا خیال صحیح ہے اور میرا یہ قدم جواری کا آخری پانسہ ہے اس کے معنے یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اس دفعہ گاندھی جی جو قدم اٹھا رہے ہیں وہ منزل مقصود ہی پر جاکر رکیگا۔

آجکل گاندھی جی جو مضامین اپنے اخبار ینگ انڈیا میں لکھ رہے ہیں ان سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ گاندھی جی جو قدم اٹھائینگے وہ پھر پیچھے نہیں ہٹائینگے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس دفعہ جو اسکیم سول نافرمانی کی ان کے پیش نظر ہے اس میں چوری چوری سے حادثات کا کوئی امکان نہیں ہے۔

جواری کا یہ آخری پانسہ کامیاب ہوگا یا ناکام اس کے متعلق کوئی قطعی پیشین گوئی نہیں کی جاسکتی صحیح فیصلہ تو مستقبل ہی کے ہاتھ میں ہے مگر حیات سابقہ کے تجربہ سے دو ڈھائی جاسکتے ہیں اور ملک کی حالت کا اندازہ کرکے اظہار رائے کیا جاسکتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی تک ملک کے اندر ۱۹۲۰ء کا سا عام جوش خروش پیدا نہیں ہوا اور ہندو مسلم تعلقات بھی بدستور کشیدہ ہیں مگر اسی کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے کہ ۱۹۲۰ء کی نسبت اس دفعہ عزم وارادہ کی پختگی کے آثار واضح زیادہ نظر آرہے ہیں خصوصاً نوجوانوں کے اندر نہایت گہرے اور عمیق جذبات اضطراب بردوش بار ہے ہیں جن کی نمائش ہر جگہ ہو رہی ہے اگر ان کی گمراہی راہ راست پر آگئی تو عوام کے جوش وخروش سے یہ زیادہ کارآمد اور مفید ثابت ہوگی۔

اس کے علاوہ کون کہہ سکتا ہے کہ سول نافرمانی کے آغاز اور گرفتاریوں کی بھرمار کے بعد بھی ملک کے اندر عام ہیجان پیدا نہ ہوگا۔ لیکن ہمارے نزدیک تو عام ہیجان

کا پیدا ہونا کچھ زیادہ مفید بھی نہ ہوگا کیونکہ اس سے فتنہ و فساد اور باہمی کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے جو سول نافرمانی جیسی تحریک کے لئے زہر قاتل ہے دراصل جس جذبہ اور جوش کی ضرورت ہے وہ ٹھنڈا جوش و جذبہ ہے یعنی یہ کہ تحریک نافرمانی کے سلسلہ میں جو گرفتاریاں عمل میں آئیں اور جو لوگ گرفتار ہوں ان کی جگہ پر کرنے کے لئے دوسرے آدمی میدان میں آجائیں اور اس تحریک کو حسب دستور جاری رکھیں۔

اگر اس قسم کے آدمی نکلتے چلے آئے تو تحریک کی کامیابی یقینی ہے۔ کامیابی کے یہ معنے ہیں کہ حکومت کا یہ استغنا باقی نہیں رہ سکتا اور اسے کانگرس کے ساتھ مساوی طور پر اسر نو گفت و شنید کرنی پڑے گی اور اگر ایسے آدمی نہ پیدا ہوئے تو ظاہر ہے کہ جو لوگ گرفتار کر لئے جائینگے ان کی گرفتاری کے بعد تحریک خود بخود رک جائیگی مگر یہ التوا بھی عارضی ہوگا کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ یہ سنکڑوں ہزاروں آدمیوں کی گرفتاری اور اسی کے ساتھ مہاتما جی کی گرفتاری کے ساتھ ملک کے اندر جذبات اضطراب نہ پیدا ہوں اور ملک میں سکون قائم رہے یقیناً مہاتما جی اور ان کے ساتھیوں کی گرفتاری سے ایک عام ہلچل اور بجلیئی و اضطراب کی ایک عام لہر پیدا ہو جائے گی اور غم و غصہ کا ایک طوفان امنڈ آئے گا یہ کیفیت ہرگز بے نتیجہ نہیں رہ سکتی کانگریس کو اپنی جدوجہد کو جاری رکھنے کیلئے یہ گرفتاریاں بہت مدد دیں گی اور اس کی طاقت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائے گا اور اگر اس کا کچھ بھی نتیجہ نہ نکلے تو اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اس اضطراب سے جو ملک کے اندر پیدا ہو جائے گا اعتدال پسند طبقہ جو گول میز کانفرنس میں شریک ہوگا بہت فائدہ اٹھائے گا اس کے قدم مضبوط اور اس کے ہاتھوں میں نئی طاقت آجائے گی۔

بہرحال یہ تحریک فائدہ سے خالی نہ ہوگی اور اگر مطلوبہ نتائج برآمد نہ ہوئے تب بھی آئندہ پر امن جنگ کے لئے ملک کے اندر بڑی طاقت پیدا ہو جائیگی بشرطیکہ باہمی و فسادنہ پھوٹ پڑا۔

مسلمان اور کانگرس

ملک میں یہ ہو رہا ہے اور کانگریس ایک ایسی جدوجہد شروع کرنے والی ہے جو فیصلہ کن ہوگی مگر مسلمانوں کی فہمیش دیکھئے کہ وہ یہی شور برپا کر رہے ہیں کہ خبردار کانگریس میں شریک نہ ہونا کیوں اس لئے کہ اس نے مسلمانوں کے نام نہاد مطالبات تسلیم نہیں کئے۔

یہ کس قدر بیوقوفی اور ساتھ ہی حماقت و بدبختی ہے کہ مطالبات ہندوؤں سے ہیں اور بائیکاٹ کانگریس کا کیا جاتا ہے کانگریس کی پوزیشن یہ ہے کہ اس نے مدراس کانگریس میں من و عن مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کر لئے مگر ہندوؤں نے اسکے فیصلہ کو منظور نہ کیا پھر کلکتہ میں اس نے دوسرا فیصلہ کیا جس میں اپنے نزدیک اس نے نیک نیتی سے مسلمانوں کے حقوق پوری طرح محفوظ کر دیئے مگر اس فیصلہ کو مسلمانوں نے نہ مانا۔

جب یہ صورت حال پیدا ہوئی تو اس نے اس سوال کو اپنے دائرہ سے خارج کر دیا اور کہہ دیا کہ کانگریس جب کبھی کوئی دستور بنائے گی تو اس میں اقلیتوں کے مفاد کو خاص طور پر مدنظر رکھے گی اور جب تک اقلیتیں مطمئن نہ ہو جائینگی اس وقت تک کوئی دستور منظور نہ کرے گی۔

فرمایئے اس سے زیادہ کانگریس اور کیا کر سکتی ہے اب مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ وطن کے بہادر فرزند کی طرح کانگریس میں شریک ہو کر استخلاص وطن و آزادی ملک کی جدوجہد کرتے اور جب کبھی کانگریس کے سامنے دستور اساسی کی ترتیب کا سوال آتا اپنا مطالبہ پیش کرتے۔ مگر اس کے بجائے مسلمانوں نے بالکل رجعت پسندانہ طرز عمل اختیار کر لیا ہے

ہمارے نزدیک مسلمانوں کا یہ طرز عمل نہ صرف غلط ہے بلکہ خالص اسلامی مفاد کے نقطۂ نظر سے بھی مضر اور نہ صرف مضر بلکہ مہلک ہے ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہندو بحیثیت ہندو نہایت تنگ نظر اور متعصب ہیں اور عام طور نہ ذہنیت رکھتے ہیں مگر ان ہندوؤں پر کانگریس کا کوئی اقتدار نہیں ہے ان کی نمایندہ جماعت ہندو سبھا ہے اسلئے اگر مسلمانوں کو کوئی شکایت ہے تو وہ ہندو سبھا سے ہونی چاہئے نہ کہ کانگریس سے اگر مسلمان ہندو سبھا سے مل کر کوئی تصفیہ کر لیں تو کانگریس اس کا خیر مقدم کرے گی بہرحال کانگریس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

اس کے علاوہ حکومت نہ ہندوؤں کے قبضہ میں ہیں نہ کانگریس کے بلکہ وہ انگریزوں کے قبضہ میں ہیں اور ان کا تبادلہ کرنا یا نہ کرنا حکومت ہی کے اختیار میں ہے اسلئے حکومت پر زور دینا چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے مطالبات منظور کرے کانگرس جو کچھ کر سکتی تھی کر چکی اور اس نے یقین دلا دیا کہ وہ کبھی کوئی ایسا دستور منظور نہیں کرے گی جس سے اقلیتیں مطمئن نہ ہوں گی کانگریس کا یہ فیصلہ بالکل کافی ہے اور ہر وہ جماعت جس کے دل میں آزادی ہند کا ذرہ برابر بھی احساس ہو اس کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ کانگرس کی آواز پر لبیک کہے اور اس کی فوج میں شامل ہو کر استخلاص وطن کی کوشش کرے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ کانگرس سے مسلمانوں کو علیحدہ رہنے کا مشورہ دے رہے ہیں یہ از سر تا پا خود غرض ہیں ان کے پیش نظر نہ مسلمانوں کا مفاد ہے اور نہ ان کے دل میں آزادی وطن کی سچی تڑپ ہے یہ اس بہانہ سے حکومت کے استانہ کی جبیں سائی کرنی چاہتے ہیں ان کے پیش نظر صرف اپنا مفاد ہے اور بس۔

فریب حقوق

حقوق حقوق کا جو ایک شور برپا ہے یہ محض ایک فریب ہے اور اس کا تہ میں صرف ذاتی اغراض کار فرما ہیں ورنہ اس حقیقت سے یہ حقیقتے اچھی طرح واقف ہیں کہ کاغذی معاہدہ سراسر کاغذی سمجھوتے کوئی قیمت نہیں رکھتے کیونکہ قوت و طاقت کے سامنے یہ سب ہیچ ہیں اور ان کی ردی کاغذ سے زیادہ کوئی وقعت نہیں۔ فرض کیجئے کہ آج مسلمانوں کے تمام حقوق بمطالبات ایک معاہدہ کی صورت میں ہندو تسلیم کر لیں تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ آزادی کامل کے بعد بھی وہ اس پر قائم رہیں گے اور اگر آزادی و سوراج کے بعد ہندو اس معاہدہ سے پھر جائیں تو اس وقت مسلمان کیا کر لیں گے ظاہر ہے کہ اس وقت مسلمانوں کو اپنی قوت پر بھروسہ کرنا پڑے گا مگر اس وقت ان کے اندر وہ قوت نہ ہوگی جو تحفظ کے لئے ضروری ہے کیونکہ وہ قوت اسی وقت پیدا ہوگی جب آج سے اس کی فراہمی کی کوشش کی جائے مگر مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ ہر اس تحریک سے الگ رہتے ہیں جو بات کے اندر اقتدار و طاقت پیدا کرے اور صرف تقسیم حقوق کا شور برپا کر کے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہوئے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ تحفظ حقوق کی ضامن صرف قوت و طاقت اور نظم و انضباط

قومی ہے نہ کہ کاغذی معاہدے اور تحریری سمجھوتے اگر مسلمانوں کے اندر قوت وطاقت ہوگی تو ان کے حقوق کو دنیا کی کوئی طاقت غصب نہیں کرسکتی اور نہ ان کو دنیا کی کوئی طاقت زیر کرسکتی ہے لیکن اگر وہ کمزور ہوئے تو کاغذ کے معاہدے سپید پوشی وسرسدہ جائینگے اور ردی کی ٹوکری میں ان کو پھینکدیا جائے گا۔

اور قوت وطاقت نہیں پیدا ہوسکتی جب تک کہ مسلمان اپنے اوپر اعتماد کرکے ملکی وسیاسی جدوجہد میں بے جگری کے ساتھ حصہ نہیں لیں گے سیاسی جدوجہد سے علیحدہ رہنا خودکشی کے مرادف ہے کیونکہ مسلمان جب تک معاہدوں پر بھروسہ کرتے رہیں گے اور اس پر زور دیتے رہیں گے اس وقت تک ان کے اندر خود اعتمادی کی طاقت پیدا نہیں ہوگی۔

ان وجوہ کی بناپر ہمارے نزدیک تقسیم حقوق کا شور خالص اسلامی مفاد کے نقطۂ نظر سے نہایت مہلک اور مضر ہے اور اس سے مسلمانوں کو بجائے فائدہ پہنچنے کے نقصان پہنچے گا۔

حکومت کی تیاریاں اور ارادے

کانگرس کے اعلان کامل

آزادی اور سول نافرمانی کی قرارداد سے حکومت کا متاثر ہونا قدرتی امر ہے وہ کیونکر اس امر کو گوارا کرسکتی ہے کہ کوئی ایسی تحریک شروع ہو اور زور پکڑے جس سے حکومت کمزور پڑے اور اس کو اپنی گرفت ڈھیلی کرنی پڑے چنانچہ لاہور کانگریس کی قرارداد کے بعد سے سرکاری حلقوں میں ایک اضطراب رونما ہوگیا ہے اور صوبہ کے گورنروں سے لیکر وائسرائے تک برابر کانگریس کے فیصلہ کے خلاف اظہار خیال کررہے ہیں۔

سب سے پہلے جناب وائسرائے نے تقریر کی اور کانگریس کے فیصلہ کو نہ صرف غیر دانشمندانہ قرار دیا بلکہ سول نافرمانی کی تحریک کو خلاف قانون قرار دیا اور ساتھ ہی یہ دھمکی دی کہ حکومت تمام خلاف قانون اور اس سوز تحریکوں کی مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ وائسرائے کے بعد گورنر بنگال نے بھی اسی قسم کے خیالات ظاہر کئے اور پھر یکے بعد دیگرے تمام گورنروں نے انہی خیالات کا اعادہ کیا خصوصیت کے ساتھ یوپی کے گورنر بہت زیادہ مشوش معلوم ہوتے ہیں اور اسی بنا پر وہ کانگریس کو شکست دینے کے جذبہ سے اس قدر بھرے ہیں کہ کوئی موقع اس کے خلاف اظہار خیال کا چھوڑتے نہیں ہیں دھمکیاں تمام گورنروں سے بڑھ چڑھ کے دے رہے ہیں اور زمینداروں اور حکام رس طبقہ کو اکساتے الگ ہیں کہ وہ کانگریس کے مقابلہ کے لئے تیار ہوجائیں۔

ان باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہند اور اسکے ساتھ صوبجاتی حکومتیں تشدد کے لئے بالکل تیار ہیں اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ جونہی کانگریس کوئی قدم بڑھائے فوراً تشدد کے ذریعہ اس کا سر کچل دیا جائے

کانگریس نے جو قرارداد منظور کی وہ اس خیال سے غافل رہکر منظور نہیں کی وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ جو تجویز وہ منظور کررہی ہے وہ ٹرخوالہ نہیں ہے بلکہ وہ ایسی تجویز ہے جس کے ساتھ تشدد کا خونی دیو لگا ہوا ہے اور ممکن ہے کہ اس تجویز کو عمل کا جامہ پہنانے کے لئے کانگریس کو کئی قدم اٹھانے اور حکومت خاموش بیٹھی سہے اور صرف تماشا دیکھتی رہے بلکہ وہ خوب جانتی تھی کہ اس نے اپنی جدوجہد اور سرگرمیاں شروع کیں اور ادھر حکومت کی مشینری حرکت میں آئے گی اور تشدد کا ہاتھ آگے بڑھے گا اس علم اور یقین کے ساتھ اس نے لاہور میں وہ تجاویز منظور کی ہیں جنہوں نے ایوان طمگرانی وقصر حکومت میں ہل چل ڈال دی ہے۔

جب کیفیت یہ ہے تو یہ دھمکیاں جو بار بار صوبوں کے گورنر دے رہے ہیں کانگریس والوں پر کیا اثر ڈال سکتی ہیں وہ تو حکومت کے تشدد کا خیر مقدم کریں گے کیونکہ تشدد ان کے کاروبار گرم باز اری کا سبب بن جائے گا اور اس سے ان کو اپنے مقصد میں مدد ملے گی اس لئے ہمارے نزدیک نہ صرف یہ دھمکیاں بیکار ہیں کیونکہ ان کا اثر کانگرس سے تعلق رکھنے والوں پر مطلق نہیں پڑے گا اور نہ تشدد ہی کچھ سفید اور کارگر ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ تشدد ان کو اور ان کی تحریک کو اب سے زیادہ شہر ولعزیز بنادے گا اور حکومت کو اور زیادہ مشکل میں ڈال دے گا۔

یہ حقیقت ہم سے زیادہ حکومت پر مشکشف ہے کہ تشدد پالیسی کبھی بھی کامیاب نہیں ہوئی ہاں اگر حکومت یہ ارادہ کرے کہ ہندوستان کی سرزمین پر جا بجا ایک شخص زندہ نہ رہے اور یہاں کی تمام آبادی کو ختم کرکے دوسرے ملکوں سے لاکر بالکل نئی آبادی بسانی پڑے اگر وہ حکومت کے خلاف ایک لفظ نہ سنے گی تو ٹیکٹ تشدد کی کامیابی پر غور کیا جاسکتا ہے مگر نہ حکومت ایسا کرسکتی ہے اور نہ کرے گی اس لئے جس قسم کا وہ تشدد کرے گی وہ یہی ہوگا کہ کانگرس والوں کو گرفتار کرے اور ان کو جیلخانوں میں بند کرے مگر اس ترکیب سے کانگریس کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا بلکہ اس کی طاقت میں اضافہ ہوجائے گا کیونکہ ملک میں حکومت کے خلاف غیظ وغضب کا سمندر امنڈ آئیگا اور جس غرض سے وہ تشدد کرے گی وہ فوت ہوجائے گی اور الٹا حکومت کو نقصان پہنچ جائے گا۔

اصل یہ ہے کہ کانگریس والے تو خود ہی چاہتے ہیں کہ ان کو گرفتار کیا جائے اور سزائیں دی جائیں تاکہ ان کی تحریک ترقی کرے پھر کیا حکومت تشدد کرکے چاہتی ہے کہ کانگریس کو قوت پہنچائے۔ برطانیہ نے مصر اور آئرلینڈ میں تشدد کا تجربہ کرلیا ہے اور اگر ابھی یہ تجربہ پورا نہیں ہوا تو اس کو اختیار ہے کہ ہندوستان میں بھی اس تجربہ کو کرے ورنہ بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ ملک کی نبض دیکھکر اس کے مطالبات کو منظور کرے اس سے کچھ فائدہ نہیں کہ جو چیز آج دینی چاہیے وہ دس سال کے بعد دے کیونکہ دس سال کے بعد ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں رہتی اور اس طرح حکومت کی نیک نیتی کی طرف سے برطانی ہستور پھیلی رہتی ہے وقت پر جو چیز دی جائے گی اس سے اطمینان پیدا ہوگا اور برطانیہ کی نیک نیتی کا اس سے ثبوت ملیگا جس سے بے اطمینانی دور ہوگی اور تعلقات خوشگوار پیدا ہوں گے۔

آل پارٹیز کانفرنس

کانگریس تو ہندو مسلمانوں کے جھگڑے کو نمٹانے میں کامیاب نہ ہوئی اور اس نے کہدیا کہ اب وہ اس قضیے میں نہیں پڑے گی اور ساتھ ہی جھگڑے کی چیز نہرو رپورٹ کو بھی اس نے اٹھاکر طاق نسیاں پر رکھدیا اور گول میز کانفرنس پر بھی لعنت بھیجدی اور اپنا راستہ سب سے الگ اختیار اور قربانی کا قرار دے لیا۔

اب باقی رہے وہ لوگ جو گول میز کانفرنس سے لوٹ گئے ہیں انہوں نے سوچا کہ اگر ہم وہاں گئے ہی تو اس صورت میں کہ ہمارے اندر اتفاق نہیں ہوگا ہم وہاں سے کیا حاصل کر سکتے ہیں ڈاکٹر سپرو کا ضدا بھلا کرے انہیں نے آل پارٹیز کانفرنس کے انعقاد کی تجویز پیش کی اور گول میزیوں کو ایک میز پر لانے کے درپے ہوئے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ڈاکٹر سپرو ایک صاف دماغ آدمی ہیں اور ہندو مسلم سوال کی جہاں تک تعلق ہے نہایت ایماندار اور غیر متعصب بلکہ رواداری فیاض انسان ہیں اگرچہ کانگریس سمجھوتہ کرانے میں کامیاب نہیں ہوئی مگر اگر کوئی دوسری جماعت اس اہم فرض کی انجام دہی میں کامیاب ہو جائے تو کانگریس اس سمجھوتہ کا خیر مقدم کرے گی اس لئے ڈاکٹر سپرو کی مساعی کو تمام ملک میں اچھی نظروں سے دیکھا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ اب ہندو مسلم تصفیہ کے طے ہونے کے امکانات بہ نسبت پہلے کے زیادہ پیدا ہو گئے ہیں اول تو سر پرگراس میز کانفرنس کھڑی ہوئی ہے اس میں شرکت کی آرزو ہر اک فریق کو نرم گرم فیصلہ کرنے پر آمادہ کر رہی ہے اور کٹر ہندو اور کٹر مسلمان دونوں اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ اگر ہم نے اس میں کوئی سمجھوتہ نہ کیا تو وہاں جانا بالکل بیکار رہے گا اور واپسی پر منہ دکھانا مشکل ہو رہے گی اور ملک کی رائے عامہ ان کے سخت خلاف ہوگی دوسرے یہ کہ لارڈ ہربرٹ خلافت کانفرنس نے آبادی کے تناسب سے نشستوں کی مخصیص کا ریزولیوشن پاس کر کے سمجھوتہ کے راستہ میں آسانیاں پیدا کر دی ہیں اور سب سے آخری وجہ یہ ہے کہ اب تک جو جھگڑے ہو رہے تھے اس سے یہ لوگ بھی اب تنگ سے آ گئے ہیں۔

بہر حال ڈاکٹر سپرو جو کانفرنس کرنے والے ہیں ابتدائی داغ بیل انہوں نے اس طرح ڈالی ہے کہ عام کانفرنس سے پہلے سب فرقوں کے لیڈروں کی ایک کانفرنس طلب کی ہے جو کل ۲۷ فروری سے دہلی میں ہو رہی ہے اگر یہ کانفرنس کامیاب رہی اور اس میں ایسی ذہنیت کا اظہار کیا گیا جس سے آئندہ کامیابی کی توقع ہوئی تو عام آل پارٹیز کانفرنس کی اجلاس طلب کیا جائے گا اور اگر ابھی تک فرقہ فرستوں پر تعصب اور ہٹ دھرمی کا بھوت سوار ہے اور ان کی ذہنیت میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا تو کانفرنس نہیں بلائے جائے گی کیونکہ پھر اس کا بلانا وقت کی اضاعت کے ساتھ ہی مزید کشیدگی کا سبب بن جائے گا۔

ہر اک محب وطن اور سچی خواہ ملک کی یہ دلی خواہش ہے کہ ڈاکٹر سپرو کی کوششیں بار آور ہوں اور یہ تکلیف دہ قضیہ باحسن وجوہ ختم ہو جائے کیونکہ جب تک یہ قضیہ طے نہ ہوگا جدوجہد آزادی کی راہ صاف نہ ہوگی۔

بہر حال فرقہ وار لیڈروں کی کانفرنس میں ہی ہے ممکن ہے کہ کل پرسوں تک اس کی کانفرنس کے نتائج معلوم ہو جائیں تو ان پر آخر میں ہم پھر اظہار خیال کریں فی الحال صرف اسی قدر کہہ سکتے ہیں کہ اس کانفرنس کی کامیابی کی دعا کریں اور ہندو مسلمان سکھ سب سے اپیل کریں کہ وہ اس آخری موقع کو ہاتھ سے کھو کر طویل عرصہ کے لئے ملک کو تباہی کے غار میں نہ دھکیلیں خصوصاً ہندو سبھائی ہندوؤں سے یہ خوف بہت زیادہ ہے کہ وہ کوئی راہ مفاہمت کی نہ نکلنے دیں گے کیونکہ ان کی ذہنیت یکسر متعصبانہ اور غاصبانہ ہے۔

ہندو سبھا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اقلیتیں ہمیشہ شک وشبہ اور بدظنی میں مبتلا رہی ہیں خصوصاً جب اس کے اسباب بھی موجود ہوں اور وہ کبھی بغیر فیاضانہ طرز عمل کے اختیار کئے ہوئے اکثریت پر اعتماد نہیں کیا کرتیں اور یہاں کیفیت یہ ہے کہ فیاضی تو رہی ایک طرف اقلیت کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے بھی اکثریت تیار نہیں پھر بھلا ان کی بدظنی اور عدم اعتمادی کیونکر دور ہو جائے اگر ہندو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی بے اعتباری و بدظنی دور ہو تو ان کو کم از کم انصاف سے کام لینا چاہیئے اگر وہ فیاضی نہیں کر سکتے اور مسلمانوں کے مطالبہ کو عرض کر دینے کو بھی غداری مفاہمت سمجھتے ہیں تو یہ بہت زیادہ اہمیت نہ دیں بلکہ اپنے اندر وہ قوت وطاقت پیدا کریں جو حقوق کے تحفظ کی حقیقی ضامن ہوتی ہے۔

لاہور میں مجلس مفاہمت ومشاورت

لاہور سے لالہ ہرکشن لال

سابق وزیر صنعت وحرفت پنجاب کی دعوت پر انہی کے مکان پر ایک مجلس مشاورت پچھلے عرصہ ہوا منعقد ہوئی تھی جس میں لاہور کے سربرآوردہ اصحاب ہندو و مسلمان شریک ہوئے تھے اور اس میں اچھی اسپرٹ کا اظہار کیا گیا تھا اور دوسری مجلس اس سے بڑے پیمانہ پر منعقد کرنے کی تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوئی تھی۔

اس مجلس کی جو اطلاعات اخباروں میں آئی تھیں اس سے تو معلوم ہوتا تھا کہ فریقین میں اچھی اسپرٹ تھی اگر یہی اسپرٹ آئندہ بھی رہے تو قضایا کٹ ہو جاتا یقینی ہے اور اگر پنجاب کا قضیہ طے ہو جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ۸۰ اور ۹۰ فیصدی مسائل حل ہو گئے کیونکہ اصلی مابہ النزاع مسئلہ پنجاب ہی کا ہے اگر یہ طے ہو جائے تو پھر بقیہ مسائل کے طے ہونے میں کوئی دقت نہ رہے گی اور وہ آسانی سے طے ہو جائینگے۔

خدا کرے پنجاب کے ہندو مسلمانوں اور سکھوں کو عقل آگئی ہو اور وہ اب اپنے اختلافات کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے پر آمادہ ہو گئے ہوں۔

مسلم لیگوں کے اجلاس

کل ۲۸ فروری کو آل انڈیا مسلم لیگ اور شفیع لیگ کی کونسلوں کے اجلاس دہلی میں منعقد ہوں گے اس سے پہلے چند روز ہوئے لیگ کا اجلاس دہلی میں منعقد ہو چکا ہے جس میں گول میز کانفرنس کی شرکت کا ریزولیوشن پاس ہو چکا ہے اب جو مسئلہ زیر غور ہے وہ دونوں لیگوں کے اتحاد سے متعلق ہے اور آل پارٹیز کانفرنس سے تعلق رکھتا ہے۔

مسلم لیگ کا افتراق یقیناً بدقسمتی کا ایک کھلا ہوا نشان تھا مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس افتراق کی ساری ذمہ داری سر شفیع اور ان کی پالیٹی پر عائد ہوتی ہے انہوں نے لیگ سے غداری کی اور ملک کی عام رائے کے خلاف سائمن کمیشن سے تعاون کیا اور ہر کمیشن ہی کے ایک ممبر کے سوال کے جواب میں کہدیا کہ ان کی غداری صرف اس لئے تھی کہ کمیشن کے ساتھ تعاون کیا جائے اس لحاظ سے سر شفیع قوی مجرم ہیں اور وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ مسلمان ان پر اعتماد کر سکیں کیونکہ محض اپنی خواہش پوری کرنے کی غرض سے انہوں نے مسلمانوں کے ایک سیاسی نظام میں رخنہ ڈالا اور افتراق واشتقاق پیدا کیا

تاہم اگر وہ اپنی گذشتہ حرکت پر نادم و متاسف ہیں تو ان کو آل انڈیا مسلم لیگ میں از سر نو جگہ دینے میں تامل نہ کرنا چاہیئے مگر شرط یہی ہے کہ سر شفیع علانیہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں ورنہ اگر یونہی ان کو پھر شامل کر لیا گیا تو آیندہ کے لئے فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا اور جس وقت جس کا جی چاہے گا ایک دوسری لیگ قائم کر کے اس کے نام سے اپنا مقصد پورا کرے گا اور جب اپنا مطلب نکال لے گا تو پھر مسلم لیگ میں شامل ہو جائے گا اس طرح تو مسلم لیگ بچوں کا کھلونہ ہو کر رہ جائے گی۔

باقی رہا آل پارٹیز کی شرکت اور نہ ہاں مسائل پر کس طرح غور و بحث کی جائے تو یہ مسئلہ بیشک نہایت اہم ہے اور امید ہے کہ مسلم لیگ کے اس اجلاس میں ان مسائل پر وسیع النظری اور حب الوطنی کے نقطۂ نظر سے غور کیا جائیگا۔

صدر اسمبلی اور ہوم ممبر کا جھگڑا

اسمبلی میں جب سے بم کا حادثہ پیش آیا ہے اس کی حفاظت کی طرف سے خاص تشویش پیدا ہو گئی تھی چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکھکر اسمبلی کی طرف سے ایک کمیٹی بنا دی گئی تھی کہ وہ اسمبلی کے ارکان کی حفاظت کے ذرائع سوچے اور صدر کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے اس کمیٹی کے صدر مسٹر کربرا ہوم ممبر تھے کمیٹی نے برطانوی پارلیمنٹ کے انتظام کا مطالبہ کیا اور اسی انتظام کے مطابق اسمبلی میں انتظام کی رپورٹ پیش کی ہوم ممبر کو کمیٹی کی بعض سفارشات سے اختلاف تھا تاہم اکثریت نے یہ رپورٹ پیش کی برطانوی پارلیمنٹ کی طرح اسمبلی کے اندرونی حصہ کا انتظام صدر اسمبلی کے ہاتھ میں رہے اور حفاظت کے لیے ایک خاص عملہ مقرر کیا جائے جو صدر کے تحت ہو اور ان کی ہدایت کے مطابق کام کرے۔

دہلی کے چیف کمشنر صاحب نے اس انتظام کو ناکافی خیال کیا اور اس بنیاد پر کہ اسمبلی دہلی صوبہ میں واقع ہے کہ صوبہ بھر کی حفاظت اور امن کی ذمہ داری لوکل گورنمنٹ اور پولیس پر عائد ہوتی ہے اس لئے وہ اسمبلی کا انتظام کرے گی چیف کمشنر کی تائید ہوم ممبر نے بھی کی اور انہوں نے ہی اسی مضمون کا خط پریسیڈنٹ کو لکھدیا۔

پریسیڈنٹ مسٹر پٹیل ایک دل گردہ کے آدمی ہیں انہوں نے اس کو اپنے حقوق و اختیارات میں مداخلت تصور کی اور اس انتظام کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کہدیا کہ اسمبلی کے اندر کا تمام انتظام اور اس کی ذمہ داری صدر پر ہوتی ہے اس لئے وہ کسی ایسی مداخلت کو منظور نہیں کر سکتے لیکن صدر کے اس رائے کی لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ ہند نے کچھ پرواہ نہیں کی اور پولیس کا انتظام اسمبلی کے اندر بھی گیلریوں میں بھی کر دیا گیا۔

اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا اور مسٹر پٹیل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے تو سب سے پہلے انہوں نے اس قضیہ کو چھیڑ دیا اور ساری داستان معہ چیف کمشنر و ہوم ممبر کی چٹھیوں اور واچ اینڈ وارڈ کمیٹی کی رپورٹ کے سنا دی اور پھر یہ حکم دیدیا کہ گیلریاں بند کر دی جائیں غرض یہ کہ گیلریاں بند کر دی گئیں اور پولیس وہاں سے نکال دی گئی۔

اب مابہ النزاع مسئلہ یہ رہا کہ آیا اسمبلی کے اندر کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے صدر اسمبلی پر یا لوکل گورنمنٹ پر چنانچہ اس مسئلہ نے بہت طول کھینچا جس وقت صدر نے اپنا بیان دیا تھا وائسرائے یہاں نہ تھے مگر ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ نزاع پیدا ہو گئی ہے چنانچہ وائسرائے نے ہوم ممبر کے ذریعہ مسٹر پٹیل کو ایک تار دیا کہ مسٹر پٹیل وائسرائے کے دہلی پہنچنے تک اپنے بیان کو ملتوی رکھیں مگر تیز سے تیز ٹرین پٹیل تک نہ پہنچ سکا اور مسٹر پٹیل نے اسمبلی میں اپنا بیان دیدیا اگر وائسرائے کا یہ تار پہنچ جاتا تو یہ قضیہ اتنا طول نہ پکڑتا اور وائسرائے اس کو حسن تدبیر سے سلجھا دیتے۔

صدر اسمبلی کی فتح

بہر حال وائسرائے واپس گئے اور انہوں نے معاملہ کو سلجھانے کی کوششیں شروع کیں مگر صورت حال اس قدر نازک ہو گئی تھی کہ آسانی کے ساتھ کوئی تصفیہ کی صورت نکلنی دشوار تھی جوں جوں دیر ہو رہی تھی دونوں طرح طرح کی افواہیں پھیل رہی تھیں۔ کبھی یہ خبر آتی تھی کہ مسٹر پٹیل کے خلاف ملامت کا ووٹ (ریزولیوشن) لایا جائے گا کبھی بیان کیا جاتا تھا کہ ان کو استعفیٰ دینا پڑے گا کبھی کہا جاتا تھا کہ ہوم ممبر کو استعفا دینا پڑے گا۔

بہر حال ایک گونہ تشویش پھیلی ہوئی تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ وائسرائے نے آتے ہی پہلے اپنی کونسل سے گفتگو شروع کی پھر مسٹر پٹیل سے ملاقات کی اس کے بعد دو تین مرتبہ اسمبلی کے ہائی لیڈروں سے تبادلہ خیالات کیا اور باہمی سمجھوتہ کی سعی کی تاکہ کوئی ایسی صورت نکلے کہ ہوم ممبر اور صدر دونوں کی بات رہ جائے مگر معاملہ پیچیدہ آجانے کی وجہ سے ایسی صورت نکلنی دشوار تھی مسٹر پٹیل کی پوزیشن بہت مضبوط اور مستحکم تھی اور گورنمنٹ کا پہلو کمزور تھا اس لئے وائسرائے کے لئے بہت دشواری کا سامنا تھا مگر بالآخر وائسرائے نے اس معاملہ کو اس طرح حل کیا کہ پریسیڈنٹ اسمبلی کے اختیارات کو تسلیم کر لیا اور واچ اینڈ وارڈ کمیٹی نے انتظام کی جو صورت تجویز کی تھی اس کو یہی مان لیا یعنی یہ کہ اسمبلی کے اندر کا انتظام براہ راست صدر اسمبلی کے زیر نگرانی رہے ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا جائے جو پریسیڈنٹ کے احکام کے مطابق کام کرے اس کی وردی بالکل مختلف ہوگی اس محکمہ کا افسر اعلیٰ ایک جوائنٹ کمشنر پولیس افسر ہوگا مگر وہ ماتحت صدر اسمبلی کا ہوگا البتہ اگر کبھی غیر معمولی حالات پیش آجائینگے تو افسر مذکور اپنے اختیارات سے کام لے سکیگا مگر اس کا یہ عمل بھی پریسیڈنٹ ہی کے احکام کے ماتحت اور انہی کی طرف سے سمجھا جائے گا۔

بہر حال اس کشمکش میں مسٹر پٹیل صدر اسمبلی کو نمایاں فتح حاصل ہوئی اور ایک دفعہ صدر موصوف نے پھر ثابت کر دیا کہ اس کرسی کی عزت کو برقرار رکھنے میں مسٹر پٹیل نے مضبوطی اور جرات کے ساتھ اپنی اہلیت کا ناقابل انکار ثبوت دیا ہے۔

اس قضیہ نے تمام ملک کی توجہ اپنی طرف منعطف کر لی تھی مگر وائسرائے کے حسن تدبر اور مسٹر پٹیل کی جرات و استقلال نے اس کا ایسا حل تجویز کیا کہ ہندوستان کا سر فخر سے اونچا ہی رہا اصل یہ ہے کہ مسٹر پٹیل کی پوزیشن ضوابط و قانون کے لحاظ سے نہایت مضبوط تھی نہ صرف یہ کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی رو سے مسٹر پٹیل نے صحیح روش اختیار کی تھی بلکہ انگلستان کی بارلیمنٹ کا طریقہ عمل بھی ان کا موید تھا اس لئے باوجودیکہ ہوم ممبر کی عزت کا سوال پیدا ہو گیا تھا اور گورنمنٹ کے نقطۂ نظر سے نہایت نازک پوزیشن پیدا ہو گئی تھی پھر بھی حکومت کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا کہ مسٹر پٹیل کے اختیارات کو تسلیم کرے

اس قضیہ میں اس امر کا افسوس ہے کہ ہوم ممبر نے گورنمنٹ کی طاقت پر مغرور ہو کر ایسا قدم اٹھا لیا جو غیر آئینی تھا اور جس کی وجہ سے بالآخر حکومت کو شکست کی ذلت سے دوچار ہونا پڑا

یقیناً ہندوستان مسٹر پٹیل کو ان کی جرأت دوراندیشی پر سراہا کیا دیگا۔

جیلخانہ جات کی اصلاح

ہندوستان کے جیلخانے نے کچھ تو قواعد وضوابط کی وجہ سے جو سخت دقیانوسی تھے اور کچھ حکام جیل کے غیر دیانتدارانہ طرز عمل سے یکسر دوزخ کا نمونہ ہوتے ہیں معمولی قیدیوں کے لئے جو ضوابط مقرر ہیں وہ اس قدر لغو ہیں کہ اگر دیانتداری کے ساتھ بھی ان پر عمل کیا جائے تو ایک قیدی کی زندگی جانوروں سے بدتر گذرتی ہے اور اگر اسکے ساتھ بددیانتی شامل ہو جائے تو واقعی جیلخانہ دوزخ بنجاتا ہے کہاتا اس قدر خراب کہ جانور بھی کھانا پسند نہیں کرتے اور کپڑے اس قدر ناکافی کہ کسی موسم کا بھی آرام نہیں ملتا مشقت کے لئے کوئی قاعدہ قانون نہیں جس سے رشوت مل گئی وہ مشقت سے رہا ورنہ چاہے کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو اس کو چکی پیسنی پڑے گی پھر مارگالی اس پر مستزاد۔

یہی سلوک سیاسی قیدیوں کے ساتھ بھی روا رکھا جاتا تھا جن کو اسپیشل کلاس نہیں دیا جاتا تھا اور اسپیشل کلاس کہیں سو میں سے پانچ کو دیا جاتا تھا اس کے مقابلہ پر یورپین اور اینگلو انڈین قیدیوں کے ساتھ نہایت اچھا اور شریفانہ سلوک کیا جاتا تھا ان کو کھانا بھی اچھا ملتا تھا اور کپڑے بھی عمدہ اور آرام دہ اور زیادہ ملتے تھے اور ہر قسم کا آرام ان کو دیا جاتا تھا یہانتک کہ ہر ایک بڑے جیل میں ایک یورپین وارڈ علیحدہ بنایا جاتا تھا اور ہندوستانی قیدی بطور خدمت گار کے مقرر کر دیئے جاتے تھے۔

اول تو عام ہندوستانی قیدیوں کے ساتھ نہایت وحشیانہ سلوک کیا جاتا تھا اس پر طرہ یہ کہ اسی سلوک کی مستحق سیاسی قیدیوں کو بھی سمجھا جاتا تھا اور پھر اس پر ستم طریقہ یہ کہ گورے چمڑے والوں کو ترجیح دی جاتی تھی خواہ وہ کیسے ہی جرم میں سزایاب ہوئے ہوں یہ حالت ناقابل برداشت تھی اور اس فرق و امتیاز کو دیکھکر نوجوانوں کا خون کھولتا تھا کہ وہ اگر اپنے ملک و وطن کی محبت کے جرم میں بھی سزایاب ہوں تب بھی چوروں ٹگوں اور قاتلوں کا سلوک ان کے ساتھ کیا جائے اور انگریز چوری قتل فریب دہی وغیرہ کے جرم میں بھی سزایاب ہوں تو بہتر سلوک کا مستحق سمجھا جائے۔

اس حالت سے متاثر ہوکر لاہور کے مشہور سازشی تحریک سانڈرس کے ماخوذین نے ہڑتال شروع کر دی اور ساٹھ ستر روز تک کی ہڑتال کی یہانتک کہ مسٹر جنسٹر ناتھ داس کا انتقال ہوگیا اس سے متاثر ہو کر حکومت نے تحقیقاتی کمیٹیاں مقرر کیں اور یقین دلایا کہ جلد نسلی امتیاز کو دور کر کے قواعد میں حتی الوسع اصلاح کر دی جائے گی مگر اس وعدہ کو بھی تین چار مہینہ گذر گئے اور وفا ہونے کو نہ آیا بالآخر لاہور کے مقدمہ کے ماخوذین نے پھر سر نو کھانا پینا چھوڑ دیا چنانچہ اس دفعہ سترہ اٹھارہ دن کے اندر ہی اندر حکومت نے ایک اعلان کے ذریعہ چند اصلاحی تبدیلیاں منظور کیں جو یہ ہیں:-

قیدیوں کو تین درجہ میں تقسیم کر دیا گیا ہے الف۔ ب۔ ج درجہ الف میں وہ قیدی رکھے جائینگے جو اخلاقی برجلنی کے مجرم نہ ہوں اور ان شرائط پوری بلند ہو۔ یعنی ان کی معاشرت رہنا سہنا کھانا پینا بلند مرتبہ کا ہو ان کو اپنے کپڑے پہننے کی اجازت ہوگی اور ۱۲ ہو میہ کا کھانا جیل سے ملے گا اور اپنے خرچ سے مزید بہتر غذا فراہم کر سکیں گے کتابیں مطالعہ کے لئے گھر سے بھی منگا سکیں گے اور جیل لائبریری سے بھی لے سکینگے پلنگ میز کرسی روشنی وغیرہ بھی مہیا کی جائے گی اور مشقت بھی ان کے مرتبہ کے لحاظ سے لی جائے گی اخبار بھی دیا جائے گا جو حکومت تجویز کرے۔

درجہ ب میں وہ قیدی رکھے جائینگے جن کا چال چلن اچھا ہو اور اول درجہ کی معاشرت سے کمتر درجہ کی معاشرت رکھتے ہوں ان کو جیل ہی کا لباس پہننا پڑے گا مگر ممتاز قیدیوں کے لباس سے مختلف ہوگا ایک ہفتہ وار اخبار بھی دیا جائے گا کتابیں بھی لیں گی اور کہانا بھی بہتر ملے گا ملاقات اور خط وکتابت کی آسانی بھی ہوں گی جو پہلے درجہ سے کم ہوں گی لیکن دونوں درجوں میں یہ قید ہے کہ کسی تشدد کے مرتکب نہ ہوئے ہوں اور صریح بہ اخلاقی کے جرم میں سزایاب نہ ہوئے ہوں۔

اور تیسرے درجہ میں معمولی قیدی رکھے جائینگے۔

افسوس ہے کہ حکومت نے جو اصلاحی تبدیلیاں کی ہیں وہ ہرگز قابل اطمینان نہیں ہیں خصوصاً عملی حیثیت سے آگے چل کر مزید مشکلات اور شکایات پیدا ہوں گی۔ اصل اصلاح یہ ہونی چاہیئے تھی کہ سیاسی قیدیوں کو بالکل علیحدہ درجہ دیا جاتا اور ان کی علیحدہ پوزیشن تسلیم کی جاتی پھر ان میں درجہ بندیاں کر دی جاتیں ایک تشدد پسندوں کی اور ایک امن پسندوں کی اور ان کو ہر قسم کے کھانے پینے کپڑے پہننے اور لکھنے پڑھنے کی آزادی دی جاتی اور حسب پسند اخبارات دیئے جاتے۔

بہرحال آگے چل کر اس اصلاح کے خلاف پھر اگیٹیشن ہوگا اور ہمیں یقین ہے کہ حکومت کو ان قواعد میں پھر تبدیلی کرنی پڑے گی۔ موجودہ ناقص تبدیلی صرف اس لئے کی گئی ہے کہ انگریزوں کو بہر صورت آرام ملے اور ان کو ہر قسم کی آسانیاں فراہم کی جائیں۔

بم کا کھیل

کچھ عرصہ سے بم بازی کے واقعات اس کثرت سے واقع ہو رہے ہیں کہ شاید ہی کوئی ہفتہ خالی جاتا ہوگا کہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی حادثہ وقوع پذیر نہ ہوتا ہو کہیں بنا تے بناتے بم پھٹ جاتا ہے کہیں کسی کالج اور اسکول کے حلبہ میں بم پھینک دیا جاتا ہے اور کہیں پولیس بم فیکٹری کا سراغ لگا لیتی ہے کہیں عدالت میں پستول چلا دیا جاتا ہے کہیں کسی افسر پر فیر کر دیا جاتا ہے غرضکہ بمبازی کو بچوں کا کھیل اور بم سازی کو شہرات کی آرٹسبازی بنا لیا گیا ہے۔

ہم "مولوی" کے کالموں میں ایک سے زائد مرتبہ بمبازی و بم سازی کی مذمت کر چکے ہیں اب حال میں پھر خالصہ کالج امرتسر میں ایک جلسے کے اندر جہاں طلباء اور پروفیسر موجود تھے پہلے تو بجلی گل کر دی گئی پھر بم پھینک دیا گیا جس سے ایک طالبعلم فوت ہو گیا اور گیارہ بارہ شدید طور پر زخمی ہوئے کہا جاتا ہے کہ اس بم اندازی کا مقصد پرنسپل کالج کو ہلاک کرنا تھا جسنے چند یوم قبل یوم کالی آزادی پر طلباء پر چند پابندیاں عائد کر دی تھیں اسی طرح لاہور کے متعدد کالجوں سے پکڑ کے ایڈٹ کی چوری ہوگئی جو بم کا

مسالہ ہے اور ابھی چند دن ہوئے کہ مسٹر لوئیس کی موٹر پر پستول سے حملہ کیا گیا اور اس قسم کے متعدد واقعات رونما ہو چکے ہیں گرفتاریوں پر گرفتاریاں ہو رہی ہیں مگر اس کہنا دی اور بہادری میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی حالانکہ تمام اخبارات اور تمام لیڈران ہمیشہ ان افعال کی مذمت و ملامت کرتے رہتے ہیں مگر ان نوجوانوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا جن کے دماغوں میں یہ غلط اور گمراہ کن خیال سما گیا ہے کہ وہ اسی ذریعہ سے ملک کو غلامی سے نجات دلانے میں کامیاب ہوں گے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان غلط کار نوجوانوں کا شاید یہ خیال ہے کہ لیڈر اور اخبارات جو ان کے ان افعال کی مذمت کرتے ہیں اس کو وہ ان کی صحیح رائے نہیں سمجھتے بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ محض اوپری دل سے مذمت کرتے ہیں اور دل سے ان کے ہمخیال ہیں۔

اگر واقعی ان نوجوانوں کا یہی خیال ہے تو وہ بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں ممکن ہے کہ چند آدمی ایسے بھی ہوں جو دل سے تو یہ چاہتے ہوں کہ اچھا ہے یہ واقعات جاری رہیں مگر ملکی رہنماؤں کی بہت بھاری اکثریت وہ ہے جو دل سے بمباری کو غلط اور مضرت رساں خیال کرتی ہے اور یہی ہے کہ ان طریقوں سے نہ تو آزادی مل سکتی ہے اور نہ آزادی کی تحریک کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے بلکہ الٹا نقصان پہنچتا ہے نقصان یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات ماس موومنٹ یعنی عام تحریک کے راستہ میں ٹھیک راہ ہوتے ہیں جب تک اس قسم کے واقعات ہوتے رہیں گے کوئی عام تحریک شروع نہیں ہو سکتی کیونکہ لوگوں کے خیالات ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکتے اور جو لوگ دیادہ سنگین قسم کی قربانیاں نہیں کر سکتے وہ اس خوف سے کہ کہیں سیاسیات میں حصہ لینے کی وجہ سے بڑی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں چھوٹی قربانی کرنے کے لئے بھی آگے نہیں بڑھتے۔

اور بے سود اس کی وجہ سے ہے کہ جس قوم سے ہم آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ہر گز اس جد و جہد سے متاثر نہیں ہو سکتی کیونکہ جس قوم کا عزم استقلال اور ایثار و قربانی اس درجہ کی ہو کہ جنگ عظیم میں لاکھوں آدمی اور اربوں روپیہ قربان کر سکتی ہے وہ بھلا اکا دکا قتل سے کس طرح متاثر ہو سکتی ہے۔ فرض کیجئے کہ روزانہ ایک افسر قتل کر دیا جائے تب بھی سال بھر میں تین سو ساٹھ آدمی کام آئینگے اور جو قوم چار پانچ سال کے اندر لاکھوں نفوس قربان کر سکتی ہو اس کے لئے یہ کیا دشوار ہے کہ تین سو ساٹھ آدمی سالانہ قربان کر دیا کرے پھر اس قدر کامیابی کا حاصل ہونا ہی محال ہے کہ روزانہ حملے کامیاب ہوں چنانچہ اگر سال بھر کے واقعات کو شمار کیا جائے تو ایک سال میں صرف ایک انگریز کو قتل کرنے میں ان دیوانوں کو کامیابی ہوئی ہے اور سینکڑوں نوجوان گرفتار کر لئے گئے ہیں اور متعدد سلطانی گواہ بنکر سارا راز فاش کر چکے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ بہت سے بے گناہ پھنس گئے ہوں۔

ان حالات میں اپنی قوت کو ایک ایسے غلط طرز جد و جہد میں ضایع کرنا جس کوئی نتیجہ نہ ہو اور نجائے فائدہ کے نقصان پہنچانے والا ہو صریح گمراہی اور غلطی ہے اس کے بجائے اگر یہ نوجوان اس جذبۂ ایثار و قربانی کے ساتھ عام پر امن جد و جہد میں شریک ہوں اور ملک کو ایرشن کی تحریک کو تقویت پہنچائیں تو ان کا پیش نظر مقصد جلد سے جلد حاصل ہو سکتا ہے۔

صحیح راہ وطن پرستی

اگر ہماری آواز ان نوجوانوں تک نہیں پہنچ سکے جو ہم اور پستول میں یقین رکھتے ہیں تو ہم ان سے مخلصانہ عرض کریں گے کہ وہ اس راہ کو جو انہوں نے اختیار کر رکھی ہے چھوڑ دیں کیونکہ یہ راہ منزل مقصود تک پہنچانے والی نہیں بلکہ اس کو دور کرنے والی ہے

صحیح اور طبعی راہ وطن دوستی و وطن پرستی وہی ہے جو مہاتما گاندھی نے اختیار کی ہے حالات ہمارے ملک کے اس قسم کے ہیں کہ ہم تشدد کی جد و جہد کو ایک مسلح حکومت کے مقابلہ میں جاری نہیں رکھ سکتے ہمارے ملک میں نہ تو ہتھیار ہیں نہ ان کے استعمال سے ہم واقف ہیں حکومت نے ملک کو بالکل غیر مسلح بنا دیا ہے خفیہ طور پر سو دو سو آدمی ہتھیار حاصل کر سکتے ہیں اور ان کا خفیہ ہی استعمال بھی کر سکتے ہیں لیکن اس سے کوئی اہم نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا اگر ملک مسلح ہوتا اور اسلحہ کا اسلحہ سے اور طاقت کا طاقت سے مقابلہ ہو سکتا تو بیشک حصول آزادی کے لئے پر امن جد و جہد فرض نہ تھی مگر جب کیفیت یہ ہے کہ ہم پولیس کی بندوقیں ملکہ ڈنڈوں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے تو چند آدمیوں کا ہم اور پستول سے مقابلہ کرنا کیا نتیجہ برآمد کر سکتا ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر عرض کر آئے ہیں صحیح راہ نجات پر امن ترک موالات ہی ہے کیونکہ ہندوستان پر جو انگریز حکومت کر رہے ہیں وہ تنہا نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس میں ان کی تعداد جس میں گورے فوجی بھی شامل ہیں لاکھ ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ نہیں ہے اور حکومت کا سارا کاروبار ہندوستانیوں کی امداد و تعاون سے چل رہا ہے اور حکومت کی کل مشینری کے کل پرزوں میں ہماری تعداد بہت زیادہ ہے ہر ایک محکمہ اور ہر ایک شعبہ میں ہندوستانی ہی حکومت کی کل کو چلاتے ہیں اگر ہم اپنی یہ امداد واپس لے لیں اور تعاون و امداد و موالات سے انکار کر دیں تو ایک دن بھی حکومت اپنی مشینری کو نہیں چلا سکتی۔

اس لئے آزادی کی جنگ کا بہترین طریقہ نان کوآپریشن ہی ہے یہ نہ کوئی جرم ہے نہ گناہ اور نہ حکومت کوئی دارو گیر کر سکتی ہے اور دستدادے سکتی ہے کیونکہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ حکومت کی ملازمت سے انکار کر دے

بہر حال نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ ہم اور پستول کے غلط طریقہ کو ترک کر کے ملک کو پر امن ترک موالات کے لئے آمادہ کریں اور ملک کے اندر اس قدر پر امن فضا تیار کر دیں کہ گاندھی جی اس تحریک کو کامیاب بنا سکیں ۱۹۲۱ء میں اس تحریک نے جس قدر ترقی کی تھی وہ سب کے سامنے ہے اور اگر ایک سال بھر اور یہ تحریک اسی زور و شور سے جاری رہ سکتی اور چوری چورا کا حادثہ خونیں پیش نہ آتا تو کامیابی یقینی تھی۔ اس وقت پھر ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ اگر کوئی مزاحمت نہ ہو اور جو نوجوان غلط راستہ پر لگ گئے ہیں وہ گاندھی جی کی دل و جان سے امداد کریں تو گذشتہ تحریک سے زیادہ پر قوت اور منظم طریق پر یہ تحریک چل سکتی اور کامیاب ہو سکتی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ نوجوان گاندھی جی کی مدد کریں گے اور اپنے غلط طرز عمل سے ان کے راستے میں مزاحم نہ ہوں گے۔

بمبئی کارپوریشن کی حماقت

بمبئی کارپوریشن میں ایک ہندو صاحب نے یہ تحریک پیش کی کہ آٹھ برس سے کم عمر کے جانور ذبح نہ کئے جائیں اور اس کے جواز کی وہی پرانی اور بوسیدہ دلیل دی کہ زراعت کے لئے اچھے بیل نہیں ملتے اور اگر ملتے ہیں تو بہت گراں اور دودھ بھی بہت گراں ہو گئے ہیں۔

اس تجویز پر خوب بحث و مباحثہ ہوا اور خوشی کی بات ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ چند ہندو اور پارسی ممبران نے بھی اس احمقانہ تجویز کی پرزور مخالفت کی۔ مگر افسوس کہ چونکہ اکثریت ایسے ہندوؤں کی تھی جو قدامت پرست اور گائے کے دم سے اپنے عقائد باندھے رہنے کے عادی ہیں اس لئے یہ تجویز باوجود متفقہ طور پر مسلمانوں کی مخالفت اور جزوی طور پر ہندوؤں کی مخالفت پاس ہو گئی۔

اس تجویز کا حشر تو معلوم ہے یعنی حکومت اس کو مسترد کر دے گی مگر جن بزرگ نے یہ تجویز پیش کی اور جن ہندو ممبران نے اس کی تائید کی ان کی حماقت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ اس علم کے باوجود کہ اس قسم کی کوئی تجویز بھی حکومت منظور نہ کرے گی پھر بھی اس احمقانہ فعل کے مرتکب ہو کر دانستہ ہندو مسلم تعلقات میں کشیدگی پیدا کرنے کا باعث بنے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں کا یہی طرز عمل ہے جو مسلمانوں کو ان کی اکثریت کی طرف سے بدظن اور خائف کئے ہوئے ہے اور وہ اپنے حقوق کی ضمانت و حفاظت کا مطالبہ کرتے ہیں کیونکہ اس قسم کے حالات میں یہ نتیجہ نکالنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ جب موجودہ حالت میں کہ انگریزی حکومت یہاں قائم ہے ہندوؤں کی یہ ذہنیت ہے کہ جب موقع ملتا ہے اپنی اکثریت سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے حقوق پر چھری پھیر دیتے ہیں تو اس وقت جب کوئی تیسری اعلیٰ طاقت ہندوستان میں نہ رہے گی اور محض اکثریت کا راج ہو گا اور اکثریت رائے ہی سے تمام امور کا فیصلہ ہو گا اور اکثریت ہندوؤں کی ہو گی تو اس امر کی کیا ضمانت ہو گی کہ ہندو اپنی اکثریت سے اسی طرح ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ اور کثرت رائے سے مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی کوشش نہ کریں گے اگر ان کا طرز عمل آج ایسا ہو جس پر مسلمان بھروسہ کر سکیں تو ان کو اپنے حقوق کی حفاظت کی فکر نہ ہو مگر جب آج ہندوؤں کا یہ رویہ ہے تو کل جب وہ مطلق العنان ہوں گے جو کچھ ہی نہ کریں وہ کم ہے اور ان حالات میں مسلمان حقوق طلبی میں بالکل حق بجانب ہیں۔

پھر اگر معمولی غیر ذمہ دار لوگوں کی طرف سے ایسی حرکات کا ارتکاب ہو تب بھی تاویل کی جا سکتی ہے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ نہایت ذمہ دار اصحاب بھی اسی سیلاب تعصب میں بہے جا رہے ہیں تو سخت تعجب ہوتا ہے کہ باوجود عقل و فہم کے محض توہمات کا بندہ بن کر ملک کے شاندار مستقبل کو تاریک بنانے میں وہ بھی پیچھے نہیں رہتے چنانچہ پچھلے دنوں اسمبلی میں بھی ایک ممبر صاحب نے اسی قسم کی تجویز پیش کر دی تھی اور مالوی جی وغیرہ کو کیلکر اور بہت سے ذمہ دار ہندو لیڈروں نے نتائج کی طرف سے بے پروا ہو کر اس کی تائید کر دی تھی اگرچہ تجویز مسترد ہو گئی مگر ان حضرات کی غیر ذمہ دارانہ روش سے مسلمانوں کے اندر یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی کہ اگر اکثریت کا یہی رنگ ہے تو مستقبل میں اقلیتوں کے حقوق کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں

بہرحال ایسی تجاویز کا کھلی ہوئی حماقت اور ملک کے ساتھ دشمنی کرنی ہے۔

مسودہ میراث اناث

میاں عبدالحی نے عورتوں کی وراثت کا جو مسودہ قانون پیش کر رکھا ہے وہ افسوس ہے کہ اس دفعہ اسمبلی میں زیر بحث نہیں آسکا اور اس کی وجہ موجودہ قواعد و ضوابط ہیں جن کی رو سے ایک مسودہ قانون جو کسی غیر سرکاری ممبر کی طرف سے پیش ہوا اس کے لئے ضروری ہے کہ کئی مرحلوں سے گذر کر اسمبلی میں آئے پہلا درجہ تو یہ ہے کہ قرعہ اندازی میں اس کا نمبر ایسا نکلے کہ اس سشن میں پیش ہو سکے چنانچہ اس کا نمبر بالکل آخری نکلا جس کی وجہ سے اس اجلاس میں پیش نہیں ہو سکتا اس کے بعد اسمبلی غور کر کر رائے عامہ کے معلوم کرنے کیلئے اس کو مشتہر کیا جائے اس کے بعد سب کمیٹی کے سپرد کیا جائے کہ وہ اس پر غور کرے اس کے بعد عام اجلاس میں بحث کی جائے ان تمام مراحل سے گذرنے کے لئے کافی عرصہ درکار ہوتا ہے اور دو تین سال لگ جایا کرتے ہیں۔

لیکن اگر حکومت چاہے تو جلدی بھی ہو سکتی ہے یعنی وہ اسمبلی میں پیش ہونے سے پہلے ہی اس کو مشتہر کرے اور دوسرے اجلاس میں وہ پیش ہو کر سب کمیٹی کے حوالہ کر دیا جائے اور سب کمیٹی ایک دو ہفتہ کے اندر غور کر کے اسمبلی میں پیش کرے اس طرح آئندہ اجلاس میں یہ مسودہ اسمبلی سے پاس ہو کر قانون کی شکل اختیار کر سکتا ہے بشرطیکہ حکومت بھی مدد کرے۔

معلوم ہوا ہے کہ اس غرض سے عورتوں کا ایک ڈیپوٹیشن ہوم ممبر کے پاس جانے والا ہے اگر ہوم ممبر نے یہ درخواست منظور کر لی تو بہت ممکن ہے کہ شملہ کے اجلاس میں یہ پاس ہو جائے۔

تمام صوبہ کے مسلمانوں کا عموماً اور پنجاب و یوپی کے مسلمانوں کا خصوصیت کے ساتھ فرض ہے کہ وہ اس مسودہ قانون کی تائید و حمایت کریں اور اس داغ کو اپنی پیشانی سے مٹا دیں کہ رواج اور رسم کو مسلمانوں نے شریعت پر مقدم کر رکھا ہے۔

چونکہ حکومت اور غیر مسلموں کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس لئے ان کی طرف سے مخالفت و مزاحمت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے البتہ اگر مسلمان ہی کی طرف سے مخالفت ہوئی تو اندیشہ ہے کہ نامنظور ہو جائے۔

پرایا شگون اور اپنی ناک

"دو ضروری نیا نہیں" اس عنوان سے عبدالمجید نامی ایک پنجابی بزرگ نے ایک مطبوعہ مراسلہ شائع کیا ہے اور اس میں خواہش کی ہے کہ اس مراسلہ میں جو تجویز پیش کر رہے ہیں رسائل اور اخبار اس کی تائید کریں اور اس کو کامیاب بنائیں۔

مراسلہ میں آپ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جس طرح سکھ ہندوؤں سے الگ نہیں ہیں مگر سیاسی حقوق حاصل کرنے کی غرض سے وہ ہندوؤں سے اپنے آپ کو علیحدہ قبیلا تے ہیں اور اپنے لئے جداگانہ حقوق طلب کرتے ہیں یا ہندوؤں سے اپیل کراتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ وہ شیعہ و احمدیوں کے لئے الگ حقوق طلب کریں۔ پنجاب میں احمدیوں کی بھی کافی تعداد ہے اور شیعوں کی یوپی و پنجاب وغیرہ میں کافی تعداد ہے اور سارے ہندوستان میں تو کروڑ ڈیڑھ کروڑ شیعہ ہوں گے اس لئے اگر یہ دونوں علیحدہ حقوق طلب کریں اور مسلمان ان کی حمایت و تائید کریں اس طرح بحیثیت مجموعی مسلمان نفع میں رہیں گے۔

افسوس ہے کہ ہم اس تجویز کی نہ صرف یہ کہ تائید نہیں کر سکتے بلکہ اس کے سخت مخالف ہیں اور اس کو مسلمانوں کے لئے سخت تباہ کن اور مہلک تصور کرتے ہیں یہ تو بالکل وہی مثل ہوگی کہ پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کٹوائی اس کے معنی تو یہ ہیں کہ مسلمان جداگانہ نیابت اور جداگانہ انتخاب کی قربانگاہ پر اپنی متحدہ قومیت کو بھینٹ چڑھا دیں اور اپنی وحدت کو جھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیں اگر یہ تجویز کامیاب ہو جائے گی تو اس کا نتیجہ بالکل وہی نکلے گا جو ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی آج کیفیت ہے یعنی شیعہ سنیوں میں ایسی ہی عداوت اور دشمنی پیدا ہو جائے گی جیسی آجکل ہندو مسلمانوں میں ہے اسی طرح احمدیوں اور مسلمانوں کے اندر بھی عداوت کی مخمیر پیدا ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ تقسیم کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا اور صرف شیعوں شیعوں اور احمدیوں احمدیوں کی تقسیم پر یہ تجویز محدود نہ رہے گی بلکہ جس فلسفہ ذہن مثلاً اہل حدیث بوہرے، خوجے یہ سب علیحدہ علیحدہ نیابت کے طلبگار ہوں گے اور پھر آگے چل کر وہابی بدعتی کی تقسیم ہوگی اور عجب نہیں کہ نسل اور ذات کی بنا پر تقسیم کے مطالبات شروع ہو جائیں مثلاً سید، شیخ، مغل، پٹھان علیحدہ علیحدہ نیابت طلب کرنے لگیں۔

غرض یہ کہ یہ تجویز ایک فتنہ ہے اگر ذرا بھی آگے بڑھی تو امت مسلمہ کے درخت وحدت کی جڑ کو دیمک کی طرح کھا جائے گی اور اس قدر انتشار و افتراق پیدا ہوگا کہ مسلمانوں کی کتاب حیات کے تمام اوراق پریشان ہو جائینگے اور ان کی دھجیاں بکھر جائیں گی بھلا غور کیجئے کہ ہندو سبھا اور سکھ نیابت کے قضیئے ہی اب تک طے نہ ہو سکے تو جب ایک نئی خانگی تقسیم کا سلسلہ شروع ہوا تو کہاں ٹھکانا رہے گا۔

ہم اس تجویز کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ جس دماغ میں یہ تجویز آئی ہے اسی میں اس کی ہمیشہ کے لئے قبر بنے اور کسی مسلمان کے خواب و خیال میں بھی اس کو جگہ نہ ملے۔ خدا کا شکر ہے کہ اخبارات و رسائل نے اس خود کاشتہ تجویز کی طرف مطلق توجہ نہیں کی اور سب ہی نے اس گندی اور مہلک تجویز کے حامل خط کو ردی کی ٹوکری کے نذر کر دیا۔

مسلمانوں کی کانفرنسیں

مسلمانوں کے جو کام ہوتے ضرور ہوتی ہیں ایک ہنگامی جوش اور دوسرے کچھ عرصہ کے بعد غفلت۔

سارداایکٹ کے خلاف کس قدر شور برپا کیا گیا اور کس قدر جوش و خروش کا اظہار ہوا کہ ایک کے بجائے دو دو کانفرنسیں کر ڈالیں اور ایک ہی جماعت دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئی مگر ابھی چند ہی مہینے اس قانون کو پاس ہوئے گذرے ہونگے کہ سارا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ گیا اور اب نہ کوئی جوش ہے نہ شور جلسے ہیں نہ جلوس نہ کانفرنسیں ہیں نہ ان کی قرار دادیں گویا کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

مسلمانوں کو یاد ہوگا کہ ابھی سارداایکٹ کے سلسلہ میں دو جماعتیں ہو گئی تھیں باوجودیکہ مقصد دونوں کا ایک تھا مگر محض جاہ پسندی و اقتدار خواہی کے جذبہ نے صدارت کے قضیہ پر مسلمانوں کو دو جماعتوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک طرف جمعیۃ العلماء تھی اور دوسری طرف مولانا اور ان کے ساتھ چند مولوی صاحبان جو عرصہ سے جمعیت العلماء پر قبضہ کرنے کی حاسدانہ جلن اپنے سینوں میں چھپائے رکھتے تھے

مولانا محمد علی بھلا کسی سے خفا ہوں اور خاموش رہیں یہ کیونکر ممکن تھا انہوں نے کان پور میں ایک دوسری کانفرنس کر ڈالی اور بہت سے لوگ اس میں بھی شریک ہوئے وہاں دار تقریریں ہوئیں اور خدا معلوم کتنے اور کیا کیا ریزولیوشن پاس ہوئے اور پاس کر کے کانفرنس برخاست کر دی گئی جس وقت یہ کانفرنس ہونے والی تھی تو اس کا بلاوا اس زور شور سے دیا گیا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ کان پور جمع ہو کر یہ لوگ زمین و آسمان ایک کر دینگے اور حکومت کا تختہ الٹ کر رکھ دینگے مگر اس کانفرنس کا جو سب کے سامنے ہے کہ کان پور سے الٹا پھر کسی نے اس کانفرنس کے شرکاء میں سے سارداایکٹ کی خبر پوچھی نہ چپ سادھی اور اگر کچھ بولے بھی تو جمعیت العلماء کی مخالفت کرتے رہے اس کی تجاویز میں عیب نکالتے رہے اس کے عہدہ داروں کو گالیاں دیتے رہے اور اس کی ہر مال و جلوس کے مظاہروں کو بے سود بتاتے رہے اور اس کے مقابلہ پر دو اسرائے کو خطوط لکھنے کی فرمائش مسلمانوں سے کرتے رہے بس یہی ایک موثر تدبیر رہی ہے اس کے علاوہ سب لغو اور بیکار رہی۔

بہرحال مسلمانوں کو اپنی اور اپنے رہنماؤں کی حالت پر غور کرنا چاہیئے اور عقل و فہم سے کام لینا چاہیئے ورنہ یہ جاہ پسند رہنما اسی طرح ہمیشہ اپنی خواہشات کی قربانگاہ پر ان کو بھینٹ چڑھاتے رہیں گے اور ان کی کبھی کسی شعبہ میں بھی اصلاح نہ ہوگی۔

یہی حال ان لیڈروں نے سیاسیات میں بھی کر رکھا ہے۔ ذاتی کدورتوں کی بنا پر تھوک بنا کر بیٹھ گئے ہیں اور علیحدہ علیحدہ نام کے بت تراش لئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جاہل اور ناتجربہ مسلمانوں سے اپنے پندار کی پرستش کرائیں کسی نے حقوق مسلمین کا بت تراش لیا ہے کسی نے جمہور فیصدی کا بت گھڑ لیا ہے اور کسی نے جداگانہ نیابت و جداگانہ انتخاب کا بت بنا لیا ہے اور اپنے اپنے بتوں کے آگے سجدہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تم کانگرس میں شریک ہوئے تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور یہ نہیں بتلاتے کہ اگر کانگرس میں شریک نہ ہوں تو پھر کیا کریں نہ کوئی پروگرام ہے نہ کوئی لائحہ عمل ہے نہ کام ہے نہ کاج ہے صرف کانگرس کی مخالفت ہے اور جو ان سے اختلاف رائے رکھتے ہیں ان کو گالیاں اور بس۔ کوئی ان سے پوچھے کہ محض مخالفت کرنے اور گالیاں دینے سے مسلمانوں کا کیونکر بھلا ہوگا۔

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

شرائط نماز

اور اگر کسی شخص کے دسمہ اتوار کی نماز تھی مگر اس کو گمان ہوا کہ ہفتہ کی ہے اور اسی گمان کی بنا پر اس نے یوں نیت کی کہ ہفتے کے دن کی فلاں وقت کی جو نماز میرے ذمہ ہے وہ پڑھتا ہوں اور نماز پڑھنے کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ ہفتے کی نہیں بلکہ اتوار کی باقی ہے تو اس کو دوبارہ پڑھنی چاہیئے۔

اور نماز جنازہ میں اگر کوئی عورت مقتدی ہو اور وہ امام کے محاذی کھڑی ہو جائے تب بھی امامت نسواں کی نیت ضروری نہیں اور جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں بھی امامت نسواں کی نیت ضروری ہے ورنہ اس عورت کی نماز نہ ہوگی اور اگر وہ عورت مرد کے محاذی کھڑی نہ ہوئی تو نماز ہو جائیگی۔

اور اگر کسی وقت کسی مقتدی نے یہ نیت اقتدا یہ نیت کی کہ جو نماز امام کی وہی میری تو اس صورت میں نماز جائز ہے نماز ہو جائیگی۔

اور اگر کسی شخص نے امام کو نماز میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ وہ عشا کی نماز پڑھ رہا ہے یا نماز تراویح پڑھ رہا ہے تو اس کو یہ چاہیئے کہ نماز فرض کی نیت کرے اور نماز ختم ہونے کے بعد تحقیق کرے اگر وہ فرض کی جماعت تھی تو فرض ادا ہو جائینگے اور اگر تراویح کی نماز تھی تو نفل ہو جائینگے اور اگر کسی شخص نے ایسے وقت جبکہ امام اپنی "جائے امامت" کی طرف جا رہا تھا نیت اقتدا کی اور پھر کسی سے بات چیت میں مشغول ہوا اور پھر نماز میں شریک ہو گیا تو اقتدا صحیح ہے۔

اور نیت اقتدا میں یہ ضروری نہیں کہ امام کا نام لیا جائے نہ یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ امام کون ہے زید ہے یا محمود صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کی اقتدا میں فلاں نماز پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی نے اپنے خیال کی بنا پر یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں اور بعد میں معلوم ہوا کہ نماز پڑھانے والا زید نہیں ہے بلکہ محمود ہے تو نماز صحیح نہ ہوگی ہاں اگر صرف اس قدر نیت کی کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں اور نیت اقتدا کرتے وقت اس کو یہ خیال تھا کہ یہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ زید نہیں ہے بلکہ محمود ہے تو اقتدا صحیح ہے۔ الغرض صورت یہ ہے کہ نیت اقتدا میں امام کی تعیین نہ کرے کیونکہ نیت اقتدا میں یہ امر ضروری نہیں ہے کہ امام کون ہے صرف یہ کہنا کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔

اور ہم نے جو یہ لکھا ہے کہ نیت اقتدا میں یہ ضروری نہیں کہ امام کو جانے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بلا تامل ہر شخص کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے اگر امام کوئی بدعتیہ شخص ہے مثلاً قادیانی ہے یا بابی ہے یا رافضی ہے تو اس کے پیچھے ہرگز نماز جائز نہیں اگر غلطی سے کسی بدعقیدہ شخص کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے تو اس کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ خدا شاہد ہے کہ اس مسئلے کو بیان کرنے سے ہمارا یہ مقصد نہیں ہے کہ مسلمانوں میں تعصب پیدا ہو اور آپس کی جنگ و پیکار کریں حاشا و کلا ہم افتراق کو پسند نہیں کرتے اور کسی مسلمان کو یہ روا نہیں کہ وہ مسلمانوں کو آپس میں لڑائے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ زمانہ نہایت نازک ہے جیسا کہ ایمان کے لئے خطرہ آجکل ہے کبھی پیدا نہیں ہوا تھا جس طرح مال و زر پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے اسی طرح بہت سے مقدس لٹیرے ایمان پر حملہ کر رہے ہیں اور متاع ایمان خطرہ میں ہے آجکل بہت سے اشخاص ایسے ہیں جو بظاہر مسلمان اور اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن فی الحقیقت وہ ملحد اور بے دین ہیں مثلاً قادیانی جماعت ہے جو مرزا کو نبی مانتی ہے اور جو شخص مرزا کی نبوت کو تسلیم نہ کرے اس کو کافر سمجھتی ہے وہ جماعت یقیناً کافر ہے۔ اسی طرح باقی ہیں جو باب اور بہاء اللہ کو نبی مانتے ہیں ہمارے نزدیک وہ بھی کافر ہیں خلاصہ مافی الباب یہ کہ بدعقیدہ شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

اور نماز جنازہ پڑھتے وقت بھی نیت اقتدا میں امام کی تعیین کی ضرورت نہیں صرف اس قدر نیت کافی ہے کہ نماز اللہ کے لئے اور دعا اس میت کے لئے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں فلاں میت کی نماز پڑھتا ہوں اور مقتدی کو شبہ ہو کہ میت مرد ہے یا عورت تو یہ کہہ لے کہ میں اس امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں جو نیت امام کی وہ میری۔

اور اگر کسی شخص نے بغیر تحقیق کے یوں کہا کہ میں اس مرد کے جنازے نماز پڑھتا ہوں اور بعد نماز معلوم ہوا کہ جنازہ مرد کا نہیں بلکہ عورت کا ہے تو نماز نہیں ہوئی ہاں اگر علم نہ ہونے کی صورت میں صرف یوں کہا کہ میں اس جنازہ کے لئے نماز پڑھتا ہوں تو نماز ہو جائے گی۔ اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے گمان کے بنا پر زید کے جنازے کی نیت کی اور بعد میں معلوم ہوا کہ جنازہ زید کا نہیں ہے بلکہ محمود کا ہے تو نماز صحیح نہیں ہوئی اور اگر صرف نیت یوں کی کہ میں اس جنازہ کے لئے نماز پڑھتا ہوں اور نیت کرتے وقت خیال یہ تھا کہ زید کا جنازہ ہے اور نماز کے بعد معلوم ہوا کہ زید کا جنازہ نہیں ہے بلکہ محمود کا ہے تو نماز ہو گئی۔ اور اگر چند جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھی جائے تو ان کی تعداد کا معلوم کرنا ضروری نہیں۔ صرف اس قدر نیت کافی ہے کہ نماز اللہ کے لئے اور دعا ان سب میتوں کے لئے اور اگر کسی شخص نے قیاساً تعداد مقرر کر لی اور جنازے اس سے زائد نکلے تو کسی جنازے کی نماز نہیں ہوئی پس مناسب یہ ہے کہ تعداد معین نہ کرے۔

نہ کرے۔

اور نماز فرض کے علاوہ اگر نماز واجب پڑھے تو واجب کی نیت کرے اور اسے معین بھی کرے مثلاً نماز عید الفطر یا نماز عید الاضحیٰ یا وہ نماز نفل جسکو قصداً نماز کیا ہو۔ یاد رکھو اگر کوئی شخص نماز نفل کو قصداً فاسد کر دیتا ہے تو اس کی قضا بھی واجب ہو جاتی ہے۔ اور سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر میں بھی نیت ضروری ہے اور نماز وتر میں بھی نیت ضروری ہے۔

اور ہر نماز میں یہ نیت کرنا میرا قبلہ کی طرف ہے شرط نہیں لیکن قبلہ سے اعراض کی بھی نیت نہ ہو۔

اور اگر کسی شخص نے نماز بہ نیت فرض شروع کی پھر اثنائے نماز میں یہ گمان کیا کہ میں نفل نماز پڑھ رہا ہوں اور پھر نفل کی نیت کے ساتھ ہی نماز پوری کی تو اس صورت میں فرض ادا ہو گئے۔ اور اگر کسی شخص نے نماز بہ نیت نفل شروع کی اور درمیان میں فرض کا گمان کیا اور اسی گمان کے ساتھ نماز پوری کی تو نماز نفل ہوئی۔

اور اگر کسی شخص نے کسی وقت نماز پڑھتے ہوئے دل میں نماز توڑنے کی نیت کی مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو یہ بدستور نماز میں ہے اور اگر اس نے نماز پوری کر لی تو نماز ہو جائے گی۔

اور اگر کسی شخص نے نماز خالصاً للہ شروع کی پھر ماء الورد یا کی آمیزش ہو گئی تو شروع کا اعتبار کیا جائے گا۔

اور دکھاوے کی نماز یہ ہے کہ ایک شخص خلوص کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا ہے لیکن جب مردوں کا یا معتقدوں کا مجمع ہوتا ہے تو پڑھ لیتا ہے ایسی نماز کچھ اجر و ثواب نہیں اور اگر یہ صورت ہے کہ ایک شخص تنہائی میں بھی نماز پڑھتا ہے لیکن جلدی جلدی پڑھ لیتا ہے اور جب لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے تو نہایت احتیاط کے ساتھ رکوع اور سجدوں میں خوب دیر لگاتا ہے تاکہ لوگوں پر یہ ظاہر ہو کہ یہ شخص بڑا عابد و زاہد اور مخلص ہے ایسے شخص کو اصل نماز کا ثواب نہ ملیگا اور جو خوبی لوگوں کو دکھانے کے لئے اختیار کی تھی اس کا ثواب نہیں ملیگا اور ریا کی سزا ملے گی۔ باری تعالیٰ ہر مسلمان کو ریا سے محفوظ رکھے۔

نماز کے ارکان

ارکان نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جو نماز کے اندر فرض ہیں "ارکان" رکن کی جمع اور رکن کے معنے ہیں فرض اور ارکان کے معنے ہیں فرائض ارکان نماز کو فرائض نماز بھی کہتے ہیں۔ نماز کے اندر چھ چیزیں فرض ہیں اول تکبیر تحریمہ کہنا دوسرے قیام یعنی کھڑا ہونا تیسرے قرأت یعنی قرآن مجید پڑھنا چوتھے رکوع کرنا پانچویں سجدے اور چھٹے قعدہ اخیرہ یعنی نماز کے اخیر میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا اور بعض فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ تکبیر تحریمہ شرط ہے رکن نہیں ہے لیکن چونکہ تکبیر تحریمہ اور نماز کے ارکان میں کوئی فاصلہ نہیں ہے اسلئے تکبیر تحریمہ کو ارکان نماز کے ساتھ لکھا جاتا ہے بہر حال "شرائط" اور "ارکان" یہ دونوں فقہا کی اصطلاحیں ہیں معنی کے لحاظ سے ان میں کچھ فرق نہیں ہے شرائط نماز کو بھی فرائض نماز کہتے ہیں اور ارکان نماز کو بھی فرائض نماز کہتے ہیں۔

تکبیر تحریمہ کے مسائل

نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر پکارتے ہیں اس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اس تکبیر کے کہنے سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور جو باتیں کہ نماز کے خلاف ہیں وہ حرام ہو جاتی ہیں اسی وجہ سے اسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو سیدھے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو یہ صحیح طریقہ ہے اور فرض نماز کی تکبیر تحریمہ چھوٹے چھوٹے کہنا جائز نہیں کیونکہ تکبیر تحریمہ کے وقت فرض اور واجب نمازوں میں رکعتیں کوئی عذر نہ ہو) سیدھا کھڑا ہونا شرط ہے۔

اور وقت ضرورت اگر کوئی شخص چاہے تو فرض نماز کی تکبیر تحریمہ سے نفل نماز پڑھ سکتا ہے۔ مثلاً عشاء کی چار رکعتیں پوری کر کے بغیر سلام پھیرے اگر کوئی شخص سنی سنائی تکبیر تحریمہ سے نماز سنت یا نماز نفل پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی لیکن قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے اور منع ہے اور اگر قصداً نہ ہو تو کچھ حرج نہیں مثلاً ایک شخص ظہر کی چار رکعتیں پڑھکر قعدۂ اخیرہ ختم کر چکا لیکن یکایک اس کو خیال ہوا کہ ابھی تو میں نے صرف دو رکعتیں پڑھی ہیں اس خیال کی بنا پر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا اب اس کو معلوم ہوا کہ چار رکعتیں ہو چکی تھیں اور یہ میں نے پانچویں رکعت پڑھی ہے اور یہ رکعت نفل ہوئی اب اس کو چاہیئے کہ ایک رکعت اور پڑھ لے تاکہ دو رکعتیں ہو جائیں اور یہ دونوں رکعتیں نماز نفل سمجھی جائیں اس صورت میں یہ نماز نفل کی "بنا" بالقصد نہ ہوئی بلکہ بلا قصد ہوئی اور اس میں کچھ حرج نہیں اور کچھ کراہت نہیں۔

بعض اشخاص کو ہم نے دیکھا ہے کہ اگر غلطی سے کسی وقت وہ چار رکعت فرض نماز پڑھکر پانچویں رکعت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں تو پھر معلوم ہونے پر وہ نیت توڑ کر اس نماز کو نماز پڑھتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ پانچویں رکعت شروع کرنے کے بعد ساری نماز فاسد ہو گئی یہ غلط ہے مسئلہ معلوم نہ ہونے کے باعث ہوئی ہے یاد رکھو جب کبھی ایسا معلوم ہو کہ فرض نماز کی چار رکعتیں پڑھنے کے بعد غلطی سے پانچویں رکعت کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ پانچویں رکعت ہے یا چھٹی رکعت ہے تو یہ نہ سمجھو کہ پانچویں رکعت کے لئے کھڑے ہو جانے سے ساری نماز فاسد ہو گئی اور اس خیال کی بنا پر نیت توڑ کر اس نماز کو نماز پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر تم نے نماز فرض کی تکبیر تحریمہ سے نماز سنت یا نفل نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی وہ دو رکعتیں نماز نفل میں شمار ہونگی اور یہ بھی یاد رکھو کہ ایک نماز نفل کی تکبیر تحریمہ سے دو سری نماز نفل پڑھی جا سکتی ہو لیکن ایک نماز فرض کی تکبیر تحریمہ سے دوسری نماز فرض نہیں پڑھ سکتی چنانچہ در مختار میں لکھا ہے کہ ایک نفل پر دوسری نفل کی بنا ہو سکتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی نماز فرض پڑھنے کا ارادہ کرو تو تکبیر تحریمہ سے شروع کرو اور ایک نماز فرض کی تکبیر تحریمہ سے شروع کرو اور ایک نماز فرض کی تکبیر تحریمہ سے دوسری نماز فرض ادا نہ کرو بلکہ نئی تکبیر تحریمہ کہو۔ اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جن نمازوں میں قیام فرض ہے ان میں تکبیر تحریمہ کے لئے بھی قیام فرض ہے اگر کوئی شخص (بلا عذر شرعی) بیٹھ کر یا ٹہک کر اللہ اکبر کہیگا اور پھر کھڑا ہو

تو نماز نہ ہوگی۔

اور اگر کسی شخص نے امام کو رکوع میں پایا اور جلدی میں رکوع میں چلا گیا اور پھر تکبیر تحریمہ کہی تو اس صورت میں نماز نہ ہوگی۔ ہم نے اکثر اشخاص کو دیکھا ہے کہ وہ جلدی میں ایسا ہی کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی ان کو نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ فتاوٰی عالمگیری میں یہ مسئلہ نہایت وضاحت سے لکھا ہوا ہے اور فرض نماز کے علاوہ اگر کوئی شخص نماز نفل کے لئے بھی تکبیر تحریمہ رکوع میں کہہ گا تو نماز نہیں ہوگی ہاں اگر بیٹھکر تکبیر تحریمہ کہہ گا تو ہو جائے گی کیونکہ نماز نفل میں قیام فرض نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا تو زیادہ ثواب ملیگا اور جب امام کو رکوع میں پاؤ تو اول کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہو پھر اللہ اکبر کہکر رکوع میں جاؤ اول مرتبہ اللہ اکبر کہنا تکبیر تحریمہ ہے اور دوسری دفعہ اللہ اکبر کہنا رکوع کی تکبیر ہے بعض اشخاص ایسا کرتے ہیں کہ جب امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی میں ایک دفعہ اللہ اکبر کہکر رکوع میں چلے جاتے ہیں گویا وہ رکوع میں جانے کے لئے تو اللہ اکبر کہہ لیتے ہیں اور تکبیر تحریمہ کو بھول جاتے ہیں اس صورت میں نماز نہیں ہوتی۔

اور اگر وقت جماعت کسی مقتدی نے لفظ "اللہ" امام کے ساتھ کہا اور لفظ "اکبر" امام سے پہلے کہہ دیا تو اس صورت میں نماز نہیں ہوگی۔

مطلب یہ ہے کہ وقت اقتدا ہر کام میں امام کا اتباع کرو اس سبقت نہ کرو اور اگر کسی شخص نے امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی اور اقتدا کی نیت ہی نہیں تھی لیکن پھر بھی امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس صورت میں امام کی نماز میں شرکت نہ ہوگی بلکہ اپنی الگ نماز ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی شخص تکبیر کے الفاظ کہنے پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو تو اس پر تلفظ واجب نہیں دل میں ارادہ کافی ہے (در مختار)

اور اگر کسی شخص نے بطور تعجب "اللہ اکبر" کہا یا موذن کے جواب میں اللہ اکبر کہا اور اسی تکبیر سے نماز شروع کر دی تو نماز نہ ہوگی۔ نماز شروع کرنے کیلئے خاص طور پر "اللہ اکبر" کہنے کی ضرورت ہے۔

اور اگر کوئی شخص لفظ "اللہ اکبر" کی جگہ کوئی اور تعظیمی لفظ کہے مثلاً اللہ اعظم یا اللہ اجل یا اللہ کبیر یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ یا الحمد للہ یا تبارک اللہ یا کوئی اور ایسا ہی تعظیمی لفظ کہے تو نماز جائز ہو جائے گی۔

لیکن بلا وجہ یہ تبدیلی مکروہ ہے اور ایک طرح کی جدت پسندی ہے۔

اور اگر کوئی شخص صرف لفظ اللہ کہے اور نیت باندھ لے تو یہی نماز ہو جائے گی اور اگر اللہ کہے تب بھی ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی شخص اللہ اکبر کی جگہ دعائیہ جملے کہے مثلاً اللھم اغفرلی یا اللھم ارحمنی یا اللھم ارزقنی تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اللہ اکبر کی جگہ ماشاء اللہ یا بسم اللہ یا اعوذ باللہ۔ یا استغفر اللہ کہے تو یہی نماز نہ ہوگی۔

اور اگر کوئی شخص صرف یا اجل یا اعظم کہے اور لفظ اللہ نہ کہے تو نماز نہ ہوگی۔ اور اگر کسی شخص کو نماز با جماعت میں پہلی رکعت کا رکوع مل جائے تو اس کو تکبیر اولیٰ کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

(عالمگیری)

دعوی کا اعلان

ایک خوراک سے نامردی کا خاتمہ مردہ زندہ کرنے کا یہ سحاق معجزہ صرف ایک گولی "مارالحیات" کی استعمال کرنے سے کیسا ہی نامرد ہو۔ (سوائے مادرزاد) اور نامردی کسی وجہ سے ہوگئی ہو دنیا بھر کے علاجوں سے مایوس ہو کر اور تھک کر بیٹھ گئے ہوں وہ زور اور قوت باہ استقرار پیدا ہوگی کہ ناممکن ہے آپ اس کو برداشت کر سکیں۔ ایک ہفتہ کا استعمال ضبط سے کر لینا عمر بھر کے لئے مقوی یہی دواؤں سے بے نیاز کر دے گا۔ اور تا عمر قوت میں کمی نہ ہوگی۔ بے انتہا ملذذ بھی ممسک دوا ہے۔

تندرستوں کے لئے ضرورت کے وقت صرف ایک گولی کا کرشمہ ملاحظہ میں وارفتگی پیدا کرے گا۔ جب جی چاہے آزمائیے۔

حسب تحریر نہ ہو قیمت دوگنی واپس بلکہ بذریعہ وی۔ پی وصول کر لیں۔

مکمل ایک ہفتہ کی دوا قیمت چھ روپے (عہ)

نمونہ قیمت دو روپے (عہ) ۔ علاوہ محصول ڈاک

الشہود سعید برادرس اینڈ کو دہلی

طلارازی

سب سے سستا۔ بہت زود اثر طلا۔ فوائد میں بے نظیر اوصاف رکھتا ہے۔ بہت جلد مضوکی خرابیوں کو دور کر کے تندرست بناتا ہے۔ گیارہ سال کے عرصہ میں ۳۰ ہزار کے قریب بھلوقین۔ وافعال بد کے مرتکب۔ بوڑھاپہ کی وجہ سے یا کثرت کار کے سبب بے قیاپلیوں کے مریضوں کو تندرست اور بالکل صحت ور بنا چکا ہے۔

بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اس کے فوائد سے خبر و بہرہ ہیں یہ معمولی طلا نہیں ہے بہت محنت اور کیمیاوی ادویات سے تیار کیا جاتا ہے۔ ایسے بیماروں کو تلاش کر کے ثواب حاصل کرنا چاہتے اور ان کو بتانا چاہتے کہ اگر تم اپنی صحت و تندرستی چاہتے ہو تو طلارازی کا استعمال کرو۔ قوت باہ پیدا کرنے کیلئے و ہمواری پیدا کر کے ناقابل بنا تا ہے قیمت فی شیشی مفت کے برابر بینی دو روپے (عہ) محصول ۵ پائی

خوشوقتی رشحہ مسکات میں بہترین و اعلیٰ درجہ کی دوا دینک کرشمہ عجیب و غریب ثابت ہوگا۔ قیمت فی درجن دو روپے (عہ) علاوہ

پتہ:۔ سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی

جرمنی کی نئی ایجاد

سلور پالش

چاندی کا ملمع کرنے کا پوڈر۔ سبز قسم کی دھات کے برتنوں۔ تانبہ پیتل۔ بھرت۔ لوہا پر اس پوڈر کی پولش کرنے سے بالکل اصلی چاندی کی طرح چمکنے لگتے ہیں۔ پالش پختہ و دیرپا ہوتی ہے یہ پوڈر ابھی حال میں جرمن سے آیا ہے اب کوئی گھر چاندی کے برتنوں سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ ایک شیشی پوڈر سے بہت سے برتنوں پر پولش ہو جاتی ہے۔ سنار بھی پہچان نہیں سکتا کہ یہ پولش کیا ہوا برتن ہے یا اصلی چاندی کا۔ آج ہی منگا کر سارے گھر میں چاندی ہی چاندی کے برتن سجا دیجئے۔ چمک میں بلکل اصلی چاندی سے ملا لیجئے۔ قیمت فی شیشی دو روپے۔

ملنے کا پتہ:۔

مینیجر فی کے برادرس اینڈ کو دہلی

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(ترجمہ) بالتحقیق تم سے قبل مختلف طرق گذر چکے ہیں تو تم روئے زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ آخر انجام تکذیب کرنے والوں کا کیسا ہوا یہ بیان کافی ہے عام لوگوں کے لئے اور ہدایت و نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنے والوں کے لئے اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن رہے اگر تم کو زخم پہنچا ہوے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان ایام کو ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لیویں اور تم میں سے بعضوں کو شہید بنا نا تھا اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے اور تاکہ میل کچیل سے صاف کر دے ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو یا کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں جا داخل ہو گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور نظر کر کے دیکھا ہو ثابت قدم رہنے والے ہوں۔

چونکہ احد کی لڑائی میں مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا تھا ستر آدمی شہید ہوئے تھے اور بہت سے مجروح ہوئے تھے اسلئے مسلمانوں کو یہ خیال ہوا کہ ہم حق کی حمایت اور اسلام کی تائید میں لڑتے ہیں اور ہمارے مخالف گمراہ اور بے دین اور مفسد ہیں پھر ہم کو شکست کیوں ہوئی جنگ بدر کی طرح ہم کو فتح عظیم کیوں نہ حاصل ہوئی اس قسم کے خیالات پیدا ہونے پر حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسکین کی غرض سے یہ آیت نازل فرمائی ارشاد ہے کہ:۔

مسلمانو تم سے پہلے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھوٹوں کا انجام کار کیا ہوا اور اگر تم مسلمان ہو تو ہمت نہ ہارو اور غم نہ کھاؤ اور یقین کرو کہ آخر کار تم ہی غالب رہو گے اور اگر تم کو جنگ احد میں صدمہ پہنچا ہے تو دوسروں کو یعنی تمہارے مخالفوں کو بھی جنگ بدر میں ایسا ہی صدمہ پہنچ چکا ہے اور یہ انقلابات و حوادث ہیں جو ہمارے حکم سے لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں۔ اور اے مسلمانو! تم کو جو احد میں شکست ہوئی تو اس سے اللہ کو سچے مسلمانوں کا امتحان منظور تھا اور تم میں سے بعض کو شہادت کے درجے دینے تھے اور یاد رکھو کہ اللہ کا کوئی کام حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہوتا اور اس بات کو بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں (یعنی کافروں) کو دوست نہیں رکھتا اور واقعہ احد میں جو تم کو شکست ہوئی اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو گناہوں سے پاک کرے اور ان کو مخلص ترین مجاہد بنا دے اور کافروں کو مٹائے اور ایمان والو! کیا تم اس خیال میں ہو کہ جنت میں جا داخل ہو گے حالانکہ ابھی تم میں سے جہاد کرنے والے اور صبر کرنے والوں کا امتحان نہیں لیا گیا ہے اور ان کی آزمائش نہیں ہوئی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بیشمار حکمتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں کوئی کام حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ احد کی لڑائی میں جو مسلمانوں کو شکست ہوئی ہے اس میں بھی ایک مصلحت ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا اور یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے تم سے پہلے اور امتیں بھی گذر چکی ہیں اور ان کو بھی اس قسم کی مصیبتیں پیش آ چکی ہیں لیکن آخری نتیجہ یہی ہوا کہ منکروں کو شکست ہوئی اور مومنوں کو فتح اور تم ہمت نہ ہارو اور غم نہ کھاؤ اگر تم مسلمان ہو تو تم ہی غالب رہو گے اور اس شکست میں بہت سی مصلحتیں مضمر ہیں از انجملہ یہ کہ سچے مسلمانوں کا امتیاز ہو جائے بعض مسلمانوں کو شہادت کا رتبہ مل جائے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو گناہوں سے پاک کر دے اور یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا آخر کار مسلمانوں ہی کو فتح حاصل ہو گی وقت آنے والا ہے کہ ان کافروں میں سے بعض تو اپنے حال کی اصلاح کر کے مسلمان ہو جائینگے اور بعض اپنے کفر کی وجہ سے ہلاک ہو جائینگے اور آخر کار اہل ایمان ہی غالب رہیں گے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت کے نزول کی "تاریخ" سے دس برس کے اندر مکہ فتح ہوا اور مسلمانوں کو عظیم الشان کامیابی ہوئی۔

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو اس کو تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔

تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جو اصحاب بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ آرزو کیا کرتے تھے کہ اے کاش ہم کو یہ سعادت حاصل ہوتی کہ ہم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرتے اور فتنہ و فساد برپا کرنے والوں کو قتل کرتے اور اگر خدا کو منظور تھا تو بجائے بستر پر مرنے کے

میدان جہاد میں جام شہادت نوش کرنے اور خدا تعالیٰ سے ہر گھڑی دن لگائے کہ ہم رسول اکرم کے ساتھ میدان جہاد میں جائیں اور شرف شہادت حاصل کریں۔ جب احد کی جنگ شروع ہوئی اور وہ آرزو کرنے والے صحابہ اس میں شریک ہوئے اور ان کو ایک گھاٹی پر مقرر کیا گیا اور ان کو ہدایت کی گئی کہ تم اس جگہ سے نہ ہٹنا تو وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور تقوے سے باہر ہو گئے یعنی جنگ کے اصلی محاذ کو چھوڑ کر اور سراسر مال غنیمت کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے ایسے لوگوں کی تنبیہ کیلئے باری تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تاکہ جن اشخاص نے حق تعالیٰ سے جانبازی کا عہد کیا تھا اور پھر وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے ان کو اپنی کوتاہی اور نا عاقبت اندیشی کا احساس ہو۔ رب قدیر ارشاد فرماتے ہے کہ اے مسلمانو! تم موت کے آنے سے پہلے اللہ کی راہ میں مرنے کی آرزو کیا کرتے تھے اور دعائیں مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ ہم پر مرنے کے بجائے ہم کو میدان جہاد میں شہادت نصیب ہو۔ سو اب تو تم نے شہادت حاصل ہونے کے سبب کو آنکھوں سے دیکھ لیا اب آزردہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

مسند اسحٰق میں کہا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میدان احد میں جن اشخاص سے لغزش ہوئی تھی وہ بہت روئے اور صدق و اخلاص کے ساتھ انہوں نے توبہ کی اور دعا کی کہ اے پروردگار بیشک ہم سے لغزش ہوئی ہم سے قصور ہوا۔ ہم الحاح و زاری کے ساتھ توبہ کرتے ہیں اور معافی چاہتے ہیں اے رب عزیز! اگر تو ہمارے گناہوں اور خطاؤں کو معاف نہ کرے گا تو ہم تباہ ہو جائینگے اور دارین میں ہم کو ندامت اور خجالت نصیب ہوگی پس اے ہمارے رب ہم صدق دل سے توبہ کرتے ہیں اور اپنی خطاؤں پر نادم ہوتے ہیں ہماری توبہ قبول کر اور ہم پر رحم فرما اور ہماری خطاؤں کو بخش دے کہ تو غفور رحیم ہے اور تیرا رحم کرنا ہر چیز پر وسیع ہے اور ہم عاجز و مجبور اور محتاج آلود ہیں۔ سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جن اشخاص سے احد کی لڑائی میں قصور ہوا تھا جب انھوں نے آہ و زاری کی تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے حق میں دعائے مغفرت کی اور حق تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کی خطاؤں کو بخش دیا اور ان کو مغفرت کی مژدہ سنایا مغفرت کا پیام سننے کے بعد ان کو تسکین ہوئی اور پھر جہاد میں انہوں نے انتہائی عزم و استقلال کے ساتھ شاندار خدمات انجام دیں اللہ تعالیٰ ان کے صدقے میں ہماری خطائیں بھی معاف فرمائے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَائِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٥﴾ وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوا

(ترجمہ) اور محمد تو رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر ہی جاوے گا تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کریگا اور حق تعالیٰ جلد ہی جو شاکر و سچا حق شناس لوگوں کو اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں بدون حکم خدائے تعالیٰ اس طور سے کہ اس کی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے اور جو شخص دنیا ہی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا کا حصہ دیدیتے ہیں اور جو شخص اخروی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو آخرت کا حصہ دینگے اور ہم بہت جلد ثواب دینگے حق شناسوں کو۔ اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لڑے ہیں سو نہ تو ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے مستقل مزاجوں سے محبت ہے اور ان کی زبان سے یہی تو اسکے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو ثابت قدم رکھیے اور ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے سو ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلا اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیک کاروں سے محبت ہے۔

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں اس آیت کا سبب نزول یہ لکھا ہے کہ جب جنگ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیر سے مجروح ہوئے تو ایک شیطان عبد اللہ ابن قمیہ کے منہ پر شور مچا دیا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا اس آواز سے مسلمانوں میں بڑی تشویش پھیل گئی اور انتشار پیدا ہو گیا اس موقع پر بعض منافقوں نے کہا کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو قتل نہ کئے جاتے بلکہ زندہ رہتے اور بعض نے کہا کہ اگر اللہ کی تائید و حمایت ان کے ساتھ ہوتی تو وہ اپنے دشمنوں سے محفوظ رہتے اور قتل نہ ہوتے جس وقت کہ اہل نفاق آپس میں یہ چہ میگوئیاں کر رہے تھے بعض مخلص اور سچے مسلمانوں نے نہایت جوش کے ساتھ کہا کہ:-

اگر بالفرض یہ افواہ صحیح ہو کہ حضور آقائے نامدار فخر بنی آدم مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے تو یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے کیونکہ نبی کا شہید ہو جانا کبھی محال نہیں خود قرآن مجید میں انبیاء سابقین کی شہادت کا ذکر موجود ہے پھر اگر حضور سرور عالم نے انتقال فرمایا تو یہ لائق استعجاب کیوں ہے بہر حال اسلام ایک حق مذہب ہے یہ اللہ کا دین ہے اگر حضور سرور عالم اس کی حمایت و حفاظت کا فرض ادا کرتے ہوئے شہید ہو گئے تو ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم بھی اس دین حق کی

حمایت وحفاظت کا فرض ادا کریں اور جام شہادت نوش کریں۔ اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ہمارے مخالفین اور معاندین نے نبی کی نسبت کیا تخیل اور کیا عقیدہ قائم کیا ہے کیا وہ ایک نبی کو خدا سمجھتے ہیں۔ اگر یہ خیال ہو تو قطعاً غلط ہے نبی خدا نہیں ہوتا بلکہ خدا کا ایک برگزیدہ اور مقدس بندہ ہوتا ہے اور ایک ایسا محترم شخص ہوتا ہے کہ اپنے زمانے کے سب آدمیوں سے زیادہ راستباز متقی! صادق القول۔ اولوالعزم، صابر وشاکر اور سب سے زیادہ عبادت گزار ہوتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ہر نبی ساری مخلوق سے افضل ہو اور کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی عظیم القدر ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا لیکن بہرحال نبی کے لئے لوازمات بشریٰ غائب نہیں جیسے کھانا پینا سونا جاگنا پیشاب پاخانے کی حاجت ہونا بھوک پیاس اور سردی گرمی کا محسوس ہونا اور امراض بدنی کا لاحق ہونا اور تندرستی حاصل ہونا اور مرنا غرض جس قدر چیزیں لوازم بشریت سے ہیں وہ سب نبی میں ہوتی ہیں کیونکہ بہرحال نبی بشر ہوتا ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ نبی کا مرنا عام آدمیوں کا سا مرنا نہیں ہے بلکہ اس میں ایک امتیازی شان ہے نبی اپنی قبر میں بحیات خاص زندہ رہتا ہے اور صرف تصدیق وعدۂ الٰہی کے لئے دنیا سے پردہ کرتا ہے اور کسی شخص کو حق تعالیٰ نبی بنا کر اسلئے بھیجتا ہے کہ وہ مخلوق کے عقائد واعمال کی اصلاح کرے پس ہمارے حضور نے اس فرض کو احسن وجوہ پورا کیا اگر ان کی نصیحت کی افواہ صحیح بھی ہے تب بھی ہم اسلام کی حمایت وحفاظت کا فرض ادا کرینگے الٰہی یہ تقریریں ہو رہی تھیں کہ حضرت کعب بن مالک کی نظر حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی اور انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ مسلمانو! ہمارے آقا و مولا حضور محمد رسول اللہ زندہ وسلامت ہیں اس جملہ کو سنکر تمام مسلمان بے حد خوش ہوئے اور سب جمع ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تو نہیں ہیں جو موت نہ آئے وہ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے

پس اگر ان کا انتقال ہو جائے یا وہ میدان جہاد میں شہید ہو جائیں تو کیا تم اپنے پہلے دین کی طرف پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنے پہلے دین کی طرف الٹے پاؤں پھر جائے گا تو وہ اللہ کا کوئی نقصان نہ کرے گا بلکہ اپنی ہی عاقبت خراب کرے گا۔ اور جو اشخاص حق شناس ہیں اور شکر گزار ہیں اللہ ان کو اجر دیگا اور یاد رکھو کوئی شخص بغیر اللہ کے حکم کے مر نہیں سکتا ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے اور جو شخص دنیا میں اپنی نیکیوں کا بدلہ چاہتا ہو ہم اس کو دنیا کا حصہ دیدیتے ہیں اور جو آخرت میں بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو آخرت کا حصہ دینگے بہرحال ہر شخص کو نیک نیتی کے ساتھ کام کرنا چاہئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بہت سے نبی گزر چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے مجاہدین حق نے اہل کفر کے ساتھ جہاد کیا اور جو کچھ ان کو اللہ کی راہ میں مصیبت پہنچی اس کی وجہ سے انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ سست پڑے اور دشمن کے آگے عاجزی کی اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور جو مجاہدین حق پہلے گزر چکے ہیں ان کو اللہ کی راہ میں ہر طرح کی تکلیفیں پہنچی تھیں لیکن وہ کبھی برداشتہ خاطر نہیں ہوئے بلکہ صبر واستقلال کے ساتھ ہی کہتے رہے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو زیادتیاں ہو گئی ہیں ان کو بھی معاف فرما اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر یعنی ان پر جو تشدد وفساد برپا کرتے ہیں اور اللہ کے قانون کو ٹھکراتے ہیں اور اللہ کے فرمانبردار بندوں پر ظلم کرتے ہیں ہم کو فتح دے۔

ان کی یہ دعائیں اور التجائیں قبول ہوئیں اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب اور آخرت کا ثواب عنایت کیا اور اللہ تعالیٰ مخلص کے ساتھ کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان بھی خلوص کے ساتھ کام کرینگے اور اللہ پر بھروسہ رکھیں گے تو اللہ ان کی دعائیں اور التجائیں بھی قبول فرمائے گا اور دشمنوں کے مقابلہ پر ان کو فتح بھی دیگا اور ان کے مراتب میں بھی ترقی عطا فرمائیگا حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہر زمانے کے مسلمانوں کیلئے ہے کاش ہم اس کو بنظر غائر پڑھیں

ہر کام شروع کرنے سے پہلے اُس کا انجام معلوم کرو

ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے کسی نہ کسی طریقہ سے یہ دیکھ لیا جائے کہ اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے۔ بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں سے یا جوگیوں اور کاہنوں کے ہتھے نہ چڑھیں اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے۔ ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اسکے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ اور فالنامہ نجومین اعظم شامل کر دیا ہے یہ تمام فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کار کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام

فالنامہ صدیقی

ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شایع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائیٹل رنگین قیمت ۸ر

پتہ: منیجر صاحب حمیدیہ پریس دہلی

لطائف الحدیث

من لم یصل صلوۃ الفجر لم یکن لہ فی رزقہ برکۃ ومن لم یکن صلوتہ الظہر لم یکن لہ فی وجہ نور ومن لم یصل صلوۃ العصر لم یکن لہ فی اعضائہ قوۃ ومن لم یصل صلوۃ المغرب لم یکن لہ فی طعامہ لذۃ ومن لم یصل صلوۃ العشاء لم یکن لہ مومنا فی الامن ایاء

جس نے صبح کی نماز چھوڑ دی اس کے رزق میں برکت نہ ہوگی اور جس نے ظہر کی نماز چھوڑ دی اس کے منہ پر نور نہ ہوگا اور جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اسکے اعضاء میں قوت نہ ہوگی اور جس نے مغرب کی نماز چھوڑ دی اسکے کھانے میں لذت نہ ہوگی اور جس نے عشاء کی نماز چھوڑ دی وہ دنیا میں ایمان والا بھی نہ رہے گا۔

اسکے یہ معنے ہیں کہ تارک صلوۃ کو اس دنیا میں بھی سزائیں ملتی ہیں رزق کی برکت، لذت جاتی رہتی ہے، اعضاء میں طاقت وقوت نہیں رہتی اور سب سے بڑا گھاٹا اور ٹوٹا یہ ہے کہ ایمان بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے اس سے زیادہ خسران اور کیا ہو سکتا ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں کیا اس کے بعد بھی کوئی ادائے نماز میں غفلت وسستی کر سکتا ہے

من ترک الصلوۃ وقتا کانما قتلہ بغیر سلین ومن ترک وقتین فکانما قتلہ کلہ نبیا ومن ترک ثلاث اوقات فکانما نکحہ امہ سبعین حرات ومن ترک اربع اوقات فکانما ھدم الکعبۃ عشر مرات ومن ترک خمس اوقات ینادی من اللہ تعالی یا عاصی انا بری منک وانت بری منی خرج من الارض ومن تحت السماء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ایک وقت کی نماز عمداً ترک کر دی تو گویا اس نے اپنے نفس کو ذبح کر ڈالا بغیر چھری کے اور جس نے دو وقت کی نماز ترک کر دی تو گویا کل انبیا علیہ السلام کو اس نے قتل کر ڈالا اور اگر تین وقت کی نماز ترک کر دی تو گویا اس نے اپنی ماں کے ساتھ ستر مرتبہ نکاح کیا اور جس نے چار وقت کی نماز ترک کر دی تو گویا اس نے دس مرتبہ خانہ کعبہ کو ڈھا دیا اور پانچوں وقت کی نماز چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی کی جائے گی کہ اے گناہگار میں بری ہوں تجھ سے اور تو بری ہے مجھ سے پس نکل جا تو زمین اور آسمان سے۔

دیکھئے ترک صلوۃ کتنا سخت جرم ہے اور کس قدر سخت سزائیں اس کی مقرر کی گئی ہیں لیکن افسوس مسلمان بہت ہی کم نماز کا اہتمام کرتے ہیں اور جو نماز پڑھتے بھی ہیں وہ ایسی کہ اس کو نماز کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز سے زیادہ کسی امر کی اس قدر سخت تاکید قرآن پاک اور احادیث رسول اللہ میں نہیں کی گئی قرآن میں تو ایمان کے بعد پہلا ذکر نماز ہی کا ہے یعنی یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ اور رسول اللہ علیہ وسلم نے "الصلوۃ قرۃ عینی" فرمایا ہے اور وفات کے وقت سب آخر میں زبان مبارک پر جو کلمہ تھا وہ صلوۃ ہی تھا۔

حضرت انس بن مالک راوی ہیں کہ:۔

کان روح النبی صلی اللہ علیہ فی صدرہ وھو یقول اوصیکم بالصلوۃ یعنی حضور کی روح مبارک آپ کے سینہ میں تھی (بالکل آخری وقت) اس وقت آپ فرمارہے تھے کہ میں تم لوگوں کو نماز کی وصیت کرتا ہوں اللہ اللہ کس قدر نماز کی اہمیت حضور کے نزدیک تھی کہ آخری کلمہ جو رفیق اعلیٰ سے ملنے سے پہلے زبان مبارک پر جاری تھا وہ نماز کی تاکید کا تھا۔

یہی حضور نے ارشاد فرمایا ہے

سلموا علی الیھود والنصاری ولا تسلموا علی یھود امتی قالوا یا رسول ما کیود امتک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیسمعون الاذان والاقامۃ ولا یحضرون جماعۃ

حضور فرماتے ہیں یہود ونصاری کو سلام کرو مگر میری امت کے یہود کو مت سلام کرو۔ لوگوں نے عرض کیا آپ کی امت کے یہود کون سے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اذان واقامت کو سنتے ہیں پھر بھی جماعت میں حاضر نہیں ہوتے۔

اس حدیث میں تارک صلوۃ کو نہیں بلکہ تارک جماعت کو حضور نے یہود کے خطاب سے پکارا ہے اور ان سے سلام وعلیک کرنے سے منع فرمایا ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضور کے نزدیک نماز اور نماز با جماعت میں کس قدر فرق ہے لیکن ہم لوگ ہیں کہ خیر نماز تو بعض بعض پڑھ ہی لیتے ہیں مگر جماعت کا نماز پڑھنے والوں میں سے بھی بہت کم فیصدی خیال رکھتے اور اہتمام کرتے ہیں حالانکہ ترک جماعت سے نماز کے برکات دینی ودنیاوی میں بے انتہا کمی واقع ہو جاتی ہے مجلسی واجتماعی منافع بالکل فوت ہو جاتا ہے اور نظم واصلاح ملت کا مقصد بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

پس اگر ہمیں اپنے آقا ومولا کی باتیں پسند ہیں تو پھر کیوں نہ ان احادیث پر عمل کر کے اپنا دین اور اپنی دنیا سنوارنے کی کوشش کریں۔

حضور کا ارشاد مبارک ہے الناس کاسنان المشط

اس حدیث کے ذریعہ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ رہیں اور جماعت سے الگ نہ ہوں ورنہ خود ان کے لئے بھی بربادی ہے جو جماعت کو چھوڑ کر الگ ہوں گے تو جماعت بھی منتشر اور متفرق ہو جائے گی۔

حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ انسان کنگھی کے دانوں کے مانند ہیں مطلب یہ ہے کہ کنگھی کا ایک دندانہ بھی ٹوٹ جاتا ہے تو پھر رفتہ رفتہ ساری کنگھی ٹوٹ جاتی ہے اس کے علاوہ ایک دندانہ بھی ٹوٹ جاتا ہے تو کنگھی بالوں میں اچھی کنگھی ہی نہیں جو دندانہ ٹوٹ کر الگ ہو جاتا ہے وہ بالکل بیکار ہو جاتا ہے اور دوسروں میں کسی کام کا نہیں رہتا اس کے مقابلہ پر کنگھی پھر بھی کچھ دنوں تک کام دیتی رہتی ہے لیکن دندانہ جس وقت سے ٹوٹا اسی وقت سے بیکار ہو جاتا ہے۔

یہی حال افراد کا ہے جب تک وہ سب ایک دل ایک جماعت ہیں اور باہم ایک دوسرے سے متحد و متفق ہیں اس وقت تک وہ بیکار عمل ہوتے ہیں سب کام آسانی سے مکمل ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی جماعت کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو جائے تو اس سے دونوں کو نقصان پہنچتا ہے یعنی جماعت کو بھی اور جماعت سے علیحدہ ہونے والے کو بھی۔ جماعت کو نقصان اس لئے پہنچتا ہے کہ ایک فرد کے علیحدہ ہونے سے انتشار اور افتراق کا دروازہ کھل جاتا ہے اور جس طرح کہ کنگھی کے ایک دندانہ کے ٹوٹنے سے اس کے پاس والا دندانہ کمزور پڑ جاتا ہے اور وہ بالآخر ٹوٹ کر گر جاتا ہے اس طرح جماعت سے ایک فرد کی علیحدگی دوسروں کو کمزور کرتی اور ان کے دل کو توڑتی اور انتشار کا دروازہ کھول دیتی ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ متحد و متفق ہو کر زندگی بسر کریں اور جماعت سے علیحدہ ہونے والے کو نقصان پہنچتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تنہا ایک آدمی اپنی ملت اور جماعت سے الگ ہو کر کوئی کام نہیں کر سکتا اور نہ اپنی ذات اور ملت کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

دیکھئے کس قدر اہم سبق دو لفظوں کے اندر مسلمانوں کو پڑھایا گیا ہے اور کیسے بلیغ انداز میں کہ بیک نظر جماعت سے علیحدگی کی مضرتیں سامنے آجاتی ہیں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر غور کریں اور اگر اصلاح کی ضرورت محسوس کریں تو اس کی طرف متوجہ ہوں۔ آج سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان جماعت بندی کی اہمیت کو محسوس کریں اور افتراق و انتشار کو دور کر کے اتحاد و اتفاق کی زندگی اختیار کریں ورنہ وہ زمانہ کے شدائد کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔

(۲)

حضور کا ارشاد ہے لایحل لمومن ان یھجر اخاہ فوق ثلاثۃ ایام آقائے دو جہاں ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن کے لئے یہ حلال اور جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر اتفاقیہ دو مسلمانوں میں شکر رنجی یا اس سے بھی زائد کوئی جھگڑا ہو جائے تو ہر ایک مسلمان یعنی دونوں فریق کی فرض ہے کہ تین دن کے اندر باہم صلح صفائی کر لیں تین دن سے زیادہ قطع تعلقی و ناراضگی کو طول نہ دینا چاہیئے۔

اس حدیث میں بھی مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق و اتحاد و یکجہتی کی تعلیم دی گئی ہے اور ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ میل ملاپ سے رہیں، رائیں میں بھنی و عداوت نہ ہونے دیں بہانتک کہ تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے علیحدہ رہنا یعنی اس سے مقاطعہ کرنا یا اس سے قطع کلام وغیرہ کرنا جائز نہیں رکھا گیا اس کے یہ معنے ہوئے کہ زیادہ سے زیادہ تین دن تک مسلمان کے درمیان لڑائی رہ سکتی ہے اس کے بعد از روئے ارشاد نبوی فریقین کا فرض ہے کہ بھائی دوسرے سے گلے ملیں اور پھر رہنے سہنے لگیں

بدقسمتی سے آجکل اس ارشاد نبوی کی ہم لوگ مطلق پرواہ نہیں کرتے ادل تو ذرا ذرا سی باتوں پر جنگ و جدال تک نوبت پہنچا دیتے ہیں پھر خفیف خفیف امور پر لڑ کر عمر بھر کے لئے ایک دوسرے کے دشمن بنجاتے ہیں اور زندگی بھر کے لئے ایک دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں برخستہ ناطہ کے تعلقات منقطع کر دیتے ہیں اور بول چال تک بند ہو جاتی ہے۔ حقیقتاً یہ ایک کافرانہ ذہنیت ہے اور مسلمان کے

شایان شان نہیں ہے مگر جس طرح ہم نے اپنی اور بہت سی خصوصیات کو ترک کر کے غیر مسلموں کے خصائص اختیار کر لئے ہیں اسی طرح یہ مرض بھی پیدا ہو گیا ہے کہ مسلمان کی خصوصیت تو خدا نے بتلائی ہے اشداء علی الکفار رحماء بینھم کافروں کے لئے سخت اور مسلمانوں پر رحمدل اور مہربان ہم اس کے بالکل برعکس بن گئے ہیں۔

کیا یہ حدیث ہمیں اپنے اصلاح حال کی طرف متوجہ نہ کرے گی۔

(۱)

المسلم مرآۃ المسلم ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔ یعنی ایک مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے مثل آئینہ کے صاف طینت صاف باطن اور صاف دل ہونا چاہیئے۔ نیز جس طرح آئینہ جو بھی سامنے آتا ہے تمام چیزیں اس میں منعکس ہو جاتی ہیں اور ایک ایک بال صاف نظر آجاتا ہے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی۔ اسی طرح ہر ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لئے ہونا چاہیئے ہر ایک مسلمان کی طرف سے صاف دل ہو ذرہ برابر کدورت کا نام نہ ہو اور جو بری بات دیکھے آئینہ کی طرح بے کم و کاست بیان کر دے تاکہ دوسرا اپنی اصلاح کر سکے۔

اس حدیث شریف میں بتلایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کیلئے کیسا ہونا چاہیئے کیا ہم ایسے ہی ہیں اور اگر نہیں تو کیا ہمیں اپنی حالت اس حدیث کے مطابق بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(۲)

المستشار مؤتمن - دو لفظوں کی حدیث ہے مگر ان دو لفظوں کے اندر ایک بہت بڑا اور اہم زندگی کا اصول بیان کر دیا گیا ہے حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ مشورہ دینے والے کو امین و امانت دار ہونا چاہیئے یعنی جس سے مشورہ لیا جائے اس کا فرض ہے کہ وہ امانت دار ہو خائن نہ ہو امانتدار کے یہ معنے ہیں کہ جس امر میں کسی شخص سے مشورہ لیا جائے اس کا فرض ہے کہ مشورہ لینے والے کے حق میں جو مفید اور بہتر بات ہو وہی مشورہ دے۔ کوئی ایسی بات جو مشورہ لینے والے کے حق میں مفید ہو اسے چھپا نا چاہیئے نیز مشورہ طلب کرنے والے کے راز کو ظاہر نہ کرنا چاہیئے اس کے راز کو ظاہر کر دینا یا مفید بات کو اس سے چھپانا دونوں باتیں خیانت میں داخل ہیں جو امانتداری کی شان کے خلاف ہے۔

کیا آپ کو فارسی پڑھنے کا شوق ہے

اگر ہے تو کسی استاد کی منت و حاجت کی ضرورت نہیں کسی اسکول میں داخل ہونے کی حاجت نہیں کسی فارسی داں کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں صرف ایک روپیہ خرچ کر کے کتاب فارسی بول چال جس کو زبان فارسی کے اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے حضرات نے نہایت محنت سے مرتب کیا ہے منگالیں جس کے چند روز کے مطالعہ سے آپ بغیر کسی استاد کے مدد کے فارسی زبان میں تحریر و تقریر کی وہ لیاقت پیدا کر سکتے ہیں کہ جو دنوں کے پڑھنے والے حضرات کو باوجود شبانہ روز کی محنت کے حاصل نہ ہو سکے گی۔ قیمت ایک روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

آداب معاشرت

نکاح کے بعد

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ نکاح اصول دین کی ایک اصل ہو تو چاہیئے کہ اس میں آداب دین ملحوظ رکھے ورنہ آدمیوں کے نکاح اور جانوروں کی جفتی میں کوئی فرق نہ ہوگا لہٰذا اس میں حسب ذیل ادب ملحوظ رکھنے چاہئیں۔

۱۔ ولیمہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ رسول صلعم نے عبدالرحمٰن کو خوف سے فرمایا کہ جب انہوں نے نکاح کیا تو اولم ولو بشاۃ یعنی ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری ہو اور جس کے پاس بکری نہ ہو وہ جس قدر کہ اناد وستوں کے آگے رکھے ولیمہ ہے۔ رسول اللہ صلعم نے جب حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تو آپ نے جو کے ستو اور خرما سے ولیمہ کیا۔ پس جس قدر ممکن ہو تعظیم نکاح کے لئے کرنا چاہیئے اور چاہیئے کہ تین روز سے زیادہ نہ گذرنے دے اگر دیر ہو جائے تو ایک ہفتہ سے زیادہ نہ ہو۔ نکاح میں اظہار اعلان کے لئے دف بجانا اور خوشی کرنا سنت ہے کیونکہ روئے زمین پر عزیز ترین مخلوق آدمی ہیں اور ان کی پیدائش کے دروازے کا کھولنا نکاح ہے پس یہ خوشی اپنے مکان میں سنت ہے۔

رفیع بنت معوذ سے روایت کی ہے کہ جس رات میں دلہن نبی دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور مرثیہ والا پڑھ رہی تھیں جب آپ کو دیکھا تو آپ کی تعریف میں شعر پڑھنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی کہو جو کہہ رہی تھیں اور آپ نے اپنی تعریف کی اجازت دف پر نہ دی کیونکہ آپ کی تعریف ایک عمدہ شئے ہے اور عمدہ شئے کو بیہودہ باتوں سے ملانا اچھا نہیں ہے۔

(۲) عورتوں کے ساتھ نیک خوئی اختیار کرے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو رنجیدہ نہ کرے بلکہ ان کے رنج کا متحمل ہو اور ان کی بیجا باتوں اور ناشکر گزاری پر صبر کرے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عورتوں کو ضعف و پوشیدگی سے پیدا کیا گیا ہے ان کے ضعف کا علاج خاموشی اور ان کی پوشیدگی کا علاج ان کو گھر کے اندر کہنا ہے رسول صلعم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے اہل کی بدخوئی پر صبر کرے اس کو اتنا ثواب دیا جائے گا جتنا ایوب علیہ السلام کو ان کی مصیبت پر دیا جائے گا اور جو عورت اپنے شوہر کی بدخوئی پر صبر کرے اس کا ثواب ہزعون کی عورت آسیہ کے ثواب کے برابر ہوگا۔

رسول صلعم کی وفات کے وقت آخری کلمات جو لوگوں نے سنے جو آپ آہستہ سے فرما رہے تھے وہ تین کلمے تھے۔ نماز کو قائم رکھو۔ غلاموں کو اچھا جانو اور عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک کرو کیونکہ وہ تمہارے ہاتھوں میں قیدیں ان کے ساتھ عمدگی سے زندگی بسر کرو۔ رسول صلعم عورتوں کے غصہ اور زیادتی پر صبر کرتے ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عورت نے ان کو جواب دیا عمر نے غصہ میں کہا اے لئیم تو جواب دیتی ہے کہا ہاں۔ رسول صلعم تم سے بہتر ہیں اور عورتیں آپ کو جواب دیتی ہیں عمر نے کہا اگر ایسا کرتی تو حفصہ بڑا فاحش ہے کہ فاکسار نہ ہو پھر اپنی بیٹی حفصہ کو جو رسول صلعم کی بیوی تھیں دیکھا اور کہا کہ خبردار رسول صلعم کو جواب نہ دیا کرو اور ابوبکر کی بیٹی پر مغرور نہ ہو جیسے کہ رسول صلعم اس کو عزیز رکھتے ہیں اور ان کی ناز برداری کرتے ہیں۔ ایک دن ایک عورت نے غصہ سے رسول صلعم کے سینہ پر ہاتھ مارا اس کی ماں نے اس سے سختی کی کہ تو نے کیوں ایسا کیا حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑو اور تو اس سے زیادہ کیا کرتی ہیں اور میں درگذر کرتا ہوں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی اہلیہ سے بہتر سلوک رکھتا ہے اور میں اپنے اہل کے ساتھ سب سے بہتر ہوں۔

۳۔ ان کے ساتھ ہنسی خوشی میں دوست کی صورت میں رہے اور ان کی عقل کے مطابق باتیں کرے کہ کوئی شخص اپنی بی بی کے ساتھ اتنی خوش مزاجی نہیں کر سکتا جتنی کہ رسول صلعم کرتے تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ آپ حضرت عائشہ رض کے ساتھ دوڑے کہ کون آگے نکل جاتا ہے اندر رسول صلعم آگے نکل گئے دوسری بار پھر دوڑے تو حضرت عائشہ رض آگے نکل گئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار میں آگے نکل گیا اور ایک بار تم اب ہم برابر ہو گئے۔ ایک دن زنگیوں کی آواز سنی کھیلتے اور باکو بی کرتے تھے۔ حضرت عائشہ سے کہا کہ تم دیکھنا چاہتی ہو کہا ہاں۔ دیکھنا چاہتی ہوں آپ آئے اور ہاتھ پھیلائے حتیٰ کہ عائشہ رض نے اپنی تھوڑی رسول صلعم کے کندھے پر رکھ کر تماشا کیا کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا اے عائشہ بس نہیں ہوئی آپ خاموش رہیں حتیٰ کہ تین مرتبہ کہا پھر انہوں نے بس کی حضرت عمر رض باوجود اپنے کاموں میں سختی اور درشتی کے کہتے تھے کہ مرد کو چاہیئے کہ اپنی اہلیہ کے ساتھ بچوں کی طرح رہے اور جب اس سے کہ خدا کی چاہے تو مردوں کی طرح رہے اور فرمایا کہ مرد جب اندر آئے تو ہنستا ہوا آئے اور جب باہر جائے تو خاموش رہے اور جو کچھ منے کرنا ہے اور جو نہ کرنا ہے استفسار نہ کرے۔

۴۔ اس قدر غلط ملطی نہ رہے کہ اس کا رعب جاتا رہے اس کے ساتھ باطل خواہشات کی کوشش نہ کرے بلکہ جب کسی کام کو مروت اور شریعت کے خلاف دیکھے تو تنبیہ کرے کیونکہ درگذر کرنے سے ان کا منہ ہو جائے گا الرجال قوامون علی النساء یعنی مردوں کو عورتوں پر مسلط کیا گیا ہے ہمیشہ چاہیئے کہ مرد غالب رہے رسول صلعم نے فرمایا تعس عبد الزوجۃ یعنی بی بی کا غلام ہو کر رہنا بدبختی ہے۔ عورت کو چاہیئے کہ مرد کی تابعدار ہو۔ غرضکہ تمام عورتوں میں ایک ضعف ہے جس کا علاج تحمل ہے اور ایک کجی ہے جس کا علاج تنبیہ ہے۔ مرد کو چاہیئے کہ حکیم کی طرح استاد ہو کہ ہر علاج کو اپنے وقت پر کام میں لائے۔ تاہم صبر و تحمل غالب ہونا چاہیئے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عورت کی مثال پہلو کی ہڈی کی طرح ہے اگر تو سیدھا کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی۔

۵۔ غیرت کی باتوں میں اعتدال ملحوظ رکھے اور جس سے آفت کا خلاصہ ہو ممکن ہو اس سے پرہیز رہے اور جہاں تک ہو سکے غیر لوگوں سے بے تکلف نہ رہے

نہ رہنے دے اور حتی الامکان بلا شدید ضرورت کے باہر نہ نکلنے دے۔ اور دریچہ سے مردوں کا نظارہ نہ کرنے دے کہ تمام آفتیں آنکھوں سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ بھی نہ چاہیئے کہ بلا وجہ بدگمانی کرے اور اس کی ذلت کرے اور نہ حد سے زیادہ عزت کرے اور نہ اس کے اندرونی حالات معلوم کرنے میں زیادہ مبالغہ کرے ایک دفعہ رسول صلعم شام کے قریب سفر سے واپس آئے فرمایا کہ آج رات کوئی گھر میں نہ جائے اور بیچ تک صبر کرے دو شخصوں نے اس کی مخالفت کی انہوں نے ہی اپنے گھر میں برا کام دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ غیرت یہ ہے کہ اجنبی لوگوں سے ان کی آنکھوں کا راستہ بند کرو۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عورتوں کے لئے کیا بہتر ہے فرمایا یہی کہ ان کو کوئی مرد نہ دیکھے اور نہ وہ کسی مرد کو دیکھیں رسول صلعم نے اس بات سے خوش ہو کر آپ کو گود میں لے لیا اور کہا بضعۃ منی یعنی تو میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ معاذ اللہ اپنی عورت کو روزن سے جھانکتے دیکھیں اور یہ بھی دیکھا کہ سیب کا ایک ٹکڑا خود کھایا اور دوسرا غلام کو دیا اس پر انہوں نے اسے مارا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورتوں کو عمدہ کپڑے نہ پہناؤ جب وہ گھر میں بیٹھیں۔ جب وہ اچھے کپڑے پہنتی ہیں تو ان میں باہر جانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ رسول صلعم کے زمانہ میں عورتوں کو اجازت تھی کہ وہ پراگندہ جماعت میں آویں اور مسجد کی آخری صف میں کھڑی ہو جاویں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں عورتوں کو منع کر دیا گیا۔

حضرت عائشہ رضہ نے کہا کہ اگر رسول صلعم دیکھتے کہ اس وقت عورتوں کی کیا حالت ہے تو ہرگز مسجد میں نہ آنے دیتے اور آج مسجد۔ مجلس اور نظارہ سے منع کرنا فرض ہے۔

اور جہاں فتنہ کا خوف ہو عورت کے لئے اس طرف دیکھنا جائز نہیں۔

ایک انڈا رسول صلعم کے گھر میں آیا۔ حضرت عائشہ اور ایک دوسری عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ نہ اٹھیں کہا انڈا ہے رسول صلعم نے کہا کہ اگر وہ انڈا ہے تو تم بھی انڈھی ہو۔

کاغذ پہ رکھدیا ہے کلیجہ نکال کے

محبت کے دو بے نظیر عمل

عمل نمبر ۱ سفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کیلئے مناسب نہیں۔ **عمل نمبر ۲ علوی** صرف مسلمانوں کیلئے مخصوص ہے کامل ہیں اس کا تجربہ ہے کبھی سر مو خطا نہیں ہوتا جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اسلئے میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر یہ کہ رہا ہوں کہ میں نے کامیاب تعلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ امیر و غریب سب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔ **عمل نمبر ۱** اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہے اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے اور دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے پڑھنا ہوتا ہے۔ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو نا بعد بنایا جا سکتا ہے وقت پانچ منٹ

(نوٹ) **عمل نمبر ۲** یہ ایک آیت قرآنی کا عمل ہے جو صرف ایک سطر ہے اکتالیس سیاہ مرچیں اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب مسخر ہو گا ہدیہ دو روپے (دعا) **عمل نمبر ۳ برائے ترقی روزگار** برائے ترقی روزگار غریب وغریب مجرب عمل ہے ہفتہ میں صرف چار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنے نذرانہ ہے عمر میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔ ان تینوں عملوں کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف ہے نہ خطرہ پرہیز نہ وقت نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانا پڑتا ہے جو صاحب **عمل نمبر ۱** و **عمل نمبر ۲** ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے ہدیہ صرف چھ روپے اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف۔ بذریعہ رجسٹری یا وی پی لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔ **پتہ صرف یہ لکھیئے۔ فضل شاہ۔ عامل۔ دھلی**

سانپ کاٹے کا عمل

برادران اسلام! یہ عمل میرے پاس ایک مدت سے ایک بہت بڑے عامل کامل سے کثیر خدمت کے صلہ میں دستیاب ہوا تھا بہر خوبی یہ ہے کہ نہایت آسان اور شریعت مقدسہ کے مطابق خواہ مریض کو کیسے ہی زہریلے سانپ نے کاٹا ہو اور خواہ مریض بے ہوش ہو یا ہوش میں ہو حالت مایوس کن ہو مگر اس عمل پاک کی برکت سے پانچ منٹ میں مریض تندرست ہو جاتا ہے۔ ایک عجیب خاصیت یہ ہے کہ جہاں یا جس مکان میں اس عمل کا جاننے والا رہتا ہے اس مکان میں سانپ نہیں آسکتا اور اگر پہلے سے موجود ہوتا ہے تو اس عمل کے جاننے والا ہمیشہ سانپ سے محفوظ رہتا ہے **ہدیہ ۴ عمر**

ملنے کا پتہ: سید لطف اللہ۔ چھتہ لال میاں۔ دہلی

ایک عمل ورد دنیا بھر کے کام

برادران اسلام یہ عمل عجیب وغریب اور پر تاثیر عمل ہے۔ دنیا میں انسان کا کوئی بھی دنیاوی مقصد ہو یا دینی صرف چاروں کے پڑھنے میں پورا ہو جاتا ہے یہ عمل میرا خاندانی اور سینہ بسینہ چلا آتا ہے خصوصیت کے ساتھ ذیل کے چار کاموں کے لئے تو عجیب وغریب تاثیر دیکھی گئی ہے یعنی ترقی روزگار و تنشی تجارت وغیرہ کے لئے دوسرے بربادی دشمن کے واسطے۔ تیسرے وصل محبوب اور مطلوب کیلئے چوتھے کشود باطن کے لئے۔ یہ عمل صرف چار روز شب دو شنبہ سے شب پنجشنبہ تک پڑھا جاتا ہے۔ نذرانہ عمر ۳ مرصل ڈاک ۴ مرس منی آرڈر عمر میں آپ تک پہنچے گا۔ ملنے کا پتہ: **سید لطف اللہ چھتہ لال میاں دہلی**

تردید شرک

(از حضرت مولانا شیخ ریاست علی صاحب قادری بیکرمی)

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون ۵ پ اول سورہ بقر رکوع نمبر ۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام قدیم کے پارہ اول کی سورہ بقر کے تیسرے رکوع میں ارشاد فرماتا ہے کہ اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو کہ جس نے تم سب کو اور ان کو جو تم سے پہلے لوگ گزر چکے ہیں پیدا کیا تاکہ تم سب متقی ہو جاؤ وہ اللہ جس نے تمہارے واسطے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان کی طرف سے یعنی ابر سے پانی اتارا کہ اس سے قسم قسم کے پھل پیدا ہوئے جو تمہارا رزق ہیں پس مقرر کرو اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی شریک اگر تم کچھ جانتے ہو۔

مطلب یہ کہ اے لوگو تم یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارا پیدا کرنا اور آسمانوں اور زمینوں کا بنانا روزی اور رزق دینا مارنا جلانا۔ نفع و نقصان پہنچانا وغیرہ سب کچھ اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے ان کاموں میں کسی کا ساجھا نہیں ہے تو کسی کو کچھ اختیار ہے تو پھر جان بوجھ کر ناحق اوروں کو اس کا شریک نہ بناؤ کیونکہ وہ ذات پاک شرک سے منزہ اور پاک ہے دنیا میں جس قدر نبی اور رسول مبعوث ہوئے وہ ہمیشہ توحید باری تعالیٰ ہی کی اشاعت کرتے رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دیتا ہوا اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتا ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔

یعنی اے حبیب ہم نے تمہارے واسطے دین کی بابت وہی حکم کیا جو تم سے پہلے نوح کو کیا تھا اور جس کی تم کو وحی کی ہے اور جس کی ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو ہدایت کی تھی کہ خالص توحید پر قائم رہو اور اس میں اختلاف مت کرو یعنی اللہ پاک نے اپنے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ ہم نے تم کو بھی وہی حکم دیکر بھیجا ہے جو پہلے نبیوں کو دیا تھا کہ لوگوں کو توحید کی تعلیم کرتے رہو اور شرک سے بچاؤ پس توحید قائم کرنے میں بہت کوشش کرنی چاہیئے اور توحید کے معنی یہ ہیں کہ اللہ پاک کو ایک اکیلا جانے اور اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ کرے اور سورہ انبیاء کے دوسرے رکوع میں اللہ پاک ارشاد فرماتے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون یعنی اے رسول ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے ہیں سب کی طرف یہی وحی بھیجی تھی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس میری ہی عبادت کیا کرو اور سورہ بقر کے تیسرے رکوع میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ الم تعلمان اللہ لہ ملک السموٰت والارض وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر یعنی (لوگو!) کیا تم کو یہ بات نہیں معلوم ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے اور تمہارے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہے؟ اور سورہ حشر کے آخر رکوع میں ارشاد پاک ہے ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ۵ یعنی وہ اللہ وہی ہے کہ اس کے سوا کوئی بھی عبادت (یعنی پوجا) کے لائق نہیں ہے کھلا اور چھپا سب کا جاننے والا ہے (اور) وہی بخشنے والا مہربان ہے (ہاں) وہ اللہ وہی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ بادشاہ ہے نہایت ہی پاک (و صاف تمام قسم کے عیوب سے اور) بھلائی کا (ہی) امن دینے والا ہے نگہبان ہے زبردست ہے خود کفایت ہے بڑائی والا ہے (اور) اللہ پاک ہے ان چیزوں سے جن کو اس کا شریک کرتے ہیں۔

اور سورہ نساء کے چھٹے رکوع میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا یعنی اللہ (پاک ہی) کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو

اور بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا (بھیجا) تو ان کو فرمایا کہ تم اہل کتاب کی طرف جتنے ہو پس تم کو چاہیئے کہ اول ان کو توحید کی تعلیم کرو یعنی اول ان کو یہ سکھاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے نہ وہی سب جہان کا مالک ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے وہی مارتا ہے وہی جلاتا ہے وہی امیر کرتا ہے وہی فقیر وہی محتاج کر دیتا ہے نہ کوئی اس کے حکم کو ٹالنے والا ہے نہ کوئی اس کے سامنے دم مارنے والا ہے سب چھوٹے بڑے خواہ عام لوگ ہوں یا خاص خواہ جن ہوں یا فرشتے اسکے آگے مجبور و لاچار اور محتاج ہیں ان میں سے اس کے سامنے کسی کو ایک ذرہ برابر اختیار نہیں۔

ابن ماجہ باب ذکر التوبہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب خطاوار ہو سوا اس کے جس کو میں معاف کر دوں پس تم مجھ ہی سے بخشش طلب کیا کرو میں بخشش کر دوں گا اور جو شخص تم میں سے مجھ کو بخشش کرنے والا سمجھے اور پھر میری قدرت سے بخشش مانگے تو میں اس کو بخش دیتا ہوں۔ اور تم سب گمراہ ہو سوا اس کے جس کو میں راہ راست پر چلاؤں پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تاکہ میں تم کو راہ راست دکھلاؤں اور تم سب محتاج ہو سوا اس کے جس کو میں غنی کر دیا ہے پس تم مجھ سے ہی ہر قسم کی دعا کرو تاکہ میں تم کو روزی دوں اور اگر تمہارے زندہ لوگ اور مرے ہوئے اور اگلے اور پچھلے اور تر (یعنی جوان) اور خشک

دیتی بڑھے اسب ملکر ایک پر ہیز گار بندے کی طرح پرہیز گار اور متقی ہو جاوے تو میری عظمت و شان ایک مچھر کے پر کے برابر بھی زیادہ نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر سب ملکر ایک بدبخت بندے کے موافق بدبخت اور نافرمان ہو جاویں تو بھی میری عظمت و شان میں ایک مچھر کے پر کے برابر کمی نہ ہوگی۔ اور معنی تو حید یہ ہیں کہ اللہ پاک کو ایک اکیلا جانے اور اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرے اور سورہ انبیاء کے دوسرے رکوع میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے کہ وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون یعنی اے رسول ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے ہیں سب کی طرف یہی وحی بھیجی تھی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس میری ہی عبادت کیا کرو اور سورہ بقر کے تیرہویں رکوع میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض ط وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر یعنی (لوگو) کیا تم کو یہ بات نہیں معلوم ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے اور تمہارے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہے؟ اور سورہ حشر کے آخر رکوع میں ارشاد پاک ہے کہ:-

ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشہادۃ ھو الرحمن الرحیم ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ۵ یعنی وہ اللہ وہی ہے کہ اسکے سوا کوئی ہی عبادت (یعنی پوجا) کے لائق نہیں ہے کھلا اور چھپا (سب کا) جاننے والا ہے (اور) وہی بخشنے والا مہربان ہے (ہاں) وہ اللہ وہی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ بادشاہ ہے نہایت ہی پاک (و صاف تمام قسم کے عیبوں سے اور) بھلا چنگا ہے امن دینے والا ہے نگہبان ہے زبردست ہے خود مختار ہے بڑائی والا ہے (اور) اللہ پاک ہے (ان چیزوں سے جن کو اس کا شریک کرتے ہیں اور سورہ نساء کے چھٹے رکوع میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا یعنی اللہ پاک کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔

اور مشکوٰۃ شریف کے باب الکبائر میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی نے تجھکو پیدا کیا ہے اور اسی کتاب کے اسی باب میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تشرک باللہ شیئا ان قتلت او حرقت یعنی جاہے تجھکو کوئی قتل کر ڈالے یا آگ میں جلا دے مگر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کر مطلب یہ کہ انسان پر جاہے جیسی مصیبت پڑ جاوے یہانتک کہ کوئی ظالم اور جابر بادشاہ کہے کہ تو یہ کام کر اور اس کام میں شرک معلوم ہوتا ہو تو جاہے بادشاہ قتل کرے یا جلتی ہوئی آگ میں ڈالدے غرضکہ یہ سب برداشت کرے یعنی قتل بھی ہو جاوے اور آگ میں بھی جل جاوے مگر شرک نہ کرے کیونکہ یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ اگر مشرک بغیر توبہ کئے مرجاوے تو اس کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بخشے گا جیسا کہ فرمایا اللہ پاک نے سورہ نساء کے چھٹے رکوع میں ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا ۱۲ یعنی بیشک اللہ یہ گناہ نہ بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جاوے البتہ اسکے سوا جس گناہ کو چاہے (اپنی رحمت سے) بخشدے اور جس کسی نے اللہ پاک کا شریک ٹھہرایا وہ راہ راست سے بہت دور بہک گیا۔ یعنی جو شخص کسی قسم کا بھی گناہ کرتا ہے وہ تو گمراہ ہوتا ہی ہے مگر مشرک ایسا گمراہ ہوتا ہے کہ اس کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں رہتا اور اسی آیت کو اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء کے ساتویں رکوع میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما یعنی اللہ تعالیٰ بیگناہ تو معاف کرتا نہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے (ہاں) اس کے سوا اور جس گناہ کو چاہے (اپنی رحمت سے) بخشدے اور جس نے (اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو) شریک کیا (اس نے اور) بہتان باندھا جو بہت بڑا گناہ ہے یعنی اور گناہوں کے واسطے تو یہ بات ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو عذاب کرے یا اپنی رحمت سے بخشدے مگر شرک کرنا ایک ایسا گناہ عظیم ہے کہ تا وقتیکہ مشرک صدق دل سے ہمیشہ کے واسطے شرک کرنے سے توبہ نہ کرے نہیں بخشے گا اور مشرک پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے جہاں اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ کے دسویں رکوع میں ارشاد فرمایا کہ انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ ومأواہ النار وما للظالمین من انصار یعنی بیشک جس شخص نے شرک کیا اللہ کے ساتھ یقیناً اس پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے (وہاں) ظالموں (یعنی مشرکوں) کی کوئی امداد کرنے والا نہیں ہے۔

اور مشکوٰۃ شریف کے باب الکبائر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو چیزیں (ایسی) ہیں کہ (انسان پر) دو چیزیں واجب کر دیتی ہیں، ایک (حاضر الوقت) شخص نے عرض کیا کہ یا رسول وہ دو چیزیں کیا ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مرگیا اس حالت میں کہ وہ اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو کوئی مرگیا اس حالت میں کہ وہ اللہ شریک کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا وہ دوزخ میں داخل ہوگا یعنی اگر کوئی مشرک ہو کر بغیر توبہ کے مرگیا تو اس پر دوزخ واجب ہو گئی۔

غور کرنا اور سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واحد القہار نے اور اس کے رسول برحق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شرک سے جس کی نسبت قرآن پاک میں ان الشرک لظلم عظیم (یعنی شرک ظلم عظیم ہے) بچنے کی کس قدر تاکید فرمائی ہے پھر بھی ہزاروں مرد اور لاکھوں عورتیں جو اپنے کو مسلمان اور پکے دیندار کہتے ہیں مگر ان کا حال یہ ہے کہ کوئی جھنڈے اور نشان کو پوجتا ہے کوئی سیتلا اور مسان کو۔ کوئی شیخ سدو کو کوئی قبر

کی طرف سجدہ کرتے ہیں کوئی کسی کے نام کا بکرا کرتے ہیں کسی کے نام کی بیڑیاں پہناتے ہیں کسی کے نام کی بدھیاں اور کسی کے نام کی بچوں کے گلے میں ہنسلیاں پہناتے ہیں کسی کے نام کی بچوں کے سروں پر چوٹیاں رکھتے ہیں کسی کے نام کا (سوائے خدا کے) وظیفہ پڑھتے ہیں کسی کی دہائی دیتے ہیں کسی کے نام کا فقیر بناتے ہیں اور کسی کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں کسی پیر یا ولی یا شہید سے لڑکا مانگتے ہیں اور نذریں منتیں مانتے ہیں ہچکیاں نکلنے پر بندوقی مالی کو بلا کر اس سے پوچھا کرتے ہیں اور ان کے علاوہ نہیں معلوم کیا کیا کرتے ہیں۔ افسوس کہ یہ نادان آنا بھی نہیں سمجھتے کہ وہ کونسا پیر یا ولی شہید ہے جس کو کارخانہ خدا میں کچھ بھی دخل ہے اور وہ کون ہے جس کو کسی کے بھلے یا برے کا اختیار ہے میں ایسے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا کسی پیر یا ولی کے یہاں کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا کیا ان کے یہاں کبھی کوئی بچہ نہیں مرا یا حمل ضایع نہیں ہوئے کیا ان پیروں کے گھر میں کبھی چوری نہیں ہوئی کیا ان پیروں ولیوں کے خاندان والے کبھی کوئی مقدمہ نہیں ہارے کیا خود وہ موت سے بچ گئے اگر ایسا نہیں تو جبکہ یہ پیر اور ولی اپنے گھروں اور خاندان سے ایسی مصیبتوں کو نہ ٹال سکے تو دوسروں کی مصیبت کو کیا ٹالیں گے اسکے سوا کیا امید کی جا سکتی ہے کہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کا یا لڑکا دینے کا یا بیمار کرنے کا یا مقدمہ ہرا دینے کا یا پیٹ ہی سے بچہ غائب کر دینے کا کچھ بھی اختیار کیا سیتلا اور مسانی اور شیخ سدو وغیرہ خلاف مرضی باری تعالیٰ کے کسی کو کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ یا اگر تم کسی پیر یا ولی یا شہید کی منت اور نذر نہ کرو تو کیا وہ خفا ہو کر تم کو نقصان پہنچا دیں گے؟ اگر تمہارا واقعی یہ عقیدہ ہے تو تمہارے مشرک ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ بھائیو یہ ہمارے پیر کیا ہوئے رشوت خور حاکم ہو گئے اگر ان کو نذر عقیدت کی رشوت نہ دی جائے تو بس خفا ہو گئے تو یہ تو ایسا امر گرد نہیں ہے میں پھر پوچھتا ہوں کہ کیا ان پیروں نے کبھی ایسا لغو اعتقاد جو سراسر خلاف شریعت اسلام ہے رکھا تھا کیا ان ولیوں کے دلوں میں سوائے خدا کے اور نے بھی جگہ پائی تھی دیکھیے کہ تم اپنے دلوں میں غیر خدا کو جگہ دیتے ہو نہیں ہرگز نہیں اگر وہ ایسا کرتے تو پیر ولی ہی کب ہو سکتے۔ جو پیر یا ولی گذر گئے ہیں انہوں نے سوا خدا کے کسی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا نہ کبھی سوا خدا کے کسی سے کسی قسم کی امید کبھی ان کا طیبہ دماغ تھا وہ صرف ایک خدا تھا جب ہی تو وہ ایسے بلند مرتبہ پر پہنچے ہیں ورنہ بالکل ہی ناممکن تھا پھر کیا ان پیروں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کو وعدہ خلافی پر کسی قسم کا وعدہ خلافی یا بے ایمانی یا مالی نقصان پہنچایا تھا؟ یا اب ان کے انتقال کے بعد ان میں اس قسم کی طاقت اور قدرت پیدا ہو گئی ہے۔

میں کسی پیر یا فقیر یا ولی اور شہید بزرگوں کے خلاف نہیں ہوں میں ان کے روحانی کمالات کا اور ان کی کرامات کا منکر نہیں ہوں میرا عقیدہ ہے کہ ؎

ایں زمین نیست واں چرخ کہن ۔۔۔ بزر فرازد ہمت پیران ما ست

میں نے خود اپنے پیر و مرشد حضرت سید ابوالفضل شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ بہاری سے وہ روحانی و باطنی کمالات دیکھے اور سنے اور ان کی کرامات دیکھی اور سنی کہ انسانی عقل دنگ رہ جائے مگر کیا یہ سب باتیں ان کو خالق اللہ نہیں عطا ہو گئیں تھیں انہوں نے جیسا کیا شکر ان کو اس کا یہ عوض عطا کیا۔ ہندی مثل ہے کہ

جس جرے۔ تس بسائے

میرا عقیدہ ہے یہ سب بزرگ صاحب قرب وصال ضرور ہوتے ہیں مگر نہ وہ خدا کی قدرت میں دخیل ہوتے ہیں اور نہ وہ خلاف مرضی خدا کا کام کرتے ہیں اور نہ ان میں خدا کے مانند کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت اور طاقت ہے۔ اگر چہ لفظاً ہر ہی معلوم ہوتا ہے ان پیروں نے نقصان پہنچا دیا مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے اگر خدا کو نہ منظور ہوتا تو کیا کسی کی مجال تھی جو کچھ نقصان پہنچا سکتا۔ پس جو کچھ نفع یا نقصان ہوتا ہے وہ سب خدا کی مشیت سے ہوتا ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ یعنی جن کو اس کے سوا تم اپنی حاجت کے موقع پر پکارتے ہو وہ ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔

اور مشکوٰۃ شریف کے باب الصبر والتوکل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑا ہوا تھا میں نے آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ لڑکے تو میری اس بات کو یاد رکھ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے گا۔

اللہ پاک کو حاضر و ناظر سمجھ لے تو اس کو اپنے سامنے ہی موجود پائے گا اور جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ ہی سے مانگ اور جب تجھ کو مدد مانگنی ہو تو اللہ ہی سے مانگ اور یقین رکھ کہ اگر سارا جہان جمع ہو کر تجھ کو کچھ نفع پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتا مگر اسی قدر کہ جتنا اللہ پاک نے تیرے واسطے لکھ دیا ہے قلم اٹھا لیے گئے اور کاغذ خشک ہو گئے یعنی نفع نقصان جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اللہ پاک لکھ چکا اور جو کچھ وہ لکھ چکا وہی ہو گا کسی کو اس میں دخل دینے کی مجال نہیں کہ اس میں کچھ کمی یا بیشی یا ردوبدل کر سکے پس ہر مومن کو یہی اعتقاد رکھنا چاہیے اور اسی اعتقاد کے ساتھ مرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

مشکوٰۃ شریف کی اس مذکورہ بالا حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمام جن و انسان پیر و پیغمبر اس کے حکم کے آگے محض لاچار مجبور ہیں بغیر اس کی مرضی اور بغیر اس کے حکم کے کوئی ایک ذرہ برابر نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ دیکھو اللہ پاک خود ہی سورۂ یونس کے گیارہویں رکوع میں ارشاد ہوتا ہے کہ اِن یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِن يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ یعنی اگر اللہ تجھ کو کچھ نقصان پہنچائے تو کوئی اس کا ٹالنے والا نہیں سوا اللہ کے اور اگر کچھ بھلائی (یعنی نفع پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔

علامہ شبلی کی مشہور تاریخی کتابیں
المامون ۸ر سوانح امام غزالی ۹ر مقالات شبلی ۸ر
اورنگ زیب ۴ر آغاز اسلام ۴ر حیات سعدی ۳ر حیات حافظ ۲ر
حیات خسرو ۳ر مثنوی صبح امید ۲ر سوانح مولانا روم ۸ر
حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

از استفادہ مبلغ اسلام مولانا محمد صدیق صاحب حال وارد حیدرآباد دکن

ارتقاء کائنات میں غور کرو کہ ہزار ہا قسم کی مخلوق ہے اور سب میں اشرف وہی کہلاتی ہے جو سب سے آخر میں آتی ہے یعنی انسان کہ اس کی تخلیق سب سے آخر میں ہوئی ہے اس کے آخر میں آنے کا ایک بین ثبوت یہ ہے کہ اس میں وہ تمام صفتیں بدرجہ کمال موجود ہیں جو دنیا کی تمام مخلوقات میں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آفرینش عالم سے تخلیق مذاہب کا جو سلسلہ بندھا رہا تو وہ آخر نزول قرآن مجید پر منقطع ہوا جس طرح دنیا کی تمام مخلوق کسی خاص صفت کو لئے ہوئے اپنے دائرہ کے اندر محدود ہے اسی طرح دنیا کے تمام مذاہب بھی اپنے اپنے ملک یا قوم کے لئے محدود تھے چنانچہ خود ان مذاہب کی مقدس کتابوں میں اس کی ناقابل انکار شہادت موجود ہے کہ ہم فلاں کیلئے ہیں اور ہم فلاں کیلئے اور ہمارے بعد مکمل تعلیم دہندہ اور کافی رہنما بخشنے والا آئیگا۔ اب رہا یہ امر کہ مذہب اسلام سب کے بعد بھی آیا ہے تو اس کی کیا سند کہ وہ تمام مذاہب پر فوقیت بھی رکھتا ہے۔ سنئے جس دلیل سے انسان دنیا کی تمام مخلوقات پر شرف حاصل کئے ہوئے ہے وہی دلیل اسلام پر پوری پوری منطبق ہوتی ہے کہ قرآن کریم تمام تعلیمات حقہ کو محیط ہے کسی مذہب کی کوئی عمدہ تعلیم ایسی نہیں ہے جو قرآن پاک میں نہ ہو قرآن پاک تمام بہترین تعلیمات کا حامل ہو کر اعلان کرتا ہے کہ میں عالم کے لئے رحمت ہوں اور دنیا کے تمام انسانوں کی نجات کے لئے کافی سامان رکھتا ہوں اب فرمایئے کہ اسلام آخر میں آئے اور جامع جمیع صفات بھی ہو تو پھر اسکے سیدالمذاہب ماننے میں کیا کلام ہو سکتا ہے

مذاہب کی تقسیم بعض مذاہب ایسے ہیں جو اپنے کو ملکی حیثیت سے پیش کرتے ہیں کوئی اپنا مذہب ماروڑی بتلاتا ہے کوئی مرہٹہ کوئی ملنگہ اور کوئی ہندو اس میں زیادہ سے زیادہ ترقی یہ ہو سکتی ہو کہ سب مل ملا کر اپنے کو ہندو کہیں بھلا غور کیجئے کہ ہندو بھی کوئی مذہب ہے۔ ہندوستان کے رہنے والے مسلمان بھی ہندو ہیں اسی طرح جس طرح کہ ترک کے رہنے والوں کو ترکی افغانستان کے رہنے والوں کو افغانی ایران والوں کو ایرانی حبش والوں کو حبشی یورپ والوں کو یورپین وغیرہ اور بعض مذاہب ایسے ہیں کہ جو اپنے آپ کو ہی۔ عیسائی۔ یہودی۔ احمدی وغیرہ کہتے ہیں یہ کوئی مذہب کے جاننے کے قابل نہیں ہے کہ کسی بڑے انسان سے منسوب ہو جائے مذہب گو حق ہے اور دنیا میں موجود ہے تو وہ صرف اسلام کہ جسکے الفاظ میں لفظ ملک و قوم عام ان تمام عالم کے لئے کسی عمومی کی بشارت ہے مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ ان کو جو لوگ محمڈن کہتے ہیں وہ مسلمانوں کو بھی اپنی جیسی ایک جماعت ثابت کرنا چاہتے ہیں اس میں مسلمانوں کی توہین ہے وہ اس کو ہرگز تسلیم نہ کریں۔

مکمل تعلیم انسان کو حیوان ناطق کہتے ہیں یعنی انسان اگر تمام مخلوقات سے اشرف ہے تو اس لئے کہ اس میں نطق کی صفت ہے قرآن کریم بھی اپنے آپ کو ناطق کہتا ہے اگر واقعی صفت نطق قرآن مجید میں موجود ہو تو مجبوراً ماننا پڑے گا کہ وہ تمام صحف آسمانی کا سردار ہے اب آیئے اس کو جانچیں ایک مسافر سے جس طرح سوال کرتے ہیں اس سے بھی سوالات کریں نام پوچھیئے تو جواب دیتا ہے کہ میرا نام قرآن کریم ہے؟ کہاں سے آئے ہو تو کہتا ہے خدائے پاک کے پاس سے آیا ہوں اپنی سواری بتلاتا ہے کہ جبرئیل امین ہیں اپنا قیام گاہ بتلاتا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا قلب پاک ہے۔ اپنی زبان بتلاتا ہے کہ عربی ہے۔ اپنی ملاقات کا وقت بتلاتا ہے کہ فجر کو ملا کیجئے اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ اگر آپ ملنا چاہیں تو شوق سے تشریف لائیے اور خود تنہائی تک مصروف گفتگو رہیئے میں آپ سے بیزار نہیں ہوگا اور اپنے آنے کی غرض بتلاتا ہے کہ انسانوں کو جس چیز کی فطرتاً تلاش ہے وہ میں لے آیا ہوں یہ سب قرآن پاک اپنی زبان مبارک سے کہتا ہے اب دوسرے مذاہب کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھیئے اور پوچھیئے اور تو اور نام تک نہیں بتلایا جا سکتا۔ توریت میں لفظ توریت نہیں انجیل میں لفظ انجیل نہیں۔ دیدوں کی ضخیم جلدوں میں کہیں لفظ وید نہیں اب انصاف کیجئے قرآن پاک ناطق ہے یا نہیں اور ناطق ہے تو پھر سردار الکتب ماننے میں کیوں تامل کرتے مجھ کو میرا دعویٰ ہے کہ دنیا کے تمام انسان مل کر انسان کی پیدائش کی غرض اور ان کی زندگی بسر کرنے کے طریقے اور آخر کار اس کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے اس سے متعلق جتنے اہم سوالات ہو سکتے ہیں وہ سب نوٹ کرلائے تو میں ایک ایک کر کے سب کے جواب صرف قرآن مجید ہی سے دوں گا یا اگر کوئی اور کتاب اس معیار پر مکمل ثابت ہو سکتی ہو تو بتلایئے میں آج ہی اس کو ماننے کیلئے آمادہ ہوں۔

کامل انسان از آدم تا ایندم جتنے انسان پیدا ہوئے ہیں ان میں اگر کوئی کامل کہلانے کا حق دار ہے تو وہ پاک ذات قدسی صفات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جو بیک وقت معلم الدارین ہیں اور مخاطب بھی مزمل بھی ہیں اور مدثر بھی سیاسی بھی ہیں اور جرنیل بھی ایک حرف لکھنا نہ پڑھے لیکن ساری کائنات کے معلم بھی نبی ہیں تو ایسے کہ خاتم النبیین خاتم کے سنتے ہر کے ہیں ہر پونہ ہر سرشتہ میں ہوتی ہو اور ظاہر ہے کہ سب سے آخر میں نصب کی جاتی ہے لیکن میں سررشتہ ڈاک کی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں سب سے زیادہ مہریں لگائی جاتی ہیں آبادی کے یا محلہ کے تمام خطوط یکجا جمع ہوتے ہیں ہر مکان کی رسالت آجاتی ہے سب پر مہریں لگا کر ایک تھیلہ میں بند کر دیتے ہیں اور تھیلہ پر بھی ایک مہر لگا دی جاتی ہے یہ مہر آخری ہوتی ہے اس کے بعد کوئی خط آئے تو فرمایئے کیا تھیلہ میں دوبارہ ڈالا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں اب جو خط آئیگا

وہ ناقابل قبول خطوط سابقہ کی صف میں اس کی جگہ کسی طرح نہیں ہو سکتی بعینہٖ اسی طرح ہر قوم کی رسالت بجا ہو کر اس پر آخری مہر ثبت ہو چکی ہے عالم کا ایک سردار آ چکا ہے جس کی بشارت ہر نبی نے دی تھی اب رسالت کا دروازہ بند ہو گیا ہے کسی اور کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔

جگت گرو

جگت گرو کا ترجمہ ہے سرور عالم ہندو حضرات میں جتنے بھی ان جگت گروؤں سے دریافت کیا ہر ان جگت گرو ہوتے ہیں تم ان جگت گروؤں سے دریافت کیا ہر ان جگت گرو کتنے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ ایک اب میں پوچھتا ہوں کہ میاں ایک جگت کے سترہ گرو کیسے ایک یہاں ایک وہاں ایک وہاں ایک وہاں تو کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملتا اس پر میں ان کو بتلاتا ہوں کہ تم دھوکے میں پڑے ہوئے ہو ایک عالم کا ایک ہی گرو یعنی سردار ہو سکتا ہے تم جو متعدد بنے بیٹھے ہو تو اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک عورت کے سترہ مرد اب ظاہر ہے کہ یہ سب ہلاکت کے اسباب ہیں اگر ایک جگت کا ایک ہی گرو تسلیم کر لو تو ساری بدامنی دور ہو جائے گی اور عالم میں امن قائم ہو گا تمہاری یہی نجات ہو گی وہ سرور عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے ان کا کلمہ پڑھو ان کا اتباع کرو جس میں عالم کا امن اور سب کی نجات ہے۔

انسان کی مثال

دیکھو جب انسان پیدا ہوتا ہے تو کتنا چھوٹا ہوتا ہے اس وقت اس کی غذا صرف دودھ اور لباس ایک بالشت کا کپڑا جب ذرا بڑا ہوتا ہے تو غذا میں دودھ نہیں رہتا بلکہ کوئی اور نرم غذا تجویز کی جاتی ہے اور سابقہ لباس بھی ناکارہ ہو جاتا ہے اب اس سے بڑا کپڑا ایسے لباس بنانے کی ضرورت ہوا ایسے ہی جوان ہونے تک یہ عمل ہوتا ہے اور جوان ہونے پر جو غذا ہوتی ہے وہ ہمیشہ کے لئے مفید اور جو لباس بنایا جاتا ہے وہ جینے کے لئے کارآمد اس فلسفہ کو نہ سمجھ کر جوانی میں صرف دودھ ہی پیتے رہیے تو ویسا ہیلس ہو جائے گا اور جلد مر جائیے اور سابقہ لباس ہی یا تو جسم پر آ ہی گا نہیں یا قریب زمانہ کا ہوا اور آ گیا تو اس میں اکڑ جاؤ گے جس کا لازمی نتیجہ عملاً یہ ظاہر ہے کہ سابقہ غذا و لباس ترک کر دیا جاتا ہے اور مناسب حال غذا و لباس اختیار کیا جاتا ہے جب یہ کائنات عالم کے مشاہدات ہیں تو کیسے ہو سکتا ہے کہ انبیائے سابقین نے انسانی زندگی کے ابتدائی عالم میں جو غذا و لباس تجویز کیا تھا یعنی انسان کو غذا سے ملانے کے لئے جو تعلیم دی تھی جو ذرائع بتلائے تھے وہ آج بھی جبکہ انسانی زندگی کے شباب کا عالم ہے کارآمد ہوں سب کو چھوڑ کر اور اتباع محمد رسول اللہ سے بجائے۔

جسم انسانی کی مثال

ادھر بتلایا گیا ہے کہ تمام مذاہب ملکی و مقامی تھے اور اسلام عالمگیر مذہب ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جسم انسانی میں آنکھ ناک کان ہاتھ پاؤں جگر وغیرہ بہت سے اعضا ہوتے ہیں اور قلب منزلہ جان سب سے بڑا عضو سمجھا جاتا ہے اگر آپ بیمار ہیں اور ڈاکٹر کہے کہ جسم کا فلاں فلاں حصہ سڑ گیا ہے اس کو کاٹ کر پھینک دیا جائے تو جان کا خطرہ ہے اب آپ فوراً آمادہ ہو جاتے ہیں کہ آنکھ ناک ہاتھ پاؤں جو کچھ ہوں سب کٹ ڈالے جائیں تاکہ جان سلامت رہے پھر کیوں نہیں غور کرتے کہ ایمان کسی سلامتی کے لئے تمام ادیان سابقہ کا ترک کرنا ہی نہایت لئے بہتر ہے ان سب کو چھوڑ دو اور اسلام کی رسی کو مضبوط پکڑ لو کہ خدا تک رسائی کا یہی ایک ذریعہ ہے۔

روشنی کی مثال

روشنی فی الحقیقت ایک اچھی چیز ہے لیکن کیا ایک مکان کے چراغ کی روشنی دوسرے مکان میں کارآمد ہو سکتی ہے اس کا جواب یقیناً نفی میں ہو گا اس کے لئے سورج درکار ہے کہ تمام عالم کو منور کر دے۔ اب اگر انسان صرف کسی ایک چراغ سے کائنات عالم کے مستفید ہونے کا خیال رکھتا ہے تو وہ خیال خام ہے جب تک کہ وہ سورج سے استفادہ نہیں کرے گا اپنے مقصد کو نہیں پہنچ سکتا کہ سورج ہی تمام روشنیوں کا جامع ہے اسی طرح عالمگیر مذہب کے نمودار ہو جانے کے بعد ملکی و مقامی مذاہب کبھی انسان کو منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتے آیئے سورج کی روشنی میں آیئے عالمگیر مذہب سے استفادہ کیجئے یہ رشیف سب کے لئے کھلا ہے۔

درخت کی مثال

دیکھئے ابتداء بالیدگی سے مختلف شاخیں نکلتی ہیں اور مختلف اسامات کو جاتی ہیں جب پھل نکل آتا ہے تو درخت پختہ ہو جاتا ہے اب کوئی شاخ نہیں نکلتی اس کے بعد جس شاخ کو جا ہو کاٹ ڈالو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا صرف پھل کی حفاظت کافی اور ضروری ہے اگر پورا درخت بھی کاٹ کر پھینک دو اور صرف پھل کو محفوظ کر لو تو یاد رکھو کہ اب بھی اس کی نسل ہمیشہ باقی رہتی ہے مٹ نہیں سکتی اس لئے کہ پھل جو سب سے آخر میں آیا ہے وہی افضل ہے اور وہی خلاصہ سارے درخت کا۔ درخت کی صورت تو اسی کا ایک مظہر تھی اب بھی اس کے ہر بیج میں ایک ایک درخت مضمر ہے پس آؤ کہ تمام شاخوں کو چھوڑ کر صرف ایک پھل کی حفاظت کریں اور اسی سے مستفید ہوں کہ وہ ذات فیض رساں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

ہندو مذہب

ہندو مذہب کہلانے والے اپنے کو سب سے بہتر اور سب سے مکمل بتلاتے ہیں ایک دن میں نے ان کے ایک پنڈت سے دریافت کیا کہ تمہارے ہاں پیشے کے لحاظ سے انسانوں کی تقسیم ہے یعنی برہمن منہ میں چھتری بازو میں ویش جانگھ میں اور شودر پاؤں میں، ایک دوسرے سے قطعاً مل نہیں سکتے بالفرض اگر آریہ سماجی مل بھی گئے تو زیادہ سے زیادہ ترقی ہی ہو گی کہ منہ ہو جائیں گے یعنی ترقی کا آخری زینہ بھی جسم انسانی کا ایک جزو ہی ہے مکمل میں تو شمار نہیں ہو سکتا کہ کامل انسان کا مرتبہ تو کسی کو خاص نہیں برخلاف اس کے مقدس اسلام میں ایسی کوئی تقسیم یا تفریق نہیں ہے ہر شخص پورا انسان ہے کائنات کا عالم کا ہر فرد اور ہر تطرہ اس کا شاہد ہے کہ جزو کل میں شامل ہو تا اس کا فطری حق ہے جزو چھوٹنے اور کل میں شامل ہو جانے سے اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اب یہی میں ہر شخص کو دعوت دیتا ہوں کہ جزو کل میں شامل ہو تا ہی اس کا منزل مقصود ہے آیئے آپ لوگ قبول کر کے دنیا اور آخرت دونوں جہان کی فائدہ حاصل کیجئے اسلام کی ذلت بہت وسیع ہے ہر انسان کو اپنے میں جذب کر کے اس کو پاک کر دیتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے اور ہر ادھر بھٹکنے پھرنے سے ہرگز منزل مقصود پر نہ پہنچ سکے۔

کیا مذہب کا دور ختم ہو چکا

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب ریڈی)

گذشتہ نومبر کی کامیابی میں حق پسند صاحب کا ایک مضمون "مذہب کا دور ختم ہو چکا" کے عنوان سے شائع ہوا تھا جس کا مدلل اور معقول جواب دینے کی درخواست کامیابی نے علماء کرام سے کی تھی خیال تھا کہ ضرور کوئی نہ کوئی اہل علم بزرگ اس طرف توجہ فرمائینگے لیکن افسوس کے ساتھ دیکھا یہ گیا کہ کوئی ایک مضمون بھی اس کے جواب میں ایسا نہ آیا جو کامیابی میں دیکھا جاتا ممکن ہو کہ اس کا یہ باعث ہو کہ ہمارے علماء کرام آنکھ بند کر کے ان مصروفیتوں میں پھنسے ہوئے ہیں کہیں شادی اکیٹ لعبیی داخلت فی الدین کے خلاف خبد جہد ہے اور کہیں کرسی صدارت کے متعلق جنگ و پیکار پر یہ ہی ہے کہ ایسی فضول اور لایعنی باتیں جو میرے سے اسلام کی بنیاد ہی کو ہلائے ڈالتی ہیں شاید اس قابل نہ سمجھیں کہ قوم کی مقدس و متبرک ہستیاں ان کی جانب توجہ کریں۔

علماء کے کرنے کے اور بہت سے کام ہیں جب ہم بے علموں ہی کو کرنے پڑتے ہیں تو بدرجۂ اتم مجبوری ایک یہ بھی سہی اس خیال نے مجھے ہمت دلائی اور جو کچھ مجھ میں آیا میں نے لکھ مارا خدا کرے کہ حق پسند صاحب اس سے مطمئن ہو جائیں اور میری یہ سی مشکوری کا درجہ قابل کرنے حق پسند صاحب کے انداز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا اور اسکے رسولوں کے منکر نہیں ہیں اور اس حد تک مسلمان ضرور ہیں کہ میں ان سے جو کچھ کہوں انھیں سمجھ کر کہوں اور میرے لئے یہ بھی ایک بہت بڑی آسانی ہے جو کہ ناظرین مؤدی کے پیش نظر حق پسند صاحب کا مضمون نہیں ہے اسلئے جب تک وہ نقل نہ کیا جائے اس کا جواب صحیح طور پر لطف پذیر نہ ہوگا اس لئے پہلے ہم اسے درج کرتے ہیں اس کے بعد اس کا جواب

مذہب کا دور ختم ہو چکا

میرا خیال ہے کہ مذہب کا دور یعنی ان شریعتوں کا زمانہ جو انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی ہیں عرصہ ہوا ختم ہو چکا ہے اور موجودہ دور آزادی عقل یعنی آزادی تحقیق و اجتہاد کا دور ہے اس دور میں وہی لوگ فلاح یاب ہوں گے جو عقل سلیم کی پیروی کرینگے اور جو مذہب کے دامن سے وابستہ رہیں گے وہ تعزیرات و نکبت میں گرتے چلے جائینگے۔

اس لئے میری رائے یہ ہے کہ ہمیں مذہب کو جلد سے جلد باد کہہ دینا چاہئے اور بجائے بچے مسلمان بنے بنہ دیے عیسائی بنے کی کوشش میں وقت ضائع کرنے کے بچے انسان بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

میرا مذکورہ خیال جن دلائل پر مبنی ہے ان میں سے دو اصولی دلیلوں کو اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کرتا ہوا یہ دلیلیں ممکن ہے کہ بعض صاحبوں کو نہایت پر کمزور اور مضحکہ خیز معلوم ہوں لیکن میرے نزدیک ان کا کوئی تشفی بخش جواب نہیں ہو سکتا اس لئے مجھے اپنے خیال اور اپنی رائے کی صحت و صداقت پر پورا اعتماد ہے اور میں مرصۂ دماغ کے آزادانہ غور و فکر کے بعد ذکورہ نتائج پر پہنچا ہوں بایں ہمہ اگر کوئی صاحب اس بارہ میں میری تشفی فرمائینگے کہ میرا مذکورہ بالا خیال غلط اور میری مندرجہ ذیل دلیلیں بے وزن ہیں تو میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں بلا تامل اپنا یہ خیال بدل دوں گا اپنی غلطی کا اعتراف کروں گا اور اپنی ناچیز کوششوں کو بجائے مذہب کی مخالفت کے آئندہ مذہب کی حمایت میں صرف کروں گا۔ میں تنہا علم نہیں رکھتا کہ عالموں کے دلائل سے ساکت نہ ہو سکوں مگر ہر ذی علم بہت آسانی سے منطقی اور فلسفیانہ دلائل کے چکر میں ڈال کر ساکت کر سکتا ہے لیکن میں زبردستی ساکت ہونا نہیں چاہتا بلکہ خوشی سے ساکت ہونا چاہتا ہوں یعنی یہ چاہتا ہوں کہ میری ایسی تشفی کر دیجائے کہ جسکو اپنے مذکورہ خیال کی غلطی کا دلاگر وہ واقعی غلط ہو یقین ہو جائے اس لئے میں ان تمام ذی علم و فہم حامیان مذہب سے جو واقعی مذہب کو اب تک مفید سمجھتے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ وہ براہ کرم رسالہ کامیابی کے ذریعہ سے میرے ان خیالات کا معقول و مدلل اور تشفی بخش جواب دیں وہ مجھ کو ممنون اور ہمہ تن سراپا شکر بنے کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں میں مذہب کی ہدایت سے مستفید ہونے کی صلاحیت موجود ہو میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ صلاحیت موجودہ زمانہ کے لوگوں سے تقریباً مفقود ہو چکی ہے اور جتنی باقی ہے وہ بھی نہایت تیزی سے مفقود ہوتی جاتی ہے۔

پہلی دلیل

جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے والدین سے بزرگوں سے علماء سے مشائخ سے لیڈران قوم سے برابر یہی سن رہا ہوں کہ جب تک مسلمان سچے مسلمان نہیں بنیں گے اس وقت تک ان کی دینی و دنیاوی حالت درست نہیں ہوگی اور جب تک احکام اسلام کی پوری پوری پابندی نہیں کی جائے گی اس وقت مسلمانوں کو وہ ترقیاں حاصل نہیں ہوں گی جو دوسری قوموں کو حاصل ہو رہی ہیں اس پیام کے مسلمانوں تک پہنچانے اور مسلمانوں کو اس سنت اخیر پر عمل کرنے کے لئے علم و عقل اور زبان و قلم کا بڑا زور صرف کیا جا چکا ہے اور کیا جا رہا ہے لیکن نتیجہ اسکے سوا کچھ نہیں نکلتا کہ ہر سال نماز پڑھنے والوں اور روزہ رکھنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں کی تعداد میں زیادتی ہو جاتی ہے اور جو لوگ بظاہر خرافات مذہبی کے پابند نظر آتے ہیں اخلاق و معاملت کے لحاظ سے ان کی حالتیں بھی ایسی افسوسناک ہیں جو کسی مذہبی پیرو کے لئے باعث فخر نہیں ہو سکتیں یہاں تک کہ وہ زعمائے قوم جو منبروں اور سٹیجوں پر سے اخباروں اور کتابوں کے ذریعہ سے قوم کو پابندی مذہب اور سچے مسلمان بننے کی بلند آہنگی سے دعوت دیتے ہیں خود ان کے اعمال و عقائد کو اگر مذہبی معیار سے دیکھا جائے تو وہ نمائش و ریاکاری کا ایک لفافہ معلوم ہوتے ہیں تمام ہندوستان نہیں بلکہ تمام دنیا میں اس وقت ایک متنفس بھی ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جس کو عقائد و اعمال کے لحاظ سے اپنے مذہب کا کامل و مکمل عملی نمونہ قرار دیا جا سکے اور جس نے محض اپنے مذہب

کی کامل پابندی کے ذریعہ سے کوئی قابل ذکر دنیاوی عزت و ترقی حاصل کی ہو یہ اور اسی قسم کے اور ہزاروں مشاہدات ہیں جو مجھ کو اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کے لوگوں میں مذہب کی ہدایت سے مستفید ہونے کی صلاحیت اس قدر کمزور ہو گئی ہے کہ ان کے لئے مذہب بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہو رہا ہے اس لئے موجودہ زمانہ کے لوگوں کے لئے کسی ایسی ہدایت کی ضرورت ہے جو مذہب سے زیادہ قوی ہو اور جس کے قبول کرنے کی ان میں فی صلاحیت موجود ہو یہ زیادہ قوی اور زیادہ موثر ہدایت میرے نزدیک اس وقت کسی مذہب کی نہیں بلکہ عقل کی ہو سکتی ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ مذہب کا دور ختم ہو چکا اور اب آزادی عقل و تحقیق و اجتہاد کا دور ہے اس لئے ہم اگر فلاح یاب ہونا چاہتے ہیں تو ہم کو بجائے مذہب کی پیروی کے عقل کی پیروی فوراً اختیار کر لینی چاہیئے۔

دوسری دلیل

خدائے تعالیٰ کی سنت ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ وہ ہر زمانہ کے مقتضیات و ہر قوم کے حالات و ضروریات کے لحاظ سے مناسب شرائع اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے بھیجتا رہا ہے لیکن نبی آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت کے بعد سے شریعتوں اور نبیوں کے آنے کا سلسلہ بند ہو گیا ہے یعنی اب قیامت تک نہ تو کوئی شریعت جدید خدا کی طرف سے آئے گی اور نہ کوئی نبی مبعوث ہو گا۔

سنت الٰہی میں یہ تبدیلی کیوں ہوئی اور خدا تعالیٰ نے شریعتوں اور نبیوں کا بھیجنا کیوں بند کر دیا؟ کیا اس لئے کہ نبی آخر الزماں کے بعد سے قیامت تک زمانہ کے مقتضیات اور اقوام کے حالات و ضروریات میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہونے والی تھی جس کی وجہ سے کسی نئے نبی یا نئی شریعت کے بھیجنے کی ضرورت ہوتی؟ اس کو کوئی ذی عقل شخص تسلیم نہیں کر سکتا کیونکہ ہم یہ اچھا دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ زمانہ کے مقتضیات اور موجودہ قوموں کے حالات و ضروریات میں چودہ سو برس پہلے کے مقابلہ میں زمین و آسمان کا تغیر ہو گیا ہے اتنا بڑا تغیر کسی نبی کی بعثت کے وقت اس سے پہلے نبی کے بعد کے زمانہ اور بعد کی قوموں کے حالات و ضروریات میں کبھی نہیں ہوا تھا پھر کیا وجہ کہ معمولی معمولی تغیرات کی وجہ سے نئی شریعتوں اور نئے نبیوں کے بھیجنے کی ضرورت محسوس کی گئی اور ایک عظیم الشان تغیر کی درجہ سے جس کے بعد تا قیام قیامت کوئی تغیر نہیں ہونے والا ہے کسی شریعت اور نبی کے بھیجنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی اس لئے میرے نزدیک ختم نبوت کے جواز میں اس دلیل کی صحت کو کوئی سلیم العقل شخص تسلیم نہیں کر سکتا۔

رہی دوسری دلیل جو علمائے اسلام کی طرف سے پیش کی جاتی ہے کہ نبی آخر الزماں کی شریعت ایسی کامل و مکمل شریعت ہے جس میں قیامت تک کے تغیرات زمانہ و تبدیلی حالات کی پوری رعایت رکھی گئی ہے اس لئے اس کی موجودگی میں اب کسی نئی شریعت اور کسی نئے نبی کی بعثت کی ضرورت باقی نہیں رہی یہ دلیل گو اس ہو کر مجھے مسلمانوں کے اطمینان کے لئے کافی ہو سکے لیکن منکرین ختم نبوت کی اس سے ہرگز تشفی نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی سلیم العقل شخص اس دلیل کو ختم نبوت کے لئے کوئی وزنی دلیل قرار دے سکتا ہے کیونکہ ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ نبی آخر الزماں کی شریعت کا جو اثر قرون اولیٰ کے مسلمانوں پر ہوا تھا وہ قرن دوم کے مسلمانوں پر نہیں ہوا اور قرن سوم کے مسلمانوں پر اس سے بھی کم ہوا یہاں تک کہ شریعت مذکور کا اثر زائل ہوتے ہوتے اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اس کا اثر محض نام کا اور نمائشی رہ گیا ہے یعنی نبی آخر الزماں کی پیشین گوئی کے مطابق اسلام دلوں سے نکل کر صرف زبانوں پر آگیا ہے اور بہت جلد وہ زمانہ آنے والا ہے کہ زبانوں پر بھی نہیں رہے گا۔

اگر نبی آخر الزماں کی شریعت اُن معنوں میں کامل و مکمل ہوتی جن معنوں میں کہ اُسکے کامل و مکمل ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے تو اس کا اثر بھی ہر زمانہ کے مسلمانوں پر کامل و مکمل ہونا چاہیئے تھا۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا اسلئے جن معنوں میں شریعت کے کامل و مکمل ہونے کا دعویٰ پیش کیا جاتا ہے وہ غلط ہے علاوہ ازیں ایک بڑا عقلی اعتراض اس دلیل پر یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ جو علیم و خبیر اور قادر مطلق خدا اتنے طویل زمانہ کے لئے قیامت تک کے تغیرات و مقتضیات کی پوری رعایتوں کو ملحوظ رکھکر ایک کامل و مکمل شریعت بھیج سکتا تھا اس نے ابتدائے آفرینش انسان ہی سے ایک ایسی کامل و مکمل شریعت کیوں نہ بھیجدی جو قیامت تک کے لئے کافی ہوتی اور بار بار نئی شریعتوں اور نئے نبیوں کے بھیجنے سے جو نہ پہلی تھلاقات اور جھگڑے برپا ہوئے ہیں وہ نہ ہوتے اس اعتراض کا جواب تک میں نے غور کیا ہے کوئی تشفی بخش جواب اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا اس لئے میرے نزدیک یہ دلیل بھی ختم نبوت کے جواز ثابت کرنے کے لئے بالکل غلط اور ناکافی ہے۔

ختم نبوت کے جواز کی میری نزدیک صرف ایک ہی دلیل ایسی ہو سکتی ہے جس سے مخالفین اسلام اور اہل عقل کی تسکین و تشفی ہو سکے اور جس پر کوئی عقلی اعتراض بھی وارد نہ ہو سکتا ہو وہ دلیل یہ ہے کہ جب تک نسل انسانی میں مذہبی ہدایت سے مستفید ہونے کی صلاحیت باقی رہی اس وقت تک انکی استعداد کے تفاوت کے لحاظ سے مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء مبعوث ہوتے رہے اور مختلف شریعتیں خدا کی طرف سے آتی رہیں یہاں تک کہ وہ زمانہ آگیا جو استعداد قبول مذہب یعنی ہدایت مذہب سے مستفید ہونے کی صلاحیت رکھنے کا آخری زمانہ تھا اس زمانہ کے لئے بھی سنت الٰہی کے مطابق ایک ایسی شریعت بھیجی گئی جو خاتم الشرائع تھی اور جس کی تعلیمات عقلی ہدایت سے قریب ترین ہونے کی وجہ سے اس زمانہ کے لئے جو دور عقل سے بالکل متصل آنیوالا تھا موزوں اور مکمل تھیں اس لئے اس زمانہ کی شریعت کے حامل نبی کو خاتم النبیین قرار دیا گیا کیونکہ اس نبی کے بعد دور نبوت و مذہب ختم ہو کر ایک نیا دور شروع ہونے والا تھا جس میں انسان کو اپنی فلاح و بہبود کے لئے کسی خاص الہامی ہدایت کی ضرورت نہیں تھی۔

میرے نزدیک یہ دور وہی دور ہے جبکہ خدائے علیم و خبیر کے نزدیک انسانی عقلیں دور طفولیت سے گذر کر اس قابل ہو گئی ہیں کہ اپنی رہنمائی خود کر سکیں اور ان کو کسی بیرونی الہامی ہدایت کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے لہذا اس دور میں اپنی عقلوں سے آزادی کے ساتھ کام نہ لینا اور ان کو مذہبی ہدایت کے تابع رکھنا منشاء خداوندی کے خلاف ہے اور یہی وجہ ہے کہ عیسائی پیروی مذہب اس وقت ہر ملک میں زوال کی طرف جا رہے ہیں اور جن قوموں نے اپنے تئیں عقل کو مذہبی پابندی سے عموماً جس قدر آزاد کر لیا ہے اسی قدر وہ عروج اور ترقیاں حاصل کر رہی ہیں

یہ ہیں وہ دو اصولی دلیلیں جن پر میرا یہ خیال مبنی ہے کہ مذہب کا

دور ختم ہو چکا اور دورِ آزادیٔ عقل شروع ہو گیا اس لئے میرے نزدیک اب فلاں پاک دہی ہوں گے جو عقل سلیم کی پیروی کرینگے اور جو خواہ مخواہ مذہب کے دامن سے لپٹے رہیں گے وہ نقصان اٹھائینگے۔

جواب

حق پسند صاحب! مجھے یہ دیکھکر جیسہ مسرت ہوئی کہ گو آپ مذہب سے بیزار نظر آتے ہیں پھر بھی آپکے دل میں اس قدر ایمان موجود ہے کہ آپ نے بے کم و کاست نہایت سچائی کے ساتھ جو کچھ آپ کے خیالات تھے انھیں ظاہر کر دیا ورنہ آج کل یہ حالت ہے کہ بالعموم وہ لوگ جنھیں مذہب سے یا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے بڑے فخر کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور انہیں پر قناعت نہیں کرتے بلکہ اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ مسلمانوں کی قیادت اور رہنمائی کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہیں مسلمانوں کی صفوں کے آگے کھڑے ہونے والی ہستیوں میں آج کتنے ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کیا چیز ہے اور وہ ہمیں کیا سکھانے اور کیا بنانے آیا تھا؟ ہماری مذہبی اور سیاسی رہنمائی کرنے والوں میں ایسے متبرک نفوس کتنے ہیں جنکے دلوں میں اسلام کی یا پیروانِ اسلام کی محبت نام کے لئے بھی موجود ہو اور جو ہمارے لئے کوئی تکلیف اٹھانا تو درکنار اپنا ایک وقت کا قورمہ اور بریانی بھی چھوڑنا گوارا کر لیں؟ میں ہرگز ہرگز یہ کہنا نہیں چاہتا کہ اچھے اور سچے مسلمان بالکل معدوم ہیں لیکن یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ وہ شاذ کالعدم رکھتے ہیں اور شاذ کو معدوم کہنا بالکل صحیح ہے مستثنیات ہمیشہ اس بات کا ثبوت ہوتے ہیں کہ جو قاعدہ مقرر کیا گیا ہے وہ کلیہ قاعدہ ہے اور ہماری چند قابل تعظیم ہستیاں ہی آج اتنا ہی کام دے سکتی ہیں اور دے رہی ہیں۔

ممکن ہے کہ میری اس نوحہ خوانی کو آپ اپنے دعوے کا ایک ثبوت خیال فرمالیں اور یہ کہیں کہ میں ہی تو یہی کہتا ہوں کہ اب دنیا میں مذہب سے استعفاء کر لینکی استعداد خصت ہو چکی ہے اور یہ حالت اسی وجہ سے رونما ہوئی ہے لیکن ابھی نتیجہ نکالنے میں آپ جلدی نہ کیجئے کیا آپ کو معلوم ہے کہ دنیا کے ہر ملک میں، ان ملکوں میں بھی کہ جو آپ کے خیال کے مطابق سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں ہر قسم کے جرائم کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے، قتل کے وقوعے یورپ اور امریکہ میں اب گزشتہ صدی کی بہ نسبت بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں ڈاکے اب پہلے سے بہت زیادہ پڑتے ہیں چوریوں کی کثرت حیرت انگیز ہے اور فحش وزنا تو اس حد تک عام ہو چکا ہے کہ اب بہ مشکل یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اس زمانہ میں بدکاروں کو مجرم کہا جائے یا چند بے وقوف "پرہیزگاروں" کو مجھے یقین ہے کہ آپ اس حقیقت سے نا واقف نہیں ہیں لیکن اگر میرے اس بیان پر آپ کو کچھ شبہ ہو تو یورپ اور امریکہ کے اخبارات کا صرف چند روز کے لئے مطالعہ کر لیں آپ کو یقین دلانے کیلئے کافی ہوگا۔

اب اگر مجھے اخذ کرنے کے لئے میں بھی اسی قاعدہ کا استعمال کروں کہ جو آپ نے مقرر کیا ہے تو کیا مجبور ہو کر مجھے اور آپ کو یہ بات تسلیم نہ کرنی پڑے گی کہ اب قانون سے فائدہ اٹھانے والوں کی استعداد لوگوں میں باقی نہیں رہی ہے اور اگر یہ نتیجہ صحیح ہے تو کیا آپ یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اب قانون اور آئین کا دور رخصت ہو چکا اور اب نسل انسانی اپنے ارتقاء کے اس دور میں پہنچگئی ہے کہ اسے کسی قسم کے قانون کی ضرورت نہیں ہے یا جب قدم قدم پر پولیس کے سپاہیوں کو کسی ایک موڑ کے کھڑا رہنا اور ان کی مدد کیلئے چھاؤنیوں میں بڑی بڑی فوجوں کا ہر وقت تفنگ بدوش تیار رہنا جیلخانوں کی تکلیف دہ زندگی کا خیال اور پھانسیوں کی رسی اور تختی کا خوف بھی لوگوں کو اس بات پر آمادہ نہیں کرتا کہ وہ قانون کا پورا پورا احترام کریں اور آج ایک بھی ایسا انسان ملنا دشوار ہے جو کامل طور پر پابند قانون ہو تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ آپ قانون کو غیر ضروری نہیں خیال کرتے اور اسے نوع انسان کے عہد وحشت وجہالت کی یادگار تصور فرمانے سے گریز کرتے ہیں؟

نسل انسانی کی تاریخ کا اگر ہم ذرا غور سے مطالعہ کریں تو اس میں ہمیں کیفیتیں بہت ہی نمایاں نظر آتی ہیں ہر قوم پر ایک ایسا دور گذرا ہے کہ جب اس نے اپنے لئے کسی مذہب کو اختیار کیا اور نہایت سچے دل سے اس مذہب کے اصولوں کی پابندی کرتی رہی اور پھر دوسرا دور ایسا آیا ہے کہ اسی قوم کے افراد نے بہت سی تغویات اور فضولیات کو مذہب میں داخل کر کے مذہب کے اصولوں سے چشم پوشی کر لی اور بعض فروعی باتوں کی پابندی انتہائی شغف اور انہماک کے ساتھ کرنے لگے مختلف قوموں کی تاریخ میں ہم انہی دو کیفیتوں کے ساتھ یہ بات بھی دیکھیں گے کہ جس وقت تک وہ قوم اپنے مذہب کے اصولوں کو سمجھتی نہیں اور ان سے اپنی روزمرہ کی زندگی میں کام لیتی رہی اس وقت تک اس کے اخلاق وعادات بھی پسندیدہ رہتے تھے اور اس میں اچھی انسانیت بھی پیدا ہو جاتی تھی لیکن جب وہ مذہب کو ایک قسم کا بت بنا کر اس کی پرستش فرض کر دیتی تھی اور مذہبی اصولوں میں سے اپنی روزمرہ کی زندگی میں کوئی کام نہ لیتی تھی تو اس کے اخلاق بھی پست ہو جاتے تھے اور آہستہ آہستہ وہ انسانیت کے عروج سے مائل بہ زوال ہو جاتی تھی۔

ان واقعات سے اگر ہم چاہیں تو بہت سے مفید نتیجے نکال سکتے ہیں مثلاً دنیا کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب کوئی مذہب قبول کرنے کے لمحہ بعض لوگوں نے بے انتہا ترقی کی حتیٰ کہ بعض علوم وفنون کی ایجاد کا سہرا ان کے سر ہے لیکن ایک مدت گذرنے کے بعد ان کا مذہبی جوش کم ہوا مذہب کے اصولوں کے ساتھ وہ سچا شغف باقی نہ رہا اور خود غرض اور نفس پرست لوگوں کو موقع ملا کہ وہ تغویات کو مذہب کے نام سے رواج دیدیں اور مذہبی علم کو اپنے لئے مخصوص کر لیں تاکہ عوام اگر کوشش بھی کریں تب بھی صحیح مذہب سے آشنا نہ ہو سکیں نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تمام ترقیاں خاک میں مل گئیں اخوت اور مساوات اس حد تک معدوم ہوئی کہ اپنے ہی جیسے انسانوں کو ناپاک اور نجس سمجھنے لگے اور مدتہائے دراز کیلئے دوسروں کے غلام بنگئے یہود یوں اور عیسائیوں پر بھی اسی قسم کے دور گزرے ہیں اور ستر ہویں صدی عیسوی میں مذہب عیسوی کا پاپری کسی طرح بھی ہندو مذہب کے برہمن سے کم نہ تھا اس کا ظاہر یہ تھا کہ دنیا کی لذتوں کو چھوڑ چکا ہے اور عبادت الٰہی کے سوا دنیا میں اس کی زندگی کا کچھ اور مقصد ہی نہیں ہے لیکن اس کی خلوت کی زندگی ایسی ایسی سیاہ کاریوں سے بھری ہوئی تھی کہ جن کا ذکر سنکر بڑے سے بڑے گناہگار کو بھی شرم آجائے گی۔ منہ حوں کی طرح عیسوی بھیڑیں بھی پستی اور زوال کی جانب مائل ہو چلی تھیں اور ان کے ملکوں پر ایک ایک کر کے مسلمانوں کا قبضہ ہوتا چلا جا رہا تھا کہ یکایک ان کے عوام کو ہوش آگیا اور انہوں نے

محسوس کر لیا کہ ہمارے مذہبی پیشوا جس چیز کو ہمارے سامنے مذہب کے نام سے پیش کر رہے ہیں وہ مذہب نہیں ہے انہوں نے جلد سے جلد پادریوں کا جوا اپنے کندھوں سے اتار کر پھینک یا اور مسلمانوں سے تعلقات بڑھا کر انھیں کے اخلاق و عادات بھی سیکھے اور انھیں کے علوم و فنون بھی حاصل کرنے شروع کر دیئے اور اس طرح اپنے آپ کو تباہی کے غار میں جانے سے بچا لیا۔ آپ ضرور اب کہنا چاہتے ہوں گے کہ عیسائیوں نے جب مذہب کو چھوڑا اور عقل سے کام لیا تو ترقی کی میں آپ کے اس اعتراض کا جواب اس قصہ کو ختم کرنے کے بعد دینا چاہتا ہوں کیونکہ یہاں اس کا ذکر کسی قدر نامانوس ہو گا بہرحال آپ مطمئن رہیں انہی چند سطروں کے بعد اس کا جواب بھی آیا جاتا ہے۔

عیسائیوں کے بعد مسلمانوں کا نمبر آتا ہے۔ اسلام کی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر یہ بھی آدھی کی طرح اٹھے اور آدھی دنیا پر چھا گئے جس سرزمین پر جا نکلے وہیں کے باشندوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا جس قوم سے واسطہ پڑا وہی ان کی ہم مسلک اور ہم مشرب بن گئی ہر قسم کے علوم و فنون میں ترقی کی نئی نئی باتیں تحقیق کیں اور قدرت کے بہت سے سربستہ رازوں کی گرہ کشائی کر کے عجیب و غریب ایجادات سے دنیا کو ترقی کی کئی منزلیں طے کرا دیں لیکن بدقسمتی سے یہ بھی نکلے تو تھے اس دنیا میں اسد کی حکومت قائم کرانے مگر جا بجا اپنی حکومتیں قائم کر کے بیٹھ گئے تاج و تخت کی ہوس نے ان کے دلوں سے یہ سبق محو کر دیا کہ جماعت جسے منتخب کر کے اپنا امیر بنائے وہی حکمران ہونا چاہیئے اور اب سلطنت باپ سے بیٹے کو ورثہ میں ملنے لگی قوم کا سردار اب قوم کا خلوم نہ رہا بلکہ مخدوم بن گیا اور مختلف قوموں اور ملکوں پر ان کے حملے اس غرض سے ہونے لگے کہ بادشاہ کے خزانے مال و دولت سے بھر جائیں اسلامی اخوت غائب ہو گئی اسلامی انصاف رخصت ہو گیا اور اسلامی مساوات سے کوئی واسطہ نہ رہا اور برہمنوں اور پادریوں کی طرح ان کے اندر بھی ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی جسے مذہبی تعلیم کا اپنے آپ کو ٹھیکہ دار بنا لیا اور مذہب کے اصولوں کو چھوڑ کر صرف چند فروعات کا نام مذہب رکھ دیا نئی نئی بدعتیں رواج پانے لگیں اور صدہا قسم کی لغویات اور خرافات جزو مذہب بنکر مذہب کے پاک نام سے پکاری جانے لگیں زبان پر توحید کے دعوے رہے لیکن گور پرستی تعزیہ پرستی پیر پرستی غرضکہ خدا پرستی کے سوا ہر قسم کی مخلوق پرستی عام ہو گئی چند مقررہ الفاظ طوطے کی طرح رٹ کر زبان سے دہرا دینے کا نام عبادت رہ گیا اور ہر قسم کے اخلاق رذیلہ سے قوم کی قوم متصف نظر آنے لگی نتیجہ جو کچھ نکلا وہ میری اور آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے آپ بھی رو رہے اور میں بھی آنسو بہا رہا ہوں انگلستان اور فرانس میں تو ہماری مسجدیں بھی ہیں لیکن اندلس سسلیہ جہاں ہم نے مدتوں حکومت کی نہیں کہیں مسلمانوں کا کوئی بچہ تک نظر نہیں آتا عرصے ہوئے بچے ہوئے ایمان تھوڑے اس جنگ عظیم کی بدولت بچ گیا ورنہ ترکیہ اور شام سے مدتوں کا مذہب کا صفایا کر چکے ہوتے ترکی اپنے تمام مقبوضات سے محروم ہو کر ایک ایسا درخت بنکر رہ گیا ہے جس کے پتے اور شاخیں سب نوچ لی گئی ہوں اور ہندوستان میں دو چار دس بیس نہیں بلکہ پورے سات کروڑ مسلمان ایک اجنبی قوم کی غلامی کر رہے ہیں۔ ان تمام حالات کو پیش نظر رکھکر ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں اور اصل نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ مذہب میں کوئی ایسی طاقت کوئی ایسی تحریک یا کوئی ایسی بقائی لہر ضرور موجود ہوتی ہے جو انسان کے دل کو جوش عمل سے بھر دیتی ہو اور اسے پستی سے ابھار کر ترقی اور عروج پر پہنچا دیتی ہے۔ ہم یہ بھی نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ جب یہ تحریک باقی نہ رہتی یا کمزور ہو جاتی ہے تو انسان پھر ترقیوں سے محروم ہو کر تنزل کی جانب مائل ہو جاتا ہے قوموں کے عروج و زوال کے اسباب کا مطالعہ ہمیں یہی بتاتا ہے کہ مذہب کے نام میں انسانی روح کے لئے کوئی ایسی کشش ہی ضرور موجود ہے کہ اس کے نام پر وہ اپنی جان تک قربان کر دینے میں دریغ نہیں کرتا خواہ جو چیز اس کے سامنے اس نام سے پیش کی گئی ہے وہ بالکل لغو اور فضول ہی کیوں نہ ہو ہندوؤں اور مسلمانوں کا آپس میں لڑنا کٹنا اور باجے کے پیچھے ایک دوسرے کا فون بہانا اس کا بین ثبوت ہے۔

مذہب کے متعلق یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ وہ کوئی ایسی قوت ہے کہ جو انسان کو ہمیشہ بلندی اور عروج ہی کی طرف مائل رکھتی ہو اور اسکے بغیر انسان ترقیوں سے محروم ہو کر زوال پذیر ہونے لگتا ہے نتیجہ یہ کہ انسانی طبیعتوں کے لئے اس کے نام میں کوئی خاص دلکشی ہی ایسی موجود ہے جو انھیں اپنی جانیں بند کر کے اس کی پیروی پر آمادہ کر دیتی ہے۔ آیئے اب ہم ذرا عقل کے متعلق بھی تحقیقات کر دیکھیں کہ وہ کیا کیا کر سکتی ہے اور کیا کیا کر رہی ہے۔

ایسی سب سے بڑی جماعت جسنے مذہب کو بالائے طاق رکھکر صرف عقل کو اپنا ہادی اور رہنما بنا لیا ہو ہمیں دنیائے عیسوی ہی میں مل سکتی ہے میں اور عرض کر چکا ہوں کہ یورپ کے عیسائی اس دور میں پہنچ چکے تھے کہ جب پادریوں کے احکام ان کے لئے فرمان الٰہی تھے اور صحیح اور سچے مذہب سے انھیں کوئی واسطہ رہا تھا ایسی حالت میں ہمارے مسلمہ قاعدہ کے مطابق انھیں پستی کے غار میں گر جانا چاہیئے تھا لیکن وہ نہ گرے اور ان کی عقل نے انہیں بچا لیا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ عقل انسان کی رہبری ہمیشہ کو کر سکتی ہے وہ اسے بھلائی کی طرف بھی لیجا سکتی ہے اور برائی کی طرف بھی۔ آج جو عجیب و غریب اور سائنٹفک طریقوں پر چیزیں کی جاتی ہیں وہ عقل کی بدی سمت کو رہبری کی بہترین مثالیں ہیں جس وقت تک عیسائیوں کی عقل ان کی غلط رہبری کرتی رہی وہ اپنے پادریوں کے غلام بنے رہے اور بار بار مسلمانوں سے ٹکر کھاتے رہے۔ ایک برتر ترقی قوت کا ٹکرانا پہاڑ سے ٹکرانے کے ہم معنی ہوتا ہے اسی لئے ہر مرتبہ مسلمانوں سے مقابلہ ہونے کے بعد عیسائی قوموں کو اپنے شکستہ سر و بازو پر ماتم کرنا پڑا ہے حسن اتفاق کہہ لیجئے یا خوبی تقدیر کہ انھیں اپنی غلط روی کی بہت جلد احساس ہو گیا اور انہوں نے ایک طرف تو اس مصیبت سے نجات حاصل کی جو ہمارے نام سے ان پر مسلط تھی اور دوسری طرف مسلمانوں سے وہ تمام باتیں سیکھ لیں جو ان کے مذہب نے ان کو سکھائی تھیں اور اس طرح جہالت کی دنیا سے ہی زندگی بسر کرنے کا تعلق تھا وہ بالکل اسلام بن گئے انہوں نے اپنا نام مسلمان نہ رکھا انہوں نے ہر ایک مذہب کی پابندی کو اپنے لئے عار سمجھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے معاشرت کے طریقے سارے کے سارے وہی سیکھ لئے جو ایک مکمل مذہب نے اپنے پیروؤں کو سکھائے تھے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جس تمدن کو یورپ اپنی عقل کی اختراع کہہ کے نام سے ہمارے سامنے پیش کر رہا ہے وہ فی الحقیقت اس کی عقل کی اختراع نہیں بلکہ تعلیم اسلام کی کسی قدر مسخ شدہ صورت ہے۔

کیا یہ واقعہ نہیں کہ عقل کے تیلوں کے جلائے ہوئے تمام قوانین

انہی کاموں کو خطا اور جرم قرار دیتے ہیں کہ جنھیں مذہب گناہ کے نام سے نامزد کر چکا تھا اور کیا یہ بھی واقعہ نہیں ہے کہ جن کاموں کی مذہب نے اجازت دی تھی انھیں یورپ کے عیسائیوں کی عقل انھیں برا خیال کرتی تھی اور انھیں قانوناً اپنے ملکوں میں ممنوع کر کے رکھا تھا ان کی خوبیوں کا اب اسی سرکش عقل کو اعتراف کرنا پڑا ہے اور طلاق اور تعدد ازدواج اب ایک یورپین ملک مذہب کی نگاہ میں ایسی مہیب اور خوفناک چیزیں نہیں رہی ہیں طلاق کی ضرورت کو تو عملاً تسلیم کیا جا چکا اور گذشتہ جنگ عظیم کے بعد جب مردوں کی آبادی بہت ہی کم ہو گئی تھی تو اس کمی کو پورا کرنے اور عورتوں کو آوارگی سے بچانے کے لئے ایک سے زیادہ زنانیوں پر بہ تجویز آچکی تھی کہ تعدد ازدواج کو رواج دیدیا جائے ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بعض چیزوں کو مذہب نے ممنوع قرار دیا تھا اور انسانی عقل نے انھیں جائز رکھا لیکن بالآخر عقل کو پارسائی بڑی اور مذہب ہی کا فیصلہ زیادہ صحیح ثابت ہوا مذہبا شراب کی حرمت عقلاً اس کا جواز اور بالآخر امریکہ کا قانون الکحل و شراب نوشی اس کی بہت ہی واضح مثال ہے مذہب نے بالکل کھلے ہوئے واضح الفاظ میں یہ حکم دیئے تھے کہ کان الناس امۃ واحدۃ یعنی سب انسان ایک ہی کنبہ کے افراد ہیں اور والذین یکنزون الذھب والفضۃ فبشرھم بعذاب الیم یعنی جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے خزانوں میں بھرتے رہتے ہیں انھیں دردناک عذاب کی بشارت دیدو عقل نے ان حکموں کا مذاق اڑایا لیکن آج تمام دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ یا تو رنگ اور نسل کے امتیاز کی وجہ سے لڑائیاں اور جھگڑے برپا ہیں یا سرمایہ داروں کے مظالم کے خلاف مزدوروں کی آستینیں چڑھی ہوئی ہیں مذہب غیر مرد اور عورت کے غیر ضروری میل جول اور بیحیائی کا مخالف تھا عقل نے اسکے اس خیال کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا لیکن نتیجہ کیا نکلا لاکھوں معصوم النسب بچے کروڑوں عزت باختہ خاتونیں اور بالآخر مرد و عورت کی باہمی منافرت اور جنگ و جدال۔

یہ تمام باتیں تو معاشرت سے متعلق تھیں انھیں جانے دیجئے علوم و فنون کی دنیا میں جن پر عقل کو سب سے زیادہ ناز ہے عقل ہمیں آج تیرہ سو برس کے بعد یہ بتانے آئی کہ سورج ساکن نہیں ہے بلکہ ایک خاص سمت کو جا رہا ہے لیکن مذہب ہمیں اسی وقت بتا چکا تھا کہ والشمس تجری لمستقر لھا یعنی سورج اپنے مستقر کی طرف چلا جا رہا ہے عقل آج ہندوستان کے مایہ ناز فرزند ڈاکٹر کوس کی زبان سے ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کہہ رہی ہے کہ نباتات میں ہی نر و مادہ کے جوڑے ہوتے ہیں لیکن مذہب کہیں اس وقت کہ جب دنیا میں ان علوم و فنون کا نام و نشان بھی نہ تھا یہ سنا چکا ہے کہ وانبتنا فیھا من کل زوج بھیج یعنی ہم نے زمین میں نباتات کے جوڑے اگائے ہم ان حقائق سے کیونکر آگاہ نہ تھے اس کا جواب تو وہ علماء کرام دینگے جو در مختار کے سوا کسی اور مذہبی کتاب کو پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے لیکن یہ واقعہ ہے کہ قدرت کے اسرار کا بھی مذہب نے ہمیں عقل سے پہلے اور عقل سے بہتر علم بخشا ہے۔

الٰہی عقل کے کچھ کارنامے اور بھی باقی ہیں قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہر مذہب نے اپنے عروج و ترقی کے زمانے میں انسان کو پستی سے ابھار کر بلندی پر پہنچایا اور اس میں اعلیٰ ترین انسانی صفات پیدا کر دیں لیکن عقل نے اپنی ترقی اور عروج کے دوران میں کیا کیا اس نے بھی انسان کو اونچا اٹھایا لیکن کس طرح سے ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے تاکہ وہ اپنے ہی بھائیوں پر بم برسا سکے اور لاکھوں بے گناہوں کا خون بہا سکے اس نے ہمیں اس لئے کرۂ ہوا میں پہنچایا کہ وہاں سے ہم عروس البلاد یعنی دمشق جیسے قدیم اور تاریخی شہر کو آن واحد میں اینٹ اور مٹی کا ڈھیر بنا رکھ دیں کروڑوں کا اثاثہ بنا دیں شہر کی عیر جنگجو اور غیر مسلح آبادی کے چیتھڑے اڑا دیں اور ہزارہا قابل دید عمارتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اس نے ہمیں ترقی کے راستہ پر ضرور ڈالا لیکن وہ ترقی ایسی نہ تھی کہ ہم من حیث الانسان ترقی کر کے اپنے اندر اعلیٰ ترین انسانی صفات پیدا کرتے بلکہ ایسی ترقی تھی کہ ہم دولت کو اپنا مقصود اور مقصود ہی نہیں بلکہ معبود سمجھنے لگے اس کے حصول کی خاطر ہر جائز و ناجائز اور ناروا کار روائی جائز ہو گئی طاقتور اور صاحب زر انسان کمزوروں اور نادار دں کا خون چوسنے لگے۔ کوئی کمزور قوم آزاد نہ رہی اور اپنے ہی جیسے انسانوں کی غلامی کرنے پر مجبور کر دی گئی طرح طرح کے الم اور فریب دے دیکر ترقی یافتہ قوموں کو ایسی معاشرت کا عادی بنا گیا کہ جس کی وجہ سے وہ عقلمند قوموں کی صنعتیں خریدنے پر مجبور ہوں اور جو کچھ اپنی محنت اور اپنے قوت بازو سے وہ اللہ کے خزانوں میں سے نکالیں وہ تقریباً سب کا سب ان عقلمندوں کے خزانے میں پہنچ جائے اور اس سے وہ رات دن بہتر سے بہتر شراب پئیں اور چوسے کھیلیں تہہ بہ تہہ عمارتیں اور ہوائی جہازوں میں چڑھ کر پھریں اور کبھی بھول کر بھی ان غریبوں کا خیال اپنے دل میں نہ لائیں جن کی محنت سے وہ اپنی عیاریوں اور جھاکریوں کی بدولت فائدہ اٹھا رہے ہیں عقل نے انسان کی حالت کو کسی قدر بہتر ضرور بنایا ہے لیکن کیا انسانی دنیا صرف ان دس فیصدی امیروں اور سرمایہ داروں کا نام ہے جو باقی نوے فیصدی انسانوں کو انسان سمجھنا ہی گناہ خیال کرتے ہیں کیا مختلف قوموں کی آئے دن کی لڑائیاں ہماری مسموحہ عقل ہی کی کارروائیاں نہیں ہیں کیا گذشتہ جنگ عظیم جس نے دنیائے انسانی کے ایک قابل لحاظ حصہ کو صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لئے مٹا دیا اور جس کی بربادیوں کی آہٹک ہی ملائی نہیں پہنچی ہو عقل کے سیاسی اور طاقت کا کارنامہ تھا اور کیا آج ہر ہمارے عقل کے پتلے اس سے بھی زیادہ خونریزی اور خونخواری کے لئے تیار نہیں ہیں؟

میں مانتا ہوں اور سچے دل سے مانتا ہوں کہ انسان کے جذبۂ خونریزی کو مذہب ہی فنا نہ کر سکا تھا اور مذہب کی سخت ممانعت کے باوجود جنگجو اور گرگ خو انسان ایک دوسرے کو ہلاک کرنے اور ایک دوسرے کا ملک چھیننے اور ایک دوسرے کی جائداد پر قبضہ کرنے سے باز نہ رہے لیکن یہ سب ہونے کے باوجود ایسا کبھی نہ ہوا کہ دوسروں کو دغا اور فریب دیکر انھیں لوٹنا اور دوسروں کو نقصان پہنچا کر خود فائدہ اٹھانا نیکی تعریف سمجھا جائے اور دغا بازی کے بجائے حسن تدبیر نام پائے مذہب کچھ دیر ہی سہی جھوٹ کو ہوا سب سمجھ لیکن اس کثرت سے نہ ہوا اور برائی کا نام ہمیشہ برائی رہا خواہ اس کی کوئی بڑی سے بڑی سلطنت ہی کیوں نہ موجود ہو آج عقل نے ہمیں دنیاوی ترقی کی بعض بلندیوں پر پہنچا کر ہمارے اخلاق کو اس درجہ پست کر دیا ہے کہ اب بہت سی برائیاں حقیقتاً ہماری نگاہوں سے بھلائیاں بن گئی ہیں اور ہم علی الاعلان اپنے ان عیوب پر فخر کیا کرتے ہیں مذہب کے دور میں کہ ایسی حالت کبھی پیدا نہ ہوئی تھی اور نہ شاید کبھی پیدا ہو سکتی ہے جز اس صورت کے کہ جن میں پیشوا پرانے زمانے کے برہمن یا دوسو برس پہلے کے پادری بنے رہیں اور بنتے رہیں۔

مذہب خواہ اس سے لوگ کتنے ہی بے پرواہ کیوں نہ ہوجائیں پھر بھی ایک ایسی ذہنیت ضرور پیدا کر دیتا ہے کہ ہم ہر برائی کے ارتکاب کے وقت ایک نامعلوم خوف سے کانپ جاتے ہیں اور جب کبھی خدا کا واسطہ دیکر ہم سے کسی کام کے لئے کہا جاتا ہے تو ہمارے سر ایک مرتبہ ضرور بھی جھک جاتے ہیں ہماری اس ذہنیت سے ہمارے پیشوا اور ہمارے رہنما اگر چاہیں تو ہماری اصلاح کے متعلق بہت کچھ سوچ سکتے ہیں لیکن عقل کے ذریعہ جو ہماری ذہنیت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ہم کسی مافوق الانسان ہستی کا کبھی بھول کر بھی دل میں خیال نہ لائیں اور اپنی عقل اور اپنی ذات پر اس درجہ ناز و غرور پیدا ہو جائے کہ ہر اس فعل کو جائز خیال کرنے لگیں جس کے کرنے کا مشورہ کسی ضرورت کی بنا پر ہماری عقل ہمیں دے رہی ہے اور اس طرح گویا ہم پڑھے ہیں بیچائیں جن کا آنا نا کسی ملا اور سیانے کو نہیں آتا۔

عقل پر مذہب کی فوقیت بہت ہی بدیہی طور پر یوں بھی ثابت ہو سکتی ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ عقل نے ہمیں زیادہ سے زیادہ یہ سکھایا ہے کہ قدرت کی بیشمار نعمتوں اور قوتوں میں سے بعض کو ہم اپنے حسب منشا استعمال کر لینے کے قابل ہوگئے ہیں اگرچہ آج تک کسی ایک قوت کے متعلق بھی یہ جان نہ سکے کہ اس کی اصلیت کیا ہے اور اتنا کام تو بہت سے جانور صرف اس عقل حیوانی ہی کی بدولت کر لیا کرتے ہیں جو قدرت نے انھیں ودیعت کی ہے کتے اور بلیاں اپنے زخموں کا اور اپنے معدہ اور جگر وغیرہ کی خرابیوں کا علاج کسی ارسطو یا جالینوس کے پاس جائے بغیر نہایت آسانی سے کر لیا کرتے ہیں اور بلا کسی حکیم یا ڈاکٹر کی مدد کے اس گھاس کو پہچان کر صحیح مقدار میں کھا لیتے ہیں کہ جو ان کے لئے مفید ہے۔ لیکن مذہب جب ہماری دستگیری کرتا ہے تو انتہائی سطح پر ہمیں نہیں چھوڑتا وہ ان دنیاوی ترقیوں کو ہماری قوت عقل اور قوت بازو کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور ہمارے اخلاق کو اس قدر بلند کر دیتا ہے کہ کوئی بیگانہ ان اس جگہ تک پہنچنے کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ عقل بھی جب بعض اخلاقیات کا بیڑا دینے بیٹھتی ہے تو اس کام کے لئے اسے بھی مجبور ہو کر مذہب ہی کی کتاب کو لینی پڑتی ہے اور یا ہیں ہمہ علم و فضل عقل کا آج تک اخلاقیات میں کوئی سی ایجاد نہ کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ اس کے کرنے کا کام نہیں ہے۔

مذہب کا دور نہ کبھی ختم ہوا ہے اور نہ کبھی ختم ہوگا صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان مذہب کا معقد ہو اور عقل سے کام لے بہت سی خرابیاں جو ہمیں آج نظر آرہی ہیں اور جن کی وجہ سے آپ کو یہ شبہ ہوا ہے کہ اب مذہب کا دور ختم ہو چکا محض اس وجہ سے ہیں کہ جو لوگ مذہبی علوم کی جانب توجہ کرتے ہیں وہ اکثر عقل کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں حالانکہ انسان، انسانیت کا نام ہے جس میں مذہب بھی ہو اور عقل بھی اور جو اپنی عقل کے ذریعہ سے روز روز نئے اسرار قدرت کی کرید کر کے اس ازلی قوت و طاقت کے آگے سر نیاز جھکا دیا کرے جس کی قدرت کے گوناگون کرشمے عقل نے اسکے سامنے پیش کئے تھے۔ نامناسب نہ ہوگا اگر مذہب کے متعلق میں عقل کے چند اور میں ہوا ایک بہت مشہور ہستی یعنی ہربرٹ اسپنسر کی رائے بھی آگیوں سنا دوں وہ کہتا ہے کہ انسان انسانی کبھی اتنی ترقی نہیں کر سکتی کہ مذہبی جذبہ اس سے دور ہو جائے اس کی مثل ممکن ہے کہ بہ بجائے لیکن اس کی اصلیت لازمال اور غیر فانی ہے۔ مضمون بہت طویل ہوگیا ہے اس لئے مجبوراً آپ کی دوسری دلیل کا جواب جس میں نہایت سے بحث کی گئی ہے پھر کسی وقت کے لئے اٹھائے رکھتا ہوں۔

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

روز محشر کہ جانگداز بود اولیں پرسش نماز بود

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری اور اہم فرض ہے لیکن ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فضائل و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں مرتب کی گئی ہیں ملاحظہ فرمائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر تیار نہ ہوں گے۔

نماز کی حقیقت حقیقت اور فلسفہ بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے اور خود نماز پڑھنے کا مشتاق ہو جاتا ہے یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنا چاہئے قیمت ۲ر

تاکید نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد دل تڑپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے اسکے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل سنکر تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور ضرور پانچ کی وعیدیں الفاظ اللہ عذاب سن سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دونوں کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳ر

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو تو پھر نماز کی ترکیب پڑھیے بیوی کو پڑھائیے بچوں کو پڑھائیے تاکہ گھر گھر نمازی ہو جائے قیمت ۲ر

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

ضرورت المسلمین

جب نماز آجائے تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کر لیجئے اسلئے کہ بعض اوقات بہت معمولی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہیں ہر روز وقوع کے مسائل بھی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان کے واقعیت ہو جائے قیمت ۳ر

نماز یوں کی کہانیاں

ذرا یہ بھی تو معلوم کیجئے کہ اصولاً نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ سبحان اللہ نمازیں ان کی جنھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برزی دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدہ اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اسلئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۶ رسب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی دس جلدیں کامل طلب کریں تو محصول بھی نہ لیا جائیگا۔

تخلیق انسانی کی غایت

(از جناب مولوی مکرم علی صاحب ظلہ جات مستہ تعمیرات)

افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون۔

(ترجمہ) کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا اور تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟"

مذکورہ آیت ایسی شان و عظمت کی ہے کہ کوئی شخص اس کو سنکر چیخ مارے اور اپنے کپڑے چاک کرنے تو عجب مت کرو کیونکہ جس دل میں ایمان کا نور ہوگا اس میں یہ مثل تیر کے لگتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ سے لاشیں نکالا کرتی تھیں اس لگا سبب علاوہ آپ کے بیان سحید مؤثر ہونے کے یہ بھی تھا کہ اس وقت مسلمانوں کے دل نور ایمان سے بھرے ہوئے تھے۔ آیت مذکورہ بالا میں اللہ تعالیٰ ہم سے یہ پوچھتا ہے کیا تم اس خیال میں ہو کہ تمہارا پیدا کرنا بیکار ہوئی ہے اور کوئی اعلیٰ غرض اس سے مقصود نہیں ہے اور تم کھیل کود اور عیش و عشرت میں اپنی عمر گذار دیگے ہو اور بجز موت کوئی مواخذہ اور محاسبہ میں مبتلا نہیں ہوگے۔ یہ استفہام انکاری ہے مطلب یہ ہے کہ تمہارا خیال بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہرگز بیہودہ پیدا کیا کہ ہم بیفکری میں اور دنیاوی آسائشوں میں اور دنیوی مصروفیتوں اور لذتوں میں اپنی لذتوں میں اپنی عمر گذار دیں آیت مذکورہ بالا میں خداوند تعالیٰ نے اس سخت غلطی سے ہم کو متنبہ فرمایا ہے ہم کو چاہیئے کہ اس معاملہ کی اہمیت سے ہرگز غافل نہ ہوں جیسے جیسے قیامت قریب ہوتی جاتی ہے عیش و طرب اور دنیاوی سامان میں ترقی ہوتی جاتی ہے اور دنیا کے مشاغل بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ممالک مغرب کے باشندے دنیوی امور میں اس قدر منہمک ہوگئے ہیں کہ گویا وہ اسی کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔ شب و روز ان کو اس ایک فکر کے سوا کوئی دوسری فکر نہیں ہوتی کہ روپیہ پیدا کریں سامان آرائش کو ترقی دیں۔ جسمانی آسائش حاصل کرنے کے اسباب بہتر کریں۔ جو بیس گھنٹوں میں ایک لمحہ بھی ان کو یہ خیال نہیں آتا کہ ہم کس واسطے دنیا میں آئے۔ ہمارے آنے کی علت غائی کیا ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ جو کچھ ہے دنیا ہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں لیکن جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کو مانتے ہیں ان کو نہیں چاہیئے کہ مغربی ممالک کی اتباع اس امر میں کریں بلکہ ان کو چاہیئے کہ اس کا یقین رکھیں کہ ہماری پیدائش سے کوئی اہم غرض مقصود ہے وہ کیا ہے اس کا پتہ بھی قرآن شریف سے ملتا ہے ملاحظہ ہو آیت وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون (ترجمہ) نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انسان کو مگر اس لئے کہ میری عبادت کریں۔

اگر خدا تعالیٰ اور قرآن پر ایمان لائے ہو تو اس کے اس فرمان پر یقین لاؤ کہ ہم صرف عبادت کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ کھانا اور پینا سونا جاگنا نقل و حرکت کرنا۔ توالد اور تناسل اور اہل و عیال کی پرورش کا سامان مہیا کرنا ایسے جملہ امور سے ہم بازمیں ہرگز ایسا نہیں ہے حکم یہ ہے کہ ہمارا مقصود اصلی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی رضا جوئی ہے۔ دوسرے تمام مباح امور اسی نیت کے تابع ہیں۔

عبادت سے مراد صرف نماز پڑھنا نہیں ہے بلکہ روزہ تلاوت قرآن مجید تحصیل علوم دینی زکوٰۃ کا ادا کرنا، ذکر الٰہی، بیماروں کی عیادت ہمسایہ کے ساتھ ہمدردی مخلوق اللہ کی خدمت وغیرہ ایسے جملہ امور میں جن کے باب میں قرآن شریف اور حدیث نبوی میں احکام صادر ہیں سب عبادت میں داخل ہیں اہل اللہ کا کوئی فعل اور ان کی کوئی حرکت عبادت سے خالی نہیں ہوتی یہانتک کہ ان کا کھانا پینا ہنسنا اور سونا بکار کرنا اور جملہ حرکات و سکنات عبادت میں داخل ہیں اس وجہ سے جو کچھ وہ بولتے ہیں اور جو کرتے ہیں محض اللہ کے واسطے ہوتا ہے مطلق نفس کے لئے نہیں ہوتا مثلاً وہ روٹی اس وجہ سے کھاتے ہیں کہ عبادت کے لئے قوت رہے اور توبہ کرنے اور عمل نیک کا انتخاب کرنے کے لئے حیات باقی رہے اور نکاح اسلئے کرتے ہیں کہ اتباع سنت ہو اولاد صالح پیدا ہو چوشہ فطرت ہے اور اسی واسطے سے بچیں اور محنت اسلئے کرتے ہیں کہ اہل و عیال کا نان و نفقہ مہیا کریں چونکہ اس کا فرض ہے اسی طرح ان کے تمام کاروبار کا حال ہوتا ہے کوئی فعل ان کا ہوائے طلب بالذات نفس کے لئے ہرگز نہیں ہوتا ان کی خواہش صرف ایک ہوتی ہے اور وہ یہ کہ مالک الملک کی خوشنودی حاصل کریں جملہ و محبر خواہشوں کو اسی خواہش پر قربان کرتے ہیں ان کا جینا مرنا اور جملہ امور مذہبی و دنیاوی خدا ہی کے واسطے ہوتے ہیں یہی ہے ایمان اور اسلام کا مقصود

ہر دو مرضائے جانان ایں شد است

اس کے خلاف یہ عقیدہ رکھنا کہ ہم دنیا میں کھیل اور بازی کے لئے آئے ہیں سخت خطا ہے ایسا عقیدہ زہر قاتل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما خلقنا السموات والارض وما بینھما لاعبین یعنی ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور درمیانی ان کی چیزوں کو بیکھیل اور بازی کے لئے نہیں پیدا کیا آجکل مغربی خیالات کا رجحان اسی طرف ہے یعنی جو کچھ ہے دنیا ہی ہے پس کھیلو کودو سیر و تفریح کرو تماشے دیکھو رقص و سرود سے لذت حاصل کرو گویا کہ وہ اسی کام کے لئے دنیا میں لائے ہیں بہت افسوس ہے کہ مسلمان نوجوان تیزی کے ان کی طرف کھنچے جاتے ہیں اور خدا سے غافل ہو رہے ہیں خصوصاً ان کی دنیوی کامیابیوں کو دیکھکر ان کے فریفتہ ہو رہے ہیں دنیا کو مقدم سمجھتے ہیں اور دین کو پیچھے ڈالتے ہیں یقیناً اپنے آپ کو یہ لوگ ہلاکت کے گڑھے میں ڈال رہے ہیں یہ لوگ بھول گئے کہ دنیا سے مقصود صرف آخرت کی بہبودی کا سامان کمل کرنا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے الدنیا مزرعۃ الاخرۃ دنیا کھیتی ہے آخرت کی)

دنیا کی مدت بہت ہی قلیل ہے اور آخرت کی مدت ابدالاباد ہے کسی بڑی غلطی ہوگی کہ ہم اس قلیل مدت کو ضائع کر دیں اور ابدالاباد کی راحت اور آسائش کو لہو و لعب پر فروخت کر دیں کہ تمہاری عمر ایک سو سال کی ہے اس عرصہ میں تم کو راحت اور آرام نصیب نہیں ہوا اگر اسکے عوض میں ہم کو ایک لاکھ سال زمانہ کے لئے راحت

یسر آتی ہے تو کیا ہے اگر تم کو پانچ منٹ کی تکلیف سے تمام عمر نہایت خوشی اور فرحت حاصل ہونے کا یقین ہو تو کیا تم اس خفیف زحمت کو اختیار نہیں کرو گے؟ ضرور کرو گے وہی شخص نہیں کرے گا جو عقل سے بے بہرہ ہے پانچ منٹ کی محنت کی بجائے اگر ایک دن کی محنت سے ایک مہینہ کی راحت میسر ہونے کا یقین ہو تو لوگ بخوشی اس کو اختیار کرتے ہیں۔ خوب غور کرو اور دل میں سوچو کہ تمہاری بہبودی کس میں ہے دنیا کو اختیار کرنے میں یا آخرت میں۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لا عیش الا عیش الآخرۃ حقیقت میں دنیا کا عیش ایسے ثبات ناپائیدار اور بالکل عارضی ہے بہت بڑے عقلمند وہ لوگ ہیں جو دنیا کے عیش میں پڑ کر آخرت سے غافل نہیں ہوتے بس تم دنیا کے دھندے میں اپنی پیدائش کی اصلی غرض کو مت بھولو جو کچھ ہی تم کرو اپنا نصب العین خدا تعالیٰ کو رکھو اس صورت میں کبھی راہ مستقیم سے نہ بھٹکو گے۔ ہلاکت کے گڑھے میں نہ گرو گے وہ کیا ہے؟ جہنم، جہنم سے تصور کر و خیر البشر سیدنا و نبینا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ فرماتے تھے کہ اگر خدائے تعالیٰ مجھ پر اور میرے بھائی عیسےٰ علیہ السلام پر عذاب کرے تو ہم کما کر سکیں گے اور آپ خوف الٰہی سے اکثر رویا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں جتنے زیادہ خدا کو پہچانتا ہوں اس لئے تم سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں جب آپ کی یہ کیفیت تھی تو بھلا ہر کس و ناکس میں کیوں خدا تعالیٰ ہمارے زمانہ کے مسلمان نوجوانوں کو مغربی ضلالت کے دام سے بچا دے اور پناہ میں رکھے۔ ان سے یہ استدعا ہے کہ اپنی دیوی صورت فقیر پس میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ نظر رکھیں اور اس کو نہ بھولیں۔

ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین پس بھاگو خدا کی طرف اور کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں تم کو اس کی طرف سے ڈرانے والا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی طرف بھاگنے چلے آؤ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کسی نظری فاصلہ پر ہے جیسے منزل دو منزل یا دو کوس چار کوس کے فاصلہ پر اور تم اپنے پیروں سے دوڑتے ہوئے اس کے پاس چلے جاؤ بلکہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ہماری دوری باطنی ہے یا یوں کہو کہ روحانی ہے ہم کو دوڑ کر اس قرب حاصل کرنا چاہیئے ہماری دوڑ بھی باطنی اور قلبی چاہیئے مقصود اس آیت کریمہ سے یہ ہے کہ ہم تمام تعلقات ماسوی اللہ کو ترک کر کے فوراً اس کی طرف رجوع ہو جائیں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ بھاگو اپنی طرف بھاگنے کے لفظ کا منشا یہ ہے کہ اپنی جائے سکنے اور مقام مقصود کو پہنچنے میں سرعت کریں زاد دیر نہ کریں جب کوئی شخص کسی مقام سے بھاگتا ہے تو وہاں کی سب چیزوں کو خیرباد کہدیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میرے بندوں کو کہدو کہ دنیا کو چھوڑ کر میری طرف بھاگیں دنیا کو چھوڑنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ خواہ مخواہ گھر دار بیوی بچے خویش اقارب سب کو چھوڑ دیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان کے ساتھ اپنے دلی تعلق کو قطع کر دیں اور رب ذو الجلال والاکرام سے اپنے قلب کو متعلق کر دیں یعنی ماسوی اللہ کو معناً ترک کر دیں ؎

ہر چہ آید در دل غیر تو نیست یا تو لی یا خوئے تو یا بوئے تو

یہ بہر حال ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ تم کہدو خدا کی طرف سے میں تم کو ڈرانے والا ہوں۔ نذیر کا لفظ آنحضرتؐ کی نسبت قرآن شریف میں متعدد جگہ مستعمل ہوا ہے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی ارشاد ہوا ہے کہ تم اپنی امتوں کو کہدو کہ میں ڈرانے والا ہوں اللہ تعالیٰ نے لفظ نبی سے بھی آنحضرت کو خطاب فرمایا ہے لیکن نذیر کا لفظ بہت کثرت سے استعمال کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دین سے زیادہ تر مقصود تخویف ہے الرجاء بین الخوف والسیف جو شخص با ایمان ہوگا وہ ضرور خوف اور امید کے درمیان ہوگا یعنی ایک جانب سے وہ عتاب الٰہی سے خائف ہوگا اور دوسری طرف اس کی رحمت کا امیدوار ہوگا پس جس انسان میں یہ دونوں صفتیں پائی نہ جائیں اس کا مومن ہونا ثابت نہیں ہے اس زمانہ میں امیدواری رحمت کا پہلو تو بہت غالب ہوا اس کی علامت یہ ہے کہ لوگ بہت مطمئن اور بیفکر ہیں بیشتر یہ اطمینان اور بیفکری غفلت اور بے دینی کی وجہ سے ہے بہر حال خوف کا پہلو بہت کمزور ہو گیا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا میری مثال تم لوگوں میں ایسی ہے کہ ایک شخص ایک گاؤں میں وارد ہوا اور وہاں کے باشندوں کو سنایا کہ ایک لشکر جرار تمہارے سر پر وارد ہونے والا ہے جو تم کو تاخت و تاراج کر دیگا میں اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ آیا ہوں چلو بھاگو بھاگو اور فوراً یہاں سے نکل پڑو اور بھاگو کچھ لوگ اس کے کہنے پر ایمان لائے اور سر شام چل نکلے اور آہستہ آہستہ مقام خطر سے پار ہو گئے اور بچ گئے باقی لوگوں نے اس ڈرانے والے پر کوئی توجہ نہ کی اور اس کی تکذیب کی اور جہاں تھے وہیں رہے علی الصباح وہ خونخوار لشکر آپہنچا اور اس گاؤں کا خاتمہ کر دیا اسی طرح آنحضرتؐ نے ہم کو ڈرایا اور حکم الٰہی کی تبلیغ فرمادی جو خوش قسمت تھے وہ اس پر یقین لائے اور جہ بہ عمل کیا یعنی دنیا سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے اور جو بدقسمت تھے وہ آپ کے ڈرانے سے ہرگز متاثر نہیں ہوئے اور اس پر یقین نہیں لائے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاکت کے گھاٹ جیسے جیسے نبوت کا زمانہ بعید ہوتا جاتا ہے اور قیامت قریب ہوتی جاتی ہے ..... غفلت اور بے دینی ترقی کرتی جاتی ہے بزرگان سلف کے حالات پڑھو اور سنو کہ خوف الٰہی سے وہ کس قدر کانپتے تھے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب گلستان میں حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ آپ کعبۃ اللہ شریف کی دیوار پر سر مبارک رکھکر عذاب قیامت کی سوائی سے بچانے کے لئے دعا فرما رہے تھے ذرا غور کرو کہ ایسے جلیل القدر ولی جن کا قدم تمام اولیاء اللہ کے گردن پر ہو اور جو اللہ تعالیٰ کے خاص محبوب ہوں ان کے خوف کا یہ حال تھا ہم کو کس قدر ہونا چاہیئے تمام بزرگان دین خوف الٰہی سے کس قدر کانپتے تھے پھر ہم کس شمار میں ہیں کہ اس کی عظمت اور قدرت اور قہاری اور جباری سے بے پرواہی کریں۔

اوپر جو آیت قرآن شریف سے نقل کی گئی ہے اس میں اور اس حدیث شریف میں جو حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی گئی ہے دیکھو کیسی مطابقت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بھاگو میری طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو ڈرانے والے ہیں اور آنحضرتؐ فرماتے ہیں میری مثال ایک ڈرانے والے کی ہے جو اپنی قوم کو کہتا ہے نکلو اور بھاگو کہ ایک لشکر جرار اور خونخوار تم کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے چلا آرہا ہے صوفیہ کرام اور اولیائے عظام اس بھاگنے سے دنیا و ما فیہا کو ظاہراً و باطناً چھوڑ دینا مراد لیتے ہیں لیکن عوام سے اس پر عمل کرنا دشوار ہے لہذا ہم کو چاہیئے کہ کم سے کم قلباً دنیا سے دست بردار ہو جائیں

اور خداوند تعالےٰ سے ربط پیدا کریں اسی میں ہماری نجات مقصود ہے کوشش کرو کہ یہ بات حاصل ہو جائے تمہاری کوشش ہرگز بیکار نہیں ہوگی اگرچہ مقصود پورے طور پر حاصل نہ ہو دنیا امور دنیوی امور کے مانند نہیں ہیں دنیا میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ سعی اور کوشش میں ناکامی ہو تو محنت رائیگاں جاتی ہے مثلاً کسی شخص نے کسی خدمت حاصل کرنے کے لئے کوشش پیشہ کی سالہا سال اس کے لئے پیروی کرتا رہا بدقسمتی سے اگر اس کو ناکامی ہوئی تو اپنے مقصود سے اکمل محروم رہا جاتا ہے یعنی اس کوشش کا کوئی حصہ اس کو نہیں ملتا اسی طرح اگر کسی طالبعلم نے کسی امتحان کے لئے بہت محنت سے تیاری کی لیکن اس میں کامیاب نہیں ہوا تو گویا اس کی تمام محنت بیکار ہو جاتی ہے اس امتحان میں پاس ہونے کی جو عزت اور وقعت اور نامودی ہوتی ہے اس کا کوئی حصہ اس کو نہیں ملتا لیکن یہ حال اس سعی اور کوشش کا نہیں ہے جو خدا کی راہ میں کی جاتی ہے بلکہ یہاں محنت کرنے والے کو اس کی سعی کی مقدار میں نفع ضرور ملتا ہے اگرچہ وہ منزل اخیر تک نہ پہنچے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لیس للانسان الا ما سعی یعنی انسان کو اسی قدر حصہ ملتا ہے جس قدر وہ سعی کرتا ہے پس اس راہ میں سعی جس قدر بھی ہو وہ خالی نہیں جاتی ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کے یہی معنی ہیں کہ ایک ذرہ برابر بھی جو نیکی ہم کریں گے اس کا بھی نتیجہ ہم کو حاصل ہوگا پس معلوم ہوا کہ کوئی محنت اور کوئی ریاضت گمراہ خدا میں کی جائے گی خواہ وہ کسی قدر قلیل ہو بیشتر اس کا نفع ضرور حاصل ہوگا ہم کو چاہیئے کہ اپنا نصب العین منزل اخیر رکھیں یعنی ماسوی اللہ کو چھوڑ کر قرب الٰہی حاصل کریں اور اس کے لئے تمام کوششیں عمل میں لائیں اگر فضل الٰہی شامل حال ہو تو منزل مقصود کو پہنچ ہی جائیں گے اور سعادت ابدی سے مشرف ہو جائینگے اور اگر بالفرض وہاں تک نہ پہنچ سکیں تو جہاں تک پہنچ جائیں غنیمت ہے "الی سعی دالاقدام من اللہ کو پیش نظر رکھیں (ارشاد باری ہے) ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرۃ وسعۃ جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی وہ زمین میں بہت منافع اور کشائش پائیگا یعنی جس جگہ ظلم ہوتا ہے حقوق ادا نہیں ہوتے خواہ وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق الناس اور کسی کو ان حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں ہو سکتی گویا ہر طرف سے ظلم ہی ظلم ہے اور ستم سر پیدا ہے نہ تو وہ لوگ جن پر حقوق واجب ہیں وہ خود ادائی حقوق کرتے اور نہ وہاں کوئی کسی کو توجہ دلاتا اور نہ حکام ہی اس جانب متوجہ ہوتے خواہ وہاں کوئی حاکم ہی نہ ہو یا حاکم موجود ہو مگر اس میں دیندار ی اور انصاف نہ ہو تو مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ ایسے ظالموں کا ظلم سہتے سہتے اپنی عمر ختم کر دیں اسلام کسی کو مجبوری کی زندگی بسر کرنا نہیں سکھاتا بلکہ وہ آزادی کا حامی اور حریت کا طرفدار ہے خود مختاری کی تعلیم دیتا ہے اور اختیارات حاصل کرنے کے طریقے سکھاتا ہے اذا بالجملہ ایک یہ ہے کہ ضعیف اور کمزور لوگ جو بالکل بے بس اور بے سہارا ہیں ایسی حالت میں اپنا مقام ظلم چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں جہاں ان پر ایسی تنگی نہ ہو ایسی بیدادگاہ ہے ایسا ظلم نہ ہو ایسی بے بسی نہ ہو بہر حال اپنا مقام چھوڑ کر نکل جانا شرط ہے اللہ پاک خود سامان فرماتا ہے اس طرح نکل جانے کو ہجرت کہتے ہیں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ اللہ پاک کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین سے بہت منافع ملیں گے احسان کی تنگی رفع اور کشائش ہو گی مگر شرط یہ ہے کہ ہجرت اللہ کی راہ میں ہو اور اللہ

کے لئے ہو یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے "ومن یھاجر فی سبیل اللہ" اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے مطلب یہ ہے کہ جس کی ہجرت اللہ کی راہ میں نہ ہو تو پھر نہ منافع کا وعدہ ہے اور نہ کشائش کا، چنانچہ بعض لوگ موت سے بھاگتے ہیں مثلاً طاعون شروع اور فرار بھی شروع ہوا یہ فرار فی سبیل اللہ نہیں ہوا ایسے فرار پر کسی کو کوئی وعدہ بھی نہیں ہے بلکہ ان کو سنا دیا گیا ہے ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم ثم تردون الی عالم الغیب والشہادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون یقیناً موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ بالضرور تم کو پالیگی اور دوسری جگہ ارشاد ہے اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ کہ تم کو موت پائے گی اگرچہ تم مضبوط برجوں میں رہو یہ ایسے سنا دیا گیا ہے کہ یہ فرار فی سبیل اللہ نہیں ہوا اور نہ "ففروا الی اللہ" میں داخل ہے بلکہ "فرار من اللہ" لعنوذ باللہ منہ اس لئے اس میں کسی قسم کی تائید نہیں ہوتی اسی طرح بھاگنے والوں کی خشیت جاتی رہتی ہے اور ایک طرح کا موٹر پن پیدا ہو تا ہے ان کو خدا کی یاد پوری طرح نہیں آتی غفلت بڑھ جاتی ہے اور اس زمانہ میں بعض ایسے ایسے کام سوجھنے لگے ہیں جو فرار سے پہلے زیادہ قرار میں نہیں سوجھتے تھے یہ کیسے ہے اس فرار کی خوری سے بخلاف اسکے ایک بھاگنا نگاہ الٰہی میں تا ہو وہ بھی فرار ہے مگر فرار الی اللہ ہے اس کا دوسا منام ہے ہجرت اور ہجرت کی صورت میں وعدہ منافع دنیوی کا بھی ہوا اور امید کشائش کے حصول کی بھی ہے اور ثواب آخرت تو علیحدہ رکھا ہے ہاں یہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں ہجرت کرنے والے قبل اسکے کہ منافع موعودہ حاصل کریں اور کشائش معہود سے ہم کنار ہوں داعی اجل کو لبیک کہتے ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ جو خدا کی راہ سے بھاگتے ہیں اور المعاذ اللہ سے جدا ہو جاتے ہیں بظاہر بچ گئے میں کامیاب نظر آتے ہیں یہ دراصل حس کی غلطی ہے مگر حس سے مراد حس حیوانی نہیں ہے جو فطرۃً ہر تمام آدمیوں کو محسوس ہوتی ہے بلکہ یہ حس شرعی ہے اس کو نور شریعت سے دیکھنے کی ضرورت ہے خیالخدا خدا سے بھاگ جانے والوں اور اہل اللہ کا ساتھ چھوڑ کر اپنے کو شاد کام اور فائز المرام سمجھنے والوں کی نسبت اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے قل فادرءوا عن انفسکم الموت ان کنتم صادقین اذا لا تمتعون الا قلیلا۔ اگر تم قتل سے بچکر نکل بھی گئے (تو کتنے دن) اس حالت میں تم تھوڑے سے تمتع (دنیوی) کے سوا اور کچھ حاصل نہیں کر سکتے"۔ علاوہ اسکے اس قسم کی فراری کو یہ کہ ایسے لوگوں کی عمر کم ہو جاتی ہے اور اگر کم نہ بھی ہوتی تو جو عذاب الٰہی ان کے آگے ہے اس کے نظر آتے وہ تمتع دنیوی بالکل ہوا ہو جاتا نظر آئے گا بخلاف اس کے جو لوگ مہاجر فی سبیل اللہ ہیں اور فرار الی اللہ کرتے ہیں اگر وہ منافع حاصل کرنے اور کشائش پانے سے پہلے اجل کے پنجہ میں گرفتار بھی ہو جائیں تو ان کی موت شمار سے ارشاد باری ہے ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ جو شخص ہجرت الی سبیل اللہ کی نیت سے صرف اپنے گھر سے نکل جائے پھر اس کو موت آجائے تو اللہ سبحانہ کے ذمہ اس کا اجر و ثواب ہو چکا، جو کسی طرح ضائع نہیں ہو سکتا، ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین" بلکہ ایسی ہجرت کرکے مرنے پر عذاب کی دھمکی بھی ہے ارشاد ہے ان الذین توفھم الملئکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاولئک مأوھم جہنم جن لوگوں کی جان ایسے وقت نکالتے ہیں جبکہ وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے یا ظلم سہتے رہتے ہیں ان سے دریافت کرتے ہیں کہ تم کس کام میں تھے تو یہ کہیں گے کہ ہم زمین میں کمزور تھے تو فرشتے کہیں گے کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی جس میں تم ہجرت کر سکتے یہ فرق ہے فرار من اللہ اور فرار الی اللہ میں خدا نہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ اسکی طرف بھاگیں اور

علمائے سلف

(از جناب مولانا ناز ہد القادری صاحب)

آجکل ہمارے علماء کی حالت نہایت افسوس ناک ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علمائے سلف کے وہ شاندار کارنامے بیان کئے جائیں جو تقویٰ یا فقہ علم الشریعت کی رہنمائی سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کے مطالعہ سے اصلاح اخلاق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

علمائے کرام کی حق پسندی

کنز المعارف میں لکھا ہے کہ ایک دن حجاج بن یوسف صحن کعبہ میں تقریر کر رہا تھا اس مجلس میں حضرت سعد بن ربیع تشریف رکھتے تھے جب وہ تقریر کر چکا تو آپ نے غضب آلود ہو کر فرمایا۔

کیا وہ شخص طبیب بن سکتا ہے جو اسلامی قانون کا مخالف ہو جس نے خدا کی حرام کی ہوئی باتوں کو حلال کر لیا ہے اور جس نے خدا کے دوستوں کو ایسا کا فعل کیا ہے؟ حجاج اپنی نسبت یہ سخت کلمات سنکر مشتعل ہو گیا اور اس نے پوچھا یہ کون ہے کسی نے کہا سعد بن ربیع انصاری سنکر وہ سفاک آپ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا کیا میرے جبروت سے واقف نہیں فرمایا ہاں واقف ہوں لیکن خدا کا جبروت اس سے اعلیٰ ہے اس جواب نے اسکو مشتعل کر دیا جب وہ منبر سے اترا تو دل میں غبار بھرا ہوا تھا اس نے ایک خادم کو اشارہ کیا اور خادم نے ایک زہر آلود خنجر حضرت سعد کے سینے میں پیوست کر دیا۔

ابن خلکان میں لکھا ہے کہ عمر ابن عاصم جب خلیفہ شام یزید بن عبدالملک کی طرف سے حاکم بصرہ مقرر ہوئے تو اس نے خواجہ حسن بصری کو طلب کیا اور ان کے سامنے یہ تقریر کی۔

آپ جانتے ہیں کہ ابن عبدالملک کو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر خلیفہ مقرر کیا ہے اور میں اس کی طرف سے حاکم بصرہ ہو کر آیا ہوں اس کی طرف سے جو حکم ملتا ہے میں اس کی تعمیل کرتا ہوں اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

خواجہ صاحب نے فرمایا اے عمر! یزید کے معاملہ میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور حق بات میں یزید کا خوف نہ کرو حق سبحانہ تعالیٰ تم سے یزید کے ضرر کو دفع کر سکتا ہے مگر یزید اس احکم الحاکمین کے قہر کو نہیں روک سکتا اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ وقت قریب ہے جب حق تعالیٰ تمہارے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجے گا جو تم کو شاندار مسہری اور وسیع محل سے علیحدہ کر کے تنگ قبر میں پہنچا دیگا وہاں سوائے تمہارے اعمال کے کوئی چیز تم کو نجات نہیں دلا سکتی اگر تم ہمارا خلیفہ تم کو اسلام کے خلاف کوئی حکم دے تو ہرگز اس کو نہ مانو کیونکہ رسول اعظم کا یہ ارشاد ہے (جس امر میں خدا کی نافرمانی ہو اس میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں) عمر یہ تقریر سنکر بگڑ گیا اور اس نے گیارہ روز تک دس دس روز انہ خواجہ صاحب کے گلوائے اس کشمکش سے ان کا جذبہ حق پسندی فنا نہ ہو سکا۔

ابو امام احمد بن حنبل کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ ایک دن خلیفہ مامون رشید کے دربار میں حاضر تھے اور اختلاف عقائد کی بنا پر وہ دن کو تیز آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اسی اثناء میں خلیفہ کے چہرہ پر مکھی بیٹھی اس نے اڑا دی مکھی جب عادت بھر آن بیٹھی خلیفہ نے پھر اڑا دی غرض کئی دفعہ یہی اتفاق ہوا آخر خلیفہ نے جھلا کر امام صاحب سے پوچھا کہ تمکبی پیدا کرنے کی خدا کو کیا ضرورت تھی؟ امام صاحب نے فرمایا حق تعالیٰ نے متکبروں کا غرور توڑنے کے لئے مکھیوں کو پیدا کیا ہے اس جواب کو سنکر مامون رشید طیش کے مارے تھرا گیا اور اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں امام صاحب کہتے ہیں کہ خلیفہ کی صورت دیکھکر مجھے یقین ہوتا تھا کہ اب کئی دم میں میرا سر قدموں پر آتا ہے یعنی میرے قتل کا حکم صادر ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں ہوا خلیفہ نے ہاتھ کے اشارے سے حکم دیا کہ اس کو دربار سے باہر کر دیا جائے میں اس حکم سے بہت خوش ہوا۔

اس واقعہ سے امام صاحب کی حق پسندی پر روشنی پڑتی ہے اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حق پرستی کے جذبہ نے ان کے دل میں ایسا استقلال پیدا کر دیا تھا کہ شاہی جلال و جبروت ان کو مرعوب نہ کر سکتا تھا۔

ابو جعفر خلیفہ بغداد ایک ظالم اور مستبد فرمانروا تھا اس نے ایک دن امام مالک کو اپنے دربار میں بلایا اور دیکھی گفتگو کے بعد کہا کہ مجھے کوئی حدیث سناؤ اس حکم کو سنکر امام صاحب کو اس بات کا موقع حاصل ہوا کہ خلیفہ کو اسکی بے اعتدالیوں اور خرمستیوں پر متنبہ کریں آپ نے یہ حدیث انتخاب کر کے سنائی:۔

قیامت کے دن حق سبحانہ تعالیٰ کا سب سے پیارا بندہ عادل بادشاہ ہوگا اور سب سے زیادہ حقیر و ذلیل اور مغضوب ظالم بادشاہ ہوگا اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ جو لوگ عدل کرتے ہیں وہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر حق تعالیٰ کے نزدیک بیٹھے ہوں گے۔

منصور جیسے جبار فرمانروا کے سامنے یہ جرأت کوئی معمولی بات نہ تھی خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ منصور کی قہر آلود نظریں دیکھکر مجھے اپنے قتل کا یقین ہو گیا تھا لیکن الحمد اللہ کہ میرے قلب پر خلیفہ کا رعب غالب نہیں آیا تھا آخر منصور نے غصہ ہو کر کہا (جاؤ یہاں سے)

کسب معاش

علمائے سلف کی حق پسندی کے واقعات لکھنے کے بعد اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے علمائے متقدمین نے اپنی معاش کن ذرائع سے پیدا کی۔ تذکرۃ العلماء از امام ابی الحسن عبدالرحمن بن احمد میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کا رجحان خاطر شروع سے تجارت کی طرف تھا وہ ریشمی کپڑے کے تاجر تھے اور ان کی صدر دوکان کوفہ میں تھی اور ان کے ایجنٹ جا بجا ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔

ایک دن ایک شخص نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ تجارت کو کیوں پسند کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا تجارت مسلمانوں کا مقدس پیشہ ہے تم جانتے ہو کہ صحابہ کرام مسلمانوں میں افضل تھے ان کا خاص پیشہ تجارت تھا میں بھی تجارت کو پسند کرتا ہوں۔

اور امام ابن جوزی تانبے کی تجارت کرتے تھے اور حضرت عبدالعزیز ابن

مبارک زیتون اور خروٹ اور چلغوزے بیچتے تھے اور ابو سعید نحوی اور ابن طاہر اور ابو الفضل دمشقی کو صنعت و حرفت سے دلچسپی نہ تھی اور یہ تینوں بزرگ اپنی معاش حرفت کے ذریعہ سے حاصل کرتے تھے یعنی ان کو فن کتابت سے آمدنی تھی اور وہ روزانہ دس درق لکھتے تھے۔

اور تاریخ و سیر کی کتابوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ علمائے سلف نے ملازمتیں بھی کی ہیں اور اپنی علمی شان کو قائم رکھکر اعلیٰ سے اعلیٰ دنیاوی عہدوں پر ممتاز تھے ذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ امام ابو الفضل بغدادی شروع میں ایک محرر تھے لیکن اپنی استعداد اور قابلیت کی وجہ سے عہدۂ وزارت تک ترقی کرکے پہنچے وہ شاہ مصر کے وزیر اعظم اور معتمد خصوصی تھے۔ اسی طرح علامہ کمال الدین فقیہ شافعی سلطان نور الدین زنگی دائے شام کے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔

اور امام تاج الدین ابراہیم سلطان بایزید یلدرم کے زمانہ میں رئیس الوزرا تھے وزارت کے علاوہ سفارت کے فرائض بھی علمائے سلف نے قابل ستائش طریقے سے انجام دئے۔ امام شعبی خلیفہ عبد الملک کی جانب سے قیصر روم کے دربار میں سفیر گئے۔ قیصر کے دل میں ان کی دانشمندی اور علمی قابلیت کا بہت گہرا اثر تھا اس نے ایک دفعہ ایک خط میں خلیفہ عبد الملک کو لکھا کہ مجھے تعجب ہے کہ ایسے شخص کے ہوتے مسلمانوں نے کیوں دوسرے کو خلیفہ بنایا جب امام شعبی سفارت سے منتقل ہو کر وزارت پر آئے تو خلیفہ نے وہ فقرہ ان کو دکھلایا امام صاحب نے کہا کہ قیصر نے مجھکو تو دیکھا لیکن آپ کو نہ دیکھا اگر آپ کو دیکھ لیتا تو ہرگز ایسا نہ لکھتا۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ)

اور امام شہاب الدین سہروردی دائے بغداد کی طرف سے حاکم ارمل کے دربار میں سفیر تھے اور علامہ قونجی والے سمرقند کی طرف سے سلطان محمد خاں فاتح قسطنطنیہ کے دربار میں سفیر تھے۔

تمول

آج پستی سے ہمارے علماء نے سمجھ لیا ہے کہ اہل علم کے لئے مالدار ہونا ضروری نہیں ہے وہ صرف جمعرات کی روٹیاں کھانے اور چندے مانگنے کے لئے ہیں لیکن تاریخ کے مطالعہ سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ اہل علم کے لئے متمول ہونا عیب نہیں۔

الرحمۃ العشیہ از حافظ ابن حجر عقلانی میں لکھا ہے کہ امام لیث مصری کی سالانہ آمدنی اسی ہزار اشرفیاں تھیں یعنی آٹھ لاکھ روپے اگر کبھی ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی اس لئے کہ سال گزرنے سے پہلے وہ اپنی کل آمدنی نیک کاموں میں صرف کر دیتے تھے۔

اور امام ابو حنیفہ کی تجارت کا سالانہ نفع تقریباً چالیس لاکھ روپے تھا جس کا بیشتر حصہ وہ اپنے شہر کے غریب آدمیوں کی امداد میں صرف کر دیتے تھے اور امام ابو یوسف کی آمدنی بھی چالیس لاکھ روپے سے کم نہ تھی وہ بھی غریبوں کی امداد اور بیواؤں کی دستگیری میں صرف کرتے تھے۔

امام شیخ محمد عبدہ (مفتی مصر) کی سالانہ آمدنی بارہ ہزار روپے سے زائد تھی جس کا نصف حصہ وہ نیک کاموں میں صرف کیا کرتے تھے۔ (تذکرۃ العلماء)

علمائے کے تعلقات امراء و سلاطین سے

لیل و نہار کی گردشیں پیش کرتی ہیں ایک زمانہ تھا کہ علماء کرام اپنے زہد و تقوی کی وجہ سے امراء و سلاطین پر ایک خاص اثر و اقتدار رکھتے تھے لیکن آج عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ علماء و مشائخ کو سلطنت و سلاطین سے کوئی تعلق نہیں وہ صرف اس لئے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز پڑھا دیا کریں اور چند کتابوں کی شرح بیان کرتے رہیں۔

تذکرۃ العلماء جلد اول میں لکھا ہے کہ خلیفہ سلیمان ابن عبد الملک اموی کے عہد حکومت میں علامہ عبد الرحمن بن امین لخمی کو انہائی عروج و کمال حاصل تھا خلیفہ سلیمان پر علامہ موصوف کی علمی قابلیت اور دانشمندی کا غیر معمولی اثر تھا جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے علامہ ممدوح کو طلب کیا اور کہا کہ میں اپنے بیٹے داؤد کو اپنا جانشین کرنا چاہتا ہوں علامہ موصوف نے فرمایا کہ مجھے آپ کی رائے سے اتفاق نہیں ہے میں داؤد کو نااہل اور ناتجربہ کار سمجھتا ہوں میری رائے میں عمر ابن عبد العزیز خلافت کے اہل ہیں خلیفہ نے کہا بیشک وہ بہت نیک، سلیم الطبع اور انصاف پسند ہیں اس کے بعد وہی خلیفہ مقرر ہوئے۔

امام ابو یوسف اپنے زہد و عرفان میں ونیز اپنے فضل و تبحر کی وجہ سے خلیفہ ہارون الرشید کے معتمد خصوصی اور رئیس مجلس تھے ابن خلکان نے لکھا ہے کہ عہد رشیدی میں ابو یوسف علم و حکمت اور ریاست و اقتدار میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے ان سے بڑا حکمران کوئی فاضل علیہ المرتبت نہ تھا۔

امام یحیی جامع موطا امرائے اندلس کے مستاج اور مشیر اعظم تھے ہر کام ان کے مشورہ سے بالکل کو پہنچتا تھا اور امرائے اندلس ان کو معزز و محترم سمجھتے تھے۔

امام فخر الدین رازی سلطان شہاب الدین غوری کے مشیر اعظم اور معتمد خصوصی تھے سلطان ان کو اپنا رہبر سمجھتا تھا ابن خلکان نے لکھا ہے کہ امام رح رازی مملکت غوری کے ذی اثر رکن تھے۔ سلطان شہاب الدین امام صاحب کے علم و فضل کا معترف تھا اور وہ اس کے مزاج پر اس قدر حاوی تھے کہ کسی وقت ان سے زیادہ سلطان کے دل میں نہ تھی اور تدبیر مملکت میں ان کو اس قدر مداخلت تھی کہ وزراء کے احکام ان کی رائے لینے کے بعد نافذ ہوتے تھے۔

علامہ ابن رافع قشیری حافظ حدیث اپنے مکان پر حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے اور خراسان کے اکثر امراء وقت بستہ ان کے درس میں حاضر ہوتے تھے۔ علامہ موصوف کے جلال کا یہ عالم تھا کہ کسی امیر کبیر اور رئیس اعظم کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ بے تکلف بات چیت کر سکتا۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ خیال غلط قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ لائق مصنف نے مضامین کی ترکیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ ایک "سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے تاکہ کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جس کے متعلق پہلے سے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح کی ہے عرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے۔ قیمت ہر حصہ عہ صفحہ ۱۸ تحریر بہ پیر دہلی سے منگائیں۔

اپنی مدد آپ کرو

(از جناب محمد شفیع الدین صاحب بیگ)

علم اخلاق میں رحم وکرم، غیرت وحمیت وبہادری محنت وجفاکشی اور عزم واستقلال اخلاق حسنہ خیال کئے جاتے ہیں منجملہ ان کے اپنی مدد آپ کرنا بھی ہے اگر وقت نظر سے کام لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مذکورہ بالا تمام اخلاق فاضلہ میں زیادہ تر اپنی مدد آپ کرنا بنیاد کار فرمائیاں نظر آتی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ مذکورۂ بالا اوصاف کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی مدد آپ کرنا کے جزو کی ضرورت ہے۔

اپنی مدد آپ کرو ایک ایسا اصول ہے جو زندگی کے ہر قسم میں کارآمد ہوتا ہے اس امر کو ثابت کرنے کیلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند مثالیں پیش کی جائیں تاکہ یہ اصول اچھی طرح ذہن نشیں ہو جائے۔

خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم اس کے معنی یہ ہیں کہ ؎

خدائے آنجناب اس قوم کی حالت نہیں بدلتی نہ جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی صرف اسی قوم کی امداد کرتا ہے جو اپنی آپ مدد کرتی ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ السعی منی والاتمام من اللہ یعنی کوشش میری جانب سے ہونی چاہیئے اس کو کامیاب کرنا خدائے تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک انسان کسی کام میں خود ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتا اس وقت تک قدرت کی جانب سے بھی اسکی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی۔

ایک انگریز مصنف مسٹر سیموئیل سائل اپنی کتاب "سلف ہلپ" میں لکھتے ہیں "اپنی مدد آپ کرنے کا جذبہ انفرادی طور پر تمام حقیقی ترقیوں کی بنیاد ہے اور اگر یہ جذبہ کسی قوم کے بہت سے افراد میں پایا جائے تو یہ عام قومی قوت اور طاقت کا صحیح ذریعہ ہے۔

اسی کتاب میں یہی مصنف کہتا ہے کہ معمولی سے معمولی درجہ کا آدمی بھی اگر اپنی محنت اور جفاکشی کی مثال قائم کرے تو اس کا اثر ملک کی خوشحالی پر ضرور پڑتا ہے یعنی اس کی ذاتی کاوش سے ملک خوشحال ہوتا ہے کیونکہ اس کی اس قسم کی زندگی اور کیریکٹر پوشیدہ طور پر اہل ملک میں سرایت کرتا ہے اور آئندہ نسلوں کیلئے ایک نمونہ چھوڑ جاتا ہے۔

غرض انسان کی زندگی ہی پر نظر ڈالئے جس کام پر محنت کی جاتی ہے وہی کام اچھا ہوتا ہے اور جس کام پر زیادہ تن دہی اور جانفشانی کی جائے گی اسی قدر اسکو ادا کرنے کے بعد راحت اور مسرت حاصل ہوگی جو شخص قوت بازو سے کما کر کھاتا ہے اس کی خوشی اس شخص کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ ہوتی ہے جس کی زندگی کا انحصار اوروں کے دست کرم پر ہے لیکن صرف اپنی مدد آپ کرنے ہی کا جذبہ انسان کو محنت کرنے اور قوت بازو سے کمانے پر آمادہ کر سکتا ہے۔

بیکن کا قول ہے کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان نہ دولت کی حقیقت سمجھتے ہیں نہ طاقت کی اور طاقت کے مقابلہ میں دولت کو ترجیح دیتے ہیں خود اعتمادی اور اپنا بھروسا جو اپنی مدد آپ کرنے ہی کی شاخیں ہیں انسان کو اپنی قوت بازو کی مدد سے حاصل کئے ہوئے دانہ پانی پر گذارہ کرنا سکھاتے ہیں اور یہی وہ جذبے ہیں جو انسان کو اپنی معاش محنت سے حاصل کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔

اپنی مدد آپ کرو کی خوبی کی مثال میں ہندستان کی ایک حکایت نقل کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا حضرت سعدی شیرازی فرماتے ہیں کہ:-

ایک شخص کسی جنگل سے گزر رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بیدست و پا لومڑی پڑی ہوئی ہے اس کو ترس آیا کہ یہ کہاں کیونکر ہوگی اس اثناء میں وہ یہ دیکھکر متحیر ہو گیا کہ ایک شیر ایک گیدڑ کا شکار کر کے لایا اور کچھ کھا کر باقی وہیں چھوڑ گیا جو لومڑی کے حصہ میں آیا یہ دیکھکر اس شخص نے سوچا کہ جب اللہ تعالیٰ ایسے اپاہج لومڑی کو اس طرح روزی پہنچا دیتا ہے تو میں اسی پر بھروسہ کر کے کیوں نہ بیٹھ جاؤں قصہ مختصر یہ صاحب بیٹھ گئے مگر غیب سے کسی طرح کی مدد نہ ہوئی یہانتک کہ بھوک کے مارے برا حال ہونے لگا اور لگے پیٹ میں چوہے قلابازیاں کھانے اور اب تو یہ بھی سٹی بھول گئے اسی بیچ و تاب میں تھے کہ غیب سے آواز آئی ؎

بر و شیر درندہ باش اے دغل — مپندار خود چو روباہ شل

چناں سعی کن کز تو ماند چو شیر — چو روبہ چہ باشی بہ واماندہ سیر

چو شیر اکر اگر دن فرہ است — گرافتد چو روبہ سگ اندر پوست

بجنبک آرد بادیگراں نوش کن — نہ بر فضلۂ دیگراں گوش کن

بخود تا توانی بہانذ خویش — کہ سعیت بود در ترازوئے خویش

اشعار بالا کا مطلب یہ ہے کہ اے مکار اپنے تئیں اپاہج لومڑی نہ سمجھ بلکہ شکار کرنے والا شیر بن۔ محنت کر تا کہ شیر کی طرح تیری کمائی میں سے کچھ بچ بھی جائے لومڑی کی طرح شیر کے جھوٹے پر گذارہ نہ کر جو لوگ شیر کی طرح اپنی گردن اونچی رکھتے ہیں یعنی خود کما کر کھاتے ہیں اگر وہ گر جائیں یعنی دوسروں کے ہاتھ کچھ نہ لگے تو وہ کتے سے بھی بدتر ہیں اتنا کما کر لا کہ اپنی کمائی میں اندھوں کو بھی شریک کر سکے نہ یہ کہ دوسروں کی کمائی کے بھروسے پر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جائے۔

مختصر یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنے بازوؤں کی محنت سے کما کر کھایا بالفاظ دیگر اپنی مدد آپ کرو۔ اپنی مدد آپ کرو کی ضرورت عرض کرنے کے بعد اس کی بعض خوبیوں اور نتائج پر اسی اختصار کے ساتھ بحث کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ جن لوگوں نے اس پر عمل کیا وہ اپنے زمانہ میں کیا کچھ ہو گئے اور اگر ہم بھی پوری کوشش کے ساتھ اس پر عمل کریں تو کیا کچھ کر سکتے ہیں۔

جن حضرات نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ محمود غزنوی کی ہیبت ہی کم فوج کے راجہ انند پال کی ایک بڑی فوج کو شکست دی اس کے وجوہ کچھ اور بھی تھے مگر سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ محمود کو اپنی ذات اور اپنی فوج پر پورا بھروسہ تھا اور انند پال نے ہندوستان کے بہت سے راجا مہاراجوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا تھا چونکہ اس نے دوسروں پر بھروسہ کیا اس لئے شکست کھائی ۱۰۰۸ء کے احمد شاہ ابدالی کے حملہ کو لیجئے۔ مرہٹہ پیشوا رگھوبا نے اپنی مدد کے لئے مہاراجہ ملہار اور مہاراجہ سندھیا اور کئی راجوں مہاراجوں کو بلایا لیکن اپنی مدد آپ نہ کرنے کی وجہ سے یہ سزا ملی کہ شکست فاش ہوئی اور اس غم میں خود پیشوا کو اپنی جان دینی پڑی۔

جان ملک الموت کے نذر کرنی پڑی۔

جب تک مسلمانوں میں اپنی مدد آپ کرنے کا مادہ رہا انہیں دنیا کی کوئی طاقت زیر نہ کر سکی مگر جب انہوں نے دوسری قوموں کی اعانت پر بھروسہ کیا تو یہ مصیبت آئی ابھی حال کا واقعہ ہے کہ ترکی حکومت اور مسلمانوں نے یورپ کی بڑی بڑی عیسائی حکومتوں اور جمعیتہ الاقوام سے کتنی منتیں کیں کہ وہ ترکی کو ان کے بعض علاقوں سے محروم نہ کریں مگر اس قسم کی تمام درخواستیں صدا بصحرا ثابت ہوئیں آخر کار ترکوں کی ایک جماعت نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی رہنمائی میں "اپنی مدد آپ کرو" کے سنہری اصول پر عمل کیا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کام متنی خوشامدوں سے نہ ہوا تھا وہ قوت بازو سے حسب مراد طے ہو گیا۔

اب الفرادی حالت پر نظر ڈالئے شیر شاہ جو ہندوستان کا ایک نہایت مقتدر بادشاہ ہوا ہے ابتداء میں ایک معمولی سپاہی تھا مگر اپنی قوت بازو ہمت اور استقلال کی بدولت اتنا بڑا درجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوا بادشاہ ہونے کے بعد بھی اس نے محنت اور جفاکشی سے جی نہ چرایا۔ مشہور ہے کہ یہ حکومت کے کاروبار میں اس طرح لگا رہتا تھا جیسے کوئی معمولی مزدور اپنی مزدوری کمانے میں لگا رہتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی مدد آپ کرو کے اصول سے واقف تھا۔

نپولین بونا پارٹ شروع میں ایسا غریب تھا کہ بیچارہ سامان تعلیم بھی فراہم نہ کر سکتا تھا یہانتک کہ تعلیم اور ابتدائی ملازمت کے زمانہ میں دونوں وقت کا کھانا تک میسر نہ آتا تھا اس نے خود لکھا ہے کہ رات کو دس بجے سو کر صبح چار بجے اٹھتا ہوں اور مجھے صرف ایک وقت کھانا میسر آتا ہے۔ ایک شخص نے باوجود کافی آمدنی کے جب اپنی تنگی کی شکایت کی تو اس نے یہ کہکر اسے خاموش کر دیا کہ تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں اپنا گذارہ کس طرح کیا میں سوسائٹی اور عام تفریح گاہوں سے الگ رہتا تھا اور سادی روٹی پر زندگی بسر کرتا تھا یہ تو اس شخص کی اصلیت تھی مگر اپنی مدد آپ کرو پر وہ نہایت مستقل مزاجی سے عامل تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طرابلس جو ایسا کرنے کا لازمی نتیجہ ہے اس کو حاصل ہوئی اور فرانس کی شہنشاہی کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا اور اس کے نام نے شہرت دوام حاصل کر لی

ریل کی عقیدیت اور اس کے فائدوں سے کون انکار کر سکتا ہے لیکن یہ نتیجہ ہے جارج اسٹیفنس کی لگاتار محنت اور کوشش کا جو باوجود انتہائی غریبی اور مفلسی کے محض اپنی مدد آپ کرنے کے اصول پر عامل موٹر دنیا کے اعلیٰ موجدین میں شمار ہونے لگا۔

انگلستان ہی کا ایک اور مشہور جینیس وہٹ ہوا ہے جس نے دخانی انجن بھاپ سے چلنے والا انجن ایجاد کیا اگر ان مصیبتوں اور پریشانیوں کا ذکر کیا جائے جو اس راہ میں جینیس وہٹ نے اٹھائیں تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں مگر چونکہ اس کے لئے کافی وقت درکار ہے اس لئے اس وقت صرف یہی بات بتلانے پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ اپنی مدد آپ کرو کا اصول ہمیشہ اس کے پیش نظر رہا اور آخر کار یہی اصول اس کی زندگی کو کامیاب بنانے کا سبب ہوا۔

اسی ضمن میں مسٹر ٹوینر ائی کا ذکر کرنا شاید دلچسپی سے خالی نہ ہو جب پہلی دفعہ انگلستان کے دارالعوام میں انہوں نے باوجود تیاری کے تقریر کی تو چونکہ اس موقع پر رطوبتہی سے لوگوں نے قہقہے لگائے کہ وہ بیٹھ جانے پر مجبور ہوئے مگر بیٹھتے بیٹھتے انہوں نے اتنا تو کہہ دیا کہ میں نے بہت سے کام مختلف اوقات میں شروع کئے ہیں اور میں آخر کار ہمیشہ ان میں کامیاب رہا ہوں فی الحال اس وقت تو بیٹھا جاتا ہوں مگر ایک زمانہ آئے گا کہ آپ سب صاحبان میری تقریر سننے پر مجبور ہوں گے۔

ان کی اس بیش گوئی کو کس نے پورا کیا؟ صرف "اپنی مدد آپ کرو" کے اصول اور محنت نے انہوں نے تقریر میں اس قدر کمال پیدا کیا کہ پہنچا یا کہ بقول سائلہ بجائے اسکے کہ لوگ ان کی تقریر پر ہنستے ان کی مرضی کے تابع ہو گئے یعنی جب مسٹر ٹوینر ائی چاہتے تھے اپنے سامعین کو ہنسا دیتے تھے اور جب چاہتے تھے خاموش کر دیتے تھے۔

آج خاص کر ہم مسلمان قومی کبیدگی اور فلاکت کا رونا تو بہت روتے ہیں غیار کے حملوں سے پریشان ہو کر انہیں برا بھلا کہنے کی تو بہت عادت ہے یہانتک کہ اسی سلسلہ میں خدا تعالیٰ سے بھی بدگمان ہوئے اور اقبال کی زبان میں کہنے لگے

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

یہ سب کچھ ہو مگر خود ہاتھ پاؤں مارنے کیلئے تیار نہیں ہم کو خود ہی تو اپنی حالت پر نظر ڈالنی چاہیئے تب کہیں ہم اپنی حالت کا جائزہ لیں گے اس وقت تک ہمیں اپنی کمزوریوں کا علم نہیں ہو سکتا بقول سعدی

خطا ہاشی کہ عیبہائے تو روشن شود ترا
یکدم منافقانہ نشیں در کمیں خویش

آج اپنے اور اپنی قوم کے لئے کسی بات پر جو ہم خود کچھ نہ کرتے ہوں تعلیم جبکا ہاتھ ہمیں خود اٹھانا چاہیئے ہم حکومت پر جو ڑے ہوئے ہیں تجارت میں ہم اپنی ہمسایہ قوموں پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں یہانتک کہ اگر بھی ہڑتال ہو جاتی ہے تو اشیائے خوردنی تک مسلمانوں کی روزی کمانے کا بہترین ذریعہ ہے محنت اور جفاکشی سے بچنے کی خاطر ترک کر رہے ہیں اور دیگر اپنی بہتر اوقات کا ذریعہ نوکری کو بنا رکھا ہے ہماری ہی قوم میں لاکھوں اچھے بھلے آدمی جو معمولی محنت سے بھی قومی دولت میں اضافہ کر سکتے تھے دوسروں کے دست نگر ہیں اور دست سوال دراز کر کے قومی افلاس کو اور ترقی دے رہے ہیں اور اپنے ان اعمال کا ذمہ دار خدائے تعالیٰ کو گردانتے ہیں آج بھی خدائے تعالیٰ ہماری مفلسی اور فلاکت کے آشکدہ کو گلزار سے بدل دینے کے لئے تیار ہے مگر ہم قابلیت پر تو بھی تو پیدا کریں اقبال ہی کی زبان سے مندرجہ بالا بیگانی کا جواب ہی سن لیں ؎

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

آج بھی خدائے تعالیٰ کی تجلی ہم پر نور افشاں ہو سکتی ہے مگر موسیٰ صفت کہاں ع

جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

اپنی مدد آپ کرنے کا اصول خود اعتمادی محنت اور استقلال کامیابی کے خزانے کی کنجیاں ہیں جس قوم کی خواہش ہو وہ اپنی قوت بازو سے ان خزانوں کو کھول سکتی ہے آج ہندوستان میں ہم مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ کوئی حکومت کا دست نگر بننا چاہتا ہے کوئی ہندوستان کی دیگر اقوام کا لیکن جب تک دوسروں پر بھروسہ کیا جائیگا ہمیں کچھ حاصل نہ ہوگا

جب خدائے تعالیٰ ہی ایسی قوم کی مدد نہیں کرتا جو خود اپنے قدموں پر کھڑا ہونا اور اپنی مدد آپ کرنا نہیں جانتی تو کسی غیر قوم کو کیا غرض پڑی ہے کہ وہ دوسروں کی دوسری اقوام کا ہمیں ایسی قوت اور طاقت حاصل کرنی چاہیئے کہ حکومت اور ہندوستان کی دیگر اقوام ہماری دست نگر ہوں اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی محنت اور جفاکشی اپنے عزم و استقلال اور سب سے بڑھکر اپنی قوت بازو پر بھروسہ کریں۔

اسلام اور دیگر مذاہب کے تیوہار

(از جناب سید محمود شاہ صاحب محمود گیلانی)

نصاریٰ کے تیوہار

دیگر مذاہب میں تیوہار تو بہت ہوتے ہیں مگر سب نام کے! اور اگر کوئی کام کا ہو بھی تو اسے بھی برائے نام سمجھئے مثلاً ایک نصاریٰ ہی کو لے لیجئے ان کا سب سے بڑا اور تاریخی تیوہار کرسمس ڈے (یوم ولادت حضرت مسیح) ہوتا ہے غالباً آپ جانتے ہوں گے کہ وہ اسے کن جائز طریقوں سے مناتے ہیں اگر نہیں جانتے تو ہم سناتے ہیں سنئے۔

اس "مقدس تیوہار" کا سب سے بڑا جز شراب ہے اور پھر زنا اور آگے چلکر قمار بازی جوا۔ سٹہ۔ اور تیسری منزل کتوں کی دوڑیں۔ رقص و سرود کھیلیں ہر قسم کے تھیٹر اور سینما کی بلا ناغہ حاضری غرضیکہ اس بہت بڑے اور مقدس تیوہار میں اس قسم کے "بھلے کام" ہوتے ہیں مگر خدا کی یاد اس تیوہار کے پروگرام میں کالعدم ہے۔ مفقود ہے۔

یہ تو ہوا "کام" کا تیوہار اب رہا نام کا تیوہار سو "اپریل فول" کا حال سنئے اول الذکر تو خیر ایک تاریخی تیوہار رہے لیکن یہ اپریل فول خدا جانے کیا بلا ہے! اور یہ "بیوقوفوں کا دن" الصداقت کس "دانا مغربی" کی ایجاد ہے خیر کچھ بھی ہو بلا سے ہمیں اس وقت اسلامی تیوہاروں کا دیگر مذاہب کے تیوہاروں سے مقابلہ کرنا ہے۔ اچھا جناب! اس اپریل فول میں جو کچھ ہوتا ہے وہ محتاج بیان نہیں بایں لئے کہ زبان زیب نہیں دیتی کہتے ہیں کہ ہر ایک چیز کی حد ہوتی ہے لیکن یقین جانئے اپریل فول میں کسی چیز کی حد نہیں ہوتی۔ خراخات۔ بیہودگیاں۔ بدحواسیاں۔ تحمیق۔ تضحیک بادہ نوشی۔ تعیش غرض جس چیز کو دیکھو گے "لاحول" نظر آئے گی اور اسی قسم کے دیگر چھوٹے موٹے تیوہار ہیں اگر ایک ایک کی جداگانہ تفسیر لکھی جائے تو دفتر سیاہ ہو جائیں بہرحال یہ ہیں ان "اہل کتاب" کے "مقدس تیوہار" جن پر انھیں ہمیشہ سے ناز ہے۔ فخر ہے!

ہنود کے تیوہار

اب لیجئے اپنی ہمسایہ قوم اہل ہنود کو سب سے پہلے ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمیں کسی مذہب سے خدا واسطے کا بیر نہیں ہے۔ الی سے بغض نہیں عناد نہیں، حسد نہیں بلکہ ہم تعصب اور فرقہ وارانہ مناقشات کو ہمیشہ برا سمجھتے ہیں اور ایسے مناظر فطری اور مباحث طبعی ایک مذہبیانہ ادا ہے لیکن یہ بھی اسی حد تک جب دیگر ادیان کے پیشوایان کرام کو توہین آمیز لہجوں سے یاد نہ کیا جائے۔ ہمارا مسلک صلح کل ہے اور اسلام ہمیں باہمی شکر رنجیوں اور "تو تو میں میں" نہیں سکھاتا ہاں یہ تباہ کن خیالات ہر دین ہر مذہب ہر دھرم اور امت میں رواج اس لئے ہم نے آج اسلام اور دیگر مذاہب کے تیوہاروں" کے تقابل کیلئے قلم اٹھایا ہے تو اچھی بات۔ لیجئے ہندوؤں کے تیوہاروں کی اس دھرم کے تیوہار سب مذاہب سے زیادہ ہیں۔ سال بھر میں مکمل و بیش منتخب شدہ تیوہار کوئی ڈیڑھ سو کے لگ بھگ ہوں گے اور باقی یہ جو مہینے میں چالیس پچاس آیا جایا کرتے ہیں انہیں نظر انداز کیجئے بڑے بڑے تیوہاروں میں سے ایک کا نام ہے بیاکھی یعنی سنہ بکرمی کا آغاز اس بیاکھی کے موجد نے اس کو نہایت تزک و احتشام سے منانے کا جو قانون مرتب کر رکھا ہے اس کو پنجابی میں "بھنگڑا" کہتے ہیں یعنی یہ مقدس نام انگریزوں کے "ڈانس" اور فارسی کے "رقص" اور اردو کے "ناچ" کا ایک فصیح و بلیغ ترجمہ ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں بیانو۔ ہارمونیم۔ چغتائی و طبلہ۔ سارنگی ستار وغیرہ وغیرہ کی بجائے صرف ڈھول اور گھنگرو اور بڑی بڑی لاٹھیاں ہوتی ہیں۔ بیئر۔ وسکی اور وائن کی بجائے گنے اور گڑ کی شراب تاب پتی ہے (شکر ہے کہ یہ قوم سودیشی مال پر شیدا ہے) باقی رہا ان کے افعال و حرکات پر تبصرہ سو آپ نے اکثر بیاکھی کے میلے دیکھے ہوں گے اس لئے زیادہ تنقید کی ضرورت نہیں ہے ان کا ایک "تاریخی تیوہار" جو ساری ہندو جاتی کی دم ہے۔

ذرا اس سے آگے بڑھیے تو مقدس ہولی کا تیوہار نظر آئے گا "وجہ تسمیہ" اس کی (غالباً) یہ ہے کہ یہ "روز رنگ افروز" مہاراجہ رام چندر جی مہاراج کی وہ اہم یادگار رہے جبکہ انہوں نے لنکا فتح کر کے رسم تاجپوشی ادا فرمائی تھی بجا ارشاد ہوا یہ تو بہت ہی اہم اور تاریخی تیوہار رہا۔ مگر اسے منانا کس طرح جلئے بادہ گلگوں سے بہائے نارنگ کو۔ سیراب کر کے بارہ میں جاوے کے اس کو نوچئے اس کو چیتھڑے نالیوں اور بدروؤں میں "شور پور" ہو جیسے کسی پر کیچڑ پھینکئے کسی پر رنگ ڈالئے ہر ذی عزت اور صاحب وقار کی عزتی کیجئے بس یہ مقدس تیوہار بحسن و خوبی انجام تک پہنچ جائے گا اس کے منانے کا اس کے سوا اور کوئی طریق نہیں ہے یہ ہے ہولی کا جلال و احترام!

ہولی کے بعد ایک اور نہایت ہی دلچسپ اور معنی خیز تیوہار رہ گیا جسے دیوالی کہتے ہیں یہ غالباً اس ساہوکار اور مقدس دان کی یادگار ہے جب مہاراجہ رام چندر جی بارہ سال بن باس کی منزلیں طے کرنے کے بعد اپنے تخت و تاج کو سنبھالنے میں مصروف کار ہوئے تھے یعنی آپ کی تاجپوشی کا دن، اس یوم سعید میں "دیپ مالا" سے جہاں تاریکی کو روشن کر کے اپنی مذہبی اور قومی امنگ کو ظاہر کیا جاتا ہے اور اس سے بھی زیادہ ایک اور نیک کام ہے جسے قمار بازی کہتے ہیں یہ کام متواتر آٹھ دس یوم تک سرانجام ہوتا رہتا ہے اور اس اثنا میں مہاراجہ رام چندر جی کے قمار باز متوالے اپنا سارا مال و متاع جوئے کی معرفت مہاراجہ موصوف کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں اور جب زر و مال ختم ہو جاتا ہے تو بیوہار جانوں کی قربانی تک نوبت آ پہنچتی ہے چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ بعض نہایت ہی خوش اعتقاد اور مخلص ہندوؤں نے اپنی دیویوں کو بھی قمار بازی (نہ تو بہ ارام چندر جی کی نذر کر دیا۔

اس کے علاوہ شراب خوری کی وہ بہتات ہوتی ہے کہ "الامان"

کوئی ایسا معزز اور مہذب ہندو نہ ہوگا جس نے اپنے لہلہاتے گلگلوں کو باوہ رنگین سے تر نہ کیا ہو۔ باروں میں یہ مہذب مشٹنڈے اپنے شریفانہ بکواس سے ہندو دھرم کی نشر و اشاعت کرتے ہیں یعنی مزید دیتے ہیں اس بات کا کہ ہمارے تیہار نہایت ہی مقدس اور واجب الاحترام ہوتے ہیں ارے ہندوؤں! کیا انہیں تیہاروں پر اور اسی مذہب پر اتنا ناز ہے غور اور فکر کرنا چاہیے۔

مسلمانوں کے تیوہار

ہم اپنے منہ میاں مٹھو بننا نہیں چاہتے حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے جتنے بھی تیوہار ہیں وہ تمام تر تاریخی اور مذہبی واقعات پر مبنی ہیں مسلمانوں کے تیہار سال بھر میں کبھی کوئی چار پانچ ہوتے ہیں مگر سارے کے سارے تحریم و تقدیس سے بھرے ہوئے۔ دو عیدیں ہیں ایک تو ماہ صیام کے بعد روزہ داروں کو نوید بہجت سنانے کو آتی ہے اور دوسری حضرت خلیل اللہ کے ایثار حقیقی اور فدیہ بے مثال کی یاد تازہ کرتی ہے جس میں مذہبی اور قومی اہمیت کے علاوہ ایک تاریخی رنگ بھی جھلک دکھاتا ہے۔ آگے چلکر معراج اور لیلۃ القدر ہے سو قرآن مجید میں ان ہر دو تیوہاروں کا احترام و فضیلت مرقوم ہے (کیا بیاگی دیوالی کی فضیلت بھی کسی ویدیا شاستر سے ملتی ہے) ان کے علاوہ دو تین تیوہار اور ہوں گے اور وہ بھی مذہب کا پہلو لئے ہوئے کیا دیگر مذہب کے لوگ ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے تیوہار بھی سب نام کے ہوتے ہیں۔

عیسائیوں اور ہندوؤں کے تیوہاروں کو تو سن چکے اب یہ بھی سن لیجئے کہ مسلمان ان مقدس تیوہاروں کو کیسے منکر مناتے ہیں۔

سنئے عیدوں میں نفل پڑھتے ہیں، خدا کی عبادت مقدم، بڑی عید کو قربانی بھی دیتے ہیں خدا بھی راضی اور اتباع سنت بھی ہو گیا۔ لیلۃ القدر اور معراج میں بھی حتی المقدور نوافل پڑھے جاتے ہیں اور لیلۃ القدر میں تمام رات قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ نوافل پڑھے جاتے ہیں؛ ایک ہوتا ہے آخری چہار شنبہ جو یادگار ہے اس روز کی جس دن حضور آب علالت سے شفایاب ہو کر اور غسل صحت فرما کر سبزہ کی سیر کو تشریف لے گئے تھے اگرچہ شرعاً اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے تاہم اس میں بھی نفل شکرانہ کے طور پر ادا کئے جاتے ہیں۔

الغرض اسلامی تیہاروں میں یاد الٰہی کو سب سے مقدم رکھا گیا ہے اگر تاریخی تیوہار ہے تو اس میں بھی خدا کی یاد لازمی اور اگر مذہبی اور قومی دن ہے تو اس میں بھی عبادت ضروری غرضیکہ عبادت ہر حال میں پیش پیش ہے کیا دیگر مذاہب کے تیوہاروں میں اس کی کوئی نظیر مل سکتی ہے۔

مسلمان اور ہندو تیوہار کی شرکت

بلاشبہ اسلام ایک آزاد مذہب ہے جبر و اکراہ کی تعلیم نہیں دیتا خلاصہ ما صفا فدع ما کدر (کا زرین اصول صرف اسلام ہی میں ملتا ہے لیکن آزادی اس کا نام نہیں کہ مسلمان شریعت حقہ کو پس پشت ڈال کر آزادانہ طور پر غیر مذاہب کے بدعتی تیہاروں کی مراسم میں شمولیت اختیار کریں اور جناب طالبی پر لا اکراہ فی الدین سنا دیں اسلام اگرچہ آزاد ہے لیکن جو اصول اور قوانین و آئین اس نے مسلمانوں کو بتلا دیئے ہیں ان پر کاربند ہونا ضروری اور لابدی ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ان اصولوں کو جانتے ہوئے اور مرتب شدہ قرآنی آئین کو سمجھتے ہوئے بھی وہ بدعت اور شرک اور دیگر قبیح مراسم میں نمایاں حصہ لیتے ہیں ہم ان "دیر نگ" مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ بھلا بیاگی سے تمہارا کیا تعلق کیسے وہ تمہاری کس قسم کی رشتہ دار ہے" ہولی" تمہیں کب سے رشتہ میں ملی اور "دسہرہ" کا سہرا تمہارے سر کب سے بندھا ہوا ہے کیا (بعض) مسلمان ان تیوہاروں میں حصہ لیکر عاقبت نا اندیشی کا ثبوت نہیں دے رہے اور کیا تم "دیوالی" میں حصہ لیکر ایک بہت بڑی بدعت کو انجام نہیں دے رہے ہو اور سربازار ہندوؤں سے مل کر چراغاں کیسے قمار بازی نہیں کرتے؟ اور اپنا گھر جہنم کے شعلوں سے نہیں جلا رہے۔

مسلمانو آؤ۔ قرآن و حدیث کے ان زرین اصولوں کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیں اور ان پر کاربند رہیں۔

(۱) شرک اور بدعت سے ہمیشہ بچتے رہیں۔

(۲) فرقہ وارانہ مناقشات کا قلع قمع کر دیں اور

(۳) باہمی تحقیر اور رضاڑی بازی کا خاتمہ کر دیں۔

(۴) ان رسموں میں جن کی قرآن اور احادیث اجازت نہ دیں کبھی شامل نہ ہوں بلکہ ان کے انسداد امداد کی کوشش کریں۔

بس ہمیں لازم ہے کہ ہم ان تمام فتنہ زا اور ہنگامہ پرور باتوں کو یکلخت چھوڑ دیں تاکہ ہماری باہمی کشمکش دور ہو اور پھر از سر نو ایک ہی کسوٹی پر پرکھے جا سکیں اور رشتہ اخوت کو اور زیادہ مضبوط اور مستحکم کر دیں کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

ہر مسلمان بھائی اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں کی یہ بدعتی آویزش اسلام کے لئے کس قدر خطرناک ہے۔ ہمیں سوچ بچار نے کی حیثیت سے یہ لازم ہے کہ شرک اور بدعت کو پاس نہ پھٹکنے دیں اور اپنے اسلامی اور دینی کاموں سے تعلق رکھیں۔

زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک آپ اسلامی تہذیب کے گہوارہ اور بادشاہوں کی پیاری نگری دھلی کے رنگ رنگ کے لذیذ کھانوں سے واقف نہ ہوں دہلی کا باورچیخانہ فوراً طلب کیجئے جس میں قدیم امرائے شرفاء دہلی کے تمام لذیذ اور نت نئے کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے نہایت سہل طریقے درج ہیں۔ ضخامت قریباً سوا سو صفحات۔

قیمت آٹھ آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نوجوان مسلمان

(از جناب ڈاکٹر سید احمد صاحب سعید بریلوی)

ملک کی خدمت اور قوم کی اصلاح دونوں ایسی چیزیں ہیں کہ ہر شریف اور غیور انسان کے دل میں ان کی تمنا ہوتی ہے اور ہر بہادر اور نیک انسان یہی چاہتا ہے کہ ہاتھ سے پاؤں سے روپے سے قلم سے غرضکہ جس طرح بھی ممکن ہو اپنی قوم اور اپنے وطن کی خدمت بجا لائے کانگریس نے جب اپنا نصب العین کامل آزادی قرار دیا اور خلافت کمیٹی کو بھی جب چار و ناچار دبی زبان سے یہی کہنا پڑا کہ کامل آزادی ہمارا مطمع نظر ہے تو جب دستور اخبارات میں ایک ہنگامہ برپا ہوا اور پرجوش مضامین اور ہیجان انگیز تحریروں سے کالے کالے سیاہ ہونے لگے۔ لوگوں میں اٹھتے بیٹھتے ہر وقت یہی چرچا رہنے لگا اور لڑکوں اور عورتوں کی زبان سے بھی کامل آزادی کی ضرورت اور اس کی برکتوں کا ذکر سنا جانے لگا۔ ملک کا ہر خود ساختہ اور بے ساختہ لیڈر نشہ حریت سے سرشار ہو گیا اور جاہل عوام بے صبری کے ساتھ اس مبارک دن کا انتظار کرنے لگے کہ جب ملک اسے کا غذی سکے اور ان کا لازمی نتیجہ افلاس دور ہو جائے گا اور روپے کے بیس سیر گیہوں اور پانچ سیر گھی بکنے لگے گا۔

اٹاوہ اگرچہ ایک چھوٹا سا شہر تھا اور دور حاضرہ کے تمدن اور تہذیب کی برکتوں سے ایک بڑی حد تک محروم پھر بھی یہ اثرات وہاں تک پہنچ ہی گئے اور اخبارات نے جنگ آزادی اور سرمایہ اور مزدوروں کی باہمی آویزشوں کی خبریں پہنچا پہنچا کر وہاں بھی لوگوں کے جذبات بہت بڑی حد تک برانگیختہ کر ہی دیئے بڑے بڑے میں تو اب اتنا عزم اور ایسی ہمت کہاں باقی تھی کہ پھانسیوں پر لٹکنے اور جیلخانوں میں سڑنے کے لئے آمادہ ہو جاتے بالخصوص جبکہ وہ یہ بھی سن چکے تھے کہ کانگریس میں اب بوڑھوں کا دور ختم ہو چکا ہے اور نوجوانوں کے عہد کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ موتی لال نہرو کا بنایا ہوا بلسٹور اسی روپی کی نوکری میں پھینک دیا گیا۔ محمد علی اور شوکت علی راستہ بچا کر نکلنے لگے اور خود گاندھی جی کو کانگریس سے نکال دینے کا خیال ایک سے زیادہ دلوں میں آچکا ایسی حالت میں اٹاوہ کے سن رسیدہ بزرگوں نے تو کچھ اسی میں فلاح دیکھی کہ جمعہ کے جمعہ جامع مسجد میں جا کر لوگوں کی باتیں سن آئیں اور اگر خود کہنا بھی پڑ جائے تو "ڈومنی اسٹیٹ" کا پرانا راگ گا دیا کریں جسے اب تک نبھاتا جاتا تھا مگر جو حکومت کی نگاہ میں اس قدر بری چیز نہ تھی اس میں دو فائدے تھے ایک تو یہ کہ حکومت کی پکڑ دھکڑ اور حوالات کی کوٹھری کے برف جیسے ٹھنڈے فرش سے کامل حفاظت ہو جاتی تھی اور دوسرے کچھ اس قسم کی بھی تو قعات تھیں کہ اگر لمبی ڈور ہمیں پر ہاتھ پھیر پھیر کر اور مصنوعی انسو بہا بہا کر دس بیس آدمیوں کو حکومت کا طرفدار بنانے میں کامیاب ہو گئے تو یہ بڑھاپے کا زمانہ بے فکری اور اطمینان سے گذر جائے گا اور عمر کے اس آخری حصہ میں جبکہ جسمانی قوی جواب دیدیتے ہیں محنت و مشقت نہ کرنی پڑے گی۔

نوجوانوں کی حالت اس سے مختلف تھی دلوں میں امنگیں تھیں ارادوں میں مضبوطی تھی اور ہاتھ اور پاؤں نوجوانی زور کے لئے بیقرار تھے آخر ان سے نہ رہا گیا اور اٹاوہ میں بھی ایک نوجوانوں کی انجمن قائم ہو گئی جس کا نام شبان المسلمین رکھا گیا۔ انجمن کے اغراض و مقاصد کی ایک لمبی چوڑی فہرست تیار کی گئی جن میں ملک کو غیروں کی غلامی سے آزاد کرانا اور قوم میں تعلیم عام کر کے عوام کو ترقی کے راستہ پر ڈالنا خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر تھے بڑے شاندار جلوس نکالے گئے انقلاب زندہ باد کے نعروں سے تمام فضا گونج اٹھی اور ایسی ایسی پرجوش اور ولولہ انگیز تقریریں ہوئیں کہ خفیہ پولیس کا محکمہ بھی کانپ اٹھا اور سی آئی ڈی کے رنگروٹوں کے ہاتھ انہیں لکھتے ہوئے تھرتھرانے لگے جہاں تک زبانی تقریروں کا تعلق تھا تشدد اور عدم تشدد کی حد فاصل اس حد تک مٹا دی گئی کہ اس کا ایک یونہی کچھ دھندلا سا نشان باقی رہ گیا جو پوزیشن کی عینک کی نگاہ کو کمزور ہی سے نظر آتا تھا اور حریت کے جوش میں اٹاوہ کے نوجوان ان حقیقتوں کو بھی بھول گئے کہ ابھی ہاوی تھی اور ڈاکٹر مونجے زندہ ہیں اور مولانا محمد علی اور شوکت علی اپنی کسی مخصوص مصلحت کی بنا پر آزادی کی تحریک سے کنارہ کش ہو گئے ہیں اور انہوں نے حکومت وقت کی غلامی پر قناعت کر لی ہے۔ جہاں تک نوجوانوں کا تعلق ہے اٹاوہ گویا آزاد ہو چکا تھا اور ہر نوجوان کو پھانسی کے تختہ اور جیل کی دیوار کے دوسری طرف وسیع کا سیر منزہ شاداب باغ نظر آتا تھا جس میں ہر طرف رنگ برنگ پھول کھلے ہوئے تھے پانی کی نہریں رواں تھیں اور سہمد کی ٹھنڈی ہنہناہٹ میں کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی ضلع کے حکام پریشان ہو گئے تھے راتوں کی نیند حرام ہو چکی تھی اور ہر وقت گڑگڑا کر درگاہ رب العزت میں دعائیں مانگا کرتے تھے کہ اس نازک وقت میں ان کا تبادلہ کسی دوسرے ضلع میں ہو جائے۔

اٹاوہ کے سن رسیدہ اور ضعیف العمر لوگ اگرچہ بہت کچھ دامن بچا بچا کر چلتے تھے اور گاہ گاہ اپنے کلیجہ کے ٹکڑوں کو نصیحت بھی کرتے رہتے تھے لیکن آزادی کا نشہ "ہمکن تہا کہ ان پر بھی نہ مرتا۔ الگ الگ رہنے اور شبان المسلمین کی کارروائیوں میں بالکل حصہ نہ لینے کے باوجود دل میں ان کے بھی یہی تمنا تھی کہ خدا ان کے نوجوانوں کو کامیاب کرے۔ پانچوں وقت کی نماز کے بعد جہاں ایمان کی سلامتی اور عاقبت بخیر ہونے کی دعا مانگی جاتی تھی وہاں بالکل خاموشی کے ساتھ یہ دعا بھی ضرور مانگ لی جاتی تھی کہ حریت کے دلدادہ نوجوان ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہیں اور اپنے مقاصد میں فائز المرام ہوں۔ اٹاوہ کا کچھ بچہ جب وطن کے نشہ سے سرشار تھا اور اگر گاندھی جی حکم دیدیتے تو اٹاوہ کا سول نافرمانی کے لئے بالکل تیار تھا۔

(+) یہ کچھ انسانی خاصہ ہے کہ جب وہ کسی ایک چیز کا سچے دل سے خواستگار ہوتا ہے تو اس کے سوا دنیا کی اور تمام چیزوں کے ساتھ اس کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے

کسی انسان کے عشق کے نشہ میں جب طرح کوئی انسان دنیا اور اہا فیہا کو بھول سکتا ہے اسی طرح عشق وطن اور عشق آزادی کی حالت میں اسے اپنے مقصود کے سوا کسی اور چیز سے کوئی سروکار نہیں رہتا اٹاوہ کے نوجوان بھی نشہ حریت سے سرشار ہو کر دنیا کی تمام باتوں کو فراموش کر چکے تھے نہ انھیں اب ماں کا خیال آتا تھا نہ باپ کا نہ بھائی سے مطلب تھا نہ بہن سے اور نہ بیوی سے غرض ہی تھی نہ بچے شبان المسلمین کے ممبروں کی نگاہ میں ماں باپ بیوی بہن بچے بھائی جو کچھ بھی تھے وہ قوم اور ملک کی آزادی تھی اور اب انہیں اپنے اس مقصد سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہ تھی ملک و قوم کے ساتھ ان کی اس محبت نے انھیں ہر دلعزیز بھی بنا دیا تھا اور بچے سے لیکر بوڑھے تک سب کی نگاہوں میں شبان المسلمین کی ایک خاص وقعت اور عظمت قائم ہو گئی تھی۔

شبان کی ساتویں تاریخ کو شبان المسلمین کی طرف سے ایک عام جلسہ کا اعلان کیا گیا جس میں اٹاوہ کے تمام مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی چونکہ باہر سے بھی چند مشہور تقریر کرنے والوں کی آمد کی توقع تھی اس لئے شام ہی سے ٹنڈال میں لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے اور جلسے کے وقت تک سارا ٹنڈال آدمیوں سے اس طرح بھر گیا کہ کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ رہی یہ جلسہ اس غرض سے کیا گیا تھا کہ مسلمانوں کو ان فضول خرچیوں کی طرف توجہ دلائی جائے جو ان میں رواج پا گئی تھیں اور انھیں شب برات کے موقع پر آتشبازی پر اپنا روپیہ برباد کرنے سے روکا جائے۔

تقریریں عام طور پر بہت ہی زوردار اور اچھی تھیں باہر سے آنے والوں نے بھی نہایت عمدہ تقریریں کیں لیکن سب سے زیادہ موثر اور سب سے زیادہ پرجوش تقریر شبان المسلمین کے سکرٹری کی تھی ان کا نام شاہد حسن تھا اور اٹاوہ کے ایک بہت ہی معتبر خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ شاہد کی عمر کوئی اکیس سال کی تھی اچھا لمبا قد صاف گیہواں رنگ خوب بھرے بھرے ہاتھ پاؤں، بلند پیشانی اور بڑی بڑی سیاہ آنکھیں سب چیزیں ایسی تھیں جنہوں نے مل کر اسے مردانہ حسن کا ایک اچھا نمونہ بنا دیا تھا۔ تعلیم کے لحاظ سے بھی شاہد اپنے ساتھیوں میں بہت ممتاز تھا قوم اور وطن کا درد ہی خدا نے کوٹ کوٹ کر اس کے دل میں بھر دیا تھا یہی وجہ تھی کہ جب وہ تقریر کرتا تھا تو سننے والوں کے دل بیچین ہو جاتے تھے اور کبھی کسی کو اس سے مخالفت کرنے کا خیال تک نہ آتا تھا کالج کی تعلیم نے جہاں شاہد میں بہت سی خوبیاں پیدا کی تھیں وہاں ایک یہ نقص بھی پیدا کر دیا تھا کہ مذہب کے متعلق اس کے خیالات کسی قدر خراب ہو گئے تھے اور ایک عرصہ سے وہ اس بات پر غور کیا کرتا تھا کہ مذہب درحقیقت انسان کے لئے اتنا ہی ضروری ہے کہ جیسا ظاہر کیا جاتا ہے یہ مذہب سے ناواقف نہ تھا اور بچپن میں اس کی تعلیم بالکل مذہبی طرز پر ہوئی تھی لیکن اب کئی سال سے روز روز اخبارات میں ہندو مسلم فساد کی خبریں پڑھ پڑھ کر اسے یہ خیال ہو گیا تھا کہ دنیا میں مذہب کی وجہ سے بہت خونریزی ہوا کرتی ہے اور بہت کچھ غور و خوض کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ انسان کو صرف ابتدائی زمانہ میں مذہب کی ضرورت تھی جبکہ انسانی عقل نے کافی ترقی نہیں کی تھی اور اب جبکہ انسان کی عقل کافی ترقی پا چکی ہے تو اسے کسی بیرونی ہدایت کی ضرورت نہیں ہے۔

شاید کبھی کبھی اپنے مخصوص دوستوں کے سامنے ان خیالات کا اظہار بھی کرتا تھا اور نوجوانوں میں سے کئی ایک اس کے ہم عمر اس کے ہمخیال بھی بن گئے تھے مسلمانوں کا جب کوئی ایسا فعل اس کی نظر سے گذرتا کہ جو نامناسب اور خلاف عقل ہو تو وہ یہ سمجھتا کہ یہ بھی مذہب ہی کی وجہ سے ہوا ہے مذہب سے اور بھی متنفر ہو جاتا اور اپنے دوستوں سے اس کا ذکر کر کے ان کے بھی خیالات خراب کیا کرتا۔

جلسہ سے تقریر کر کے جب شاہد نکلا تو اس کے دوستوں نے بچے دل سے اس کی تقریر کی داد دی اور بہت تعریفیں کیں۔

نسیم۔ آج تو شاید تم نے غضب کر دیا۔ تقریر کیا تھی ایک طوفان تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سمندر کی موجیں ایک کے بعد ایک اللہ اللہ کر آ رہی تھیں اور تمام مجمع کو اپنے ساتھ بہائے لئے جا رہی تھیں۔

ڈاکٹر۔ واقعہ یہ ہے کہ آج تک کبھی آتشی زندہ دار تقریر سننے میں نہیں آئی تھی میں نے تمہاری تقریر تقریباً تمام تقریریں سنی ہیں لیکن آج کی تقریر تو سچ مچ جادو تھی۔

حامد۔ آج کی تقریر کا لوگوں پر اس قدر اثر ہوا ہے کہ ان میں سے ایک شخص بھی اپنا روپیہ آتشبازی پر خرچ نہ کر گیا۔

تعریف و تحسین کا ہر طرف سے شور و غل سنکر شاہد کا دل بہت کچھ بڑھ گیا اور اظہار خیالات کے لئے اس میں غیر معمولی بیباکی پیدا ہو گئی اس نے نسیم کو مخاطب کر کے کہا

شاہد۔ اب دیکھئے آپ ہمیشہ مذہب کی طرفداری کیا کرتے ہیں یہ شب برات اور یہ آتشبازی آخر مذہب کی کونسے میں یا کسی اور کے؟ عقل کبھی ان لغویات کو گوارا نہیں کر سکتی اور اگر فرمب کی بجائے عقل کی باتیں پر لوگ عمل کرنے لگیں تو دو دن میں تمام خرابیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

نسیم (مسکرا کر) آپ کی قوت گویائی کا مجھے اعتراف ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ میں آپ کی دلیلوں کو بھی قرآن اور حدیث کی طرح مان لینے کو تیار ہوں آپ شب برات کی لغویتوں کو مذہبی رسم بتاتے ہیں حالانکہ آپ کو خود بھی معلوم ہے کہ اسے مذہب سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے مذہب تو فضول خرچ کرنے والوں شیطان کا بھائی بتاتا ہے وہ اس بات کو کیسے روا کہہ سکتا ہے کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنی دولت کو آگ لگا دیا کرو مذہب کسی حالت اور کسی صورت میں بھی ایسی لغویتوں کی حمایت نہیں کر سکتا البتہ عقل کے کارناموں میں بہت سی چیزیں ایسی . . . . مل جائینگی جنہیں لغویت کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

شاہد۔ آپ کس قدر زبردستی کر رہے ہیں ان کاموں کو ہماری عقل ہی تو برا کہتی ہے اور عقل ہی انھیں گوارا بھی کرے گی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

نسیم۔ فیشن کی پابندیوں پر جس قدر روپیہ صرف کیا جاتا ہے کیا یہ لغویت نہیں ہے؟ اسے کیونکر عقل جائز کہتی ہے؟ اور فیشن کو بھی چھوڑیئے خود آتشبازی ہی کو لیجئے شادی بیاہ کے موقعوں پر اور بڑے بڑے انگریزوں کی دعوتوں کے موقع پر جب ہزارہا روپے کی آتشبازی پھونکی جاتی ہے تو وہ کیا شب برات کا دن ہوتا ہے؟ عقل اس وقت کہاں چلی جاتی ہے۔ جناب والا! اصل یہ ہے کہ خود شب برات کے موقع پر آتشبازی چھوڑنا بھی عقل ہی کی ایجاد ہے مذہب کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

شاید کسی قدر کہسیانہ ہو کر ایک اسی اتشبازی پر کیا موقوف ہے آپ تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو اس کے تمام صفحے آپ کو مذہب ہی کی خونریزیوں سے رنگین نظر آئینگے۔ ستر ہویں صدی میں پادریوں نے کیسے کیسے کچھ ظلم نہیں کئے تھے ہزاروں زندہ انسان آگ میں جلا دیئے گئے ہزاروں کو اور طرح طرح کی دردناک عقوبتوں سے ہلاک کیا گیا اور پھر خود ان پادریوں کی سیاہ کاریوں پر نظر ڈالئے مقدس گرجاؤں کے حجروں میں کیا کیا کچھ نہیں ہوا ہے ان کے صحن میں کتنے ایسے بچے مدفون ہیں جن کی پیدائش کا راز دنیا سے چھپانا مقصود تھا یہ تمام مذہب ہی کے کرشمے ہیں یا کسی اور کے؟ یورپ اور ایشیا میں ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ کبھی عیسائی مسلمانوں پر چڑھ دوڑے اور لاکھوں بندگان خدا کی جان گئی کبھی غریب یہودیوں پر غصہ آگیا تو انتہائی بے دردی سے ہلاک کر ڈالا گیا اور کبھی مسلمانوں کو جوش آگیا تو وہ تلواریں لے لیکر نکل کھڑے ہوئے اور روس سے لیکر چین تک جو سامنے آگیا اسی پر برس پڑے یہ تو پرانے زمانے کی باتیں ہیں خود اپنی آنکھ دیکھ لیجئے اور اپنے اسی ملک میں دیکھ لیجئے آئے دن ہندو مسلمانوں میں لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں بیسیوں قتل ہوتے ہیں سینکڑوں کے چوٹیں آتی ہیں ہزاروں اجھڑے جاتے ہیں اور یہ سب کچھ خدا کا مذہب کا نام لیکر ہوا کرتا ہے۔

نسیم۔ تاریخ کے چند واقعات پڑھ لینا اور ان سے صحیح نتیجہ نہ نکالنا اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کو مطالعہ کا صحیح ذوق نہیں ہے آپ نے یورپ اور ایشیا کی ساری تاریخ پڑھ تو لی لیکن کبھی اس بات پر غور کرنے کی تکلیف نہ اٹھائی کہ آیا فی الحقیقت یہ تمام خونریزیاں مذہب نے کرائی تھیں یا کسی اور جذبہ نے۔ مزے لے لیکر آپ نے پادریوں کی سیاہ کاریوں کے حالات تو پڑھ لئے لیکن کبھی یہ بھی جانچا آپ نے کہ کیا تعلیم مذہب نے سکھائی تھیں یا عقل نے اور ہندو مسلم فسادات کا نام تو آپ نے زبان سے لے دیا مگر ان فسادات کی تہ میں جو طاقت کام کر رہی ہے اس کی طرف آپ کی نگاہ نہ گئی۔

شاہد۔ جملہ وہ لوگ جو ایسی حرکتیں کیا کرتے ہیں خود ہی یہ کہیں کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ مذہب کی خاطر کرتے ہیں تو پھر ہمیں اور زیادہ چھان بین کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

نسیم۔ آپ کے اسی اصول نے آپ کو غلط فہمی میں مبتلا کیا ہے ورنہ اگر آپ ان تمام باتوں پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کی تہ میں زر زمین زن کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے گذشتہ زمانہ میں بھی یہی ہوتا رہا کہ خود مختار اور مطلق العنان بادشاہ محض ملک گیری کی ہوس میں کمزور سلطنتوں پر حملے کرتے اور انھیں اپنے فیصلہ تصرف میں لاتے رہے اور آج نام نہاد جمہوریت کے دور میں بھی یہی ہو رہا ہے کہ زبردست اور طاقتور قومیں کوئی نہ کوئی حیلہ شرعی نکال کر کمزور قوموں پر چڑھ دوڑتی ہیں اور ان کے ملک کو اپنے قلمرو میں شامل کر لیتی ہیں۔ گذشتہ جنگ عظیم کہ جس میں دولت یورپ اور ایشیا میں انسانی خون کے دریا بہ گئے اور جس میں مسلسل پانچ سال تک اچھے خاصے مہذب اور متمدن انسان جنگل کے درندوں سے بھی زیادہ وحشی اور خونخوار بنے رہے یہ حضرت عیسیٰ کا پیغام امن دنیا میں پہنچانے کے لئے لڑی گئی تھی اور نہ عیسائی بھیڑوں کو لامذہب بھیڑیوں سے بچانے کے لئے کسی قوم کو اپنی تجارت کے لئے نئی نئی منڈیوں کی ضرورت تھی اور کسی کو سمندر میں اپنا اقتدار قائم رکھنا تھا کوئی سلطنت یورپ کی سردی سے تنگ آکر دھوپ اور سورج کی سرزمین تلاش کر رہی تھی اور کسی کو اپنے کھوئے ہوئے مقبوضات واپس لینے کی تمنا اور خواہش تھی لیکن دنیا کے امن کو اس طرح تباہ کرنے والی یہ سب قومیں جن کی جیبیں اور آستینیں پستولوں اور تلواروں سے بھری ہوئی تھیں ظاہر میں لمبی لمبی تسبیحیں ہاتھوں میں لٹکائے ہوئے نظر آتی تھیں اور ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر تھا کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں دنیا میں خدا کی حکومت قائم کرنے کے لئے کر رہے ہیں ہر ایک سلطنت کے وزیروں کی یہ آرزو تھی کہ کسی طرح اپنی قوم کے لئے چند مربع میل زمین حاصل کر لیں تاکہ تاریخ میں ان کا نام قوم کے محسنوں میں لکھ دیا جائے اور چونکہ انہیں معلوم تھا کہ عوام کو جوش میں لانے اور انھیں مارنے مرنے پر آمادہ کرنے کے لئے مذہب اور خدا کا نام بہترین چیزیں ہیں اس لئے شیر اور ریچھ اور بھیڑیے سب کے سب بچے اور عبائیں پہن کر دنیا کے سامنے آئے اور عوام کو بہکانے لگے اب ایسی لڑائیں کو کہ جن کا باعث صرف دنیا طلبی تھی اور جنہیں عقل نے نہایت چالاکی کے ساتھ مذہب کا رنگ دیدیا تھا وہ بھی لوگ مذہبی جنگ کہہ سکتے ہیں کہ جن کی نگاہیں صرف سطح کو دیکھنے کی عادی ہیں ہندوستان کے ہندو مسلم فسادات کیا آپ کے خیال میں مذہبی لڑائیاں ہیں؟ ذرا انصاف کیجئے اور پھر بتائیے کہ کیا ان خونریزیوں کو مذہب سے کسی قسم کا ذرا سا بھی لگاؤ ہے کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مسلمان قربانی کی غرض سے جتنی گائیں ذبح کرتے ہیں اس سے صدہا گنی زیادہ گائیں دوسری اغراض کے لئے ہلاک کی جاتی ہیں لیکن ایک ہندو کے دل میں گئو رکھشا کا جوش صرف اسی وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب عید کے دن کوئی مسلمان کسی گائے کی رسی پکڑے اسے ذبح کی طرف لیجا رہا ہو کیا روزمرہ آپ یہ تماشا نہیں دیکھتے ہیں کہ وہی گائے جس کی پرستش لگائی جاتی ہے اور جس کی عظمت ہر ہندو کے دل میں موجود ہے جب کسی ہندو بنئے کی دکان پر دال چاول یا آٹے کے ڈھیر میں منہ ڈال دیتی ہے تو گائے کا یہ پجاری اسے کس بیدردی سے مارتا ہے؟ کیا اس سے آپ یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ ایک ہندو جب اپنے مسلمان ہمسایہ پر لٹھ لیکر دوڑتا ہے یا جب جہت پر کھڑا ہو کر مسلمان راہگیروں پر سنگ باری کرتا ہے تو اس کا باعث غریب گائے نہیں ہوتی اسی طرح آپ اور میں دونوں اچھی طرح سے واقف ہیں کہ مسجد کے دروازے کے سامنے شور و غل کرنے سے نہ ہمارا کچھ بگڑتا ہے نہ مسجد کا اور کل برسوں تک خود مسلمان ہلکا باجے بجاتے ہوئے مسجدوں کے سامنے سے گذرا کرتے تھے آپ اس حقیقت سے بھی واقف ہیں کہ مذہب نے ہمیں اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا ہے کہ ہم غیر مسلموں سے بھی اپنی عبادتگاہوں کی تعظیم کرائیں اور یہ سب باتیں معلوم ہونے کے بعد بھی جب آپ یہ دیکھیں کہ کوئی مسلمان چھرا لئے کسی ہندو کے پیچھے دوڑ رہا ہے تو کیا اسے پھر بھی مذہبی جنگ ہی کہیں گے؟ یہ معلوم ہونے کے بعد بھی کہ مذہب فتنہ و فساد کو بدترین گناہ قرار دیتا ہے اور قتل اور خونریزی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کیا آپ کا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوتا کہ ان فسادات کی تہ میں کوئی دوسرا جذبہ کام کر رہا ہے اور

تجہیز و تکفین صرف دُلہا نے کے لئے ہاتھوں میں لے لئے گئے ہیں مذہب و سلم فسادات کا باعث مذہب نہیں بلکہ پیٹ ہے اور ایسے فتنہ پرداز لوگ کہ جنھیں ان فسادات سے فائدہ پہنچتا ہے لوگوں کو گائے کی حفاظت اور باجے کی مزاحمت پر آمادہ کرتے رہتے ہیں گو یا یہ فسادات ہی مذہب کے نہیں بلکہ عقل اور انسانیت کے کارنامے ہیں۔

شاہد: آپ تو بحث کرتے وقت حق اور انصاف کی جانب سے بالکل ہی آنکھیں بند کر لیا کرتے ہیں آپ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ مذہب ہر قسم کی ترقیوں سے ہمیں روکتا ہے اور ہر قسم کے علوم و فنون کا دشمن ہے۔ کل پرسوں تک اسی ہمارے ملک میں انگریزی پڑھنا کفر خیال کیا جاتا تھا اور جو مسلمان آج آپ کو علوم و فن میں دوسری قوموں سے اس قدر پیچھے نظر آرہے ہیں اس کا باعث صرف مذہب ہی ہے یا کچھ اور؟ جن قوموں نے مذہب کا جوا اپنے کندھوں سے اتار کر پھینک دیا ہے انھیں دیکھئے کہ ترقی کی دوڑ میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی اس کے بالمقابل ذرا اپنی حالت پر نظر ڈالئے کہ رات دن شیعہ اور سنی اور مقلد اور غیر مقلد ہی کے جھگڑوں سے فرصت نہیں ملتی لوگ ہوائی جہاز بنا بنا کر پرندوں کی طرح آسمانی فضا میں اڑتے پھرتے ہیں اور ہم ہیں کہ ابھی تک نہ ہی تعصب کی پچھل میں ٹاپ ٹوپیاں مار رہے ہیں اور ہر اجنبی کو کیا معنی ہمارے خیالات بھی ہندی کی طرف نہیں جاتے دوسروں کی ریلوں اور موٹروں کا مقابلہ اپنے چھکڑوں اور اونٹوں سے کیجئے اور پھر دیکھئے کہ مذہب نے کیسی پستی اور ذلت میں ڈال رکھا ہے

نذیر: مجھے معلوم ہے کہ قوم کا درد آپ کے دل میں بھرا ہوا ہے اور آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ کسی بری نیت سے نہیں کہہ رہے ہیں اس لئے میں آپ کے خیالات کی قدر کرتا ہوں لیکن انھیں صحیح نہیں سمجھتا آپ یقیناً مجھ سے بہت زیادہ عقلمند ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر معاملہ میں آپ ہی کی رائے صحیح ہو جس طرح اور سب انسان غلطی کر سکتے ہیں اسی طرح آپ بھی غلطی کر سکتے ہیں اور مذہب کے متعلق رائے قائم کرنے میں آپ نے ضرور غلطی کی ہے۔

آپ یہ کہتے ہیں کہ مذہب نے ہمیں ہر قسم کی ترقی سے روکدیا لیکن تاریخ اس کے خلاف شہادت دے رہی ہے۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مسلمانوں نے سب سے زیادہ ترقی اسی زمانے میں کی تھی کہ جب وہ اپنے مذہب کے زیادہ سے زیادہ پابند تھے اور ان کا زوال ٹھیک اسی وقت سے شروع ہوا کہ جب انہوں نے مذہب سے بے پروائی شروع کی آپ اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں کہ یورپ کی موجودہ ترقی اور تہذیب کی ابتدا اسی وقت سے ہوئی ہے کہ جب مسلمانوں نے اس سرزمین پر قدم رکھا جس طرح آج ہم سے ہمارے نام نہاد مذہبی پیشوا ہر نئی چیز کے متعلق یہ کہتے رہتے ہیں کہ یہ کفر و الحاد ہے اسی طرح اس زمانے کے پادری یورپ کے عیسائیوں کو مسلمانوں کی تہذیب اختیار کرنے سے یہی کہکر منع کیا کرتے تھے کہ یہ کفر و ضلالت ہے عیسائی اپنے گمراہ پادریوں کی باتوں میں نہ آئے اور انہوں نے بلا تکلف مسلمانوں سے یہ جو اب پیدا کر کے ان کی تہذیب سیکھی اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اگر مذہب ہمیں ترقی اور تہذیب سے روکتا تو اس زمانہ کے مسلمان جو ہم سے بہت زیادہ پابند مذہب تھے کس طرح اتنی ترقی کر سکتے تھے کہ غیر قومیں ان سے تہذیب و تمدن کا سبق لیتیں آج ہینک ہم پستی اور ذلت کے غار میں پڑے ہوئے ہیں لیکن صرف اسی لئے کہ آج ہم مسلمان ہی نہیں ہیں آپ کو یہی معلوم ہے اور سچے ہی کہ مذہب ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض کیا ہے اور اگر ہم لوگ آج جاہل اور علم سے بے بہرہ نظر آرہے ہیں تو اس میں مذہب کا کیا قصور ہے مذہب کا حکم ہے کہ علم حاصل کرو ہم اس سے دور بھاگتے ہیں تو یہ مذہب کی پابندی ہوئی یا مذہب سے انحراف مذہب نے صرف ایک خدا کے واحد کی پرستش سکھائی تھی ہم آج قبروں کو اور تعزیوں کو اور پیروں کو اور مولویوں کو اور روپے کو اور حکومت کو پوج رہے ہیں تو یہ مذہب کی پیروی ہے یا اپنے نفس کی؟ اگر ہم خدا اور خدا کے رسول کو چھوڑ کر ان لوگوں کے غلام بن گئے ہیں کہ جو بطور خود خدا بنکر بیٹھ گئے ہیں یا اپنے آپ کو ہر اس شخص کا بندہ سمجھنے لگے ہیں کہ جس کے ہاتھ میں روپیہ اور بازوؤں میں طاقت ہو تو اس کا نتیجہ تباہی اور گمراہی کے سوا اور کیا کل سکتا ہے اور اس تباہی کے لئے ذمہ دار ہماری مذہبی کمزوری ہے یا ایمان کی مضبوطی! مذہب نے ہمیں حکم دیا تھا کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو لیکن ہماری عقل نے ہمیں اس بات پر ابھارا کہ اب ہر شخص اپنی الگ ایک رسی لے بیٹھے اور اللہ کی رسی سب نے چھوڑ رکھی ہے۔ مذہب نے ہمیں سبق دیا تھا کہ تمام دنیا کے انسان ایک ہی کنبہ اور ایک ہی برادری ہیں لیکن ہماری عقل نے ہم سے کہا کہ جو سگے بھائی ہیں ان سے بھی کنارکش ہو جاؤ اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ایسا نفاق اور اس قدر کمزوری کسی دوسری قوم میں نظر نہیں آتی۔ اب آپ عقل کا کارنامہ کہیں گے یا مذہب کا؟ مذہب نے ہمیں بتایا تھا کہ فتنہ و فساد قتل سے بھی زیادہ بری چیز ہے مذہب نے حکم دیا تھا کہ جو لوگ تبرک کو پوجتے ہیں ان کے بھی خداؤں اور دیوتاؤں کو برا نہ کہو مذہب نے سکھایا تھا کہ لوگوں کو خدا کے راستہ کی طرف بلاؤ تو حکمت اور نصیحت کے ذریعہ سے بلاؤ۔

مذہب نے ہم سے یہ چاہا تھا کہ کسی سے بحث بھی کریں تو نہایت ہی اچھے طریقے پر کریں اور مذہب نے ہمیں یہ سبق دیا تھا کہ دوسروں کی بری باتوں کو بھی اچھی طرف سے پہلی باتیں کر کے ٹال دیا کریں لیکن مذہب کے ان تمام حکموں کی پابندی ہماری عقل نے یہ کی کہ فتنہ و فساد کرنے میں ہم نے نام بیچ کر اپنا غیر مسلموں کو اور غیر مسلموں کے معبودوں کو ہم نے برا کہا لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف نہیں بلکہ اپنے راستہ کی طرف بلانا شروع کیا اور برائی کے بدلے بھلائی تو کیا کرتے بھلائی کے بدلے میں بھی ہم سے بھلائی نہ ہو سکی۔ کیا ہماری ان تمام غلط کاریوں کا نام آپ مذہب کی پابندی کہیں گے؟ اور کیا درحقیقت یہ سب ہماری لامذہبیت کا نتیجہ نہیں ہے؟

شاہد: جو کچھ آپ نے کہا وہ صحیح ہے مجھے اس سے انکار نہیں ہے کہ مذہب نے جو تعلیمات پیش کی تھیں وہ بہت ہی اچھی اور قابل قبول تھیں لیکن میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مذہب میں یہ استعداد اور یہ قابلیت نہیں ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ اب باقی نہیں رہی ہے کہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کر سکے۔ ہمارا مذہبی گروہ آج جس چیز کو ہمارے سامنے مذہب کے نام سے

پیش کر رہا ہے اور جن باتوں یا جن کاموں کا نام اب عرف عام میں مذہب ہے وہ کسی طرح بھی اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں اچھا کہا جا سکے ان حالات کو دیکھکر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مذہب کی تعلیمات خواہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہوں لیکن اس میں یہ طاقت نہیں ہے کہ ہمارے دلوں کو اپنے قبضہ میں رکھ سکے اور جبکہ ہمارے دل اس کی حکومت سے آزاد ہیں تو پھر اس کی تعلیمات ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں اس کے بالمقابل ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عقل کی حکومت سے ہمارے دل کبھی آزاد نہیں ہوتے اور اس کی باتوں پر عمل کرنے کے لئے ہم ہمیشہ خوشی سے تیار رہتے ہیں جس کے بالفاظ دیگر یہ معنے ہیں کہ عقل کو ہمارے دلوں پر قبضہ حاصل ہے اسلئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مذہب کا دور اب ختم ہو چکا اور اب عقل کی کارفرمائی کا زمانہ ہے مذہب ہمیں ترقی اور عروج کی سیڑھی پر نہیں پہنچا سکتا اسلئے نہیں کہ اس کی تعلیمات بُری ہیں بلکہ اس لئے کہ انسانی دلوں پر اس کی حکومت نہیں ہے اور عقل ہمیں بڑی سے بڑی بلندی پہنچا سکتی ہے صرف اسلئے کہ وہ انسانی دلوں پر حکمران ہے اور ہم خوشی سے اسکے پیچھے چلنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں۔

نسیم۔ میں اچھی طرح آپ کا مطلب سمجھ گیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انسان مذہب کی پابندیوں کو پسند نہیں کرتا اس لئے مذہب کے ذریعہ سے اس کی ترقی ناممکن ہے اور عقل کے احکام چونکہ انسان کے لئے قابل قبول ہوتے ہیں اس لئے عقل اسے ترقی کے زینوں پر پہنچا سکتی ہے۔ لیکن بھائی شاہد اصل یہ ہے کہ تمہاری یہ رائے بہت جلدی میں قائم کی ہے ورنہ اگر تھوڑا سا غور و خوض بھی کرتے تو تمہاری سمجھ میں آجاتا کہ یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے۔ شاہد۔ وہ کیسے۔

نسیم۔ وہ اس طرح کہ انسان کبھی عقل کی پابندیوں کو بھی گوارا نہیں کرتا۔ یہ تعزیرات ہند کا مجموعہ اور یہ مجموعہ قانون فوجداری آخر کیا چیز ہے؟ عقل ہی کے احکام ہیں یا کسی اور کے؟ بہت سی عقلوں نے متفق اور متحد ہو کر کچھ قاعدے اور قانون بنا دیئے ہیں اور ان کی پابندی ہندوستان کے ہر باشندے پر فرض کر دی ہے۔ آپ کے خیال کے مطابق عقل میں یہ اتحاد اور یہ طاقت موجود ہے کہ انسانی جماعت کے سر اسکے احکام کے آگے جھک جائیں اور ہر شخص ان قوانین کا پابند بنجائے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قتل، ڈاکہ، چوری، زنا، دغا بازی اور ظلم جنہیں عقل نے جرموں کی فہرست میں داخل کیا ہے اور جن سے پرہیز کرنے کی سب کو ہدایت کی ہے وہی جرم آج پہلے سے بہت زیادہ عام ہوتے چلے جا رہے ہیں اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ جو قومیں جس قدر زیادہ عقلمند اور مہذب ہیں ان میں اسی نسبت سے ان جرائم کی کثرت ہے۔ آج امریکا اور یورپ کے باشندے سب سے زیادہ عقلمند خیال کئے جاتے ہیں اور بے تعصبی سے قتل چوری اور زنا انہی لوگوں میں سب سے زیادہ عام ہے۔ اب ایسی صورت میں آپ کیا فیصلہ کرینگے؟ آیا یہ عقل ہمیں ایسے بُرے کاموں کی ترغیب دیتی ہے یا یہ کہ عقل کی تعلیمات تو بُری نہیں ہوتیں لیکن اس میں یہ استعداد نہیں ہے کہ لوگوں سے اپنے احکام کی پابندی کرائے؟ میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ مذہب اپنی کامل حکومت لوگوں کے دلوں پر قائم کرنے میں ناکام رہا لیکن اب آپ کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ عقل کو مذہب سے بھی زیادہ ناکامی نصیب ہوئی ہے اور انسانی جماعتوں کو نیک بنانے کے بجائے اس نے جرم و گناہ کے ایسے ایسے طریقے ایجاد کرا دیئے جو کبھی مذہب کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتے تھے۔ اصل یہ ہے کہ خطا کار انسان کبھی کسی پابندی کو خوشی سے گوارا ہی نہیں کرتا خواہ وہ مذہب کے نام سے اس پر عائد کی جائے یا عقل کے نام سے اور عقل اور مذہب میں سے اگر کسی کی کچھ عزت و عظمت اس کے دل میں پیدا ہوئی ہے تو مذہب ہی کی پیدا ہوئی ہے آپ کو مذہب اور عقل کے متعلق یہ غلط فہمی صرف اس سبب سے لاحق ہوئی ہے کہ آپ نے دونوں کو ایک جیسی چیزیں اور ایک دوسرے کے مدمقابل فرض کر لیا ہے حالانکہ حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے۔ عقل صرف ایک قوت ہے جس طرح بینائی گویائی وغیرہ قوتیں ہیں اور مذہب کوئی قوت نہیں ہے بلکہ ہماری قوتوں اور خواہشوں پر ایک روک اور ایک ضابطہ ہے جس طرح ریل کو چلانے کے لئے بھاپ ایک قوت ہوتی ہے اور بریک اس لئے لگے ہوتے ہیں کہ اس کی رفتار کو مناسب حد سے زیادہ تیز نہ ہونے دیں اور جب ضرورت ہو اسے روک لیں بالکل اسی طرح عقل نہ قوت ہے کہ جو زندگی میں ہمارے سب کام چلاتی ہے اور نہ مذہب وہ بریک ہے جو عقل کی رفتار کو حد سے زیادہ تیز نہیں ہونے دیتا اور قدم قدم پر اسے روکتا اور ٹوکتا رہتا ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عقل کو بالائے طاق رکھکر تمام مذہب دنیا کے سارے کام چلا لیں گے وہ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ریل بھاپ سے نہیں بلکہ بریک کے ذریعہ سے چلا کرتی ہے اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عقل کی موجودگی میں ہمیں مذہب کی ضرورت نہیں ہے وہ ان بیوقوفوں میں ہیں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ جس بھاپ کے ذریعہ سے ریل چلتی ہے اسی کے ذریعہ سے اسے روکا بھی جا سکتا ہے مذہب کی جگہ عقل کبھی کام نہیں دے سکتی اور عقل کی جگہ مذہب کا استعمال انتہائی حماقت ہے ہمارے لئے قانون اور ضابطے بنانا مذہب کا کام ہے اور عقل سے یہ کام لینا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ بھاپ کی طاقت سے یہ امید کرنا کہ وہ ریل کو چلانے کی بجائے اسے روک دیگی۔ بیشک ہر قسم کے علوم و فنون میں ترقی کرنا اور روز روز نئے نئے اسرار قدرت کا انکشاف عقل کے کام ہیں اور یہ کام مذہب کے سپرد کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ ریل کے بریک سے ہم یہ امید کریں کہ وہ ریل کو آگے کی طرف بڑھائے گا مذہب عقل کا بدل نہیں ہو سکتا اور عقل کبھی ہرگز مذہب کا کام نہیں دے سکتی ہماری آنکھیں اپنا کام کرتی ہیں اور ہاتھ اپنا کام کرتے ہیں انکھیں جاتی ہیں پر کوئی حد تک ہمارے ہاتھ ہماری آنکھوں کا بھی کام دیدیں لیکن یہ ناممکن ہے کہ ہاتھوں کو آنکھوں کا بدل قرار دیا جا سکے۔ مذہب ہمیں راستہ دکھاتا ہے اور زندگی کی راہ کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتا ہے اس لئے وہ ہماری آنکھ ہے اور عقل ہمارے تمام دنیاوی کاموں کا انجام دیا کرتی ہے اس لئے وہ ہمارا ہاتھ ہے۔ مذہب ہے شرط آنکھ کر لینے پر گو یہ ممکن ہے کہ بُری بھلی طرح کچھ تھوڑا بہت راستہ دکھانے کا کام عقل کے ذریعہ سے بھی انجام دیا جائے لیکن یہ ناممکن ہے کہ عقل مذہب

کا بدل بن سکے اور ہم عقل کے بدلے مذہب کو دیکر زندگی میں کبھی کامیاب ہو سکیں۔

شاہد۔ مگر لامذہب قومیں اپنی زندگی میں ہم سے زیادہ کامیاب ہیں۔

نسیم۔ یہ بھی تو آپ کی غلطی ہے کہ انھیں آپ لامذہب خیال کرتے ہیں انہوں نے اپنی معاشرت اور تمدن کے متعلق سارے مذہبی احکام دل سے تسلیم کر لئے ہیں اور بزعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی عقل نے انھیں یہ تمام باتیں بتائی ہیں۔ اگر اخلاقی قانون بنانا عقل کا کام ہوتا تو جس طرح عقل نے اور تمام شعبوں میں ایجادیں کی ہیں اس شعبہ میں بھی کچھ کرتی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ عقل ایک بھی نیا قانون نہ بنا سکی اور اس نے بھی تمام انھیں قوانین کو اپنا ضابطہ بنا لیا کہ جو مذہب نے سکھائے تھے

شاہد۔ تمہاری باتوں میں ایک بڑی حد تک سچائی موجود ہے میں واقعی مذہب سے متنفر ہو چلا تھا مگر اب میں محسوس کرتا ہوں کہ درحقیقت بغیر عقل کے مذہب اور بغیر مذہب کے عقل قابل نفرت چیزیں ہیں اور جب تک انسان خدا کی دی ہوئی ان دونوں نعمتوں سے ساتھ ساتھ فائدہ اٹھائے اس وقت تک یہ سراسر رحمت اور باعث برکت ہیں۔

نسیم۔ بالکل ٹھیک ہے۔ عقل کی جگہ عقل اور مذہب کی جگہ مذہب سب سے زیادہ صحیح اصول ہے۔

افغان

یعنی تاریخ افاغنہ معہ چار فوٹو

جس میں احمد شاہ درانی والے افغانستان کے مفصل حالات زندگی۔ آغاز سلطنت ہندوستان پر متواتر حملے اور اس کے فرزند تیمور شاہ اور بیدار بخت پوتے زماں شاہ کی عہد سلطنت کے تمام واقعات نہایت تحقیق سے بیان کئے گئے ہیں اور تمام باہم خانہ جنگیوں کا ذکر جو اس درمیان میں ہوئیں مع فوٹو نادر شاہ و احمد شاہ و نواب اکبر خاں جن کے نام یہ کتاب نامزد کی گئی ہے قیمت عہ مجلد مع فوٹو رعایتی عہ

فرخ جہاں

ایک پاکباز خاتون کی سرگذشت دلی کا واقعہ اور اس کے مصائب و آلام سے نجات قیمت عہ رعایتی ۱۰

مولانا شبلی کی چار نئی کتابیں

نام کتاب	اصلی قیمت	قیمت رعایتی	نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی
سوانح فیضی	۶ر	۴ر	الہلال سوانح خلیفہ		
سوانح نظامی گنجوی	۸ر	۳ر	ہارون رشید اعظمہ		
سوانح فردوسی	۱۰ر	۵ر	صرف بیس بائیس جلدیں		
صبح امید	۴ر	۳ر	اور باقی ہیں	۱۶ر	۱۲ر
جنگ پلاسی یعنی ہندستان میں انگریزی سلطنت کی بنیاد			ادبی لطائف متعلق وغیرہ	۱۰ر	۷ر
قیمت اصلی	۴ر		دیوان حافظ مع مصطلحات		
قیمت رعایتی		۲ر	سوانح عمریہ	۲ر	عہ
			کشف المحجوب تصوف کی کتاب	عہ	عہ

ملنے کا پتا:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مسلمانوں کے کمانڈر انچیف

وہ جنہوں نے اسلام اور کفر میں فرق کیا وہ جن کی ہیبت سے روم کا قیصر ایران کا کسریٰ لرزہ براندام تھے وہ جن کے عدل و انصاف کا شہرہ آسمانوں میں نہیں فرشتوں میں ہے وہ جن کا فیصلہ خدا کو بھی پسند تھا اور جن کا قرآن شاہد ہے وہ جو اتنی بڑی پریشان کے باوجود بیواؤں کی خبر گیری یتیموں کی دلجوئی اپنے بیوی اور بچوں سے زیادہ کرتے تھے۔

وہ حضرت عمر فاروق تھے

آج جنرل ہیڈ ہنبرگ اور لارڈ کچنر کے کارنامے پڑھنے والے ذرا اس اسلامی کمانڈر انچیف کے حالات بھی پڑھ لیں جو اتنا بڑا عہدہ رکھنے کے باوجود جب بیت المقدس پہنچتا ہے تو اس طرح کہ غلام اونٹ پر سوار ہے اور خود پاپیادہ مہار پکڑے

الفاروق

اس کی کل ہستی کی لائف ہے جو علامہ شبلی جیسے مستند مورخ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس میں اسلام کے تاریخی اور سیاسی جملہ واقعات مذکور ہیں حضرت عمر کا سب نامہ اور بچپن سے اسلام لانے تک کے کل واقعات اسلام لانے کے بعد ان جملہ واقعات کی تشریح جو عمر فعلی امر عنہ کے وجود سے متعلق ہیں اس کے ضمن میں رسول کریم اور جملہ صحابہ اور قبائل اسلام اور کیفیت ہجرت کی تفصیل رسول خدا کی وفات حضرت ابوبکر کی خلافت حضرت عمر کے کارنامے حضرت عمر کی خلافت اسلامی قانون کا اجرا شرق و مغرب جنوب و شمال غرض تمام دنیا کی طاقتوں پر اسلامی فوجوں کی چڑھائی شاہان ایران اور قیصر روم و شاہان مصر و سندھ سے بھی بھرپور جنگوں کی خوفناک لڑائیاں فتوحات کے بعد حضرت عمر کا نظام سلطنت قانون سیاست یورپین مورخوں کی رائے حضرت عمر کی شان میں غرض اس کتاب کے پڑھنے سے حضرت عمر کے واقعات کے ساتھ اور تمام صحابہ کے کارناموں کی تفصیل ضخامت ۲۵۶ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مسلمان کہلانے کے ہم مستحق کیوں ہیں؟

اسلئے کہ ہم اسلام کے پیرو ہیں۔ خدا کے پسندیدہ دین کے پابند ہیں خدائے تبارک وتعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول کے لائے ہوئے قانون کی پیروی کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مخلوق الٰہی میں مسلمان افضل ہیں اگر یہ باتیں نہ ہوں تو مسلمان نہ مسلمان ہیں نہ خدا کے نزدیک مخلوق میں ان کا کوئی امتیاز ہے۔ **مسلمان صرف وہی ہیں** جو اپنے مذہب سے پورے واقف ہیں اس کے احکام وقوانین کو سمجھ کر عمل کرتے ہیں ورنہ دوسرے لوگ بھی دنیا میں ایسے ہیں جو اچھے کام کرتے ہیں لیکن وہ مسلمان نہیں ہوسکتے وہ مسلمان باپ کے بیٹے ہیں اور اسلام کو کچھ نہیں سمجھتے خانہ پری اور یردم شماری کے مسلمان ہیں مسلمان وہی ہیں جو ارکان و اصول اسلام کو جانتے ہیں سمجھتے ہیں اور دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں اسلئے رسول کریم نے فرمایا ہے کہ ایک اسلام سے واقف عالم کی معمولی عبادت جاہل عابد شب گذار سے بدرجہا بہتر ہے اس لئے مسلمان ہونے کے ساتھ ہمارا پہلا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اسلام سے واقف مسلمان ہوں افسوس کہ ہندی مصروفیتوں کی وجہ سے ہم میں تن آسانی نہیں کہ ہم عربی کی تمام کتابوں کو پڑھیں تو بھی کم از کم اردو کی کتابیں تو ضرور پڑھ لینی چاہئیں وہ اپنی مادری زبان ہیں اسلئے ان کا سمجھنا آسان ہوسکتا ہے کہ حال ہی میں حمیدیہ پریس میں ایک کتاب **اسلامی تعلیم** شائع ہوئی ہے جس کا ایک ایڈیشن چھ ماہ میں ختم ہوگیا اب وہ سرا ایڈیشن تیار ہوا ہے جس میں اہلسنت والجماعت کے مکمل عقائد اور مفصل اسلامی احکام درج کئے گئے ہیں کتاب کیا ہے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا ہے زندگی میں جس قدر اسلامی مسائل کی ضرورت پیش آسکتی ہے وہ سب اس کتاب میں ہیں یہ صدہا مستند کتابوں کا خلاصہ اور متبحر عالم ادیب فاضل حضرت علامہ مفتی سید محمود صاحب قبلہ کی تالیف ہے اس کی موجودگی میں نہ صرف علماء سے بےنیاز کردے گی بلکہ آپ خود عالم ہو جائینگے اور اس کی مدد سے آپ مذہب کی صحیح معلومات اور نجات کا صحیح راستہ معلوم کرسکتے ہیں جب آپ ان سب باتوں سے واقف ہو جائیں تب کہیں آپ صحیح طور پر **مسلمان کہلوانے کے مستحق ہیں**

اسلامی تعلیم باغیو صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے اہل کتاب یہ فہرست بیچ صفحوں میں ہے قیمت مجلد جرمی نین روپے مجلد بارہ چھ عہ

باب العقائد
لاالٰہ الا اللہ کا بیان
اولیاء اللہ
کتب الہیہ
صحابہ کی تعلیم فضائل
نقیصہ صحابہ کون اچھے
تدوین مسائل
صحابہ نے اصول فقہ کے
کس قدر مسائل بجا بکھے
فرشتے ملائکہ
کفر وایمان
قضا وقدر
تیامت نفخ صور
محشر حساب کتاب
جنت ودوزخ
پل صراط

باب الطہارت
وضو کا بیان
نواقض وضو
غسل کا بیان موجبات
غسل وپانی
جو نے پانی

لائق امامت
مسائل جماعت
امامت میں بے وضو ہونا
خلیفہ بنانا
جنازہ کے مسائل
قبر اور دفن کا طریقہ
مسائل تعزیت
احکام شہید
کعبہ میں نماز پڑھنا
کتاب الصوم
روزہ توڑنیوالی چیزیں
روزہ توڑنے والی
روزہ کی تضاء وکفارہ
مکروہات روزہ
بیان سحری وافطاری
روزہ نہ رکھنے کی سزا
نہ رکھنے کے جائز عذر
نفل روزے
قدر کار روزہ
احکام اعتکاف
منفرق مسائل
کتاب الزکوٰۃ
جانوروں کی زکوٰۃ

نماز خوف احکام بیمار
جنازہ کی نماز غسل
میت جنازہ لیجانا
جنازہ کے مسائل
نماز کے توڑنے والے
نماز میں بھولنا
نمازی کے سامنے سے گذرنا
مکروہات نماز
نماز تو یونی کپ درست ہو
جمعہ کے احکام
جمعہ کی منظیمیں
نماز تراویح کا بیان
عیدین کی نماز
سجدہ سہو
سجدہ تلاوت
نماز قضا
نماز مسافر
سنن ونوافل
جماعت کی شرکت
سورج گرہن اور
چاند گرہن کی نماز
نماز استسقاء

اوقات کی زکوٰۃ
اونٹ کی زکوٰۃ
بکریوں کی زکوٰۃ
زکوٰۃ اور ہندوئی زکوٰۃ
زکوٰۃ کے مستحقین
صدقہ فطر
صدقہ نفل
بیگانہ لگانا جائز ہے
کتاب الحج
احکام حج
میقات
احکام احرام
احرام محرمات ومکروہات
حرم میں داخلہ
طواف حرم وطواف ورود
طواف میں باہم جھگڑنا
طواف کے مکروہات
طواف بیہی کے مسائل
سعی کے روکاوٹ کی روانگی
وقوف مزدلفہ کی روانگی
اور وقوف منا کے احوال
حج کی نفیسہ باتیں

حج قران
حج تمتع
حج کی قربانی
تلاوت اور ہندوئی زکوٰۃ
احکام حج میں قصور
اور اس کا جرمانہ
جرموں کی تفصیل
قربانی کے قصور
زنوع عرفہ میں قصور
مزدلفہ میں قصور
رمی میں قصور
سعی میں قصور
بوس وکنار جماع
خوشبو اور تیل لگانا
بالے سلے ہوئے کپڑے پہننا
جسم سے بال دور کرنا
ناخن کترنا
شکار کرنا
حرم کے جانور کی ایذا
حرم کے درخت
حرم کے مسائل
احرام کے مسائل
ستر کے مسائل
حج فوت ہونے کا بیان

حج بدل حج نذر
غرضکہ حج وقربانی کے
ہر چھوٹے بڑے مسائل
محرمات
دہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے
احکام مرولی مسائل کفاءت
وکالت نکاح ہر مقرر کرنا
نکاح کا فدیہ
طلاق
طلاق صریح طلاق کنایہ
تفویض طلاق
طلاق معلق طلاق بالبعض
طلاق جمعی الکھا جائیلا
خلع اظہار کفار نظہار
احکام لعان
عدت کا بیان
سوگ ہونا نہ ہونا مرد کی
پرورش اطفال نفقہ
حقوق زوجی حقوق شوہر
رسوم شادی وموت کیسے
قبر وغسل عرسکہ
پیدائش عقیقہ

ذبائح
جانور کا ذبح کرنا
حرام اور حلال جانور
مسائل شکار
قربانی نفسہ یا فی الشیا
جانوروں
لباس
لباس کا بیان
مسلمان نادیدی ہے ہر
جائز سونے کے بارے
حقوق
حقوق والدین
حقوق اولاد
حقوق اولاد
میاں بیوی کا حق
رشتہ داروں کا حق
یتیم کا حق
مسکین مسافر کا حق
ہبہ، ہدایہ
مہمان، میزبان
احباب، مجلس
مریض، عیادت
قبر وغسل عرسکہ

تمام طلاقوں کے حرف
ایک کامل مکمل مدلل
ہے اپنے ہر جنتی کی
مولوی عالم اور پکا
ایک ہی مجلس میں
مسئلہ کا مکمل ذکر کیا
ہیں بلکہ کامل ذکر کیا
ہے۔
قربانی نفسہ یا فی الشیا
جانوروں
ایک کامل مکمل مدلل
ہے اپنے ہر جنتی کی
مولوی عالم اور پکا
ایک ہی مجلس میں

مجلد چرمی سے ر
پارچہ جلد
پتہ
حمیدیہ پریس دہلی

روح المعانی یعنی

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اس کو پڑھکر آپ پورے طور سے اسلامی زندگی سے آگاہ ہو سکتے ہیں اور ان تمام مسائل سے واقف ہو سکتے ہیں جن کو آپ بھولے ہوئے خواب کی طرح جانتے تو ہیں لیکن ان کی حقیقت سے بیخبر ہیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتاب آپکے اندر مذہبی روح پیدا کر دیگی اور آپکے عقیدہ و اعمال کو درست کر کے سچا مسلمان بنا دیگی اور جو اشخاص قطعاً لامذہب ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کا متقی اور پرہیزگار بنا دیگی اگر چاہتے ہیں کہ اسلامی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور آسانی کے ساتھ نجات کا راستہ مل جائے تو کتاب **روح المعانی** کو ملاحظہ کیجئے بلاشک یہ تفسیر نہایت جامع اور تمام مطالبات قرآنی پر حاوی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لئے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے جو کہ وقت میں اسلام اور مطالب قرآن سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جس کو پڑھکر دلوں پر عجیب غریب اثر ہوتا ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ حسن معانی کے اعتبار سے اور ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے اگرچہ اس وقت عربی فارسی اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اولیٰ سلاست کسی ایک تفسیر میں بھی نہیں جس نظر آیتوں کا رجمہ سبب نزول مطالب کی تشریح ہر غرض ہر چیز کو عام فہم انداز میں لکھا ہے قیمت دس آنے ضخامت ۱۶ صفحے

(مختصر فہرست مضامین کتاب روح المعانی)

نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر	بسم اللہ کی تفسیر	تنازعوں کا مرکز اسلام ہے
سائنس اور شیطان	خدا پر بھروسہ	اصلاحی پروگرام
خدائی مہتی کے عقلی دلائل	زمانہ گزشتہ کے علما اور صوفیہ	روح کی لطافت اور کثافت
اسلام کے عقائد روشنی میں	زمانہ حال کے علماء و صوفیہ	خدا کی ربوبیت اور رزاقیت
ملائکہ اور جنات	اسلام اور دعوت	منزل عشق
انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی	جہاد کی غرض و غایت	عبادت کے معنی
انبیاء کرام کی فطری طاقتیں	رسول عربی کا رحم و کرم	فطرت سلیمہ کا تقاضا
عذاب قبر کا عقلی ثبوت	تفسیر سورہ فاتحہ	مرتبہ عبودیت
مرنے کے بعد زندہ ہونا	ارواح مکے مکالمات	صراط مستقیم
روحی اور سائنس	سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ	گمراہی کے اسباب
روحی کی حقیقت	[illegible] صراط مغضوب	اللہ کے دوست اور شیطان کے دوست
نجات کا راستہ	دعوت و محبت کی تعلیم	خدا ہی رحمٰن ہے اور شیطان بہت برا
صداقت رسول کے عقلی دلائل	آجکل مسلمانوں کا امتیازی نشان	اہل ہدایت کے اعمال
قرآن مجید اور کتب سابقہ	اسلام کا مقصد اور تعین	اہل ضلالت کے اعمال

قیمت دس آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جمعیتہ علمائے ہند کی مقدس تجویز کی تائید

بہت سستا بہت صحیح

قرآن شریف چھپکر تیار ہو گیا اور ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو گیا

ایک پونڈ الانعام

اس شخص کو دینے کا اعلان ہے قرآن شریف کے لئے شہرہ ہے جو ایک حرف کی غلطی اس کلام پاک میں نکالدے لیکن محافظ کو یقین کر لینا چاہئے کہ یہ اشرفی کسی کی قسمت کی نہیں اسلئے کہ غلطی نکالنے کا الہام تو جب ہے کہ قرآن شریف میں غلطی ہو۔

اتنا موٹا بایں خوشنما چھپا ہوا

اس کا نام

طلائی تمغہ والا قرآن شریف ہے

سفید کاغذ ہے اہتمام میں ایک مقدمہ ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق بہت ضروری معلومات ہے کتابت کشادہ چھپائی صاف و سیاہ ہے ہر پارہ کے اول و آخر اور ہر منزل کے اول و آخر نہایت خوشنما بیل اور عمدہ نقش و نگار ہیں تازہ اڈیشن تمام علما کا پسندیدہ ہے

ضخامت مع مقدمہ قرآن شریف ۵۲۰ صفحات

ہدیہ

چونکہ حمیدیہ پریس سب سے سستا فروخت کرتا ہے اسلئے فی جلد جلد جری ایک روپیہ آٹھ آنے مجلد پارچہ صرف ایک روپیہ دس قرآن شریف منگائیں تو مجلد پارچہ فی روپے مجلد چرمی میں کوئی رعایت نہیں کیونکہ لاگت ڈیڑھ روپے سے زیادہ لاگت آتی ہے۔ محصول بذمہ خریدار۔

ریل کے ذریعہ منگانے والے نصف قیمت ضرور بھیجکر روانہ کریں۔

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

پاکٹ سائز سستی معراحمائل

ایسی کتابت گویا موتی جڑے ہوئے ہوں نہایت شفاف کاغذ اعلیٰ چھپائی سنگی سرورق کپڑے کی جلد نہایت آب و تاب کے ساتھ تیار ہوئی ہے قلم ہی خاصہ جلی ہے ہدیہ ایک جلد۔ ۱۲ روپے جلد سات روپے۔ محصول بذمہ خریدار۔

پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

ازدواجی مسرتوں کا راز

صرف اس میں پوشیدہ ہے کہ عورت شادی کے متعلق تمام پوشیدہ امور سے اچھی طرح واقف ہو جائے جو دستانی خواتین کی بہترین صنفی تعلیم کے لئے ہر نے ایک بالکل نئی اور دلفریب کتاب **شب ناچہ عروسی** کے نام سے شایع کی ہے یہ وصیدہ دلہن کی ڈائری ہے جس میں پیکر نسوانی اور ازدواجی زندگی کا کوئی ایسا پوشیدہ راز نہیں جو رنگین خطوط کے پردہ میں ظاہر نہ کیا گیا ہو یہ کتاب طلبہ باکتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے اور بہار داد عوض ہے کہ منبد دستانی مستورات کیلئے اس قسم کی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک شایع نہیں ہوئی کتاب ہذا کا ایک ایک حرف رنگینی اور معلومات میں ڈوبا ہوا ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بغیر کسی مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی کامیاب نہیں ہو سکتی گیارہ اعلیٰ وجہ کی تصویریں ہیں کاغذ سفید و لاجواب چکنا صفحات ۱۰۰ اصفحات کتابت و طباعت اعلیٰ ہر جلد کی قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول۔ **مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔**

مقدمہ
عزم و استقلال کی پوشیدگی
ہمت مرداں مدد خدا
شب ناچہ کا مقصد
دوسری کتابوں سے امتیاز
شب ناچہ کی امتیازی خصوصیت
اصلاح معاشرت
ریاض عصمت کی گلچینی
حفظان صحت صنفی زنانہ مکان سے
ازدواجی زندگی میں نئی زندگی کی تشکیل
ازدواجی زندگی کی مسرتیں
شادی کا فلسفہ
سہاگن کا سہاگ
رشیدہ کی دردناک سرگذشت
۱
نفس میں پروازگلستان کی مسرت
۲
جنس لطیف اور صنفی تعلیم
صنفی تعلیات کی شدید ضرورت
صنفی معلومات کا ذریعہ
سہیلیوں سے اغنائے راز
شب عروسی کا ہولناک نظارہ
خوف و حراس کا نقش
بازاری کتابوں کا مطالعہ
شب عروسی
صنفی معلومات کا بہترین ذریعہ
شب ناچہ یا صفیات کا درس
۳
پیکر نسوانی کی رعنائیاں
انانی تذکرت اور محبت کی تصویر

عورت رو کی تخلیق
گلناروں میں نیم شباب کی آنکھ مچولیاں
لو جوان دلوں کی دلدہی خیزی
عضو نسوانی کا مقصد
عصمت کا پوشیدہ خزانہ
راز مواصلت کا افشار
گلدار عصمت کی مٹھ بند کلی
ہم آغوشیوں کی لذت
رحم مادری میں نئی زندگی
۴
باغ جمال کی خوشہ چینی
عیش و مسرت کی مات
نوشاہ کا مکان
حجلہ عروسی
شبستان عیش میں تخلیہ
قیامت کی گھڑی
لو دار و بستر عیش پر
آغوش خون میں حسن کی پہلی نوازش
شب عروسی کا پہلا بوسہ
لب نازک پر بوسوں کے نشان
بحر محبت کی طغیانی
دلنوازیوں کی نرالی شان
لہرائے نازک کی پہلی مرتبہ
شاہ حسن کی دل فتاری
اثمار شباب کی رنگینیاں
حسن کی نیاز مندی
ذریعہ عصمت کی تلاش
نئی دلہن کی پریشانی
محبت کا پہلا نقش
بادۂ محبت کا سرور

محبت کی معراج
موسیٰ سنتر
شب عروسی میں مسرتوں کی بارش
وعدہ شوق
نگلچینی حسن کی اجازت
کیف وصال
دست شوق کی پردہ دری
۵
شب عروسی کی برگ یاد
شب عروسی کی صبح
آئندہ واقعات کا انتظار
شب ناچہ کا صحیح مقصد
محبت کی گدگدی
شریک زندگی اور تعلیم
زندگی کا تلخ تجربہ
رسید کی سرگذشت
دولہن کا بھائی
ازدواجی زندگی کے دو تجربے
تجدید لذت عصمت کا خیال
محبت کی ادا شناسی
محبت کے آنسو
۶
اظہار و اشتیاق کی نعمت
بند گوں کی مداخلت
جذبۂ شوق کی فراوانی
محبت کی غلط فہمیاں
نمونوں کی زندہ مورت
شکایتوں کا پارسنہ دفتر
قید سے آزادی کی خواہش
ازدواجی ڈرامے کا المناک انجام

پند پیر دانا۔
۷
نخل محبت کی باغبانی
موصلت کی لذتوں کا راز
خزینہ عصمت کا راستہ
نئے راز کا انکشاف
عورت کا مادہ تولید
بغیر موصلت کے اولاد
۸
نسیم شوق آغوشیاں
وفد پدری باتوں کا انکشاف
جو ہر زنگانی اور ذوق موصلت
سرور وصال کو قیام
حسن کی رعنائیاں
طالب و مطلوب سنہرے عیش پر
ہم بستری کی حقیقی لذت
موصلت کے عریاں نظارے
موصلت کے غیر قدرتی طریقے
بستر عروسی پر محبت کی جنگ
ایوان عصمت کی اندرونی صفائی
ازدواجی مسرتوں کا بہترین وقت
راہ شوق کی دریا فی منزلیں
حسن عریاں کی سحر طرازی
۹
شوہر کی تسخیر
پرستار جمال کی خدمت
دلنوازی کی ثمرہ
شوہر کا دل مٹھی میں
ایک چیستہ سوال
تسخیر شوہر کے رموز نکات

تجربہ کار باپ کی بیٹی کو نصیحت
حسن کی رہبری اور سرت کی انجام
جنس لطیف کی ذمہ داری
شوہر پر مکمل قبضہ
محبت کی شرط اولین
عورت کی نمی شان
تسخیر کا زبردست عمل
رہبری کی سچی تعریف
محبوبہ کی مزاج شناسی
شوہر کی مزاج شناسی
شوہر کے چستی شمارے
ایک سبق آموز داستان
خلوت داری کا دلپذیر نمونہ
محرم راز کی بازداری
۱۰
عصمت کا آبگینہ
محبت کی چھیڑ چھاڑ
نسوانی شباب کا ساز
وصل کی تدبیر
محبوبہ طالب کی آغوش
عصمت کا سرپرخانہ
قہر شوہر پر لطف اندوزی
بادشاہ شہر مندگی
باغ عصمت میں شیر کا قدم
۱۱
دنیا کی واہ واہ
شوہر کی گاڑھی کمائی
محبوبہ کے لئے بوسوں کا گجا
محبت کا سیش فوارہ خانہ
شدت کی تیز نگاہیاں

محبوبہ کی سلیقہ شعاری
گھر میں سینما کا لطف
عبرت کا دلدوز مرقعہ
۱۲
تعویذ حب کی جستجو
شاہ صاحب کی کرامت
سند یافتہ درویش
جرعہ کشی وصال سے توبہ
پریوں کا سایہ
عورتوں کی عورتوں سے خواہشات
تعلیم یافتہ لڑکیاں اور غیر
نظری طریقے
۱۳
روشنائہ زندگی کا پروگرام
راتوں کو خلش
کہانے کے بعد بوصلت
خزانہ عصمت پر مہر
محبوبہ طلباء کا شباب
نسوانی دنیا میں ایک خاص
سے شباب کی بدمستی
جلس لطیف کی باہمی صحبت
شوہر کی آغوش شوق
۱۴
سکے کے دلفریب تصویر
ازدواجی زندگی کا سانہ
قیامت کی چھوٹی بہن
ازدواجی مسرتوں کا انحصار
سخت کلامی کا تیر
جنسی ناپاکی کا ذکر نہ
قیمت ایک روپیہ

منیجر حمدیہ بریس ، دہلی سے منگائیے

جدید ڈیزائن میں
تصاویر کا اضافہ ہے

عورت

جلد بڑا ڈیشن باوجود اضافہ
تصویر کے سابقہ قیمت میں ہے

عورت کی زندگی اور ہر شہر کی اور ہر جگہ کی عورت کے متعلق دنیا بھر کی معلومات اس کتاب میں موجود ہے

اردو زبان میں آج تک کوئی کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ مکمل نہیں چھپی دو سو صفحے ضخامت ہے اور ۳ رنگین کلی تصاویر اور چھیالیس فوٹو بلاک ۹۸ قلمی تصویریں اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کی مختصر فہرست مضامین سے کیجئے ان تمام خوبیوں اور اس قدر کثیر صرفے کے بعد اسکی قیمت صرف دو روپے جو تصاویر کی قیمت ہی نہیں

تصاویر

علاوہ دنیا کی تین حسین ترین عورتوں کے رنگین چھپے ہوئے ہیں

(۱) احمد شاہ کا دلچسپ مشغلہ
(۲) زندگی سے بیزاری
(۳) انتظار کی آخری گھڑیاں
(۴) بیکار حال
(۵) ریاست سکم کی عورت
(۶) عراق کی عورت
(۷) برما کی عورت
(۸) ناگ کا ناگ کی عورت
(۹) زیورٹیلینڈ کی عورت
(۱۰) مصر کی عورت
(۱۱) صفحی عورت
(۱۲) بور بہ کی عورت
(۱۳) جزائر غرب الہند کی عورت
(۱۴) یونانی عورت
(۱۵) ایسین کی عورت
(۱۶) چین کی عورت
(۱۷) سوئیزرلینڈ کی عورت
(۱۸) لاپلا کی عورت
(۱۹) ساحل سمندری عورت
(۲۰) پرتگال کی عورت
(۲۱) لیتھوینائی عورت
(۲۲) مجھو یا کی عورت
(۲۳) رایا کی عورت
(۲۴) سنگو لیائی عورت
(۲۵) زمانہ حال کی انگلش عورت
(۲۶-۲۷) لمبے والوں الی عورت
(۲۸) راجپوتانہ کی عورت
(۲۹) برلن کی دوشیزہ
(۳۰) ساڑھے ہندوالا کھیر کی عورت
(۳۱) لیپ لینڈ کی عورت
(۳۲) ٹرکش کی عورت
(۳۳) مارواڑ کی عورت
(۳۴) کوہستانی دوشیزہ
(۳۵) سلوی عورت
(۳۶) بلوچستانی عورت
(۳۷) ترکی عورت
(۳۸) بجلی کی شعاع سے علاج
(۳۹) لندن کی مؤجسین عورتیں
(۴۰) مصری رقاصہ
(۴۱) فرانس کی دوشیزہ
(۴۲) ہندوستانی رقاصہ
(۴۳) برف کے تودے پر رقص
(۴۴) فرانس کی رقاصہ
(۴۵) برس کی رقاصہ
(۴۶) اٹلی کی رقاصہ

قلمی تصاویر

زلف پیچاں کے نمونے ۱۲ تصویریں
عورت اپنے گھر میں ۱۲ "
عورت کے ساتھ لباس ۱۲ "
عورت کی عمر کا تجزیہ ۱۲ "
عورت کی ذہنیت ۱۲ "
مغربی فیشن کی عورت ۱۲ "
مغربی ورزش ۱۲ "
اور متفرق تین تصویریں "

مضامین

سرتصویر کے متعلق معلومات
ادبی تبصرہ - دیباچہ
عورت کیا ہے عورت کی ریت
عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داری
کوک شاستر میں کیا ہوتا ہے
سنسکرت کی کوک شاستر

پہلا باب

طلسمی زندگی
عورت کی زبردست طاقت
عورت کی پیچیدہ زندگی
طلسمی ساڑھی کو چھیڑنے کی ضرورت
عورت و دنیا کی ہیئت نزاد
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
نسوانی کی تسخیر کا مجرب عمل
دنیائے نسائیت کا مکمل نمونہ
کمل زندگی کی مسرت انگیزی
معصوم دل پر نقش ابدین
تربیت اولاد کا مقدم فرض
بادہ عفت کا خمار
عورت کی پنہانی کا چہرہ
محبت شعاری کا نقش ابدین
خوش مزاجی کا طلسمی تعویذ
خوش مزاجی سے بڑی کوئی شے
ناکام ازدواجی زندگی
ایثار و قربانی کی زندہ مورت
صحیح تعلیم میں فرحت و انبساط
خوبصورت چہرہ پر حیا کا نقاب
شان خود داری کا پرکیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے مارچ

دوسرا باب

انسانی زندگی کا سانچہ
مجمع صورت سے وشمنی
عورت کی معصومیت
عورت کی عورت خواہش پوری کرتی ہے
عورت کو لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کوک شاستر کی چار عورتیں
فحش کتابوں کی اشاعت
فطرت کی جاذبیت
عورت کا بدست اعانت
عورت کی متضاد فطرت
عورت کے قدموں پر عزت کا تاج
عورت کی دنیا پاد ترین دوشیزہ
صنفی معلومات کی ضرورت
عورت کو قابو میں لانے کی گہاتیں
جاذبیت اور دلکشی کا منوہر منتر
جلد بچھت کی بیداری
حسن و جمال کی آخری دلکشی
حب اور بیوپنی کے چلتے ٹوٹکے
غائب ہاوی کا انائک منظر
کامیابی کے کاشن میں کامی
شان محبوبیت میں چاچاند
ایک مشہور خلاسفر کا راز دیدہ گناہ
سچی تفریح اور چھوٹی مشغولی
قبل از وقت اخلاقی لٹو ہونا
عورتوں کی پارلیمنٹ
خرسن محبت میں نئے شرائط
دامن نسائیت پر بدنما داغ
زخم دروں کے لئے مرہم کاوی
نظام اخراجات کا انحصار

تیسرا باب

صحبت شوہر یا بستان شباب میں
شباب کی سحر کاریاں
منزل شباب میں گمراہیاں
حریم حسن سے چہیتے چھاڑ
خارجی چیزوں سے لطف اندوزی
عاقبت اندیشی کا فرض
شمع حسن کے پروانوں
کامیاب زندگی

چوتھا باب

جزعہ کش موجملت کا مقصد
اظہار محبت بخط نفسانی
عضو نسوانی سے ناواقفیت
جنس مخالف کی ہم آغوشی
محراب جمال کی صفائی
صدف عصمت میں ابیاں
اتحاد و تناسب کی ضرورت
باغ و بستان کی گلچینی
نرموم عادات کا وقیعہ
تخل محبت کی جنگ کی
نسوانی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ
ذائقہ کا گرفتار شمارہ
بچوں کیلئے کھیل کود
مناظر فطرت کا پرکیف اثر
صحبت جسمانی کا اثر
زندگی کا نیا دور
سرد ستان کی بہار آوری

رگوں کے لئے ورزش

ورزش کے لئے بہترین زمانہ
روزانہ غسل کی علامت
نہال تمنا کی بے ثمری

خریدار حال کی عزت

سوال والو کی محبت
کامیابی میں ناکامیاں
عہد شباب کا تلاطم
ساغر مواصلت میں بادہ محبت
پرسرور بادہ مواصلت
پوشیدہ اعضائے جسم
منزل عیش کا پرکیف راستہ
ایام عصمت کا سرسبز نظارہ
اعضائے نسوانی کا سرتاج
پیکر ناز کی مجبوریاں
حصار عصمت کی تسخیر

اس کتاب میں اسی قسم کے دس باب ہیں اور عورت سے لطف اندوزی کے ہزار ہا وسائل موجود ہیں اس کے علاوہ نسوانی علاج بچہ کی پرورش و تربیہ کشتر بچہ پیدا ہونے کے سامان غرضکہ کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس میں مرد عورت کی لطف اندوزی تشنہ رہجائے ضخامت ۲۰۰ صفحات تصاویر ۱۶۰ قیمت دو روپے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شباب جاودانی کی جستجو

ہو تو **لذت شباب** کا مطالعہ کیجئے جو اردو اور عربی کی کوئی ساستر ہے اسکے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو گا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے ساتھ کیا ہیں حسن کی لذتیں کس طرح لطف اندوز ہوا جائے گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی روشنی ہوتی دیوی کس طرح ملتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اودھ اور رام پور کے دربار طبیب کے سینکڑوں نسخہ جات ہیں جو مستاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی دستیاب نہیں ہوتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاودانی کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تو پونا ڈیڑھ سو صفحہ اٹلہ بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت **ایک روپیہ** نہرست مضامین حسب ذیل ہے:-

لذت شباب پر ایک نظر
شباب کی قدر و قیمت
گئت شباب کی پامالی
رہ نوردان شباب کی مجبوریاں
خرمن شباب پر برق خاطف
میری ناچیز کوششیں
لذت شباب کی خصوصیت
لذت شباب اور صنفی مباحث
باغ موسلات کی مختصر تاریخ
دربار مرشد آباد کے نسخے
شباب ہر کی ناز قلی بیاضیں
لذت شباب کے نسوانی خصوصیات
آرائش کی استواری
حریر عصمت کی نگہداشت
نخل قامت کے کپڑے انجار
جنس سحر طراز کی سرستیاں
اسباب عیش کی فراہمی
حکایات شوق
میری دلی تمنا

پہلا باب

عرصہ شباب کی رہ نوردی
عہد شباب کی تعریف
انسان میں پرورش اولاد کی فطرت
جذبہ خوشی کی خلش
نفسانی جذبات کی بیداری
صنف نازک کے صنفی جذبات
کم سن بچے نفسانی خواہشوں کے دام میں
عہد شباب کی علامتیں
نوعمر لڑکیوں سے موسلات
انیس زندگی کی جستجو
شادی کا زمانہ
شادی کا مقصد۔
قصر شباب کا بلبادی پتھر

دوسرا باب

موسم کا تعلق صحت سے
قدیم باد نشینوں کی اخلاقی فروتری
دیہی بیشواؤں کی دسیسہ کاریاں
مرد کی مرد سے موسلات
دیہی جنگل کا حاکمانہ خط
ڈراسہ نگار کی امرد پرستی
کلیپ ڈانس کی عشرت کدہ
دنیا میں شیطانی طبقہ کا وجود
بطلق کی پہلی درسگاہ
کارخانوں میں برہنہ عورتیں

پانچواں باب

ستان شباب کی آب بیتی
انشاء پرداز کے بچپن کی داستان
امرد پرستی پر بیٹ کا دردناک
سرمن صاحب کی نئی سرجری
یادگار شکن عمل
جذبات نسوانی میں ارتقائی
لمحہ تبصرہ اور عورتوں
سے موسلات
عورتوں کی شادی عورت سے
عورت مرد کے عاشق میں
تسکین خواہشات کے
مصنوعی ذرائع
دیہی خاتون کی داستان ہوس
عورتوں میں جوش رقابت
امریکن خاتون کی بیتیاں

مصنوعی آلہ کی ساخت

خاتون پر وفیسر کی زن پرستی

چھٹا باب

مستانوں کی یاد گار شکن
اعضائے تناسل کی اہمیت
تخل شباب اور اسرا تھوں کا مصنف
عضو جو لیت کے بارے میں
رسیٹے
آلہ تلذذ کی بربادی
جو ہر حیات کی بربادی
غیر نظری مواصلت
نوجوانوں کو گمراہ

ساتواں باب

لوکا مرالی کی چہلک
ہیٹیائزم کا علاج
ماہرین طب کی امداد
نامردوں کو پیام مسرت
آرمینیوں کی تقریب
سیاری پاک کا بہترین نسخہ
گم شدہ قوت کی بحالی
دوائے شاف لا افترا
آلہ سرور کے لئے اکسیر
کلید درحسن کی حفاظت
ملبوس نوجوانوں کو تحفہ
ضماد قوت افزا
حیرت انگیز طلا
حریم جمال کے نقائص
معجون جمالی
کم خرچ بالا نشین نسخہ
دولت شباب کی بوٹی
باہ کے لئے مفرد چیزیں
یادگار یوں کے لئے طلسمی علاج

آٹھواں باب

بلا کشان محبت کی جہانی
اتصال
باہ، وصال کی لذت
ارسطاطیس حسابی موسلات
صنف لطیف اور نفسانی
طوائفیات
ایرانی مجوبہ کی تبسم خیز
داستان
اخلاق اوباش کی بیوی
صنف لطیف اور خوش
رطیف
صحرائے عرب کی آبنائے نیلہ
صنف لطیف اور خوبت ضبط
مواصلت کی بہترین وقت
اہل عرب اور آداب عیادت
مواصلت کے متنوع اوقات
رمی نساء اور اداب موسلات
سہ مواصلت کے لئے بہترین خانہ
چکنائے عرب
باہ فرنگی عورتیں
جسم بنانے سے چہرہ چمکانے
مواصلت کے مختلف طریقے

نواں باب

باہ، وصال کی لذت
لذت وصال میں اضافہ
ضمیر کا فیصلہ
سہ اصلت کے آسن
عیش و نشاط کی مختصر گلزاریاں
دربار مرشد آباد کا نسخہ
دو سہ انار نسخہ
جذبات تعیش میں ہیجان
درویشی کامل کی عطلیہ
معجون عشرت انگیز
آخری تاجدار اودھ کا
مجرب نسخہ
شاہی نانوں کی تیاری
شاہ اودھ کی استعمال
کردہ معجون
مادہ تولید کے لئے اکسیر
عیش و عشرت کی گولیاں
عیش دسرور کی فراوانی
گاجر کا پر کیف حلوہ
نفیری عطیہ
گولیوں میں خشخاش کا فائدہ

گرمی وصال میں غیر معمولی قوت

دسواں باب

ایجاد حسن کی تجدید اشت
ایجاد حسن کی صفائی
جرعہ عشق مواصلت کے بعد
رحم کی تقریب
بہترین فسرجہ
حریم حسن کی اندرونی پوشت
مخفف مورد لیف
رحم کی اصلاح
نسوانی بامہ کی خرابی
نخل تمنا کی بار آوری
ایران حسن کی فراخی
صنف نازک اور میل کی لذت
پیدا سال کی لذت میں اضافہ
سفوف سرور افزا
لطف اندوزیوں کا طریقہ
اولاد حسن کی توصیف
بال گرانے کا آسان طریقہ
چہرے کا رنگ دلفریب
دردزان پہلک
دردزان کے لئے مؤخرہ
مسؤلوں سے خون
زلف پیچاں کی درازی
روغن سرخ
حسن کی دوبہرہ ہلی
بال سفید نہ ہوں
سفید بالوں کی سیاہی
قامت گدازکی رعنائیاں
شہر بانو کا استعمال
محرم کا استعمال
جوانی کی بہار

بارہواں باب

ترکیب میل خشخاش کا فائدہ

ترکیب خان انڈہ ذوات قلب
چشم عنبریں اور ابرواں عصمت
بی جمالی کی ڈاکٹری
سرمہ اصفہانی
محرب الکحل
نرگس بیمار
انوب چشمی کی تسہیل
طبیب روحانی کا نسخہ
لکھنوی ماہر طب کی طلاعات
چشم رشدست کو زنم چشم
چشم سیاہ کی سفیدی
ناخنہ کا علاج
سفوف مقوی بصر
تقویت باصرہ کے لئے نشت
نیم کے پھولوں کا سرمہ

چودہواں باب

نوازش شہباب
خضاب رسا عقعقہ ریز
ہماسوں کا مجرب علاج
چہرے کا رنگ دلفریب
دردزان پہلک
دردزان کے لئے مؤخرہ
مسؤلوں سے خون
زلف پیچاں کی درازی
روغن سرخ
حسن کی دوبہرہ ہلی
بال سفید نہ ہوں
سفید بالوں کی سیاہی
قامت گدازکی رعنائیاں
شہر بانو کا استعمال
محرم کا استعمال
جوانی کی بہار

پندرہواں باب

ترکیب میل خشخاش کا فائدہ

ملنے کا پتہ ادارہ حمیدیہ پریس۔ دہلی۔ قیمت عہ

گھر بیٹھے بیت اللہ شریف کی زیارت

کرنے کا شوق ہو یا اس مقدس گھر کی ابتدا سے لیکر آجتک کی مفصل تاریخ پڑھنے کا شوق ہو تو آج ہی کتاب

تاریخ مکہ معظمہ

کینگارلا مطبوعہ منگائیے جس میں مکہ معظمہ کی تاریخ نہایت مفصل اور مستند طریق سے بیان کی گئی ہے قابل زیارت مقامات کے نام اور انکی مفصل تاریخ درج کرکے بتایا گیا ہے کہ مکہ معظمہ کا فلاں مقام کیوں متبرک اور فلاں زیارت کیوں مشہور ہے جن جن بزرگوں کے مزار مکہ معظمہ میں واقع ہیں ان کے مختصر تذکرہ بھی درج ہیں مکہ معظمہ پر آجتک جو جو انقلابات گئے ان کی تفصیل درج کے موجودہ دسائلہ انتظام کی تاریخ لکھی گئی ہے ہندوستان سے مکہ معظمہ کو جانے کے مختلف راستے اور وہاں جاکر قیام کرنے اور زیارات دیکھنے کے سہل طریقے بھی درج کردیئے ہیں تاکہ اگر کوئی صاحب حج کو جانے کا وقت یہ کتاب ہمراہ لے جائیں تو حج کا کام وہ لیکے بیت اللہ شریف کا نہایت صحیح نقشہ کتاب کے ساتھ ہے ہر مسلمان کو چاہیے اس مقدس شہر کے ساتھ ذرا بھی محبت ہے اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے قیمت باوجود اس قدر خوبیوں کے صرف عہ علاوہ محصول ڈاک

جنت آپکے گھر میں

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے مذاہب عالم میں عورت کا کیا درجہ تھا تو اس کتاب کو ضرور پڑھیے جس میں عورت کے متعلق وہ تمام احکام درج کئے گئے ہیں جو عیسائی سوسائٹی ہندو چینی۔ پارسی وغیرہ تمام اقوام کی مذہبی کتابوں میں درج ہیں اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے عرب و عجم ایران و یونان روما اور ہندوستان چین اور مصر عرصہ کے دنیا میں عورت کی کیا حیثیت تھی تو میاں بیوی کے حقوق و فرائض نامی کتاب ضرور منگائیے جس میں مستند تاریخوں کے انتباسات دیئے گئے ہیں اور عورت کے متعلق اس وقت کے مشاہیر کے اقوال مستند کتابوں سے درج کرکے بتایا گیا ہے کہ اس وقت عورت کی پوزیشن ایک جانور سے بھی بدتر تھی اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ داعی اسلام نے صنف نازک پر کیا کیا احسانات کئے اور اپنے غلاموں کو عورت کے ساتھ کیسے حسن سلوک کی تاکید ہے تو میاں بیوی کے حقوق و فرائض پڑھیئے جس میں قرآن حکیم اور احادیث رسول اللہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام نے عورت کی جو عزت قائم کی ہے اور مرد کے مساوی جو حقوق دیئے ہیں وہ آج بھی متمدن ممالک اور مہذب سوسائٹی سے بہت بلند ہیں میاں بیوی کے حقوق میں بتایا گیا ہے کہ اسلام نے لڑکی کی حیثیت سے عورت کے لئے کیا حکم دیا ہے اور بیوی کی حیثیت سے مردوں اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے اور ماں کی حیثیت سے اولاد کو کیا کرنا چاہیئے اور اس کتاب میں بتلایا گیا ہے کہ میاں بیوی کے حقوق و فرائض کی اسلام نے کیا حد مقرر کی ہے کتابت و طبع سے آخر تک بہت دلچسپ اور ہر خیال و مذہب کے انسانوں کے مطالعہ کے قابل ہے اسی ضخامت قیمت صرف ۸ر

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رحمۃ للعالمین کامل

اس کتاب کے دو حصے ہیں حصہ اول میں حقوق اللہ حقوق العباد اصول اخلاق و معاشرت پر نہایت حسن و خوبی سے بحث کی گئی ہے خود ساختہ ولیوں اور جعلی پیروں کی قلعی کھول کر ان کے مکر و تجیل سے بچنے کی تاکید ہے شرک بالله سے دامن ایمانی کو بچالے اور توحید کی رسن ہدایت کو مضبوطی سے پکڑنے کی ترغیب دی ہے حضرت بشیر و نذیر رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ آپ کی حیات طیبہ کے پاک کارناموں اور حضور کے اخلاق و شمائل پر تبصرہ کیا ہے پھر حضرت خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ کا ذکر کرکے آپ کی ولادت باسعادت کے حالات قلمبند کئے ہیں دوسرے حصہ میں ان حقوق پر بحث کی ہے جن کی تعلیم دیکر اس سلسلہ میں خود ہی کی اطاعت اور اس قسم کے دوسرے فرائض بجالا کر ان تمام خرابیوں کے انسداد کی کوشش کی ہے جن میں مسلمان بطیب عمر مبتلا ہیں مؤلف نے اصلاح رسوم کی طرف بھی قدم اٹھایا ہے اور عورتوں کو توہمات کی زنجیروں سے نجات بخشنے کی سعی بلیغ کی ہے عام طور پر میلاد کی جو کتابیں رائج ہیں ان میں عموماً بڑے بڑے دقیوانی و مزخرفات موضوعات اور من گھڑت افسانے پائے جاتے ہیں مزید براں کتب میلاد کے پڑھنے اور سننے سے یہ مہلک اثر پڑتا ہے کہ وہ رجاء کے سنہرے جال میں پھنس کر نصاریٰ کی طرح عمل سے متنفی ہو جاتے ہیں آن کے دل میں یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ بس میلاد کی مجلس بھی منعقد کرلی یا اس میں شریک ہو گئے تو جنت الفردوس کے مالک اور حضرت شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے اولین حقدار ہوں گے حالانکہ مومن کی شان یہ ہے کہ اس کا دل خوف اور رجاء کی دونوں کیفیتوں سے یکساں متاثر ہو لیکن جہاں تک دیکھا گیا ہے اس رسالہ کے دونوں حصے اس خرابی سے پاک ہیں کیونکہ ان میں "انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا" کے ارشاد ربانی کے بموجب ضرورت عمل پر زور دیا گیا ہے۔ ضخامت ہر دو حصہ ۱۷۸ صفحات قیمت صرف دس آنے ۱۰ر

حیات حمیدیہ

یعنی اعلیٰ حضرت سلطان المعظم عہد الحمید خاں غازی کی سوانحعمری

اس نہتہ ہاجبوت کے حالات اس قدر جوش انگیز ہیں کہ جبتک مسلمانوں کو سلطان مرحوم کی یاد گار سلطنت کا حال نوک زبان نشیں رہے گا وہ اس اسلامی سطوت کے لئے سر کی نہیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرحوم سلطان کے زمانہ عروج میں ہی اسلامی اولوالعزمی کا نظارہ دشمنوں کی آنکھوں کو خیرہ کئے ہوئے تھا آج جو ٹکڑی سمٹ سمٹا کر ناطولیہ میں بند ہو گئی ہے کل یہی ٹکڑی دنیا کے بڑے حصہ پر قابض تھی اس کا بڑا سہرا سلطان عبدالحمید خاں کے سر پر ہے گا۔

اس کتاب میں مرحوم سلطان کی پیدائش تخت نشینی۔ ملک گیری کی مشکلات روس سے فیصلہ کن جنگ۔ یونان سے جنگ۔ جنگ ریا صیلیہ بلغاری مخالفین کی رشیہ دوانی یا لاتعز سلطنت کے حکمرانوں سے مملکت کا تنزل سبکا ذکر ہے بڑی تقطیع صفحات ۱۹۲

قیمت صرف ۸ر صرف چند جلد میں ہیں۔

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

آپ کی دُعا کیوں نہیں قبول ہوتی

اسلئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اسلئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اسلئے آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک زیادہ بے اثر ہیں۔

لہٰذا ضرورت ہے پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے سیکھ لیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے اور پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر آپ کو مفلسی نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائیگا اور اگر آپ مقدمات کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانیاں رفع ہو جائینگی غرض آپکی ہر مراد کی کنجی، **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں مانگنے اور مرادیں حاصل ہونے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقے کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزار ہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ دلایتی سفید چکنا ۲۴ پونڈ ضخامت ۵۶ صفحے قیمت ۸/

جو چاہو گے ہو جائے گا

مصیبت سے نہ گھبرائیے پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے اس ہزار گونہ ناامیدی سے ہمت کر دوگنے بڑھ جو چاہو گے ہو جائے گا کامیابی کی شاہراہ نہیں نظر آنے لگے گی مصیبت راحت سے بدل جائیگی پریشانیاں دور ہو جائینگی اور اطمینان غلبہ تمہیں حاصل ہو جائیگا بشرطیکہ آیت الکرسی کا عمل پڑھنا تم جانتے ہو یہ وہ زبردست عمل ہے جس کا اس میں کافی تجربے درج ہیں اس کے ذریعہ غریب امیر بنا جاتا ہے بیمار تندرست ہو جاتا ہے اگر مصیبت کے وقت آیت الکرسی کا عمل پڑھا جائے تو یہ عمل ظل رحمت بن کر انسان کے سر پر چھا جاتا ہے اگر تم بھی آیت الکرسی کا عمل پڑھنا چاہتے ہو تو **عطائے قدسی** پڑھو جس میں آیت الکرسی شریف کے نہایت صحیح اور مجرب اعمال ہیں پڑھنے کا طریقہ نہایت آسان ہے اگر کوئی شخص اس کا معمول کرلے تو تمام عمر اطمینان و آرام سے بسر کر سکتا ہے قیمت ۸/

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا کوئی دل ہے؟

جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

دعا کوئی دل ہو کسی شوہر کا ہو عورت کا ہو غائب کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو ہم وعدے سے کہتے ہیں کہ آپ اسی پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے کتاب

تسخیر القلوب

منگائیں اس میں جو عمل درج ہے اسکے عامل بنیں تو احباب کو مسخر کر لیں دشمن دوست کو مطیع بنانا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے ایک معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن سکھایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کامیاب ہوتا ہے اور اسکے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال کا ہے اس میں سیدھا سادہ بے پیسہ مجرب مجرب اعمال و وظائف درج ہیں اذکار اسم اعظم اور ہر نقش کامیاب ہے قیمت آٹھ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا آپ کو بات کرنی آتی ہے

اگر خداداد سستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو **فن خطابت** ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہزار ہا ہدایتیں بروئے عمل لیجئے اور پھر دیکھئے کہ آپ کے الفاظ طلسم بن جائینگے آپ کی گفتگو میں انہماد جیسی شیرینی پیدا ہو جائیگی ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپ کو انگلیوں پر بٹھائینگے آپ کی جادو بیانی احباب اور غیروں تک ہی محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بیدھڑک تقریر کر سکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اس طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیں گے۔

قیمت ۸

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خدا کے دربار میں رسول خدا

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فخر کائنات سید المرسلین کس طرح خدائے قدوس کے دربار میں ہاتھ پھیلا کر اپنی مرادیں طلب کیا کرتے تھے اور وہ کیا مبارک الفاظ تھے جو زبان مقدس سے نکلتے ہی پورے ہوتے تھے تو آپ **پیغمبری دعائیں** پڑھئے جس میں بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی شمائل وغیرہ صحاح ستہ سے وہ ساری دعائیں مع ترجمہ کے درج کر دی گئی ہیں جو سرکار مدینہ نے اپنی حیات طیبہ میں حل مشکلات کے لئے زبان مبارک سے فرمائیں یہ مبارک دعائیں دنیا کی کسی زبان میں ایک جگہ جمع نہیں تھیں مگر اس کتاب میں یہ دعائیں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں جس میں آپ کی ہر مشکل کی دعا کی مقدس پیغمبری زبان سے نکلے ہوئے الفاظ مع ترجمہ کے درج کر دیئے ہیں آپ کی کوئی مشکل ایسی نہ رہے گی جو پیغمبری دعاؤں کے طفیل صاف نہ ہو جائیں پیغمبری دعاؤں کے الفاظ کے طفیل صاف نہ ہو جائیں پیغمبری دعاؤں کے الفاظ زبان ہیں جن میں مسلمانوں کے آقا مولا نے دعا کی ہے ضخامت ۸۰ صفحہ قیمت ۸

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

حضرت خواجہ صاحب کی پسندیدہ اعمال کی کتابیں

اعمال مجرب سورہ فاتحہ یعنی اکسیر شریف کے ان نایاب کیاب سینہ بسینہ عملیات کا مجموعہ جو المصنف حضرت محی الدین ابن عربی صنف فتوحات مکی اور علامہ ابو فی مصنفہ شمس المعارف و حضرت حنفی الشاذلی حضرت مقاتل وغیرہ بعض کے مجرب و مقبول جو تاثیر میں تیر بہدف ہیں ترقی رزق ادائے مرض صحت و تندرستی متعہ ری دشمن اور جب تسخیر کرنا لات ظاہر و باطن اور تمام مقاصد دین کے واسطے اسمِ اعظم درج ہیں قیمت ۴ ر

اعمال مجرب آیۃ الکرسی جو اسناد و خواص علل عجیب و نادر و نایاب کتاب ہے جو شیعہ اس کا عامل خاتم الامام رہا آیۃ الکرسی کے صدہا عمل اس میں درج ہیں اور خدا کے فضل سے سب تیر بہدف اکثر کرام و بزرگان سلف کے مختلف طریقوں سے مجرب ہیں مشکل یہی ہیں اور آسان بھی ایسی بیش بہا کتاب قیمت ۴ ر

اعمال مجرب سورہ والشمس نو تسہیم باوکل معہ طریقہ رکوٰۃ اعمال جلالی بھی ہیں اور جمالی بھی دشمن کو قہر مقدرت کی خیابانی ظالم شوہروں سے چھٹکارے اور محبوب کو قبضہ میں کرنے کیلئے اکسیر ہیں قیمت ۶ ر

اعمال مجرب سورہ یاسین شریف نو تسہیم باوکل معہ طریقہ رکوٰۃ فقرا کے پاس اگر کوئی ایک عمل بھی ہوتا ہے تو لوگ اس کے لئے ناک چھانتے پھرتے ہیں پھر بھی اگر کوئی اکمل بچہ عمل کسی کے ہاتھ آگیا تو باد شاہت مل گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ علم سے نا موس ہیں فرضی کتابوں میں پھنسے نہیں ایک سورہ یاسین کے ہی اعمال کا تجربہ کیجئے کیسے تیر بہدف ہیں قیمت ۵ ر

اعمال مجرب سورہ اخلاص باوکل طریقہ کے زکوٰۃ و ہر کام کے لئے ترکیب صلوٰۃ التسبیح نماز حضری و اعمال چہل کاف باوکل معہ زکوٰۃ وغیرہ ہر کام کے لئے از حضرت محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز درج ہیں اس پر ہر عمل مجرب اور تیر بہدف ہے۔ قیمت ۴ ر

دو اعمال و دعائیں سر حصہ حضرت علامہ شاہ صفائی بیانی کے مجرب اعمال کا مجموعہ ہے حضرت کو سینہ بسینہ عرش پاک سے ملے ہیں آتی ازاد نبوں نے ادرک کی ہے کہ ہر ضرورت کی خاطر یہی تمام ہیر یہی تباہانی ہیں اور امراض کے لئے فقیری کوڑ بوں کے نسخے بھی لکھے ہیں

قیمت ہر دو حصہ ۱۰

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو عجز پر ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام ادعا و ظائف ہے یہی دنیا کی تھکن کی آخری زینہ ہے اور یہاں ہی سے یہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور ہو کر انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں سنی المذہب فقراء کے پاس جس قدر خزینہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت ہے اور ان ہی سے ہزارہا مصیبت زدوں کی جان بچی ہے ان ہی میں علی الخصوص حضرت تاج العارفین **مخدوم جہانیاں جہانگشت** کے اوراد و ظائف بہت ہی مجرب ہیں ایک یہ اوراد سینہ بسینہ ہے خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ کا کہ انہوں نے رفاہ عام کے لئے اس خزانہ کو لٹا دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا اس کتاب کا نام **اوراد و ظائف جہانگشت** ہے اس میں جب ذیل کاموں کے لئے اوراد و ظائف اور نقش ہیں اب شخص کو ان کے عمل کی اجازت ہے۔ محبت الٰہی۔ محبت رسول یا اس کی حفاظت گناہوں کی معافی عذاب قبر سے نجات۔ شیطان کو مغلوب کرنا مقصد کی یاد دہی۔ صلوٰۃ التسبیح تسخیر و محبت۔ استخارہ۔ ہر حاجت پوری ہو۔ دشمن کو مغلوب کرنا فرض ادا ہو نے کے لئے رزق کی کشائش کے لئے اولاد پیدا ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت و تندرستی بچوں کی بیماری دور کرنے کیلئے عورتوں کے مخصوص امراض کے لئے انسان و درد زہ بخار سر قسم کا درد چیچک آشوب چشم ڈاعین مرگی زہر کا اثر چوہے کے کاٹے کی حفاظت کے نقش و ظیفے اس کے علاوہ سورہ منزل کے وظیفے بچہ پیدا ہونے کے دشمن کو مغلوب کرنے کے لڑکے کے پیدا ہونے تنگی رزق دور ہونے کی کشائش رزق کھیتی کی حفاظت جن بھوت سے حفاظت مصیبتوں سے نجات دشمنوں کو برباد کرنا اگر شدہ کو حاضر کرنا محبت تسخیر پانچوں وقت کی نماز کے وظیفے نماز قضا عمری کے وظیفے پھر ختم خواجگان لاتشند دعائے حیدری اسم اعظم کا وظیفہ جو انسانی کوششوں سے بالاتر ہو اس کتاب میں موجود ہے ہمیں مولانا عرشی کے لئے دعائے خیر کرنی چاہیئے کہ انہوں نے ان اوراد کو حمیدیہ کو عام کر دیا ۱۰۸ صفحہ کی کتاب ہے

قیمت دس آنے

پتہ مینجر حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یونہی جو خدا سے مانگو وہ قبول کرتا ہے لیکن جو قرآن و حدیث میں ہیں پابند گان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور ہی درستجاب تک پہنچتی ہیں علائے مقبول وہ کتاب ہے جو ان سب کی جامع ہے یہ کتابی انتخاب کا عظیم نسخہ ہے اور حسب ذیل مضامین ہیں۔

(۱) **صلوٰۃ الرسول** اسکے قریب پہنچانے کی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں اور ترجمہ تفسیر حضرت علامہ اشرف علی صاحب تھانوی نے رقم فرمایا ہے اور آپ ہی کے اہتمام سے چھپی ہے اس شیشہ سے لیکر جمعہ تک ہر روز کی الگ الگ دعا ہے اور اس کے اوصاف و اثرات کا مفصل بیان ہے عربی خطبہ جلی اور خوشنما ہے ۲۰۰ صفحہ

۲۔ **مناجات مقبول** یہی ہے ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اول حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا دیباچہ ہے اور بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں سات روز کے لئے ہیں اور یہ مناجاتیں جن قرآن و حدیث کا ترجمہ ہیں بچے موثر اور دردانگیز بیان ہے رات کو دعا کے بعد یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور خدا کے فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں مولانا نے نظر ثانی کر کے حال میں چھپوائی ہے۔

۳۔ **منتخب الاحزاب** انکہ خواجہ مودود رحمۃ اللہ علیہ کے مولوی۔ فارسی میں مناجات ہے اور مولانا رومی کی تصنیف ہے اس میں شنبہ سے جمعہ تک کی دعائیں ہیں ضخامت ۱۲۰ صفحے

۴۔ **تتمہ دعائے مقبول** ۴۰۰ صفحات حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا مقدمہ ترجمہ بہادران کے اوقات بھی مولانا نے درج فرمائے ہیں اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کی دعا نہ ہو اور سب مجربہ ہیں مختصر فہرست دعاؤں کی یہ ہے صبح شام کی دعا اور فرض کی دعا طلوع آفتاب کی دعا آذان مغرب کی دعا کہ میں آنے کی دعا دعائے استخارہ دعائے حفظ القرآن دعائے طلوت دل میں دعائے جماع دعائے ختمی دعائے سفر دعائے دامنہ شہر مصیبت سے بچنے کی دعا رفع بھوت کی دعا۔

۵ **حزب البحر** حزب البحر سے اکابرین نے تعلیم کئے ہیں لیکن جو حضرت مولانا اشرفعلی صاحب نے لکھے ہیں وہ بہت ہی مقبول ہے اور یہ اعمال صدہا مریدین کے مجربہ ہیں قیمت پانچوں جلدوں کی عمر مینجر حمیدیہ پریس - دہلی

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ

اور جان لو تم یہ کہ جو کچھ لوٹ لو

اور اس بات کو جان لو کہ جو کچھ (کفار سے) بطور غنیمت

مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

کسی چیز سے پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے

لشکر حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل مال کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے

وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ

اور واسطے قرابتیوں رسول کے اور واسطے یتیموں کے اور فقیروں کے اور

اور (ایک حصہ) آپ کے قرابت داروں کا ہے اور (ایک حصہ) یتیموں کا ہے اور (ایک حصہ) محتاجوں کا ہے اور (ایک حصہ)

السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی

مسافروں کے اگر ہو تم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور جو کچھ کہ اوتارا ہم نے اوپر

مسافروں کا اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جس کو ہم نے بھیجا بندہ (محمد) پر

عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ

بندے اپنے کے دن فیصلے کے جس دن کہ بھڑ گئیں دو جماعتیں اور اللہ تعالیٰ اوپر ہر

فیصلے کے دن یعنی جس دن کہ (بدر میں) دونوں جماعتیں (مومنین و کفار کی) باہم مقابل ہوئیں نازل فرمایا ہم نے اور اللہ (ہی)

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ

چیز کے قادر ہے جس وقت کہ تم کنارے پر ورلے پر اور وہ کنارے پر پرلے پر

سب پر قدرت رکھنے والے ہیں اور یہ وہ وقت تھا کہ تم اس میدان کے ادھر والے کنارے پر تھے اور وہ لوگ (یعنی کفار)

الْقُصْوٰی وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ

اور سوار نیچے تھے تم سے اور اگر وعدہ مقرر کرتے تم آپس میں خلاف کرتے

اس میدان کے اُدھر والے کنارے پر تھے اور وہ قافلہ (قریش کا) تم سے نیچے کی طرف کو (بہا ہوا) اور اگر آپس میں وہ کوئی بات ٹھیراتے

فِی الْمِیْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ

بیچ وعدے کے اور لیکن تو کہ تمام کرے اللہ اس کام کو کہ تھا کرنا

تو ضرور اس سے تم میں اختلاف ہوتا لیکن ہوتا کہ جو بات اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کرے یعنی تاکہ جس پر

لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی

تو کہ ہلاک ہو جاوے وہ جو ہلاک ہوا ہے دلیل سے اور جیتا رہے

تفسیر صفحہ ہذا ۱۱

واعلموا الخ۔ اس سے پہلے کی آیت میں کافروں سے قتال کا حکم ہوا تھا اب جو مال ان سے ہاتھ لگے اس کا حکم ارشاد ہوتا ہے یعنی جو کافروں سے لوٹ میں آوے ارشاد ہوا کہ اس مال کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے واسطے ہے اور رسول کے قرابت والوں یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اور باقی چار حصوں کی تقسیم کا حال اس آیت میں ذکر نہیں فرمایا اس کا تعلق تذکرہ کتب احادیث میں موجود ہے

وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان سے جنگ بدر کا دن مراد ہے اور اس روز جو نازل کیا گیا تھا اس سے فرشتے اور آیات قرآنیہ مقصود ہیں جس روز کی بشارت دی گئی تھی مسلمان بدر دو حصوں پر مشتمل تھا ایک حصہ یعنی ایک کنارہ اس کا مدینہ منورہ سے متصل تھا اور دوسرا کنارہ مکہ سے ملحق تھا جو کنارہ مدینہ سے ملحق تھا اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور جو کنارہ مکہ سے ملحق تھا اس پر آپ کے کفار قابض تھے فریقین کا یہ وہ قافلہ تھا جس کے لئے آپ تشریف لائے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ تنہا پیر جب کفار مکہ سے مقابلہ ہوا تو اللہ نے انہیں بھی مسلمانوں پر جرأت دی یعنی کافروں کی نظر میں بھی مسلمانوں کی تعداد کم دکھائی جس سے وہ بھی مقابلہ پر قائم رہے اور اگر خبر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں

قرآن شریف پڑھنے والے بھائی فرط مسرت سے وجد میں آجائیں گے جب یہ معلوم کریں گے کہ

دہلی میں ایک عجیب و غریب قرآن شریف چھپکر طیار ہوا ہے

دو ترجمہ والا خوشنما اعجاز بیان قرآن مجید

معہ تفسیر واضح البیان کامل اردو

ترجمہ اول لفظی حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی ترجمہ دوم بامحاورہ حضرت مولینا شاہ اشرف علی صاحبؒ

مفسرہ حضرت علامہ مولوی عبدالماجد صاحب ناظم جمعیۃ علماء دہلی

معہ مقدمہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مبلغ اعظم معہ خواص القرآن، فوائد القرآن، اعمال القرآن، رموز القرآن و فالنامہ

اللہ ۔ اللہ

کہا قرآن پاک ہے، دس ہزار ماظم میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو اس کی تلاوت نہ کرتا ہو، لیکن ہر ایک قرآن شریف جو چھپا ہوا دیکھا ہو حفظ کی یا کیزگی، الفاظ کی نشست، حروف کی موزونی، کاغذ کی نفاست، چھپائی کی صفائی، صحت طباعت کی بڑی قابل دید ہوتی ہے، لیکن مترجم قرآن شریف جو ہے، ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا درجہ ہے اور اندازِ کتابت ایسا ہے کہ ہر عربی دان، اس ترجمہ کے پڑھنے سے اچھا خاصہ عربی دان بن جاتا ہے، دوسرا ترجمہ ہے یہ حضرت علامہ مولوی حضرت **شاہ اشرف علی** صاحب محدث تھانوی مدظلہ العالی کا ہے، جو نہ صرف تفصیل عام و خاص ہے بلکہ ہر اس نارسشتہ سے پاک ہے، جو ترجمہ کے بامحاورہ ہونے میں ہوتا ہے، تاہم محذوفات و مقدرات کو خط وحدانی میں ظاہر کر دیا گیا ہے، ترجمہ ہی نہیں ترجمہ بھی تسلسل سے ہے، زبان شستہ اسلوب قرآن کے مفہوم کو اس خوبی سے ادا کیا ہے کہ کم لیاقت آدمی کی سمجھ میں بھی بخوبی آجاتا ہے، چونکہ اس ترجمہ پر حضرت موصوف نے فاضلانہ فوائد کی بھی ہے جس کی تصدیق دست خاص موجود ہے، اس لیے قرآن پاک کے ترجمہ کے حضرت مولانا کے تمام ترجمہ والے قانونوں میں ممتاز و منفرد ہے اس دفعہ موصوف نے اس ترجمہ میں التزام تفسیر بیان القرآن کا اضافہ بھی کیا ہے، اس لیے حضرت موصوف کا یہ ترجمہ بہت ہی اونچا ہو گیا ہے، حاشیہ پر **تفسیر واضح البیان** ہے جو نیچے حاشیہ تک کا ہے، یہ حضرت مولانا مولوی عبدالماجد صاحب کے ۳۰ سال کے تجربہ و وسیع موزونی کتب قدیمہ اور جدید بلاد اسلامیہ کا نتیجہ ہے، اور جدید و ترجمہ تفاسیر کا ایسا عمدہ نچوڑ ہے کہ اس زمانہ میں تو کیا اس زمانہ میں بھی اس زبان کی تفسیر مشکل سے مل سکے، روایات و واہ کی صداقت و استناد کے لیے تفاسیر ابن کثیر، خازن، بیضاوی، کبیر، ابن جریر، مدارک، موضح البیان، ابن ابی حاتم، مسند امام احمد، مسند امام بخل، ضحاک، بیت بیان القرآن کا حوالہ قدم قدم پر، اور فلسفہ اور مطالب قرآن کے سمجھنے میں جو دقت پڑ جاتی تھی تو تفسیر امام عبدہ مصری سے وقت نکالتے رہی لئے سالوں لگا کر یہ تفسیر تیار ہوا، بیان دلچسپ، طرز ادا سادہ، زبان سلیس، کوشش ہی نہیں کی بلکہ یقین ہے کہ یہ تفسیر پڑھ لینے کے بعد قرآن کے سمجھنے کے لیے کافی اور بس ہے، پہلے کا تعویذ صورت کیا تھا، صحت کے ساتھ تفسیر پڑھنے سے صحت قرآن شریف بہت ہی اور ضروری ہے اس لیے اس کی صحت مولوی عبدالماجد صاحب حضرت شاہ پوری کے قرآن مجید، مستند جماعت علماء دیوبند کے ترجمہ لفظی شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کے قرآن شریف کو جو ۱۳۱۵ھ میں چھپا تھا پیش نظر رکھا ہے، افسوس جس قدر فنی کوشش کو دخل ہے وہ سب ہی کر دی ہے اور اسی پر اعتماد کر کے دعوے ہے کہ انشاء اللہ پورے قرآن شریف میں ایک غلطی بھی نہیں نکلے گی، اور ذہاب شک تو دیکھ ہی چکے، ذرا پھر صفحہ ملاحظہ کیجئے

نمونہ کے لیے پشت صفحہ پر ایک صفحہ کا جس قدر حصہ آسکا چھاپ دیا

اب آپ خود ہی اندازہ کر لیجئے، کاغذ اس ٹائیٹل کے کاغذ سے ذرا بہتر ہی ہے، ورنہ ایسا ہونے میں تو کلام نہیں، خامہ فرسائی ہے ابتدا میں ایک سربستہ مقدمہ قرآن ہے، خوبیوں کا اندازہ پڑھ کر ہی ہو سکتا ہے، پھر حصہ میں مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات ہیں، اور اس مقدمہ کو پڑھ لینے والے کہیں مخالفین و معاندین کے بے سر و پا پروپیگنڈہ کے جواب دینے میں نہیں چوکتا، اور تاریکیت کی جڑ توڑ دیتا ہے، دسویں حصہ میں آفتاب عالم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اور صلحا اور کتاب اللہ کی تفصیل و حالات، تعلیم میں، بعثت رسول سے قبل اور بعد کے حالات جزو کل اور تنخیص تمام جہاں پر ضروری حالات مفصلاً درج ہیں، ترتیب قرآن وغیرہ، چوتھے حصہ میں فضائل تعوذ، فضائل تلاوت قرآن مجید کے فضائل قرآن شریف، قرآن مجید کی قراءت کے ظاہری اور باطنی آداب، خواص القرآن اور بہت خوبیاں قرآن معہ فالنامہ قرآنی،

کاغذ اچھا، کتابت اچھی، چھپائی پاکیزہ صحت عمدہ، فاخرہ زیب مجلد چرمی نقرئی، اور ہدیہ صرف چار روپے، علاوہ محصول

محصول ڈاک ایک قرآن شریف عہ رہ کا ۱۲ سیر کا گاڑھا،

منیجر رسالہ مولوی وحیدیہ پریس دہلی سے منگائیے،

The Maulvi Delhi Regd No L 1866

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولوی

ایک ماہوار مذہبی رسالہ

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی سے شایع ہوتا ہے

چندہ سالانہ صرف ایک روپیہ عہ

مدیر مسئول عبدالحمید خان

قیمت فی پرچہ صرف دو آنے (۲)

جلد دہم | دہلی: ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۰ھ | نمبر ۸

معرفت قرآن شریف اور تین کام

ترجمہ

بالتفسیر کامل

اب حساب کیجئے

ہر مسلمان کو قرآن شریف پڑھنا چاہیے۔ تو واقعہ کہ اس سے بہتر کتابت کا قرآن شریف ہندوستان بھر میں نہیں ہے۔ اگر اس کے ہر صفحہ کو تزئین اور آرایش یا تاریخی یادگار کے لیے چوکھٹوں میں لگایا جائے تو زیبا ہے، ایک ایک حرف ایک ایک اعراب اپنی اپنی جگہ پر علیحدہ علیحدہ ہے!

ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ اپنی زبان میں غیر زبان کا مفہوم ادا ہو جائے۔ لیکن قرآن پاک کا ترجمہ اس سے بالاتر ہے، وہ یہ چاہتا ہے، کہ اس حقایق و دقایق، معارف اور لفظا لفظا اپنی زبان میں ترجمہ ہو کر آجائیں۔ یہ بڑے معرکہ کا کام تھا، اس لیے جماعت علمار نے اس کو سیفالاداو سرنے اپنی اپنی معلومات کے دریا بہائے، ان سب میں سے مرحوم میر ناصرت صاحب دہلی کے مفکر نگار اور سہل نگار اشتار پرداز عالم نے بہت ہی عام فہم، سلیس، بامحاورہ، بالتشریح، زیر سروف معہ قواعد قرارت "ایسے ترجمہ کا یہ قرآن ہے، اگر صحیح، صاف، ستہ، برجستہ، مدلل، عام فہم، بالتشریح، زیر سروف معہ قواعد قرارت کوئی ترجمہ پڑھنا اور سمجھنا چاہیں تو یہ قرآن شریف منگائیں، اور ضرور منگائیں

اول تو عام فہم تفسیر بہت ناپید ہیں، اور جو ہیں بھی ان کے لیے مزید تفسیر کی ضرورت رہتی ہے اس قرآن شریف میں ایک ایسی مکمل تفسیر ہے جو کم بیش پندرہ عربی تفسیروں کا عطر ہے، اور مختصر نہیں مفصل ہے ایک تفسیر میں جو ضروری باتیں ہوتی ہیں جن ضرورتوں نے علما اور محققین کو تفسیر کے لیے مجبور کیا، وہ یہ ہیں، کہ یہ آیت کیوں نازل ہوئی، ہمیں کیوں اس کے حکم پر عمل کرنا چاہیے، اور کس بنا پر اس کا نزول ضروری تھا، اور آج بھی اس کی تعمیل اتنی ہی ضروری کیوں ہے تیسری تیرہ سو برس پہلے تھی، یہی وہ ضرورتیں ہیں جنکا اس تفسیر میں کافی لحاظ ہے، اس لیے یہ تفسیر عدیم النظیر ہے

ایک معمولی قرآن شریف جو بہت خوشخط ہو علیحدہ اور برجا اعراب والا ہو اور سفید کاغذ پر ہو، مجلد چرمی ہو، تو کم از کم تین روپے کا ہوگا کیونکہ اس کی قیمت بڑی ایک ترجمہ والا قرآن شریف جو عام فہم ہو مستند بامحاورہ ہو (یا ترجمہ صرف ایک قرآنی سرخی نیز اعراب کاہے جیکا ہدیہ آٹھ روپے سے کم نہیں ہے) کم از کم پانچ روپے کا ہی لگایئے، اب تفسیر لیجیے کوئی معمولی سے معمولی اور کم سے کم ہدیہ کی تفسیر پانچ روپے کی ہوسکتی یہ قرآن شریف جب تیرہ روپے کا کام دے، اور پھر آپ سے یہ کہوں کہ یہ قرآن شریف تفسیر

حمیدیہ پریس دہلی سے مجلد چرمی لشتہ صرف سوا تین روپے میں ملتا ہے جس پر ایک روپیہ محصول ڈاک کا اور لگتا ہے، تو آپ حیرت زدہ نہ ہو جائیں گے، اسی بنا پر اس قرآن

جب جلال و جبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا

جب لہجے اور بروں میں امتیاز ہوجائے گا۔ جب وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ کا نعرہ جانگداز برائیوں اور برہمائیوں، ظالموں اور عادیوں، نیکوکاروں اور گنہگاروں مسلمانوں اور کافروں، عالموں اور جاہلوں، زاہدوں اور رندوں کو کاٹی کی طرح پہاڑ کر علیحدہ علیحدہ کردے گا، جب عدالت عام میں ذرہ ذرہ اور تنکے تنکے کا حساب ہوگا، اس وقت یہ بات قابل شنوائی ہوگی، کہ ہم اس جرم کی سزا سے ناواقف تھے، یا ہمنے اس کو جرم ہی سمجھ کر نہیں کیا، یا ہم کو کوئی بتانے والا نہیں تھا، یا ہم میں مذہبی معلومات کی قدرت ہی نہیں تھی کیونکہ

قانون سے ناواقفیت سزا کی نوعیت کو کم یا ملکا نہیں کرسکتی

گر جب اس کا فضل ہوجائے، اس کی رحمت سہارا ہوجائے، لیکن آہ اس حالت میں ہم کیا امید کریں، کہ سب کچھ کرکے ہم نے اور نہیں واقفیت پیدا کرتے تو مذہبی معلومات سے، ہمارے کچھ ذہن خالی ہیں تو خالص مذہبی کتابوں سے، ہمارے مطالعہ سے محروم ہیں تو سائل شرعیہ، ہمارے حافظہ سے مفقود ہیں تو مذہبی احکام سے کاش ہم مسلمان ہوکر اسلام کے لیے کلنک کا ٹیکہ نہ بنتے ہمیں ذوق ہے تو سیاسی لٹریچر سے، ہمیں شوق ہے تو صنعتی کتابوں کی لذتوں سے، مغز ہیں تو ناولوں سے، بے سروپا افسانوں سے، اگر دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اور وہ بھی ہر روز نہ ہو سکے دوسرے تیسرے دن، یا ہفتہ میں صرف ایک دن یا اس کا کوئی جزو مذہبی معلومات بڑھانے کے لیے وقف کریں تو تھوڑے ہی دنوں میں ہماری مذہبی تعلیم اس درجہ کو ضرور پہنچ جائے گی کہ امام واحکام سے واقف ہوجائیں، مصروف مسلمانوں جیسے تمہاری آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کے لیے خدارا کچھ تو وقت نکالو، بڑی بڑی ضخیم مرلی کی کتابیں نہ پڑھو، ادق اور غیر مانوس قابل تفہیم پرانی اردو کی کتابوں کو ہاتھ نہ لگاؤ، تو ایسی کتاب تو پڑھ لو جو سہل زبان کی ہو، مختصر بھی ہو اور جامع بھی، جس میں اسلامی قانون کا پورا ذخیرہ ہے، اور احکام الٰہی کی پوری تفصیل ہو، ایسی کتاب کا نام **اسلامی تعلیم** ہے، جو صدہا یورپی کتابوں کا عطر ہے، جو ہزارہا پرانی مذہبی کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس زبان کی اردو زبان میں سب سے اہم مستند حنفی تھانوی کا بے بہا گنجینہ ہے اگر اس کتاب کو آپ نے ایک دفعہ سمجھ کر پڑھ لیا تو ارکان اسلام کا کوئی بھی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہیگا، جو آپ کے ذہن نشین نہ ہوجائے، ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس حالت میں کہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی بھی انتظام نہیں ہے کس قدر ضروری ہے یہ کتاب خالص حنفی عقائد کا مجموعہ ہے

اسلامی تعلیم ۔۔ ۵۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اسکی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے، قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ عہ

باب العقائد
کلمہ کی سنتیں
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اولیاء اللہ
کتب الہیہ
صحابہ کی تعلیم
فہرست صحابہ کون تھے
تدوین مسائل
صحابہ نے اصول فقہ کو
کس قدر مسائل جاری کئے
فرشتے، ملائکہ،
کفر و ایمان
قضا و قدر
قیامت، نفخ صور
محشر، حساب کتاب
جنت و دوزخ، پلصراط

باب الطہارت
نجاستوں کے احکام
بصر کا بیان، نواقض وضو
غسل کا بیان
موجبات غسل اور ناقض
چھوٹے پانی
تیمم کا بیان

نماز کی سنتیں، مستحب
احکام قرات
قرات کی غلطیاں
احکام امامت
لاحق، امامت
مسائل نماز

مسائل جماعت
نماز میں بے وضو ہونا
خلیفہ بنانا
نماز توڑنے والے
نماز میں ہونا
نماز کے سامنے سے گذرنا
تیمم اور دفن کا طریقہ
کروہات نماز
نماز توڑنے کے وسوسے
احکام شبہ
جمعہ کے احکام
کہیں نماز پڑھنا
جمعہ کی شرطیں
روزہ توڑنے والی چیزیں
روزہ کی قضا سے کفارہ
عیدین کی نماز
سجدۂ سہو
سجدۂ تلاوت
نماز قضا
نماز مسافر
سنن و نوافل
جماعت کی شرکت
کسوف و خسوف

نماز استسقا،
نماز خوف، احکام مسجد
جنازہ کی نماز، غسل
میت، جنازہ کی روانگی
جنازہ کے مسائل
قبر اور دفن کا طریقہ
مسائل تعزیت
احکام شہید
کفن کے مسائل
قبر کے مسائل
قبر پر بیٹھنا
قبر کے سامنے
قبر پر چراغ
قبر کی زیارت
قبر پر سجدہ
قبر پر چادر
قبر کا پختہ کرنا
قبر پر عمارت
قبر پر لکھنا
قبر کا کھودنا
قبر کا بیان
احکام مرتد
احکام مرتد

کتاب الزکوٰۃ
چاند کے ہونے کی زکوٰۃ
جانور کی زکوٰۃ
اونٹ کی زکوٰۃ
گیہوں کی زکوٰۃ
زکوٰۃ کے مستحقین
احکام حج میں تصور
ہر سہ کی تفصیل
قربانی کے تصور
وقوف عرفہ میں تصور
مزدلفہ میں تصور
رمی میں تصور
سعی میں تصور
بوس و کنار و جماع
خوشبو و ازالہ میل لگانا
پہلے حج کپڑے پہننا
جسم سے بال دور کرنا
ناخن کترنا

متفرق مسائل
نماز کے ساتھ
نماز کے ساتھ
نماز کے ساتھ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

مولوی

جلد ۱ | بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ ہجری | نمبر ۵

خطبہ

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً کما امر وا شہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وا شہد ان محمداً عبدہ و رسولہ الذی ارسل الی الناس کافۃ بشیراً و نذیراً و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم۔ اما بعد قال اللہ تعالیٰ وتبارک فی القرآن المبارک لا تخافا انک انت الاعلیٰ ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اما بعد۔ برادران اسلام۔ خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے خوفزدہ مت ہو غمیں سربلند ہو گے پھر ارشاد ہوتا ہے دلسست ہو و محزون و غمگین کیونکہ اگر تم سچے مومن ہو تو تمہیں فتحمند و ظفریاب ہو گے۔ حضرات! آج کے خطبہ کا موضوع جدوجہد اور خوف و خطر سے بے نیاز و بے پرواہ ہو کر زندگی کی کشمکش میں حصہ لینا ہے ڈاکٹر اقبال کے دو شعر ہیں ؎

میا سا برلب ساحل کہ آنجا ہوائے زندگانی نرم خیز است
بدریا غلط و با جوشش درآویز حیات جاوداں اندر ستیز است

ان اشعار میں یہ سبق مسلمانوں کو دیا گیا ہے کہ اگر وہ دین اور دنیا میں سربلندی و سرفرازی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ آرام و راحت کی زندگی سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اس مقصد کے حصول کے لئے سخت سے سخت جدوجہد اور ریاضت و مجاہدہ ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اسلئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ راحت طلبی کا راستہ چھوڑ کر محنت و مشقت ریاضت و مجاہدہ جدوجہد و جانفشانی و جانفروشی کی راہ اختیار کریں۔

اگر وہ چاہتے ہیں کہ دین کی برکات سے ان کا دامن حیات معمور ہو اور خدا کا قرب و وصال اور اس کی رضاء خوشنودی حاصل ہو تو اس کا راستہ بھی آرام طلبی اور عیش و راحت سے نہیں مل سکتا بلکہ اس عیش و دام کا راستہ بھی بھی سخت اور دشوار گذار ہے اس میں ہزار ہا نفس کی نفس کشی کرنی پڑتی ہے اور سینکڑوں اخلاق رذیلہ کو چھوڑ کر اخلاق فاضلہ کے لئے نفس سے جنگ کرنی ضروری ہوتی ہے غرور و تکبر کو ترک کر کے عجز و نیاز کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے خطا نفس کی تمام باتیں چھوڑ کر ریاضت و مجاہدہ کرنا ہوتا ہے راتوں کا خواب خوش اور گہری نیند کو بیداری سے بدلنا پڑتا ہے مسرت و خوشی کے قہقہوں کی جگہ آہ و بکا کے گرم آنسو اندوہ دل کی سرد آہیں لے لیتی ہیں۔ لذیذ کھانے اور خوش ذائقہ طعام کی بجائے روکھی سوکھی برگذر کرنا پڑتا ہے اور مکلف اور قیمتی کپڑوں کی جگہ پیوند لگے ہوئے کھردرے پہننے پڑتے ہیں غرضکہ عیش و عشرت کی زندگی کو تکلیف مصیبت کی زندگی بنجاتی ہے تب کہیں جا کر اللہ تعالیٰ کا قرب و وصال اور اس کی رضاء خوشنودی کا پروانہ ملتا ہے۔

حضرات آپ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے لیکر صحابہ کرام اور اولیاء و اتقیا اور اقطاب و اوتاد کی زندگیاں ہیں جن کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو سکتا ہے کہ مدارج قرب و وصال الٰہی کس طرح ان بزرگوں نے طے کئے سب سے پہلے ہمیں اپنا آقا و مولا کی زندگی اور سرکار دو عالم کا اسوۂ حسنہ دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے آنحضرت نے کیا طریقے بتلائے ہیں حضور کا اسوۂ حسنہ دیکھنے سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ آپ برسوں غار حرا میں معتکف و مراقب رہے بعثت نبوت کے بعد قریب ترین اعزا و اقارب کی مخالفتوں کو اور ان کی ایذا دہی اور تکالیف رسانیوں کو برداشت فرمایا اور ہزار ہا مصائب و آلام کو خندہ پیشانی کے ساتھ سہا اور سخت سے سخت دکھ اور مصیبت پہنچنے پر بھی کبھی زبان اقدس سے کبھی دشمنوں کے لئے بد دعا نہ نکلی اور جب کبھی کوئی کلمہ نکلا تو یہ کہ "اللھم اہد قومی فانہم لا یعلمون" اے اللہ ان کو جنہوں نے سنگباری کر کے لہولہان کر دیا ہے ٹھیک ہدایت کر یعنی ان کو صحیح راستہ دکھلا کیونکہ یہ لوگ بھٹکے ہوئے ہیں جانتے اور میرے مرتبہ کو نہیں پہچانتے یہانتک کہ شعب ابوطالب میں آپ کو مع آپکے رفقاء کے محصور کر دیا اور آپ کا نہایت سخت مقاطعہ اور بائیکاٹ کیا کسی کو کوئی چیز تک نہیں لیجانے دیتے تھے ناممکن تھا کہ آپ کی کوئی کچھ بھی مدد کر سکے اس کے بعد آپ کو اپنے وطن مقدس سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا اس پر بھی صبر نہیں بلکہ جب آپ مدینہ منورہ چلے آئے تو وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا اور برابر لڑاتے رہے غرضکہ سکھ کی زندگی نصیب نہ ہوئی اس کے بعد پرآشوب زندگی حضور کی دیکھیئے کہ وہ کبھی آرام و راحت کے پاس بھی گذر نہ ہوا فاقے پر فاقے کرتے تھے اور زبان اقدس پر شکر الٰہی کے سوا کبھی کوئی حرف شکایت نہیں آیا جدار مدینہ کو دیکھو اور اس کی زندگی کو کہ گھر میں بستر اور تکیہ تک نہ ہوتا تھا اور اگر ہوتا تھا تو ٹاٹ کا بستر اور چمڑے کا تکیہ یا کھجور کی چٹائی پر دن کا یہ حال تھا کہ کئی کئی پیر نہ لگے رہتے تھے اور ہر نماز ہی اپنے ہاتھ سے لگا لیتے تھے اپنی جوتی اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے تھے اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو لیتے تھے گھر کی حالت یہ تھی کہ ایک حجرہ تھا جس کی چھت سے سر لگ جاتا تھا اور کھجور کی پتیوں سے چھت پٹی ہوئی تھی ساری عمر چند وقت مسلسل سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا یا جو کی روٹی کے سوا عمدہ غذا شاذ ہی کبھی ملی ہو آٹا ہمیشہ بغیر چھنا ہوا ہوتا تھا اور فاقوں کی یہ حالت تھی کہ پیٹ پر پتھر باندھے رہتے تھے ایک طرف یہ مصائب انگیزی تھی اور دوسری طرف عبادت و ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ طاعت الٰہی میں کھڑے کھڑے آپ کے پائے مبارک ورم آتے تھے آنکھوں سے آنسوؤں کی دریا جاری ہو جاتی تھیں۔

یہی کیفیت مصائب انگیزی میں صحابہ کرام کی تھی اور یہی حال اولیاء اللہ کا تھا اور چونکہ اولیاء اللہ کو عہد رسالت کی برکات حاصل نہیں تھیں اور فیض نبوت بلا واسطہ سے وہ محروم ہو چکے تھے اس لئے قرب الٰہی و رضائے حق کے

حصول کے لئے ان بزرگوں کو اندھی زیادہ اپنے نفس پر سختی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اولیائے کرام کے حالات میں مرقوم ہے کہ بیسیوں برس تک ان بزرگوں نے ایسی ایسی سخت ریاضتیں کی ہیں کہ بظاہر انسان کے بس کی معلوم نہیں ہوتیں حضرت بایزید بسطامی فرماتے تھے کہ چالیس سال سے میرا نفس ایک پیالہ ٹھنڈے پانی کا طلب کرتا ہے مگر میں نے نفس کی یہ خواہش پوری نہیں کی سینکڑوں بزرگوں نے صرف جنگل کے خود رو پھلوں پر گذارہ کیا ہے حضرت صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ گورا بال کا بغیر نمک ملائے کھایا کرتے تھے۔ حضرت سلطان الاولیا جو کی روٹی روزانہ افطار فرمایا کرتے تھے۔

غرض یہ کہ دین کی سرفرازی کے لئے بزرگان دین کو طرح طرح کے مصائب برداشت کرنے پڑے وہ شب و روز عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے اور کوئی لمحہ تعطل و بیکاری اور یاد حق سے غافل ہو کر نہیں گذارتے تھے۔

مسلمان اسلام! یہ ایک ادنیٰ نمونہ ہے دینی برکات کے حصول کی جدوجہد کا اب ذرا دنیاوی کامرانی و کامیابی کے لئے جو جدوجہد اور سعی و عمل بزرگان سلف نے کی ہے اس پر بھی غور کیجئے میں نے دنیاوی کامیابی کا لفظ غلط کہا کیونکہ مسلمان کی دنیا اس کے دین سے ہرگز جدا نہیں ہے اور انہوں نے مادی ترقیاں اور سربلندیاں حاصل کیں وہ عین مقتضائے دین کے مطابق تھیں تاہم غور کیجئے کہ بزرگان سلف نے کیسی عظیم جدوجہد اور کس قدر بیخوفی کے ساتھ خطرات سے بے پرواہ ہو کر سعی و عمل کا نمونہ ہمارے لئے چھوڑا ہے۔

سب سے پہلے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ملاحظہ فرمائیے کہ کفار کے مقابلہ پر کس قدر کم طاقت سے ہر موقعہ پر حضور نے جہاد کیا ہے اور اس میں کامیابی حاصل کی ہے کوئی غزوہ ایسا نہیں ہے جس میں مسلمانوں کی تعداد کفار کے مساوی بھی رہی ہو مگر باوجود کمی تعداد اور کمی ساز و سامان کے فخر مندی حضور کے آگے آگے بطور نقیب کے چلتی تھی۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد کفار سے نصف سے بھی کم تھی مگر اسی جنگ نے مشرکین مکہ کی ریڑھ کی ہڈی توڑ کر رکھدی تھی یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ اللہ قادر و توانا کی نصرت بخشی پر توکل کر کے آگ کے سمندر میں بھی وہ کود پڑتے تھے۔

عہد رسالت کے بعد خلفائے راشدین کے عہد کے واقعات کو سامنے لایئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بیسیوں سال کی مختصر مدت میں تمام عرب شام فلسطین عراق ایران بصرہ کوفہ وغیرہ جو مسلمانوں کے زیر نگین آ گئے تھے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ اس عہد مبارک کے مسلمان غفلت و جمود پر لعنت بھیجتے تھے اور امید پر توکل رکھکر ہر قسم کے خطرات کی طرف سے آنکھ بند کر کے جہاد میں کود پڑتے تھے قلت و کثرت کی بھول بھلیوں میں کبھی نہیں پڑتے تھے بلکہ اپنے اوپر اعتماد رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ خدا نے وعدہ نصرت فرمایا ہے اور اس کا ارشاد ہے کہ لا تھنوا و لا تحزنوا انتم الاعلون ان کنتم مومنین اور ان کو خیر امۃ کا لقب دیا ہے اور کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ جہاں کا ایمان تھا چنانچہ اسی قوت ایمانی کے اسلحہ سے وہ ہر موقع پر دشمن پر فتحیاب ہوتے تھے خواہ دشمن کی تعداد اور دشمن کا ساز و سامان کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہوتا تھا مگر باوجود بے سروسامانی اور تعداد کی کمی کے اور ظاہری اسباب ضعف کے ہمیشہ انہوں نے کامیابی حاصل کی کیونکہ ان کے دل خوف و خطر سے ناآشنا تھے انہوں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے اور اس کے پاس سازوسامان بافراط اسکے ذریعے وسیلے اور وسائل غیر محدود ہیں ان کو اپنی خداداد قوت و طاقت اور عزم و حوصلہ پر بھروسہ تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے سے دس دس گنی فوج پر اس طرح ٹوٹ پڑتے تھے جس طرح شاہباز چڑیوں کے جتھا پر ٹوٹ پڑتا ہے۔

جنگ یرموک جنگ قادسیہ اور شام و مصر و ایران کی دوسری جنگوں کا حال تاریخوں میں پڑھیئے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر جگہ مجاہدین اسلام کی تعداد کم تھی مگر ہر جگہ فتح و ظفر مندی نے ان کے پیر چومے محض اس لئے کہ نعوذ باللہ اور وہی خطرات کو قبول میں انہوں نے جگہ نہیں دی اور پورے عزم و حوصلہ کے ساتھ جدوجہد میں مشغول رہے۔

حضرت خالد ابن ولید کی جرأت و شجاعت اور ان کی بے خوفی و بے پرواہی اور خطرات سے بے پروائی کے واقعات تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں اگر وہ بزدلانہ طور پر خوف و خطر کو دلیس جگہ دیتے اور سوچتے کہ ہماری تعداد کم اور کفار کی تعداد زیادہ ہے اسلئے ہمیں جہاد میں اقدام نہ کرنا چاہیئے تو جو فتوحات انہوں نے حاصل کیں ان میں سے ایک بھی نہ حاصل کر سکتے بلکہ دشمن ہی ان پر غالب آجاتے مگر انھوں نے کبھی بھی اپنی فوج کی کمی کا خطرہ محسوس نہیں کیا اور نہ دشمن کی کثرت تعداد و زیادتی ساز و سامان جنگ سے خائف ہوئے نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا دامن جہاد ہمیشہ کامیابی فتح و مسرت سے مالا مال رہا۔

عہد صحابہ کے بعد شاہان اسلام کے عہد کے کارناموں پر غور کریں یہاں تک کہ نظر آئے گا کہ جن بادشاہوں نے عظیم فتوحات حاصل کیں وہ وہی تھے جن کی زندگیاں "جدیا نشد و باموحش درآویزا" کی مجسم تفسیر تھیں سلطان محمود نے اعلیٰ ہندوستان پر کئے اور کسی حملہ میں بھی ناکام نہیں رہا حالانکہ اس کے ساتھ مٹھی بھر فوج کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تھا لیکن یہ عزم و حوصلہ کے اس مختصر فوج کے سینہ میں ایسے دل ہوا کرتے تھے جن میں خوف و بزدلی کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی جو خطرات کے سمندر میں اس طرح کود پڑتے تھے جیسے مرغابیاں طوفان خیز سمندر میں بے خوف و خطر کود پڑتی ہیں۔

مسلمان اسلام! غور فرمایئے کہ ہزاروں میل دور سے تھوڑی سی فوج لیکر سلطان محمود غزنوی اس ملک پر حملہ کرنے کے لئے آیا کرتے تھے جہاں لوگوں کا اس وقت بھی جنگل تھا اپنے ملک میں ہر ایک ملک کے آدمیوں اور حکومتوں کو ہر قسم کی آسانیاں مہیا کرتی ہیں اور یہاں ہر سے جو اس سے لڑنے کے لئے آئے اس کے لئے قدم قدم پر مشکلات اور خطرات ہوتے ہیں مگر سلطان محمود ان پر غالب آئے کیوں؟ اس لئے کہ خدا اس کا اور اس کے مجاہدین کا دل خوف و خطر سے بے نیاز تھا وہ اس وہم میں کبھی نہیں پڑا کہ اس کے ساتھ گنے چنے آدمی ہیں اور دشمن کے ساتھ لاکھوں کروڑوں انسانی آبادی اور اس کی دولت ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت کی بنیادیں اس نے مستحکم کر دیں۔

سلطان محمد کے بعد سلطان شہاب الدین کو دیکھو کہ اس مرد مجاہد نے بھی متعدد حملے کئے اور بعض حملوں میں شکست بھی کھائی مگر اس کی ہمت اور حوصلہ پست نہ ہوا اور کبھی وہم و گمان میں بھی یہ خطرہ نہیں گذرا کہ بار بار جس ملک پر وہ حملہ آور ہو رہا ہے وہ انسانی آبادی کا ایک خود رو جنگل ہے اور اگر سب مل کر ایک ایک مٹھی خاک بھی اس پر اور اس کی فوج پر ڈال دیں گے تو وہ اس کے

دفن ہو جائے گا۔

سلطان شہاب الدین کے بعد بابر ہمایوں اور اکبر کے حالات و واقعات پر چشم بصیرت سے غور کرو۔ ہمایوں کس قدر بے سروسامان رہا اور بابر کی تو عمر ہی بے سروسامانی میں گذر گئی مگر ان تاجداروں نے ہمت نہیں ہاری اور کسی خطرہ کو خطرہ محسوس نہیں کیا اور اکبر جس وقت تخت پر بیٹھا تھا تو صوبہ سرحد سے لیکر آگرہ ہی تک اس کو دولت میں حکومت ہی تھی مگر اس کے عزم و استقلال اور حوصلہ اور ہمت نے سارے ہندوستان کو فتح کر لیا حالانکہ اس کے ساتھ اتنی فوج بھی نہ تھی جتنی آج ایک بڑے شہر کی آبادی ہوتی ہے اور پھر یہ کہ اس وقت آج کی طرح رعایا غیر مسلح ہی نہ تھی بلکہ جن اسلحہ سے اکبر کی فوج مسلح تھی انہی اسلحہ سے رعایا بھی یعنی ہندوستان کی آبادی بھی مسلح تھی مگر اکبر کا یہ حال تھا کہ آندھی اور مینہ کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑتا تھا مہینوں کا راستہ ہفتوں میں اور ہفتوں کا راستہ دنوں میں طے کر کے مٹھی بھر فوج سے لاکھوں آدمیوں پر جا کر شیر کی طرح حملہ کر دیتا تھا اس نے کبھی یہ غور نہیں کیا کہ اس کے ساتھ فوج کم اور دشمن کے پاس فوج زیادہ ہے وہ کبھی ایسی خطرات میں نہیں پڑا۔ نتیجہ جو نکلا وہ ہم سب کے سامنے ہے۔

یہ مثالیں تو عہد گذشتہ کی تھیں۔ دور موجودہ کی مثالیں بھی آپ کے سامنے ہیں ٹرکی مریض نیم جاں کی موت کا فتویٰ صادر کر دیا گیا تھا اس کی سرزمین پر جو ع الارض سے کھنچنے والی حکومتوں نے قبضہ کر لیا تھا سلطان ٹرکی کی حیثیت ایک قیدی سے زیادہ نہ تھی مگر مصطفےٰ کمال حوصلہ ہمت اور بے جگری کے ساتھ اٹھے اور آخر کار انہیں قلعوں سے جن سے ٹرکی کی موت کا حکم صادر ہوا تھا ٹرکی کی زندگی جاوید کا مخضر نچوڑ لیا۔ کس طرح؟ اسی طرح کہ خوف و خطر کو دل سے دور کر دیا اور خطرات بے پایاں سمندر میں "مجریہا و مرسٰہا" کہکر ڈال دیا۔

دوسری مثال شاہ امان اللہ خاں اور غازی نادر خاں کی ہمارے سامنے ہے امان اللہ خاں نے خطرات میں پڑنے سے جی چرایا اور تخت و تاج سے ہاتھ دھونا پڑا۔ نادر خاں نے اپنے آپ کو خطرات میں ڈال دیا اور افغانستان کی بادشاہت ان کے حصہ میں لکھی گئی۔

برادران اسلام! ان تمام مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جد و جہد اور کشمکش حیات میں بڑی نفع یا کامیابی کی کلید ہمت ہے اور جمود و خمول اور تعطل و بیکاری موت کا پیش خیمہ ہے جو قومیں آج زندگی کی جد و جہد اور سعی عمل میں سرگرم ہیں وہ برابر ترقی کرتی چلی جاتی ہیں مگر ایک ہم ہندوستانی مسلمان ہیں جن کے سامنے نہ کوئی مقصد حیات ہے اور نہ اس مقصد کے لئے کوئی جد و جہد۔

اس کے مقابلہ پر ہندوؤں کی یہ حالت ہے کہ وہ ہمہ وقت زندگی کی جد و جہد میں مشغول رہتے ہیں اور اسی مشغولیت کا نتیجہ ہے کہ وہ آج اس قدر طاقتور ہیں۔ مگر ہمارے رہنما ہم کو مشورہ دیتے ہیں کہ خبردار کانگرس کے پاس بھی نہ جانا اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا وہ کہتے ہیں کہ پہلے حقوق کا تصفیہ کر لو حالانکہ یہ خود غرض رہنما اتنی سی بات نہیں سمجھتے کہ تمہارے پاس طاقت نہ ہوگی تو یہ کاغذی میثاق و تصفیہ کس کام آئے گا

فرض کرو ہندو سبھا آج تمہارے تمام مطالبات مان لے لیکن جب آزادی حاصل ہوگی اس وقت اس نے ان کو ٹھکرا دیا تو تم کیا کرو گے ظاہر ہے کہ اس وقت لڑنا پڑے گا مگر جب تم آج ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے تو وہ طاقت تم میں کیونکر پیدا ہوگی جس سے جنگ کر سکو۔ طاقت تو قوموں کے اندر جد و جہد میں حصہ لینے اور کشمکش حیات میں پڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔

برادران اسلام! اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جو لوگ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ خبردار کانگرس کی جنگ میں شامل نہ ہو وہ خود کشی کا مشورہ ہے اور کھلا ہوا تباہی اور ہلاکت کا راستہ ہے یاد رکھو زندگی

"بحر پایا غلط و بامن جس و در آویز"

میں ہے جو ساحل کے کنارے پڑے رہتے ہیں ان کا دامن گوہر مراد سے ہمیشہ خالی رہتا ہے جو لہریاں انھیں کی موجوں سے بھرتی ہیں جو سمندر کی موجوں کا خوف دل سے نکال کر غوطہ لگاتے اور صدف نکالتے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

اما بعد۔ درود و سلام ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس ذات مقدس نے کہ ہر کو سعی و جہاد کی تعلیم دی اور شجاع و غیور بنایا اور سراپا عمل رہنے کی اور اپنے اسوۂ حسنہ سے ہماری ہدایت کی۔

اور درود و سلام ہو جو آنحضرت کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت فاطمہ حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت مخصصہ حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور یکلیہ اصحاب عشرہ مبشرہ پر اور جملہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ اہلبیت و ائمہ اربعہ اور اولیائے کرام و مشائخ عظام اور مسلمانان اسلام پر۔

اے اللہ ہم سب مسلمانوں کو عمل اور جد و جہد کی توفیق عطا فرما اور ہمارے دلوں کو خوف و بزدلی سے پاک کر دے اور ہمارے اندر طاقت و قوت پیدا کر اور ذوق جد و جہد ہمارے اندر راسخ فرما۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

عباد اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اکبر۔

شذرات

مہاراجہ کپورتھلہ کی رواداری

حال میں ریاست کپورتھلہ کے صدر مقام کپورتھلہ ایک جامع مسجد کا افتتاح نواب صاحب بہاول پور نے کیا ہے یہ مسجد مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے ریاست کے صرف سے چار لاکھ روپیہ خرچ کر کے بنوائی ہے اور تین ہزار روپے سالانہ ریاست کے خزانہ سے اس کے خرچ کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ مہاراجہ کپورتھلہ ان والیان ریاست میں سے ہیں جو بحمد روشنخیال اور غیر متعصب ہیں مسجد سے پہلے ہندوؤں کے لئے ایک مندر اور سکھوں کے لئے ایک گوردوارہ بنوا چکے ہیں چونکہ آپ کی رعایا میں مسلمان بھی کافی تعداد میں ہیں اسلئے آپ نے ایک شاندار مسجد بھی بنوانے کا ارادہ کیا مگر اسی کے ساتھ آپ کو یہ خیال ہوا کہ مسجد فن تعمیر کے لحاظ سے اپنے طرز کی ایک ہونی چاہیئے ہندوستان میں مساجد جو خوبصورت ہیں وہ مغلیہ طرز کی ہیں اور سارے ہندوستان میں بھی ایک طرز تعمیر رائج ہے اور مہاراجہ صاحب کی خواہش یہ تھی کہ ہندوستان میں نیا طرز تعمیر سے متعارف کریں چنانچہ آپ نے اسپین کی مسجد کو دیکھکر اس کو بلند فرمایا اور اسی نمونہ کی مسجد کی تعمیر شروع کی جو خالص عربی طرز تعمیر کا نمونہ ہے یہ مسجد کئی سال سے بن رہی تھی اس سال وہ بالکل تیار ہو گئی اور مہاراجہ صاحب نے اسکے افتتاح کی رسم بھی نہایت شاندار طریقہ پر ادا کرائی یعنی والیان ریاست اور عمائد ملک کو مدعو کیا اور بڑے پیمانہ پر اہتمام و انتظام کر کے نواب صاحب بہاول پور سے مسجد کا افتتاح کرایا اس دن لنگر خانہ بھی کھولا گیا اور تقریباً دس ہزار مسلمانوں کو کھانا کھلایا گیا اور معزز مہمان مہاراجہ صاحب کے مہمان رہے۔

مہاراجہ صاحب نے یہ مسجد تعمیر کر کے اپنے نیک نام کو دوام زندگی بخشدی ہے اور مسلمانوں کے قلوب میں ہمیشہ کے لئے اپنے اور اپنی ریاست کیلئے خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات و احساسات پیدا کر دیئے ہیں اگر تمام والیان ریاست کے اندر اسی قسم کی رواداری اور تالیف قلوب کی ذہنیت پیدا ہو جائے تو ریاستوں کے متعلق جو آئے دن شکایات سننے میں آتی ہیں ہمیشہ کے لئے ان کا خاتمہ ہو جائے۔

ایک مہاراجہ کپورتھلہ ہیں جنہوں نے اپنی مسلمان رعایا کے لئے مسجد بنوادی اور ایک مہاراجہ جودھپور ہیں جن کی ریاست میں اذان پر بھی بعض مقامات پر بندش ہے اور بقرعید پر مسلمان بھیڑ بکری کی بھی قربانی نہیں کر سکتے۔ ع یہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہم مہاراجہ کپورتھلہ کا تمام مسلمانوں کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے مسجد تیار کرا کے ایک طرف مسلمانوں کی اہم ضرورت کو پورا کیا اور دوسری طرف تمام مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور ان کے قلوب کو اپنے احسان کی زنجیر میں جکڑ لیا۔

مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف الزامات

مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف عرصہ سے بعض حلقوں کی طرف سے سخت اور سنگین قسم کے الزامات لگائے جا رہے تھے مگر خیال ہوتا تھا کہ شاید ذاتی رنجش کی بنا پر بعض خود غرض اشخاص نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہو مگر گذشتہ سال ریاستوں کی رعایا کی کانفرنس کی طرف سے ایک تحقیقاتی کمیٹی کا تقرر ہوا جس میں ملک کے نہایت ممتاز اصحاب بطور ارکان منتخب کئے گئے مثلاً مسٹر جسٹس منی ڈیٹر انگریزی روزنامہ الہ آباد اور مسٹر فرنٹس آف انڈیا سوسائٹی کے بعض ذمہ دار اصحاب۔

ان حضرات نے کمیٹی اصلاحیں میں شہادتیں قلمبند کر کے تحقیقات کی اور اپنی رپورٹ مرتب کر کے شائع کی ہے اس رپورٹ کو دیکھنے کے بعد ایک انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے کہ خدایا اس بیسوی صدی میں بھی ایسے والیان ریاست موجود ہیں جو ایسے اخلاق کے مالک ہیں۔

اس رپورٹ میں قتل ناحق بالجبر ظالمانہ طریق پر مظلوم رعایا کی قید و بند کے متعدد الزام مہاراجہ پر لگائے گئے ہیں اور ایسے وحشیانہ افعال پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اگر وہ صحیح ہیں تو اس سے زیادہ اس روشنخیالی کے زمانہ میں سمجھ میں ہی نہیں آسکتے اس رپورٹ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مہاراجہ کے ہاتھوں کسی شخص کی خوبصورت بہو بیٹی اور بیوی محفوظ نہیں ہے متعدد ہندو مسلمان اور سکھوں کی بہو بیٹیاں بیویاں اور بہنیں مہاراجہ کے دست شہوت پرست کا شکار بن گئیں اور جس نے ذرا دم مارا تو یا تو قتل کر دیا گیا یا جیل کی کوٹھری میں ٹھونس دیا گیا۔

ممکن ہے کہ یہ الزامات غلط ہوں مگر جب ایک رپورٹ ذمہ دار اصحاب کی مرتب کی ہوئی ملک کے سامنے موجود ہے تو جب تک اس کی باضابطہ تردید نہ ہو اس وقت تک عوام کے لئے سخت دشوار ہے کہ وہ اس کو غلط تصور کریں اس لئے حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ بھی ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر کے ان الزامات کی صحت و عدم صحت کی جانچ کرے اگر الزامات غلط ہیں تو اس رپورٹ کی تردید کر دے اور اگر صحیح ہیں تو ایسے ظالم وحشی نفس پرست والی ریاست سے ریاست کی مظلوم رعایا کو نجات دلائے ورنہ جب تک کوئی تحقیقاتی کمیٹی اس رپورٹ کی تردید نہ کرے گی اس وقت تک عوام اس کو صحیح سمجھنے میں بالکل حق بجانب ہوں گے اور اسی کے ساتھ وہ یہ بھی سمجھیں گے کہ حکومت سب کچھ جانتی ہوئی دانستہ چشم پوشی کر رہی ہے کیونکہ مہاراجہ اپنی بداعمالیوں کی پاداش سے بچنے کے لئے ہمیشہ حکومت کی جا و بیجا چاپلوسی کرنے کو اپنا شعار بنا لیا ہے اور قومی جد و جہد کی مخالفت ہر موقع پر کر کے حکومت ہند کی وفاداری کا مظاہرہ کرنا اپنی خصوصیت میں داخل کر لیا ہے اور یہ صرف اس غرض سے کہ یہ طرز عمل بداعمالیوں کی سپر کا کام دے۔

یہ رپورٹ اگر صحیح ہے تو بیحد خطرناک اور حد درجہ افسوسناک ہے اور ہرگز ہرگز قابل برداشت نہیں ہے اور جس قدر جلد ایسے والی ریاست سے اس کی مظلوم رعایا کو نجات مل جائے اسی قدر بہتر ہے۔

بہرحال حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد ایک آزاد وغیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن مقرر کرے اور اس امر کا بندوبست کرے کہ آزادانہ شہادتیں لوگ دیکھیں اگر ایسا نہ کیا گیا تو ایک طرف پبلک کا بے چینی پھیل جائے گی اور دوسری طرف حکومت سے لوگ بدظن ہوں گے کہ وہ ایسے والی ریاست کے اعمال پر پردہ ڈالنا چاہتی ہے۔

انتہائی وطن دشمنی

ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو نے پچھلے دنوں جو آل پارٹیز کانفرنس طلب کی تھی اس کے ابتدائی اجلاس ہوتے پائے تھے اور اس نے جو کمیٹی مقرر کی تھی اس نے ابھی اپنا کام شروع ہی کیا تھا کہ ہندو سبھائیوں نے اڑنگا لگا کر اس کو چھ اپریل تک کے لئے ملتوی کر دیا۔

آج ۳۰ مارچ سے اور ابھی سے متعصب و دہ باطن ہندو سبھائیوں کی جانب سے یہ کوشش شروع ہو گئی ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس کانفرنس کو معرض التوا میں ڈال دیا جائے اور کسی طرح ہندو مسلم نزاعی مسائل کا حل نہ ہونے پائے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں چند وطن دشمن متعصب ہندو سبھائی اسمبلی کے ممبران اور لالہ لاجپت رائے ہندو ڈائرکٹر تیج نے ایک کھلی چٹھی مالوی جی کے نام لکھی ہے جس میں ان سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ اپنا اثر و رسوخ صرف کر کے اس کانفرنس کو چھ ماہ کے لئے ملتوی کرا دیں اور اگر ملتوی نہ ہو تو پھر وہ خود اس کانفرنس کا بائیکاٹ کر دیں۔

اس کے لئے ان منافقین متعصبین نے یہ دلائل دیئے ہیں کہ مہاتما گاندھی نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی ہے اس سے جو فضا ملک میں پیدا ہو رہی ہے اور پیدا ہو گی اس کو اس کانفرنس سے سخت نقصان پہنچے گا کیونکہ ان دشمنان اتحاد نے پہلے ہی سے یہ فرض کر لیا ہے کہ اس کانفرنس میں ان مسائل کا حل ہو سکیگا اور اس سے زیادہ ناانصافی کی خلیج وسیع ہو گی اور مسائل کا تصفیہ اس وجہ سے نہ ہو سکیگا کہ مالوی جی مہاراج کو ان فرقہ پرست مسلمانوں سے سابقہ پڑے گا جو لفظوں ان تعصب کے پتلوں کے محب وطن نہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندو سبھائیوں کی ذہنیت سے ہم آج سے نہیں بلکہ سالہا سال سے واقف و آگاہ ہیں اور ہمارے وہم و گمان میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئی کہ یہ طبقہ کبھی بھی انصاف و عدل کی شاہراہ پر گامزن ہو گا اور ہندو مسلم اتحاد کو اپنے رویہ سے کچھ بھی فائدہ پہنچائے گا ہمیں یقین تھا کہ یہ وطن دشمن طبقہ ہمیشہ اس راستے میں روڑے اٹکائے گا اور کبھی انصاف پر مائل ہو کر نزاعی مسائل کا تصفیہ نہ ہونے دیگا مگر اسی کے ساتھ ہم یہ بھی سمجھتے تھے کہ دنیا دو اس نے اپنے اوپر یہ الزام نہیں لیگا کہ اس کی وجہ سے مفاہمت نہ ہو سکی مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عدل و انصاف سے اس طبقہ کا دل خالی ہو چکا ہے اسی طرح تعصب و تنگ نظری نے اس کی عقلوں پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اور اب اس قدر تعصب کی زیادتی ہو گئی ہے کہ علانیہ اس الزام کی بھی اس کو پرواہ نہیں ہی کہ تمام دنیا اس کو ملزم ٹھیرائے گی اور متعصب کہیگی۔

اصل یہ ہے کہ اس طبقہ کو اس کا احساس ہے کہ چونکہ اس کی پوزیشن فرقہ وارانہ مسائل میں سراسر ناواجبیت پر ہے اس لئے جس قدر مواقع ان مسائل پر گفت و شنید کے ٹلیں گے اسی قدر اسکی اتحاد دشمنی کی قلعی کھلے گی لہٰذا وہ اسی کو بہتر سمجھتا ہے کہ مہاتما جی کی تحریک سول نافرمانی کے دامن میں اپنے تعصب کو چھپا کر اس کانفرنس کو ختم کر دیں۔

مالوی جی بیوقوف نہیں ہیں

لیکن ہم ان علمبرداران تعصب کو بتلا دینا چاہتے ہیں کہ مالوی جی ان سے زیادہ دانشمند ہیں گو تعصب و تنگ نظری کے لحاظ سے وہ ان سب کے گرو ہیں اور یہ سب ان کے چیلے چانٹے ہیں مگر وہ کبھی اس قسم کی ضمانت نہ کریں گے کہ اس سپرو کانفرنس کا مقاطعہ کر کے اپنے اوپر یہ الزام لگوائیں کہ ان کی وجہ سے کانفرنس ناکام رہی بلکہ وہ نہایت ہی منصفانہ عقلمندی کے ساتھ کانفرنس میں شریک ہو کر اسی کے اندر ایسے حالات پیدا کر دیں گے کہ کانفرنس کا جاری رہنا ناممکن اور بے سود ہو جائے گا اور کانفرنس بے نتیجہ ہو کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی اس لئے مالوی جی کے چیلوں کو مطمئن رہنا چاہئے کہ انھیں جس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں مسلمانوں کے ساتھ وہ انصاف کرنے پر آمادہ یا مجبور نہ ہو جائیں تو ان کا یہ اندیشہ بالکل لغو اور فضول ہے کیونکہ مالوی جی مہاراج نے ایسی کچی گولیاں نہیں کھیلیں کہ سپرو کانفرنس کی قربانگاہ پر اپنی اس متاع تعصب و تنگ نظری کو بھینٹ چڑھا دیں جو شاید وہ ماں کے پیٹ سے اپنے ساتھ لائے ہیں اور جس کو وہ جان عزیز کی طرح اپنے سینہ میں ہمیشہ لگائے رہتے ہیں۔

اس لئے ہمیں یقین ہے کہ مالوی جی مہاراج اس کانفرنس میں ضرور شریک ہوں گے مگر قدم قدم پر مواقع و مشکلات پیدا کرینگے بلکہ خود تو نہایت بھلے اور شیریں تقریریں کرینگے مسلم اتحاد کو نہ صرف ضروری بلکہ اسکے لئے سب کچھ کرنے کو زبانی یقین دلائینگے مگر اپنے دائیں بائیں بازوؤں سے ان تمام امور کی مخالفت کرائینگے جن سے کوئی صورت مفاہمت و اتحاد کی پیدا ہوتی ہو۔

جب صورت حال یہ ہے تو خواہ مخواہ ان کے چیلوں کو اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ اس کانفرنس میں کہیں صورت اتحاد کی نہ نکل آئے ان کو مطمئن رہنا چاہئے کہ جب تک مالوی جی مہاراج اور ان کے گرگے کیلکر جیکر منجے وغیرہ موجود ہیں اس وقت تک اگر اس قسم کی ایک نہیں دس ہزار کانفرنسیں ہونگی تب بھی کوئی مفاہمت کی سبیل نہیں نکل سکتی اسلئے مالوی جی کو چھلا مکتیب لکھا گیا ہے وہ تحصیل حاصل سے کچھ زیادہ نہیں۔

لیکن ہم اس قدر ضرور کہیں گے کہ ان دشمنان اتحاد کو مہاتما جی کے دامن ستیہ گرہ میں پناہ لینے کی فریب کاری کا طلسم کھڑا کرنے کی ضرورت نہ تھی ان کے منہ سے یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ یہ کہیں کہ اس کانفرنس سے اس تحریک کو نقصان پہنچے گا بلکہ ان کے لئے تو یہ زیب دیتا ہے کہ خواہ کچھ ہو خواہ آزادی ملے یا نہ ملے مگر ہم مسلمانوں کے ساتھ ہرگز ہرگز انصاف نہ کرینگے اور کوئی حل قبول نہ کرینگے کیونکہ وہ خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ مہاتما جی سے زیادہ کسی کی یہ خواہش نہ ہو گی کہ خواہ کسی ذریعہ سے ہو ہندو مسلم اتحاد ہو جائے تو ان کی تحریک سیلاب کی روانی کی طرح آگے بڑھے گی مگر یہ متعصب وطن ہیں کہ کہتے ہیں کہ سپرو کانفرنس سے گاندھی کی تحریک کو نقصان پہنچیگا۔

اصل چیز یہ ہے کہ یہ متعصب و تنگ نظر اچھی طرح اس حقیقت سے واقف و آگاہ نہیں کہ جو ہندو داس کانفرنس میں شریک ہیں معہ پرجیہ پاد ملوی جی کے سب کے سب اس کانفرنس کو ناکام کرنیکی کوشش کریں گے اور دنیا پھر ایک مرتبہ جہاں سبھائیوں کے تعصب و تنگ نظری کا مظاہرہ دیکھنے میں کامیاب ہو جائے گی ورنہ ظاہر ہے کہ اگر کانفرنس کامیاب ہو جائے اور اس کی کامیابی بالکل جہاں سبھائیوں کے ہاتھ میں ہے تو اس سے مہاتما گاندھی کو اور ان کی تحریک کو بیحد فائدہ پہنچ سکتا ہے مگر چونکہ اس طبقہ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ اس قسم کی کسی مبارک تحریک کو کامیاب ہونے دے گی اس لئے گاندھی کے دامن میں منہ چھپانا چاہتی ہے۔

کیا کوئی منصف مزاج انسان کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات حق بالکل منصفانہ نہیں ہیں اگرچہ ہم تقسیم بعضیں حقوق کو مسلمانوں کے لئے مفید نہیں سمجھتے بلکہ مضر خیال کرتے ہیں تیونکہ اس سے مصنوعی خصومت پھر بھڑکنے کا مذموم عادت کو نشو نما ہوتی ہیں اور خود اعتمادی کی جڑیں کھوکھلی ہوتی ہیں لیکن ہندوؤں کے موجودہ متعصبانہ اور غاصبانہ طرز عمل کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان اگر مستقبل میں اپنے حقوق کی ضمانت چاہتے ہیں تو یہ طرز عمل ان کا غیر منصفانہ ہے بہر یہ کہ جو ضمانت وہ چاہتے ہیں اس سے کسی قوم کی ذرہ برابر حق تلفی نہیں ہوتی۔

بہر حال افسوس ہے کہ سپرو کانفرنس کو ناکام رکھنے کی ہندو سبھائی کوششیں بروئے کار لائی گئی ہیں اور یہ مفاد وطن کے سخت خلاف ہیں۔

بہروپی خوئے گدایانہ

امر قابل اسلمانوں پر رحم فرمائے کہ جس طرف کو بھی وہ رخ کرتے ہیں اور جس سمت بھی وہ کوئی قدم اٹھاتے ہیں وہ خوئے گدایانہ ہی کے ماتحت ہوتا ہے ہندوؤں کی طرف رخ کرتے ہیں تو وہاں حقوق حقوق کی پکار کرتے رہتے ہیں اور وہی انداز گدایانہ برقرار رہتا ہے اور حکومت کیطرف متوجہ ہوتے ہیں تو سوائے بھیک مانگنے کے ان سے اور کچھ بن نہیں پڑتا یعنی جہاں جاتے ہیں کشکول گدائی ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور جس کے سامنے جاتے ہیں بھیک کے لئے دست سوال دراز کرتے ہیں گویا انہوں نے اپنی زندگی صرف اسی کام کے لئے وقف کر دی ہے کہ جس کسی کے پاس جائینگے اور جس وقت بھی کوئی قدم اٹھائینگے بھیک ہی مانگیں گے اور قوت بازو پر نہ کبھی بھروسہ کرینگے اور نہ کبھی اپنے اوپر اعتماد کر کے سعی و عمل اور جد و جہد سے حاصل کرینگے اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ جدھر جاتے ہیں ادھر ہی سے جواب ملتا ہے۔

چنانچہ حال ہی میں دہلی کے چند گداصفت اور بھیک مانگنے کے عادی مسلمانوں کا ایک وفد جناب وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اس نے ایک عرضداشت یا سپاسنامہ کہئے پیش کیا تھا اس میں پہلے تو ترقی عمر و اقبال کی دعا کیگئی تھی اس کے بعد حکومت کو یقین دلایا گیا کہ ہم سے زیادہ وفادار آپ کو کوئی دوسرا نہ ملیگا اور ہم نے کبھی کسی قسم کی کوئی شورش نہیں کی اور نہ کرینگے اور جو کوئی بھی حکومت کے خلاف کوئی سر اٹھائیگا اس کا سر کچلنے میں ہم آپ کے دست و بازو بنیں گے یہ گویا قومی تحریک آزادی کے خلاف حکومت کی امداد کرنے کا یقین دلایا گیا تھا۔

اس کے بعد حرف مطلب زبان پر لایا گیا کہ حضور ہم بیکس و بے بس ہیں آپ ہی کے رحم و کرم پر ہماری قومی زندگی کا انحصار ہے آپ ہی ہمارے مائی باپ ہیں دیکھئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ گھاس پات کے کھانے والے ہر مجاہد ین عرب کی اولادوں کو ہضم کر جائیں ہمارے حقوق کا بھی لحاظ رکھیئے گا اور اپنی غلامی میں قبول کرینگے وقت اور اپنی خدمتگاری میں لیتے وقت ہم کو نظر انداز نہ کر دیجئے گا۔

جناب نواب مستطاب والسرائے بہادر نے جو جواب مرحمت فرمایا اگر چشم بصیرت بالکل کور نہیں ہو گئی اور عقل کچھ بھی باقی ہے تو اس سے ہمیں عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔

وائسرائے نے ابتدائی حصہ عرضداشت کو تو خوب سراہا ہے اور اس کی خوب تعریف کی اور امید ظاہر کی کہ جس طرح آپ ہمیشہ حکومت کا ساتھ دیتے رہے ہیں اسی طرح آئندہ بھی دیتے رہیں گے اور حکومت آپ کی ان خدمات کی بڑی قدر کرتی ہے آپ بڑے وفادار ہیں اور حکومت کو امید ہے کہ آپ ہر ایک تحریک آزادی کو کچلنے میں اس کا ہاتھ بٹائینگے۔

مگر دوسرے حصہ کا جس میں بھیک مانگی گئی تھی یہ جواب دیا کہ دہلی میں تو ٹھیک طور پر نوکریاں تقسیم ہیں اور اگر آپ ملک کی ملازمتوں میں کافی حصہ لینا چاہتے ہیں تو اپنے اندر تعلیم حاصل کر کے اس کی قابلیت حاصل کیجئے مطلب یہ کہ وفاداری آپ کی قبول مگر بندہ پرور نوکریاں تو اسی وقت مل سکتی ہیں جب آپ قابلیت پیدا کرینگے یہ نہیں ہو سکتا کہ وفاداری کے صلہ میں نوکریاں آپ کو دیدی جائیں۔

کیا اس جواب سے بھی مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں گی اور یہ کوئی نیا جواب نہیں ہے بمبئی اور مدراس کے مسلمانوں نے بھی اسی قسم کی عرضداشتیں پیش کی تھیں اور ان کا جواب بھی وائسرائے نے یہی دیا تھا کہ قابلیت پیدا کرو۔

افسوس ہے کہ بار بار کے چھچھوڑنے پر بھی مسلمانوں کی غفلت دور نہیں ہوتی اگر کبھی ذرا آنکھ کھلی تو فوراً بھیک مانگنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور وہاں سے واپس آکر پھر اسی خواب غفلت میں پڑ رہتے ہیں یہ قصور ہے ان کی اس ذہنیت کا کہ بھیک مانگنے ہی سے سب کچھ ملیگا حالانکہ بھیک مانگنے سے بھیک ہی ملے گی اس سے زیادہ کچھ نہیں اگر ملکی حقوق میں ہم حصہ لینا چاہتے ہیں تو وہ صرف اپنے اندر طاقت ہی پیدا کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

وہی اختلاف کی لعنت

بدقسمتی مسلمانوں کا ساتھ کہیں نہیں چھوڑتی سلہٹ ایکٹ کے خلاف مسلمانوں نے جس قدر ایجی ٹیشن کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں قطع نظر اس کے کہ ایجی ٹیشن صحیح تھا یا غلط اور یہ قانون مذہب میں فی الواقع مداخلت ہے یا نہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ عوام کی میجارٹی اور اکثریت اس کے خلاف ہو گئی ہے مگر یہ کس قدر بدقسمتی ہے کہ اس قانون کے مخالفین میں جو اختلاف اول دن محض ذاتی وجاہت اور ذاتی نام و نمود کی بنا پر پیدا ہو گیا تھا وہ کسی طرح ختم ہونے کو نہیں آتا جمعیت العلماء اپنے امکان بھر اس قانون کے خلاف مظاہرہ کیا ہڑتال کرائی جلوس نکلوائے

جلسے کرائے اور ابتدا میں یہی کیا جا سکتا تھا مگر مولانا محمد علی اور ان کے چند ساتھیوں نے صدارت نہ ملنے پر جمعیت سے اختلاف کر کے ایک علیحدہ کانفرنس کر ڈالی جس کا نام موتمر اسلامی رکھا اس میں کوئی موثر پروگرام تجویز نہ کیا اور صرف وائسرائے کو خط لکھنے کی مسلمانوں کو ہدایت کی۔

پہلا قدم اس طرح ختم ہو گیا دوسرا قدم جمعیت العلماء نے یہ اٹھایا کہ اس قانون کو منسوخ کرانے کے لئے سول نافرمانی شروع کی جائے اور سول نافرمانی کے متعلق طے کیا کہ اس قانون کی بھی سول نافرمانی کی جائے اور ساتھ ہی دوسرے قوانین کی بھی نافرمانی کی جائے۔

یہ فیصلہ بھی جمعیت العلماء کا بالکل مناسب ہو اگر اس قانون کو منسوخ کرانا ہے تو تنہا اسی قانون کی خلاف ورزی موثر ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ اول تو بہت کم لوگ ایسے نکلیں گے جو بلا ضرورت اپنے بچوں کی شادیاں کرنے پر رضامند ہوں گے اور اگر کچھ لوگ نکل بھی آئے تو حکومت ان کے خلاف کوئی سخت کارروائی نہ کرے گی کیونکہ (ابتدائی حالت میں کوئی سخت قدم اٹھانا مناسب نہ ہوگا اول تو سزا ہی نہ دے گی اور اگر دیگی تو تا برخاست عدالت کی سزا دیگی اس سے نہ تو ملک میں ہیجان پیدا ہوگا اور نہ تحریک ترقی کرے گی اس لئے مقصد بھی حاصل نہ ہوگا اس لئے مجبوراً کوئی دوسرا قانون نافرمانی کے لئے منتخب کرنا پڑے گا چنانچہ جمعیت العلماء نے اجازت دی ہے کہ اگر مقامی حالات مقتضی ہوں تو دوسرے قوانین کی اجازت دی جا سکتی ہے مثلاً شراب کی دوکانوں پر پہرہ لگا کر کپڑے کی دوکانوں پر پہرہ بیٹھا کر نمک کے قانون کو توڑ کر ضبط شدہ لٹریچر کو چھاپ کر اور تقسیم کر کے یہ ایسی خلاف ورزیاں ہیں کہ حکومت ان کو برداشت نہ کرے گی اور گرفتاری و سزا دہی کا سلسلہ چل پڑے گا اور مسلمانوں کو موقع ملیگا کہ وہ یہ ثابت کر دیں کہ ہم اس قانون کے کس درجہ مخالف ہیں مگر بدقسمتی ملاحظہ فرمائیے کہ جمعیت کے اس فیصلہ کی بھی اسی جماعت نے مخالفت شروع کر دی جس نے ابتدا ہی میں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی تھی یعنی مولانا محمد علی اور مولوی مظہر الدین اور شفیع داؤدی وغیرہ نے محض اس لئے اس فیصلہ کی مخالفت شروع کر دی کہ اگر بچیوں کی شادیوں کے علاوہ کسی اور قانون کی خلاف ورزی کی جائے گی تو اس سے گاندھی کی خلاف ورزی قانون کی تحریک کو تقویت حاصل ہوگی اور کانگریس کی تحریک کو فائدہ پہنچے گا۔

اس ضد اور ہٹ دھرمی کو ملاحظہ فرمائیے کہ سارے قانون کو منسوخ کرانا چاہتے ہیں اور رسول نافرمانی کے بھی حق میں ہیں مگر چونکہ آجکل کانگرس بھی رسول نافرمانی ملک کی آزادی کے لئے کر رہی ہے اور یہ حضرات کانگریس کے مخالف ہیں لہٰذا ارشاد ہوتا ہے کہ سارے قانون کو منسوخ کرانے کے لئے بھی دوسرے قوانین کی خلاف ورزی نہ کرو۔ یعنی کانگریس کی مخالفت اس قدر ضروری ہے کہ مداخلت فی الدین کو برداشت کر لو مگر وہ کام نہ کرو جو کانگرس اپنے مقصد کے حصول کے لئے کر رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا سارا ایجٹیشن کے خلاف سارا جوش و خروش نمائشی تھا اور محض سستے نعرے لگا کر عوام میں اپنی ہر دلعزیزی کو قائم رکھیں ورنہ ظاہر ہے کہ مداخلت فی الدین تو ایسی چیز ہے کہ اس کو کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا اور ایسے قانون کو منسوخ کرانے کے لئے جو قیمت بھی ادا کرنی پڑے وہ دیکر اس کو منسوخ کرانا چاہیئے۔

مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ صحیح پوزیشن ہے جو مولانا محمد علی اور ان کے اخوان نے اختیار کی ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ حکومت کو مجبور کر کے اس سے اس قانون کو منسوخ کرانا ہے اور یہ منسوخ نہیں ہو سکتا جب تک ایسے قوانین کی خلاف ورزی نہ کی جائے جن کی خلاف ورزی کو حکومت برداشت کرنے کو تیار نہ ہو اتفاق سے ملک میں اس وقت ایک اور جماعت ایسی ہے جو اپنا دوسرا مقصد حاصل کرنے کے لئے یہی ذریعہ اختیار کر رہی ہے تو کیا یہ دانشمندی ہے کہ جو کام ہمیں اس جماعت سے اس وجہ سے اختلاف ہے اس لئے ہم اپنے فائدہ کے لئے بھی نہ کریں جو وہ کر رہی ہے اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ ایک مسافر کو کہیں پہنچانا ہے اس کا راستہ متعین ہے مگر اس راستہ پر ایک ایسا شخص بھی گامزن ہے جس سے ہمیں اختلاف ہے اس لئے ہم نے سفر ملتوی کر دیا کیا اس صورت میں ہم کبھی منزل مقصود کو پہنچ سکتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ صحیح احساس ہی نہیں ہوا اور ہمارے لیڈروں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے وقار اور اقتدار کے آگے ملک و مذہب سب پر لعنت بھیجتے ہیں چونکہ علی برادران کو آجکل کانگریس سے سخت اختلاف ہوا اس لئے وہ اس راستہ پر بھی نہیں چلنا چاہتے جس پر کانگریس چل رہی ہے۔

ہمارے نزدیک جمعیۃ العلماء کا فیصلہ بالکل صحیح ہے بلکہ صحیح تر تو یہ ہوتا کہ بچیوں کی شادیوں کو بالکل نظر انداز کیا جاتا اور صرف دیگر ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی جاتی اگر اس سے کسی جماعت کو فائدہ پہنچتا ہے تو کوئی حرج نہیں آخر کانگریس کی جد و جہد بھی آزادی ہی کے لئے تو ہے کسی ایسے مقصد کے لئے تو نہیں جو شرعاً ناجائز ہو۔

ریاست حیدرآباد کی فیاضیاں

خبر موصول ہوئی ہے کہ اعلیٰحضرت نظام نے مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے ماہانہ وظیفہ میں ایک ہزار روپے ماہانہ کا اضافہ کر دیا ہے یعنی آئندہ سے بجائے دو ہزار روپیہ کے تین ہزار روپیہ ماہوار ملیں گے اور اسی کے ساتھ دس لاکھ روپے کی امداد بخشت عطا ہوئی ہے۔

اسی طرح پچھلے عرصہ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے متعلق بھی یہ اطلاع آئی تھی کہ پچاس ہزار بخشت اور ایک ہزار روپے ماہوار کی امداد منظور کی گئی ہے۔

اول الذکر کے متعلق تو کوئی شبہ ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ جب خود حکومت نے اس کی چند مدلا کہہ سے امداد کی ہے تو حضور نظام کی گورنمنٹ کو کیا عذر ہو سکتا ہے اور ہم خوش ہیں کہ اس سے بڑی اسلامی درسگاہ کی بروقت امداد فرما کر نظام گورنمنٹ نے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی میں بڑی مدد دی ہے اور اب چونکہ مسلم یونیورسٹی کا انتظام بالکل صحیح ہاتھوں میں آگیا ہے اور سید راس مسعود کے آنے سے وہ تمام نقائص دور ہو گئے ہیں جو ڈاکٹر ضیاء الدین کی گندی پالیٹکس کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے اس لئے امید ہے کہ پندرہ لاکھ گورنمنٹ ہند اور دس لاکھ حکومت نظام کے عطیہ سے مسلم یونیورسٹی بہترین کام لے گی اور یونیورسٹی میں جن چیزوں کی کمی ہے وہ دور ہو جائے گی اگر وہ ایک عمدہ اور مفید تعلیمی ادارہ ملک کا بنا لیگی اور مسلمانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ

نفع پہنچے گا۔

اب رہی غریب جامعہ ملیہ اسلامیہ اگرچہ رقم وغیرہ کا اعلان ہو گیا ہے مگر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ابھی تک قطعی فیصلہ نہیں ہوا بلکہ چیف کمشنر صاحب دہلی سے جامعہ ملیہ کے متعلق دریافت کیا گیا ہے کہ کیا وہ اس قابل ہے کہ اس کی امداد کی جائے چیف کمشنر صاحب جو رائے ظاہر فرمائینگے اس کی اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ دہلی کی میونسپلٹی نے دو سو روپے ماہوار امداد منظور کی تھی مگر چیف کمشنر صاحب نے اس کو نامنظور کر دیا جب وہ دہلی میونسپلٹی سے امداد دینے جانے کے مخالف ہیں تو پچاس ہزار یکمشت اور ہزار روپے ماہوار کی گرانقدر رقم کی تائید کیوں کرنے لگے وہ تو صاف لفظوں میں لکھدیں گے کہ وہ ایک مخالف حکومت درسگاہ ہے اسلئے اس کو امداد نہ ملنی چاہیئے خصوصاً اگر کہیں سول نافرمانی کی تحریک میں جامعہ کے لڑکوں اور استادوں میں سے کچھ لوگ شریک ہو گئے تب تو اس تعلیمی ادارہ کو بالکل ہی باغیوں کی جماعت فرض کر لیا جائے گا اور یہ کسی کے بس کی بات نہیں کہ کسی کو روکا جا سکے اگر جامعہ سے کچھ لوگ سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لینے پر طان لینگے تو کون ان کو روک سکتا ہے اگر روکنے کی کوشش کی جائے گی تو زیادہ چنگاری پھیل جانے کا اندیشہ ہے اسلئے بہتر یہی ہے کہ جو جانا اور تحریک میں شامل ہونا چاہیں ان کو خوشی سے اجازت دیدی جائے۔

مگر خواہ کچھ ہو اگر وہ چار طلبہ بھی اس درسگاہ سے نکل گئے تو اس کو بغاوت کا اڈا سمجھ لیا جائے گا اور چیف کمشنر صاحب فتویٰ صادر کر دیں گے کہ اس کو ہرگز امداد نہ دی جائے اسلئے ہمیں تو جامعہ کے متعلق جو علیحدہ کی خبر ملی ہے اس کی امید نہیں کہ سب مرحلوں سے گذر کر جامعہ کے ہاتھ میں پہنچ جائے گی اگرچہ ہم مسلم یونیورسٹی علیگڈھ سے بھی زیادہ اس کو مستحق سمجھتے ہیں۔

نمکین ستیہ گرہ

جب اعلان سابق چھپا تھا گاندھی نمک کے قانون کی خلاف ورزی کے لئے ۱۲ مارچ کو احمد آباد سے روانہ ہو گئے آپ کے ساتھ آپ کے آشرم کے ۸۰ رضاکار ہیں جن میں دو مسلمان بھی ہیں۔ آپ روزانہ دس میل چلتے ہیں یہ سفر پیدل ہو رہا ہے پانچ بجے صبح کو چلتے اور ایک گاؤں میں ٹھہرتے ہیں اور وہاں جو لوگ جمع ہوتے ہیں ان کے سامنے تقریر کرتے ہیں اسی طرح شام کو دو میل چلتے ہیں اور رات کو جلسہ میں تقریر کرتے ہیں راستہ میں ہزارہا لوگ آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں آپ ۵۔ اپریل کو ڈانڈی ضلع سورت میں پہنچکر ۶۔ اپریل کو ساحل سمندر پر نمک بنائینگے۔ ڈانڈی میں ایک مسلمان کے بنگلہ پر آپ کا قیام ہو گا۔

جس وقت گاندھی جی نے سول نافرمانی کا اعلان کیا تھا تو ظاہر آثار ہر طرف سرد مہری سی چھائی ہوئی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ اس تحریک کا ملک میں کچھ بھی خیر مقدم نہ ہو گا اور ملک قطعی سول نافرمانی کے لئے تیار نہیں ہے مگر جہاں تابہ آشرم سے قدم باہر نکالتے ہی تمام ملک میں اک آگ سی لگ گئی اور ہر اک صوبہ اور ہر اک ضلع میں سیکڑوں کی تعداد میں جیل جانے کے لئے رضاکار بھرتی ہو رہے ہیں اور تقریباً ہر اک ضلع سول نافرمانی کی مہم شروع کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہے اور روز بروز جوش اور ہیجان میں ترقی ہو رہی ہے۔

اس دفعہ اس تحریک کی یہ خصوصیت ہے کہ ۱۹۲۱ء کی طرح یہ غیر منظم اور ہنگامہ پرور نہیں ہے بلکہ منظم اور آرگنائزڈ ہے اور نہایت خاموشی مگر ٹھنڈے جوش کے ساتھ یہ تحریک آگے بڑھ رہی ہے۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ علی برادران اور ان کے چند ساتھی جو مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کی قومی ہستی کو مفلوج بنانے کی احمقانہ کوشش کر رہے ہیں اس کا کچھ زیادہ اثر نہیں ہو رہا اور آہستہ آہستہ مسلمان اس تحریک میں شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ گاندھی جی کے پاس سب سے پہلی رقم جو حیدرآباد گرہ فنڈ میں آئی ہے وہ ایک مسلمان کی ہے جس کی تعداد پچاس ہزار روپیہ ہے۔ گاندھی جی کے دوران سفر میں جو دیہات کے سرکاری ملازم مستعفی ہو رہے ہیں ان میں مسلمان بھی ہیں ہر جگہ جو رضاکار بھرتی ہو رہے ہیں ان میں مسلمانوں کی تعداد کافی ہے۔

صوبہ بہار میں جمعیت العلماء صوبہ بہار کی جو کانفرنس ابھی حال میں منعقد ہوئی ہے اس میں یہ تجویز اتفاق رائے سے پاس ہوئی ہے کہ کانگریس کی اس مہم میں مسلمانوں کو ضرور شریک ہونا چاہیئے۔ یہ کانفرنس مولانا حسین احمد صاحب نائب حضرت شیخ الہند کی صدارت میں منعقد ہوئی تھی مولانا انور شاہ صاحب سابق شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے بھی فتوے دیا ہے کہ نمک پر اگر حضرت نے بھی کوئی ٹیکس اور محصول نہیں لگایا تھا اور ہوا اور پانی کی طرح اس کو آزاد کر رکھا تھا اس لئے نمک کے قانون کی خلاف ورزی شرعاً ضروری ہے۔

بہرحال یہ نمکین سول نافرمانی کی تحریک خوب زور پکڑ رہی ہے اور غالباً ۱۰ اپریل سے سارے ہندوستان میں شروع ہو جائے گی۔

معلم الاطفال

اس وقت اردو کی حفاظت ہر مسلمان کے لئے اتنی ہی ضروریت ہے جس قدر اسلام کی کیونکہ اگر آج خدانخواستہ برادران وطن اپنی اس کوشش جو وہ اردو کو مٹا کر ہندی بنانے کے لیے کر رہے ہیں کامیاب ہو جائیں تو ہر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت جو نہ عربی سے اور نہ اردو کی واسطے سے واقف ہے قطعاً اسلامی تعلیم سے علیحدہ ہو جائے لیکن اردو کی حفاظت صرف اسی صورت سے ہو سکتی ہے کہ اردو رسم الخط کی مشکلات کو دور کر دیا جائے جو ابتدائی اردو پڑھنے والوں کو پیش آتی ہیں مولانا مولوی عبدالہادی خاں صاحب مدراسی فاضل دیوبند شاہجہاں پوری نے بفیسر اردو کرسچن کالج دہلی مستحق صد آفریں و تحسین ہیں کہ انہوں نے اس مرحلہ کو ایک اردو قاعدہ بنام **معلم الاطفال** لکھکر بڑی حد تک آسان کر دیا ہے اس قاعدہ کی مفصل خوبیاں تو خود مطالعہ سے معلوم ہونگی اجمالاً یہ بتایا جا سکتا ہے کہ آپ نے الفاظ کے ٹکڑے کر کے بجائے اردو الفاظ کی ترکیب کے رومنس کرادینے کی بہت کامیاب کوشش کی ہے حروف کی تقسیم سائنٹفک طریقہ پر حروف کی شکلوں کے لحاظ سے کی ہے لفظوں کی تقسیم تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے تمام قاعدہ پھر میں کوئی مہمل لفظ نہیں ہے کوئی ایسا لفظ نہیں بتایا جو اپنا بالکل ہی ماحول نہ ہو ہر نئی بات بتاتے ہوئے کثرت سے مثالیں دی ہیں۔ لکھائی چھپائی کا غذ نہایت اعلیٰ اور قاعدہ ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے قیمت صرف ۲ ہے اگر ایک قاعدہ منگانا ہو تو کسی دوسری کتاب کے ساتھ منگایئے عہ رکے دس قاعدے

پتہ حمیدیہ پریس - دہلی

کتاب الاسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

تکبیر تحریمہ کے مسائل

اور نفل نماز میں قیام فرض نہیں بلا عذر بھی بیٹھکر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن یاد رکھو بلا عذر بیٹھکر نفل کماز پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔

اور فرض نمازوں کے علاوہ وتر اور نماز عیدین اور فجر کی نماز سنت میں بھی قیام فرض ہے اور اگر کوئی شخص بلا عذر یہ نمازیں بیٹھکر پڑھے گا تو نہ ہونگی۔ اور نماز پڑھتے وقت ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھا لینا کہ وہ تحریمی ہے ہاں اگر کسی عذر صحیح کی وجہ سے ایسا کیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اور اگر کوئی شخص قیام پر قدرت رکھتا ہے لیکن کسی مرض کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے سجدہ نہیں کر سکتا تو اس کو یہ چاہیے کہ وہ بیٹھکر اشاروں سے نماز پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر بھی اشاروں سے نماز پڑھے گا تو بھی ہو جائے گی۔

اور جو شخص سجدہ کرنے پر قادر ہے لیکن سجدہ کرنے کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا زخم کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہے یا زخم رہتا ہے تو ان تمام صورتوں میں بھی بیٹھکر اشاروں سے نماز پڑھ جائز ہے اور اگر کھڑے ہو کر اشاروں سے پڑھنا چاہے تو بھی کچھ حرج نہیں اگر کسی شخص کو جریان کا عارضہ ہے یا مسلسل البول کا عارضہ ہے اور کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے اور بیٹھنے سے قطرہ نہیں آتا تو بیٹھکر نماز پڑھنا جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص اس قدر کمزور ہے کہ اگر وہ اپنے گھر سے چل کر مسجد تک جائے گا تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھا سکے گا اور اگر وہ مسجد تک نہ جائے تو بآسانی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکیگا اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ مسجد میں نہ جائے بلکہ گھر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر گھر میں جماعت میسر ہو تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھے ورنہ تنہا نماز پڑھے۔ اور محض سستی اور کاہلی کی وجہ سے بیٹھکر نماز پڑھنا جائز نہیں اور کھڑے ہو کر ذرا سی تخلیف ہونا عذر صحیح نہیں۔ ۔ ۔ یاد رکھو قیام اس وقت ساقط ہوگا جبکہ کھڑے ہونے کی بالکل طاقت نہ ہو یا کھڑے ہونے میں سخت تکلیف ہو یا کھڑے ہونے اور سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہو یا قطرہ آتا ہو یا مرض میں زیادتی کا اندیشہ ہو اگر ان صورتوں میں سے کوئی صورت نہیں ہے تو قیام ساقط نہ ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص سخت بیمار ہو یا اس قدر کمزور ہو کہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے اور وہ اپنے کسی عزیز یا دوست یا خادم کی امداد سے یا لکڑی یا دیوار کے سہارے سے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو پڑھ سکتا ہے بلکہ بعض فقہا تو یہ لکھتے ہیں کہ اگر خادم کی اعانت سے یا لکڑی یا دیوار کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہو تو اس پر فرض ہے کہ وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے بہرحال حق تعالیٰ نے کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا ہے۔

اور اگر کسی شخص میں اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ نماز کے پورے وقت میں یعنی نماز کے ختم کرنے تک کھڑا رہ سکے تو اس کے لئے جائز ہے کہ کچھ نماز کھڑے ہو کر پڑھے اور کچھ نماز بیٹھکر پڑھے اور اگر صرف اتنی ہی طاقت ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ سکتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہے پھر بیٹھ جائے۔

ان تمام تصریحات پر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھکر نماز پڑھنا جائز نہیں اور آجکل عام طور پر یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا ذرا سر میں درد ہوا یا ذرا للبیعت ناساز ہوئی اور خفیف سی تکلیف محسوس ہوئی تو بیٹھکر نماز شروع کر دی اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو دس دس بیس بیس منٹ تک بلا تکلف کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے یہ ایک عجیب افسوسناک مشاہدہ ہے کس قدر شرم کی بات ہے کہ ہم اپنے ذاتی کاموں کے لئے اور دوست احباب سے باتیں کرنے کے لئے بیس بیس منٹ تک کھڑے رہیں اور جب نماز کا وقت آئے تو اپنی خفیف سی تکلیف کو غیر معمولی اہمیت دیکر بیٹھکر نماز پڑھیں کیا دوستوں سے باتیں کرنے اور اپنے ذاتی کاموں کے لئے کھڑے ہونے میں ہماری کمر بڑنے یا تکلیف کے زیادہ ہونے کا اندیشہ نہیں اور نماز کے لئے کھڑے ہونے میں ہر طرح کے اندیشے پیدا ہو جاتے ہیں درحقیقت یہ نفس کی شرارت اور کاہلی اور سستی کی رعایت ہے ہم اپنے تساہل نواز دوستوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ عبادت کی اہمیت و عظمت کو محسوس کریں اور کھڑے ہو کر نماز پڑھا کریں اور جتنی نمازیں بیٹھکر پڑھی ہیں ان کا اعادہ کریں باری تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور دینی امور میں قابل اختیار کرنے سے محفوظ رکھے آمین۔

اور اگر کوئی شخص ریل میں سوار ہے اور وہ چل رہی ہے یا ہوائی جہاز میں سوار ہے یا کشتی میں سوار ہے اور وہ چل رہی ہے اور ایسی حالت میں اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو چکر آنے یا گر پڑنے کا گمان غالب ہے تو بیٹھکر نماز پڑھ سکتا ہے ہاں اگر ریل کسی اسٹیشن پر اتنی دیر کھڑی ہو کہ اطمینان کے ساتھ نماز پڑھ سکے تو اسٹیشن پر اتر کر کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے۔

قرات کے مسائل

"قرات" قرآن مجید پڑھنے کو کہتے ہیں۔ نماز میں قرآن مجید کی قرات کرنا ایک آیت پڑھنا فرض ہے اور سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور فرض کی پہلی دو رکعتوں اور نماز وتر اور نماز سنت اور نماز نفل کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت یا بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا بھی واجب ہیں اور یاد رکھو فرض نماز کی تیسری رکعت اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور تین آیتیں پڑھنا واجب ہے اور اگر کسی شخص کو قرآن شریف کی ایک آیت بھی یاد نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ سبحان اللہ یا الحمد للہ بجائے قرات کے پڑھ لے لیکن ایسا کرنا دو چار دفعہ کے لئے جائز ہے ہمیشہ کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ جس شخص کو قرآن شریف کی ایک آیت بھی یاد نہ ہو اس پر جلد سے جلد قرآن مجید سیکھنا اور یاد کرنا فرض ہے اور اگر کوئی شخص چاہے تو زیادہ سے زیادہ دو دن میں بقدر ضرورت یاد کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کا یہ معجزہ ہے کہ وہ بہت جلد ذہن نشین ہو جاتا ہے اور یہ آسانی یاد ہو جاتا ہے اگر آسانی نہ ہوتی تو

باوجود بھی کوئی شخص سستی اور کاہلی اختیار کرے تو یہ اس کی انتہائی پستی ہے اور یہ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص کو قرآن مجید کی ایک آیت بھی یاد نہ ہو اور وہ نماز پڑھنا چاہے تو سبحان اللہ والحمد للہ بجائے قرأت کے پڑھ سکتا ہے اور قرأت فرض کی مقدار یاد کرنا فرض ہے اور واجب کی مقدار یاد کرنا واجب ہے اور اگر کوئی شخص سستی اختیار کرے اور نہ سیکھے تو وہ سخت گنہگار ہوگا۔

اور جب نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے تو امام پر واجب ہے کہ نماز مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں قرآن مجید آواز سے پڑھے اور فجر کی دو رکعتوں میں بھی آواز سے پڑھے اور جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں بھی آواز سے پڑھے اور رمضان شریف کے مہینے میں تراویح اور وتر کی نمازوں میں بھی آواز سے پڑھے۔

اور نماز ظہر اور نماز عصر میں امام کو اور منفرد کو سب کو قرأت آہستہ کرنی چاہیئے اور نماز وتر میں منفرد کو قرأت آہستہ کرنی چاہیئے۔

اور نماز مغرب اور عشاء اور فجر اور جمعہ وغیرہ میں قرآن مجید آواز سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ قاری کی آواز پاس والے اشخاص بہ آسانی سن سکیں اور جن نمازوں میں آواز سے قرأت کی جاتی ہے انھیں جہری نمازیں کہتے ہیں کیونکہ جہر کے معنی زور سے پڑھنے کے ہیں اور جن نمازوں میں آہستہ قرأت کی جاتی ہے انھیں سِرّی نمازیں کہتے ہیں کیونکہ سِرّ کے معنی آہستہ پڑھنے کے ہیں۔

اگر کوئی شخص حالت نماز میں قرآن شریف کے الفاظ زبان سے نہ کہے بلکہ صرف خیال میں پڑھ لے تو صرف خیال میں پڑھ لینے سے نماز نہ ہوگی بلکہ زبان سے پڑھنا ضروری ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ صرف خیال میں پڑھ لینا کافی ہے زبان سے الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں وہ جاہل ہے بے وقوف ہے اس کا قول ٹھکرا دینا چاہیئے۔ آجکل صوفیوں کی جماعت میں ایک فرقہ ایسا پیدا ہوا ہے جو یہ کہتا ہے کہ حقائق شناس بزرگوں کے لئے نماز پڑھنا ضروری نہیں اور اگر وہ نماز پڑھنے کا ارادہ کریں تو صرف خیال میں پڑھ کر فرض ساقط ہو سکتے ہیں ان کے لئے رکوع و سجود اور قیام و قعود ضروری نہیں اور ان کو زبان سے الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہم بلا خوف یہ کہتے ہیں کہ جس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے وہ مسلمان نہیں گمراہ ہے بے دین ہے کیا حضور سرور عالم اور صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار سے بڑھ کر کوئی حقائق شناس ہو سکتا ہے ہرگز نہیں پھر جب انھوں نے صرف خیال میں نماز پڑھ لینا کافی نہیں سمجھا تو کسی اور کی کیا مجال ہے جو وہ حقائق شناسی کا دعویٰ کر کے نماز سے بے نیاز ہو سکے۔

اور آداب قرأت میں یہ لکھا ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کرے اور صاف صاف پڑھے تاکہ سامعین کو سمجھنے میں دشواری محسوس نہ ہو اور جب تنہا نماز پڑھے تب بھی یہ ضروری ہے کہ الفاظ اور حروف صفائی سے ادا کرے تاکہ خود سنے اور سمجھے اگر کوئی شخص اس قدر آہستہ پڑھے گا کہ خود بھی نہ سن سکے تو نماز نہ ہوگی مطلب یہ ہے کہ آہستہ پڑھنے میں بھی اس بات کا لحاظ ہونا چاہیئے کہ خود سن سکے۔

اور سورتوں کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک پوری آیت ہے علماء نے اس کو ایک آیت تسلیم کیا ہے مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ یعنی یہ جو حکم ہے کہ نماز میں قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے یہ فرض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے پڑھنے سے پورا نہ ہوگا کیونکہ اس کے ساتھ اور آیت پڑھنے کی ضرورت ہے۔

رکوع و سجود

رکوع و سجود بھی ارکان نماز میں سے ہیں۔ رکوع کے معنے ہیں جھکنا رکوع کی ادنیٰ مقدار اس قدر جھکنا ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور رکوع کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس قدر جھکنا چاہیئے کہ سر اور کمر برابر ہو سے اور ہاتھ بسلیوں سے جدا رہیں اور گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا جائے اور اگر بڑھاپے کی وجہ سے کسی شخص کی کمر اس قدر جھک جائے کہ رکوع کی شکل ہو جائے یا کوئی شخص آنا کبڑا ہو کر رکوع کی شکل ہو جائے تو وہ صرف سر سے اشارہ کرے یعنی صرف سر کو جھکا دینے سے اس کا رکوع ادا ہو جائے گا۔

اور سجدے کے معنی ہیں پیشانی کو زمین پر رکھنا حقیقت سجدہ این است کہ پیشانی را بر زمین رسانیدن۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ قرب بندے کو اس حالت میں ہو جبکہ وہ سجدہ میں ہو۔ اس حدیث کی شرح میں امام صالح جزائری نے لکھا ہے کہ فی الحقیقت باری تعالیٰ کو اپنے بندے کی یہ ادا بہت پسند ہے کہ وہ اس کے حضور میں سر جھکائے اور اپنی بلند پیشانی کو زمین پر رکھ دے اسکے یہ معنے ہیں کہ بندہ اپنے عجز کا اظہار کرتا ہے اور اپنی تمام فضیلتوں اور عظمتوں اور طاقتوں کے ساتھ سر جھکاتا ہے۔ بندہ کی یہ ادا پسندیدہ ہے اگر سجدہ کی حالت میں خیالات میں انتشار نہ ہو اور صرف باری تعالیٰ ہی کی عظمت پیش نظر ہو تو یقیناً بندہ کو ایک خاص قرب حاصل ہو جاتا ہے اسی قرب کے متعلق حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی مومن نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کو جاتا ہے تو اپنے رب سے بہت ہی نزدیک ہو جاتا ہے تو اس کے لئے ابواب رحمت کھول دیئے جاتے ہیں۔ یاد رکھو یہ فضیلت صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے لئے ہے کسی دوسری امت کا اس فضیلت میں کچھ حصہ نہیں ہے کاش مسلمان اپنی فضیلتوں پر غور کر کے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور اپنے فرائض کو ادا کریں۔ اور سجدہ کی حالت میں پیشانی کا زمین پر رکھنا شرط ہے اگر کسی شخص نے اس طرح سمجھ لیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی بلکہ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگ جائے تب بھی نماز نہ ہوگی پاؤں کی انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگنا شرط ہے اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔

اگر کوئی شخص کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک پر سجدہ کرے اور اگر کسی عذر کے سبب ناک زمین پر نہیں لگ سکتا تو صرف پیشانی پر سجدہ کرے یاد رکھو صرف حالت عذر میں ایسا کرنا جائز ہے بلا عذر جائز نہیں اگر کوئی شخص بلا عذر پیشانی پر سجدہ کرے گا تو سجدہ تو ہو جائے گا لیکن مکروہ ہے اور بلا عذر صرف ناک پر سجدہ

معارف القرآن

(بلسلہ گذشتہ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۝ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ ۚ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو الٹا پھیر دینگے پھر تم ناکام ہو جاؤ گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہی اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے ہم ہی ڈالے دیتے ہیں دل کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھیرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی اور ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے بے انصافوں کی اور البتہ اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا جس وقت کہ تم ان کافروں کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے یہانتک کہ جب تم خود ہی کمزور ہو گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اسکے کہ تم کو تمہاری دلخواہ بات دکھلا دی تم میں سے بعض تو وہ شخص تھے جو دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں سے وہ تھے جو آخرت کے طالبگار تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے اپنی نصرت کو بند کر لیا اور پھر تم کو ان کفار سے ہٹا دیا تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری آزمائش فرماوے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں وہ وقت یاد کرنے کہ جب تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے تم کو یاداش میں غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور اس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی۔"

جب میدان احد میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ اڑی تو بعض منافقوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اب بہتر یہ ہے کہ اپنے قدیم مذہب کو اختیار کر لیا جائے ایسے بدبخت اشخاص کی صلاح نہ مانتے کی تنبیہ میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ارشاد ہوا کہ:-

اے مسلمانو! اگر تم کافروں کا کہنا مانو گے تو وہ تم کو کفر کی طرف الٹا پھیر دینگے اور تم کو اسلام سے برگشتہ کر دینگے پھر تم ہر طرح ناکام ہو جاؤ گے اور یاد رکھو یہ اہل کفر و نفاق تمہارے خیر خواہ نہیں ہیں بلکہ بدخواہ ہیں اور تم کسی کے محتاج نہیں ہو بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور وہ سب مددگاروں سے اچھا مددگار ہے۔ اور اے مسلمانو تم پریشان کیوں ہوتے ہو عنقریب ہم کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب جما دیں گے اور عنقریب ان کے دلوں میں تمہاری ہیبت قائم کر دینگے اور یہ اس لئے کہ انہوں نے ان چیزوں کا اللہ کا شریک بنایا ہے جن کے شریک ہونے کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں بھیجی اور کوئی سند نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور اے مسلمانو بعض منافق جو تم کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ واقعہ احد میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد نہیں کی اور اپنا وعدہ پورا نہیں کیا یہ ان کی ہرزہ سرائی ہے بیشک خدا نے سچا وعدہ کیا تھا دیکھو پہلے تم کو کیسی فتح ہوئی تھی مگر تم لوگوں نے دنیا یعنی مال غنیمت کی خواہش میں ہمارے رسول کی نافرمانی کی پس تم کو ناکامی ہوئی ہاوے رسول نے تم سے کہا تھا کہ اپنی گھاٹی کو نہ چھوڑنا مگر تم نے اس حکم کو نہیں مانا اور اس نافرمانی کی سزا میں تم کو شکست دیجئی اور پھر جب تم نے مغفرت طلب کی تو تمہارے تصور دن کو معاف کر دیا گیا اور تم سے درگذر کی اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر اپنا فضل و کرم رکھتا ہے اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ جب تم کافروں پر چڑھے جاتے تھے اور رسول عربی تمہاری پس پشت والی جماعت میں کھڑے ہوئے تم کو بلا رہے تھے اور تم کسی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے تو اللہ نے تم کو غم پر غم دیا یعنی تم کو شکست کا غم دیا تاکہ جب کبھی تم سے کوئی مطلب فوت ہو جائے یا تم پر کوئی مصیبت آ پڑے تو تم صبر کی عادت رکھو اور اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کام معلوم ہیں یعنی جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو سب خبر ہے۔

ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام شیخ احمد صالح جزائری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے واقعہ احد کا ذکر کرتے ہوئے جو بار بار یہ تنبیہ کیا ہے اس کی غایت یہ تھی کہ صحابہ میں اسلامی جوش پیدا کیا جائے یہ مقصد بایہ تکمیل کو پہنچ گیا اور حق تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق صحابہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں اور نیز آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے ساتھ ہو کر دشمنان دین سے ایسی سخت لڑائیاں کیں کہ اگلے انبیاء کی امت میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ واقعہ خندق۔ فتح مکہ واقعہ یرموک واقعہ یمامہ یہ سب لڑائیاں صحابہ کرام کی مستعدی اور دلیری اور جانبازی اور سرفروشی کی بھی شہادت دے رہی ہیں اور حق تعالیٰ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے

حسلما نو! تم کافروں کا کہنا نہ مانو اگر تم ان کا کہنا مانو گے تو وہ تم کو کفر کی طرف الٹا پھیر دینگے اور تم کو اسلام سے برگشتہ کر دینگے پھر تم ہر طرح ناکام ہو جاؤ گے۔ اس ارشاد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اے مسلمانو اگر تم کافروں کی اطاعت کرو گے تو سخت نقصان اٹھاؤ گے وہ تم کو بے دین کر ڈالیں گے وہ تم سے اسی وقت خوش ہونگے جب تم ان کے دین کو قبول کر لو گے اور اگر تم نے ان کے دین کو قبول نہیں کیا تو وہ تم سے خوش نہیں ہوں گے بلکہ ناراض رہیں گے ان حالات میں تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ تم ان کی کسی بات کو نہ مانو اور ان کی رضامندی کا خیال نہ کر دصرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو پیش نظر رکھو۔

واضح رہے کہ یہ حکم ان کافروں کے متعلق ہے جو مسلمانوں کے دشمن ہیں معاہد نہیں جن کافروں سے صلح ہو گئی ہو یا وہ مسلمانوں سے کسی قسم کی پرخاش نہ رکھتے ہوں ان کے ساتھ احسان کرنا یا ان کی کسی معقول بات کو مان لینا جائز ہے اور آیات مذکورہ بالا میں حق تعالیٰ نے بعض صحابہ کو ان کی لغزش پر جو تنبیہ کی ہے ان پر عام مسلمانوں کو تبصرہ کرنا جائز نہیں یعنی ان محترم بزرگوں کی لغزش پر ہم کو ہرگز نہ چاہیئے کہ ہم ان کو کوسیں یا ان پر اعتراض کریں "خطائے بزرگاں گرفتن خطاست" خصوصاً جبکہ حق سبحانہ تعالیٰ ان کی خطائیں معاف فرما چکا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ولقد عفا عنکم اور بیشک ہر نے ترسے درگذر کی اس کے ان کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہنا یا ان پر اعتراض کرنا یا ان کو ہدف ملامت بنانا کفر ہے۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایام حج میں دمشق سے ایک معزز شخص حج کرنے آیا جس کعبہ میں اس وقت بہت سے اصحاب رسول تشریف رکھتے تھے ایک سلف سے اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ معلوف نے جواب دیا کہ یہ سب اصحاب رسول ہیں پھر اس نے پوچھا یہ بوڑھے کون ہیں؟ معلوف نے جواب دیا کہ خلیفہ دوم حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ ابن عمر ہیں اس قدر معلومات حاصل کرنے کے بعد وہ شخص حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سلام کے بعد کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں حضرت ابن عمر نے فرمایا شوق سے دریافت کرو دمشقی نے کہا میں آپ کو اس مظلمت والے گھر یعنی بیت اللہ کی حرمت کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو یہ معلوم ہے کہ حضرت عثمان جنگ احد سے بھاگ گئے تھے ابن عمر نے کہا کہ ہاں پھر اس نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے آپ نے کہا ہاں پھر اس نے کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان میں بھی حاضر نہ تھے آپ نے کہا ہاں، اس کے بعد حضرت عبد اللہ ابن عمر نے فرمایا اے رئیس دمشق تم نے مجھ سے جو سوالات کئے ہیں میں نے ان کے جواب صحیح عرض کر دیئے اب میں چاہتا ہوں کہ تم چند جملے اور بھی سن لو! میں نہیں بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بڑی شان اور عظمت کے بزرگ تھے وہ فرشتے نہ تھے بلکہ انسان تھے ان میں بشریت موجود تھی جنگ احد کی لڑائی میں ان کے قدم اکھڑ گئے اور وہ فرار ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ ان کا وہ قصور معاف ہو چکا رہ گیا بدر میں شریک نہ ہونا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور سرور عالم کی صاحبزادی ان کے نکاح میں تھیں اور وہ سخت بیمار تھیں جس وقت حضور سرور عالم نے ان کو روک دیا تھا اور بیعت رضوان میں وہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے معتمد خاص بنکر کے گئے تھے پس کسی لحاظ سے وہ ہدف ملامت نہیں بن سکتے اور یاد رکھو ان بزرگوں پر اعتراض کرنا ہرگز جائز نہیں۔

ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ (ترجمہ) پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ ان کو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع خیالات کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا وہ یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے آپ فرما دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا ہے وہ لوگ اپنے دلوں میں اپنی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے لئے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف نکل پڑتے جہاں وہ گرے ہیں اور جو کچھ ہوا اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف کر دے اور اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں، ان کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دیدی ان کے بعض اعمال کے سبب اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں"۔

عین معرکہ احد میں جبکہ مسلمانوں کے دلوں میں کافروں کا رعب طاری تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نیند غالب کر دی تھی اور اس نیند کا اثر اس قدر نمایاں تھا کہ بعض صحابہ سے مروی ہے کہ ہاتھ سے تلوار گر پڑتی تھی۔ بعد دفع ہونے اس نیند کے مسلمانوں کے دلوں سے کافروں کا رعب نکل گیا اور پریشانی دور ہو گئی اور مسلمانوں میں جو اہل نفاق شامل تھے ان کو طمانیت نہیں آئی وہ بدستور پریشانی کے عالم میں رہے اور پریشان ہو ہو کر یہ کہتے رہے کہ اگر ہمارا کچھ اختیار ہوتا اور ہمارے مشورے قبول کر لئے جاتے اور مدینے کی چار دیواری میں

محفوظ ہو کر جنگ کی جاتی تو اس خوفناک صحرا میں کیوں ہلاکت میں پڑتے مسلمانوں نے پہلے اس قدر آہستہ آہستہ کہتے تھے کہ مسلمان ابھی طرح نہ سن سکتے تھے آخر حق سبحانہ تعالیٰ نے ان منافقوں کا نفاق ظاہر کرنے کی غرض سے یہ آیت نازل کی جس میں ارشاد فرمایا کہ :-

اے مسلمانو! اللہ نے شکست کے غم کے بعد تم پر اطمینان کی حالت طاری کر دی اور وہ اونگھ تھی جو تم میں سے ایک گروہ کو گھیر رہی تھی اور ایک گروہ منافقوں کا تمہارے کو اس وقت بھی اپنی جانوں کی فکر پڑ رہی تھی اور وہ لوگ اللہ کے ساتھ خلاف واقعہ خیالات ظاہر کرتے تھے یعنی اللہ کی طرف زمانہ جاہلیت کا سا گمان کرتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ ایسا ہمارے لئے بھی اس امر سے کچھ حصہ ہے اے رسول! ان سے کہدو بیشک سب کام اللہ کے اختیار میں ہیں اور ان منافقوں کے دلوں میں ایسی باتیں مخفی ہیں جن کو وہ تم پر ظاہر نہیں کرتے وہ آپس میں ذکر کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے اس امر سے کچھ حصہ ہوتا یعنی اگر ہمارا کچھ بس چلتا اور ہمارے مشورہ پر عمل کیا جاتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے۔ اے رسول ان سے کہدو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تب بھی جن لوگوں کے لئے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ ضرور اپنے قتل ہونے کی جگہ نکل کر آجاتے یعنی جن کی تقدیر میں جس مقام پر

مارا جانا لکھا گیا تھا وہ آپ ہی اپنے گھروں سے نکل نکل کے اپنے مقتل میں آموجود ہوتے اور اے لوگو یاد رکھو یہ جو کچھ ہوا محض اس لئے ہوا کہ اللہ تمہارے ایمان کی آزمائش کرے اور تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اس کو صاف کرے یعنی جو کچھ تمہارے دلوں میں شبہ پیدا ہو گیا ہے اس کو بالکل صاف کرے اور دلوں کی باتوں سے اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے اور جس دن میدان احد میں مسلمانوں اور کافروں کی دو جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس دن تم مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو ان کا بہکانا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اسلام کی صداقت کے قائل نہ تھے یا اسلام سے بیزار تھے بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ ان کی بعض کوتاہیوں یعنی حکم رسول کی مخالفت کے باعث ان کو شیطان نے لغزش دیدی تھی اور یقین کر کہ اب اللہ نے ان کو معاف کر دیا کچھ شبہ نہیں کہ اللہ بخشنے والا اور حلیم ہے مطلب یہ ہے کہ احد کی لڑائی میں جو بعض مسلمان شکست کھا کے پیچھے ہٹ گئے تھے اس میں اعتقاد کی کوئی خلل نہ تھا بلکہ ان کی بعض ناعاقبت اندیشانہ حرکات کے باعث شیطان نے انکو لغزش دی تھی بہرحال اسوقت ان کی عذر معذرت سے ان سے درگذر کی اور یا یقین حق سبحانہ تعالیٰ بخشنے والا اور بردبار ہے اس آیت میں سچے مسلمانوں کے لئے مغفرت کی بشارت ہے اور منافقوں

محفوظ ہو کر جنگ کی جاتی تو اس خوفناک صحرا میں کیوں ہلاکت میں پڑتے

محبت کے دو عمل عظیم الشان رعایت کا اعلان

عمل ۱ سفلی ہر مذہب والا عامل ہے

مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل سیسال کا تجربہ کبھی سر بوخطا نہیں گئے جب تلاش تیس ہزار روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر ناظر جانکر اور گواہ بنا کر یہ دکاست فضیل یہ پران کا اعلان کرتا ہوں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس قرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر مناسبت ہتا ہے دوسری سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے پڑھنا ہوتا ہے اسی طرح تمام عمر اس سے کام لیا جاسکتا ہے۔ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تا بعد ادا جاسکتا ہے پہلے اس کا ہدیہ پانچ روپے تھا اب صرف دو روپے۔ عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی ہے جو صرف ایک سطر کی ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس بار پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں نتائج مطلوب ظہور ہو جائے گا۔ ہدیہ صرف دو روپے (تحفہ)

عمل ۳ برائے ترقی روزگار عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے عمل ۴ نذرانہ ہے ایک روپے چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔

ان ہر سہ عملیات کے پڑھنے میں نو کسی قسم کا خوف نہ خطرہ نہ پرہیز نہ وقت نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانا پڑتا ہے جو صاحب تینوں عمل طلب کریں کے ان سے صرف پانچ روپے لئے جائینگے اور جو صاحب روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائینگے ان سے محصول ڈاک بھی نہیں لیا جائے۔ ناظرین مولوی کے یہ بہت ہی ناپاب موقع ہے کہ اس رعایت سے فائدہ حاصل کریں یہ رعایت صرف چند روزہ ہے۔ درخواست کرتے وقت مولوی کا اور رعایت کا حوالہ ضرور دیا جائے

صرف یہ پتہ لکھئے :- فضل شاہ ۔ عامل ۔ دہلی

سانپ کاٹے کا عمل

برادران اسلام! یہ عمل میرے پاس ایک مدت سے ہے ایک بہت بڑے عامل کامل سے کثیر خدمت کے صلہ میں دستیاب ہوا تھا بہ خوبی یہ ہے کہ نہایت آسان اور اسلامی شریعت کے عین مطابق خواہ مریض کو کیسے ہی زہریلے سانپ نے کاٹا ہو اور خواہ مریض بے ہوش ہو یا ہوش میں ہو حالت یاکہ کس ہو مگر اس عمل پاک کی برکت سے پانچ منٹ میں مریض تندرست ہو جاتا ہے ایک عجیب خاصیت اس عمل کی یہ ہے کہ جس مکان میں اس عمل کا جاننے والا رہتا ہے اس مکان میں سانپ نہیں آتا۔ اور اگر پہلے سے موجود ہو تو بھاگ جاتا ہے اور اس عمل کا جاننے والا ہمیشہ سانپ سے محفوظ رہتا ہے

ہدیہ عمل ۴ پتہ :- سید لطف اللہ ۔ ۲۷۳ دہلی

ایک عمل اور دنیا بھر کے کام

اسلامی بھائیو! یہ عمل عجیب غریب اور بہت مفید عمل ہے دنیا میں انسان کا کوئی بھی دنیاوی مقصد ہو یا دینی صرف چار دن کے پڑھنے میں پورا ہو جاتا ہے۔ یہ عمل خاندانی اور سینہ بسینہ چلا آتا ہے خصوصیت کے ساتھ ذیل کے چار کاموں کیلئے تو عجیب و غریب خاصیت دیکھی گئی ہے یعنی ترقی روزگار۔ ورتی تجارت دوسرے بربادی دشمن۔ تیسرے وصل محبوب اور مطلوب جو تھے دشمن دامن کے لئے یہ عمل صرف چار روز شب دو شنبہ سے شب پنجشنبہ تک پڑھا جاتا ہے نذرانہ عمل ۳ ر محصول ڈاک ۲ رفیس منی آرڈر کل ۵ر میں آپکے پہنچے گا۔ پتہ لکھئے

سید لطف اللہ ۔ ۲۷۳ ۔ دہلی

بہشت کے پھول جن کی موجودگی سے آپ دولتمند اور ہر طرح خدمت ہو کر اس دنیا میں بہشت کے مزے حاصل کر سکتے ہیں محصول کیلئے روپیہ کا ٹکٹ بھیجکر مفت طلب کریں پتہ ۔ پوسٹ بکس ۔ حیدرآباد دکن

لطائف الحدیث

الدال علی الخیر کفاعلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی نیک کام کو بتلائے اور نیکی کی طرف کسی کو متوجہ کرے تو اس کے کہنے سے جو شخص نیک کام کرے گا جس قدر ثواب اور اجر اس نیک کام کا نیک کام کرنے والے کو ملیگا اسی قدر ثواب اس شخص کو بھی ملیگا جس نے نیکی کی طرف اس کو راغب کیا ہے۔

مثلاً ایک دولتمند تاجر کو کوئی غریب مسلمان اس امر پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنی دولت میں سے دس یا پانچ لاکھ روپیہ کسی یتیم خانہ یا مسافر خانہ یا مسجد یا مدرسہ کے لئے وقف کر دے تاکہ اس کی آمدنی سے ہمیشہ یہ نیک کام جاری رہے تو اس کل خیر اور عمل صالح کا اجر و ثواب دولتمند تاجر کو ہوگا اسی قدر اس غریب اور مفلس کو بھی اجر ملیگا جس نے تاجر کو اس صالح عمل پر آمادہ کیا تھا۔

دیکھئے ان مسلمانوں کے لئے جو افلاس اور غربت کی وجہ سے صدقات و خیرات نہیں کر سکتے بڑے سے بڑے دولتمندوں کے برابر اجر و ثواب حاصل کرنے کا کیا عمدہ طریقہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا ہے کیا اس کے بعد بھی مسلمانوں کا فرض نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے کے اچھے کاموں کے لئے کہتے سنتے رہیں اور نیک کاموں کی ترغیب ایک دوسرے کو دلاتے رہیں۔

اسئلوا اللہ حوائجکم حتی الملح

اپنی حاجتوں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے پوشیدہ مدد طلب کرنے کا حکم اس حدیث میں دیا گیا ہے اس حدیث میں زندگی کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے بات یہ ہے کہ یہ ناپاک دنیا شر اور خبث سے بھری ہوئی ہے شریر اور حاسد خواہ مخواہ ایک دوسرے کے کاموں میں روڑے اٹکانے والوں کی کمی نہیں ہے بعض اوقات بلا وجہ اور بلا سبب محض حسد اور رشک سے دوسرے کے کام کو بگاڑ دیتے ہیں خواہ اس میں ان کا کچھ بھی فائدہ نہ ہو مگر یہ طمانیت کی وجہ سے وہ یہ نہیں دیکھ سکتے کہ کسی کو نفع پہنچے یا کوئی اپنے مقصد میں کامیاب ہو اس کیفیت کو ملحوظ رکھکر حضور نے فرمایا کہ حاسدوں کے شر سے بچنے کے لئے اپنی حاجتوں کے لئے پوشیدہ تدابیر اختیار کرو اور اللہ سے مدد طلب کرو تاکہ حساد کو موقع ہی دراندازی کا نہ ملے۔

عدۃ المومن کاخذ الالف

مومن کا وعدہ ایسا ہے کہ گویا اس نے اپنی مٹھی میں ایک چیز لے لی۔

اس حدیث میں وعدہ کی اہمیت اور اس کے ایفا کی ضرورت جتائی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ایک مومن اور مسلم کی شان یہ ہے کہ وہ وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کرتا اس کا وعدہ لے لینا اس امر کی ضمانت ہے کہ وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا یعنی مومن کے وعدہ میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ایفائے عہد کی تاکید قرآن مجید میں بھی آئی ہے متعدد جگہ وعدہ اور عہد کی اہمیت مذکور ہے اور اس کے ایفا کو ضروری اور لازمی ٹھہرایا گیا ہے کہیں لا یخلف المیعاد کہا گیا ہے کسی جگہ ان العھد کان مسئولا سے اس کی اہمیت ذہن نشین کی گئی ہے اور کہیں صادق الوعد کہکر انبیاء کی تعریف کی گئی ہے حقیقت یہ ہے کہ وعدہ کا ایفا بہترین صفت ہے اور ایمان کا نشان ہے۔

وعدہ کرنا اور اسے ایفا نہ کرنا ان کو رسوا ذلیل و حقیر اور بے اعتبار کر دیتا ہے اور لوگوں کا اعتماد اس پر سے اٹھ جاتا ہے جس کی وجہ سے دنیا میں بھی اس کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ بے اعتباری و بے اعتمادی کی وجہ سے لوگ اس سے معاملہ کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں اور عقبیٰ میں بھی اس سے نقصان ہے کہ خدا اس سے عہد اور وعدہ کے تخلف کی باز پرس کرے گا۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ وعدہ کے ایفاء کا ہر وقت لحاظ رکھیں۔

الید العلیا خیر من ید السفلی

فرمایا کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے افضل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جود و عطا بخشش و کرم اور صدقات و خیرات کرنے والا ہاتھ اس شخص سے اچھا ہے جو صدقات و خیرات لیتا ہے اس حدیث میں صدقات و خیرات کی مدح فرمائی ہے اور صدقات و خیرات کرنے والے کا ہاتھ برتر ہوتا ہے اور لینے والے کا نیچے اس لئے مجازاً اوپر کے ہاتھ کو افضل فرمایا اس حدیث کی رو سے بظاہر ہر موقع پر دینے والے کا ہاتھ بہتر ثابت ہوتا ہے مگر فی الواقع مقصد صرف خیرات کرنے والے ہاتھ کی تعریف سے ہے واجب مطالبات ادا کرنے والا ہاتھ اس حدیث کے مفہوم سے خارج ہے مثلاً مقروض کا قرض ادا کرنے والا ہاتھ اس میں شامل نہیں کیونکہ وہ اس کے ذمہ واجب مطالبہ ہے۔

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

تم سب میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ارشاد نبوی میں ذرہ برابر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ سیکھنے اور سکھلانے والے سب سے بہتر مسلمان وہی ہے اور وہی ہو سکتا ہے جو قرآن اور فی القرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ قرآن کے سیکھنے اور سکھلانے کا مطلب صرف اسی قدر نہیں ہے کہ اس کے الفاظ اور عبارت کا پڑھنا سیکھے یا دوسرے کو سکھلا دے کیونکہ مجرد الفاظ و عبارت کا سیکھ لینا تو غیر مسلم کے لئے بھی آسان ہے اور اگر کوئی غیر مسلم قرآن کی عبارت اور اس کے الفاظ پڑھنے لگے تو وہ افضل الناس نہیں بن سکتا قرآن کے سیکھنے اور سکھلانے کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف اس کے الفاظ و عبارت کو سیکھے اور سکھلائے بلکہ اس کے معانی و مطالب اور اسکے اسرار و غوامض کو بھی سیکھے اور اس کے اندر جو معارف و دقائق کے دریا موجزن ہیں ان کو معلوم کرے اور پھر جو اوامر و احکام اس میں بیان کئے گئے ہیں ان پر عمل پیرا ہو اور اپنی زندگی کو قرآن کے احکام کے سانچے میں ڈھال لے کیا اس شخص سے بہتر کوئی دوسرا ہو سکتا ہے جس کی زندگی قرآنی سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہو اور اس کے اعمال و افعال بحکم قرآن حکیم کے احکام کے مطابق ہوں من اعمال کے کرنے کا وہ حکم دے صرف وہی کرے اور جن سے باز رہنے کا حکم دے ان سے باز رہے

قرآن حکیم انسانی رشد و ہدایت اور اس کی اخروی نجات اور دنیوی سود و فلاح ہی کے لئے نازل کیا گیا ہے اور مشیت ایزدی انسان کو جس مرتبہ پر پہنچانا

چاہتی ہے اور انسان کو اس دنیا میں بپا کرنے کی جو غرض و غایت اور جو اصلی اور حقیقی مقصد ہے اس مقصد تک پہنچنے کے ذرائع اور وسائل سب قرآن حکیم میں موجود ہیں ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی زندگی احکام الٰہی کے مطابق گذارے گا وہ اس مقصد تک ضرور پہنچے گا جو انسانی پیدائش کا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہؐ کے اخلاق کے متعلق کسی نے سوال کیا تو حضرت ام المومنین نے فرمایا کان خلقہ القرآن یعنی آپ کا خلق قرآن حکیم تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن جن محاسن اخلاق و مکارم اوصاف کی تعلیم دیتا ہے وہی اخلاق حمیدہ آپ کے اندر تھے۔ جب رسول اللہ کے اخلاق و مکارم قرآن سے مستفاد تھے تو ظاہر ہے کہ قرآن ایک مسلم کو کس پایہ پر پہنچا سکتا ہے۔

بہرحال قرآن کے سیکھنے اور سکھلانے کا یہی مطلب ہے کہ اسکے علوم و حقائق اور معارف و اسرار سے واقفیت و آگہی حاصل کی جائے اور اس کے اوامر و احکام پر عمل کیا جائے اور نواہی و منکرات سے اجتناب کیا جائے اور اس طرح دوسروں کو بھی اس چشمہ علوم و ہدایت سے مستفید کیا جائے یہ تو قرآن سیکھنے اور سکھانے کا اعلیٰ مرتبہ ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اسکی عبارت پڑھتی آجائے تاکہ اس کی تلاوت ہو سکے صرف الفاظ قرآنی کی تلاوت بھی فوائد سے خالی نہیں کم از کم اس سے اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ ایک طرح کی نسبت تو پیدا ہو جاتی ہے یقیناً الفاظ قرآنی کی تلاوت بھی برکات رحمت آلہیہ کا موجب ہے اس لئے اگر سمجھکر قرآن نہ پڑھ سکے تو کم از کم اسکے الفاظ ہی کی تلاوت کو لازم کر لینا چاہئے۔

عبد اللہ ابن عمرؓ نے رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں:۔

القرآن احب الی اللہ تعالیٰ من السموات والارض ومن فیھن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

جب قرآن کلام الٰہی ہے اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ خدا کے نزدیک اور کوئی چیز پسندیدہ ہو سکتی ہے اور جو چیز خدا کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہو اگر ہم بھی اس کی عزت کریں اور اس کو دل میں جگہ دیں روح میں سرایت کر لیں اور زبان سے ادا کریں تو یقیناً خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں اس سے زیادہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔

ابوذر غفاری سے مروی ہے علیک بتلاوۃ القرآن فانہ نور لک فی الارض وذخر لک فی السماء قرآن کی تلاوت کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ زمین میں وہ تمہارے لئے نور ہے اور آسمان میں ذخیرہ ہے مطلب یہ ہے کہ دین اور دنیا دونوں میں قرآن حکیم مسلمانوں کی ہدایت و سعادت کا ضامن و کفیل ہے اس لئے اس کی تلاوت کو لازم کر لینا چاہئے۔

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ افضل عبادۃ امتی تلاوۃ القرآن میری امت کے لئے بہت بڑی عبادت تلاوت قرآن ہے تلاوت قرآن کو افضل عبادت اس لئے فرمایا کہ تمام عبادتوں اور ہر قسم کی طاعت و بندگی کا سرچشمہ قرآن حکیم ہی ہے۔

رسول اللہ کا ارشاد ہے:۔

ثلاث من کن فیہ اکمل ایمانہ لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم

ولا یرائی بشئی من عملہ واذا عرض لہ امران احدھما للدنیا واٰثرھا علی الاخرۃ

یعنی جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ مومن کامل ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں لومۃ لائم سے نہ ڈرے دوسرے یہ کہ کوئی کام لوگوں کے دکھانے کے لئے نہ کرے تیسرے یہ کہ جب اس کو دو کام پیش آئیں ایک دنیا کا ہو دوسرا آخرت کا تو آخرت کے کام کو دنیا کے کام پر ترجیح دے گویا مومن کامل بننے کے لئے یہ تین شرطیں ہیں اور واقع میں یہ ایسی شرائط ہیں کہ اگر آدمی ان پر کاربند ہو جائے تو ایمان کامل کی دولت یقیناً اس کو حاصل ہو جائے گی اور ایمان کامل کی دولت سے دنیا میں زیادہ کوئی دولت نہیں ہے اس کے حصول کے لئے تو سب کچھ کھو دینا پڑے اور سخت سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑے اور تلوار کی دھار کے نیچے ساری زندگی بسر کرنے کے بعد بھی یہ دولت نصیب ہو جائے تو مفت سمجھنا چاہیئے اسلئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ارشاد نبوی کے مطابق ان ہر سہ امور پر عمل پیرا ہو۔

خدا کے بارے میں لومۃ لائم سے نہ ڈرنے کے یہ معنے ہیں کہ حقوق اللہ کے ادا کرنے میں مخلوق کی پروا نہ کرے خدا اس کی وجہ سے مخلوق کی طرف کسی ہی نفرین و ملامت کی جائے اور اس سے کسی قسم کا بھی نقصان پہنچے امر حق کے اظہار میں بیباک ہو خواہ بادشاہ کی خفگی و ناراضی کا خطرہ برداشت کرنا پڑے یا مخلوق میں ہر دلعزیزی کم ہو جائے اور بدنامی کے سوا اس کے حصہ میں کچھ نہ آئے

دوسری چیز نمود و نمائش اور ریاکاری ہے اس سے اجتناب کرنے کی تاکید کیگئی ہے۔ اگر ہماری عملی زندگی نمود و نمائش اور ریا سے خالی ہو جائے تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ کیسر اخلاص سے ہمارا دامن عمل معمور ہو جائے گا ریا ایسا جراثیم مرض ہے کہ عمر بھر کی عبادت ایک دم میں فنا ہو جاتی ہے اور اس سے روحی و قلب و روح کو فائدہ نہیں پہنچتا اور سچ یہ ہے کہ خدائے علام الغیوب کی غیرت اس چیز کو کیونکر گوارا کر سکتی ہے کہ اس کی تمام حمد اور اس کی ذات کی عبادت محض دکھاوے کے لئے کی جائے اس کو تو انسان کی بھی یہ داشت نہیں کرتے اگر ایک عاشق اپنے معشوق کے ساتھ ریاکارانہ سلوک کرے تو جونہی اس کو اس کا علم ہوگا اسی وقت سے ہمیشہ کے لئے تعلقات منقطع ہو جائیں گے اس لئے کہ وہ اس ننگ و نفاق کو ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کر سکتا کہ عاشق دم تو بھرے اس کے عشق و محبت کا مگر دل میں اس کے سوا دوسرے کا بھی خیال ہو جب انسانوں کا یہ حال ہے تو خدائے عالم الغیب اس امر کو کیونکر پسند فرما سکتا ہے کہ بظاہر تو طاعت و عبادت اس کی کی جائے مگر مقصود یہ ہو کہ لوگ اس کو زاہد و عابد کہیں۔ خلق میں مشہور ہو اور لوگوں کے اندر اس کی نیک نامی ہو حقیقتاً یہ شرک خفی ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا حصول تکمیل ایمان کے لئے ضروری ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ کار آخرت کو کار دنیا پر ترجیح دے اگر ایسا نہ کریگا اور دنیا کی کاموں کو دینی اور آخرت کے کاموں پر مقدم رکھیگا تو ظاہر ہے کہ ایمان کامل کی دولت نصیب نہیں ہو سکتی۔

بہرحال یہ تین باتیں ہیں جن پر عمل کرکے ایک مسلمان ایک کامل کی دولت سرمدی کا سرمایہ دار بن سکتا ہے۔

تردید شرک

(از حضرت مولانا) مولوی شیخ ریاست علی خان ندوی اکبری

کس قدر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسلام دلوں کے سچے رسول اللہ صلعم تو صرف استعانت بیت محکم دیں اور نام کے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ ذرا بال بچے بیمار ہوئے یا ان پر کسی قسم کی تکلیف آن پڑی یا کوئی مقدمہ فتح ہو گیا تو اللہ کو تو الگ کیا اور غیر اللہ سے مدد مانگنے لگے نذریں منتیں ماننے لگیں ان کی دہائی دینے لگے اور پھر یہی دعوی مسلمانی کا گر کوئی اعتراض کرتا ہے یا ان کو اللہ اور رسول کے یہ احکام سناتا ہے تو اس کو دہابی اور غیر مقلد کہتے ہیں کہیں کہیں کافر بھی بنا ڈالتے ہیں اور اگر بہت مہربانی سے پیش آئے تو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم شرک تو نہیں کرتے شرک تو جب ہوتا کہ ہم ان کو خدا یا خدائی برابر سمجھتے ہم تو یوں سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگ لوگ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور خاص بندے ہیں نذر اور منت ماننے سے یہ ہم سے خوش ہو جائینگے اور ہمارے واسطے اللہ پاک سے دعا کرینگے ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ ہم پر مہربان ہو جائیگا اور ہماری دلی مرادیں پوری کر دے گا۔ ان نادانوں کو آیات قرآن پاک میں غور کرنا چاہیئے کہ پہلے مشرک اور کافر بھی اپنے بتوں کو خدا انہیں کہتے تھے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کو کچھ بھلے یا برے کا اختیار نہیں ہے چنانچہ اس کی خبر قرآن پاک کی سورہ مومنون کے پانچویں رکوع میں اللہ پاک نے اس طرح دی ہے کہ قل من بیدہ ملکوت کل شی وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون (یعنی اے نبی) ان مشرکوں سے پوچھئے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر ایک چیز کا اختیار ہے اور وہ دوسرے کو پکڑے ہوئے کو بچا سکتا ہے اور اس کے پکڑے ہوئے کو کوئی نہ بچا سکے اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ (اے نبی) تو ضرور ہے کہ یہ مشرکین یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی کو سب اختیارات ہیں تو اے نبی تم کہو کہ پھر کہاں سے تم پر یہ جادو پڑ گیا ہے کہ تم غیر خدا کو اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے وقت مدد کے واسطے پکارتے اور انھیں کی پوجا کرتے ہو۔ یعنی جب تم یہ جانتے ہو کہ ہر نفع اور ہر نقصان کے پہنچانے اور اولاد اور روزی ورزق دینے اور نہ دینے کے بلکہ تمام جزو کل کے اختیارات اس واحد یکتا خدا کے ہاتھ میں ہیں جس کی ذات وصفات میں کسی کو مطلق شرکت حاصل نہیں ہے تو تم پر یہ کس نے جادو کر دیا ہے کہ تم سوا خدا کے جو نہایت ہی عاجز اور مدد گار رہے غیروں سے اپنی مرادیں مانگنے ہو کیا خدا تمہاری مرادیں پوری کرنے میں مجبور ولاچار ہے یا وہ خود تمہاری دعائیں قبول نہیں کرتا یا اس نے تم پر کوئی وحی نازل کی ہے کہ میں تمہاری دعائیں قبول نہ کروں گا وہ توصاف الفاظ میں قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم یعنی تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا یہ اور بات ہے کہ وہ تمہاری بعض دعا کو کسی مصلحت سے قبول نہ کرے ممکن ہے کہ اس قبول نہ کرنے میں کچھ تمہاری ہی بھلائی ہو اور تمہاری کوتاہ عقل اس مصلحت اور بھلائی تک نہ پہنچ سکی ہو۔

برادران اسلام! میں یہاں ایک یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کسی پیر یا ولی یا شہید یا کسی نبی اور رسول نے اپنی حیات میں کبھی یہ دعوی کیا کہ میں تمہارا مقدمہ جتا سکتا ہوں یا تم کو اولاد دے سکتا ہوں یا مجکو تمہیں نفع یا نقصان پہنچانے کا مکمل اختیار ہے یا مجھ میں یہ قدرت ہے کہ میں یہ کر سکتا ہوں اور وہ کر سکتا ہوں؛ میرے خیال میں کبھی کسی نے یہ دعوی نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اپنا عجز ہی ظاہر کرتے رہے اللہ تعالیٰ نے جس قدر انبیا و رسل صلوۃ اللہ علیہم اجمعین دنیا میں بھیجے ان کا مقصد حیات یہی تھا کہ وہ اپنی قوم کو راہ راست پر لا دیں مگر کیا تجکو کوئی یہ بتا سکتا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کما حقہ کامیاب ہوئے اور اپنی قوم کو راہ راست دکھا سکے اگر ان انبیا و رسل علیہم السلام میں اتنی قدرت ہوتی تو کبھی ناکامیابی کا منہ نہ دیکھتے ان تمام انبیا علیہم السلام نے جس قدر اپنے معجزات قوم کے سامنے پیش کئے وہ سب ان کو منجانب اللہ عطا ہوئے تھے اور جس قدر معجزات جس پیغمبر کو عطا ہوئے اس سے زیادہ اپنی طاقت اور قدرت سے ایک معجزہ بھی نہ پیش کر سکے خود ہمارے آقا سردار انبیا تاج الاولیا حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے واسطے نبی اور رسول ہو کر دنیا میں تشریف لائے تھے خود اپنے چچا حضرت ابوطالب کو جنکی گود میں بچپن راہ ہدایت پر نہ لا سکے اور یہ کیونکر ہو سکتا تھا جبکہ یہ خدا ہی کو منظور نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوجہل لعین معجزہ شق القمر طلب کرتا ہے مگر آپ بذات خود اسکے دکھلانے سے عاجز ہیں درگاہ باری تعالیٰ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں حکم ہوتا ہے کہ اے پیارے حبیب تم اپنی انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کرو پھر اس کے دو ٹکڑے کر دینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا اگر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قدرت اور طاقت ہوتی تو درگاہ باری تعالیٰ میں دعا کرنے کی ضرورت نہ تھی دشت کربلا میں آپ کے نور العین حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام مع اپنے عزیزوں پیارے بیٹوں اور بھائیوں و بھتیجوں و بھانجوں اور رفیقوں کے تین دن بھوک و پیاس کی تکلیفیں اٹھا کر سوسی بحرم کو شہید ہو گئے کیا اس واقعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو یا حضرت شیر خدا علی مرتضی یا حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن کی روح کو تکلیف نہ ہوئی ہوگی مگر پھر کسی نے بچا نہیں لیا یا خود حضرت امام حسین علیہ السلام جو سلطان الاولیا ہیں کیوں نہ بچے اور کیوں نہ اپنے ساتھیوں کو بچایا اس کی وجہ یہی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی یہ قدرت اور طاقت اپنے میں نہیں پاتا تھا اور نہ خلاف مرضی معبود برحق کچھ کرنا چاہتا تھا وہاں تو یہ مضمون تھا کہ:۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

پھر جب پیغمبروں اور اس قدر بلند و بالا ہستیوں کی یہ حالت ہے تو یہ پیر اور ولی کہاں سے اس قدر قدرت اور طاقت لائے جو دوسروں کی مدد کر سکینگے یا نفع و نقصان پہنچا سکینگے۔ آجکل بھی اگر تم کسی باشرع درویش سے جاکر یہ کہو کہ میاں میں بے اولاد ہوں مجکو اولاد دیجئے یا مجھ پر فلاں مصیبت آن پڑی ہے اس کو میرے سر سے ٹالئے تو وہ باشرع درویش یہی جواب دیگا کہ میں بھلا کیا کر سکتا ہوں مجھ میں

یہ طاقت کہاں کہ میں تم کو اولاد دوں کیا اولاد میری بغل میں دبی ہے جو تم کو نکال کر دیدوں یا مجھ میں یہ قدرت کہاں کہ میں تمہارے سر سے مصیبت ٹال سکوں یہ قدرت اور طاقت تو صرف ایک اور برتر خدا میں ہے اس سے دعا مانگو وہی تم کو اولاد دے گا وہی تمہارے سر سے مصیبت کو ٹالے گا میں بھی تمہارے واسطے اللہ سے دعا کرتا ہوں قبول کرنا نہ کرنا اس کے اختیار و قدرت میں ہے بس جب زندہ بزرگوں کی یہ حالت اور عجز و انکساری کی یہ کیفیت ہو تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بعد ان کے وصال کے ان میں اولاد دینے مرادیں بر لانے نفع اور نقصان پہنچانے کی کہاں سے قدرت اور طاقت آگئی جو لے برادرسن وہ تم کو اولاد دیں گے اور تمہاری ہر دلی مراد بر لا دینگے البتہ ان بزرگوں اور اولیاء اللہ سے راہ سلوک اور فقر میں باطنی فیض حاصل کر سکتے ہو یہ بزرگ اور اولیاء اللہ علیہم السلام خواہ زندہ ہوں خواہ وصال کر گئے ہوں اپنی روحانیت کے زور سے ظلور تمہاری مدد کرینگے مگر اس میں بھی سرفرازی اسی کو حاصل ہوگی جس کو خدا چاہے گا۔ اگر کوئی بزرگ انتقال کر گیا ہو تو اس کی قبر پر جا کر فیض حاصل کرنے کی حدیث میں بھی اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ قبر کو سجدہ نہ کرے اور اگر قبر کو بوسہ نہ دے تو صرف اپنے مرشد کی قبر کو وہ بھی ایسے موقع پر جبکہ عام طور پر جاہلوں اور دیہاتوں کا مجمع موجود نہ ہو کیونکہ جب تم ان کے سامنے قبر کو بوسہ دوگے تو وہ یہی سمجھیں گے کہ قبر کو سجدہ کیا ہے پھر وہ تمہاری ریس میں قبر کو سجدہ کرنے لگیں گے اور یہ گناہ تمہاری وجہ سے ان لوگوں سے سرزد ہوگا جس کی قیامت میں تم سے پرسش ہوگی یہ جاہل قیامت کے دن تمہیں کو پیش کر دینگے کہ ہم نے ان بڑے بڑے لکھوں کو دیکھکر ایسا کیا تھا ورنہ ہم کبھی ایسا خلاف شرع کام نہ کرتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ ابراہیم کے تیسرے رکوع میں ارشاد فرمایا ہے کہ وبرزوا للہ جمیعا فقال الضعفؤا للذین استکبروا انا کنا لکم تبعا فھل انتم مغنون عنا من عذاب اللہ من شیء ط قالوا لو ھدنا اللہ لھدیناکم سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص (یعنی بروز قیامت) سب چھوٹے بڑے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے پھر جب عذاب کو دیکھیں گے تو چھوٹے (یعنی جاہل اور غربا) لوگ بڑے لوگوں (یعنی امیر اور پڑھے لکھوں) سے کہیں گے کہ ہم نے تمہاری پیروی اور تابعداری میں شریعت کو چھوڑ کر (غیر خدا جیسے قبروں وغیرہ کو سجدہ کیا) تھا تو آج تم ہی کچھ ہمارے کام آسکتے ہو؟ (اے ہم کو عذاب الٰہی سے بچا سکتے ہو یا نہیں) وہ جواب دیں گے کہ ہم اگر راہ اسلام پر ہوتے تو تم کو بھی راہ راست پر لگا دیتے مگر جب ہم خود ہی گمراہ تھے تو تم ہماری اتباع کر کے کیونکر خلاصی پا سکتے ہو (لوگو!) آج ایسا عذاب ہے کہ رقم اور ہم، چاہے صبر کریں یا بے صبری کریں اور پچھتائیں مگر کسی طرح نجات ملتی نظر نہیں آتی۔

اور سورہ نحل کے بارہویں رکوع میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ واذا رأ الذین اشرکوا شرکاءھم قالوا ربنا ھؤلاء شرکاءنا الذین کنا ندعوا من دونک ج فالقوا الیھم القول انکم لکذبون ہ والقوا الی اللہ یومئذ السلم وضل عنھم ما کانوا یفترون۔ الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ زدنا ھم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون ۵ اور جب (قیامت کے دن) مشرک لوگ ان کو کہ جن کو (رضا کار) شریک ٹھہرایا تھا دیکھیں گے تو اس وقت) کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہ ہیں وہ جن کو ہم نے تیرا شریک ٹھہرایا تھا۔ . . . . . پس وہ (کہ جن کو مشکوں نے خدا کا شریک گردانا تھا) ان مشرکوں کو الزام دینگے (اور کہیں گے) تم لوگ بالکل جھوٹے ہو (ہم سے تم نے کیا مطلب) اور اللہ تعالیٰ سے صلح کی بات کریں گے (یعنی صاف طور پر کہدیں گے) کہ یا اللہ ہم تو تجھ سے بہت ہی ڈرتے ہیں اور تیری ہی رضامندی چاہتے ہیں ان مشرکوں سے ہم کو کچھ سروکار نہیں اور اس وقت مشرکوں کی تمام افترا پردازی بھول جائیگی (تو جو لوگ ان احکام شریعت اسلام سے انکار یا چشم پوشی کر کے کافر ہو گئے (اور دوسروں کو ان احکام شرعی سے آگاہ نہ کر کے اللہ کے (صحیح) راستے سے روکا تو ہم ایسے فسادیوں کو عذاب پر عذاب دینگے۔

اس موقع پر بعض آدمی یہ کہنے لگتے ہیں کہ قرآن پاک میں جو ایسا بیان ہے اس میں بتوں کا ذکر ہے۔ بیر اور اولیا انبیاء کا یکارنا یا ان سے مراد مانگنی وغیرہ باتیں ان آیات قرآنی میں داخل نہیں ہیں یہ کہنا ان کا سراسر غلط ہے کیونکہ جتنے بت ہیں سب بزرگوں ہی کے ناموں پر بنائے گئے ہیں چنانچہ لات۔ مناۃ۔ عزا و نائلہ۔ ودّ۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق ونسر وغیرہ یہ یہ سب بزرگ لوگ تھے جن کا ذکر صاف طور پر تفاسیر اور احادیث کی کتابوں میں موجود ہے اگر آپ کو اس کی تحقیق مطلوب ہے تو ایک چھوٹا رسالہ اصنام العرب ہے اور جو اغلباً دفتر رسالہ مولوی سے مل سکتا ہے منگا کر ملاحظہ فرمائیے اور فی الحال مثال کے واسطے ہندوستان کے تجارتوں میں جا کر دیکھ لیجئے کہ کسی میں ہنومان کی صورت رکھی ہے کسی میں کرشن کی کسی میں رامچندر اور سیتا کسی میں گوتم بدھ کی یہ سب ہندو قوم میں بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں اب فرق صرف اتنا ہے کہ مشرکین نے ان بزرگوں کے مجسمے تیار کر کے نصب کر لئے اور ان کو پوجنے اور حاجت کے وقت پکارنے اور قسم قسم کی چیزیں ان پر چڑھانے لگے اور تم چونکہ اپنے کو مسلمان کہتے ہو اور اسلام میں تو کسی صورت کی ملکہ یوں کہنا درست ہوگا کسی غیر خدا کی عبادت کرنا اسلام سے خارج کرتا ہے اسلئے مجسمے تو بنا کر رکھ نہیں سکتے مگر بزرگوں کی قبروں کے آگے سجدہ کرنے اور منتیں ماننے لگے مصیبت کے وقت خدا کو چھوڑ کر انھیں کو پکارنے لگے اور قبروں پر تم بھی قسم قسم کی مٹھائیاں چڑھانے لگے۔ کاش تم ایسا کرتے کہ ان بزرگ و بالا ستیوں کے صدقے میں اللہ پاک سے اپنی حاجتیں طلب کیا کرتے اور پھر ان کی نیاز کسی چیز پر دلا کر محتاجوں کو وہ چیز کھلاتے اور اس میں سے خود بھی ذرا سا تبرک لے لیتے تو بچہ مضائقہ نہ تھا مگر افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوتا ہے بلکہ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ بالکل شرک ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور ناظرین مولوی اور سب مسلمانوں کو شرک کی گندگی سے بچائے رب ذوالجلال کی درگاہ میں تمام گناہ معاف ہو جاتے لیکن یہ شرک ایسا گناہ ہے کہ یہ معاف نہیں ہوتا مسلمانوں کو چاہئے کہ آئندہ تمام ایسے افعال سے باز رہیں جن میں ذرا سا بھی شرک کے شائبہ ہونے کا شبہ ہو۔

خطبات جمعہ

(از حضرت مولانا آزاد صاحب بلوی)

جمعہ کا اجتماع اور حکم خطبہ سلانوں کے فلاح دارین کا وسیلہ عظمیٰ تھا اس سے مقصود یہ تھا کہ ہفتہ میں ایک بار لوگوں کو ان کی حالت اور ضرورت کے مطابق ہدایت وارشاد کی دعوت دی جائے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ایک دائمی ذریعہ ہو۔

خطبہ دراصل ایک وعظ تھا جیسا کہ وعظ ہوتا ہے آنحضرت صلعم کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ کا بھی یہی حال رہا اور تمام عربی حکومتیں جو اس کے بعد قائم ہوئیں ان میں بھی خلفاء وسلاطین کو مساجد کے منبروں پر وعظ کرتے ہوئے تاریخ میں دیکھا جاسکتا ہے حقیقت خطبہ کے لئے صحاح کے ابواب متعلق جمعہ وخطبہ کی احادیث دیکھنی چاہئیں۔

لیکن ہماری اصلی مصیبت ہمارے حالات میں نہیں ہے کہ وہ نتائج ہیں اس کا اصلی منبع ہمارے اعمال کے تحریف ونسخ میں ہے کہ وہی علل و اسباب ہیں شخصی حکومتوں کے قیام عجمی سلاطین کی کثرت سلطنت خلفاء رسولین کے ضیاع اور جہل وغفلت کے استیلا نے ہر اسلامی عمل کو ایک لباس ظاہر دیکر اس کی روح حقیقت سلب کرلی ہے خطبہ جمعہ اور عیدین ونکاح کا بھی یہی حال ہے۔

اب خطبے کے معنے یہ رہ گئے ہیں کہ عربی زبان میں ایک چھپی ہوئی کتاب جو بازار سے خریدلی جائے اور الف لیلا کی طرح اس میں سے ایک خطبہ غلط ساپڑھکر سنادیا جائے آواز نسبت کر بہہ ہو اور لب ولہجہ میں عربیت پیدا کرنے کے لئے ہر جگہ تغنیہ وتقالت سے کام لیا جائے بعض لوگ قرآن شریف کی حاصل کردہ قرأت کو اس میں بھی صرف کرتے ہیں اور پھر جو شخص ہر لفظ کے آخری حرف کو پوری سانس میں کھینچکر پڑھ دے وہ سب سے بڑا قاری ہے۔

بسا اوقات غریب پڑھنے والا ہی نہیں جانتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں الف لیلیٰ کی ایک لات کا افسانہ ہے قلیوپطرہ کی کوئی حکایت ہے یا رشد وہدایت امت کا وہ خطبہ وجلیل عمل اقدس، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہوکر ہمکو انجام دینا پڑتا ہے پھر سننے والوں کی مصیبت کا کیا پوچھنا؟ کوئی اونگھتا ہے کوئی اپنی سانسوں سے صبح کے بازار کا بھاؤ پوچھتا ہے۔

یہ تسخر انگیز تذلیل وتحقیر ہے اس مذہب کے اعمال دینیہ کی جس کے داعی اول نے اپنے خطبات ومواعظ سے ایک بادیہ نشین قوم کو روم وایران کے تمدن کا مالک بنادیا تھا وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔ یعنی کر دکہ جب حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کی بابت دہلاکت پیغام کیا تو شریعت موسوی کے احکام واعمال کا بعینہ یہی حال تھا جو آج تم نے خدا کی شریعت کا بنا رکھا ہے۔ مسیح اگر ان فریسیوں اور صدوقیوں پر روتا تھا جو گو بڑی بڑی مسجدوں کے جتے بیٹھتے، ہر وقت دعائیں مانگتے اور بڑی بڑی عجیب تسبیحیں اپنے ہاتھوں میں رکھتے تھے پھر شریعت کے حکموں کو انہوں نے مسخ اور اعمال صالحہ کو بے اثر کردیا تھا، تو ہمیں بھی اپنے عالموں اور صوفیوں پر ماتم کرنا چاہیئے جو ان کی طرح یہ سب کچھ کرتے ہیں پھر انہی کی طرح حقیقت سے بھی خالی ہیں۔

میں سرے سے اس امر کا ہی اعدد وشمن ہوں کہ خطبے لکھے ہوئے پڑھے جائیں یہ ایک بدعت ہے جس کا نہ تو قرون مشہود لہا بالخیر میں ثبوت ملتا ہے اور نہ علت حکم اس کا موئید۔ خطبہ ایک وعظ ہے پس مسجدوں میں ایسے خطیب ہونا چاہئیں جن کو یہ قابلیت حاصل ہو کہ جمعہ کے خطبہ کے لئے تیار ہوکر آئیں اور زبانی مثل عام مواعظ کے وعظ کہیں۔ ضرور ہے کہ قوم کی موجودہ حالت ان کے پیش نظر ہو جو ہمارے آج ہمیں لاحق ہیں انہی کا علاج جملائے نہ ان کا جواب سے یا پنجہ برس پیشتر تھیں۔

جو خطبات عربیہ آجکل رائج ہیں میں نے سب کو پڑھا ہے وہ تو اس وقت کے لئے بھی موزوں نہ تھے جس وقت کے لئے لکھے گئے تھے پھر آجکل کی حالت کی کیا ذکر ہے۔

خطبہ کا یہ مطلب کس نے جتلایا ہے کہ صرف جمعہ وعیدین کے چند مسائل بیان کردیئے جائیں اور کہہ یا جائے کہ ایک دن مرنا ہے۔ پس ڈرو اور موت کو یاد کرو بیشک موت کو یاد کرنے سے بڑھکر انسان کے لئے دنیا میں کوئی نصیحت نہیں ہوسکتی کفاک بالموت واعظا یا عمر! لیکن صرف یہ کہدینا لوگوں کو ڈرانے کے لئے کافی نہیں ہے موت کی یاد کے ساتھ ان کو اس زندگی کا طریقہ بھی جتلانا چاہیئے جو ذکر موت وآخرت کے ساتھ مل کر انسانوں کو دونوں جہانوں میں نجات دلاسکتی ہے۔

بڑا مسئلہ زبان کا ہے اور ضرور ہے کہ ایک مختصر سے خطبۂ ماثورہ عربیہ کے بعد وعظ اسی زبان میں ہو جو سامعین کی زبان ہے ورنہ سمجھ میں نہیں آتا کہ حاصل کیا؟

شریعت نے کسی عامۂ مصلحت اس میں رکھی ہے کہ جمعہ کے خطبے کو نماز فرض کا قائم مقام قرار دیا اور اس کی ساعت کو فرض بتلایا امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں خطبوں کا سماع واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک صرف پہلے کا۔ اس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس سے مقصود یہی تھا کہ لوگ عمل عبادت کی طرح نصائح وہدایت کو بھی سنیں پھر ان نصائح کو ایسا اہم ہونا چاہئے کہ مصروفیت نماز سے بھی اقدم وانفع ہوں کیا یہ خطبات جو آجکل دیئے جاتے ہیں اور لوگ نپٹلے نپٹلے اونگھتے ہیں یہی وہ مواعظ ہیں جن کی ساعت فرض اور ان کی موجودگی میں نماز تک ممنوع ہے فاین تذہبون۔ عقل وشریعت کے لئے ماتم ہے کہ موجودہ علماء مخدوم اس طریق کے حامل اور اس پر ہر دی طریق قائم ہیں فبالھا وکاء القوم کایکادون یفقھون حدیثا بڑی مصیبت یہ ہے کہ اسما جس کی امت عموماً جہلاء کے ہاتھوں میں ہے اور یہ کام ایک ذریعہ معاش بن گیا ہے وہ چاہے کہاں سے ایسی قابلیت لائیں کہ جس خطبہ دیں اور اس کے تمام شرائط کو پورا کریں۔ خطبہ کے معنے تو یہ ہیں کہ خطیب عام حالت کی اس میں رعایت کی جائے بلکہ گذشتہ جمعہ کے بعد جو نئے حالات وحوادثات دنیا میں گذرے ہیں اور ان کی بنا پر مسلمانوں کو جو کچھ تعلیم کرنا ضروری ہے اس کی بھی رعایت ہونی چاہئے۔ سب سے اول خطیب کو ان حالات کا علم ہونا چاہیئے

احکام عید الضحیٰ

عید الضحیٰ کے احکام بھی وہی ہیں جو عید الفطر کے ہیں البتہ اتنا فرق ہے کہ عید الفطر میں روزہ افطار کر کے عید گاہ میں جانا مستحب ہے اور عید الضحیٰ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد افطار کرنا چاہئے اگر کسی نے نماز عید سے پہلے ہی کچھ کھا لیا تو کچھ حرج نہیں ہے۔

عید الفطر میں راستہ سے تکبیر پڑھنے کا حکم ہے اور عید الضحیٰ میں امام خطبہ میں تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلائے جاتے ہیں۔

کسی عذر سے عید الضحیٰ کے دن کی نماز نہ پڑھی جائے تو اور دو دن تک نماز عید ادا کرنا جائز ہے۔

عرفہ کے دن صبح سے ہر فرض نماز کے بعد جماعت والوں اور مقیم پر تکبیرات تشریق پڑھنا واجب ہے یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد تکبیرات تشریق واجب و سنت ہونے میں اختلاف ہے بعضوں نے اس کا پڑھنا سنت بتلایا ہے لیکن اکثر اجب قرار دیتے ہیں تکبیرات عرفہ کی صبح سے عید کے دن عصر کی نماز کے وقت تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جائے۔ بعضوں کے پاس ایام تشریق کے آخری دن عصر کے وقت تک تکبیرات پڑھنے کا حکم ہے اور وہ اس حدیث کی بنا پر ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضہ سے نقل کیا ہے کہ آپ عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے آخری دن یعنی عصر کی نماز کے وقت تک تکبیرات پڑھا کرتے تھے اور ابن ابی شیبہ کی دوسری حدیث سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ استدلال کرتے ہیں جو یہ ہے ثنا ابو الاحوص عن ابی اسحاق عن الاسود قال کان عبد اللہ یکبر من صلوۃ الفجر یوم عرفۃ الی صلوۃ العصر من یوم النحر یقول اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرفہ کی صبح سے عید کے دن عصر کے وقت تک تکبیرات پڑھا کرتے تھے۔

صاحبین کے نزدیک عرفہ کی صبح سے آخر ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کے تیرہویں دن عصر کے وقت تک تکبیرات پڑھنا واجب ہیں اور اسی پر عمل و فتویٰ ہے اور اس عورت پر بھی تکبیرات پڑھنا واجب ہیں جو مرد کے ساتھ اقتدا کرے اور اس مسافر پر جو مقیم کا مقتدی ہو۔

اگر امام تکبیرات تشریق ترک کرے تو مقتدی ہرگز ترک نہ کرے کیونکہ امام کی اتباع مقتدی پر نماز کے اندر واجب ہے نماز ختم ہو جانے کے بعد امام کی اتباع مقتدی پر واجب نہیں۔

احکام قربانی

قربانی اپنی ذات کی طرف سے واجب ہو نابالغ لڑکے کی جانب سے اس کے باپ پر واجب نہیں جب نابالغ کی جانب سے باپ پر قربانی دینا یا دلی پر واجب نہیں ہے تو بالغ کی جانب سے باپ پر قربانی دینا یا دلی پر بھی واجب نہیں ہے لیکن حضرت ابو حنیفہ کے پاس باپ پر نطفل نابالغ کی طرف سے قربانی دینا واجب ہے مثل صدقہ فطر کے لیکن فتوے پہلے قول پر ہے۔

اگر نابالغ مالدار صاحب جائداد ہے تو اس کی جانب سے اس کا باپ یا وصی قربانی دیوے شیخین کا بھی اسی پر اتفاق ہے لیکن امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک نابالغ کی طرف سے باپ پر قربانی واجب ہے نہ اس کے مال سے اور در مختار میں بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ بیٹے کے مال سے باپ قربانی کا مجاز نہیں

جو جانور عید الضحیٰ کے دن قربانی کیا جاتا ہے تو اس کو اضحیہ کہتے ہیں چونکہ چاشت کے وقت کو عربی میں ضحیٰ کہتے ہیں اس لئے اور قربانی بھی چاشت کے وقت کی جاتی ہے اس لئے عید قربانی کا نام عید الضحیٰ قرار پایا قربانی میں ایک بکری صرف ایک آدمی کی طرف سے دیجاتی ہے اور گائے بیل یا اونٹ میں ایک آدمی سے لیکر سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔

بکری میں ایک سے زائد اس وجہ سے شریک نہیں ہو سکتے کہ حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ آنحضرت ایک مینڈھے کی قربانی کرتے تھے جس کے پاؤں آنکھیں اور منہ سیاہ ہوتے تھے پس اسی حدیث شریف کی بنا پر ایک آدمی کے لئے ایک مینڈھا یا بکرا ہی چاہیئے چاہے نر ہو یا مادہ۔

اور گائے یا اونٹ میں سات آدمیوں کی شرکت کی اجازت حدیث ذیل سے ثابت ہے جس کو ابوداؤد و مسلم نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ گائے اور اونٹ میں سات آدمیوں کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہے ان حدیثوں میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اس لئے ایک شخص کے لئے ایک بکری اور سات آدمیوں کے لئے ایک گائے یا اونٹ قربانی دینا واجب ہے لیکن گائے کی قربانی میں یہ شرط ہے کہ کوئی ساتویں حصہ سے کم کا حصہ دار نہ ہو ورنہ کسی کی بھی قربانی قبول و درست نہ ہوگی۔

ایک شخص نے ایک گائے فربہ یا سستی ملنے کی وجہ سے قربانی کیلئے خرید لی بعد اور چھ آدمی اس میں شریک ہو گئے تو یہ جائز ہے۔ زفر رح کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے کیونکہ جب اس نے اللہ کے تقرب کے لئے گائے خریدی ہے تو اس کی بیع کس طرح جائز ہو سکتی ہے لیکن یہ قول اس وجہ سے مقبول نہیں ہے کہ آدمی مناسب موقع کے لحاظ سے خرید لیتا ہے اور وقت پر شرکاء نہیں ملتے اور بعد کو ایک ایک کر کے شریک ہوا کرتے ہیں تو ایسی صورت مجبوری میں استحساناً جائز ہے لیکن خریدنے سے پہلے شرکاء پورے ہو جائیں تو افضل ہے۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بھی قربانی کا جانور ایک شخص کے خریدلینے کے بعد اس میں دوسرے لوگوں کا شریک ہونا مکروہ ہے۔

قربانی واجب ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رح کے پاس قربانی واجب ہونیکی حدیث ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ مسند امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو قربانی کرنے کی حیثیت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے مصلے کے قریب نہ ہو۔ اس حدیث سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ ایسی وعید ترک واجب پر ہوا کرتی ہے ترک سنت پر نہیں اور یہی قول معتبر ہے جمہور کے پاس کہ قربانی واجب ہے۔

قربانی اس شخص پر واجب ہے جس پر صدقہ فطر واجب ہے یعنی جس کے

پاس بقدر نصاب شرعی اور حالت اصلی سے زائد جائداد ہو اگرچہ اس جائداد کو حاصل ہوئے ایک سال نہ گزرا ہو لیکن طحاوی میں مذکور ہے کہ جس کے پاس کتابیں ہوں وہ غنی اور صاحب نصاب نہیں سمجھا جائے گا۔ البتہ کسی کے پاس ایک ہی کتاب کے دو نسخے یا ایسی کتابیں جو علم ادب و نجوم یا طب کی ہو تو ان کا شمار نصاب میں ہو سکے گا۔

اگر شہر میں قربانی کی جائے تو اول وقت قربانی کا بعد نماز عید ہے اور امام شافعیؒ و مالکؒ کے پاس تا وقتیکہ بعد نماز عید امام قربانی نہ کرے تب تک کسی کو قربانی کرنا روا نہیں ہے۔ عید کی نماز سے پہلے قربانی کسی حال میں درست نہیں ہے اسلئے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کرے وہ گویا اس کے نفس کے لئے ہے اور جو بعد نماز قربانی دے وہ مقبول خدا ہوتی ہے گویا اس نے مسلمانوں کی سنت کو ادا کیا۔

دوسری حدیث بخاری و مسلم میں براء بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کے بدلے دوسرا جانور قربانی کرے بخاری اور مسلم میں اور ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عید کے دن پہلی عبادت ہماری نماز ہے اور دوسری قربانی۔ انہیں احادیث کی بنا پر نماز عید سے پہلے قربانی درست نہیں ہے۔

اگر دیہات وغیرہ کا موقع ہے جہاں نماز عید نہیں ہوتی ہے تو وہاں اول وقت قربانی کا بعد طلوع فجر ہے۔

قربانی دسویں ذی الحجہ کے طلوع آفتاب کے بعد سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب کے پہلے تک کر سکتے ہیں لیکن امام شافعی رحہ کے نزدیک تیرہویں کے دن غروب آفتاب سے قبل تک قربانی کرنا روا ہے کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے ایام تشریق قربانی کے دن ہیں اور امام ابوحنیفہ رحہ کے نزدیک بارہویں تاریخ تک قربانی کے دن ہیں اور ان کا استدلال ان روایات پر ہے جو قربانی کے بارے میں حضرت عمر رضؓ و علی رضؓ اور ابن عباس رضؓ نے کہا ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں اور تین دنوں میں افضل پہلا روز ہے یعنی دسویں تاریخ ذی الحجہ" اور امام مالکؒ اپنی موطا میں نافع سے اور انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ قربانی کے ایام یوم النحر کے دو دن بعد تک ہیں۔

قربانی کے وجوب کے بارے میں آخری دن کا لحاظ ہے یعنی اگر کوئی شخص قربانی کے پہلے روز المدار تھا اور آخر روز مفلس ہو جائے تو اس پر قربانی واجب نہ ہوگی برعکس اسکے اگر کوئی پہلے روز مفلس تھا آخر روز صاحب نصاب ہو جائے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

رات کو قربانی ذبح کرنا مکروہ ہے۔

کسی نے معین بکری کی قربانی دینے کی نذر مانی ہو لیکن قربانی نہ کرے اور ایام قربانی گزر جائیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ زندہ قربانی کے جانور کو صدقہ کرے اگر کوئی فقیر تھا اس نے قربانی خرید بھی کر لی تھی لیکن ایام قربانی گزر گئے تو اس کو بھی لازم ہے کہ قربانی زندہ صدقہ دیدے۔

اگر کوئی غنی تھا اور قربانی کے دن گزر گئے تو اس پر لازم ہے کہ قربانی کی قیمت صدقہ دیدے خواہ وہ قربانی کا جانور خرید کر چکا ہو یا نہ کر چکا ہو۔

قربانی کا دنبہ کم از کم چھ مہینے کی عمر کا ہونا چاہیئے اور ایسا فربہ ہو کہ سال بھر کی عمر کے بھیڑ بکریوں میں وہ بھی سال بھر کا معلوم ہو۔ چھ مہینے کی عمر کا دنبہ دینے کی قید حدیث ذیل سے لگائی گئی ہے۔

ابوداؤد نسائی و ابن ماجہ نے مجاشع سے روایت کی ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ چھ مہینہ کا دنبہ سال بھر کی بھیڑ بکری سے کچھ کم نہیں ہوتا اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ "کیا اچھی ہے قربانی چھ مہینے کے دنبہ کی۔ قربانی کے اونٹ کی عمر پانچ سال کی چاہیئے اور گائے بیل بھینس دو برس کی عمر کے اور بھیڑ بکری ایک برس کی عمر کی ہونی چاہیئے۔

ایک اور حدیث سے ظاہر ہے کہ کم از کم عمر کی قربانی دینے سے بڑی عمر کے جانور کی قربانی دینے میں افضلیت ہے۔

بے سینگ کے جانور کی قربانی جائز ہے اور دیوانے دھنی جانور کی بھی جائز ہے اس لئے کہ سینگ سے کوئی غرض متعلق نہیں ہے اور دیوانی سے مراد یہ ہے کہ جو چارہ کھائے اور پانی پیئے اور جو چارہ نہ کھائے اور پانی نہ پیئے اس کی قربانی درست نہیں اور خصی جانور کا گوشت تو عمدہ ہی ہوتا ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سکین رنگ کے دو مینڈھوں کی قربانی دی لیکن وہ دونوں بھی خصی تھے۔

ایسی قربانی جائز نہیں جو اندھی کانی اور اس قدر دبلی کہ اس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو اور ایسی لنگڑی کہ مقام ذبح تک نہ جا سکے اور یہ مسئلہ حدیث ذیل سے مستنبط ہے۔ مسند امام احمد مالک ترمذی ابوداؤد نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ آنحضرت سے سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ جن قربانیوں سے ہم کو بچنا چاہیئے ظاہر فرمائیے ارشاد ہوا کہ لنگڑی جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو کانی کہ اس کا کانا پن ظاہر ہوا بیمار جس کی بیماری صاف ظاہر ہو اور دبلی اس قدر کہ اس میں گودا نہ ہو"

ایسی قربانی جائز نہیں ہے کہ جس کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں یا تیسرے حصے سے زیادہ دم یا کان کٹے ہوئے ہوں مگر فقہاء نے یہ طے کیا ہے کہ نصف یا نصف سے کم کان یا دم کٹے ہوئے ہوں تو ایسے جانور کی قربانی درست ہو سکتی ہے۔ لیکن جبکہ اللہ تعالےٰ کے تقرب کے لئے قربانی دی جاتی ہے تو کیوں نہیں اچھی قربانی دینی چاہیئے جو بظاہر بے عیب ہو۔

اگر سات شخصوں نے ایک قربانی خریدی اور ان میں سے ایک مر جائے مرنے والے کے ورثاء باقی چھ شخصوں سے کہیں کہ تم اپنی جانب سے بھی اور مرنے والے کی طرف سے بھی قربانی کرا دو تو ایسی قربانی اصحیہ ناً درست ہو جائیگی قربانی سب کی طرف سے دینا درست ہو۔ تو سمجھا جائے گا کہ اس مرنے والے کی طرف سے بھی قربانی دیگئی۔

اگر قربانی کے شرکاء کافروں یا ان کو صرف گوشت کی خریداری منظور ہے تو ایسی حالت میں کسی کی بھی قسم بانی جائز نہ ہوگی۔

قربانی کا گوشت خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں چاہیں دوسرے

غنی ہوں یا فقیر۔ بلکہ افضل یہ ہے کہ جملہ گوشت کے تین حصے کریں ایک حصہ فقراء میں تقسیم کریں یا ان کی دعوت میں صرف کریں اور ایک حصہ اپنے لئے رکھیں تہائی گوشت خدا کی راہ میں صدقہ دینا مستحب ہے قربانی کے گوشت میں تین تقسیم اس لئے قرار دی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واطعموا القانع والمعتر یعنی تم کہا و اور قناعت کرنے والوں کو کھلاؤ اور سوال کرنے والوں کو یہی ۳ تو اس طرح پورا گوشت برابر تقسیم ہو جاتا ہے ذات کے لئے ایک حصہ اقربا کے لئے ایک اور فقراء کے لئے ایک اسی آیت گرامی کے مفہوم کے موافق یہ تقسیم کی گئی۔

اگر کوئی شخص صاحب عیال ہو تو قربانی کا گوشت مساکین میں تقسیم نہ کر کے عیال کے لئے رکھ چھوڑے تو درست ہے اس لئے کہ اگر ذوی القربیٰ محتاج ہو تو وہ مساکین پر مقدم ہیں اور آنحضرت نے یہی فرمایا ہے کہ آدمی جو چیز اپنی اور اپنی عیال کے لئے خرچ کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس صدقہ دینے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور مسلم شریف میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ زیادہ ثواب والا وہ صدقہ ہے جس کو تو اپنے عیال پر صرف کرے۔

اور بخاری۔ ترمذی۔ نسائی۔ مسلم میں بھی ابو مسعود بدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے عیال پر ثواب کی نیت سے کچھ صرف کرے تو اس کو صدقہ دینے والے کے برابر ثواب ملتا ہے

ان احادیث شریف کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غنی لوگ بھی ان حدیثوں سے اٹھا کر پورا کا پورا گھر کے لئے رکھ چھوڑیں اور فقراء میں تقسیم نہ کریں یہ تو ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنی اہل و عیال کی پرورش میں کچھ فکر و تردد ہی رکھتے ہوں۔

اگر ذبح کرنا جانتا ہو تو خود ذبح کرے ورنہ دوسرے کے ہاتھ سے ذبح کرائے لیکن اگر ہو سکے تو خود سامنے موجود رہے۔ خود ذات سے قربانی ذبح کرنے کی نسبت اس وجہ سے افضلیت اور حکم ہے کہ آنحضرت اپنی طرف کی قربانی اپنے دست مبارک سے ذبح کرتے تھے لیکن غیر کے ہاتھ سے اپنی طرف کی قربانی ذبح کرانا بھی حدیث ذیل سے ثابت ہے چنانچہ حاکم نے مستدرک میں عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی فاطمہ سے فرمایا کہ فاطمہ تم کھڑی ہو اور دیکھو اپنی قربانی کو اس لئے کہ جب اس کے خون کا پہلا قطرہ گلیگا تو تمہارے سب گناہ معاف ہو جائینگے ۱۲ اسی حدیث کی بنا پر اپنی قربانی کو دوسرا شخص بھی ذبح کر سکتا ہے۔

کسی اہل کتاب سے قربانی ذبح کرانا مکروہ ہے اگر کسی نے ذبح کرا ہی دیا ہے تو درست ہے۔

قربانی کی کھال اللہ کے نام پر خیرات کر دینا چاہیئے کیونکہ آنحضرت نے حضرت علی کو فرمایا ہے کہ قربانی کی کھالیں مساکین کو دیدینی چاہئیں یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت فقیروں میں تقسیم کر دینا چاہیئے۔ قصاب کی اجرت اپنی ذات سے ادا کریں۔

اگر کسی شخص نے غلطی سے اپنے ساتھی کی بکری کی ذبح کر ڈالا ہے تو دونوں کی قربانی درست ہو جائے گی لیکن معلوم ہونے پر ہر ایک معاف کرالے۔

اگر کسی نے غیر کی بکری غصب کر کے قربانی کرے تو اس کی قربانی درست ہو جائے گی کیونکہ غصب سے وہ چیز غاصب کی ملک ہو جاتی ہے کی سزا علیحدہ ہے کسی نے ایک شخص کے پاس اپنی بکری امانت رکھائی اور وہ شخص اس بکری کی قربانی کرے تو جائز نہیں ہے۔ کیونکہ امانت ملک نہیں ہوتی ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے فائدہ اٹھانا مکروہ ہے جیسے دودھ دوھ لینا۔ یا بال کاٹ لینا وغیرہ۔

اگر کسی نے ذبح کے وقت ذبح کرنے والے کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ اعانت کیلئے رکھا تو دونوں کو بسم اللہ کہنا لازم ہوگا۔ اگر ایک کہیگا اور دوسرا نہیں تو وہ ذبیحہ حرام

ہر کام شروع کرنے سے پہلے اس کا انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان بچوں اور مالوں اور کاموں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں کہ جس سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے۔ ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گزرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ تبلۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ اور فالنامہ نپولین اعظم شامل کر دیا ہے۔

یہ تمام فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان تمام فالناموں کے مجموعہ کا نام

فالنامہ صدیقی

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اصلی اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائٹل رنگین **قیمت ۸/**

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عید اضحیٰ

(از حضرت علامہ محی الدین صاحب کلکتہ)

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

فلما اسلما وتلہ للجبین وناديناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین. ان ھذا لھو البلاء المبین وفدیناہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الاخرین سلام علی ابراھیم ع

پھر جب ابراہیم اور اسمٰعیل دونوں اللہ کے آگے جھک گئے اور ابراہیم نے اسمٰعیل کو ذبح کرنے کے لئے ماتھے کے بل گرا دیا تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم بس کر تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی نیک بندوں کو ان کے ایثار نفس اور نذر وبذل نفس و جان کا بدلہ دیا کرتے ہیں بیشک یہ ایک نہایت کھلی ہوئی یعنی ظاہری آزمائش تھی اور ذبح اسمٰعیل کے فدیے میں ہم نے ایک بڑی قربانی (یعنی سنت ابراہیمی کی یادگار میں تا قیامت جاری رہنے والی قربانی) دیدی اور تمام آنے والی امتوں میں اس واقعہ عظیمہ کے ذکر کو قائم کر دیا پس سلام ہو راہ الٰہی میں اپنی قربانی کرنے والے ابراہیم خلیل پر۔

ٹھیک اب سے پانچ ہزار دو سو ستر برس پیشتر دنیا کے ایک گوشے میں کیا عجیب وغریب انقلاب ہو رہا تھا ایک ہولناک اور وحشت انگیز بیابان ریگ زار تھا جس کی ہلاک ریگ اور خشک سرزمین ہر ہر طرف موت وہلاکت پھیلی ہوئی تھی ایک تجربہ "وادی غیر ذی زرع" تھی جس کی سطح بے لوث زندگی کی سبزی و شگفتگی کا نام و نشان تک نہ تھا لیکن رب السموات والارض کے دو مخلص بندے تھے جنہیں نے انسانی زندگی کے لئے اسی صحرائے ہلاکت کو اسی بیابان وحشت کو فلاح وسعادت کے لئے اسی سرزمین خشک سال کو اور خدائے واحد کی پرستش وعبادت کے لئے اسی صحرائی قبرستان کو منتخب کیا تھا ان کے چاروں طرف صحرائے وحشت تھا نگران کے اور پروہ خدائے حکیم وقدیر تھا جو آبادیوں کا بخشنے والا اور زمینوں کی وسعت تقسیم کرنے والا ہے ان کے ہاتھ میں پتھروں کے ٹکڑے تھے جن کو ایک دیوار کی صورت میں جمع کرتے جاتے تھے اور زبان پر یہ دعائیں تھیں جو اوپر زبان سے نکل رہی تھیں اور اوپر تو حوالوں اور ملکوں کا فیصلہ ہو رہا تھا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم ع

الٰہی! یہ ہمارے ہاتھ تیری پرستش اور تیرے جلال وقدوسیت کے نام پر جو کچھ کر رہے ہیں اسے قبول کر لے بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا دیکھنے والا ہے الٰہی! ہم کو اپنا مسلم اطاعت شعار بنا اور ہماری نسل میں سے بھی ایک ہی امت پیدا کر جو ہماری طرح مسلم اور مومن ہو الٰہی ہم کو اپنی عبادت وبندگی کے مقبول طریقے سوجھا دے اور ہمارے قصوروں سے درگذر کر تو ہی بڑا درگذر کرنے والا اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے الٰہی ہماری اس دعا کو بھی ان گھڑیوں میں قبول کر لے کہ جو قوم ہماری نسل سے پیدا ہو ان میں ایک ایسا برگزیدہ رسول بھیج جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے، علم وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس و قلوب کی اصلاح کرے۔ الٰہی ان تمام باتوں کا بھی کیا اختیار ہے اور تیری ہی تدبیر اصلی تدبیر اور تیری ہی حکمت اصلی حکمت ہے"

اللہ اکبر وہ کیسا وقت تھا جبکہ صدیوں اور ہزاروں برسوں کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہو گیا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں جن میں سے ایک راہ الٰہی میں اپنے جذبات اور ارادے کی قربانی کر چکا تھا اور دوسرا اپنی جان ونفس کی دونوں لے اپنے محبوب ترین مقاصد کو راہ الٰہی میں لٹا دیا تھا ایک نے اپنے فرزند عزیز کو اور دوسرے نے اپنی جان عزیز کو دونوں مجاہد فی سبیل اللہ تھے اور اس لئے دونوں "مسلم" تھے خدا نے ان دونوں کی دعا کو قبول کیا اور اس طرح قبول کیا کہ دنیا کے پانچ ہزار برس کے حوادث وانقلابات بھی ان کی قبولیت کی صداقت کو دھندلا نہ بنا سکے وہ چند پتھروں سے چنی ہوئی چار دیواری جن کے چاروں طرف انسانی ہستی کی کوئی علامت نہ تھی کروڑوں انسانوں کا پرستش گاہ اور قبلہ وجوہ بنی اور خدا کے جلال اور قدوسیت نے تمام عالم میں صرف اسی کی چھت کو اپنا نشین بنایا داؤد اور سلیمان کا وہ عظیم الشان ہیکل جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت ومشقت نے لینے لئے سنگ کنبہ دل کا ایک شہر بنا دیا تھا چند صدیوں تک ہی وہ زندہ نہ رہ سکا اور وحشی حملہ آوروں نے بار ہا اس کی عظیم الہیئت دیواروں کو غلط بنا کر اڑا دیا لیکن چند پتھروں سے چنی ہوئی اس چار دیواری کے گرد دعائے ابراہیمی نے ایک ایسا آہنی حصار کھینچ دیا تھا کہ پانچ ہزار برس کے اندر انقلابات ارضیہ وسماویہ نے سمندروں کو جھکل اور اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفانوں کی صورت میں بدل دیا لیکن آج تک اس کی بنیادوں کو کوئی حادثہ اور کوئی مادی قوت صدمہ نہ پہنچا سکی بہانتک کہ تاریخ عالم میں وہی ایک سرزمین ہے جس کی نسبت تاریخ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس کی مقدس ومحترم خاک آج تک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ ومصون ہے۔

اولم یروا انا جعلنا حرما امنا ویتخطف الناس من حولھم افبالباطل یومنون وبنعمۃ اللہ یکفرون ع

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ایک غیر معروف وبے رونق خطہ (مکہ) کو حرم کر دیا اور ایک عالم نے اس کے گرد ہجوم کیا پھر کیا لوگ باطل پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں؟

اور اگر کسی قوم نے اس کی عزت کو مٹانا چاہا تو خدائے قدوس کے دست کبریائی نے خود اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیرا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول ع

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا جو ہاتھیوں کا ایک قافلہ

لیکن کہ پر حملہ آور ہوا تھا؟ کیا خدا نے ان کے تمام داؤ غلط نہیں کر دیئے؟ اور ان پر عذاب کے سخت سنگوں کے بعد ان کے جنھوں نے ان کو سخت برباری میں مبتلا کر دیا جو ان کے لئے لقمۂ تر تھی یہاں تک کہ یا ماں شکستہ کی طرح تباہ ہو گئے؟

یہ اس دعا کے پہلے لکڑے کی قبولیت تھی۔ باقی دو لقموں کو جس طرح خدا نے قبولیت بخشی اس کی صداقت بھی اس بیت خلیل کی صداقت سے کم نہیں۔

لقد من الله على المومنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلل مبين ۝ ع۔ بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ دعائے ابراہیمی کو قبول فرما کر انہی میں سے ان کی طرف اپنا رسول بھیجا جو ان کو احکام الٰہی پڑھ کر سناتا ہے ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراہی میں مبتلا تھے۔

الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد

قرآن کریم میں ایک بڑا حصہ انبیائے سالقین کے قصص و اعمال کا ہے اس کا عام انداز بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہے اور پھر اس تعلیم کی صداقت کے لئے امم گذشتہ اور اعمال انبیائے سابقہ کے حالات و واقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے تاکہ امت مرحومہ کے سامنے تعلیم اور اس کے عملی نمونے اور نتائج دونوں موجود ہو جائیں۔

لیکن تمام قرآن میں ایک آگر مسلمانوں کے سامنے کوئی کامل زندگی اور کسی زندگی کے اور سراسر تابا اعمال بطور نمونہ کے پیش کئے گئے ہیں اور ان کے اتباع کی دعوت دی گئی ہے تو وہ صرف دو نمونے ہیں۔ خود شریعت اسلامیہ کے داعی کرام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت سورۂ احزاب میں فرمایا کہ:۔

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الاخر وذكر الله كثيرا ۝ ع۔ بیشک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے کامل اور بہترین نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرنے والے ہو پیروی و اتباع کے واسطے ایک بہترین نمونہ ہے؛

اور پھر سورۂ ممتحنہ، ملت حنیفی کے داعی اول حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت ارشاد ہوا:۔

قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه ۝ ع۔ بیشک تمہارے لئے ایک بہترین نمونہ عمل حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اعمال زندگی میں ہے۔

پھر اسی رکوع میں حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی تعلیم کی تشریح کر کے مکرر کہا:۔

لقد كان لكم فيهم اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الاخر ومن يتول فان الله هو الغني الحميد ۝ ع

بیشک تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو ان لوگوں کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ عمل ہے اور جو شخص اس کی طرف سے منہ موڑے تو اللہ تو انسانوں کے اعمال کا کچھ محتاج نہیں ہے۔

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا ہے کہ:۔

(۱) تمام قرآن کریم میں بیسیوں انبیائے سالقین کے حالات و اعمال بیان کئے گئے ہیں لیکن کسی کی تمام تر زندگی کو بطور نمونے کے مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا ہے الا حضرت ابراہیم کی۔

(۲) تمام قرآن میں اسوۂ حسنہ کا لفظ صرف تین مقامات میں آیا ہے اول سورۂ احزاب میں آنحضرت صلعم کی نسبت اور سورۂ ممتحنہ میں دو مرتبہ حضرت ابراہیم کی نسبت اس کی علت کیا ہے۔

(۳) سورۂ احزاب اور سورۂ ممتحنہ دونوں سورتیں زیادہ تر احکام جہاد و قتال فی سبیل اللہ اور بعض مقالات کے شایع اور وسود ابتلاؤ آزمائش و بجائیات نصرت الٰہیہ کے بیان سے معمور ہیں پھر یہ دونوں آیتیں جن کو عنوان میں آتی آتی ہیں وہ بھی تمام تر ذکر جہاد پر مبنی ہیں ضرور ہے کہ اس میں بھی کوئی علت ہو

(۴) دونوں مقامات میں پوری مماثلت حتیٰ کہ اشتراک جزئیات بیان بھی موجود ہے سورہ احزاب میں اس آیت کا وہ موقعہ ہے۔ جہاں تک جنگ احزاب یا جنگ خندق کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے اندرونہ قران منافقین اور ضعیف القلب اشخاص کا حال بیان کیا ہے جو اپنی تین ہزار کی جمعیت کے مقابلہ میں حملہ آور دس کی بارہ ہزار مسلح اور متحدہ قوت دیکھ کر گھبرا اٹھے تھے پھر اس نصرت الٰہی کا حوالہ دیا ہے جس نے محصورین کو کامیاب کیا اور تمام حملہ آوروں کا منہ وخا سر واپس گئے۔

هنالك ابتلى المومنون وزلزلوا زلزالا شديدا؟

بعینہٖ یہی حال سورۂ ممتحنہ کے پہلے رکوع کا ہے فتح مکہ سے پیشتر جب آنحضرت نے چڑھائی کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نامی ایک صحابی تھے جن کے اہل عیال مکہ میں موجود تھے انہوں نے پوشیدہ طور پر ان کو اطلاع دیدی کہ اپنے تحفظ کا انتظام کر رکھیں وحی الٰہی سے یہ حال آنحضرت صلعم پر منکشف ہو گیا اور آدمی دوڑا کر وہ خط راہ سے واپس منگوا لیا اس پر یہ سورہ نازل ہوئی۔

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم اولياء تلقون اليهم بالمودة وقد كفروا بما جاءكم من الحق ۝ ع

مسلمانو! ان کافروں اور دشمنان توحید کو اپنا دوست نہ بناؤ جو تمہارے اور تمہارے دینوں کے دشمن ہیں (یہ کیسی بات ہے کہ) تم ان سے نامہ پیام جاری رکھتے ہو! حالانکہ تمہارے پاس جو حق و صداقت اللہ کی طرف سے آئی وہ اس سے انکار کر چکے ہیں"

حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کے "اسوۂ حسنہ" پر اسی رکوع میں توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر آیات متعلق حرب و قتال و تشویق جہاد فی سبیل اللہ میں اس "اسوۂ حسنہ" پر توجہ دلانے کی کیا ضرورت تھی؟

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا اس کے لحاظ سے اگر کوئی زندگی "اسوۂ حسنہ" ہو سکتی تھی تو وہ صرف حضرت ابراہیمؑ کی زندگی تھی اسلام ایک صداقت ہے اور اس لئے دنیا میں اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے لیکن اس صداقت میں ہمیں کو ایک شریعت کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم ہی نے پیش کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان کو ہر جگہ ملت حنیفی کے اولین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور ان کی سب سے بڑی

خصوصیت یہ بتلائی ہے کہ۔

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین پ ۲ ع

جب حضرت ابراہیمؑ سے ان کے پروردگار نے کہا کہ مسلم (یعنی سچے فرمانبردار) ہوجاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں اسلام لایا تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے"

چونکہ حضرت ابراہیمؑ اسلام کے پہلے داعی تھے اس لئے ان کا وجود یکسر پیکر اسلام تھا اور اپنے ہر عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا وہ اسلام کے داعظ تھے اور داعظ کے لئے اولین شئے یہ تھی کہ اسلام کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کرے اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے ان کو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کرے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا اس لئے ان کا ہر عمل از سر تا پا صدائے اسلام تھا اور دنیا پیروان اسلام کے لئے عملی نمونہ یا "اسوہ حسنہ" ہوسکتا تھا یہی سبب ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کے لئے محفوظ کرڈالے اور ان کے ذکر کو بقائے دوام عطا فرمایا دنیا کے بڑے بڑے کشور ستانوں عظیم الشان فاتحوں اور فیلسوفوں و مدبروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثار قدیمہ کے کھنڈروں یا پوسیدہ قبروں قومی روایتوں اور تاریخ کے کہنہ اوراق میں ضرور دیکھ سکتے ہیں مگر تمام مجمع اولین و آخرین میں ایک انسانی ہستی ہی ایسی نہیں مل سکتی جسکے اعمال حیات صفحوں اور ملی کے ڈھیروں میں نہیں بلکہ کروڑوں زندہ انسانوں کے اعمال کے اندر سے اپنی حیات کا ثبوت دے سکتے ہوں ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو دنیا کے سامنے اسوہ ابراہیمی کی لازوال زندگی کا ایک عجیب منظر ہوتا ہے جبکہ تاریخ کئی ہزار برس آگے بڑھکر لوٹتی ہے تاکہ اسلام کے داعظ اول کی زندگی کو ایک مرتبہ پھر دوہرادے لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے جن میں سے ہر وجود پیکر اسلام بن جاتا ہے اور "مقام خلت" کی سلطنت، تعین اور تشخص کو فنا کر کے اس پورے مجمع کو ایک "ابراہیم خلیل" کی صورت میں نمایاں کردیتی ہے۔

وہبنا لہم من رحمتنا وجعلنا لہم لسان صدق علیا اور ہم نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد کو اپنی رحمت میں سے بڑا حصہ دیا اور ان کے لئے ایک اعلیٰ و اشرف ذکر (طریق) ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا۔

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو جب آپ چشم تصور سے دیکھیں گے تو آپ کے سامنے بندگان مخلصین کا ایک شہر آباد ہے لاکھوں انسان ایک ہی لباس اور ایک ہی صدا کے ساتھ ایک ہی کیلئے دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں جبکہ ابراہیم خلیل اس آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جبکہ میدان حج میں لاکھوں انسانوں کی زبانوں سے صدائے لبیک! لبیک! اللھم لبیک نکلتی ہے تو اس ایک ہی ابراہیمؑ خلیل کی صدا ہوتی ہے جس نے اب سے پانچ ہزار برس پیشتر اپنے دوست کی صدائے یا عبدی کے جواب میں عاشقانہ محویت کے ساتھ لبیک کا نعرہ لگا تھا وہ ایک ہی وجود کے اندر کب محدود تھا کہ فنا ہوجاتا وہ تو اپنے اندر ایک پوری امت رکھتا تھا اس لئے آج بھی اپنی امت کی صورت میں موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین

بیشک ابراہیم تھے یا ایک پوری اطاعت شعار امت تنہا اور ایک ہی خدا کا

اُسوۂ ابراہیمی وحقیقت اسلامی

یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی سیرت اسلام تھی حقیقت اسلامی میں ان کا وجود اس طرح فنا ہوگیا تھا کہ خود ان کی کوئی ہستی باقی نہیں رہی تھی جبکہ ستاروں کی عجیب و غریب روشنی ان کے سامنے آئی چاند کی دلفریبی نے ان کو آزمانا چاہا اور سورج اپنی سطوت و عظمت کی چمک تاکہ ان کی فطرت کو مرعوب کرسکے تو اسلام ہی تھا جس نے اندر سے صدا دی

الی لا احب الافلین میں فنا پذیر ہستیوں کا دوست نہیں رہ سکتا۔

الی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین میں ہر طرف سے کٹ کر صرف اس ایک ذات کا ہوگیا ہوں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا الحمد للہ کہ میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمان و زمین کے مناظر دکھائے تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہوجائے"

انہوں نے جب آنکھ کھولی تو ان کے چاروں طرف بت پرستی کے مناظر تھے انہوں نے خود اپنے گھر کے اندر جس کی کو دیکھا اس کے ہاتھ میں سنگتراشی کے ادنا رادہ نمونوں کے ڈھانچے تھے اور ہر طرف بازاروں میں پھرے مگر جس طرف دیکھا بتوں کے آگے جھکے ہوئے سر تھے اور جس طرف کان لگایا خدافروشی کی صدائیں آرہی تھیں پھر وہ کونسی چیز تھی جس نے تمام ان چیزوں سے بیگانہ جو آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی جاتی ہیں ان کے دل میں ایک ان دیکھے محبوب کے عشق کی لگن لگادی اور ایک ان سنے لگنے کی تلاش میں ان کے سامنہ کو آمادہ کردیا؟ ان کے سامنے تو بتوں کی قطار یں تھیں جن کو ان کی آنکھیں دیکھتی تھیں پھر وہ کون تھا جو ان کے اندر بیٹھا ہوا خدائے قدوس کو دیکھ رہا تھا اور اس قدر قدرتی جوش و قوت کے ساتھ جو کسی بلندی سے گرنے والے آبشار یا کسی زمین سے ابلتے ہوئے چشمے میں ہوتا ہے ان کی زبان سے فاطر السموات والارض کی یہ شہادت دے رہا تھا۔

الذی خلقنی فھو یھدین والذی ھو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فھو یشفین والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین پ ۱۹ - وہ جس نے مجھکو پیدا کیا اور پھر ہدایت کی راہیں کھولدیں وہ کھوکا ہوتا ہوں تو کھلاتا اور پیاسا ہوتا ہوں تو پلاتا ہے اور وہ جبکہ اپنی بداعمالیوں سے بیمار پڑتا ہوں تو اپنی رحمت سے شفا دیتا ہے موت کے بعد حیات بخشے گا اور جس کی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری خطاؤں سے درگزر کرے گا۔

اور پھر یہ کہا تھا کہ جبکہ ان کا ستگتراش چچا پتھروں سے پرستش کی صورتیں بناتا تھا تو بے اختیار ان کی زبان سے نکلتا تھا کہ اتنی براء مما تعبدون"

واذ قال ابراھیم لابیہ وقومہ انني براء مما تعبدون ۝ الا الذي فطرني فانه سیھدین ۝ اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم جن بت پرستیوں میں مبتلا ہو مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں البتہ مجھکو اس ان دیکھی ذات سے سروکار ہے جس نے میری خلقت بنائی اور یقین ہے کہ وہی مجھ پر اپنی راہ کھول دیگا۔

دراصل یہ وہی "حقیقت اسلامیہ" تھی جس نے ان کے ذہن کو آنے والی امتوں کے لئے اسوہ حسنہ بنادیا تھا اور جس کی وصیت انہوں نے اسحٰق اور اسمٰعیل (علیہما السلام) کو کی اور پھر انہوں نے یعقوب کو ادا سکے بعد نسلاً بعد نسل سلسلہ ابراہیمی میں منتقل ہوتی رہی۔

ووصی بھا ابراھیم بنیه ویعقوب یابنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون ۝ ع اور یہی اسلام تھا جس کی وصیت ابراہیمؑ اپنی اولاد کو کر گئے اور پھر یعقوب بھی کہ اے فرزندان من نے تم کو دین اسلام سے ممتاز فرمایا پس تم زندگی بھر اسی کی تعلیم دینا اور جب تک تو اسی طریقہ پر مرنا۔ یہی حقیقت وہ روح اعظم تھی جو آدم سے کا لبد میں پھونکی گئی۔ ونفخت فیه من روحی اور خدا نے آدم میں اپنی روح پھونکی اور یہی وہ روح الٰہی ہے جو شریعت ابراہیمی سے منسوب ہوکر سلسلہ ابراہیمی کی آخری امت یعنی امت مرحومہ میں ظہور کرنے والی تھی اور جس کے یوم ظہور کی ایک رات ایام البیہ کے گذشتہ ہزار مہینوں پر فضیلت رکھتی تھی۔

انا انزلناہ فی لیلة القدر وما ادراك ما لیلة القدر ؛ لیلة القدر خیر من الف شھر ؛ تنزل الملئکة والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر ۝

ہم نے اسلام کو بصورت قرآن لیلۃ القدر میں نازل کیا اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے وہ ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے اس رات ملائکہ اور "روح" کا نزول ہوتا ہے جو اپنے پروردگار کے حکم سے (نظر روحانی) کے تمام امور کے لئے آتے ہیں وہ رات امن اور سلامتی کی رات ہے طلوع صبح تک۔

اور یہی وہ حقیقت تھی جو ان تمام حقیقتوں سے جو یہودیت یا مسیحیت کو تعبیر کی جاسکتی ہیں۔ اعلیٰ وارفع تھی کیونکہ وہ تمام شاخیں اسی حقیقت اطلاق کی جڑ سے نکلی تھیں پس اصل کی موجودگی میں "فرع" بے اثر ہے اور کل کے سامنے جزو بے حقیقت ہے یہی سبب ہے کہ جب "اصل وکل" کی تکمیل کا آخری بر وقت ہوا تو کہا گیا کہ وقالوا کونوا ھودا او نصاری تھتدوا ؛ قل بل ملة ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین ۝ ع

یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی یا نصاریٰ بن جاؤ تاکہ ہدایت پاؤ لیکن ان سے کہدو کہ نہیں بلکہ ملت ابراہیمی ہی تمام باطلوں کی حقیقت ہے اور وہ تمہاری طرح مشرکوں میں سے نہ تھا۔

اور یہی وہ انسان کی "فطرت اصلی" جس کو "اسلام" کے سوا قرآن کریم نے "قلب سلیم" کے لقب سے بھی یاد کیا ہے یعنی قلب انسانی کی وہ بے میل حالت جو خارجی اثرات ضلالت سے بالکل محفوظ ہو یا فطرت اصلی کا وہ ذوق صحیح جس کا ذاتی قوت کسی عارضی بیماری کے اثر سے بگڑ نہ گیا ہو کیونکہ انسان کے اندر جو کچھ ہے وہ اسلام ہے اور کفر جب آتا ہے تو باہر سے آتا ہے یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسبت تصریح کردی کہ اذ جاء ربه بقلب سلیم ۝ ع جب حضرت ابراہیمؑ اپنے رب کی طرف "قلب سلیم" کے ساتھ منقلب ہوئے اور پھر سورہ شعراء کے چوتھے رکوع میں جب حضرت ابراہیمؑ نے آزر کی ضلالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا مانگی ہے تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:۔

یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم ۝ وہ آخری روز عدالت جبکہ نہ تو مال و دولت کام دینگے اور نہ اہل و عیال کام آئینگے یعنی کوئی مادی شے مفید نہ ہوگی اگر صرف وہ کامیاب ہوگا جس کے پہلو میں قلب سلیم ہے۔

یہی وہ قلب سلیم تھا جس پر اجداد سامویہ کے وحشی مناظر فتح نہ پاسکے اور اس نے ابراہیم کے دل کے اندر سے فاطر ملکوت السموات والارض کے وجود پر شہادت دی قال ربکم رب السموات والارض الذی فطرھن وانا علی ذالکم من الشاھدین ۝ ع ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو جواب میں کہا کہ نہ آسمان و زمین کی فاطر جس نے ان کو پیدا کیا تمہارا بھی پروردگار ہے اور میں اس کے وجود پر شہادت دیتا ہوں۔

حقیقت اسلامی کی اصلی آزمائش اور سب سے آخر یہ کہ حقیقت اسلامی کی

آخری مگر اصلی آزمائش کا وقت آیا تو وہ "اسلام" ہی تھا جس نے ابراہیمؑ کے ہاتھ میں چھری دیدی تاکہ فرزند عزیز کو ذبح کر کے محبت ماسوی اللہ کی قربانی کرے اور اسلام ہی تھا جس نے اسمٰعیل کی گردن جھکا دی تاکہ اپنی جان عزیز کو اس کی راہ میں قربان کردے جب کہ اس نے پوچھا یابنی انی اری فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تری ۝ اے فرزند عزیز میں نے خواب دیکھا ہے کہ تجھے اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں پھر تیرے خیال میں یہ بات کیسی ہے۔

تو یہ وجود ابراہیمی کی نہیں بلکہ اسلام ہی کی صدا تھی اور پھر جب اس کے جواب میں اسمٰعیل نے کہا کہ یاابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین اے باپ یہ تو گویا اللہ کی مرضی اور اس کے حکم کا اشارہ ہے پس جو اس کا حکم ہے اس کو بلا تامل انجام دیجئے اگر اسی خدا کی مرضی ہوئی تو آپ دیکھ لیں گے کہ میں صبر کرنے والوں میں سے ہوں گا؟

تو یہ بھی اسمٰعیلؑ کی نہیں بلکہ اسلام ہی کی صدا تھی پھر جب باپ نے بیٹے کو میٹھے کی طرح تختی سے پچھاڑ کے زمین پر گرا دیا تو وہ اسلام ہی کا ہاتھ تھا جو ابراہیمؑ کے اندر سے کام کر رہا تھا اور جب بیٹے نے اس ذوق و شوق کے ساتھ جو تلواروں کے پیاسے کو آب شیریں سے ہوتا ہے اپنی گردن مضطرب کو چھری سے قریب کردی تو وہ حقیقت اسلامی ہی کی محبوبیت کا استیلا تھا جس نے نفس اسمٰعیل کو فنا کر دیا تھا اور اسی فنا سے مقام ایمان کو لبقا ہے۔ سلام علی ابراھیم ۝ انا کذلك نجزی المحسنین انه من عبادنا المؤمنین پس سلام ہو حقیقت اسلامی کی قربانی کرنے والے ابراہیم پر ہم مقام احسان تک پہنچنے والوں کو (بقائے دوام) ایسا ہی بدلہ عطا فرماتے ہیں بیشک وہ ہمارے حقیقی مومن بندوں میں سے تھا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد۔

غافل مروکہ تادر بیت الحرام عشق صد منزل است و منزل اول قیامت است

الحمد اللہ اس نیرنگ ساز ازل کے کاروبار محبت کی بقلونی کو کیا کہیے کہ اسکے حریم محبت کی ساری آرائش دوستوں کے خون کے چھینٹوں اور مضطرب لاشوں کی تڑپ ہی سے ہے دوستوں کو کٹوا لے مگر دشمنوں کو مہلت دیتا ہے باپ کے ہاتھ میں چھری دیتا ہے کہ بیٹے کو قتل کرا دے بیٹے سے کہتا ہے کہ خوش خوش گردن جھکا دے کہ یہاں جان دینا ہی نہیں بلکہ جان دینے کو روز عیش و نشاط بھی شرط ہے ؎

آہ این چہ دوستی است کہ سرہا بیکدگر خویشاں بریدہ بیرو و قاتل نہادہ اند

ابراہیم کے دل میں اپنی محبت کے ساتھ بیٹے کی محبت گوارا نہ ہوئی اور اسمٰعیل کے پہلو میں اپنے گھر کو دیکھا تو محبت نفس و جان کی برچھائیں نظر آئی ؏

عشق است و ہزار بدگمانی

غیرت الٰہی نے اس کو بھی منظور نہیں کیا حکم ہوا کہ محبت کے مکان کو ایک ہی مکین کے لئے خالی کر دو پھر اس طرف نظر اٹھا کر دیکھنا الخ ۱۲ منہ صفات حضرت الوہیت محبت کی عشق آموزی کا پہلا سبق غیرت ہے اور یہی معنی اس آیت کریمہ کے ہیں کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء اللہ شہادے تمام گناہوں سے درگذر کر سکتا ہے مگر اس کو کبھی معاف نہیں کر سکتا کہ تم اس کی محبت میں کسی دوسرے کو شریک کرو سلطان محبت تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے مگر اس کی عدالت میں دل کی تقسیم کا کوئی قانون نہیں ہے آپ کا دوست ہزار جرح و ادعا ان کرے۔ آپ کا دل محبت پرست اس کی شفاعت سے بازنہ آئیگا لیکن آپ اس گوشہ نظر سے کبھی درگذر کر سکتے ہیں جو اپنی طرف نہیں بلکہ کسی دوسری جانب تھی؟ جو محبت غیر کی شب بیداریوں سے پیدا ہوا ہو؟ اگر کبھی اس کو آپ میں گذر ہوا ہے تو اپنے دل سے پوچھ لیجئے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں البتہ اس مسئلے کے سمجھنے کے لئے مدرسہ سے باہر بھی کچھ سیکھنا ضروری ہے

کیں مسئلہ در نسخۂ محمود و ایاز است

عود الی المقصود

اب میں اپنے اصل مقصد سے بہت قریب آگیا ہوں یہی آخری حالت وہ حقیقت اصلی تھی جس پر آغاز مضمون سے میں "حقیقت اسلامی" کے لفظ سے تعبیر کرتا آیا ہوں یہی دعوت اسلام کا وہ عملی نمونہ تھا جس نے اسوۂ ابراہیمی کی شکل میں ظہور کیا یہی لفظ "اسلام" کا وہ شاہد معنی تھا جس کے روئے متبسم آرا کو دست فضیل اصر نے بے نقاب کر دیا یہی وہ لیلائے حقیقت تھی جس کے تحمل وصال پر نفس و جان کی قربانیوں کے پردے پڑے ہوئے تھے لیکن اس نجد خلت کے تاجدار محبت کے لئے مانع نہ ہو سکے اور عشاق حقیقت کے لئے اس کی جلوہ فروشیوں کو عام کر دیا اور یہی وہ اصل اسلام ہے جسے قرآن کریم اپنی اصطلاح میں "جہاد" فی سبیل اللہ تعبیر کرتا ہے اور کبھی "اسلام" کبھی "جہاد" اور کبھی "صلح" کی جگہ "مجاہد" بولتا ہے اور یہی وہ اسوۂ حسنہ ہے جس کی طرف وہ تمام پیروان ملت حنیفی کو دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ۔ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ الخ ۱۲ منہ بیشک حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں پیروی و اتباع کے لئے ایک بہترین نمونہ تھا اور ایک نمونہ زندگی ہے۔

پس قسم ہے اس خدائے اسلام کی جس نے ابراہیم اور اسمٰعیل کی قربانی کو برکت بخشی اور اس کو ملت حنیفی کے لئے اسوۂ حسنہ بنایا وانا لقسم لو تعلمون) کہ اسلام اور جہاد ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں اور ایک ہی معنے کے لئے دو مترادف الفاظ ہیں اور اسلام کے معنی جہاد ہیں، اور جہاد کے معنی اسلام" پس کوئی ہستی "مسلم" ہو نہیں سکتی جب تک وہ مجاہد نہ ہو اور کوئی مجاہد ہو نہیں سکتا جب تک کہ مسلم نہ ہو اسلام کی لذت اس بدبخت کے لئے حرام ہے جس کا ذوق ایمانی لذت جہاد سے محروم ہو اور زمین پر گراں ہے اپنا نام مسلم رکھا ہو لیکن اس کو کہہ دو کہ آسمانوں میں اس کا نام کفر کے زمرے میں ہے۔ فالجہاد الجہاد الجہاد فی سبیل اللہ! ایہا المسلمون الغافلون عن حقیقۃ الاسلام والمجاہدون للہ اکبر اللہ اکبر اللہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد!!

جبکہ ایک دنیا لفظ جہاد کی دہشت سے کانپ رہی ہے جبکہ عالم مسیحی کی نظریں میں یہ لفظ ایک عفریت مہیب یا ایک حربۂ ایمان ہے جبکہ اسلام کے دیوان حمایت نصف صدی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کفر کی رضا کے لئے اسلام کو مجبور کریں کہ اس لفظ کو اپنی لغت سے نکال دے جبکہ ظاہر انہوں نے کفر و اسلام کے درمیان ایک رضی نامہ لکھ دیا ہے کہ اسلام لفظ جہاد کو بھلا دیتا ہے کفر اپنے توحش کو بھول جائے اور جبکہ آنکل المحدثین مسلمین متفرنجین مفسدین کا ایک "حزب الشیطان" بے چین ہے کہ بس چلے تو یورپ سے درجہ تقرب بیشتر حاصل کرنے کے لئے تحریف الکلم عن مواضعہ کے بعد سرے سے اس لفظ ہی کو قرآن سے نکال دے تو پھر یہ کیا ہے کہ میں نہ صرف "جہاد" کو ایک رکن اسلامی ایک فرض دینی، ایک حکم شریعت بتلاتا ہوں بلکہ صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کی حقیقت ہی جہاد ہے وہ لوگوں کو لازم و ملزوم ہیں اسلام سے اگر "جہاد" کو الگ کر دیا جائے تو وہ ایک لفظ ہو گا جس میں معنی نہیں ہو پھر کیا میں ان تمام عمال مصلحین متفرنجین کو غارت کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے تطبیق بین التوحید والتثلیث یا اسلام و مسیحیت کے عقد اتحاد کے لئے انجام دی ہیں؟ وہ اصلاح جدیدی شاندار عمارتیں جو مغربی تہذیب و شائستگی کی ارض مقدس پر کہیں کی کھڑی کی گئی ہیں کیا وہ دعوت جہاد دے کے میں جنود مجاہدین کو بلاتا ہوں کہ اسلام کی زندگی کا اتفاق جو عمارت حیات کی گرد سے پاک کر دیا گیا تھا مجاہدین کی اڑائی ہوئی خاک سے پھر غبار آلود ہو جائے۔

ہاں اے غارتگران حقیقت اسلامی! اے دزدان متاع ایمانی اور اے مفسدین ملت سب کا استقصا ممکن نہیں، تاہم ہم ایک دو آیتوں پر نظر ڈالنے سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے مثلاً احکام طلاق کی آیات میں ایک موقعہ پر فرمایا۔ وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا سلمتم ما اتیتم بالمعروف اگر تم چاہو کہ اپنے بچے کو کسی دایہ سے دودھ پلواؤ تو اس میں کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق ان کی ماؤں کو جو دینا کیا تھا وہ ان کے حوالہ کر دو۔

اس آیت میں سلمتم حوالہ کر دینے کے معنے میں صاف ہے اسی طرح بمعنی اطاعت و انقیاد دو گردن نہادن کے بیسیوں جگہ فرمایا ہے:۔

وللہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا وقالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا اس آسمان و زمین میں کوئی نہیں

چوچارہ ناچار دین الٰہی کا حکمبردار اور مطیع و منقاد نہ ہو۔
اور یہ جو عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے تو ان سے کہدو کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے کیونکہ وہ دل کے اعتقاد کامل کا نام ہے جو تمہیں نصیب نہیں البتہ یوں کہو کہ ہم نے اس دین کو مان لیا۔

ہر شے کی اصلی حقیقت وہی ہو سکتی ہے جو اس کے نام کے اندر موجود ہو دین الٰہی کی حقیقت، لفظ اسلام کے معنے اطاعت، انقیاد و گردن نہادن، اور کسی چیز کے حوالہ کر دینے کے ہیں پس اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اپنے پاس جو کچھ رکھتا ہے خدا تعالےٰ کے حوالے کرے اس کی تمام قوتیں اسکی تمام خواہشیں اس کے تمام جذبات اس کی تمام محبوبات غرضکہ سر کے بالوں کی جڑ سے لیکر پاؤں کے انگوٹھے تک جو کچھ اس کے اندر ہے اور جو کچھ اپنے سے باہر اپنے پاس رکھتا ہے سب کچھ ایک لینے والے کے سپرد کر دے وہ اپنے تمام قویٰ جسمانی و دماغی کے ساتھ خدا کے آگے جھک جائے اور ایک مرتبہ ہر طرف سے منقطع ہو کر اور اپنے تمام رشتوں کو توڑ کر اس طرح گردن رکھدے کہ پھر کبھی نہ اٹھے نفس کی حکومت سے باغی ہو جائے اور احکام الٰہیہ کا مطیع و منقاد۔

یہی وہ حقیقت اسلامی کا قانون فطری ہے جو تمام کائنات عالم میں جاری و ساری ہے اس کی سلطنت سے زمین و آسمان کا ایک ذرہ بھی باہر نہیں ہر شے جو اس حیات کدۂ عالم میں وجود رکھتی ہے اپنے اعمال طبعی کے اندر اس حقیقت اسلامی کی ایک مجسم شہادت ہے کون ہے جو اس کی اطاعت و انقیاد سے آزاد اور اسکے سامنے سے اپنے سر کو اٹھا سکتا ہے اس نے کہا کہ میں کبیر المتعال ہوں پھر کونسی ہستی ہے جو اس کی کبریائی و جبروت کے آگے اپنے اندر اسلامی انقیاد کی ایک صدائے عجز نہیں رکھتی! زمین پر ہم چلتے ہیں اور آسمان کو دیکھتے ہیں لیکن دونوں اسی حقیقت اسلامی کی طرف داعی نہیں ہیں۔

ملکوت السموات والارض اور حقیقت اسلامی کا قانون عام

زمین کو دیکھو جو اپنے گرد و نباتی کے اندر ارواح نباتاتی کی ایک ہیئت ہے جس کے الوان جمال سے اس حیات کدۂ ارضی کی ساری دلفریبی اور رونق ہے جس کی غذا بخشی انسانی خون کے لئے سرچشمۂ تولید ہے اور جو اپنے اندر زندگیوں اور ہستیوں کا ایک خزانہ لازوال رکھتی ہے کیا اس کی وسیع سطح حیات پر در بر ایک ذرہ ہستی بھی ہے جو اس حقیقت اسلامی کے قانون عام سے مستثنیٰ ہو کیا اس کائنات نباتاتی کا ایک ایک ذرہ خدائے اسلام کے قائم کئے ہوئے حدود و نوامیس کا مسلم یعنی اطاعت شعار نہیں ہے۔

بیج جبکہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے تو فوراً لے لیتی ہے کیونکہ اس کے بنانے والے نے اس کو ایسا ہی حکم دیا ہے لیکن پھر اگر تر و تازہ وقت سے پہلے واپس مانگو تو نہیں دے سکتی کیونکہ اس کا سر خدا کے آگے جھکا ہوا ہے اور خدا نے ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے (وکل اجل کتاب) پس محال ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرے اور حقیقت اسلامی کے قانون عام کی مجرم ہو۔

قانون الٰہی نے زمین کی قوت نامیہ کے ظہور کے لئے مختلف دور مقرر کر دیئے ہیں اور ہر دور کے لئے ایک وقت خاص لکھدیا ہے زمین کی زندگی کے بعد اس میں بیج ڈال دیا جاتا ہے آفتاب کی تمازت، اس کو حرارت پہنچاتی ہے اور ہوا اور موسم موافق کی رطوبت اس کی بہوبت میں اعتدال پیدا کرتی ہے پانی کا بقدر مناسب حصول اس کے نشو و نما کے لئے زندگی بخشتا ہے یہ تمام چیزیں ایک خاص تسویہ و نما کے ساتھ اس کو مطلوب ہیں پھر بیج کے گلنے اور سڑنے مٹی کے اجزائے نباتاتی کی آمیزش کو نپلوں کے پھوٹنے ان کے تدریجی بلند ہونے اور اس کے بعد شاخوں کے انشعاب اور پتوں اور پھولوں کی تولید ان تمام مرحلوں سے اس بیج کا درجہ بدرجہ گزرنا ضروری ہے اور ہر زمانے کیلئے ایک خاص حالت اور درجہ مقرر کر دیا گیا ہے یہی تمام مختلف مراحل و منازل زمین کی پیداوار کے لئے ایک شریعت الٰہیہ ہیں جس کی اطاعت کائنات نباتات کی ہر روح پر فرض کر دی گئی ہے پھر کیا ممکن ہے کہ زمین ایک لمحہ یا ایک منٹ اور ایک سیکنڈ تک اس حال کے لئے بھی اس شریعت کے مسلم ہونے یعنی اس کی اطاعت سے انکار کرے اور پھر اگر اس کی خلاف ورزی کی جائے تو کیا ممکن ہے کہ ایک دانہ بھی بارآور اور ایک پھول بھی شگفتہ ہو!

ایک درخت ہے جو پانچ سال کے اندر پھل لاتا ہے پھر تم کتنی ہی کوشش کرو، پانچ ماہ کے اندر وہ کبھی پھل نہیں دیگا۔ ایک پھول ہے جس کے پودے کو زیادہ مقدار میں حرارت مطلوب ہے پھر یہ محال ہے کہ وہ سائے میں زندہ رہ سکے کیوں اس لئے کہ پانچ سال کے اندر اس کا بلوغ کو پہنچنا اور دھوپ کی تیزی میں اس کا نشو و نما پانا شریعت الٰہی نے مقرر کر دیا ہے، پس وہ سلم ہے، اور حقیقت اسلامی کا قانون عام اس کو سرکشی و خلاف ورزی کا سر اٹھانے نہیں دیتا۔

وللہ من فی السموات والارض کل لہ قانتون اور جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور سب اسی کے مطیع تابع اور منقاد ہیں۔ پس فی الحقیقت زمین کے عالم نظم و تدبیر میں جو کچھ ہے حقیقت اسلامی ہی کا ظہور ہے وفی الارض ایات للموقنین اور زمین میں ایسے یقین کے لئے ہزاروں نشانیاں بھری پڑی ہیں،

یہ سرسبز پہاڑوں کی چوٹیاں جو اپنے عظیم الشان قامتوں کے اندر عظمت کائنات کی کیسی بڑی عظمت رکھتی ہیں! یہ غیر مرئی اور حیات بخش ہوا جو کسی مخفی تعلیم کے نقشے کے مطابق زمین کے اندر گاہ مستقیم اور گاہ پر پیچ و خم راہ پیدا کرتے رہتے ہیں! یہ خوفناک و ذہول انگیز سمندر جس کی بے کنار سطح بیحد کے بیچ طرح طرح کے دریائی حیوانات کی بیشمار آبادیوں پر غور کیجئے کہ کیا سلطان اسلام کی حکومت سے باہر ہیں پہاڑ کی جو چوٹیوں کے سر گو بلند ہیں، مگر اطاعت کے اسلام شعارانہ سر جھکے ہوئے ہیں، زمین کا جو گوشہ اور سمندر کا جو کنارہ ان کو دیدیا گیا ہے ممکن نہیں کہ وہ ایک انچ بھی اس سے باہر قدم رکھ سکیں ان کے ارتقائے جسمانی کے لئے جو غیر محسوس رفتار نمو شریعت الٰہی نے مقرر کر دی ہے محال ہے کہ اس سے زیادہ آگے بڑھ سکیں۔ (اقوال) طبیعت کا حکم الٰہی ان کو ذرہ ذرہ کرکے پردہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے اسی طرح دریاؤں اور سمندروں کی طرف کان لگائیے کہ ان کی زبان حال اس حقیقت اسلامی کی کیسی عجیب شہادت دے رہی ہے آپ نے سمندروں کے طوفانوں اور موجوں کی صورت میں دیکھا ہے کہ پانی کی سرکشیاں کیسی شدید ہوتی ہیں لیکن اس سرکشی اور بغاوت و جوش پر جب حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد کا قانون نافذ ہوا تو اس عجز و ذلت کے

ساتھ اس کا سر جھک گیا کہ ایک طرف میٹھے پانی کا دریا بہ رہا ہے اور دوسری طرف کھاری پانی کا بحر ظلمات ہے دونوں اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ کوئی شے ان میں حائل نہیں مگر نہ تو دریا کی یہ مجال ہے کہ سمندر کی سرحد میں قدم رکھے اور نہ سمندر باوجود ہمہ قوت و قہاری اس کی جرأت رکھتا ہے کہ اپنی سرکش موجوں سے اس پر حملہ کرے۔

مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان فبای آلاء ربکما تکذبان

اس میں کھاری اور میٹھے پانی کے دو سمندروں کو جاری کیا کہ دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں مگر پھر بھی ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے کیونکہ دونوں کے درمیان اس نے ایک حد فاصل مقرر کر دی ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

وھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج و جعل بینھما برزخا وحجرا محجورا۔ اور وہی تنہا مطلق ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملایا ایک کا پانی شیریں و خوش ذائقہ اور ایک کا کھارا کڑوا اور پھر دونوں کے درمیان ایک ایسی حد فاصل اور روک رکھ دی کہ دونوں باوجود ملنے کے بالکل الگ رہتے ہیں۔

اب نظر ذرا اور پر اٹھاؤ اور ملکوت السموات کے ان اجرام عظیمہ کو دیکھو جن کے مرتبات وہیئت سے یہ سطح نیلگوں، ادراک انسانی کا سب سے بڑا منظر تحیر ہے یہ عظیم الشان فرمان تجلی جو روز ہمارے سروں پر چمکتا ہے جس کی فیضان بخشی حیات تمیز قرب و بعد سے ماورا ہے جس کی جذب و انجذاب کائنات عالم کے لئے مرکز قیام ہے جس کا چشمہ ضیاء و نور اجسام سماویہ کے لئے تنہا وسیلہ خیر ہے اور جس کا قہر حرارت کسی تجلی گاہ حقیقی کا سب سے بڑا عکس ظلال ہے غور کرو تو اپنے اندر حقیقت اسلامی کی کیسی موثر شہادت مبین رکھتا ہے! وہ جس کی جبروت و عظمت کے آگے تمام کائنات کا سر جھکا ہوا ہے کیسے سلم شعارانہ انکسار کے ساتھ فاطر السموات کے آگے سر بسجود ہے کہ ایک لمحے اور ایک عشر دقیقے کے لئے بھی اپنے اعمال و افعال کے مقرر کردہ حدود سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا کیا مبارک ہے ذات قدوس اس کی جس نے آسمان میں گردش سیارات کے، دائرے بنائے اور اس میں آفتاب کی مشعل روشن کر دی اور نیر روشن و منور چاند بنایا۔

پھر اسی طرح اور تمام اجرام سماویہ کو دیکھو اور ان کے افعال و خواص کا مطالعہ کرو ان کے طلوع و غروب ایاب و ذہاب، حرکت و رجعت جذب و انجذاب، افتراق و اقتران فصل و افعال کے لئے جو قوانین رب السموات نے مقرر کر دیئے ہیں کس طرح ان کی اطاعت و انقیاد کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں؟ یہی قوانین ہیں جن کو قرآن کریم "حدود اللہ" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے اور یہی دین قیم ہے جو تمام نظام کائنات کے لئے بمنزلہ قیام و حیات ہے عالم ارضی و سماوی کا کوئی ذی لحق نہیں جو اس دین الٰہی کا پیرو نہ ہو اور آفتاب سے لیکر خاک کے ذرے تک کوئی نہیں جو اس کی اطاعت سے انکار کرے۔

الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان والسماء رفعھا ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان اسی کے حکم سے سورج اور چاند ایک حساب معین پر گردش میں ہیں اور تمام عالم نباتات کے سر اسی کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اسی نے آسمان کو بلندی قرار دیا اور قوانین (الٰہی) کا میزان بنایا تاکہ تم اندازہ کرنے میں حد عدل سے تجاوز نہ کرو۔

پس نظام شمسی میں جس قدر نظم و تدبر ہے سب اسی "حقیقت اسلامی" کا ظہور ہے حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد نے ہر مخلوق کو اپنے دائرہ عمل میں محدود کر دیا ہے اور ہر وجود سر جھکائے ہوئے اپنے اپنے فرض کے انجام دینے میں مشغول ہے اگر زمین اپنے محور پر حرکت کرتی ہوئی اپنے دائرہ کا چکر لگاتی ہے اگر آفتاب کی کشش اس کو ایک بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہونے دیتی اگر ہر ستارہ اپنے اپنے دائرہ کے اندر رہ رہا ہے اگر تمام ستاروں کی باہمی جذب محیط ہیئت اس تسویہ و میزان کے ساتھ قائم رہتی ہے کہ عظیم الشان قوتوں کے یہ پہاڑ آپس میں نہیں ٹکراتے اگر ان کی حرکت و سیر کی مقدار اور اوقات مقررہ میں طلوع و غروب ایک انسان کا ممکن التبدیل قانون ہے جس میں کبھی کمی بیشی نہیں ہوتی اور اگر لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النھار وکل فی فلک یسبحون۔ نہ تو آفتاب کے اختیار میں ہے کہ چاند کو جا لے اور نہ رات کے بس میں ہے کہ دن سے پہلے ظاہر ہو جائے اور تمام اجرام سماویہ اپنے اپنے دائروں کے اندر ہی پیر رہے ہیں"

تو پھر اس کے کیا معنے ہیں؟ کیا یہ اعمال کائنات اس امر کی شہادت نہیں ہیں کہ دنیا میں اصلی قوت صرف "اسلام" ہی کی ہے اور اس عالم کا ہر وجود صرف اس لئے زندہ ہے کہ وہ "مسلم" ہے اور حقیقت اسلامی اس پر طاری ہو چکی ہے ورنہ اگر ایک لمحہ کے لئے بھی اس حقیقت کی حکومت دنیا سے اٹھ جائے تو تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا والیہ ترجعون۔ کیا دین الٰہی کو چھوڑ کر کسی اور کے آگے سر جھکانا چاہتے ہیں حالانکہ آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو اس دین الٰہی کا مسلم یعنی مطیع و منقاد نہ ہو۔

اور آسمان و زمین پر کیا موقوف ہے اگر خود اپنے اندر بھی دیکھئے تو جسم انسانی کا کون حصہ ہے جس پر حقیقت اسلامی طاری نہیں؟ خود آپ کو قواس کے آگے جھکنے سے انکار ہے لیکن اس کی خبر نہیں کہ اپنے اندر جو کچھ ہے اس کا ایک ایک ذرہ کس کے آگے سربسجود ہے دل کے لئے یہ شریعت مقرر کر دی گئی ہے کہ اپنے قبض و بسط سے جسم کے حصوں میں خون کی گردش جاری رکھے کہ اس کا اضطراب و التہاب ہی روح کے سکون و حیات کا ذریعہ ہے۔ نیز حرکت کی ایک مقدار مقرر کر دی اور خون کے دخل و خروج کے لئے ایک پیمانہ اعتدال بنا دیا پھر ذرا اپنے بائیں پہلو پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے کہ اس عجیب و غریب مضغہ گوشت نے کس اتفاق و قویت کے ساتھ حقیقت اسلامی کے آگے سر جھکا دیا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہیں ہے اور اگر ایک چشم زدن کے لئے بھی سرکشی کا سر اٹھائے تو نظام حیات بدن کا کیا حال ہو اسی طرح کارخانہ جسم کے ایک ایک پرزے کے تشریحی فرائض پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ آپ کے اندر سر سے لیکر پاؤں تک جس قدر زندگی ہے اس حقیقت اسلام ہی کے نظام سے ہے آنکھوں کا ارتسام انعکاس کانوں کی قوت سامعہ، محرکے کا فعل انہضام اور سب

بڑھکر طلسم ہمرائے دماغ کے عجائب وغرائب سب اسی لئے کام مٹے رہے ہیں کہ "مسلم" ہیں اور حقیقت اسلامی کے اطاعت شعار آپ کے جسم کی رگوں کے اندر جو خون دوڑ رہا ہے کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ اس کے حکم کی سطوت و جبروت ہے جو اس بہ نور دلیل و بہار کو دوڑا رہی ہے۔

وفی انفسکم افلا تبصرون اگر باہر کی طرف سے تمہاری آنکھیں بند ہیں تو کیا اپنے نفس کے اندر بھی نہیں دیکھتے اور یہی اشارہ ہے جو اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حتی تبین لھم انہ الحق ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و جوانب میں دکھلائینگے اور انسان کے نفس کے اندر بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جاوے گا کہ یہ دین الٰہی برحق ہے۔

اور یہی حقیقت اسلامی کی وہ اطاعت شعاری ہے جس کو سان الٰہی نے عالم کائنات کے تسبیح و تقدیس سے تعبیر کیا ہے کیونکہ نے الحقیقت اس عالم کا ہر وجود اپنے قضائے اسلامی کے زبان حال سے اس سبوح و قدوس کی عبادت میں مشغول ہے۔

تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم انہ کان غفورا حلیما۔

تمام آسمان اور تمام زمینیں اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب کے سب اسی خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں اور کائنات میں کوئی چیز نہیں جو زبان اطاعت سے اس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس نہ کرتی ہو مگر ان کی اس آواز کو تم نہیں سمجھتے اور اس پر غور نہیں کرتے

احکام قربانی

قربانی ابراہیم علیہ السلام نے اسکی فرمانبرداری میں بیٹے کو ذبح کرنے سے بھی فرق نہ کیا تھا ہمیں تو صرف جانور کی قربانی کے لئے ارشاد نبوی ہے اس لئے ہر ذی وسعت کو لازم ہے کہ بطوع خاطر سنت ابراہیمی کو بجالائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عید کے دن اہراق دم یعنی قربانی کرنے سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک کوئی عمل نہیں۔ تمہاری قربانیاں قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آویں گی بلاشبہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے جناب الٰہی میں قبول ہوتا ہے پس اس کے ساتھ اپنے نفسوں کو خوش کرو یعنی دنیا میں جیسی بے عیب قربانی دی تھی ویسی ہی بغیر نقصان کے آوے گی تاکہ قربانی والے کے ہر عضو کا بدلہ اور پل صراط پر اس کی سواری ہو علاوہ ازیں گائے بکری و دنبہ بھیڑ اور اونٹ کی پشم کے ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی ملے گی۔

کس شخص کو قربانی کرنی چاہیئے جس میں ایک بکرا یا مینڈھا خریدنے کی طاقت ہو یا کمائے میں سات آدمیوں سے مل کر ایک کا حصہ کے سکتا ہو۔ سو جو صاحب طاقت ہو کر قربانی نہ کرنے والے کی نسبت رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آوے۔ غریب اگر فرض لیکر قربانی کرلے تو قربانی ادا ہو جائے گی اور ثواب ملیگا لیکن سودی قرضہ لیکر قربانی کرنا درست نہیں سب لوگ دنیا کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے جدا جدا بھی کر سکتے ہیں مردہ یا عورت کسی اپنے تعلق دار مردہ کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے نابالغ صاحب نصاب کی طرف سے اس کی ولی اس کے مال سے قربانی کر سکتا ہے۔

کس قسم کے جانور قربانی کرنے چاہئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دو دنبے اور کبھی ایک قربانی کیا کرتے تھے موٹا مینڈھا الیق رچتکبرا شاخ دار جس کے ہاتھ پاؤں کالے اور آنکھوں کے گرد سیاہی ہوتی پسند فرماتے وانہی قربانیاں خوب موٹی تازی کرو کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی عمدہ موٹی تازی سینگ والی قربانی افضل ہے اور جس کے سینگ آگے ہی نہ ہوں وہ بھی درست ہے

کتنی عمر کا جانور قربانی کے لائق ہے دنبہ بھیڑ بکری۔ گائے نر ہو یا مادہ مسنہ (دو دندا) چاہیئے لیکن دنبہ بھیڑ خواہ نر ہو یا مادہ ایک سالہ بکرا بکری الحدیث کے نزدیک دو سالہ یا دو دندا اور فقہا کے نزدیک ایک سال پورا ہو کر دوسرے سال میں ہو تو وہ بھی درست ہے نیز چھ ماہ سے زیادہ سال سے کم موٹا تازہ جو دیکھنے والوں کی نظر میں سال ہی کا نظر آتا ہو جائز ہے۔ گائے بھینس نر ہو یا مادہ جو دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں ہو اونٹ نر ہو یا مادہ جو پورے پانچ سال کا ہو کر چھٹے سال میں ہو۔

کس قسم کے جانور قربانی کرنے منع ہیں لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ ایک آنکھ سے بالکل کانا جو دیکھتا ہو جس کی بینائی میں ظاہر نقص ہو۔ بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو۔ لاغر جو بلا ہڈیوں کی ٹڈی میں گودا نہ ہو۔ جانت جھڑا کان کٹا۔ اگلی طرف سے ہو یا پچھلی طرف سے یا کان چرا یا کان پھٹا نصف یا نصف سے زیادہ اور جس کا سینگ نصف یا نصف سے زیادہ ٹوٹا ہو۔

قربانی کا وقت نماز عید ادا کرنے کے بعد سے لیکر بارہویں تک بالاتفاق اور تیرہویں تک بالاختلاف جائز ہے قربانی عید پڑھنے سے پہلے نہ کرے اگر کریگا تو اس کے بدلے اور قربانی کرنی پڑے گی۔

طریق قربانی اول چھری کو خوب تیز کرے پھر قربانی کو مد مقابل لٹا کر اپنے دائیں ہاتھ سے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتا ہوا ذبح کرے اور جو بچڑنے والے ہوں وہ ہی پڑھیں اگر خود ذبح نہیں کر سکتا تو اس کی اجازت سے اور کوئی بھی ذبح کر سکتا ہے ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے چاہیئے قربانی کا چمڑا اتروالے اور گوشت کٹوانے کی مزدوری میں گوشت نہ دے مگر علیحدہ مزدوری دے۔ مزدوری کے علاوہ قصاب کو بطور تقسیم گوشت دینے میں مضائقہ نہیں۔

تقسیم گوشت قربانی کا گوشت بانٹنے کے لئے کوئی خاص ہدایت نہیں رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں آپ خود کھاؤ اور لوگوں کو بھی دو جب تک چاہو کھاؤ مناسب ہے کہ گوشت قربانی کے تین حصے کرے ایک حصہ فقراء مساکین اور رشتہ داروں میں اور ایک حصہ اپنے پاس رکھے اور حصہ خود کھائے اس میں سے بھی جب چاہے جتنا چاہے کھا سکتا ہے قربانی کا چمڑا اگر ضرورت ہو تو خود اپنے استعمال (مثلاً دستر خوان مشکیزہ یا پوستین وغیرہ) میں لا سکتا ہے قربانی کا چمڑا یا گوشت خود نہ خرید کرے نہ اس کی قیمت خود صرف کرے بلکہ چمڑا بھی کسی کو بخش دینا چاہیئے بعد قربانی مجامعت بنوا دے اگر سہواً پہلے بنوالی تو مضائقہ نہیں اور عید کے دن نیرات بونے کے لوث جمعہ کے دن اگر عید آجاتی تو رسول صلعم نماز عید ادا کرتے اور جمعہ کی اجازت دیدیتے چاہے پڑھیں یا نہ پڑھیں مگر خود جمعہ ترک نہ کرتے لہٰذا عید کے دن نماز عید پڑھنی اور جمعہ کے

طعام سرکار نبوی

از حکیم سید محمد خلیل صاحب انصاری

مذہب اسلام نے خورد و نوش کے متعلق جو آداب مقرر کئے ہیں اور جن غذاؤں کا استعمال جائز رکھا ہے ان میں کوئی نہ کوئی حکمت یا سائنس پائی جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طبیب ہونے کے ساتھ ہی ساتھ جسمانی پرورش کا بھی خیال فرمایا کرتے تھے حضور کی عادت میں داخل تھا کہ جو کھانا مزاج کے موافق ہوتا اسے تناول فرماتے اور جس چیز سے رغبت نہ ہوتی اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتے آپ حلوہ اور شہد کو نہایت شوق سے استعمال فرماتے تھے ہر روز ایک شہد کا پیالہ نوش جان فرماتے تھے کیونکہ شہد میں پانی ملا کر پینا طبی اصول سے نہایت مفید ہے شہد کو نہار منہ چاٹنے یا پینے سے بلغم دفع ہو جاتا ہے اور معدہ صاف رہتا ہے اور اس کی چپکنے والی رطوبت فضلات کو دور کر دیتی ہے معدہ سے خراب اجزا الگ ہو جاتے ہیں مُنہ سے نکل جاتے ہیں پانی صحت بدن کا محافظ حرارت کا دفع کرنے والا اور اثر کے اعتبار سے سرد ہوتا ہے آپ ہمیشہ شہد کو پانی میں ملا کر نوش فرماتے تھے اور بھوک کی حالت میں تھوڑی سی جَو کی روٹی کبھی کبھی سالن کبھی بغیر سالن کے تناول فرماتے تھے۔

آپ نے بکری۔ اونٹ۔ مرغ۔ بھنی مچھلی۔ گورخر۔ سادہ پھلکی۔ کبھی پانی میں ملا ہوا دودھ۔ خربزہ۔ چھوارہ۔ خیارین۔ کدو۔ پنیر۔ شوربے میں بھیگے ہوئے روٹی کے ٹکڑے۔ سرکہ اور روغن زیتون کے ساتھ روٹی کھانی ہے کتب احادیث ہماری بسملہ ابو داؤد۔ ترمذی نسائی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے خرگوش بھی کھایا ہے لیکن ترمذی کی روایت میں راوی کو شک ہے کیونکہ جامع الاصول میں ابو داؤد سے جو حدیث مروی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسلئے خرگوش کو منع فرمایا کہ اس کی مادہ کو حیض ہوتا ہے۔

حضور سرور عالم کھانے پینے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے پاکیزہ کھانوں میں جو کچھ موجود ہوتا اس کو آپ کھاتے اور اگر کچھ نہ ہوتا تو صبر کرتے اور شدت کی شدت میں شکم مبارک سے پتھر باندھ لیتے اکثر ایسا ہوا ہے کہ تین تین ماہ گذر گئے ہیں اور حضور کے خانہ مبارک میں ہنڈیا چولہا گرم نہیں ہوا ہے آپ چپاتی اور بے چھنے ہوئے جَو کے آٹے کی روٹی کو نہایت ذوق شوق سے کھاتے تھے آپ نے جب کبھی کسی کھانے کی صفت بیان فرمائی ہے تو اس کے نفع اور خوبی سے مخلوق کو ضرور آگاہ فرمایا ہے۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا میں دودھ ہی کو یہ فضیلت حاصل ہے جو کھانے اور پینے دونوں چیزوں کا کام دیتا ہے لہٰذا تمیں چیزیں رد نہیں کرنی چاہئیں خوشبو۔ تکیہ۔ دودھ جب گرم گرم کھانا آپ کے سامنے لایا جاتا تھا تو یہ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالےٰ نے آگ کھانے کو نہیں فرمایا آپ سرد کھانے کو برکت کا موجب فرماتے تھے دیئے افسوس ہم لوگوں پر بعض کو یہ عادت ہے کہ توے پر سے اترتی ہوئی روٹی، دن لقمہ نہیں لیتے گرم سالن گرم سے گرم روٹی کھاتے ہیں آپ باسی پانی کے بجائے آب تازہ استعمال کرتے تھے افسوس یہ عادت بھی ہماری نہ رہی۔ ہندوؤں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ تازہ پانی پیتے ہیں باسی پانی استعمال نہیں یہ تمام ارشادات حکمت اور طب سے علاقہ رکھتے ہیں اور ان کو برتنے سے نہ صرف جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں بلکہ یہ سنہرے اصول سعادت دارین کا دستور العمل ہیں۔ مشرقی طب میں دودھ اور مچھلی کو ساتھ استعمال کئے جانے سے خوفناک امراض کا سبب بتایا گیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان دونوں چیزوں کو ساتھ کھانے سے منع فرماتے تھے اسی طرح دودھ اور ترشی کی بھی ممانعت کی ہے کسی گرم یا سرد غذا کے ساتھ دوسری غذائے گرم یا سرد کا استعمال بھی مضر قرار دیا ہے بعض غذاؤں کے ضرر کو اس کی اضداد سے زائل کر دیا گیا ہے کھانے کے بعد فوراً بستر راحت پر سو جانے سے بخارات پیدا ہوتے ہیں اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ طعام کے بعد سو رہنا ٹھیک نہیں ہے بلکہ اس کو ریاضت اور عبادت کے تحمل سے ہضم کرنا چاہیئے تاکہ کم پر خدا کی لے شمار برکتوں کا نزول ہو اگر مکھی کھانے میں گر جائے تو اس کو ڈبو کر نکالنا چاہیئے کیونکہ مکھی کے ایک پر میں زہر ہوتا ہے جس کو وہ پہلے ڈبوتی ہے اور دوسرے پر میں شفا ہوتی ہے ان باتوں پر غور کئے جانے سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے احکام حکمت کا مجموعہ ہیں جو انسانی زندگی کی بھلائی کا ٹھیکہ لیتے ہیں یہ تو ہر گروہ ہر فرقہ میں کھانے کے آداب مروج ہیں مگر حضور نے جو سید ہا سادہ طریقہ بتایا تھا اس پر بیسویں صدی کے ڈاکٹروں کی یہ جیرانی ہے اور جن تحقیقاتوں پر ان کو فخر ہے ان کو ساڑھے تیرہ سو برس کی ابتدائی اسلامی زندگی دنیا کے سامنے پیش کر چکی ہے آپ سفرہ زمین پر بچھا کر کھانا کھاتے تھے تاکہ سفر آخرت کی یاد دل سے فراموش نہ ہونے پائے حضور صلعم نے کھانے کو اونچا رکھ کر کبھی نوش نہ فرمایا اور اس کو معزور انشخص کی عادت متصور کیا جو تکلف خوان اور اونچے پایوں کو سامنے رکھ کر بھی کھایا طعام کھاتے وقت انگوٹھے انگوٹھے کے پاس والی انگلی یعنی انگلی سے کاربوہائیڈریٹ کی آمیزش قول ہو کر سیاہ ہو جاتے ہے ہاتھ سے کھانا بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے آپ معتدل خوراک کو بہتر جانتے تھے اور زیادہ یا کم کھانے کو مضر فرماتے تھے آپ طعام سے فراغت حاصل کرتے ہوئے انگلیوں کو چاٹتے اور کبھی بچوں کو چٹا دیتے اور فرمایا کہ انگلیوں کو چاٹنا سلئے مفید ہے کہ طعام کے کسی نہ کسی جزو میں برکت ہوتی ہے ہر برتن چاٹنے کو بھی فائدہ مند بتلایا ہے تکیہ لگا کر کھانا بدہضمی میں داخل ہے اس کو ممنوع قرار دیا ہے کھانے کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا طعام سے پہلے اور آخر میں ہاتھ دھونا کھانے کے بعد ہاتھوں کو کہنیوں تک اور سر کو مسح کرنا اپنے ساتھ کسی کو بٹھلانا یہ تمام امور زیادتی رزق پر دلالت کرتے ہیں جو لوگ علم طب کے مسائل سے واقف ہیں وہ پانی کو تیل سانس میں نوٹس کرتے ہیں اور منہ برتن سے الگ کر سانس لیتے ہیں یہ اصول اسلامی تہذیب کے ماخذ ہے حدیث شریف میں ہے کہ پانی بیٹھ کر پینا چاہیے اور کھڑے ہو کر پینے سے انواع و اقسام کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں حضور صلعم پانی نوش فرمانے کے وقت ہر مرتبہ اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ پڑھا کرتے تھے آپ جب کبھی پانی یا دودھ پیتے تو اس کا کچھ حصہ اپنے داہنے طرف بہا دیا جاتا جو آپ کی داہنی طرف ہوتا آپ کھانا کھانے اور پانی پینے کے اول بسم اللہ کہتے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کی جاتی اگر کوئی شخص بھول جائے تو اس کو کھانے کے درمیان یا آخر میں بسم اللہ کہنے کی اجازت ہے کھانا کھانے کے اول یا آخر میں بہت سی دعائیں پڑھی جاتی ہیں جو انسانی نجات کے علاوہ رزق کی ترقی میں اضافہ کرتی ہیں۔

ہماری تنزلی کے اسباب

(ایک خاموش ہادی کے رشحات عالی)

ہندوستان میں آج مسلمانوں کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں نہیں بلکہ سات اور آٹھ کروڑ کے درمیان ہے پھر ہندوستان کے مسلمان ہندوستان کی بعض دیگر اقلیتوں کی طرح ہمیشہ سے غلام اور محکوم نہیں تھے بلکہ اب سے کچھ قبل خود حاکم اور آقا تھے اور اس وقت بھی گو مسلمان قوم کے لحاظ سے مفلس اور تنگدست ہیں لیکن مسلمان امراء اور ارباب اقتدار اور دولتمند تھوڑی تعداد میں نہیں بلکہ بڑی تعداد میں ہیں اور دنیا کا کوئی شعبۂ زندگی ایسا نہیں ہے جس میں مسلمان داخل نہ ہوں بلکہ بعض کام تو اب بھی بڑی حد تک صرف مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہیں مسلمانوں میں تجارت بھی ہے مسلمان زراعت پیشہ اور کاشتکار بھی ہیں مسلمان صناع اور کاریگر بھی ہیں مسلمان مزدور اور ملازمت پیشہ بھی ہیں لیکن ان سب کے باوجود مسلمان برادران وطن ہندوؤں کی طرح ترقی نہیں بلکہ اس کے خلاف تنزل کی طرف مائل ہیں۔ ظاہر ہے کہ اُن تمام ذرائع اور اسباب کے مہیا ہو جانے کے باوجود جو دنیا دی ترقی کے لئے ضروری ہیں مسلمانوں کا ترقی نہ کرنا یقیناً بعض امور کی بنا پر ہو گا جو مسلمانوں میں موجود ہیں اور جن کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ جسمانی صحت کے نہ صرف ترقی کرنے کے لئے بلکہ باقی رہنے کے لئے بھی جہاں غذا اور اعلیٰ غذا کی ضرورت ہے وہاں اس کی بھی ضرورت ہے کہ کوئی ایسی خرابی بھی درمیان میں حائل نہ ہو جس کی صحت پر برا اثر ہو سکتا ہے ان نشہ کا استعمال نہ کرتا ہو بہت زیادہ رنج و غم میں مبتلا رہتا ہو تفکرات اور پریشانیوں میں مبتلا نہ ہو انتہا سے زیادہ دماغی یا جسمانی محنت نہ کرتا ہو کسی پوشیدہ اندرونی مرض میں مبتلا نہ ہو غرضکہ تمام ان امور سے محفوظ ہو جن کا اثر صحت کے لئے مضر ہوتا ہے پھر اگر کوئی شخص ان تمام مضرت رساں امور سے محفوظ ہے اور ساتھ ہی اچھی غذا بھی کھا سکتا ہو تو اس کے تندرست اور توانا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کے قومی نشو و نما، صحت و تندرستی طاقت و توانائی کے لئے جن غذاؤں اور جن اشیاء کی ضرورت ہے وہ اس کو حاصل ہیں یا نہیں اگر یہ اشیاء حاصل ہیں تو وہ موانعات کونسی ہیں جو قومی جسم کے لئے مضر ہیں ان میں سے کسی کا وجود تو نہیں ہے۔

ترقی اور کامیابی کے لئے اجمل ہمارے زمانہ میں تجارت اور تعلیم ہی دو سب سے مقدم اور ضروری چیزیں ہیں اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے مسلمانوں میں تعلیمافتہ افراد کی کمی نہیں ہے نہ تجارت پیشہ لوگوں کی کمی ہے۔ چھوٹی سی چھوٹی اور حقیر سے حقیر تجارت سے لیکر بڑی سے بڑی تجارت میں مسلمان کم و بیش مشغول ہیں اور کم و بیش ہر شعبۂ تعلیم میں مسلمان داخل ہیں لیکن باستثناء چند عام طور پر مسلمان نہ اپنی تجارتوں میں کامیاب ہیں اور نہ تعلیم میں دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے قومی جسم کی نشو و نما کے لئے ان غذاؤں کی ضرورت ہے وہ اس کو کسی نہ کسی حد تک ضرور حاصل ہیں لیکن جس مقدار میں کہ وہ غذائیں ان کو حاصل ہیں اس تناسب سے ان کے قومی جسم کی نشو و نما نہیں ہوتی جس کے معنے یہی ہو سکتے ہیں کہ جسم کے نشو و نما کرنے اور طاقت و تندرستی حاصل کرنے سے مانع اور باز رکھنے والی کچھ چیزیں ضرور ہیں اور یہ کہ یا تو وہ مواد معلوم نہیں ہیں اور اگر ہیں تو ان سے باز رہنے اور ان سے محفوظ رہنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی اور اگر خدانخواستہ دیر تک یہی حالت قائم رہی تو اس کے نتائج مسلمانوں کے لئے کسی طرح اچھے نہیں ہوں گے کیونکہ اس وقت تمام دنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً ایک ایسی عجیب و غریب قسم کی کشمکش کا دور دورہ ہے جس کی نظیر اس سے قبل کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی اور اس کشمکش میں جو قوم بھی اپنے وجود سے غافل ہو کر لایعنی اور غیر ضروری امور میں اپنے وقت کو ضائع کرے گی اس کی موت یقینی ہے مسلمانوں کو ایک طرف تو اس وقت حکومت سے مقابلہ اور دوسری طرف ان کو برادران وطن ہندو سے عہدہ برآ ہونا ہے جن میں سے تقریباً ہر فرد نے گویا یہ عہد کر لیا ہے کہ وہ ہندوستان کو ہندوؤں اور صرف ہندوؤں کے لئے کر کے چھوڑے گا اور یہ کہ اگر کوئی غیر ہندو ملک میں رہے گا بھی تو اس کی خود من الحیث القوم کوئی نمایندگی اور کوئی حیثیت نہ ہو گی لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے اب تک دونوں میں سے کسی ایک کے مقابلہ کے لئے تیاری تو کجا اس کی ضرورت کو بھی محسوس نہیں کیا ہے اگر محسوس کیا ہے تو صرف اس قدر کہ بعض وقت مشتعل ہو کر خود اپنی قوم کو نقصان پہنچایا ہے حالانکہ اس وقت ہندو مسلمانوں میں سے جس کو سب سے زیادہ خاموش رہنے کی ضرورت ہے وہ مسلمان ہیں مسلمان سب سے پیچھے ہیں اور انھیں اپنی اس کمی کو دور کرنے کے لئے سب سے زیادہ سکون اور اطمینان کی ضرورت ہے اور لڑائی جھگڑے سے کسی نہ کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے تو ضرور بے اطمینانی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے جو انسان کی توجہ کو اور سب طرف سے ہٹا کر صرف اپنی طرف مائل کر لیا کرتی ہے۔

ملک میں اس وقت دو قسم کی تعلیم رائج ہے ایک پرانے طرز کی مذہبی بنیادوں کے زیر اہتمام اور دوسری جدید طریق پر انگلو مسلم کی زیر نگرانی لیکن سچ پوچھئے تو مسلمانوں کی ضرورتوں کو دونوں میں سے ایک بھی پورا نہیں کر رہی ہے پیغمبر اسلام روحی فداہ ایک ہی وقت میں ایک طرف اگر دنیا کی مقدس ترین ہستی تھے تو دوسری طرف اسلامی حکومت کے اپنے وقت میں اعلیٰ ترین عہدہ دار بھی تھے عبادت کرتے تھے تو اس قدر کہ مبارک اور مقدس پاؤں ورم کر آتے تھے اور میدان جنگ میں تشریف لیجاتے تھے تو فوج کا تمام انتظام آپ کے احکام کے مطابق سرانجام پاتا تھا شجاعت اور دلیری کا یہ عالم تھا کہ ایک رات مدینہ منورہ میں کسی غنیم کے حملہ کا خطرہ محسوس کیا گیا تو صرف حضور ہی ایک ایسے شخص تھے جنہوں نے یہ معلوم کرنے کے لئے خطرہ کی جگہ کو جا کر دیکھا کہ آیا اس خطرہ کی کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں ہماری کوئی سی تعلیم بھی ہم کو حضور روحی فداہ کے اسوۂ حسنہ کے برابر نہیں سکھاتی بلکہ اس کے برخلاف اگر پہلی قسم کی طرز

تعلیم ہم کو اسکے سوا دنیا کے اور کسی کام کا نہیں کہتی کہ ہم وعظ کہیں فتوے لکھیں اور اپنے ہی جیسے دنیا سے ناآشنا چند ہستیوں کو انھیں کتابوں کو پڑھا دیں جن کو ہم نے پڑھا تھا اور بس تو دوسری طرف جدید قسم کی تعلیم ہر کو بڑی حد تک اسلام اور احکام اسلام سے بھی لاپروا بنا دیتی ہے اور بنیادی امور میں گو سب کچھ ہو جاتے ہوں مگر اسلام کو ہمارے وجود پر کسی طرح ناکافی نہیں ہو سکتا غرضکہ یہ ران کہو تو جب ہم ننگے ہیں اور وہ ران کھولو تب ہم ننگے ہیں اگر فوقی ضروریات کا اقتضا ہے کہ مسلمان انگریزی سیکھیں تو اسلام کو اس میں کچھ تامل نہیں ہے کیونکہ اسلام ہر شخص پر عالم دین ہونا فرض نہیں کرتا کہ دنیا میں رہکر اور بہت سی باتیں جن کا جاننا ضروری ہے تا ہم اسلام ہر شخص پر اس قدر ضرور فرض کرتا ہے کہ ہم اسلام کی اجتماعی اور بنیادی مطلوبات سے ناآشنا نہ رہیں تاکہ انگریزی سیکھ ہم انگریز نہ بن جائیں اور اسلام کا مقصد اس وقت تک حاصل ہونا ناممکن ہے جب تک اپنی انگریزی تعلیم کا انتظام مسلمان خود نہ کریں۔

مذہبی مدارس کے طلبا اگر اپنی تعلیم میں ناکامیاب ہیں تو کوئی جائے تعجب نہیں کیونکہ اول تو ان کا انتظام ایسے ہاتھوں میں ہے جو فوقی ضروریات سے ناآشنا سے محض ہیں اور اس لئے نہ وقتی ضروریات کے مطابق طریق تعلیم میں کوئی تغیر ہوتا ہے اور نہ نصاب تعلیم میں دوسرے یہ کہ حکومت کی طرف سے ان کی سرپرستی ہونے کے بجائے ایک ایسے طریق تعلیم کی سرپرستی اور پیش از پیش ہمت افزائی ہو رہی ہے جو بدقسمتی سے اس طریق تعلیم کا بمقابل بنا ہوا ہے مگر افسوس تو اس کا ہے کہ مسلمان اس انگریزی تعلیم میں بھی کسی طرح کامیاب نہیں کہے جا سکتے جس کو حکومت وقت کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے اس ناکامیابی کی ایک بہت بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اول تو خود مسلمانوں کے قومی مدارس نہیں ہیں بلکہ ان کے بچے مشن کے آریوں اور گورنمنٹ کے اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں جہاں ظاہر ہے کہ ایک مسلمان بچہ اسلام کے مقبول اور بنیادی امور کسی طرح نہیں سیکھ سکتا جن کا اسلام کی طرف سے ہر ہر فرد پر سیکھنا فرض ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کچھ اسلامی قومی مدارس ہیں بھی تو ان کا انتظام عموماً ایسے ہاتھوں میں ہیں جن کو نہ تعلیم سے کوئی لگاؤ ہے اور نہ اسلام اور احکام اسلام سے وہ شیفتگی ہے جو ہر فرزند اسلام میں ضرور بالضرور ہونی چاہیئے۔ ہمارے انگریزی قومی مدارس کے یہ منتظمین نہ طلبا کی ضروریات کو سمجھتے ہیں نہ درسین کے ساتھ ان کو کوئی ہمدردی ہوتی ہے بلکہ ان کا برتاؤ کچھ ایسا کھلا ہوا سا ہوتا ہے کہ نہ طلبا کو اپنی مشکلات اور ضروریات ظاہر کرنے کے لئے ان کے پاس جانے کی جرأت ہوتی ہے اور نہ مدرسین اپنی مشکلات ان کے سامنے پیش کرنے کی ہمت کر سکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس تعلیمی ادارہ کے منتظمین اور متعلقین کا یہ رویہ ہو اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ کسی قومی ضرورت کو پورا کر سکے گا۔ پھولے جو کچھ سیکھتے ہیں سب بڑوں سے سیکھتے ہیں مدرسین اور طلبا اسکول کے بڑوں سے اس انسانیت اور غیریت کا برتاؤ دیکھیں گے تو اس کے سوا اور کیا سیکھینگے کہ نہ مدرسین کو طلبہ سے کوئی ہمدردی ہوگی اور نہ طلبہ کو مدرسین کا کوئی لحاظ اور خیال ہوگا بلکہ ہر شخص نفسی نفسی میں مبتلا ہوگا اور پھر جب یہی آج کے بچے کل کے جوان ہیں گے اور یہی ان کی نفسی نفسی کی عادت مسلسل عمل سے طبیعت ثانیہ بن چکی ہوگی تو ان میں سے کون فرد ایسا نکل سکیگا جو بندہ شکم نفس پرست اور خودغرض ہونے کے بجائے خادم قوم وطن دوست اور مخلص مسلمان کہلائے جانے کا مستحق قرار پا سکیگا اور یہی دن رات کا مشاہدہ ہے اختلافات مذہبوں میں بھی ہوتے ہیں لیکن ایک مشترکہ اور متحدہ مقصد کے لئے سب یکساں سامی اور کوشاں ہیں۔ ایک مہاسبھائی ہندو کبھی کسی کانگریسی ہندو کو برا نہیں کہتا اور ایک کانگریسی کسی مہاسبھائی کو بڑا نہیں کہتا حالانکہ دونوں کے خیالات میں زمین و آسمان کا فرق بلکہ ہر ایک نہایت خاموشی سے اپنا کام کئے چلا جاتا ہے برخلاف ہم مسلمانوں کے کہ دو شخص باوجود اتحاد مقصد کے بھی مل کر مشکل ہی سے کام کر سکتے ہیں اور اس کی وجہ ہماری تعلیم کا نقص ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ ہم نے بی اے یا ایم۔ اے کی ڈگریاں حاصل کر لیں خواہ ہم گدھے ہی بن لیں ایک جاہل سے زیادہ کامل ہو گئے ہوں بلکہ تعلیم اس وقت تک محض فضول ہے جب تک تربیت کے ذریعہ تعلیم کے استعمال کا صحیح طریقہ ہم نہ سیکھ لیا جائے اور یہ چیز اس وقت تک ہم کو حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسلامی قومی مدارس کا انتظام موجودہ منتظمین کے بجائے قوم کے سچے اور مخلص تعلیم یافتہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں نہ ہو ہمارے ان اسلام سے شیفتگی نہ رکھنے والے منتظمین کے زیر انتظام قومی مدارس میں اسلامی روایات اور خصوصیات کو طلبہ کے ذہن نشین کرانے کا کبھی کوئی خیال نہیں کیا جاتا ہے غیر اسلامی اور غیر قومی مدارس سے نہ تو ہم کو کوئی شکایت ہو سکتی ہے اور نہ ہے کیونکہ ان مدارس کا مقصد اور مطمح نظر مسلمانوں کو دین و دنیا سے باخبر مسلمان بنانا نہیں ہے بلکہ ان کے پیش نظر دوسرے مقاصد ہیں جن میں سے اکثر و بیشتر بجائے خود مسلمانوں کے لئے انتہائی مضر ہیں شکایت جو کچھ ہو سکتی ہے وہ ہم کو اپنے اسلامی قومی مدارس سے ہے کہ یہ مدارس بھی مسلمانوں کو علی الانسان بنانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات تو ان مدارس کی حالت غیر اسلامی مدارس سے زیادہ تکلیف دہ اور مسلمانوں کے لئے زیادہ مضرت رساں ہوتی ہے۔

اسلام نے بحیثیت علم کسی بات کے سیکھنے سے منع نہیں کیا بلکہ اگر قومی اور ملی مفاد کا تعلق ہے تو مہلت افزائی کی ہے تاہم اسلام اس کی خوشی تو اجازت نہیں دیتا کہ مسلمان اسلامی احکام اسلامی خصوصیات اور اسلامی روایات کی خلاف ورزی کریں مسلمانوں کو غیروں کے علوم سیکھنے کی اسلام اگر اجازت دیتا ہے تو صرف اسی شرط سے کہ مسلمان ہر حال اور ہر اعتبار سے مسلمان رہیں اور قومی خصوصیات کا ترک تو کسی حال اور کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا بہت سی قومی خصوصیات ظاہر بیں اور سطحی نظر رکھنے والوں کو بظاہر ایک نہایت معمولی اور غیر ضروری شئی معلوم ہوتی ہیں لیکن قوموں کے بقاء دوام کا انحصار بڑی حد تک صرف انھی پر موقوف ہوتا ہے۔ سلان اپنی فتوحات کے زمانہ میں ایشیا افریقہ یورپ اور ہندوستان سب ہی جگہ گئے لیکن ایک یورپ اور دوسرے ہندوستان کے سوا کسی جگہ کوئی دوسری قوم من الحیث القوم باقی نہیں رہی بلکہ مسلمانوں میں جذب ہو گئی یورپ میں خود مسلمان نہ رہے اور ہندوستان میں گو مسلمان ہیں مگر ہندوان میں جذب نہ ہو سکے ہندوستان میں ہندوؤں کے مسلمانوں میں جذب ہونے

کا باعث اگر کوئی شئی ہو سکتی ہے تو صرف ان کی چھوت چھات ہے جو ان کی ایک قومی خصوصیت ہے گو جس چیز کو مسلمانوں کی رواداری اور اتھ سو سالہ حکومت حاصل نہیں کر سکی تھی اس کو وہ اب خود کر رہے ہیں اور انشاء اللہ مستقبل میں اسلام کے لئے چھوت چھات کا ترک ایک بہترین مددگار ثابت ہوگا قومی خصوصیات کی اہمیت کا اندازہ ایک مثال سے کیجئے ذہن نشین ہو سکتا ہے مثلاً فرض کیجئے کسی شخص کا ایک نہایت ناسمجھ بچہ کھو گیا ہے جس کو نہ اپنے شہر کا نام معلوم ہے نہ محلہ کا نہ اس کو یہ معلوم ہے کہ اس کے باپ کا کیا نام ہے شہر میں ایسے بھی بہت سے لوگ ہیں جن کا دن رات کا پیشہ ہی ہے کہ جب کبھی ان کو کوئی ایسا بھولا بھٹکا ملے وہ فوراً اس کو اپنے قبضہ میں کر لیں اب بتلائیے کہ ایسے بچہ کے کبھی واپس ملنے کی کوئی توقع ہو سکتی ہے ظاہر ہے کہ نہیں ہو سکتی اور اسی لئے نہیں ہو سکتی کہ بالفرض اگر وہ بچہ پولیس کے قبضہ میں بھی چلا جائے تو پولیس ہی کو اس کے باپ اس کے گھر اس کے محلہ اس شہر کے علم کا کیا ذریعہ ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ وہ بیچارہ در لوگ وہاں سے بھی اس کو اپنے قبضہ میں کر لیں اگر ایک شخص اپنی قومی و ملی خصوصیات اور روایات کو ترک کر دیتا ہے تو اس کے سننے یہی ہوئے کہ اس کو اب اس کا کوئی علم نہیں رہا کہ وہ کس قوم اور کس ملت سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ قومی خصوصیات اور روایات گویا وہ نام ہیں جن کے ذریعہ اس کے متعلق کوئی علم ہو سکتا ہے کہ وہ کس قوم اور کس ملت سے تعلق رکھتا ہے اور جب ان ناموں کا اس کو کوئی علم نہیں رہا تو پھر اب اس کی واپسی کی کیا کر کوئی توقع کی جا سکتی ہے یہی مصلحت تھی جس کی وجہ سے اسلام نے شعائر اور خصوصیات پر زیادہ سے زیادہ زور دیا ہے اذان کو ویسے ایک سنت ہے فرض نہیں واجب نہیں مگر چونکہ ایک اسلامی شعار ہے اس لئے حکم ہے کہ اگر کوئی ایک شخص اذان سے انکار کرے تو اس کو حاکم وقت قید کر دے اور جب تک توبہ نہ کرے نہ چھوڑے اور اگر کوئی پوری جماعت اذان سے انکار کرے تو امام وقت ان کو سمجھائے اگر وہ باز نہ آئیں تو جہاد کرے۔

لوگوں کو دکھانے کے لئے کہ وہ بیشک ہر اسلامی قومی انگریزی مدرسہ میں دینیات کی تعلیم کا انتظام ہے مگر اس طرح کہ اس ہونے سے نہ ہونا بدرجہا بہتر ہو کیونکہ اس طرح ناقص طریقہ سے تو طالب علموں کی دماغوں سے مذہب کی رہی سہی وقعت بھی نکل جاتی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اسلامی مدارس کی نسبت مشن اسکولوں اور کالجوں کے لڑکے نماز کے زیادہ پابند ہوتے ہیں اور علیگڈھ میں تو سنا گیا ہے کہ نماز میں شریک نہ ہونے کی بس صرف اس قدر سزا ہے کہ فی وقت ۲ جرمانہ ہو گیا لیکن کیا یہ جرمانہ کا خوف طلبہ کو نمازی بنا سکتا ہے؟

ہماری قومی مدارس میں اس خرابی کی سب سے بڑی وجہ تو خود منتظمین کا نقص ہے اسلئے کہ اگر ان کے ماتحت مدارس کی یہ صورت ہو تو کوئی جائے تعجب نہیں دوسری وجہ جو پہلی وجہ سے کچھ کم درجہ کی نہیں ہے یہ ہے کہ ہمارے علمائے کرام کی جماعت نے افراد سے قطع نظر کر کے باعتبار جماعت ابتک اس طرف کوئی توجہ نہیں کی کیونکہ اس کو تا ہی کی تلافی صرف ان کی شرکت ہی سے ہو سکتی ہے جس وقت انگریزی تعلیم کی ابتدا ہوئی تھی اسی وقت اس امر کی ضرورت تھی کہ ہمارے علمائے کرام ہوا کے رخ کو پہچان کر اس متوقع سیلاب کو روکنے کے لئے جس کے انگریزی کی تعلیم سے پیدا ہو جانے کا خطرہ تھا بجائے سیلاب کے راستے میں کھڑے ہونے کے کناروں کو اگر محفوظ کر لیتے تو یہ زیادہ صحیح طریقہ ہوتا کیونکہ سیلاب جب تک بہت زیادہ قوی نہ ہو اس وقت تک گراس کے سامنے کھڑا ہو جانا کچھ عرصہ تک کے لئے اس کی رفتار کو روک دیتا ہے لیکن اگر جلد ہی اس کا سلسلہ منقطع نہیں ہو گیا ہے تو وہ کناروں سے ہٹ کر ادھر ادھر ہر پھیل کر نقصان پہنچاتا ہے اور دوسرے ایک عرصہ تک رکے رہ کر اس شدت سے زور کرتا ہے کہ نہ صرف خود روانی ہو جاتا ہے بلکہ روکنے والی چیز کو بھی ساتھ میں بہا لیجاتا ہے ہمارے علماء کے انگریزی کی تعلیم سے منع کرنے کا یہی نتیجہ نکلا کہ ابتداءً گو ایک عرصہ تک علماء کی مخالفت اور ممانعت نے مسلمانوں کو اس طرف بہت زیادہ متوجہ نہ ہونے دیا گو وہ سیلاب کناروں سے ہٹا اور اس نے دوسری صورتوں سے نقصان پہنچایا مگر چونکہ وہ سیلاب مسلسل امداد کی بدولت بہت قوی ہو چکا ہے اس لئے اب یہ خطرہ بہت شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ انگریزیت کا یہ سیلاب اپنے ساتھ علماء کے باقیماندہ وقار کو بھی بہا لیجائے گا اور اگر فقد انجامستہ علماء نے اس سیلاب کو روکنے کی صحیح تدابیر پر عمل نہ کیا اور تعلیم میں اصلاحات کے ذریعہ گذشتہ کوتاہی کی تلافی نہ کی تو خود ان کا اس سیلاب کے رو میں بہ جانا آج نہ سہی کل یقینی امر ہے جیسے آثار ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے علماء کے خلاف ایک سلسل کشمکش کی صورت میں ظاہر ہونے لگے ہیں اور یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے انتہائی رنج و تاسف کا واقعہ ہوگا۔

مسلمانوں کو تجارت میں بھی کسی طرح کامیاب نہیں کہا جا سکتا غلہ اور کپڑا اور جوتہ یہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کی کہ ہر شخص ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے غلہ کی سب سے زیادہ اور ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے اس کے بعد کپڑے کی اور اس کے بعد جوتے کی ہندوستان کی ۳۲ کروڑ آبادی میں دو چار دس پانچ سو دو سو ہزار دو ہزار نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں افراد ایسے ہوں گے جن کو مدۃ العمر کبھی جوتا پہننا نصیب بھی نہیں ہوا ہوگا ایسے لوگ بھی لاکھوں ہوں گے جن کو سال بھر میں کم سے کم قمیت کی صرف ایک دھوتی کافی ہوتی ہے مگر غلہ ایک ایسی چیز ہے کہ گیہوں چنا۔ جو چاول نہ سہی مونٹھ اور جو بہا ہی سہی بہر حال شکم پری کے لئے سب کو چاہیے ہے لیکن ان تین چیزوں میں سے غلہ کی تجارت میں تو مسلمان کا دخل پنجر لصفر کے ہے کپڑے میں ممکن ہے کچھ اس سے زائد ان کا تناسب ہو البتہ جوتے کی تجارت بڑی حد تک مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے سو گو اول تو اس کی غلہ اور کپڑے کے برابر نکاسی کہاں دوسرے جس قدر بھی تھی اس میں بھی اب ہندو ان وطن طرح طرح کی چیزوں سے شریک ہوتے چلے جا رہے ہیں اور جس عجلت سے وہ اس تجارت میں گھس رہے ہیں اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کے کپڑے اور غلہ کی تجارت میں کوئی ترقی نہیں کی ہے۔

مسلمان تاجروں کی عموماً اس قسم کی تجارت میں بہت زیادہ ارزانی ہے جو ضروریات زندگی ہونے کے بجائے تعیشات اور فضولیات میں داخل ہیں۔ بساط خانہ کی تجارت بڑی حد تک مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے لیکن

اس دیہاتی آبادی کو نکال کر جو ہندوستان کی زیردست اکثریت ہے خوشہری باشندے ہی کتنے ایسے ہیں جو اس کو خرید سکتے ہوں بمبئی کی مغز نبیان، موزے، جیبی رومال پوڈر، عطر اور تیل وغیرہ وہی خرید سکتے ہیں جن کے سر پر ٹوپی پاؤں میں جوتی بدن پر کپڑے اور ساتھ ہی جیب میں فاصل پیسے بھی ہوں۔

غلہ اور کپڑے کی جب اہم تجارتوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کا لباط خانہ کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہونے کی وجوہ ہیں سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ غلہ کی تجارت میں جو زیادہ ضروری ہے صاف دستھری چاندنی بچھی ہوئی اور گدے تکیے لگی ہوئی دوکان پر بیٹھ سکنا ناممکن ہو اور مسلمانوں کے مذہبی خوبطبیعت اس پیشے کام کو پسند نہیں کرتی دوسرے یہ کہ اس تجارت میں نفع بھی کم ہے اور مسلمان چاہتے ہیں کہ ان کو دن بھر میں ایک ہی روپے کا مال بیچنا پڑے مگر نفع ۴ر روپے سے کم نہ ہو ان کو یہ گوارا نہیں ہوتا کہ ایک پیسہ روپے کے نفع سے سولہ اور بیس روپے کا مال بیچیں اوسط کے اعتبار سے دونوں یکساں ہیں مگر اپنی اپنی طبیعت ہے ایک شخص کو سولہ جگہ سے ایک ایک پیسہ کرکے چار آنے لینا اچھا نہیں معلوم ہوتا کپڑے کی تجارت کرنے سے مسلمانوں کی نفاست پسند طبیعت کو کوئی وجہ نفرت نہیں ہے مگر اس کے لئے بہت بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے تھوڑا سرمایہ اس قدر منافع نہیں دیتا جو ان کی فضول خرچیوں کے لئے کافی ہوسکیں پھر چونکہ برادران وطن اس تجارت پر پہلے ہی سے حاوی اور قابض ہیں وہ اور انہیں جتنے دینے لے دیکے ایک لیاظ رہجاتا ہے جو ہر اعتبار سے ان کے مزاج کے موافق ہے نفع بھی زیادہ صاف ستھری دکان اور گدے تکیے پر نشست بھی حاصل ہی اور چونکہ برادران وطن اس پر تا بض نہیں ہیں اس لئے کوئی مدمقابل بھی نہیں ہے یا پھر جوتے کی تجارت ہے۔

لیکن اب ان بڑی بڑی اور اہم تجارتوں سے لیکر چھوٹی سی چھوٹی تجارت تک میں جہاں دیکھو مسلمان کسی درجہ میں بھی کامیاب تاجر نہیں کہے جا سکتے مسلمانوں کے تجارت میں اس طرح ناکامیاب رہنے کی وجہ بھی بہت بڑی حد تک ان میں تعلیم کا نہ ہونا یا تعلیم کا نقص ہے ایک جاہل شخص کی نسبت ایک تعلیم یافتہ شخص جلد کام کو سمجھ کر اسے گا اچھی طرح کرے گا لیکن اس کامی کی بہت بڑی وجہ اصول تجارت سے ناواقفیت ہے راستبازی اور سچائی معاملہ کی صفائی اور دیانت داری خوش خلقی اور میٹھی زبان روا داری اور عالی حوصلگی یہ سب وہ امور ہیں جن کے بغیر کسی سوداگر کی ترقی کرنا قطعاً ناممکن ہے اگر ہماری دوکان سے کوئی چیز خرید کر کسی شخص کو ہمارے متعلق دھوکہ دہی کا شبہ ہوجائے گا تو دوبارہ وہ شخص ہماری دکان پر کبھی نہ آئے گا اگر ہمارا معاملہ صاف اور ایمانداری سے نہیں ہے تو کسی شخص کو کبھی ہماری طرف توجہ نہ ہوگی اگر ہمارے یہاں ہمارے گاہکوں سے برتاؤ اچھا اور خوش خلقی سے نہ ہوگا تو دوسرا گاہکیاں سننے کے لئے ہمارے یہاں کوئی نہ آئے گا اور اگر ہم اپنے گاہکوں کی بعض نامروا باتوں کی برداشت نہیں کرسکتے تو ان کو بھی ہمارے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوسکتی کسی دوکان پر گھٹیا سے گھٹیا چیز کو کا مانا تو کوئی عیب نہیں ہے اور نہ ایسی دوکان کی شہرت پر اس سے کوئی برا اثر پڑتا ہے ہاں عیب یہ ہے کہ شہرت تو یہ ہو کہ ہمارے ہاں اچھا مال ملتا ہے کہ شہر میں کسی دوسری جگہ ملنا مشکل ہے لیکن حالت یہ ہو کہ اس قدر بڑا مال دوسری جگہ بمشکل سے مل سکے۔ اس میں کوئی حرج نہیں اگر ہماری کوئی چیز عیب دار ہوگئی ہے تو ہم اس کا عیب اپنے گاہک کو بھی بتا دیں کہ اس سے ہماری ساکھ کو بہت زیادہ فائدہ ہوگا مگر یہ صورت ہمارے کاروبار کو سخت نقصان پہنچائے گی کہ گاہک دوبارہ کہ دیگر عیب دار چیز ہم اسکے حوالہ کردیں ہاں یہ چیز یقیناً مکمل گئی لیکن آئندہ اس گاہک سے ہم کو ہاتھ بھی دھو لینا چاہئے۔

کاروباری زندگی میں ساکھ ہی پر کسی کی کامیابی و ناکامیابی کا بڑی حد تک دارومدار ہوتا ہے جتنے سرمایہ کا مال دوکان میں بھرا ہوتا ہے وہ سارے کا سارا تو اپنا اور ذاتی نہیں ہوتا ہے بلکہ ساکھ کی بدولت قسطوں پر مل جاتا ہے اور اس طرح ایک طرف تو ہم کو زیادہ سے زیادہ منفعت ہوتی ہے اور دوسری طرف اس شخص کو فائدہ ہوتا ہے جس سے ہم نے مال لیا ہے لیکن اگر خدانخواستہ ہماری ساکھ بگڑ جائے تو پھر ہم کو قرض مال ہرگز نہ مل سکے گا اور جس طرح کارخانوں کی نظر میں ہماری ساکھ ہونی چاہئے اسی طرح ہماری ساکھ ہمارے گاہکوں کی نظر میں بھی ہونی ضروری ہے کہ نفع تو حقیقتاً ہم کو اپنے گاہکوں سے ہی وصول ہوتا ہے اب اگر تمہاری بدمعاملگی سے وہی ہم سے بدل ہوجائیں تو پھر ہم کو نفع کس سے وصول ہوگا۔

اہل یورپ و یسے تو تمام دنیا کا خون چوسے لے رہے ہیں ... اور خون چوسنے کی بہت سی نئی نئی تدبیریں روز بروز ایجاد کرتے ہیں لیکن معاملات میں کبھی فداکاری دھوکہ دہی نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ جہاں کوئی چیز ایک مرتبہ بازار میں آئی اور لوگوں کو پسند آئی اور ہمیشہ کے لئے اس کی شہرت قائم ہوگئی اور کیا مجال ہے جو شروع سے لیکر آخر تک کبھی وہ چیز ہیں سے انیس تو ہوجائے کیوں؟ محض اسلئے کہ وہ اس چیز کو خوب سمجھتے ہیں کہ غرض تو نفع سے ہے لہذا نفع اگر دیانت داری کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کو ملتا رہے وہ اس سے اچھا ہے کہ بددیانتی سے کبھی دونوں ملکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہوجائے یورپ کی بعض بڑی بڑی کمپنیوں کا ہمانتک دستور ہے کہ ان کی تیار کی ہوئی چیز ایک معینہ مدت کے اندر اندر استعمال نہ کرلی جائے تو گاہک سے وہ استعمال نکی ہوئی چیز واپس لیکر بالکل نئی اس کے بدلے میں بغیر کسی مزید داموں کے دیدیتے ہیں ظاہر میں یہ نقصان معلوم ہوتا ہے مگر حقیقتاً یہ بہت بڑا نفع ہے دن رات ایسا ہوتا ہے کہ ہم کوئی چیز خریدتے ہیں لیکن اس کو استعمال کرنے کی مدت تک ضرورت نہیں پیش آتی اور رکھے رکھے بو بھی خراب ہوجاتی ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں ہماری کوشش یہی ہوگی کہ ہم کسی ایسی دوکان کے بجائے جو اس چیز کو پھر واپس نہ کرے ایسی دوکان سے خریدیں جو واپس کرلے اور یوں واپس کرلینے والی دوکان کے گاہکوں میں دن دونا رات چوگنا اضافہ ہوتا رہے گا اور اس طرح اس دوکان کو کہو کہ زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہوگا۔

مسلمانوں کو چونکہ ابھی تجارت نہیں آتی ہے ساتھ ہی روپے کی ان کو کچھ بہت زیادہ محبت نہیں ہے اس لئے بعض اوقات بہت ممکن ہے کہ ایک مسلمان سوداگر کسی ہندو دوکاندار کی نسبت کم نفع پر یا بغیر نفع کے فروخت کرتے ہم دیکھا جاتا ہے کہ مسلمان دوکاندار اوں کی نسبت ہندوؤں کے پاس لوگ بہت

زیادہ خریداری کے لئے جاتے ہیں اور ایسا محض اسلئے ہوتا ہے کہ مسلمان ایک ہندو کی طرح اپنے گاہک کو خوش نہیں کر سکتے۔ کسی ہندو بنیا کے یہاں آپ جائیے تو آپ کی صورت دیکھتے ہی اول تو بیاہ سے زیادہ آپ کی آؤبھگت کرے گا اس کے بعد عموماً خود ہی آپ ایک قسم کا نمونہ طلب کرینگے اور وہ پچاس تھان آپ کے سامنے کھول کر ڈالدے گا اگر گھنٹہ دو گھنٹہ آپ کے ساتھ مغز پاشی کرنے کے بعد بھی اگر آپ کچھ نہ لیں تو ہنس ہنسکر یہی کہیگا کہ کوئی مضائقہ نہیں پھر سہی لیکن اس کے برخلاف اگر آپ ایک مسلمان بزاز کی دوکان پر جائیں اور کسی نمونہ کو طلب کریں تو اکثر ان کا یہی جواب سوال ہوگا کہ لجیگا یا نہیں پریشان کرنا ہے اس کے بعد تہور درویش بجان درویش اگر دو چار نمونے انہوں نے دکھائے اور آپ کو ناپسند ہوئے تو پھر آپ کے لئے عزت و آبرو سے وہاں سے واپس آنا مشکل ہے اب بتائیے اور سینہ پر ہاتھ رکھکر بتائیے کہ اگر مسلمان ناکامیاب ہیں تو کس کا قصور ہے ایک شخص اگر آپ کی دوکان پر کپڑا خریدنے آتا ہے اور وہ کپڑے کا حاجتمند ہے تو ظاہر ہے کہ اسی قدر آپ گاہک کے حاجتمند ہیں وہ آپ سے کچھ مفت نہیں مانگتا ہے خیرات نہیں لیتا ہے وہ خوش خلقی اور خندہ روئی کو چھوڑ کر آپ کی بدخلقی اور ترشروئی کو کیونکر برداشت کرے۔

ہمارے مسلمان دوکانداروں کی ایک یہی خرابی نہیں ہے ایک ہندو دوکاندار دور و پے کے دس روپے تو کبھی نہیں مانگتا مگر اب حد کے سوا دو اڑھائی مانگنا بھی وہ جھوٹ نے جارہے ہیں بلکہ عام طور پر ان کے یہاں اب مقررہ نرخ ہیں نہ اس سے کہ زیادہ مگر جہاں ہندو اس طرف آرہے ہیں وہاں ہمارے مسلمان اس میں ترقی کر رہے ہیں بلکہ دہلی میں ایک طریقہ حال میں ایجاد ہوا ہے اگر آپ کسی جوتے والی کی دوکان پر جائیے اور کسی جوتے کی فرمائش کیجئے اور وہ آپ کو پسند آجائے تو پھر اگر آپ ان سے کہیں کہ اس سے اچھا کوئی اور دکھاؤ تو وہ دوبارہ میں بھی آپ کو بعینہ وہی جوتا دکھائینگے مگر اس کی قیمت ۸ ہر یا ۸ رزیادہ کر کے بتائیں گے اور ضدی مرتبہ آپ اور اچھا کہکر مانگنے جائینگے اتنی ہی مرتبہ اسی چیز کو ۸ ہر یا ۸ پہلی قیمت سے زیادہ آپ کو بتائی جائے گی اور یہ ترکیب صرف اسلئے کی جاتی ہے کہ جوتے کے ہندو دوکانداروں کے یہاں چونکہ ایک مقرر نرخ ہوتا ہے اس لئے مجبوراً ان کو ایک ہی قیمت بتانی پڑتی ہے مگر گاہک کو دھوکہ دینے کی عادت کو چھوٹنا ذرا مشکل ٹھہرا اس لئے اس کی یہ تدبیر کی گئی ہے اب بتائیے کہ ایک مرتبہ ایسا دھوکہ کھل جانے کے بعد دوبارہ وہی گاہک دوبارہ اس طرف کا رخ ہی کرے گا؟ اس تجارت میں ہندو نئے تھے اس لئے ان کے کاروبار کو مسلمانوں کے مقابلہ پر کامیاب نہ ہونا چاہیئے تھا مگر ان کے معاملہ کی صفائی اور سچائی کی بدولت الٹا مسلمان جنت فروش روز بروز نقصان اٹھا رہے ہیں مگر اس کے باوجود اپنی اس لغو حرکت سے باز نہیں آرہے ہیں نقصان کس کا ہے۔

مسلمان دوکانداروں کی ان سب خرابیوں اور کوتاہیوں کے ساتھ ایک خرابی مسلمان گاہکوں کی بھی ہے اور وہ یہ کہ مسلمان اپنے مسلمان دوکانداروں کی ہمت افزائی نہیں کرتے مسلمان من حیث القوم تجارت میں ابھی طفل مکتب ہیں اس کے برخلاف ہندو نیوں کے گوشت و پوست میں تجارت اور تجارت کے اصول سرایت کر چکے ہیں اس لئے آج ہی مسلمانوں کا ان کے معیار پر پہنچ جانا بہت مشکل ہے اس کے لئے کچھ وقت اور کچھ انتظار کی ضرورت ہے ساتھ ہی معزز اور تعلیم یافتہ لوگوں کی طرف سے دوستانہ چشم نمائی کی تاکہ رفتہ رفتہ ان کی عادت ابھی گاہکوں کے ساتھ حسن سلوک اور خوش خلقی کی ہوجائے۔ میرا جہاں تک خیال ہے بعض وقت مسلمان دوکانداروں کی مسلمانوں کے ساتھ بدخلقی دوستانہ اور برادرانہ شکایت کے طور پر ہی ہوتی ہے کہ ان کو چھوڑ کر مسلمان ایک غیر مسلم کو کیوں ترجیح دیتے ہیں کبھی ممکن ہے کہ ان کا چڑچڑا پن محض اس لئے ہوتا ہو کہ دن بھر بیکار بیٹھے بیٹھے گذر گیا تھا اب ایک گاہک آیا تو وہ ایسا ویسا کہ بیسیوں نمونے دکھانے کے باوجود اس کو ایک بھی پسند نہ آیا اور ظاہر ہے کہ ان سب صورتوں میں ہمارے مسلمان دکاندار ہماری زیادہ سے زیادہ توجہ اور زیادہ سے زیادہ سرپرستی کے حق میں کام کرتے کرتے رفتہ رفتہ ان کی یہ تمام کمزوریاں بھی نکل جائینگی جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ وہ لوگ جو عرصہ سے کوئی دوکان لئے بیٹھے ہیں وہ گاہکوں کے ساتھ ایک ہندو دوکاندار سے کسی طرح بڑا برتاؤ نہیں کرتے۔ جو کام دو شخصوں کے مل کر کرنے کا ہے وہ دونوں کے مل کر کرنے ہی سے مکمل اور خوبی سے ہو سکتا ہے تجارت دوکانداروں اور گاہکوں دونوں کو چاہتی ہے صرف اکیلے مسلمان دوکاندار کچھ نہیں کر سکتے جب تک مسلمان گاہک بھی ان کی مدد نہ کریں اور گاہک کا دوکاندار کی مدد کرنا بھی ہے کہ وہ ان کی کوتاہیوں کا خیال کئے بغیر زیادہ سے زیادہ اپنی ضرورت کی چیزیں مسلمان دوکانداروں ہی سے خریدیں۔ اگر ایک شخص کسی طرح آدمیت کا برتاؤ نہیں کرتا تو نہیں کرتا نہ سہی دوسرے سے معاملہ کریں گر وہ دوسرا مسلمان ہونا چاہیئے اچھے اور برے سب ہیں ہوتے ہیں کوئی نہ کوئی اچھا مسلمان دوکاندار بھی مل جائے گا۔ اس وقت مسلمانوں ہی سے اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنا ایک نہایت اہم قومی اور ملی سوال ہے جس کو حل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور بسا اوقات ایسے موقعوں پر اپنے جذبات اور احساسات کا بہت زیادہ پابند ہونا ایسے زبردست نقصانات کا باعث ہو جایا کرتا ہے جن کی تلافی پھر کسی طرح نہیں ہو سکتی اور جیسا کہ مشروع مضمون میں عرض کیا گیا ہے اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے اپنی مخصوص پوزیشن کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ضرورت ہے جن میں سے ایک مسلمانوں ہی سے اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنا بھی اس موقع پر صرف اپنے ذاتی مفاد کا خیال کسی طرح صحیح طریق کار نہیں کہا جا سکتا۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا سیکھنا کس قدر مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے فائم کی ہے کہ ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے لفظ کے لئے پہلے ایک بہت صاف اور سہل الحفاظ قاعدہ کا ذکر کیا گیا ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو

چہرہ ماہ کے اندر جہارت پیدا کر سکتا ہے

قیمت ہر حصہ عجز

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ہماری محکومیت کا اصلی مرض افلاس و بیکاری ہے

(از جناب مولوی عبدالمجید صاحب طالب بلغرائی رحمت گڑھی)

انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس لاہور میں جس ترک و احتشام سے ہوا جس قدر مخلوق خدا کا وہاں انبوہ رہا اور جتنا پرامن طریق پر خرچ ہوا کانگریس کانگریس قابل مبارکباد ہیں لیکن سب سے مہنگا ہوا کامریڈ جواہر لعل نے بھی اپنا ایڈریس پڑھا آقائے ڈاکٹر سیف الدین نے بھی خطبۂ استقبالیہ پڑھا لیکن آہ اس میں غریب ہندوستان کی بیکاری اور افلاس کا کوئی حل نہ نکالا گیا۔

ہندوستان کو قیاسی طور پر دریائے راوی کے کنارے رات کو ۱۲ بجے آزاد بھی تسلیم کر لیا گیا اور بموجب ارشاد پنڈت جواہر لال ہندوستان کو برطانوی حکومت کے بغیر استعداد سے بالکل آزاد بھی کرا دیا گیا اور آزادی کی عملی جدوجہد کے لئے نوجوان ہندی کو جیل نشدد اور موت بھگتنے پر طیار بھی کر دیا گیا گویا سب کچھ ہوا لیکن جس ہندوستان بھوکے پابہ زنجیر شیر کو کانگرسی اصحاب برطانیہ کے پنجہ سے آزاد کرانا چاہتے ہیں کیا اس کے بھوک اس کے افلاس کی بھی کوئی دوا فارو کانگریس نے تجویز کی۔ پنڈت جی تو اس پہلو میں خاموش دیکھے گئے البتہ آقائے سیف الدین نے چند جملہ واہ الفاظ کہکر بھوکے ہندوستان کے آنسو پوچھے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہندوستان کے کھلے اور پہچھے ہوئے خزانے امپیریلزم کی طاقتوں کا شکار ہو چکے ہیں زمانہ حال کا ہندوستان ان غریب کسانوں مزدوروں بے روزگاروں کا وطن ہے جو اس کی آبادی کا ۹۰ فیصدی سے زائد حصہ ہیں اور برطانوی دور حکومت میں ان کو کیا ملتا ہے مفلسی بے روزگاری مقروضی وبا بیماری۔ قحط اور فاقہ کشی اور موت"

آخر میں اسے ایک لاعلاج مرض خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"جب تک ملک کا مسئلہ جوہر ہی یا محض سیاسی نہیں ہے بلکہ یہ لازمی طور پر اقتصادی ہے اس کا سارا کنٹرول ہمارے ہاتھ میں نہ ہوگا ہم اس کو اقتصادی نجات نہیں دلا سکتے"

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس کنٹرول پر ہاتھ پائے ہی آپ آزادی کی جدوجہد کے لئے بڑھ گئے کیا یہ آپ کی ناعاقبت اندیشی نہیں کہ آپ نہتے ہاتھوں پیٹ سے فاقہ کش نوجوانوں کو جنگ کی دعوت دے رہے ہیں۔

تحریک سول نافرمانی کے لئے گورنمنٹ برطانیہ کے بائیکاٹ کے لئے جس قدر زور دیا گیا وہ محتاج بیان نہیں سوائے چودھری افضل الحق اور پنڈت مالوی کی مخالفت کے متفقہ طور پر یہ ریزولیوشن منظور ہو گئے لیکن کسی نے بھولے سے بھی یہ خیال نہ کیا کہ ہندوستان کے بھوکے بال بچوں کا کیا حشر ہوگا اگر ہندوستان کی آزادی کے لئے جنگ لڑی گئی تو سوائے متمول طبقہ کے اور کون میدان میں آسکتا ہے۔ میں کانگرسی اصحاب سے پوچھتا ہوں کہ ان کے پاس ہندوستان کے کاہل کہا بیکاروں فقیروں درماندوں کے لئے کوئی سامان موجود ہے اگر جواب نفی میں ہے تو سوراج کوئی من وسلوی نہیں ہے کہ حاصل ہوتے ہی کروڑہا سوا کروڑ بھوکے ننگوں اور اسی قدر بیکاروں کی روٹی کا سوال حل ہو جائے گا۔ پہلے کانگریس کو چاہئے تھا کہ آزادی کے ریزولیوشن پاس کرنے کی بجائے اس لعنت کو کسی طریق پر دفع کرتی جو ہندوستان کے گلے میں ملوکیت سے زیادہ قوی تر طوق پڑا ہوا ہے۔

افسوس ہے کہ گاندھی جیسے دور اندیش درویش صفت لیڈر کی نگاہ دقیقہ رس بھی اس اہم مسئلہ کو چھوڑ کر آزادی کے ریزولیوشن کی تائید کی لہر میں قص کناں دیکھی گئی ورنہ اس محترم ہستی کا فرض تھا کہ بیکاروں کی مرہم پاشی کے لئے کوئی ایک آدھ ریزولیوشن ہی پاس کرا دیتا جہاں ایک برطانوی حکومت سے مکمل بائیکاٹ کا ریزولیوشن ہوتا وہاں دوسرا یہ بھی ہو جاتا کہ بیکار کس مغاک میں گریں کہاں جائیں کیا کریں یہ اپنے پیٹ کا ایندھن کن وسائل سے کیسے سوراج ملنے کے بعد پورا کریں گے لیکن اس طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی ذمہ دار لیڈروں کی نگاہ سے یہ امر فراموش نہ ہونا چاہیئے کہ اگر آج خدا نہ کرے ہندوستان کے باہر کوئی جنگ چھڑ جائے تو ہندوستانی بیکار اور فاقہ کش پہلے سے کہیں زیادہ اس میں شامل ہو کر ملک کو ایک عرصہ کے لئے غلام رکھنے اور مادر وطن کی زنجیریں کڑی کرنے میں بیش از بیش ہوں گے کیونکہ ان کو پیٹ مقدم ہے خالی ہندوستان آزاد سے کیا مطلب یہ جوشیلے الفاظ تو اس وقت تک ہی موزوں ہیں جب تک پیٹ میں روٹی اور دل میں حرارت موجود ہے ورنہ ایک بیکار اور فاقہ کش کے لئے آزاد اور غلام دونوں ہندوستان برابر ہیں۔

کسی ملک کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں جس نے کسی حکومت کے پنجہ سے نجات پائی اس کا اولین فرض یہ رہا ہے کہ اول ملک کے بیکار اور مفلوک الحال طبقہ کے انتظام و انصرام کے بعد آزادی کی جدوجہد کیلئے قدم اٹھایا ہے لیکن آہ مظلوم ہندوستان کا ہادی و رہنما لاہے یہاں کونسلوں کا بائیکاٹ اور حکومت برطانیہ سے ہمیشہ کے لئے نجات کے فرضی ریزولیوشن تو پاس کر دیئے جاتے ہیں لیکن بیکار نوجوانوں کے لئے کوئی سبیل نہیں نکالی گیا وہ اصحاب جو آج کونسلوں کے بائیکاٹ پر تلے ہوئے ہیں کل انھیں کونسلوں کی کرسیوں پر فائز تھے آئندہ کر سکتے تھے کہ اسی حکومت کی توجہ شاردا ایکٹ کے طوفان بے تمیزی قانون سے پہلے اس غریب طبقہ کی جانب منعطف کراتے کانگریسی اصحاب غلامی کے بیڑیوں کو توڑتے ہیں لیکن جڑ سے نہیں اس کی جڑ میں اگر خود سے دیکھا جائے لاکھوں بیگناہ مظلوم بیکار رہندی نوجوانوں کی تمنائیں دفن ہیں جن کو پکاکہ کبھی برابر بھی دعوت نہیں دی جاتی۔ انقلاب زندہ باد کے نعرے آسان پر اسی وقت درجہ قبولیت حاصل کر سکتے ہیں جبتک ہندوستان کے بھوتوں کی بھوک کا کوئی علاج نہ ہو ورنہ انقلاب زندہ باد کا اصل مفہوم افلاس زندہ باد ہوگا کیا کوئی قوم پرست جو سینہ میں دل اور دل میں قوم کا سچا درد رکھتے اس پر ٹھنڈے دل سے کبھی غور کریگے اگر نہیں تو پھر ہندوستان کو آزاد کرانے کا جنون چھوڑ دیں اس کی مقبولیت اسی وقت بارگاہ صمدیت سے ہوگی

جب ہندوستان کے افلاس کا کوئی علاج نہ ہوگا اور نہ ان حالوں ہندوستان صدیوں تک آزادی حاصل نہیں کرسکتا اور جب تک ہمارے لیڈروں کے دلوں میں اس مسئلہ کی کوئی قدر نہیں ہوتی آزادی کے حصول کی جدوجہد لایعنی ہے کہ اور یہی وجہ ہے کہ ہم غلام ہیں ہم محکوم ہیں کیونکہ ہم خالی خولی آزادی کے حامی ہیں لیکن آزادی حاصل کرنے کا کوئی سرمایہ کوئی ذریعہ علم میں نہیں ہے اور وہ محض خیالی قلعہ بناتے اور فرضی آزادی حاصل کرنا ہی جانتے ہیں میدان عمل میں آنا ہمارے خواب و خیال میں ہی نہیں ہے۔ آپ ضرور کہیں گے کہ لندن میں بھی تو لاکھوں بیکار ہیں یہ درست ہے اس قوم نے سب کچھ حاصل کیا ہے وہ جو چاہیں کرسکتے ہیں وہ آپ کے بیکاروں کی طرح دست نگر نہیں ہیں وہ جب تنگ کرتے ہیں کسی وزیر اعظم کو کسی ممبر پارلیمنٹ کو راستہ جاتے پکڑ کر جو چاہیں سنوا لیا کرتے ہیں ابھی چند روز کا ہی واقعہ ہے کہ بیکاروں کے ایک گروہ نے وزیر اعظم کو راستہ میں گھیر لیا اور جب تک اس سے ایک معتدبہ رقم منوا نہ لی بلکہ حاصل نہ کرلی پیچھا نہ چھوڑا کبھی آپ کے بیکاروں کا گروہ کسی ایک وزیر کو چھوڑ کر کسی ڈپٹی کمشنر کی ہی موٹر روک روک لے پھر دیکھئے کہ شام تک سرکاری ہوٹل میں حلوا مجرا نہ کی پاداش میں پڑا ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔

مجھے ایک واقعہ یاد ہے بیس سال کا عرصہ گذرا پنجاب کے ایک گاؤں میں قحط کی وجہ سے مخلوق خدا تنگ آگئی آخر فاقہ کشوں نے شورہ کر کے خفیف خفیف چوریاں کرنی شروع کیں روزانہ یا پانچ سات اشخاص کسی طرح چوری کی پاداش میں روزانہ سزا ہو جاتی اور یہ غریب جیل میں جو محض روٹی کے لئے ڈھونگ بنایا ہوتا تھا جیتے ہیں دن کے لئے مقید ہو جاتے شاہ شدہ یہ خبر مجسٹریٹ صاحب تک کی جو ایک انگریز تھے پہنچی آپ نے یہ معلوم کر کے کہ یہ غریب الیالیاں وہ محض قحط کی وجہ سے خفیف خفیف جرائم کے مرتکب ہو کر جیل میں آتے ہیں تاکہ روٹی مل سکے بجائے رحم کرنے کے حکماً نافذ کر دیا کہ آئندہ سے اس وہ کا جو شخص چوری وغیرہ کے یا کسی دیگر معمولی جرم میں گرفتار ہوں اسے سزائے بید دی جایا کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دوسرے روز فاقہ کش قحط زدہ جنہوں نے نوزی کی مہل ترین راہ داخل جیل ہونا سوچی ہوئی تھی یکلخت مایوس کن رہ گئے اور پھر کوئی ایسی حرکت کا ظہور نہ ہوا۔ القصہ میرا مدعا اس کے بیان کرنے کا یہ تھا کہ ہمارے بیکار نوجوانوں کو بقول شخصیکہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن جیل تک لینے کے لئے طیار نہیں لہٰذا جب تک ہندوستان کی بیکاری اور افلاس کا کوئی علاج نہ ہوگا مہاتما گاندھی محلوم اور ضرور محلوم رہے گا اور انگریز حاکم رہیں گے ہم میں سب کچھ ہے ہم میں ایسے اصحاب بھی موجود ہیں جو نہایت روشن دماغ اور مادہ حکمرانی رکھتے ہیں ہم میں تہذیب بھی ہے شائستگی بھی اگر ہم آج ہندوستان مسلم سوال جہین فی صدی مسجد اور راجہ گونکشی وغیرہ پر باہمی جدال و قتال کر رہے ہیں یقین جانئے سوراج کے بعد یہ سب کچھ ہمیشہ کے لئے بالکل بند ہو کر ہندوستان ایک قابل ناقابل بن سکتا ہے لیکن بیکاری کا مسئلہ کچھ ایسی ٹیڑھی کھیر ہے کہ یہ خواہ سوراج ملے خواہ نہ ملے جب تک حل نہ ہوگا ملک میں امن و امان مفقود ہے ہماری یہ تمام جنگ رزرگی اسی کے باعث ہو گویا کوئی اہل دل صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے کہ ایک کانگریس

اس مضمون کی اشاعت کے بعد ہمدرد کے دفتر میں ایک صاحب تشریف لائے اور کہا کہ میں نے آپ کا مضمون پڑھا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ کی تجویز کے مطابق بیکاروں کو کام مل جائے تو ہندوستان کی بیکاری کا مسئلہ بہت جلد حل ہو جائے۔ میں ایک کارخانہ دار ہوں اور اپنے کارخانہ کو وسیع کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کے بیکار میرے کارخانہ میں کام کرنا چاہیں تو میں ان کو کام دینے کے لئے تیار ہوں۔ ہمدرد کے ایڈیٹر نے ان صاحب کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم آپ کے پاس بیکاروں کو بھیجیں گے۔ ان صاحب نے کہا کہ بیکاروں کو بھیجنے کی ضرورت نہیں آپ ہمارے نام ایک خط لکھ دیں ہم ان کو بلا لیں گے۔ ہمدرد کے ایڈیٹر نے ان صاحب کا نام اور پتہ لکھ لیا اور ان کو ایک خط لکھ دیا۔ ہمدرد کے ایڈیٹر کو امید ہے کہ ان صاحب کے پاس بیکار ضرور جائیں گے۔ ہمدرد کے ایڈیٹر کو ان صاحب کا نام اور پتہ معلوم نہیں ہے۔ ہمدرد کے ایڈیٹر کو امید ہے کہ ان صاحب کے پاس بیکار ضرور جائیں گے۔ ہمدرد کے ایڈیٹر کو ان صاحب کا نام اور پتہ معلوم نہیں ہے۔

ہندوستان میں سلطنت بنی فاطمہ کی یادگار

جگت جیت مسجد

ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ ریاست کپورتھلہ کے بے تعصب اور نیک دل مہاراجہ سر جگت جیت سنگھ صاحب بہادر نے اپنی مسلمان رعایا کے لئے اپنی ریاست کپورتھلہ پنجاب میں مراکش افریقہ کی سلطنت بنی فاطمہ کی مسجد قطبیہ کے نمونہ پر ایک نہایت خوبصورت مسجد بنوا دی ہے جو کہ لاکھ روپیہ خرچ کر کے بنوائی ہے۔ ۱۴ مارچ ۱۹۲۱ء جمعہ کے دن عباسیہ فنل کی یکتا یادگار رنبر ہائنس نواب صاحب بہاول پور اور بہت سے انگریز اور ہندو مسلمان سکھ لیڈروں کی موجودگی میں ہز ہائنس سر جگت جیت سنگھ صاحب نے مسجد کی محراب میں کھڑے ہو کر اس مسجد کے افتتاح کا اعلان کیا اور شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام شاہی جامع مسجد دہلی نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور ایک لاکھ مسلمان نماز میں شریک ہوئے۔

میں نے اسی موقع پر سٹیج مسجد کے سامنے مہاراجہ صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ سلطنت بنی فاطمہ مراکش افریقہ کی اس یادگار مسجد کے فوٹو ہندوستان کی ہر مسجد میں اپنے خروج سے آویزاں کروں گا تاکہ سات کروڑ مسلمان مہاراجہ سر جگت جیت سنگھ صاحب کی اس نیکی کو اپنی آنکھ سے دیکھیں اور مہاراجہ کو شکر گذاری سے یاد کریں۔ لہٰذا یہ اعلان شائع کیا جاتا ہے کہ ہر صوبہ اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں کی مسجد میں جگت جیت مسجد کا رنگین فوٹو آویزاں کرنے کے لئے ایک آنہ محصول ڈاک بھیجکر مجھ سے بلا قیمت منگا لیا جائے۔ ایک شہر کی دس بیس یا سو پچاس مسجدوں کے لئے ایک ہی پارسل میں فوٹو منگائے جائیں تو محصول ڈاک میں کفایت ہو جائیگی۔

مسجدوں میں شکریہ کے جلسے

میں تمام مسلمانان ہند سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ جمعہ کے دن جلسے کر کے ہز ہائنس مہاراجہ سر جگت جیت سنگھ تا جدار ریاست کپورتھلہ کا شکریہ ادا کیا جائے کہ انہوں نے اپنی مسلمان رعایا کے لئے چار لاکھ روپیہ خرچ کر کے بنی فاطمی سلطنت مراکش افریقہ کی ہندوستان میں پہلی یادگار قائم کر کے ساری قوم کو ممنون احسان کیا ان جلسوں کی اطلاعیں مہاراجہ کے وزیر اعظم خان بہادر میاں عبدالحمید صاحب سی۔ آئی۔ ای کے پاس ریاست کپورتھلہ میں بھیجی جائیں وہ مہاراجہ کی خدمت میں پیش کر دیں گے

(راقم حسن نظامی دہلوی)

جگت جیت مسجد کے فوٹو ملنے کا پتہ:- خواجہ حسن نظامی پوسٹ بکس نمبر ۱۵۰ دہلی

اخبارات ہندسے یہ اعلان شائع کرنے کی درخواست کی جاتی ہے تاکہ مسجد کے فوٹو ہر مسجد میں پہنچ سکیں (حسن نظامی)

انقلاب زمانہ

(از جناب مولوی عبدالدین صاحب)

اے اشک ندامت ہے کہ ہر عزم سفر آج
حاضر ہے پے زاد سفر خون جگر آج

کون ہے جو زمانہ کے دست ستم شعار سے بچا رہا ہو کونسا فرد بشر ہے جو زمانہ کی ناسازگاری اور بیوفائی کا شاکی اور عروس دہر کی ہرجائیوں سے نالاں اور پریشان نہ ہو کوئی نامی گرامی اور کوئی شاہ و گدا نہیں جو ستم روزگار کی ناہنجار کی چکی میں پس کر غبار راہ نہ بن چکا ہو کونسی شوکت و عظمت ہے جو افتاں ماضی نہ بن چکی ہو کونسی آبادی ہے جو صفحۂ روزگار سے مٹا میٹ نہ ہو چکی ہو اور کونسی قوم ہے جو موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا نہ رہ چکی ہو اور دو چار نہ ہو۔ کتنے بڑے بڑے بادوق شہر اور عالیشان عمارتیں زمانہ کی باد صرصر سے پیوند زمین ہوگئیں جہاں کنڈیات کے سوا کچھ نہیں اور جو موجود ہیں وہ اپنے بنانے والوں اور زمانہ کی بے ثباتی پر نوحہ خواں ہیں کہیں چہل پہل اور اقتصادی رونق و دود کا بازار گرم تھا وہاں آج ہو کا میدان اور شکل سنسان ہے۔ جہاں شاہی محلات تھے وہاں کہنہ رات ہیں اور نقش و نگار کی جگہ جگل کی گھاس اگ رہی ہے اور زبان حال "کل من علیہا فان" کا نقشہ پیش کر رہی ہے جہاں کونسل گھر اور شاہی دربار تھے وہ اب خوفناک جنگل اور درندوں کے مسکن ہیں اور جہاں کبھی شب و روز ناچ رنگ کی محفلیں گرم رہتی تھیں اور بادۂ احمر کے دور پہ دور چلتے تھے وہاں اب الو بول رہا ہے۔

جو قومیں کبھی برسر رفعت اور فائز المرامیوں و شادکامیوں سے بہرہ ور تھیں ان کی امارت و دولت اور شوکت و عظمت خاک میں مل گئی۔ بابل اور نینوا کی سلطنتیں نیست و نابود ہو چکیں۔ ایرانی، تورانی، کلدانی اور سندستانی تمدن مٹ چکا۔ بادیہ نشینان عرب کی وہ تہذیب و عمرانیت جس کی تمام عالم میں دھوم تھی زمانہ کے ہاتھوں پھینی جا چکی اور روما کی شوکت و اہمیت فنا کے گھاٹ اتر گئی۔

غرض زمانہ کے انقلابات سے کسی کو چین نہیں اور ایک حالت پر قرار نہیں زمانہ کا تغیر و تبدل کسی انسان کو خواہ وہ کسی درجہ اور حیثیت کا ہو مطمئن اور مسرور نہیں رہنے دیتا۔ اقوام ملل کا بننا بگڑنا اور سلطنتوں کا اچھلنا اور سنورنا زمانہ کے الٹ پھیر اور شکست و ریخت کا نتیجہ ہے انسانی اقوام و ملل کے ارتقار و تنزل کا ہر دور انسانی بے ثباتی کا زبردست ثبوت پیش کرتا ہے اور دنیا کی ہر چیز نقش بر آب اور نظر فریب ہے غرض بنیادی اشیاء کی بے ثباتی تغیر و تبدل اور انقلاب پذیری سے کسی کو مفر نہیں دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو ارتقار و تنزل کے دامن سے نہ گذری ہو اور موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا نہ رہ چکی ہو۔

چونکہ زمانہ کے انقلاب سے ہر قوم کو دوچار ہونا پڑتا ہے اس لئے انقلاب پذیری کا وہ قانون جو ازل سے نفاذ پذیر ہے اس کے مطابق مسلمانوں کی شوکت و عظمت کا آفتاب بھی کیسے ہمیشہ ضیاپاش رہ سکتا تھا ستم پیشہ روزگار نے بالآخر ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو ان سے پہلی قوموں سے کیا تھا۔ جیسے اقوام کی طرح ان کا آفتاب اقبال بھی زوال پذیر ہوا۔ زمانہ کے تغیر و تبدل اور الٹ پھیر نے ان کی قومیت اور تہذیب و عمرانیت کو بھی زیر و زبر کر کے رکھدیا۔

مسلمانوں کا تنزل و تسفل کے عمیق غار میں جا گرنا چنداں قابل تعجب اور باعث افسوس نہیں کیونکہ کوئی قوم ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتی اگر کوئی چیز ماتم انگیز، جگر خراش، اندوہناک اور الم افزا ہے تو ان کی جمود آرائی تغافل شعاری اور بے حسی اگر وہ مائل پستی اور روبہ انحطاط نہیں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر وہ حالت پستی میں مگن ہیں ذلت و رسوائی کی زندگی پر قانع ہیں اور جہد للحیات کو فراموش کئے ہوئے ہیں تو خون کے آنسو رونے کا مقام ہے۔

اگر ایک مریض حالت مرض میں خوش و خرم ہو اپنے آپ کو تندرست سمجھے مرض کو نہ مرض سمجھتا ہو اور علاج کی طرف سے غافل اور بیفکر ہو تو اس مریض کی حالت واقعی ماتم انگیز ہے کیونکہ تندرستی کی کوئی امید نہیں ایسا مریض بہت جلد آغوش فنا میں آرام کی نیند سوئے گا اور اگر مریض کو اپنے مرض کا احساس ہو علاج کا فکر ہر وقت دامنگیر ہو اور صحت کے لئے بھاگ دوڑ ہو تو یقیناً ایسے بیمار کی حالت افسوسناک اور خطرناک نہیں بلکہ امید افزا ہے یہ بیمار ضرور کبھی نہ کبھی صحتیاب اور فائز المرام ہوگا۔

انتہائی رنج و الم کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ بدقسمت اور خود فراموش مسلمانوں کی حالت بھی اس جاں بلب اور قریب المرگ بیمار کے مشابہ ہے جس کے جسم کا کوئی حصہ بھی ایسا نہ ہو جو ماؤف نہ ہو چکا ہو اعضا و جوارح میں سے کوئی بھی صحیح و سالم نہ ہو۔ کوئی حصہ جسم ایسا نہ ہو جس پر نزلہ نہ گر چکا ہو اور مفلوج نہ ہو چکا ہو اور کوئی بھی ایسی قوت نہ رہی ہو جو معطل نہ ہو چکی ہو مگر باوجود اس حالت کے وہ اپنے آپ کو تندرست و توانا سمجھتا ہو اور علاج کے فکر سے مستغنی ہو۔

اف غضب اور ستم۔ خون کے آنسوؤں سے رونے کا مقام ہے اور کیا جگر خراش سماں ہے کہ مسلمانوں کا تاج و تخت اقبال و دولت اور امارت و حکومت سب کچھ تاراج ہا گزیدہ اس حالت میں بھی شاد و فارغ رہتے ہیں ان کی تہذیب و تمدن مٹ رہا ہے وہ تنزل و تسفل کی گہرائیوں میں پڑے آخری سانس پورے کر رہے ہیں اور ان کی قومیت کا سفینہ تباہی کے قریب جا لگا ہے مگر مسلمان ہیں کہ خواب راحت کے مزے لوٹ رہے ہیں اور غفلت کی چادر تانے سو رہے ہیں اور اپنی تباہی کا خاموشی سے تماشا دیکھ رہے ہیں مسلمانوں کو ان کی عظمت پارینہ کے بصیرت افروز قصے سنائے جاتے ہیں اور ان کی موجودہ پستی کی عبرت انگیز تصویریں کھینچی جاتی ہیں مگر ذرا ٹس سے مس نہیں ہوتے یہی جمود و غفلت و بے حسی ہے جو مصیبت ملت کے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہے اور ان کو کسی کروٹ چین نہیں لینے دیتی ہے۔

جس قوم نے تن آسانی اور لاپروائی سے کام لیا اور غفلت و جمود میں پڑ گئی

دہی ہلاکت اور بربادی کے عمیق گڑھے میں جا گری اور دنیا سے نسیاً منسیا ہوگئی

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح کا صحیح طریقہ کونسا ہی محض مدتوں ہی رہنے سے کسی قوم کی اصلاح نہیں ہوتی۔ وہ کونسا طبعی انقلاب ہے جو ان کی ذہنیتوں کو تبدیل کرکے ان کے اضمحلہ دلوں میں ولولہ امنگ اور جوش عمل بھر دے۔ ان کے مردہ جسموں میں روح حیات دوڑا دے ان کے اشتماس و افراد میں احساس کا جذبہ پیدا کردے ان میں ایسی روح پھونک دے ایک ایسی تڑپ پیدا کرے اور ان کے عزائم کو ایسا مستحکم اور استوار بنا دے کہ وہ بڑی سے بڑی مشکلات اور نکالیف کو بآسانی برداشت کرلیں ان کے حوصلے پست اور ارادے کمزور نہ ہوں جو قدم اصلاح و ارتقا کے لئے اٹھائیں پیچھے نہ ہٹے ان کی قوت ارادی بہادروں کو اپنی جگہ سے ہٹا دے اور مضبوط طریق کار نپولین کے کارناموں کی یاد تہلا دے ان کا ہر فرد پیکر عمل بنجائے بالآخر وہ اوج ترقی پر جگمگتے نظر آئیں اور وہ اپنے آپ کو اشرف المخلوقات کے خصائص کا اہل ثابت کرسکیں۔

مختصراً اس کے لئے کہا جاسکتا ہے کہ اگر مسلمان مذکورہ بالا مقاصد عالیہ اور مدارج فاضلہ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ صحیح معنوں میں مسلمان بنجائیں اور قرآن کریم کی تعمیل و تفہیم کو مقصد حیات بنالیں جس کی تعمیل و تفہیم سے عرب کے خانہ بدوش جاہل و وحشی اور اکھڑ انسانوں کی ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ وہ مس خام سے کندن بن گئے۔ انھیں کے نام کا سکہ چار دانگ عالم میں رائج ہوگیا اپنے اندر خلافت کبریٰ کی صحیح استحقاق پیدا کرلیا جس کی وجہ سے انھیں کے ہاتھ میں کارگاہ عالم کے بست و کشاد کا انصرام و انتظام اور خزائن ارضی کی کنجیاں دیدی گئیں۔

قرن اول کے مسلمانوں کی زندگی چونکہ قرآن کی عملی تفسیر اور ان کی زندگی کے حیات افروز کارنامے اپنے اندر دارین کی سعادتوں اور فائز المرامیوں کی ایک دنیا رکھتے ہیں اس لئے ان کے حالات اور سوانح حیات ہی ہمارے مردہ جسموں میں جان ڈال سکتے ہیں اور افسردہ جذبات کو مشتعل کرسکتے ہیں ارباب بصیرت سے یہ امر مخفی نہیں کہ تواریخ کا مطالعہ کرنا قوموں کے بننے بگڑنے اور عروج و زوال کے حالات کا کھوج لگانا اور انسانی اقوام و ملل کے ارتقار و تنزل کے اسباب پر غائر نظر ڈالنا اور حالات پارینہ کا مطالعہ کرنا ہی مردہ اور پس ماندہ قوموں کے لئے درس حیات اور ذریعہ فوز و فلاح ہے۔

گذشتہ واقعات اور تغیر تبدل پر جتنا زیادہ غور و فکر کیا جائے اسی قدر زیادہ راز حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور دور اندیش حقیقت بیں ترقی خواہ اور عقلمند قومیں ہر بات سے درس عبرت حاصل کرتی ہیں اور اپنے علم میں اضافہ کرتی ہیں۔ اور پھر انقلاب سے حقیقت شناسی اور زندگی کا سبق لیتی ہیں۔

اس نظریئے کو مدنظر رکھتے ہوئے میں مسلمانوں کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا نقشہ کھینچکر خواہیدہ مسلمانوں کو مخلصانہ دعوت عبرت دیتا ہوں تاکہ مسلمان اپنی گذشتہ اور موجودہ حالت کا موازنہ کرکے اپنی عبرت اندوزی اور عقلمندی کا ثبوت دیں اور صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ اور اپنے اجداد کے ان زندہ اور درخشاں کارناموں کی یاد کو جو ہماری غفلتوں اور زمانہ کے انقلابات نے فراموش کردیا ہے جریدۂ زود خلائق ہوں۔

سب سے بڑا قرآن شریف یہی ہے

جو ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر میں عدیم النظیر ہے صرف حمیدیہ پریس دہلی میں ملتا ہے اب دوبارہ اس کا چھپنا ناممکن ہے کیونکہ اتنا سرمایہ کون لگا سکتا ہے جو قرآن شریف چھپوائے یہ تو اسلامیہ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ مرحوم نے ۱۹۰۹ء میں ہمت کی تو آج یہ تاریخی قرآن عوام تک پہنچ گیا پہلے اس کا ہدیہ تیس روپے تھا لیکن اب کمپنی مذکور کے درفار کے انتشار نے اس کو اس قدر کم ہدیہ پر دلوا دیا کہ آج مجلد جرمی پشتہ صرف آٹھ روپے میں ملتا ہے یہ اتفاقی صورت اور آخری چانس ہے نہ آیندہ کوئی چھپوائے گا اور نہ اس کی لاگت ہی لگ سکتی ہے جو آٹھ روپے کو مل جائے بہرحال اس نعمت غیر مترقبہ کو لوٹ لیجئے جس قدر جلد لوٹنا چاہیں یہ حسب ذیل صفات کا مجموعہ ہے۔

کتابت اس قدر جلی کہ بینے خود پانچ گز کے فاصلہ سے پڑھ لیا اور ذرا بھی وقت نہیں ہوئی تحریر استاد الاعظم مولوی عبداللغنی صاحب خوشنویس کی ہی۔

طباعت اس قدر سیاہ و دیدہ زیب چمکدار کہ باوجود کہنہ سالی کے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی چھپا ہے یہ بہت بڑی بات ہی ایسی چھپائی اب ناپید ہے۔

صحت یوں تو ہر قرآن قدر چاہے نکالا دعویٰ کیا جائے لیکن حقیقت میں صحت بس اسی قرآن مجید کی ہے کوئی اعراب کم و بیش تو کجا بال بھر بیجا بھی نہیں ہے

ترجمہ دہلی کی ایک معتمد جماعت جس میں احناف و اہلحدیث دونوں شامل تھے اس کی مترجم ہے اور بالعتبار سلاست زبان و ہیرا جبرت صاحب حرم اسکے مصحح تھے۔

تفسیر جلالین، ابن کثیر، خازن اور علامہ عبدہ مصری کی تفاسیر کا نچوڑ اس درجہ عام فہم کہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں اس کو بآسانی سمجھ لیا ہے بسیط اس درجہ کہ اگر فقط تفسیر چھاپی جاتی تو دس روپے سے کم میں ہدیہ نہ ہوتی۔ تفسیر و ترجمہ کا قلم بھی اسی قدر جلی ہے جیسی کہ درسی کتابیں ہوتی ہیں

کاغذ سفید ولایتی ہی ہے اور حنائی دیسی ہی سفید کاغذ گو آب تاب میں اچھا ہے لیکن اپنی بیزہ سالی کی وجہ سے کمزور ہے حنائی چونکہ دیسی ہے اس لئے ویسا ہی کڑا کے دار ہے جیسا کہ روز اول تھا **جلد** دونوں کا برابر ہے مجلد جرمی پشتہ صرف آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔

محصول ڈاک سفید قرآن شریف کا سوا تین روپے اور حنائی قرآن شریف کا دو روپے پانچ آنے ریل کے ذریعہ کم از کم دو جلد منگائیے کیونکہ ریل کے کرایہ کے علاوہ پھر تو یہاں ایک پارسل پر خرچ ہو جاتے ہیں۔

ملنے کا پتہ:- **منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے**

ننھا کانگریسی

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

دن بھر دماغی کار کرتے کرتے جب بالکل پتھر مردہ اور مضمحل ہو کر انسان کلب پہنچتا ہے اور وہاں نرم نرم مخملی گدائس پر بیٹس کے دو سیٹ کھیلنے کو مل جاتے ہیں تو اکثر ضایع شدہ خوش طبعی اور زندہ دلی پھر واپس آجاتی ہے اور ایک مرتبہ پھر دنیا و مافیہا سے کسی نہ کسی حد تک دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے

میں بھی کل دن بھر کی تکان اور افسردگی ٹینس کلب کی نذر کر کے گھر سدھارا رات کو آٹھ بجے کے قریب گھر پہنچا تو چہرہ ہی سے خوشی اور شادمانی کے آثار ہویدا تھے مدت کے بعد مجھے اس قدر خوش وخرم و ہشاش "ان" کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آگئی اور جب میں نے کہا "ماشاء اللہ بہت تن دہن" ہو رہا تھا تو وہ کہنے لگیں کہ "اجی تمھیں کچھ اور بھی خبر ہے یہ تمہارا رفیع اختر بھی اب شاعر ہو گیا ہے"

حیران ہو کر بیٹے کی طرف دیکھا اور گھبراہٹ میں میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا "کیا شاعر"

وہ - ہاں سچ مچ شاعر ہو گیا ہے۔

میں - خدا نہ کرے! کیسی بری فال منہ سے نکالتی ہو۔

وہ - (حیرت سے) اس میں بری فال کیا ہے۔ شاعر ہونا بھی کوئی بری بات ہے؟

میں - بیگم! تمہیں معلوم نہیں شاعر تو آجکل فقیر کو کہتے ہیں۔

وہ - اے ہے! تمہاری بھی کیسی باتیں ہیں۔ شاعر سے اور فقیر سے بھلا کیا واسطہ؟

میں - تم نے کبھی کسی شاعر کو دیکھا بھی ہے؟

وہ - میں کہاں سے دیکھ لیتی؟

میں - جب ہی تو تمہیں معلوم نہیں ہے آجکل کے شاعروں کا حلیہ یہ ہوتا ہے کہ دبلے پتلے سوکھے مردہ سے جسم زرد یا مٹیالی رنگت، میلے پھٹے پرانے کپڑے ایک بیاض بغل میں دبی ہوئی ادھر ادھر ہر سڑکوں پر مارے مارے پھرا کرتے ہیں۔

وہ - کیوں؟

میں - اس لئے کہ دنیا میں ان سے کوئی کام تو ہوتا نہیں سوائے اس کے کہ پرانے شاعروں کے دیوان سے کوئی مضمون چرایا اور ردو چار لفظ بدل کے الٹا سیدھا ایک شعر گھڑ لیا اور بدقسمتی سے یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ محنت کے بغیر کہیں روٹی نہیں ملتی اسلئے بیچارے ہمیشہ خستہ حال اور پریشان ہی رہتے ہیں اور ہمیشہ یہی تلاش رہتی ہے کہ کہیں کسی جگہ مشاعرہ میں بلا لئے جائیں تو بلا سے ایک دو وقت کی روٹیاں ہی چل جائیں

وہ - نوج! میرا رفیع اختر ایسا کیوں ہونے لگا تھا!

یہاں میں یہ بتا دوں کہ یہ حضرت رفیع اختر صاحب رشتہ میں میرے بیٹے ہوتے ہیں اور آپ کی عمر ابھی صرف ساڑھے سات سال کی ہے۔

میں - خدا کرے کہ وہ شاعر نہ بنے مگر آخر یہ تو بتاؤ کہ تم نے یہ کیوں کہا تھا، آخر اس نے کیا کیا ہے؟

وہ (مسکرا کر) ایک قصہ سنا ہے۔

میں - لاحول ولا قوۃ، تو یہ کہو نا کہ ادیب بن گیا ہے، افسانہ نگار بن گیا ہے مضمون نویس ہو گیا ہے۔ خواہ مخواہ اسے شاعر بنائے دیتی ہو۔

وہ (کسی قدر جھنجلا کر) اے بھلا میں جاہل گنوار کیا جانوں کہ ادیب اور طبیب کسے کہتے ہیں جو کچھ میری سمجھ میں آیا وہ میں نے کہہ دیا۔

میں - یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ کیا سنایا ہے؟

وہ - تم کہیں سنتے بھی ہو بڑی دیر سے تو بجا بجا کے لئے کھڑا ہے۔

اب میں نے دیکھا کہ صاحبزادے صاحب سکڑے سکڑائے اور سمٹے سمٹائے اپنی اماں جان کی آڑ میں کھڑے تھے اور ہاتھ میں ایک بہت ہی مختصر سی کاپی تھی۔

میں - ادھر! میں نے تو دیکھا ہی نہیں تھا لاؤ بیٹے ہمیں بھی سناؤ دیکھیں تم نے کیا لکھا ہے۔

رفیع اختر - (سناٹے کر) میں نے بھی ایک قصہ بنایا ہے

میں - کیسا قصہ ہے؟ کس کا قصہ؟

رفیع اختر - ویسا ہی جیسے آپ بنایا کرتے ہیں

میں - (ہنکر) اچھا تو پھر سناؤ

اجازت ملتے ہی انہوں نے خوب اونچی آواز سے سنانا شروع کیا۔

بادشاہ اور غریب بڑھیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شہر میں ایک بادشاہ رہتا تھا، اس بادشاہ کا نام بابر تھا ایک دن باہر باہر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک غریب بڑھیا بھیک مانگتی ہوئی آئی، بابر کو اس پر ترس آیا اور اسے پچاس روپے دیئے۔ بڑھیا نے بابر کا شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔ اب بابر نے سوچا کہ یہاں سے کسی اور شہر کو جانا چاہیئے اب بابر نے سامان درست کیا اور سوچا کہ یہاں سے کلکتہ جائیں جب سامان بندھ گیا تو بابر پانچ بجے کی گاڑی سے کلکتہ گیا وہاں ایک بادشاہ اور رہتا تھا اس بادشاہ کا نام اکبر تھا بابر نے وہاں پہنچکر ایک عالی شان محل بنوایا اور وہیں رہنے لگا۔

ایک دن بابر اکبر کے گھر آیا اور کنڈی کھٹ کھٹائی، اکبر باہر نکل آیا بابر نے اکبر کو سلام کیا اکبر بابر کو پردہ کر کے گھر میں لے گیا اور اسے کھانا کھلایا۔

اس کے بعد اکبر نے سوچا کہ یہاں سے لندن جانا چاہیئے اس نے جلدی سے بستر باندھا اور گیارہ بجے کی گاڑی سے لندن گیا۔

قصہ یہیں ختم نہیں ہوا تھا بلکہ ابھی کئی صفحہ پڑھنے کو باقی تھے مگر میں تنگ آچلا

تہا چنانچہ اس سلسلے کو ختم کرنے کی غرض سے مینے پوچھا
"بیٹے"! اچھا یہ تو بتاؤ کہ بادشاہ کسے کہتے ہیں۔
رفیع۔ (بہت کچھ سوچنے کے بعد) بادشاہ بادشاہوں کو کہتے ہیں اور کسے کہتے ہیں۔
میں (ہنسکر) واہ یہ تو تم نے خوب سنے بتائے کوئی تم سے پوچھے کہ کتاب کسے کہتے ہیں تو تم یہ کہہ دگے کہ کتابوں کو کہتے ہیں۔
رفیع (جھینپ کر) بادشاہوں کے قبضہ میں سارا ملک ہوتا ہے اور ساری رعیت پر وہ حکومت کیا کرتے ہیں ان کے پاس بہت سی فوج ہوتی ہے توپیں اور بندوقیں سب کچھ ہوتی ہیں (ابا جان ایک ہوائی بندوق ہمیں بھی لا دیجئے
میں۔ "ان" سے مخاطب ہوکر) اجی تم اس لڑکے کو بس احمق ہی رکھو گی یا کبھی اس کو کچھ بتاؤ گی بھی۔
وہ۔ میں نے کیا کیا۔
میں۔ یہ تمہارا فرض تہا کہ بچہ کو ہر ایک بات بتاتیں اسے آجتک یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ بادشاہ کسے کہتے ہیں۔
وہ۔ کیوں معلوم کیوں نہیں ہے (ٹھیک تو بتایا ہے اس نے۔
میں۔ ماشاءاللہ! معلوم ہوا کہ تمھیں خود بھی کچھ نہیں معلوم ہے بھلا امریکہ میں کون بادشاہ ہے۔
وہ۔ امریکہ میں بادشاہ ہوتا ہی نہیں ہے۔
میں۔ تو پھر وہاں حکومت کون کرتا ہے؟
رفیع اختر۔ (جوش سے چلاکر) ابا جان مجھے معلوم ہے آپ نے ایک دفعہ بتلایا تھا وہاں کے بادشاہ کا نام جمہوریت ہے۔
میں (ہنسکر) ہوگئیں نا خفا۔ میں تو جانتا ہی تھا۔ اچھا اب اسے حکومت اور بادشاہ کا مطلب تو سمجھا دو۔
وہ (بگڑکر) وہی پی اسے پاس اگر سمجھائے گی۔
میں نے چپکے سے رفیع اختر کو اشارہ کر دیا وہ دوڑکر ماں سے لپٹ گیا اور گلے میں باہیں ڈال کر خوشامد کرنے لگا کہ "نہیں امی جان آپ ہی بتائیے"
وہ۔ میں کہتی ہوں بڑے کو نچلا بیٹھا کر مجھے یہ باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں جائے باپ سے کیوں نہیں پوچھتا۔
رفیع۔ نہیں ہم تو آپ سے پوچھیں گے آپ بتائیے... بتائیے... جلدی بتائیے..... امی جان۔
وہ (جھنجھلا کر) اس بلا کو میرے سر کیوں لگا دیا ہے جو کچھ بتانا ہے اسے بتا چکو نا۔
میں۔ تقسیم عمل کی رو سے یہ کام میرے حصہ میں نہیں آیا ہے اور اگر تم میرے دفتر کا کام نہیں کرتی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ میں تمہارے گھر کا کام کروں
وہ (مایوس ہوکر) اللہ کرے کوئی تمہاری طرح ضدی ہو جائے مجھے کا رو رو کے خون ہو جائے مگر اسے ذرا سی بات نہیں بتائی جائیگی۔
میں۔ آخر تم کیوں نہیں بتاتیں؟
وہ۔ کہہ تو رہی ہوں کہ مجھے خود یہ باتیں نہیں معلوم ہیں اچھا تم مجھے بتا دو پھر میں اسے بتا دوں گی۔
میں۔ پوچھو کیا پوچھتی ہو۔
وہ۔ پہلے تو یہ بتا دو کہ حکومت قائم کرنے کی ضرورت کیا ہے۔
میں۔ ان سے مخاطب ہوکر) صاحبزادے کی اس قدر وسیع معلومات سے اس وقت تمہارا دل کیسا خوش ہوا ہوگا!
وہ۔ یہ تو تمہیں سوچنا چاہیے۔ تم نے کبھی کیوں نہیں بتایا۔ روز اس سے گھنٹوں فضول باتیں بنایا کرتے ہو اگر ایک ایک بات ہی روز بتاتے تو اب تک اسے سب کچھ معلوم ہو گیا ہوتا۔
میں۔ کل کو تم کہو گی کہ اگر روز اس کی ایک قمیص بھی سی دیا کرتا تو آج اسکے پاس سینکڑوں قمیصیں ہوتیں اور وہ کبھی میلا کچیلا نہ رہتا۔
وہ۔ کیوں قمیص تم کیوں سی دیتے۔
میں۔ تو پھر یہ باتیں میں اسے کیوں بتا دیتا اولاد کی تعلیم و تربیت تمہارا کام ہے یا میرا میں دن بھر دفتر میں ہی سر ماروں اور گھر آکر بھی مجھے ذرا آرام نہ لینے دو۔
وہ۔ تم نہیں سمجھاؤ گے تو یہ باتیں میں کیسے سمجھا سکتی ہوں جو باتیں میں خود ہی نہیں جانتی وہ اسے کہاں سے سکھا دوں؟
میں۔ پہلے خود سیکھو اور پھر اسے سکھاؤ۔
وہ۔ (ایک مخصوص انداز سے) کسی بی اے سے شادی کی ہوتی تو آج یہ دقت کیوں پیش آتی؟
میں۔ یہ تو اب بھی ممکن ہے۔
وہ۔ تو کیا میں منع کرتی ہوں مجھے کیا سنسار ہے ہو مجھے تو پہلے ہی معلوم ہے کہ دل میں یہی بات بسی ہوئی ہے۔
میں (ہنسکر) ہوگئیں نا خفا۔ میں تو جانتا ہی تھا۔ اچھا اب اسے حکومت اور بادشاہ کا مطلب تو سمجھا دو۔
وہ (بگڑکر) وہی پی اسے پاس اگر سمجھائے گی۔
میں نے چپکے سے رفیع اختر کو اشارہ کر دیا وہ دوڑکر ماں سے لپٹ گیا اور گلے میں باہیں ڈال کر خوشامد کرنے لگا کہ "نہیں امی جان آپ ہی بتائیے"
وہ۔ میں کہتی ہوں بڑے کو نچلا بیٹھا کر مجھے یہ باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں جائے باپ سے کیوں نہیں پوچھتا۔
رفیع۔ نہیں ہم تو آپ سے پوچھیں گے آپ بتائیے... بتائیے... جلدی بتائیے..... امی جان۔
وہ (جھنجھلا کر) اس بلا کو میرے سر کیوں لگا دیا ہے جو کچھ بتانا ہے اسے بتا چکو نا۔
میں۔ تقسیم عمل کی رو سے یہ کام میرے حصہ میں نہیں آیا ہے اور اگر تم میرے دفتر کا کام نہیں کرتی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ میں تمہارے گھر کا کام کروں
وہ (مایوس ہوکر) اللہ کرے کوئی تمہاری طرح ضدی ہو جائے مجھے کا رو رو کے خون ہو جائے مگر اسے ذرا سی بات نہیں بتائی جائیگی۔
میں۔ آخر تم کیوں نہیں بتاتیں؟
وہ۔ کہہ تو رہی ہوں کہ مجھے خود یہ باتیں نہیں معلوم ہیں اچھا تم مجھے بتا دو پھر میں اسے بتا دوں گی۔
میں۔ پوچھو کیا پوچھتی ہو۔
وہ۔ پہلے تو یہ بتا دو کہ حکومت قائم کرنے کی ضرورت کیا ہے۔
رفیع۔ یہ تو مجھے معلوم ہے۔ ہمارے ملک میں کلکٹر صاحب کی حکومت ہے

میں دایک شان عالمانہ کے ساتھ) ابتدائی زمانہ میں جبکہ انسانی آبادی بہت تھوڑی سی تھی اور خدا کی زمین ساری کی ساری خالی پڑی تھی تو ایسا ہوتا تھا کہ ایک ایک کنبہ کے آدمی آپس میں مل کر ایک جگہ رہا کرتے تھے تاکہ جنگلی جانوروں سے بھی محفوظ رہیں اور دوسرے انسانوں سے بھی گویا مل جل کر رہنے کی ابتدا جان و مال کی حفاظت کے خیال سے ہوئی تھی یہ کنبے جب کافی بڑے ہو جاتے تھے تو چچا تایا کے رشتہ کے بھائیوں میں اکثر کسی نہ کسی بات پر جھگڑا ہو پڑتا تھا اور خون خرابے تک نوبت پہنچ جاتی تھی کبھی کوئی ایک بھائی دوسرے بھائی کی چیز چرا لیتا تھا کبھی ایک بھائی کی بیوی دوسرے بھائی کو پسند آجاتی تھی اور کبھی محض رائے کے اختلاف پر لڑائیاں ہو جاتی تھیں اب بھی ہوتا تھا کہ کبھی کسی سست اور نکمے شخص نے اپنے حصہ کا کام نہ کیا اور دوسروں کو اس کی وجہ سے تکلیف پہنچی اور کبھی ایسا ہوا کہ رات کو جبکہ سب کے آرام کا وقت تھا کسی نے گانا بجانا اور شور و غل مچانا شروع کر دیا جس کی وجہ سے نہ سو سکے غرضکہ آئے دن کوئی نہ کوئی ایسی بات نکلتی رہتی تھی کہ جس کی وجہ سے کسی ایک شخص کا فعل دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا تھا اور پھر دوسرے ہی اس کے جواب میں کوئی ایسا ہی کام کرتے تھے ان حالات سے پریشان ہو کر اور یہ دیکھ کر کہ کنبے میں نااتفاقی اور پھوٹ بڑھتی جاتی ہے بڑے بڑوں نے مل کر باہم مشورہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ رہنے سہنے کے متعلق کچھ قاعدے اور قانون بنا لئے جائیں اور ان کی پابندی ہر شخص پر فرض ہو۔ اس فرض کے قانون بھی بن گئے اور ان کی پابندی بھی ہر شخص پر فرض ہو گئی مگر اب وقت یہ درپیش ہوئی کہ اگر کوئی سرکش نوجوان ان قانونوں کو نہ مانے تو ایسی حالت میں کیا کیا جائے اور اس سے قانون کی پابندی کس طرح کرائی جائے اس کے لئے یہی کہا جا سکتا تھا کہ کنبہ میں جو شخص سب سے زیادہ عزت اور عقل والا ہوتا ہے اسے سارا کنبہ اپنا سردار تسلیم کر لیتا ہے اور سب اس کا کہنا مانتے ہیں وہ قوتا قانون توڑنے والوں کو بھی سزائیں دینے کا مجاز ہوتا ہے اور دو شخصوں کے باہمی جھگڑے کا بھی فیصلہ کر دیتا جو لوگ اس کا فیصلہ ماننے سے انکار کرتے ہیں انھیں سارا کنبہ ایک طرف ہو کر مجبور کر دیتا کنبے کے طاقتور اور اچھے ہاتھ پاؤں کے نوجوان اس کام کے لئے منتخب کر لئے جاتے کہ اگر ضرورت پڑے تو ہر قسم کے دشمنوں سے کنبے کی حفاظت کریں اور یہی بچے اور چھٹے ہوئے نوجوان کنبے کے مرکشوں کو بھی سیدھا کرتے اور ان سے کنبے کے قانون کی پابندی کراتے اس طرح گویا کنبہ کا سردار ایک بادشاہ ہوتا تھا اور کنبے کے طاقتور نوجوان اس کی فوج اور پولیس۔

بادشاہ کے فرائض یہ تھے کہ وہ اپنے کنبے یا اپنی رعایا کی فلاح اور بہبود کی بہتر سے بہتر تدبیر سوچے فوج کا یہ فرض تھا کہ سچے دل سے بادشاہ کی اطاعت بجا لائے اور ہمیشہ وفادار رہے اور رعایا یا کنبے کے لئے یہ ضروری تھا کہ اپنی محنت اور اپنے روپے سے ضرورت کے وقت بادشاہ کو مدد پہنچائے۔

رفتہ رفتہ یہ چھوٹے چھوٹے کنبے بڑھ بڑھکر بڑے بڑے قبیلے بن گئے اور ضداً ضداً بستیوں نے بڑے بڑے بگاڑ اور تعصبوں کی شکل اختیار کر لی قبیلے کے سرداروں کے سامنے دس بیس کے بجائے سینکڑوں جوشیلے اور طاقتور نوجوان سر جھکائے کھڑے رہنے لگے اور کنبے کی طرف سے بادشاہ کو تھوڑے سے ناج اور اسی قسم کے اور پیداوار کی بجائے اب سونا چاندی سب کچھ ملنے لگا اور ان کی حیثیت ایسی ہو گئی کہ جس پر ہر شخص کو رشک آئے پہلے تو لوگ کسی ایک قابل ترین شخص کو زبردستی منت اور خوشامد کر کے بادشاہ بناتے تھے اب خود لوگوں کو یہ تمنا ہونے لگی کہ کسی طرح سردادی اور بادشاہی حاصل کریں اور اکثر حالات میں سب سے زیادہ قابل انسان کی بجائے سب سے زیادہ طاقتور شخص بادشاہ بننے لگا پہلے بادشاہ کے منتخب قوم یا قبیلے کے سب سے بڑے خادم کے ہوتے تھے اور اسے اس بات پر فخر ہوتا تھا کہ وہ اپنے قبیلے کا سب سے بڑا خدمتگذار ہے لیکن اب اس کا کام حکومت کرنا اور قبیلے کا کام اس کی خدمت بجا لانا ہو گیا۔ بادشاہوں کی طاقت اور قوت کے آگے سر جھکانے آزاد فطرت انسان کی یہ ذہنیت ہو گئی کہ ہر صاحب طاقت کے آگے سر جھکائے بادشاہ رعایا کی جان کا مالک بن گیا اور رعایا کا یہ فرض سمجھا جانے لگا کہ ہر حالت اور ہر صورت میں بادشاہ کی دفادار اور خدمت گزار رہے اسی طرح گویا اپنے قبیلے یا اپنے کنبے کے امن قائم رکھنے اور دوسرے قبیلوں کے حملوں کے وقت ان کی مدافعت کا انتظام کرنے کی غرض سے بادشاہت اور حکومت کا نظام ظہور میں آیا تھا اور شروع شروع میں بادشاہ کی یا حاکم کی حیثیت کنبے کے ایک عقلمند اور طاقتور آدمی سے زیادہ کچھ نہ تھی۔

جس ضرورت نے ابتدائی زمانہ میں انسانوں کو اس بات پر مجبور کیا تھا کہ امن اور قانون کے قیام کی خاطر ایک شخص کو بادشاہ بنا لیں وہی ضرورت آجتک موجود ہے اور اس قدر ترقی کر چکنے کے باوجود ہمارے دلوں سے خود غرضی اور خود پرستی کا جذبہ دور نہیں ہوا ہے۔ تہذیب اور تمدن کی تمام ترقیاں ہمارے دل سے حیوانیت کے اس جذبہ کو نہیں مٹا سکی ہیں کہ اپنے ذرا سے آرام یا ذرا سے فائدہ کی خاطر ہم دوسروں کو تکلیف دیں یا نقصان پہنچائیں اور حصول دولت کے ذریعہ جس قدر زیادہ ہوتے جاتے ہیں اسی قدر ہم دولت سے بے نیاز ہونے کے بجائے اس کے عاشق اور اس کے پرستار بنتے چلے جا رہے ہیں اور ظلم و ستم اور فریب و دغا غرضکہ ہر قسم کے ذلیل طریقوں سے بھی دوسروں کی دولت اپنے قبضہ میں لانے کی ہمیں فکر لگی رہتی ہے دوسروں پر ظلم کرنا اور ... ... ان کو تکلیف پہنچانا اور دوسرے کے مال پر قبضہ کرنا سب ایسے کام ہیں جن کی وجہ سے فتنہ اور فساد لازمی ہے اس لئے امن قائم رکھنے اور قانون کی پابندی لوگوں سے کرانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی ایسی طاقت یا ایسا نظام موجود ہو جس کے حکم پر سب کے سر جھک جائیں اور جسے اتنی مقدرت حاصل ہو کہ اگر کوئی شخص سرکشی کرے تو اسے جبر اور زور کے ذریعہ سے اپنے حکم منوا لے اسی انتظام یا اسی طاقت کا نام حکومت ہے اور مختلف ملکوں میں اس کے طریقے مختلف ہیں۔

وہ۔ تو اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ رعایا خود اپنے لئے بادشاہ مقرر کرتی ہے۔

میں۔ ہاں ہونا تو یہی چاہیئے اور یہی شروع شروع میں ہوا بھی کرتا تھا

لیکن آہستہ آہستہ رسم کچھ ایسی پڑ چلی گئی کہ بادشاہوں نے بڑے بڑے خزانے جمع کر کے اس روپے کے زور سے بہت سی فوج کو اور ملک کے بہت سے امیروں کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھا اور اس طرح قوت اور طاقت کے زور سے بادشاہت کے زور سے بادشاہت کو اپنا اور اپنی اولاد کا حق بنا لیا ایک بادشاہ کے مرنے پر نئے بادشاہ کو منتخب کرنے کا دستور ہی جاتا رہا اور عام طور پر ہر بادشاہ اپنی زندگی ہی میں اپنا وارث یا ولی عہد مقرر کرنے لگے بادشاہ قوم کا خادم نہیں بلکہ خدا بن گیا اور اس کی فرمانبرداری تمام رعایا کا فرض سمجھی جانے لگی۔ بادشاہ کو یہ اختیار ہی حاصل ہو گیا کہ اپنے ملک اور اپنی رعایا کے لئے جو قانون چاہے بنا دے گویا قانون اس کی اپنی مرضی کا دوسرا نام ٹھہرا دنیا میں اچھے اور برے سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں ان بادشاہوں میں بھی بعض تو ایسے شریف اور نیک ہوتے تھے کہ وہ ہر وقت اپنے ملک کی ترقی اور اپنی رعایا کے آرام کی فکر دل میں لگے رہتے تھے اور بعض اپنی ذات کو آرام پہنچانے کے لئے ایسے ایسے ظلم کرتے تھے کہ ان کے خیال سے انسان کا دل کانپ جائے رعایا اگر ان ظلموں سے تنگ آکر ان کے مقابلہ کا ارادہ کرتی تو ان کی فوج اور ان کا روپیہ انھیں رعایا پر غالب رکھتا اور مقابلہ کرنے والوں کو سخت سخت سزائیں دی جاتیں اس قسم کی حکومتوں کو شخصی حکومت کہا جاتا تھا کیونکہ ان میں ایک شخص پوری قوم کی جان و مال کا مالک ہوتا تھا اور ان کی سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ اگر بادشاہ ظالم یا خود پرست یا بیوقوف نکلتا تو ساری قوم کی زندگی تباہ ہو جاتی تھی۔

دے۔ تو کیا اس شخصی طریقہ کے علاوہ بھی حکومت کا کوئی اور طریقہ تھا؟

میں۔ بعض ملکوں میں تو رعایا تنگ آکر اور فوج کو اپنے ساتھ ملا کر بادشاہوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ تن تنہا حکومت نہ کریں اور ملک کی تمام آمدنی کے خود مالک نہ بنجائیں بلکہ رعایا اپنی طرف سے کچھ آدمیوں کو منتخب کر کے مقرر کر دیا کرے اور سارا انتظام ان کے ہاتھ میں رہے وہ ہی آپس میں مشورہ کر کے قانون بنائیں اور وہی ملک کی آمدنی کو رعایا کے فائدے اور آرام کے کاموں پر خرچ کیا کریں اور بادشاہوں کو ایک اور بادشاہوں کو ایک مقررہ رقم ان کے خرچ کے لئے مل جایا کرے مشیروں کی اس جماعت کا نام پارلیمنٹ ہے اور دستور بھی کہتے ہیں اور ایسی ہی حکومت کو دستوری یا آئینی حکومت کہنے لگے۔ بعض ملکوں نے بادشاہ کا سرے سے وجود ہی غائب کر دیا اور اپنی جماعت میں سے تھوڑے تھوڑے دلوں کے لئے کسی ایک لائق آدمی کو منتخب کر کے اپنا سردار مقرر کرنے لگے اور اپنی ہی جماعت میں سے کچھ آدمیوں کو منتخب کر کے ایک انجمن بنا دی جو ملک کا انتظام کیا کرے اس قسم کی حکومت چونکہ جمہور یعنی تمام رعایا کے نمائندوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے اس لئے اس کا نام جمہوری حکومت ہے اور فرانس جرمنی اور امریکہ میں اسی قسم کی حکومتیں رائج ہیں۔

رفیع اختر۔ ابا جان ہمارے ملک میں کون بادشاہ ہے

میں۔ ہمارے ملک میں ہماری اپنی حکومت نہیں ہے بلکہ انگریزوں نے ہمارے ملک پر قبضہ کر لیا ہے اس لئے انگلستان کا جو بادشاہ ہوتا ہے وہی ہمارا بھی بادشاہ ہوتا ہے۔ اور بادشاہ کی طرف سے بادشاہ کا ایک نائب ہندوستان میں رہا کرتا ہے جسے وائسرائے یا بڑے لاٹ صاحب کہا کرتے ہیں۔

رفیع اختر۔ تو یہاں کیا شخصی حکومت ہے اور وائسرائے جو کچھ چاہتا ہے وہ کیا کرتا ہے؟

میں۔ یہاں کی حکومت نہ شخصی ہے نہ دستوری اور نہ جمہوری۔

رفیع اختر۔ (حیرت سے) تو پھر اور کس قسم کی ہے۔

میں۔ سب سے الگ اور انوکھی قسم کی ہے۔

رفیع۔ آپ نے تین ہی طرح کی حکومتیں تو بتائی تھیں۔

میں۔ ہاں۔

رفیع۔ پھر ہندوستان میں کونسی طرح کی حکومت ہے؟

میں۔ ہندوستان کی حکومت کا نظام میں تمہیں بتائے دیتا ہوں پھر اس کا جو نام تمہارا جی چاہے رکھ دینا۔

رفیع (شوق سے) تب لیجئے۔

میں۔ اس ملک میں جتنے شہر ہیں ہر شہر میں ایک کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر رہتا ہے وہ اس ضلع یا اس شہر کا اعلیٰ افسر ہوتا ہے اور اصل میں تو اس کا کام یہ ہے کہ ہمارے شہر سے سرکاری محصول وصول کر کے سرکاری خزانے میں داخل کر دیا کرے۔ لیکن عام طور پر ہر ایک کلکٹر اپنے ضلع کا بادشاہ ہوتا ہے اور ایک شخصی حکمران کی طرح وہ جو کچھ چاہتا ہے کیا کرتا ہے پھر کئی کئی ضلعوں سے ملکر ایک کمشنر ہوتا ہے اور ہر کمشنر کا حاکم ایک کمشنر ہوتا ہے کمشنر بھی کلکٹروں کی طرح سے اپنی قسمت کے بادشاہ ہوتے ہیں اور زبان سے اگرچہ ہر وقت قانون قانون کہتے رہتے ہیں لیکن دیکھا یہی جاتا ہے کہ ان کی اپنی زبان قانون ہوتی ہے اور جو کچھ یہی وہ کہہ دیں سب کو ماننا پڑتا ہے اب بہت سی قسموں سے مل کر ایک صوبہ بنتا ہے جیسے پنجاب کا صوبہ یا بنگال کا صوبہ اور ہر صوبہ میں بھی ایک حاکم یا گورنر رہتا ہے ان گورنروں کو حکومت کے کاموں میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے ایک مجلس یا کونسل ہوتی ہے اور اگر یہ مجلس ایسی قسم کی ہوتی جیسی ہونی چاہیئے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ صوبہ کی حکومت دستوری حکومت ہوگی ہوتا یہ ہے کہ اول تو اس مجلس کے سارے ممبر رعایا کی طرف سے منتخب کئے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جنہیں حکومت خود مقرر کر دیتی ہے اور یہ ہر معاملہ میں مشورہ اور رائے دیتے وقت حکومت کا ساتھ دیا کرتے ہیں۔

رفیع۔ یہ کیا بات ہوئی حکومت کا ساتھ کس طرح دیتے ہیں۔

میں۔ فرض کرو کہ رعایا کی طرف سے جو ممبر کونسل میں گئے وہ یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ نمک چونکہ ایسی چیز ہے کہ ہماری زندگی کی ضرورت میں داخل ہے اور غریب سے غریب آدمی کو بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس پر کسی قسم کا محصول نہ لگنا چاہیئے تاکہ وہ بہت ہی سستا بکا کرے تو اب ایک دستوری حکومت میں تو اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ نمک کا محصول فوراً موقوف کر دیا جاتا لیکن ہوتا ایسا ہوتا ہے کہ اگر حکومت ایسا کرنا نہیں چاہتی تو سارے ممبر اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اگر ان کی تعداد ان لوگوں سے زیادہ ہوئی کہ جو تجویز کے موافق

ہیں تو یہ تجویز منظور نہیں ہوتی اور مسترد ہو جاتی ہے اسی طرح اگر حکومت کی طرف سے یہ تجویز پاس ہو کر گورنمنٹ کو تقریر کرنے کی آزادی نہ ہونی چاہیئے یا یہ کہ اخباروں کو یہ حق حاصل نہ رہنا چاہیئے کہ وہ حکومت پر نکتہ چینی کریں تو چاہیئے کہ رعایا کے نمایندے اس کے بالکل خلاف ہوں لیکن سرکاری ممبر سب کے ساتھ دیں گے اور ممکن ہے کہ تجویز پاس ہو کر قانون بنجائے اس طرح جو قانون بنتے ہیں وہ اگرچہ ظاہر میں تو پارلیمنٹ یا دستور کے پاس کئے ہوئے ہوتے ہیں لیکن تم خود سمجھ سکتے ہو کہ وہ رعایا کے نمایندوں نے نہیں بنائے ہیں بلکہ دراصل رعایا کے جتنے نمایندے بھی پارلیمنٹ میں تھے وہ سب ان کے خلاف تھے۔

رفیع۔ اب میری سمجھ میں آگیا یہ تو بہت ہی بری بات ہے۔

تیں۔ جو بات کہ اس سے بھی زیادہ بری ہے وہ تو ابھی تم نے سنی ہی نہیں ہے۔

رفیع۔ وہ کیا؟

تیں۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ کوئی تجویز پارلیمنٹ یا کونسل میں پیش ہوئی اور رعایا کے سب نمایندوں نے اسے ملک کے لئے مفید سمجھا مگر اس کی موافقت میں ڈالے ہوئے ووٹوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ تجویز پاس ہی ہو گئی پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ قانون بنجائے۔

رفیع (حیرت سے) جب پاس ہو گئی تو پھر قانون کیوں نہیں بنے گی؟

تیں۔ اس ملک میں گورنمنٹ کو اور رعایا کے نمایندوں کو یہ حق اور یہ اختیار حاصل ہے کہ جس تجویز کو وہ پسند نہ کریں تو خواہ کونسل میں وہ پاس ہی کیوں نہ ہو چکی ہو پھر بھی وہ اپنے مخصوص اختیارات سے اسے نامنظور کر سکتے ہیں اور اسی طرح جس تجویز کو کونسل پاس نہ کرے اسے اگر وہ پسند کرتے ہیں تو اپنے خاص اختیارات کے ذریعہ سے منظور کر کے قانون بنا سکتے ہیں۔

رفیع۔ تو پھر کونسل یا پارلیمنٹ رکھنے کا فائدہ ہی کیا ہوا؟

تیں۔ اسی لئے تو میں نے تم سے کہا تھا کہ ہندوستان میں جس قسم کی حکومت ہے وہ نہ شخصی ہے نہ دستوری شخصی تو اس لئے نہیں ہے کہ یہاں کوئی ایک شخص خود مختار بادشاہ نہیں ہے بلکہ جو کچھ انتظام کیا جاتا ہے یا جو قانون بنائے جاتے ہیں وہ رعایا کے نمایندوں کی مجلس میں ضرور پیش ہوتے ہیں اور دستوری اس حکومت کو اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ جب کبھی گورنر یا وائسرائے کو ضرورت ہوتی ہے تو وہ بلا تکلف کونسل یا دستور کے فیصلہ کو ٹھکرا دیتا ہے اور اپنی من مانی کارروائی کرتا ہے

رفیع۔ اچھا یہ تو بتا دیجئے کہ کونسی حکومت سب سے اچھی ہوتی ہے شخصی یا مجلسی

تیں۔ تم خود سمجھ چکے اس کا فیصلہ کر سکتے ہو ہمارے کہنے میں فرض کر دو کہ سو آدمی ہیں سب اپنی اپنی آمدنی لا کر کہنے کے خزانے میں جمع کر دیتے ہیں اب اگر میں اکیلا اس خزانہ کا مالک بنکر بیٹھ جاؤں اور سب کو تکلیف میں رکھکر خود مزے اڑاؤں تو یہ صورت تمہیں پسند آسکتی ہے؟

رفیع۔ جی نہیں۔

تیں۔ تو بس اس کے یہ سنتے ہوئے کہ شخصی حکومت تمہیں پسند نہیں آسکتی اور تمہارا یہ خیال بالکل صحیح ہے کیونکہ انسان ہونے کے لحاظ سے میں اور تم اور ایک جنگلی یا چار سو بیس برابر ہیں۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا کہ ایک انسان دوسرے انسان کی جان و مال کا مالک بنجاوے نہ اسے عقل ودا

رکھتی ہے اور نہ مذہب ہی اس کی اجازت دیتا ہے کنبہ کی آمدنی اگر مشترکہ ہے تو کوئی ہم کسی ایک کو اپنے گھر کا منتظم مقرر کر دیں پھر بھی یہ ضروری ہے کہ وہ منتظم جو کچھ بھی کرے ہماری اصلاح اور ہمارے مشورہ سے کرے اسے خود کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ ہمارے مشترکہ گھر کے متعلق اپنے طور پر یہ قانون بنا دے کہ فلاں چیز کو ہاتھ لگانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے یا یہ حکم دیدے کہ سب لوگ ایک وقت باجرے کی روٹی کھا یا کریں وہ یہی کر سکتا ہے کہ ہمیں بتائے اور سمجھائے کہ باجرا صحت کے لئے بہت مفید چیز ہے یا یہ کہ ہماری آمدنی میں آٹھی گنجائش نہیں ہے کہ دونوں وقت گیہوں کھا سکیں اب اس مشورہ کو ماننا نہ ماننا ہمارا اپنا کام ہے اگر ہم اسے مان لیں تو وہ ہمارے کنبہ کا قانون ہو جائے گا اور اس کی مانتا ہم میں سے ہر شخص پر فرض ہو گا لیکن اگر ہم نہ مانیں تو اسے ہرگز ہرگز یہ حق اور یہ اختیار نہ ہونا چاہیئے کہ ہماری مرضی کے خلاف ہمیں باجرا کھانے پر مجبور کرے کسی ایک شخص کی مرضی کسی دوسرے کے لئے قانون نہیں ہو سکتی اور نہ ہونی چاہیئے! ایسا حاکم کہ جس کی مرضی سب کے لئے قانون ہو صرف خدا ہے اور خدائی اختیارات کسی انسان کو نہیں دیئے جا سکتے۔

فہ۔ مگر دیکھو تو حضرت مسلمانوں میں بھی تو پہلے شخصی حکومت ہی کا رواج تھا!

تیں۔ جس وقت سے مسلمانوں میں شخصی حکومت کا رواج ہوا اسی وقت سے ان کا زوال بھی شروع ہو گیا۔

فہ۔ شخصی حکومت تو ان میں ہمیشہ سے تہی آخر چاروں خلیفہ بھی تو شخصی ہی بادشاہ تھے یا کچھ اور؟

تیں۔ وہ بادشاہ ضرور ہوتے تھے لیکن وہ ایسے بادشاہ نہیں ہوتے تھے کہ حکومت اور سلطنت انھیں ورثہ میں مل جاتی ہو یا یہ کہ وہ زبردستی اپنی مرضی سے تخت پر چڑھ کر بیٹھ جاتے ہوں مسلمانوں کی تمام جماعت یہ دیکھ کر ہم میں سے جو شخص زیادہ لائق شخص فلاں ہے اسے اپنا امیر یا خلیفہ یا بادشاہ بنا دیتی تھی اور قوم کی طرف سے یہ اختیار دیدیا جاتا تھا کہ اسے کے حلم اور رسول کی سنت کے مطابق جو کچھ چاہے کرے وہ اس قسم کے بادشاہ ہوتے تھے کہ ایک غریب سے غریب آدمی بھی سر دربار ٹوک دیتا تھا اور ان سے جواب طلب کر لیتا تھا کہ تم نے فلاں کام میں اس طرح کیوں کیا اور اگر قوم یہ دیکھتی کہ ان کا انتظام ناقص ہے اور وہ رعایا کے تجارت صرف اپنا بھلا چاہتے ہیں یا یہ کہ خدا کے قانون کے بجائے اپنے قانون کو رواج تو دوسرے ہی دن انھیں تخت سے اتار دیا جاتا! ایسی حکومت کو کسی طرح بھی شخصی حکومت نہیں کہا جا سکتا جس میں بادشاہ کی اپنی مرضی کو کوئی دخل نہ ہو اور قدم قدم پر رعایا اس سے حساب لے سکے وہ خود مختار نہیں تھے بلکہ جس طرح تمام رعایا خدا کے بنائے ہوئے قانون کی پابند تھی اسی طرح وہ خود بھی انہی قانونوں کے مطیع اور فرمانبردار تھے وہ رعایا پر حکومت نہیں کرتے تھے بلکہ فی الحقیقت رعایا کی خدمت کرنا ان کے فرائض میں داخل تھا

رفیع۔ اچھا جا چکا یہ تو بتائیے کہ یہ کانگریس کیا چیز ہے اخباروں میں روز لکھا ہوتا ہے کہ کانگریس نے یہ فیصلہ کیا اور کانگریس اب یہ کرنا چاہتی ہے ہمارے ملک میں حکومت تو انگریزوں کی ہے پھر یہ کانگریس کیا ہے جو ہر کام میں دخل دیتی پھرتی ہے

تیں۔ قاعدہ کے مطابق ہمارے ملک میں ہماری اپنی حکومت ہونی چاہیئے تھی اور کسی دوسرے کو یہ حق نہیں ہونا چاہیئے تھا کہ ہمارے گھر کے انتظاموں میں دخل دے ہم اگر چاہتا انتظام کرتے تو وہ ہمارے اپنے تھا اور برا کرتے تب بھی وہ ہمارے

ہی لئے ہوتا ہو۔ لیکن بعض اتفاقات ایسے ہو گئے کہ انگریزوں کو یہ موقع مل گیا کہ وہ ہمارے ملک پر قبضہ کر لیں ظاہر ہے کہ انگریزوں کے دل میں ہم سے زیادہ اپنی قوم کا یا اپنے کنبہ کا زیادہ درد ہوگا اور وہ اب کبھی نہیں کر سکتے کہ ہمارے ساتھ بھلائی کرنے کی خاطر یا ہمارے ملک کا انتظام ٹھیک طور پر کرنے کیلئے وہ اپنی قوم کا نقصان گوارا کر لیں ہمارے ملک کی آمدنی بہت زیادہ ہے اور اس آمدنی سے وہ اپنے ملک کو بڑے بڑے فائدے پہنچا سکتے ہیں اور پہنچایا کرتے ہیں لیکن ان کے ایسا کرنے سے ہمیں اور ہمارے ملک کو سخت نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ہمارے کنبہ کی آمدنی ایک دوسرے کنبہ میں بٹ جاتی ہے۔ جب تک ہندوستانی بالکل جاہل تھے اس وقت تک تو ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی مگر اب ادھر کوئی چالیس پینتالیس سال سے ان میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوئے جو ان سب باتوں کو سمجھتے تھے اور جن کے دل کو یہ دیکھ کر صدمہ پہنچا کہ ہندوستان کے غریب مزدور اور کسان تو دن رات محنت کر کے دولت پیدا کریں اور اس سے فائدہ پہنچے ایک ایسی قوم کو جو ہندوستانی نہیں ہے۔ انہوں نے آپس میں ملکر ایک بانی جماعت یا انجمن اس غرض سے بنائی کہ انگریزوں نے جو حقوق ہمارے لئے ہیں وہ ان سے واپس لیں اور اپنے کنبہ کو اس مصیبت سے نجات دلائیں کہ دن رات محنت اور مشقت کرنے پر بھی اسے پیٹ بھر روٹی میسر نہیں آتی اور قوم روز بروز فقر و مفلسی ہوتی چلی جا رہی ہے اپنی اس جماعت کا نام انہوں نے انڈین نیشنل کانگریس رکھا اور اس وقت سے وہ برابر اسی کوشش میں لگی ہوئی ہے کہ ہندوستان کو غیروں کی غلامی سے نجات دلائے تاکہ خود ہندوستانیوں کو اپنے گھر کا انتظام کرنے کا موقع میسر آ سکے جو ان کا جائز حق ہے۔

رفیع - تو یہ تو بڑی اچھی جماعت ہے پھر مسلمان اس سے کیوں الگ ہیں۔

میں - ۱۸۵۷ء میں ہندوستان میں غدر ہو گیا تھا اور ہندوستانیوں نے کوشش کی تھی کہ انگریزوں کے قبضہ سے اپنے ملک کو نکال لیں مگر اس وقت کامیابی نہ ہوئی اس غدر کے بعد مسلمانوں کو بڑی کثرت سے اور بہت ہی سخت سزائیں دی گئیں اور ہزاروں مسلمان خاندان بالکل تباہ اور برباد ہو گئے اسلئے شروع شروع میں جب کانگریس کی بنیاد پڑی تو مسلمان بہت ڈرے ہوئے تھے اور آزادی کا نام تک لینے کی ہمت نہ پڑتی تھی اس لئے وہ اس وقت کانگریس سے الگ تھلگ رہے لیکن اب تو وہ الگ نہیں ہیں اور ۱۹۱۶ء سے وہ پورے طور پر کانگریس کے ساتھ ہیں بلکہ سچ پوچھو تو اسی وقت سے کانگریس کو طاقت پہنچی اور اس کی آواز میں اتنا زور پیدا ہوا کہ حکومت اس کی طرف توجہ کرے۔

رفیع - واہ ابا جان! میں نے کل ہی تو اخبار میں پڑھا تھا کہ مولانا محمد علی صاحب نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ کانگریس میں شریک نہ ہوں اور آزادی کی تحریک سے الگ رہیں۔

میں - تو پھر کیا ہوا مولانا محمد علی صاحب آدمی ہی ہیں اور ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ اخبار میں تمہارے حضرت مولانا انور شاہ صاحب کا بیان بھی تو پڑھا ہوگا کہ وطن کی آزادی کی کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور بہار اور اڑیسہ کے علماء کا متفقہ اعلان بھی تو دیکھا ہوگا جس کا یہی مطلب ہے اس کے علاوہ مولانا حسرت موہانی مولانا ابوالکلام آزاد اور بہت سے اور بڑے بڑے پیشواؤں نے بھی یہی مشورہ دیا ہے ایسی حالت میں یہ خیال کرنا تو بالکل ہی غلطی ہے کہ مسلمان اس کوشش سے الگ ہیں اور کانگریس میں شریک نہیں ہیں۔

رفیع تو کیا سب مسلمانوں کو کانگریس میں شریک ہونا چاہیئے!

میں - اگر وہ شریک نہ ہوں گے تو ان کا اپنا ہی نقصان ہے ہمارے ملک میں ایک وہی جماعت ایسی ہے جسے قوم کی نمائندہ جماعت کہا جا سکتا ہے اور کہا جاتا ہے اگر اس جماعت سے مسلمان الگ ہے تو وہ بالکل ہندوؤں کی جماعت ہو جائیگی اور ظاہر ہے کہ ہندوؤں کو ایسی کیا غرض پڑی ہے کہ وہ مسلمانوں کی بھلائی کی تدبیریں سوچے۔

رفیع - اخبار میں تو یہ لکھا تھا کہ کانگریس مسلمانوں کی دشمن ہے!

میں - جس کسی نے یہ لکھا تھا جھوٹ لکھا تھا کیا تک مولانا محمد علی اس میں تھے تو وہ مسلمانوں کی دوست تھی اور آج جب وہ اس سے الگ ہو گئے تو وہ مسلمانوں کی دشمن ہو گئی کانگریس میں اب بھی تو مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد شریک ہے اور بہت سے ان میں سے ایسے ہیں جو بہت ہی عقلمند اور نہایت ہی سچے اور ایماندار ہیں پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ خود اپنی ہی قوم کے دشمن بن جائیں اور اگر وہ دشمن بن سکتے ہیں تو اسی کا ثبوت ہے کہ جو لوگ کانگریس کی مخالفت کر رہے ہیں وہ قوم کے دشمن نہیں ہیں۔ ہندوؤں میں کچھ لوگ ایسے ہیں ضرور جو کسی حالت میں بھی مسلمانوں کی بھلائی کے خواہشگار نہیں ہو سکتے لیکن بالکل اسی طرح مسلمانوں میں بھی تھوڑے سے آدمی ایسے ہیں جنھیں ہندو ایک آنکھ نہیں بھاتے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو کہ سب ہندو یا مسلمان عقل سے خارج ہیں اچھے ہندو اور اچھے مسلمان تمام ایسی باتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہیں جن کا تعلق دونوں قوموں سے ہے اور جب تک ہیں ساتھ ساتھ رہتا ہے ہر مل جل کر صلح اور خوشی کے ساتھ بسر کرنے پر مجبور رہیں۔

رفیع - تو ابا جان میں بھی کانگریس میں شریک ہو جاؤں؟ میں - ضرور ہو جاؤ آج

کتاب المرقوم یعنی شرح مثنوی مولینا روم

(از علامہ مولوی عبدالرحمن صاحب لکھوی)

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی کتاب ہے جو اج عالم التصوف کی جان ہے یہی کام ہے جو تزکیہ کام طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے دنیائے تصوف شرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اس کی ضرورت غیر ضمنی طور پر تمام لوگوں کو فاضلوں لکچراروں ایڈیٹروں کو اس کی ضرورت عالموں کو اس کی ضرورت غرضکہ ہر قسم کے لوگوں کو اس کی ہر وقت اور ہر گھڑی ضرورت ہے مختصراً اس کی خوبیاں حسب ذیل ہیں زیادہ وضاحت کی یہاں گنجائش نہیں ہے (۱) اصل مثنوی کا ہر شعر جلی قلم سے نہایت خوشخط بعض بعض اعراب دیکر لکھا گیا ہے (۲) مشکل الفاظ کی لغوی و اصطلاحی تشریح و وضاحت سے کی گئی ہے (۳) ہر شعر کی صرفی نحوی ترکیب جامع اختصار کے ساتھ کی گئی ہے (۴) ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے باریکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے (۵) ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہو اور با محاورہ بھی (۶) ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالے دیئے گئے ہیں (۷) ہر شعر کی شرح عجیب ہی دلچسپ انداز میں کی گئی ہے کہ صاحب دل جھوم جاتے ہیں ضخامت ۵۰۰ صفحات

قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے مجلد ۲ عہ

ملنے کا پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس - دہلی

تماشائے اہل کرم دیکھیے

رمضان شریف میں نیکیاں اور حسنات کماتے کماتے لوگ تھک گئے اس لئے شوال میں کمان اتارنے کے لئے آرام میں رہے ہیں وجہ ہے کہ اس مہینے خریدار رہا کرتا ہے اور تعداد خاصی کم رہی، ہر حال اس مہینے کا ریسٹ ذی قعدہ کے مہینے میں تازہ دم کام کرنے کے لئے بہت امید افزا ہوگا، انشاء اللہ

یہی حال اس مہینے میں قرآن شریف و کتب کی خریداری کا رہا، لیکن اس سے کام پر اثر پڑتا ہے، یہ مہینہ بڑی مشکل سے بیتا ہے، دس ہزار پرچے کی چھپائی پر ایک ہزار روپیہ ماہوار سے زیادہ خرچ ہوتا ہے، اور اس کا بڑا حصہ کتابوں کی آمدنی کا ہوتا ہے، اگر ایک مہینہ بھی آپ خرید کتب کے سلسلہ میں تغافل کر جائیں تو خدا ہی جانتا ہے کہ یہاں کیا بیت جاتی ہے میں تو کہتا ہوں کہ اگر دوسری جگہ سے آپ کو کفایت سے وقت پر اور اچھی کتابیں مجھ سے ملیں تو خریدیں، کیا آپ کا تجربہ اس کا شاہد نہیں ہے، پھر سیر بیچ کی انتہا نہیں رہتی جب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حمیدیہ پریس کے علاوہ بھی اور جگہ سے کتابیں خریدی ہیں،

نئے سال کا پروگرام:۔ خدا معلوم دل میں کتنی تمنائیں ہیں خاکدان ہی دل ہی ہو جاتا ہے اور کتنی تجاویز ہیں جن کی قبر وداع میں بن جاتی ہے، اس لئے کہ وہ تنہا میرے بس میں نہیں ہوتیں، آپ سب بھائیوں کی تفقہ کوشش درکار ہوتی ہے اور آپ کی کیفیت یہ ہے کہ جی میں لئے تو ایک ہی کوشش میں ہیں خریدار رہا کرو، اور جی نچا ہے تو چاہے جتنی بلند صدائیں لگاؤں، سب بے کار،

میرا اندازہ ہی نہیں یقین ہے کہ ناظرین کرام میں سے بے اثر سے بے اثر بھائی بھی اگر چاہے تو مولوی جیسے پرچہ کے پانچ خریدار بیک وقت نہایت آسانی سے پیدا کر سکتا ہے، اور صاحب اثر تو سینکڑوں بہم پہنچا لیں، لیکن کرن تو سب کچھ ہے،

جی چاہتا ہے کہ محرم سے جدید طرز کا مسئل بنوایا جائے اور بلاک و فوٹو جیسی بہترین رنگین طباعت ہو، ۴۸ صفحہ کی بجائے ۵۶ صفحہ کی ضخامت ہو جائے، مضامین اور بھی بہتر اور اہل قلم سے حاصل کئے جائیں، اور تفسیر قرآن کے ساتھ، اردو میں بخاری شریف بھی شروع کر دی جائے اور ایک سال میں اس کے اس قدر صفحات ناظرین تک پہنچ جائیں کہ ایک روپیہ صرف اسی میں وصول ہو جائے،

لیکن یہ سب جی کی جی میں ہی رہ جائے گی اگر آپ توجہ نہ فرمائیں گے، آپ میں ہر شخص اس ڈیڑھ مہینے کے لئے یہ عہد کرے کہ مولوی کے پانچ خریدار دیدے گا، تو محرم کے ہی پرچے سے میری تمناؤں کی علمی تصویر پیش ہو جائے، ایک لمحہ کے لئے سکون سے غور فرمائیے کہ کیا یہ مشکل کام ہے، اور کیا یہ آپ نہیں کر سکتے

وہ بھائی جو کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے، یا یہ مان لیجے کہ کچھ نہیں کر سکتے، ان سے اتنی مدد چاہی جائے کہ وہ اپنے شہر اپنے محلہ اور اپنے شناسا حلقہ میں دس میں معزز و دیندار مسلم اور اندر بھی ذوق رکھنے والوں کے دس میں نام و پتہ ہی لکھ کر بھیجدیں، مولوی خود الگی خدمت میں درخواست کر لیگا، لیکن یہ بھی نہ ہو سکے، بیک وقت جگہ میری درخواست اگلی ڈاک سے گذری، انہوں نے قلم دوات منگا اور دس پانچ پتے لکھ کر بھیجدیئے اور جن صاحب کے زیر نظر قلم دوات اور کارڈ تک اسوقت نہیں تھا، تو پھر اگر بھلا کیا رہتا، اب اس درخواست کو پڑھنے کے بعد ہزاروں بھائی کہیں گے لاحول ولا قوۃ بالکل بھول گیا، ابھی لکھتا ہوں، خدا کرے کہ اس یاد دہانی کے وقت ان کے پاس لکھنے کا سامان ہی ہو، میز پر پیس چلتا، تو قلم دوات نہیں تو پنسل تو ضرور اس درخواست کے ساتھ ہی میں ایک اور بات بھی کہدوں اگر پوسٹ کارڈ زیر نظر ہو تو سامنے سوئے کاغذ پر لکھ کر بھی ہی بھیج دیجئے گا، بہر حال دوسرے وقت پر نہ رکھئے گا ورنہ پھر بھول جائیں گے،

میں وعدہ کبھی نہیں کرتا، صرف خواہش کا اظہار کرتا ہوں اور اگر آپ کی طرف سے پچاس فیصدی بھی ہمت افزائی ہوتی ہے، تو خدا کا نام لے کر ہزاروں روپیہ کا کام شروع کر دیتا ہوں، ایک موٹی سی بات ہے کہ مولوی کا پرچہ ۲۴ صفحہ کا شائع ہوا تھا اور اب دو گنے سے زیادہ ضخامت ہے یہ سب آپ ہی حضرات کا صدقہ ہے، ورنہ سو روپے ماہوار کے خرچ سے ہزار ڈیڑھ ہزار ماہوار کا خرچ محمد مجیب ہی بتا یہ کیا کر سکتا اور کیا اٹھا سکتا تھا، میں آپ ہی وہی ہوں جو پہلے تھا، پہلے بھی کاتب و کلرک تھا سرمایہ دار نہ تھا، اور آج بھی وہی ہوں، اور اب بھی اپنے ہاتھ سے ہی اس کی کتابت کر رہا ہوں،

خلاصہ یہ ہے کہ آئندہ سال مولوی کو اور زیادہ بہتر کرنا چاہتے ہیں، تو کتابیں صرف دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے ہی خریدیئے، البتہ جبکہ آپ کو کفایت ہو اور اچھی کتابیں وقت پر ملیں، پانچ خریدار ۳۰ ذوالحجہ تک دیدیجئے، اور کچھ نہ ہو سکے اور پانچ کی آپ مذکورہ اعانت سے معذور ہوں تو دس میں صاحب مقدرت، ذی اثر ممتاز مسلمانوں کے نام اور پتے لکھدیجئے، لیکن یہ بھی الامکان معلوم کر کے کہ وہ مولوی کے پہلے سے خریدار نہ ہوں،

اور ایک بہت ہی درد، اور عجز کے ساتھ التجا یہ ہے کہ اللہ کے لئے ڈاک کی واپس نہ کیجئے، جب آپ کو ایک ہفتہ پہلے کارڈ کے ذریعہ اطلاع مل جاتی ہے تو اگر حالات حاوت کے متقضی نہ ہوں تو خدارا ڈاکی بھائی کے لئے منع فرما دیجئے، وہ بھی گیا ہوا واپس نہ کیجئے، خدا علیم ہے کہ دل اگر اس سلسلہ میں اگر عادی نہ ہو گیا ہوتا، تو ان واپسیوں سے آنسو نکل آتے، کیونکہ مفت کا نقصان ہوتا ہے، اگر آپ کا فائدہ اور میرا نقصان سب بھی یہ تو ہوتا کہ ایک بھائی کا فائدہ اور ایک کا نقصان ہے، لیکن یہ تو سراسر نقصان ہے،

اب ذرا ان معاونین کو بھی دیکھ لیجئے

جن پر مولوی کو ناز ہے اور جن کی تھوڑی سی سعی سے مولوی کی حسن و خوبی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، یہی وہ حضرات جنہوں نے رمضان شریف میں بہترین کمائی کی، اللہم حصل مرادہم بالخیر، اللہم کثر امثالہم، اللہم نور قبورہم نورا مستمرا تک وجعلہم تک ابدا

اسمائے معاونین	تعداد خریدار	اسمائے معاونین	تعداد خریدار
جناب مولوی اصر اللہ صاحب پیشکار ڈپٹی کمشنر بلارم دکن	۵	چوہدری محمد اعظم خان صاحب بالنج کشمیر	۲
، مولوی امیر الحق صاحب مدرس مدرسہ فرقانیہ	۱	سید محمد حسن صاحب جیتا گیا	۱
، حضرت پیر صاحب قادری میرٹھ	۲	کے ایچ خضر صاحب کھیڑ تھانگیری	۱
، مولوی محمد علی خان صاحب ڈپٹی کلکٹر زنگی	۳	مولوی قاضی بدر الدین صاحب کلم	۳
، مطیع الرحمن صاحب ہمار شریف	۱	علم الدین صاحب ضلع سالکوٹ	۱
جی ایچ صاحب سوداگر مسقط بیجاپور	۱	مولوی علی محمد صاحب انجی جامپوری	۲
مولوی چوہدری بخش افسر مدرسہ	۳	مولوی خان اسد اللہ خان صاحب پتن	۲
شیخ حبیب اللہ صاحب دوکاندار نیرنگی	۲	، سید محمود صاحب بنگلور چھاؤنی	۲
		، عبد اللہ صاحب نہٹوٹ جبلپور	۲

نام	تعداد
جناب سید نذر علی شاہ صاحب گھیر پوچھ	۲
" محمد نعمان صاحب عیدگاہ ہوبال	۱
" مولوی غلام قادر صاحب الیرس سالکوٹ	۱
" سلم عبداللطیف صاحب گیا	۲
" ملک آشیرخش صاحب نعمتوں ہین بیٹے	۵
" نے خان محی الدین چٹہام بنگلہ قلابہ	۴
" شہاب الدین احمد صاحب کلیان	۵
" ایس آر تحسین صاحب بمبئی	۲
" ستی کریم اللہ صاحب لوہار کسراک	۲
" جناب حبیب اللہ کڑلو ٹولہ کلکتہ	۲
مولوی عبدالبت ہرس صاحب جہانگ	۱
مولوی بشیر علی صاحب میان چنوں	۳
مولوی سید عاشق حسین صاحب کورٹ انسپکٹر	۸
شیخ چھٹے صاحب سوداگر رات گوا	۲
بخشی غلام احمد صاحب پٹواری ہرام پور	۷
جناب محمد عبدالواحد صاحب نظام ساگر	۱۷
مولوی عمرالدین صاحب زرگر حمدوٹ	۵
ماسٹر محمد عمر صاحب منڈلہ سی پی	۵
جناب عطاالحق صاحب پٹنہ	۱
" منظور حسین صاحب ہنگام	۲
" مقبول حسین خان صاحب ناسک	۱
" سید حبیب الدین صاحب ساچور	۴
" حافظ برکت اللہ صاحب جہانگیرآباد	۱
" حبیدار خان صاحب خلیل آباد	۱
" محمد تیمور علی خان صاحب روپڑی	۳
" مولوی عبدالعزیز صاحب شورا پور	۳
" فتح محمد خان صاحب سوہن	۳
" ہادی حسن صاحب سہارنپور	۱
" رحمت اللہ صاحب گارڈ دموہ	۲
" حافظ رحیم بخش صاحب لائل پور	۲
" عبدالقیوم صاحب قریشی جہلم	۴
" سیرنا مقصود بیگ صاحب لائل پور	۴
" الغا مدار سید مرتضیٰ صاحب بیجاپور	۵
" محمد یوسف صاحب منگلڈو	۱
" محمد ساجد علی صاحب گورکھپور	۱
" محمد امیر صاحب کانسٹیبل میرٹھ	۳
میرزا احمد صدیق صاحب ہری پور ہزارہ	۵
پانچ روپے پانچ خریداروں کے لئے	

نام	تعداد
مولوی غلام غوث صاحب فاضل پور	۲
" خورشید عالم صاحب نرکھیڑا گنج	۱
" وسیع احمد صاحب رام پور ہاٹ	۱
ابوالمحسنات حضرت صاحب قادری میرٹھ	۱
" سید محمد یاسین صاحب گارڈ پٹنہ	۱
" مولوی عبدالرزاق صاحب حمرانچ گم	۲
" حاجی محمد امین صاحب کی حیدرآباد	۷
" بابو مہتاب علی خانصاحب کنٹرولر سپلائی	۵
" حشمت اللہ صاحب دودھارا ستی	۲
" حافظ رحمت اللہ صاحب بھوانی	۱
" محمد حیات محمد زمان صاحب مالیکوٹ	۲
" عبدالرحمن صاحب صدر شیشی لین ہوڑہ	۲
" مولوی ظفر عالم صاحب فٹر کراچی	۱
" محمود خان صاحب چندن گاؤن	۷
" مولوی انوارالحق قریشی چندی گنج	۲
مولوی عبدالرحیم صاحب سید پور غازی پور	۲
شیخ فضل حق صاحب سپلائی ڈپو کوئٹہ	۲
سید امام الدین صاحب لونا واڑا	۱
" رحمت اللہ صاحب دوکاندار بھوانی	۱
" محمد قاسم صاحب نہٹور	۱
" عبدالعزیز صاحب احمد آباد	۳
" سید علی حیدر صاحب ہنگام دار باران	۱
" مولوی عنایت رسول پور بلیا پور	۱
" مولوی محمد ابراہیم صاحب لائل پور	۱
" شاہ محمد طاہر صاحب نانڈیڑ	۱
مولوی عطا محمد صاحب دہاریوال	۳
پنشنی آئی ایم کاوی والا سرود	۴
" مولوی محمد حسین صاحب نقل نویس گنگاوتی	۳
" محمد بیگ صاحب سرائے مندسور	۳
" عبدالرحمن صاحب مستری احمد آباد	۱
" سجاد علی صاحب ریاست رام پور	۳
محمد امیر الدین گلبرگہ شریف	۳
" حافظ عبدالنبی صاحب ستنا	۳
" نور خان صاحب سیلانی کھیری	۵
" عبدالروف صاحب بارہ بنکی	۲
" عبدالکریم صاحب چمپک برار	۲
" محمد یوسف صاحب کلکتہ	۲
" نواب شاہ صاحب سون پور	۲

نام	تعداد
جناب ایم حسن صاحب حیدرآباد	۱
" محمد نذیر الدین صاحب سیحا الہ آباد	۳
" ایم انتیاق علی صاحب پونہ	۱
" شیخ محبوب صاحب یاوگیری	۲
" ایم اے رحمان اینڈ کو میسور	۲
" نور احمد صاحب سائکل موٹر لاہور	۱
" محمد یوسف صاحب سری نگر	۱
" مولوی عبدالمجید صاحب دومیلی	۲
" عبدالسبحان صاحب تانڈور	۲
ڈاکٹر سید جلیل مہدی صاحب سہاگپور	۳
" شیخ احسان علی صاحب مچھلی شہری	۱
" خواجہ محمد حسن صاحب حیدرآباد	۱
" میرزادہ محمد یوسف صاحب قادری	۱
" شیخ عزیز الدین صاحب کیل سنام	۱
" مولوی گلزار احمد صاحب کھرگون	۱
" مولوی عزیز الرحمن صاحب میگل پور	۱
" آدم خان صاحب داداخان گوا	۳
" جناب محمود خانصاحب سفرم بہوپال	۱
" گلشیر خان صاحب مالتی	۴
" محمد سمیع صاحب اجودھیا	۳
" مولوی محمد عظیم صاحب مدرس جیتاکو	۳
مولوی عمرالدین صاحب زرگر دوبارہ	۱
سکریٹری اسلامیہ لائبریری جون پور	۲
مولوی عبداللطیف صاحب اونہ	۲
داروغہ عبدالرحمن صاحب بانڈی کلاں	۳
مولوی سلطان محمود صاحب ہمایونگر	۱
" معشوق علی صاحب کدارکیری	۱
" عبدالغنی صاحب نیا ناگپاڑہ کسبی	۲
محمد خان صاحب رسالدار منشگیری	۵
" سید عبدالحی صاحب پنیکار راجپور	۱
" ایس آر تحسین صاحب بمبئی دوبارہ	۳
" مولوی نبی دوست صاحب فعر رنج	۳
" صفدر علی صاحب رام تیرتھ	۱
" مولوی محمد ادریس صاحب منوہر بھیلسے	۲
" محمد نور صاحب دوکاندار نجب آباد	۲
" بابو طہیر احمد صاحب امصری گنج	۲
مولوی محمد لطف اللہ صاحب گوالیاری	۷
ایم اے وحید صاحب نظام ساگر	۱

نام	تعداد
مولوی محمد مظفر خان صاحب کنڈم	۴
" نذیر احمد صاحب بانڈہ	۲
" انوار احمد صاحب کھگول	۲
" نہال احمد صاحب سپروائزر	۶
" بابو احمد دین صاحب ستیانور	۲
" مولوی غلام محی الدین صاحب بانڈہ	۳
" رائے محمد یعقوب خانصاحب ہوشیارپور	۴
" عبدالستار صاحب دایولی	۲
" سکندر خان صاحب موٹر ڈرائیور	۲
" محمد مسعود الرحمن صاحب ہیڈ کلرک	۲
" ملک قاضی احمد خان صاحب ڈارنگہ	۳
" خواجہ اکرم شاہ صاحب سری نگر	۱
" حاجی احسن صاحب بڑا رنج	۱
" مولوی احمد خلیفہ صاحب زنگیر	۲
" بابو مہتاب علی خاں صاحب لائل پور	۳ دوبارہ
" سید لال صاحب الحادار بادامی	۱
" مولوی غلام علی صاحب سوہیاوالی	۳
" محمد سلیم خان صاحب گارڈ دمو	۳
" نذیر احمد صاحب پوہچہ	۱
" بابو غلام فرد علی صاحب لاہور	۱
" مولوی ریاست علی صاحب قدوائی	۴
" مولوی سید محمد نذیر صاحب لائل پور	۲
" خان اسداللہ خان صاحب	۲
" مولوی عبدالشکور صاحب گلزار نج	۲
" عبدالکریم صاحب پیر جو گوٹہ	۱
" رحمت علی صاحب بارہ بنکی	۱
" غلام حیدر صاحب بہاول پور	۱
" احمد ان فتح علی صاحب اندھیری	۱
" ایم عبدالعزیز صاحب مدراس	۱
" غلام مصطفےٰ صاحب سرپور	۱
" اکبر پی حسن صاحب تمکور	۱
" محمد کریم الدین صاحب حیدرآباد	۱
" عبداللہ متہا صاحب بنگلور	۱
" ایم محمد عظیم صاحب چتوڑگڑھ	۲
" قاضی محمد شجاع الدین صاحب کوٹہ	۱
" ایم عبدالمجید صاحب زنگون	۲
" سید بشیر احمد صاحب مانڈلے	۳
باقی	

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں کے نسخہ سے بنایا ہوا

دانتوں اور مسوڑوں کی ہر تکلیف کو دور کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ہلتے دانتوں کو جوڑ دیتا ہے اور مسوڑوں کے خون اور پیپ کو روک دیتا ہے یعنی

پائریا کا بہترین علاج

ہے۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اپنے تین چار دانت نکلوا دیجئے مگر انہوں نے اس مشورہ پر عمل کرنے سے پہلے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں ملنا شروع۔ الحمدللہ حضرت کو دانتوں کی اب کوئی تکلیف نہیں ہے۔

تعریف کے خطوط

منجن اکسیر دنداں کا اشتہار دیتے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے لیکن ساٹھ ساٹھ اور پینسٹھ پینسٹھ شیشیاں اس کی ایک ایک دن میں جانے لگی ہیں جو ایک نمونہ ایک شیشی منگا لیتا ہے وہ پھر چار چار اور چھ چھ اور بعض اوقات بارہ بارہ کی فرمائش بھیجتا ہے اور سینکڑوں خطوط منجن اکسیر دنداں کی تعریف کے میرے پاس جمع ہو گئے ہیں جن میں سے چند درج ذیل کرتا ہوں۔

محمد فضل صاحب ای۔ اے۔ سی فارسٹ دوراہا لکھتے ہیں:۔ میں نے منجن اکسیر دنداں کو مفید پایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا استعمال کیا کروں۔

مسز ام۔ اے وحید اکزکٹو انجنیر درگ لکھتی ہیں: منجن اکسیر دنداں کی ایک شیشی منگا کر استعمال کر چکی ہوں جس سے کچھ فائدہ ہے دو شیشیاں وی پی بذریعہ وی پی جلد بھیجدیجئے

ڈاکٹر ام۔ اے بیگ صاحب انچارج اسٹیٹ ڈسپینسری سری مادھوپور لکھتے ہیں:۔ ایک ہفتہ سے آپ کا منجن اکسیر دنداں استعمال کر رہا ہوں جو مفید ثابت ہوا ہے۔ ایک شیشی اور بذریعہ وی۔ پی بھیجدیجئے۔

محمد عبدالستار صاحب سرکل انسپکٹر پولس گونڈیا ضلع بھنڈارہ لکھتے ہیں:۔ اکسیر دنداں کی دو شیشیاں میں نے منگائی تھیں مفید معلوم ہوئیں میرا خیال ہے کہ میں ہمیشہ اسے استعمال میں رکھوں گا منجن کا شیشیوں میں آنا منجن کو مہنگا کر دیتا ہے مجھے تو ایک روپیہ کا صرف منجن کسی ٹین کے ڈبہ میں بھر کر بھیجدیجئے۔

منجن اکسیر دنداں کی ایک شیشی ۸ رمین بھیجی جاتی ہے جس پر محصول ڈاک ۴ لگتا ہے اور دو شیشیوں کا محصول ۵ ر ہوتا ہے اگر شیشیوں کی بجائے ٹین کے بکس میں منجن منگانے سے ضرور کفایت رہیگی۔ لیکن اس وقت جبکہ کم از کم تین شیشیوں کا منجن منگایا جائے) ایک شیشی یا دو شیشی کا منجن شیشیوں ہی میں منگانا چاہیئے محصول فی خریدار

ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشایخ ۱۷ کوچہ چیلان۔ دہلی

تاریخ عروج اسلام کے دو مایۂ ناز فرزند

ہارون اور مامون

وہ جن کے زمانہ میں ستارۂ اسلام نصف النہار پر تھا۔ وہ جنہوں نے اس قوم کو ترقی تمدن اور انسانیت کا درس دیا جو آج ہر کوچہ و کوچہ اور ناخواندہ تبلائی ہے وہ جن کے زمانہ میں آج کے عقلائے فرنگ اور فرزندان یورپ ایک وحشی جمہور کی حیثیت رکھتے تھے۔ وہ جن کے غلاموں نے بادشاہی کی اور جن کے دربہ وسطوت کے آگے کرۂ زمین لرزاں تھی وہ اسی اسلام پاں اسی مٹتے ہوئے اسلام کی زندہ تصویریں تھیں ان کی سوانح حیات آج بھی غلام مسلمانوں کے خون میں حریت کا جوش پیدا کر دیتی یہ تاریخ عالم عروج کے ولولہ انگیز واقعات میں فسانے نہیں ہیں جن کے متعلق قیاس آرائی کا شبہ ہو ان دونوں کتابوں کو منگا کر پڑھیے تو سہی موجودہ مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائینگی کہ ہمارے اسلاف کیا تھے اور ہم کیا ہیں۔

یہ دو کتابیں لکھی ہوئی اس جید فاضل کی ہیں جس کا نام **علامہ شبلی** تمام تاریخ دانی میں ہندوستان کی مایۂ ناز شخصیت ہے اب عوام کی دلچسپی اور خریداری کی آسانی کے لئے نہائی قیمت پر حمیدیہ پریس ہی سے ملتی ہیں۔ الہارون اصلی قیمت عکر رعایتی ۱۲ ضخامت ۲۵۰ صفحہ۔ المامون اصلی قیمت ۸ رعایتی ۸ ضخامت ۲۵۰ صفحہ

مختصر فہرست مضامین الہارون

مقدمہ۔ الہارون کا سلسلۂ اصفیہ میں داخل ہونا۔ خلیفہ ہارون رشید۔ خلیفہ مامون رشید کی پیدائش۔ تقرر الحضرت صلعم کی پیشین گوئی۔ خلیفہ ہارون رشید کی سوانح عمری عرب کا زمانہ جاہلیت۔ عرب کی شاعری ایک عرب سردار سبئی عثمان کی رقت۔ الحضرت صلعم کا عربوں سے وحشیانہ رسموں کا ترک کرانا۔ حجر اسود و کعبہ کے بتوں کا ذکر۔ خلفائے راشدین۔ حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عثمان رضؓ حضرت عمر رضؓ حضرت علیؓ کا خلیفہ مقرر ہونا۔ قرآن شریف کا منزل من اللہ ہونا حضرت علیؓ کا شہید ہونا۔ بنی امیہ کی خلافت اور اہل حسین کا قتل۔ خلفائے راشدین کی سادگی کی ایک حکایت علوم و فنون کی ترقی۔ مسلمانوں کی سلطنت کی وسعت امویوں کا قتل ہونا۔ ابومسلم کا قتل ہونا۔ خلیفہ مہدی کی خلافت ہارون رشید کی تخت نشینی اور یحیی کا وزیر اعظم سلطنت کی شان و شوکت۔ چھوٹا وزیر یحیی کے عاقلانہ مشورے۔ جعفر کی مروت و فیاضی۔ ہارون رشید کو اپنی رعایا کا کس قدر خیال تھا۔ ابو ہبیرا کی گرفتاری اور رہائی لیلے خواہر ولید۔ کریٹ اور قبرص کا فتح ہونا۔ ہارون رشید کا خط بنام فغفور۔ شاہ یونان سے جنگ ہونا اور اس کا شرمناک خراج ادا کرنا۔ یونانیوں کی بدعہدی اور ان کی تباہی۔ ہارون رشید کے برامکہ سے بگڑنے ناراض ہو جانے کے اسباب۔ جعفر اور عباسہ کی شادی۔ اسمٰعیل اور خلیفہ کی گفتگو۔ عباسہ کا قتل۔ جعفر برمکی کا قتل۔ خلیفہ کے بچپن کے دانت اور بال یحیی برمکی کی دعا کعبہ شریف میں۔ عبدالرحمٰن عباسی کا حیرت انگیز بیان۔ ہارون رشید بذات خود میدان جنگ میں جانا۔ امین اور مامون ہارون رشید کا ولیعہد مقرر ہونا۔ ہارون رشید کا سلطنت کو بیٹوں پر تقسیم کرنا۔ عالی شاعر۔ اصمعی کی روایت۔ زبیدہ خاتون کی شکایت ہارون رشید کی وفات۔ ہارون رشید کی وصیت۔ مامون کا غصہ فضل بن ربیع پر اور اس کے وزیر کی نصیحت۔ امین کا معاہدہ کو منسوخ کر دینا۔ امین کی مامون پر فوجکشی اور امین کا قتل ہونا۔ خلیفہ ہارون رشید کے خزانہ کی تعداد۔ زبیدہ خاتون۔ زبیدہ خاتون کا فیض اب تک جاری ہے۔ زبیدہ خاتون کا انتظام خانہ داری۔ الف لیلہ پر محققانہ رائے۔ ہارون رشید سے جنیبہ کی ملاقات۔ ہارون رشید کی معدلت اور انصاف پروری نجومی۔ مرغ اور مرغی کا لطیفہ۔ ابونواس کی ڈاڑھی کا لطیفہ۔ ابونواس کی حاضر جوابی۔ جہیز الطوسی کی حاضر جوابی۔ اسحاق مغنی کی حاضر جوابی کا صلہ۔ سفیان اور فضیل کی حکایت۔ قاضی ابو یوسف۔ خلیفہ ہارون رشید کے جشنی ہونے کا فتویٰ خانہ کعبہ میں ہارون رشید اور ایک عرب کی خوف گفتگو۔ ہارون رشید کی عربی زوجہ۔ خلیفہ کو نیند نہ آنا اور جعفر کی گفتگو۔ الحکم زبیر اور ہارون رشید کی حکایت۔ طبیب اور حجامی۔ ہارون رشید کی نرم دلی۔ عربوں کی ذہانت اور خلیفہ کی فراست امین کا چال چلن۔ خلیفہ کا اپنی رعایا سے سلوک خلیفہ ہارون رشید کے عادات و اطوار۔ ہارون رشید کے جانشین۔ خلافت کا سلطنت ثمانیہ میں منتقل ہونا۔ ہارون رشید کی سالانہ آمدنی۔ ہارون رشید کی فوج کی تعداد۔ فہرست خلفائے راشدین۔

قیمت رعایتی ۱۲ ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس - دہلی

مختصر فہرست مضامین المامون

دیباچہ سرسید احمد خاں مرحوم۔ مامون کی ولادت اور تعلیم و تربیت۔ مامون کی ولیعہدی ۱۸۶ھ دستار جواہر سے سجی۔ مامون کی دستاویز۔ مامون اور امین کی مخالفت۔ مامون پر فوجکشی۔ امہاز بصرہ۔ بحرین عمان وغیرہ کا محاصرہ۔ امین کا قتل۔ مامون کی خلافت ابن ماہا طیا کا خروج۔ سرکہ کا قتل اور بغداد کی بغاوت حضرت علی رضا کی ولیعہدی۔ ابراہیم بن مہدی کی تخت نشینی۔ مامون کا عراق روانہ ہونا۔ ذوالریاستین کا قتل حضرت علی رضا کی وفات۔ ابراہیم کی معزولی۔ مامون کا مرو میں داخل ہونا۔ طاہر کا خراسان کی حکومت پر مقرر ہونا عبدالرحمن بن اشعث کی بغاوت۔ ذوالیمینین طاہر کا وفات پانا۔ انریقہ اور منصور بن نصیر کی بغاوت۔ نصر بن شبث کا گرفتار ہونا۔ ابن عائشہ اور مالک کا قتل۔ ابراہیم کی گرفتاری۔ مصر و اسکندریہ کی بغاوتیں زرنجی کی بغاوت۔ بابک خرمی کی بغاوت۔ فتوحات ملکی جزیرہ قبرص کی فتح۔ روم پر حملے۔ مامون کی وفات۔ مامون کا حلیہ۔ مامون کی اولاد کا ذکر۔ عصمہ دردم۔ بغداد۔ وسعت سلطنت و خروج۔ ملک کی آبادی امن و امان۔ ذوق علمی۔ رصد خانہ۔ پیمائش زمین۔ مامون کا فضل و کمال۔ علمی مجلسیں وغیرہ مامون کے عام اخلاق و عادات۔ مامون کا مذہب معاصر سلطانیں۔

ارکین دربار اور ملکی عہدے۔

مامون کے عہدے کے اہل کمال

قیمت رعایتی ۸

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

قیامت سے پہلے

جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اس وقت گناہوں پر پشیمانی ہوئی تو کیا ہوئی قیامت کب آئے گی یہ تو خدا ہی جانتا ہے۔ لیکن ایک قیامت تو ہر انسان کی موت کے ساتھ وابستہ ہے لیکن

موت کا وقت مقرر نہیں

ممکن ہے کل ہی کوئی حادثہ پیش آجائے اس لئے روزانہ مصیبت سے توبہ کرنی ضروری ہے تو کیا ہے اس سے گناہ کیوں معاف ہو جاتے ہیں اس کی حقیقت

کتاب توبہ میں دیکھئے جو حال میں حمیدیہ پریس نے شائع کی ہے دلچسپ اور مؤثر انداز میں لکھی گئی ہے جس کی مختصر فہرست مضامین یہ ہے مناجات بکتاب قاضی الحاجات۔ دیباچہ توبہ۔ توبہ کے سلسلے اردو کے لغت مناجات توبہ۔ توبہ کی حقیقت۔ توبہ کی فضیلت اور اس کا ثواب۔ توبہ کے متعلق سرور عالم کے ارشادات۔ ارباب طریقت کی توبہ۔ توبہ کی ضرورت۔ باب توبہ کشادہ ہے۔ تائب اور صابر۔ قبولیت توبہ۔ حکایات توبہ۔ ترک گناہ۔ حقیقت گناہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ۔ توبہ کا ذکر قرآن میں۔ گناہ کی لغت۔ گناہ کا خیال معافی کے ذرائع۔ صغیرہ گناہ کبیرہ بنجاتا ہے۔ جوش رحمت۔ توبہ کی شرائط۔ گناہوں سے بارگاہ الٰہی میں سر سجود۔ ندامت توبہ۔ گناہوں سے بچنے کا مؤثر علاج۔ گناہ سے بچنے کی حکایتیں۔ مولا کی بندہ نوازی۔ پڑھو استغفار۔ عبادت دلی۔ بیم و امید۔ عبد و معبود میں راز و نیاز۔ گناہ سے نیکیوں کی بربادی۔ فوری مواخذہ سے بے فکری گناہ کے نقصانات۔ نہ دافع مرض گناہ۔ توبہ سے دلچسپی۔ گناہ گار کی مناجات۔ توبہ کردار و خدا سے ڈرو۔ فارسی کے فتوے۔ فارسی کی مناجات توبہ۔ عربی کی مناجات توبہ۔ الگ ندامت لنت۔ حاسبہ حلال و حرام۔ اشعار توبہ۔ مغفرت کا آسان طریقہ مناجات مولوی نذیر احمد صاحب۔ نفسانی جذبات۔ خدا کی رحمت۔ تین مشہور بہنوں کی توبہ۔ اور عبد قرآنی متعلق توبہ۔ اس کے علاوہ بہت سی نظمیں اور مناجاتیں درمیان میں حسب ضرورت برمحل موجود ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد گناہوں سے از خود نفرت ہو جاتی ہے قابل مصنف نے انداز بیان بہت ہی مؤثر رکھا ہے۔ ضخامت ۱۱۷ صفحے کاغذ ولایتی سفید بہت موٹا اور چکنا دلایتی قیمت صرف ۱۰/

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

مسلمانوں کے کمانڈر انچیف

وہ جنہوں نے اسلام اور کفر میں فرق کیا وہ جن کی ہیبت سے روم کا قیصر ایران کا کسریٰ لرزہ براندام تھے وہ جن کے عدل و انصاف کا شہرہ انسانوں میں نہیں بلکہ [illegible] میں ہے وہ جن کا فیصلہ خدا کو بھی پسند تھا اور جن کا قرآن شاہد ہے وہ جو اتنی بڑی [illegible] کے باوجود یتیموں کی خبر گیری بیموں کی دلجوئی اپنی بیویوں اور بچوں سے زیادہ کرتے تھے

وہ حضرت عمر فاروق تھے

آج جنرل منٹگمری اور لارڈ کچنر کے کارنامے پڑھنے والے ذرا اس اسلامی کمانڈر انچیف کے حالات بھی پڑھ لیں جو آسمانی عہدہ رکھنے کے باوجود جب بیت المقدس پہنچتا ہے تو اس طرح کہ غلام اونٹ پر سوار ہے اور خود پیادہ مہار پکڑے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الفاروق

اس مکمل ہستی کی لائف ہے جو علامہ شبلی نعمانی جیسے مستند مورخ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس میں اسلام کی تاریخی اور سیاسی جملہ واقعات مذکور ہیں۔ حضرت عمر کا نسب نامہ اور بچپن سے اسلام لانے تک کے کل واقعات کی تشریح جو عمر رضی اللہ عنہ کے وجود سے متعلق ہیں اس کے ضمن میں رسول کریم کے اور جملہ صحابہ اور رفتار اسلام اور کیفیت ہجرت کی تفصیل رسول خدا کی وفات۔ حضرت ابوبکر کی خلافت۔ حضرت عمر کے کارنامے۔ حضرت عمر کی خلافت۔ اسلامی قانون کا اجرا۔ مشرق و مغرب جنوب شمال غرض تمام دنیا کی طاقتوں پر اسلامی تفوق۔ اسلامی فوجوں کی چیرہ دستی شاہان ایران۔ اور قیصر و شاہان مصر و سندھ سے مٹھی بھر عربوں کی خوفناک لڑائیاں۔ فتوحات کے بعد حضرت عمر کا نظام سلطنت قانون سیاست یورپین مورخوں کی رائے حضرت عمر کی شان میں غرضکہ اس کتاب کے پڑھنے سے حضرت عمر کے واقعات کے ساتھ اور تمام صحابہ کے کارناموں کی تفصیل ملتی ہے ضخامت ۲۵۶۔

اصلی قیمت عکر رعایتی ۱۲/

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

معراسستی حمائل

سفر میں حضر میں بہت آسانی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کے لئے اگر آپ کو حمائل شریف کی ضرورت ہے تو معراسستی حمائل شریف منگا لیجئے یہ حمائل عجب فن کتابت عربی کی خوشنما کتابت کی بہترین مظہر ہے اس کا انداز تحریر بہت ہی جو پڑھنے میں بہت آسان ہوتا ہے اعراب بالکل صحیح حروف کشادہ الگ الگ چوپائی بہت صاف کاغذ ہلکا یک ولایتی چکنا بہت مضبوط ہدیہ مجلد یا رجہ جزبندی صرف بلہ آنے اس سے سستی اس سے اچھی اس سے زیادہ صحیح اس سے بہتر کبھی ہوئی اس سے بہتر صاف چھپی ہوئی اس سے عمدہ کاغذ کی حمائل کم از کم دس سال سے بازار کے اندر نہیں آئی۔

اس کا اصلی ہدیہ مجلد یا رجہ ایک روپیہ چار آنہ ہے یہ صرف حمیدیہ پریس کا ہی کام ہے کہ وہ حتی الامکان قرآن شریف کو تقریباً بلا نفع ہی ہدیہ کرتا ہے

ہدیہ رعایتی فی جلد ۱۲/ دس جلدیں منگائیں تو سات روپے کی

مشتہر۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک زیادہ بے اثر رہیں۔

لہذا ضرورت ہے پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے اور پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بنجائینگے۔ اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائے گا اگر آپ مقدمات کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانی بھی رفع ہو جائیگی غرض آپ کی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں جن میں دعا مانگنے مرادیں حاصل ہونے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعوی ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقے کے مطابق دعا میں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزار مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ کاغذ دلایتی سفید چکنا ۲۴ پونڈ ضخامت ۵۶ صفحے **قیمت ۸/**

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جو چاہو گے ہو جائیگا

مصیبت سے نہ گھبراؤ پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو اس بزرگ ذات سے ناامید نہ ہو جو ہمت کرو آگے بڑھو جو چاہو گے ہو جائے گا کامیابی کی شاہراہ تمہیں نظر آنے لگے گی مصیبت راحت سے بدل جائے گی پریشانیاں دور ہو جائینگی اطمینان قلب تمہیں ہو جائے گا بشرطیکہ آیت الکرسی کا عمل ترپڑھنا جانتے ہو یہ وہ زبردست عمل ہے کہ اس میں آسمانی قوتیں پوشیدہ ہیں اس کے ذریعہ سے غریب امیر بنجاتا ہے بیمار تندرست ہو جاتا ہے اگر مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی کا عمل پڑھا جائے تو یہ ظل رحمت بنکر انسان کے سر پر چھا جاتا ہے اگر تم ہمیں آیت الکرسی کا عمل پڑھنا جانتے ہو تو **عطائے فضلی** پڑھو جس میں آیت الکرسی شریف کے نہایت صحیح اور مجرب اعمال ہیں پڑھنے کا طریقہ نہایت آسان ہے اگر کوئی شخص اس کا معمول کرلے تو عمر اطمینان و راحت سے بسر کرسکتا ہے۔ **قیمت ۸/**

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

کیا آپکو بات کرنی آتی ہے

اگر خدانخواستہ آپ کی تقریر جادو بیانی سے محروم ہے اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو

فن خطابت ملاحظہ فرمایئے اور اس کی ہزارہا ہدایتوں پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ الفاظ طلسم بنجائینگے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائینگے آپ کی جادو بیانی احباب اور عزیزوں ہی تک محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بیدھڑک تقریر کرسکیں گے اہل مجمع کے دل آپکے مٹھی میں ہوں گے اسی طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کرلیں گے۔

قیمت فی جلد ۸/ رپیہ ۱۰ حمیدیہ پریس دہلی

خدا کے دربار میں رسول خدا

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مخلوقات میں سید المرسلین کس طرح خدائے قدوس کے دربار میں حاضر ہو کر اپنی مرادیں طلب کیا کرتے تھے اور وہ کیا مبارک الفاظ تھے جو زبان مقدس سے نکلتے ہی پورے ہوتے تھے تو **پیغمبری دعائیں** پڑھیئے جس میں بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ وغیرہ صحاح ستہ سے وہ ساری دعائیں مع ترجمہ کے درج کردی گئی ہیں جو رسول مکرم مدینہ نے اپنی حیات طیبہ میں حل مشکلات کے لئے زبان مبارک سے فرمائیں یہ مبارک دعائیں نیا کی کسی زبان میں ایک جگہ جمع نہیں تھیں مگر اس کتاب میں یہ دعائیں ایک جگہ جمع کردی گئی ہیں جس میں ہر مشکل کی دعا مقدس پیغمبر کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ مع ترجمہ کے درج کردیئے ہیں تو آپ کی کوئی مشکل ایسی نہ ہوگی جو پیغمبری دعاؤں کے طفیل حل نہ ہو جائے۔ ناظم آباد کہ خدانخواستہ آپ کسی مصیبت میں پھنسیں اور پیغمبری دعاؤں کے طفیل صاف نہ بچ جائیں پیغمبری دعاؤں کے الفاظ وہ ہیں جن میں مسلمانوں کے آقا و مولا نے دعا کی ہے کتاب اعلیٰ درجہ کی چھپائی نفیس کاغذ دلایتی عمدہ ۴۰ پونڈ ضخامت اسی صفحات **قیمت ۸/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

کیا دل کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کونسا دل ہو کسی مرد کا ہو عورت
کا ہو خادمہ کا ہو ہوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو
ہر دعوی سے کہتے ہیں کہ آپ اسی پر قابو حاصل
کرلینگے اگر ہم آپ سے کتاب

تسخیر القلوب

منگائیں اس میں جو عمل درج ہے اس کے عامل جن
گئے احباب کو مسخر کرنا دشمن و مرد کو مطیع بنانا آقا
و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ
کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے
یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے اس کے
دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن سکھایا جاتا ہے
یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کامیاب ہوتا ہے
اس کے عامل کے لئے **ناکامی کا امکان ہی**
نہیں دو سرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا
سینہ بسینہ مجرب و مجرب اعمال و وظائف درج ہیں
اوراد و اذکار اسم ہر وظیفہ اور ہر نقش کا کیا اثر ہے۔

حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے

قابل شوہر

وہی ہے جو عورت کی فطرت کو اچھی طرح سمجھے اور محبوبہ سے لطف اندوز ہونے کا صحیح طریقہ جانتا ہو۔ ازدواجی زندگی کی نازکی سے دارین کو سمجھتا ہو **شب عروسی** پڑھ لینے کے بعد تمہیں یہ سب باتیں معلوم ہو جائینگی اور تم کو خانگی زندگی میں جنت کا لطف آئیگا تو جوانوں کے لئے علم الازدواج پر یہ سرکۃ الاکتاب عربی و انگریزی اور ہندی اردو کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد بصرف کثیر حال ہی میں طبع ہوئی ہے یہ مغرب (یورپ) کی تمام نامزد ترین علمی تحقیقاتوں کا جوہر ہے یہ ہندستان کے صاحب فن اور علم ازدواج کے ماہرین کی تمام تصانیف کا لب لباب ہے اس میں ازدواجی زندگی کی اہم ذمہ داریوں کا تذکرہ ہے ہندی سے صحیح معنوں میں محبوبہ بنا کر لطف اندوز ہونے کے طریقے اور اس میں عورت کی فطرت پہچاننے اور اس پر ہر طرح قابو پانے کے طریقے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے تمام عمر یہاں ہوئی ہیں اختلاف ہونے کا امکان نہیں کتاب کا اندازہ فہرست مضامین سے کیجئے مصنف کا **دعویٰ** ہے کہ صنفی اتفاق اور ازدواجی زندگی پر اردو زبان میں آجتک نہ کوئی کتاب لکھی گئی نہ کہنے کی امید ہے شروع کتاب میں ایک نہایت دلکشی اور رنگ پرور عورت کے صحیح جذبات سے پر رعنائی کے مجسمے کی رنگین **تصویر** بھی ہے تین سو مضامین ہیں ۶۰ اسفحے ضخامت کی غذ بہت دبیز چکنا قیمت **معہ تصویر ایک روپیہ عہ**

فہرست مضامین کتاب شب عروسی

پہلا باب

مست شباب کی رومانی ہیکر دوشیزہ کا نازک غلاموں سے بدتر زندگی زینت آغوش کی غمگساری مجسمہ ناز کے تمغوں پر ہدیہ گلشن نسائیت کی نخب گل ہر مجسمہ یہ عالم تجسم۔ خواہش وصال کی نامکمل گلچینی میں کلیکے مضمحل نتائج راز کی باتیں۔

دوسرا باب

آغوش محبت میں حسن کی تڑپ ملبس خوشنما لفظوں تو دوائج میں شرم وحیا کا طلسم اور نور درج عصمت پر خلاف تجاوز حملہ خوبصورت چہرہ کا نقاب پہلی رات کی صبح و شکست راتوں کی تاریکی اور نور کامرانی

تیسرا باب

باغ نسائیت سرلطف اتحاد شاسلی کی ضرورت بادۂ عشق ساغر اعتدال کا سکندۂ عیش کا بادہ

چوتھا باب

لطف اندوزی کے پھول میں چند پوشیدہ کانٹے مرسی تغیض کی نگوندہ کاریاں خواہشات نفسانی میں تجاوز گلچینی جمال کی قدرتی مدت

حریم حسن کی ساخت حریم لحن کا آستانہ گلاں نا نغمۂ تیکی پھلجھڑیاں خواہشات نفسانی

حریم حسن کی اندرونی بیماری وادی نشاط

پردہ بکارت دوشیزگیت کا نازک غلاموں سے بدتر زندگی۔ کا ثبوت نہیں۔

انسان کا پہلا معدہ راحت رحم کی تشریح

وفور رحم

انسانی زندگی کی مرکز ہیجدہ جوڑ تک پہنچے کا راستہ انسانی زندگی کا تشکیل عورتوں کے دلیل لولے

پانچواں باب

شکل نمائی کا رآوری بارآوری کے اثمار تخمۂ بلوریں کی گرانی نہر لبن کی پیدائش مہد اولین میں آپکی کیا کیا محبوبہ کی پہلی خوشی حریر سینہ کو کوئی تکلیف غنچہ دہن سے تبسم کی فطرت تنفس اور عشق کی شکایت

لطف اندوزی میں عمر کا تناسب۔

حسرت واراں نہ جانے والی ہوسنی۔

فاذان فطرت کی خلاف ورزی۔

گلشن وصال پر بجلی مسرت دبدبہ روت کا اثر

گلبدن سے لطف اندوزی

نخل بارآور پر مست برداری

دل صد پارہ کی فاش دوشی

جذبۂ محبت کا ایک تمسانہ

خطاوار عورت ہو یا مرد

مردکی قابلیت کا معیار

محبوبہ کی جانب سے سوء ظنی

بدگمانیوں کی اولین دور

عزت کی فطرت شناسی

بھولوں کی سیج میں کانٹے

چھٹا باب

نخل بارآور کی نگہداشت محبوبہ کی ناز برداری لطف اندوزیوں سے احتجاب معصوم ہستی کی خواہشات نفسانی کے نہاں پہر فردوس گوشت اور جنت نگاہ مریم حسن کا غسل سرو رواں کی نقل و حرکت راحت و آرام کی ضرورت غذا میں احتیاط

سرو مقصدی کی خلا بیاں کمان کی صفائی

بغیر تکلیف کے وضع حمل نخل نمائی کا پالی شاخ نمائی کی نئی کونپل شکل نما قطع ہونے کے نتائج

مہد اولین سے قبل از وقت جدائی اسقاط میں خوبی جلد ہوئی

مشاطگی کی کمزوری

بیکاریف کے اہم میں چند اور تصویریں۔

استقرار حمل کی کیفیت

استقرار حمل کیلئے لازمی امور۔ استقرار حمل کا بہترین زمانہ۔

ساتواں باب

ازدواجی کا ثمرہ نورسس اس باب میں زمانہ حمل کی احتیاطیں اور بچہ کی پیدائش وغیرہ کے ضروری امور بیان کئے ہیں۔

آٹھواں باب

زنجیر ذرائض میں نئی کرلیاں کچلا ہوا۔

مست شباب مونٹھوں تبسم شریک زندگی کی دلنوازی مست شباب کے لئے آغوش شوق۔

ایام رضاعت میں گلشن جمال کے لئے گلچینی

نخل نمائی کی قبل از وقت دوبارہ بارآوری

نہر لبن سے شیر خوار کی محرومی

لطف اندوزی کا ازسرنو جسمانی پر

اسقاط میں خوبی جلد ہوئی

آغوش رحم میں معصوم ہستی کی فہم۔

اسقاط کے بعد ضروری ہدایتیں

طلسم مصائب توڑنے کے لئے لوح طلسمی۔

عورت میں شان الوہیت

بادۂ محبت ساغر فرحت میں عورت عین محبت ہے عورت کی تسخیر کا فن

عورت کی تسخیر کا فن

زن مریدی کی لعنت

سخت کلامی کی باد سموم

ملعون تشدد کے پتھر

تشدد شباب میں خلوت گزینی۔

حسن عریاں کا نظارہ سیم

نواں باب

ازدواجی زندگی کے چند پوشیدہ راز

مردوں کی مخصوص بیماریاں

غیر فطری اخراج کے اسباب

سرد رواں کی بے ثمری

بے ثمری کے اسباب

حسب خواہش اولاد

پیدا کرنا۔ ۶۰ اصفحے

قیمت صرف عہ

محبوبہ کا حسیم نازنین

گلشن رعنائی کی خوشنما کلیاں

دسواں باب

فہم مضامین سے چند طلسم مصائب توڑنے کے لئے لوح طلسمی۔

گلشن ازدواج میں عورت بہار۔

عورت میں شان الوہیت

بادۂ محبت ساغر فرحت میں عورت عین محبت ہے عورت کی تسخیر کا فن

عورت کی تسخیر کا فن

زن مریدی کی لعنت

سخت کلامی کی باد سموم

ملعون تشدد کے پتھر

تشدد شباب میں خلوت گزینی۔

حسن عریاں کا نظارہ سیم

گیارہواں باب

ازدواجی زندگی کے چند پوشیدہ راز

مردوں کی مخصوص بیماریاں

غیر فطری اخراج کے اسباب

سرد رواں کی بے ثمری

بے ثمری کے اسباب

حسب خواہش اولاد

پیدا کرنا۔ ۶۰ اصفحے

قیمت صرف عہ

ملنے کا پتہ: مینجر حمیدیہ پریس دھلے

جدید اڈیشن میں پندرہ تصاویر کا اضافہ ہے

عورت

جدید اڈیشن باوجود اضافہ تصویر کے سابقہ قیمت میں ہے

عورت کی زندگی اور ہر قسم کی اور ہر جگہ کی عورت کے متعلق دنیا بھر کی معلومات اس کتاب میں موجود ہے

اردو میں آجتک کوئی کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ مکمل نہیں چھپی دو سو صفحے ضخامت ہے اور ۳ رنگین کی تصاویر چھپیس فوٹو بلاک ۸ ۹ ملونی تصویریں ہیں کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کی مختصر فہرست مضامین سے کیجئے ان تمام خوبیوں اور اس قدر کثیر صرفہ کے بعد اس کی قیمت صرف دو روپے جو تصاویر کی قیمت بھی نہیں ہے۔

تصاویر

علاوہ دنیا کی تین حسین نرعورتوں کے پچرنگی فوٹو کے حسب ذیل ۳۴ فوٹو رنگین چھپے ہوئے ہیں۔

(۱) عجد شباب کا دلچسپ شغلہ
(۲) زندگی سے بیزاری
(۳) انتظار کی آخری گھڑیاں
(۴) پیکر جمال
(۵) ریاست سکم کی عورت
(۶) عراق کی عورت
(۷) برمائی عورت
(۸) ہانگ کانگ کی عورت
(۹) نیوزیلینڈ کی عورت
(۱۰) مصری عورت
(۱۱) حبشی عورت
(۱۲) یورپ کی عورت
(۱۳) جزائر غرب الہند کی عورت
(۱۴) نیوگنی عورت
(۱۵) اسپین کی عورت
(۱۶) چین کی عورت
(۱۷) سوئیڈن کی عورت
(۱۸) ملایا کی عورت
(۱۹) ساحل سمندر کی عورت
(۲۰) پرتگال کی عورت
(۲۱) لیتھوینا کی عورت
(۲۲) منچوریا کی عورت
(۲۳) رایا کی عورت
(۲۴) منگولیا کی عورت
(۲۵) زمانہ حال کی انگلش عورت
(۲۶) لمبے والوں والی عورت
(۲۷) سیام کی عورت
(۲۸) ابسٹوریا کی عورت
(۲۹) برلن کی رقاصہ
(۳۰) ساڑھے پندرہ لاکھ کی تعویذ
(۳۱) لیپ لینڈ کی عورت
(۳۲) ٹیونس کی عورت
(۳۳) ملدوڑ کی عورت
(۳۴) کوہستانی رقاصہ
(۳۵) سلوی عورت
(۳۶) بلوچستانی عورت
(۳۷) ترکی عورت
(۳۸) بجلی کی شعاع سے علاج
(۳۹) لندن کی مہ جبین عورتیں
(۴۰) مصری رقاصہ
(۴۱) فرانس کی دوشیزہ
(۴۲) ہندوستانی رقاصہ
(۴۳) برف کے تودے پر رقص
(۴۴) فرانس کی رقاصہ
(۴۵) برس کی رقاصہ
(۴۶) اٹلی کی رقاصہ

قلمی تصاویر

زلف پیچاں کے نمونے ۱۲ تصویریں
عورت اپنے گھر میں ۱۲ "
عمر کے ساتھ لباس ۱۲ "
ہندوستانی ورزش ۱۲ "
عورت کی عمر کا تجزیہ ۱۲ "
عورت کی ذہنیت ۱۲ "
مغربی فیشن کی عورت ۱۲ "
مغربی ورزش ۱۲ "
(اور متفرق ۳ تصویریں)

مضامین

ہر تصویر کے متعلق تاریخی معلومات اور ادبی تبصرہ۔ دیباچہ عورت کیا ہے۔ عورت کی تربیت
عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داری
کیک شاستروں میں کیا ہوتا ہے
سنسکرت کی کوک شاستر

پہلا باب

طلسمی زندگی
عورت کی زبردست طاقت
عورت کی ہمیشہ زندگی
طلسمی ساڈو جہیز بنانے کی ضرورت
عورت دنیا کی بہشت نار
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل
دنیائے فنائیت کا کامل نمونہ
مکمل زندگی کی مسرت انگیز
محصول پرفیش اولین تربیت اولاد کا معدم فرض
بارہ شقفت کا اظہار
عورت کی پیشانی کا جھومر
محبت شعاری کا نقش اولین
خوش مزاجی کا طلسمی تعویذ
خوش مزاجی سے بڑی تسخیر ہے
ناکام ازدواجی زندگی
ایثار و قربانی کی زندہ مورت
کنج تعلیم میں فرحت انبساط
خوبصورت چہرہ پر حیا کی لالی
شان خودداری کا پرکیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے مدارج

دوسرا باب

انسانی زندگی کی سانجھ
موہنی صورت سے دشمنی
عورت کی معصومیت
عبرت عورت کی خواہش پوری کرنے کی
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کوک شاستر کی چار عورتیں
تحفہ کتابوں کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا دست اعانت
عورت کی متضاد فطرت
عورت کے قدموں پر عزت کا تاج
عورت دنیا کی بدترین دوزخ ہے
صنعتی معلومات کی ضرورت
عورت کو فارہویں لائیکی گہائیں
جاذب توجہ دلکشی کا نمونہ عورت
جذبہ محبت کی بیداری
حسن و جمال کی آخری دلکشی
جب دو مرد ہنسی کے چلتے تو لگے
خلوت بربادی کا المناک منظر
کامیابی کے گلشن میں ناکامی
شان محبوبیت میں چار چاند
ایک شہور فلاسفر کا راز پنگاہ
سچی سنرہ اور جھوٹی سنرہ
قبل از وقت اخلاقی فشردگی
عورتوں کی پارلیمنٹ
خرمن محبت میں نئے شرارے
دامن فنائیت پر بے نما داغ
زخم دلوں کے لئے مرہم کا نوری
نظام فرفیش کا انحطاط
لڑکیوں کے لئے ورزش
ورزش کے لئے بہترین زمانہ
روزانہ غسل کی عادت
ہنر کی تنہا کی بے ثمری

تیسرا باب

مجسمہ دوشیزہ بت ستان شباب میں
عہد شباب کی تحریر کا رمان
منزل شباب میں خار سیاہ
حریم حسن سے چہرہ پر چھاپے
خارجی چیزوں سے لطف اندوزی
علامت انڈیلنی کا فرض
شیخ حسن کے فانوس
کامیاب زندگی

چوتھا باب

حرمت کشی ہوملت کا مقصد
اخلاق محبت و حظ نفسانی
عضو نسوانی سے نادواقفیت
جنس مخالف کی ہمہ آغوشی
محراب جمالی کی صفائی
صدف عصمت میں آب نیساں
اتحاد تناسلی کا ہمہ وقت
باغ دلبستگی کی گلچینی
مذموم عادات کا دفعیہ
محل محبت کی بجلکنی
نسوانی نزاکت کا سچا ہم سکہ
ذرا لفظ کا گراں بار نشانہ
بچوں کے لئے کھیل کود
مناظر فطرت کا پرکیف اثر
صحبت حیوانی کا اثر
زندگی کا نیا دور
سہرہ دوالی کی بار آوری
شاہراہ شباب کی نشیب و فراز
بادہ شباب کی مدہوشیاں
مصنوعی مہ پیکروں سے لطف اندوزی
خریدار جمال کی عزت
سسرال والوں کی محبت
کامیابی میں ناکامیاں
عہد شباب کا تلاطم
ساغر عمر ملت میں بادہ محبت
بر سرور بادہ بر جملت
پوشیدہ اعضائے جسم
منزل عیش کا پرکیف راستہ
ایوان عصمت سرمہ دندانہ
اعضائے نسوانی کا سرتاج
پیکر نازک کی مجبوریاں
حصار عصمت کی تسخیر

اس کتاب میں

اس قسم کے دس باب اس کتاب میں ہیں اور عورت کو لطف اندوزی کے ہزارہا وسائل موجود ہیں اس کے علاوہ نسوانی علاج جو کہ بڑی پرکوشش و پرہمہ کنڈول چیز بیماہونے کے سامان غرض کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس میں مرد عورت کی لطف اندوزی تشنہ رہجائے۔

ضخامت ۲۰۰ صفحات تصاویر ۱۶
قیمت صرف دو روپے
حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شباب جاودانی کی جستجو

ہو تو لذت شباب کا مطالعہ کیجئے جو عراقی اور عربی کی کوک شاستر ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو مرد و زن تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے ناقابل کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح وضعداراں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر غریب ہے تو مرد اگر وہ سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے حلال اک متلاشی شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے ماہرانان بنگال اودھ اور رام پور کے دربار کی طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدری جڑی بوٹیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرکے پرکھا ہے اور شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب لہاوداں کا راز پوشیدہ ہے صفحات تو ڈیڑھ سو صفحہ اٹھہ بہترین ہلاک کی تصویریں اور قیمت ایک روپیہ فہرست مضامین حسب ذیل ہے :-

لذت شباب پر ایک نظر
شباب کی قدر و قیمت
کشت شباب کی پامالی
خرمن شباب پر برق خاطف
میری ناچیز کوششیں
لذت شباب کے خصوصیت
لذت شباب اور صنفی مباشرت
باغ موصلات کی عطر بیز کلیاں
دربار مرشد آباد کے نغمے
مشاہیر کی نادر قلمی بیاضیں
آرعیش کی استواری
حرم عصمت کی نگہداشت
نخل ناز کے پرکیف انجیر
چشم سحر طراز کی سرمہ سیاں
اسباب عیش کی فراہمی
نکایات شوق
میری ولی تمنا

پہلا باب

عرصہ شباب کی رہ نوردی
عہد شباب کی تعریف
جادہ شوق کی خلش
نفسیاتی جذبات کی بیداری
صنف نازک کے جذبات
عہد شباب کی علامتیں
زعمر لڑکیوں سے موصلت
انیس تنگی کی جستجو
شادی کا زمانہ
شادی کا مقصد
قصر شباب کا بنیادی پتھر

دوسرا باب

بجھ خورشید کی نغمہ آفرینی
جرمن مذہر جنگ کا عائقانہ
برطانوی ڈاکٹر مگا کی امریکہ
طبیب ان کی عشرت کدہ
بجلی کی پہلی درسگاہ
قید خانوں میں امرد پرستی
کارخانوں میں جنسی عورتیں

پانچواں باب

سنان شباب کی آب بینی
انشاپردازی کے چین کی دکان
امریکن مگر کچھ بیٹا کا درد عشق
سرجن صاحب کی نئی سرجری
یادداشت عمل

چھٹا باب

جذبات نسوانی میں ارتقاء
مگر متاثرین اور عورتوں کو موصلت
عورتوں کی شادی عورتوں سے
عورت مرد کے جامہ میں
روسی خاتون کی داستان عبرت
امریکن خاتون کی بیستیاں
مصنوعی مال کی ساخت
خاتون پروفیسر کی زن پرستی

ساتواں باب

گناہوں کی بارہ قسمیں
اعضائے تناسل کی اہمیت
نخل شباب اور رہا قصوں میں
آلہ لذت کی بربادی
جوہر حیات کی بربادی
نسائیت کا سفینہ گرداب بلا میں
کتاب خانہ کی پوشیدہ تحریریں
غیر فطری موصلات
نوجوانوں کو انتباہ

آٹھواں باب

نور کامرانی کی جھلک
غیر فطری لغزشوں کا علاج
آمردوں کو بیا مسرت
آرعیش کی تقویت
سپاری پاک کا بہترین نسخہ
گم شدہ قوت کی بحالی
جوہر زندگانی کی اصلاح
دوائے نشاط افزا
آلہ سرور کے لئے اکسیر
کلید در حسن کی حفاظت
مایوس نوجوانوں کو تحفہ
ضاد قوت افزا
حیرت انگیز طلا
حرم جمالی کے نقائص
ساحقت کی بدعادات کا
استیصال مجون جمالیہ
کم خرچ بالانشین نسخہ
دولت شباب کی لوٹ
تقویت باہ کیلئے مفید چیزیں
بابوسی کے لئے طلسمی علاج

نواں باب

خلوت عیش کا جھلکتا ساغر
بلاکشان محبت کا جہانی تھا
جادہ وصال کی لذت
ارسطو اور جسیا کی موصلت
صنف لطیف اور خواہش لطف
گلوئے عرب کی ایک دلآویز
صنف لطیف اور قوت ضبط
عورت کی نفسانی خواہش کا
انحطاط

گیارہواں باب

ایوان حسن کی نگہداشت
ایوان حسن کی صفائی
جریدہ کشی موصلت کے بعد
رحم کی تقویت۔

بہترین قسم زجہ
محبوب انجن
نرگس بیمار
آشوب چشم کی قسمیں
نرگس بیمار کی شفایابی
طبیب سودائی کا نسخہ
کھوئی ماہر طب کا علاج
چشم سیاہ کی سفیدی
ناخنہ کا علاج

بارہواں باب

سفوف مقوی بصر
تقویت باہ کے نئے نسخے
نیم کے پھولوں کا سرمہ

چودھواں باب

لوازم شباب
رخسار صاعقہ ریز
نہالوں کا مخرب علاج
چہرہ کا رنگ لطریب
دردندان کی چمک
سوٹھوں سے خون
زلف پیچاں کی درازی
سفید بالوں کی سیاہی
قامت گرانڈیل رعنائیاں
فربہی کا علاج
جسم رعنا کی عطریت
خوشبودار گیسو پیشاں۔

تیرہواں باب

نرگس قتال اور تناسب قامت
نرگس خمدون اور کیفیت وصال
نرگس سرخ چشم کی حفاظت

موصلات کا بہترین وقت

اہل عرب اور آداب موصلت
موصلات کے ممنوع اوقات
رقی شاستر اور آداب موصلت
موصلت کیلئے بہترین حالت
حکائے ہند اور عورتوں کے
اقسام بارہ قسم کی عورتیں
صبر رعنا سے چیٹر چھاڑ
بیجا لن آفریں حرکات کا تدارک
موصلت کے مختلف طریقے

دسواں باب

بادہ وصال کی لذت
لذت وصال میں اضافہ

شیر کا فیصلہ

موصلت کے آسن
بادہ وصال کو دوآتشہ بنانے کا طریقہ
دواؤں کا ناگزیر استعمال
عیش نشاط کی مختصر گلکاریاں
بیجا بات لغزش میں پیچان
دریشش کامل کا علاج
مجون عشرت انگیز
آخری تاجدار اودھ کا مجرب
نسخہ شاہی فخنوں کی تیاری
مادہ تولید کے لئے اکسیر
عیش و مسرت کی گولیاں
عیش و سرور کی خرافاتی
گلاب کا جرکا پرکیف حلوہ
فقیری عطیہ
کوڑیوں میں اشرفیوں کا فائدہ
گری وصال میں غیر معمولی

ملنے کا پتہ :- حمیدیہ پریس دہلی - قیمت عمر

رسول کی دعائیں

اس کے طریقوں پر عمل کرنے سے دعا بہت جلد مقبول ہوگی انشاء اللہ دعا ہی ایک ایسی با برکت عبادت ہے کہ عاجز و بیکس بندہ اسکے وسیلے سے بارگاہ ایزدی میں شرف باریابی حاصل کر کے جو مراد مانگتا ہے وہ پاتا ہے لہذا ہم نے بڑی محنت اور زر کثیر صرف کر کے یہ دعاؤں کا مجموعہ طبع کیا ہے تاکہ ہمارے کم استطاعت اور کم علم والے بھائی اسے پڑھکر مرادیں پائیں اور اپنے دلی مقاصد میں کامیاب ہو کر ہمیں بھی دعاؤں میں یاد کر لیں۔ اس میں کلام مجید سے رسول کی دعائیں آثار نبوی صلعم آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب اعمال سے پر اثر وظائف لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک نہ ہوا ہو گا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالے نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج مطہرات اور مقدس بیٹیوں کو تلقین فرمائیں اور وہ بھی دعائیں ہیں جو اولیاء اللہ اور صلحاء امت نے اپنے مریدوں کو تلقین کیں خدا کی اپنے رسولوں کو تلقین کی ہوئی دعا حضور کے صحابہ کو پڑھائے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان دین کے خاص وظائف اپنے اندر اثر خوبیت نہ رکھیں، ان کی اثر ضرور و مقبول ہونا یقینی ہے اس کی خوبیاں تو دیکھنے ہی سے معلوم ہوں گی آپ کی رہنمائی کو مختصر فہرست لکھدی جاتی ہے:-

فضیلت دعا و ذکر۔ قرآن اور احادیث رسول سے خیمت۔ آداب دعا۔ آنحضرت کی دعائیں۔ عائشہ صدیقہ۔ فاطمۃ الزہراء۔ ابوبکر صدیق۔ بریدہ سلمی۔ قبیصہ رضہ ابودرداء۔ براہیم خلیل اللہ۔ عیسیٰ خضر۔ موسیٰ کرمی۔ عتبہ۔ آدم علی وغیرہم بزرگان دین کی دعائیں آیات و احادیث۔ عربی دعاؤں پر صحیح اعراب۔ مقابل عام فہم سلیس اردو ترجمہ۔ حکایات و تشریحات دلچسپ پیرایہ میں لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ تقطیع موزوں ضخامت ۱۲۸ صفحات

قیمت ۸

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے

دعائے مقبول

دنیا میں ایسا کوئی شخص نہ ہوگا جسکو اپنی فلاح و بہبودی کی تمنا نہ ہو اس لئے اللہ تعالے نے انسان کی بہبودی کے بہت سے اسباب پیدا کئے ہیں لیکن ان سب اسباب سے بڑھکر دعا ہے انسان جب مادی اسباب سے مایوس ہو جاتا ہے تو بالآخر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ دعاؤں میں بڑی طاقت ہے کیونکہ اللہ تعالے فضل مانگنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ائمہ کا قول ہے کہ فضل وہ چیز ہے جو مقدر سے علیحدہ اللہ تعالے اپنے بندوں کے لئے اپنے پاس رکھتا ہے اور جس کی تقدیر میں کبھی فلاح نہ ہو تو بھی اللہ پاک اس کو اپنے فضل سے فائز المرام کر دیتا ہے یونتو ہزارہا دعائیں ہیں جو انسان کو خدا کی بارگاہ میں مقبول بنا دیتی ہیں مگر

دعائے مقبول

ایک ایسی دعاؤں کا مجموعہ ہے جس کے بعد کسی اور دعا کی ضرورت نہیں رہتی اس میں سات روز کی الگ الگ دعائیں ہیں کوئی دن دعا سے خالی نہیں۔ ایک طرف عربی کی دعاؤں کی سات منزلیں ہیں اور ہر منزل ایک دن کے لئے مخصوص ہے۔ دوسری طرف مناجات اردو میں اور یہ بھی سات روز کے لئے اور ہر روز کی مناجات علیحدہ اس میں ادعیات کامل صبح و شام کے ادائے فرض اور تمام حاجات کے لئے دعائیں بھی ہیں جن کی تعداد ۴۰ ہے آخر میں دعائے حزب البحر مترجم ہے جو منہ اجازت نامہ کے درج ہے اس میں منزلی کی دعائیں بھی سات بقدر کی جدا جدا لکھی ہیں یہ سب ایک جگہ ہیں تقطیع چھوٹی سفر میں سات رکھنے یا ایسی چیز ہے کہ ہر اہلی کی تعداد میں ہاتھوں ہاتھ ہدیہ ہو گئی آپ سی جلد منگائیے دوبارہ چھپنے تک انتظار کرنا پڑے گا

قیمت ۱۲

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

خاموش تبلیغ

مصنفہ حضرت العلامہ مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جائیداد مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کر چکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکلکر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام حالات و واقعات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہوئی اس کتاب میں اصول تجارت مسند مسود مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی و غمی کے مراسم بنکوں کی سود کی حکمت انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی شستہ اردو اور روزمرہ کے بہترین محاورہ کی وجہ سے اس کتاب نے اتنی ہر دلعزیزی حاصل کر لی ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے حالات انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے یہ کتاب تو ذہبی (اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے ضخامت ۱۴۴ صفحات

قیمت صرف دس آنے

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس ۶۰

گھر کا مولوی

مناد اور واعظین کو بشارت

ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر قوموں سے اس معاملہ میں بہی پیچھے رہتے ہیں اور اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب خواہرزادہ صوفی شاہ رحیم الدین صاحب مرحوم دہلوی نے **آثار سعید** کتاب تالیف کی ہے جس کی اب دو جلد شائع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کی آسانی کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے کہ اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اُردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام امراض روحانی۔ حرص۔ حسد۔ حب دنیا۔ تکبر۔ جوا۔ چوری۔ تہمت۔ بدگمانی۔ بخل۔ طمع ظلم۔ غصہ۔ شہوانی زبان۔ زنا۔ لواطت وغیرہ۔ سود۔ سوال۔ ریا۔ شادی وغیرہ کے مواقع جنائے والے کا بیان۔ تمسک شراب۔ غیبت۔ فحش۔ فضول۔ کینہ۔ مزامیر۔ منافق۔ نفاق۔ توحہ خود پسندی۔ حق العباد وغیرہ کے ساتھ ہی اخلاق حمیدہ کی ترغیب احسان۔ اکل حلال۔ امانت۔ انکسار۔ ایمان۔ تسبیح۔ صلوٰۃ التسبیح۔ تواضع توبہ۔ توکل۔ تہجد۔ جمعہ۔ خوف۔ حج۔ فضائل ذی الحجہ و مسائل قربانی وغیرہ و ترغیب زیارت مدینہ منورہ۔ اسلام۔ ایمان۔ تاثیر قدمی۔ امر بالمعروف اعتقاد و استغفار۔ اخلاص۔ رجا۔ قضا فضائل درود شریف۔ درود اسم شریف واندار رجب۔ ربیع الاول۔ روزہ رمضان شریف۔ ذکر اذکار استخارہ اتفاق۔ پیشہ وریاں۔ سرکار دو عالم و پیشہ تجارت خلق نیک و بد۔ زہد۔ سخاوت۔ صبح چہا۔ بار و طریقہ سنت دعا کے آداب۔ شعبان کے ماہ کے فضائل و شب برات شکر۔ صبر۔ صراط مستقیم۔ صدق۔ فقہ۔ بخل۔ تجربی۔ حسب و درجہ۔ علم عمل۔ عدل۔ عبادت۔ فقہ و تفسیر فکر۔ قانع۔ قرض۔ حسنہ۔ کلمہ طیبہ اور پانچوں کلمے۔ کہانا کم کھانے کے فوائد۔ لڑکوں کی تربیت۔ محبت باری تعالیٰ شفقی۔ مراقبہ۔ نماز و نماز کے مسائل۔ وضو و مسواک کے فوائد۔ وقت ہوائیت۔ ہمدردی۔ وہمبستری کا طریقہ۔ یاری وغیرہ۔ غرضکہ ایک سو سات بیان ہیں جو آیات قرآن مجید و احادیث سے مزین ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا ہے۔ جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں۔ پہلی جلد کے صفحات ۱۸۰۔ تقطیع ۲۲ - ۲۹ کی اور ضخامت جلد دوم ۱۸۴ ہیں۔

قیمت ہر دو جلد ۱ روپے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر شخص بے چین ہے اور نہ اس کے درپے رہتا ہے کہ کس طرح میں اپنی آنکھوں سے یہ سب مشاہدہ کر لوں۔ دوسری اقوام سے کہہ بیٹھے کہ مرنے کے بعد وہی ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتلایا ہے اور مسلمان اس کا یقین کر لیں کہ جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے بتلایا ہے وہ عین الیقین ہے اس کے علاوہ صد ہا خاصان خدا نے اپنے مشاہدات دوسروں کو خواب میں بتائے ہیں یہ سب کتاب

حیات بعد الموت

میں مفصل درج کر دیئے ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستے سے ناواقف ہو جائے یہی نہ کتاب ہے جو صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے اگر آپ اپنے بالکل یقینی آئندہ منزل کے حالات معلوم کرنے چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا لیجئے یہ کتاب حضرت مولانا مولوی محمد عبدالوہاب صاحب فاضل دیوبند کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:- فلسفہ روح انسانی۔ دین و دنیا۔ جسم و روح۔ حقیقت روح انسانی روح الٰہی کا دخول۔ عہد میثاق۔ روح حیوانی۔ اور روح انسانی تناسخ و آواگون۔ حقیقت موت۔ عبادت۔ سکرات موت۔ تلقین۔ مومن ہے یا کافر جسم فانی ہے۔ روح کا انقطاع۔ حضرت آدم کی وفات۔ حضرت ادریس کی وفات۔ حضرت سلیمان کی وفات۔ رسول کریم کا وصال۔ ایمان و کفر۔ نیک روحیں۔ ملک الموت اور مومن۔ علیین۔ ابرار و مقربین۔ مہر خاتم۔ بری روحیں۔ سجین۔ کفار کی ارواح۔ منافق سے سوال۔ مومن کی نیک روح۔ نیک عمل۔ عذاب و ثواب عالم برزخ۔ قبر کی عذاب و ثواب تجہیز و تکفین غسل میت غسل کا پانی۔ کفن میت کی تفصیل۔ نماز جنازہ مکمل۔ نماز جنازہ کی امامت۔ جنازہ کے ساتھ چلنا۔ دفن میت اور قبر۔ توبہ و استغفار درود و فاتحہ و ایصال ثواب تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان۔ زیارت قبور۔ تعزیت و تسلی۔ کھانا کھلانا۔ نجات اُخروی مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے۔

دوسرے حصہ میں ۳۲

اصحاب کرام و صوفیائے عظام اور اولیا کے رویائے صادقہ کے حال ہیں۔ جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے دوستوں کو عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں جس سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور ان ان اس زندگی کی نیکیوں کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے یہ وہ کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر ان ان کے لئے نہایت ضروری ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے اپنے پیش رو اعزہ کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہم ان کی کیونکر مدد کر سکتے ہیں۔

قیمت ہر دو حصہ ۱۲/

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی۔

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ○ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

پس نہ سکیں گے پھیر دینا اس کا اور نہ وہ ڈھیل دیے جاویں گے ف اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا تھا

پھیرنا اس کے بنانے کی ان کو قدرت ہوگی اور نہ ان کو مہلت دی جاوے گی اور آپ سے پہلے جو

بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ

پیغمبروں کے پہلے تجھ سے پس گھیر لیا ان لوگوں کو کہ ٹھٹھا کرتے تھے ان پر اس چیز کے کہ تھے ساتھ اس

ساتھ ہو ٹھٹھا کرتے تھے پیغمبر جو کہ ان کے ساتھ بھی ڈھکیلا گیا تھا سو جن لوگوں نے ان سے ٹھٹھا کیا تھا ان پر وہ عذاب واقع ہوگیا جس کے

يَسْتَهْزِئُونَ ○ قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ

اس کے ٹھٹھا کرتے ہیں کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات اور دن میں رحمن کے عذاب سے تمہاری حفاظت کرتا ہو

ساتھ وہ استہزا کرتے ہیں (البتہ بھی ان سے کہو تم) کہ وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں رحمن کے عذاب سے تمہاری حفاظت کرتا ہو

بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ○ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن

بلکہ وہ یاد پروردگار اپنی سے منہ پھیرنے والے ہیں ف کیا واسطے ان کے معبود ہیں کہ منع کرتے ہیں ان کو وہ سے

بلکہ وہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے روگردان (ہی) ہیں کیا انکے پاس ہمارے سوا اور اپنے معبود ہیں کہ (عذاب) نزکورسے

یہی ہے وہ قرآن شریف جو چھپنے سے پہلے ہزاروں ہدیہ ہوگیا، اب جب چھپکر طیار ہوا تو

سُبْحَانَ اللّٰہ کیونکر، اس قدر محنت کوئی نہیں کرسکتا جتنی اس کی طباعت میں ہوئی ہے ایک کاغذ ہی اگر خراب ہوا اور نورا روی کیا گیا،

نمونہ سے قرآن شریف بہت اعلےٰ ہے کیونکہ نہ دیسی کتابت ہوسکی اور نہ دیسی چھپائی اور نہ دیسی خانا، کاغذ البتہ قریب قریب ویسا ہی ہے، چرخاب ایک نہیں ہزار در ہزار خوبیاں، اصل اندازہ تو پورے قرآن شریف کو ہی دیکھنے سے ہوسکتا ہے، ناپسند ہونے پر بلا نقصان واپس کردیجئے، جناب ناظمین کہ ایک قرآن شریف ہی منگا کر آپ خاموش ہوجاتے ہیں، آپ اگر قصد ہی کریں تب بھی آپ کسی کی تعریف کرنے پر مجبور نہ ہوجائیں گے، یہ ہی وہ قرآن شریف ہے جس کا صرف ایک صفحہ چھپنے پر ہزار ہا روپیہ کی بولی بولی گئی تھی،

یہ دو رجمہ والا خوشنما اعجاز بیان قرآن مع تفسیر وضح البیان مفسر علامہ عبدالماجد ناظم جمعیتہ علما دہلی

ترجمہ اول لفظی از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ ترجمہ دوم بامحاورہ مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہٗ

معہ مقدمہ حضرت خواجہ حسن نظامی قبلہ مدظلہ شیخ التبلیغ الاسلام

معہ خواص القرآن، برہان القرآن، آیات القرآن، فوائد القرآن، اعمال القرآن، رموز القرآن وفالنامہ قرآنی

کیا قرآن پاک ہے، دس ہزار ناظرین مولوی میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جس نے اپنا قرآن شریف لیتے ہدیہ والہ دیکھا ہو، خط کی پاکیزگی، الفاظ کی شستہ حروفوں کی موزونی، کاغذ کی نفاست جیسی صفائی بصحت اعلیٰ درجہ کی قابل دید ہے، یہ فی الحقیقت عدم النظیر قرآن شریف ہے، دو نو ترجمے جس قدر مستند ہوسکتے ہیں وہ تو انہیں میں ہیں، لیکن اس میں مولانا فرنچلی ممالک کا رجحان نظر ثانی نہ رہ ہے اور مولانا کی سند بھی اس قرآن شریف میں موجود ہے **تفسیر** کے لیے اول تو علامہ آلوسی کا نام ہی کافی ضمانت ہے، لیکن جن تفسیروں سے ماخذ ہے ان کے چند نام یہ ہیں ابن کثیر، خازن، جلالین، کبیر، ابن جریر، مدارک، موضح البیان، ابن ابی حاتم، مسند بزار، مسند امام احمد، فتح البیان، محاسک، مستدرک حاکم، بیان القرآن، یہ تمام تفسیریں حوالہ جات کے لیے پیش نظر رہیں جتنی محنت اس تفسیر پر ہوئی وہی اس کی مستحق ہے کہ بکثرت پیمیں دی جائے **فصحت** میں، اضافی کوشش کو ہتنا دخل ہے وہ سب اس میں کی گئی ہے اور خدا کے فضل سے ایک ایک حرف کی ذمہ داری

مقدمہ القرآن کی خوبیوں کا اندازہ پڑھ کر ہی ہوسکتا ہے، پہلے حصہ میں مخالفین اسلام کے صدہا اعتراضات قرآن کے جوابات ہیں، اس مقدمہ کا پڑھنے والا کہیں مخالفین کی بے سروپا بیہودہ سرائی کے جواب دیتے میں نہیں چوکتا، اور تاریخ ثابت کی طرح تو ڈوبا ہے، دوسرا حصہ میں کوہ نشین عالم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیا اور صحف اور کتاب اللہ کی تفصیل مالات تیسرے حصہ میں بعثت رسول سے قبل اور مابعد کے حالات جزو کل، اور آنحضرت کی عمان پر وسوانح حیات معہ حالات خلفا راشدین، وترتیب قرآن شریف وغیرہ، چوتھے حصہ میں فضائل التعوذ فضائل بسم اللہ، تلاوت قرآن مجید کے فضائل، آداب، اور پھر اعمال، نقوش، اوراد، فالنامہ، خواص تاریخ، رموز سب چیزیں ہیں

ان تمام خوبیوں کے باوجود ھدیہ صرف چار روپے (لاعہ) محصول ڈاک عہ ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر صفحہ ھذا

ف ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ قیامت کے دن کی قیامت والے دن کفار کو معلوم ہوجائے گی، کفار یہ کیا کرتے ہیں کہ قیامت کب آئیگی تو اسے تمام ہی ان سے کہدیجئے کہ قیامت جب آئیگی تو تم کو اس جھٹلانے پن کا مزا جائے گا، ف اور وہ جھٹلانے معبود بنا رکھے ہیں کہ تو عذاب سے بچا لیں گے خود ان کا تو یہ حال ہے کہ کیا بچائیں گے خود ان کا تو یہ حال ہے ۱۲ سبحٰن کہ قرآن پر بہت بڑے تو آپ کی مدد کی قابل اور نہ کسی دوسرے کی مدد کر سکیں تو بیچارے معبود کیا ہوسکتے ہیں یا دوسرے جملہ کا یہ مطلب ہے کہ نہ وہ ہمارے عذاب سے محفوظ رکھ سکتے ہیں، ف اعراضوں، یعنی کافروں کو اس پر بھی عبرت حاصل نہیں ہوتی کہ ہم روز بروز اسلام کی ترقی اور

مولوی دہلی حسٹر ڈنمبر ۱۸۶۶ ذی قعدہ ۱۳۲۹ھ

بچوں سے دشمنی کرنیوالے

ماں باپ اگر دیکھنا چاہیں تو اُدھر دیکھیے

یوں تو کیا نادہ مخلص، لیکن پڑھانے کے لیے، سب سے کبھی وہ خیال قرآن شریف منگائیں گے تو اس قدر سستا، کمزور کاغذ خراب چھپائی والا کہ بچے کی نگاہ، دل، اور ذہن سب برباد ہو جاتے ہیں، اور سبق یاد نہیں ہوتا، اور آخر یاد ہو بھی تو کیونکر، اول تو چھپائی صاف نہیں دوسرے کاغذ کمزور اور اسی اگلی پر سیاہی آیا، اور کاغذ بھی بنا، اعراب دیکھنے تو کہیں کے کہیں ایک تو بچہ زبان، پھر تنہی سی جان کیونکر سمجھ کر پڑھے، غلط پڑھے تو سر زنش، مار، مار کر پڑھے تو دل بیٹھ،

مانا کہ غریب ماں باپ دام زیادہ نہیں خرچ کر سکتے، لیکن اگر انہیں اپنے بچوں کا خیال ہو تو سستا اور اچھا قرآن شریف تلاش تو کر سکتے ہیں۔ دیکھیے

حمیدیہ پریس دہلی سے قرآن شریف منگا لیجئے۔ وہاں بچوں کی ان سہولتوں کے لیے

خوب قرآن مجید

لکھا ہے جس کا قلم اس سے بھی زیادہ جلی ہے اور اس میں حسب ذیل دس خوبیاں ہیں

یہ قرآن شریف

۱ مدینی خاکی رنگ کے کاغذ پر چھپا ہوا ہے، جو دیسی مل کا تیار شدہ ہے، یہ کاغذ برسوں خراب نہیں ہوتا

۲ بہت جلی قلم کا لکھا ہوا ہے، بارہ سطری یا تیرہ سطری ہے، الفاظ حروف، اعراب الگ الگ ہیں

۳ اعراب کے لحاظ سے یہ قرآن شریف بہت ممتاز ہے کیونکہ تمام اعراب ٹھیک حروف پر ہیں

۴ صحیح اس قدر ہے، کہ بارہ خاص ماہر فن حضرات نے پڑھ کیا ہے، جو ہر اعراب کی غلطی بھی بتا سکتے ہیں

۵ بارہ سپاری ہے اور سب سے قدیم بارہ سپاری بھی کہلاتا ہے،

۶ ضخامت میں سستے قرآنوں سے تو بڑا ہے اور اس کے ۲۸ صفحات ہیں

۷ دہلی کے استاذ الاساتذہ ماہر فن عربی مولوی عبد الغنی صاحب کا لکھا ہوا ہے،

۸ یہ قرآن شریف دہلی ہے جس میں دہلی کا مختصر القرآن بہت بسیط اور مترجم ہے

۹ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے، کہ نشان وقف اور رکوع اور دوسری علامتیں کیوں ہیں

۱۰ یہ قرآن شریف جس مکتبہ میں داخل ہوا، پھر وہی منگایا گیا

الغرض یہ قرآن شریف ہدیہ لینے والے اور کثیر التعداد تقسیم کرنے والے بھی بھی قرآن شریف منگاتے ہیں کیونکہ اس کا کاغذ بہت مضبوط ہے اور ثواب جاریہ عرصہ تک ملتا ہے،

ہدیہ مجلد چرمی پونے دو روپے، مجلد پارچہ سوا روپیہ، خرچہ ڈاک فی جلد ۳ **حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی** سے منگائیے

جمعیتہ عالیہ علمائے ہند کی نگرانی

یں پٹنہ کے جلسہ میں ایک تجویز سستا اور صحیح قرآن شریف چھاپنے کی منظور ہوئی تھی وہ یہ ہے

میں بہت سستا اور صحیح خوشخط قرآن شریف

چھپ کر طیار ہوا، اور ہزاروں ہدیہ ہو گیا

یہ ویسا ہی صحیح قرآن شریف ہے جس کی ضرورت اتنی بڑی عالموں کی جماعت نے محسوس کی کہ سستے قرآن شریف صحیح نہیں چھپتے تھے، اس لیے اس قرآن شریف میں ایک غلطی نکالنے والے کو طابع کی طرف سے ایک اشرفی یا طلائی تمغہ دینے کا اعلان ہے، لیکن آج تک کوئی نہ لے سکا، اور اب تو اس کا نام ہی

طلائی تمغہ والا قرآن شریف

سفید ولایتی کاغذ

ہے، اور بہت ہی صاف اور روشن سیاہ ولایتی سیاہی کی چھپائی ہے

ہر پارہ کے دونو طرف اور ہر منزل پر خوشنما بیلیں ہیں

پورے قرآن شریف میں ۶۸ بیلیں بنائی گئی ہیں جن سے رونق دوبالا ہو گئی ہے

ابتدا میں علیحدہ مقدمۃ القرآن ہے

جس میں تلاوت قرآن شریف کے متعلق متفرق ہدایتیں ہیں، اور رموز و نکات کا جامع بیان ہے، ساتھ ہی تاریخ قرآن، مجمع ترتیب قرآن، اور رسول کریم کی سارے عمری ہے

اب یہی قرآن شریف تمام مکتبوں میں مقبول ہے

کیونکہ سب سے سستا قرآن شریف ہے

ہدیہ ایک جلد مجلد چرمی اعلیٰ نقرہ منقش ڈیڑھ روپیہ عہ
ایک جلد مجلد پارچہ نفیس ولایتی خوشنما ایک روپیہ عہ
دس جلد مجلد چرمی پندرہ روپے اس میں رعایت کی گنجائش نہیں
دس جلد مجلد پارچہ نو روپے ۲۵ جلد مجلد اکیس روپے اور سو جلد مجلد ۸۰ روپے

حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے منگائیے

چار لین

قرآن شریف ساڑھے چار جزے متر جم بہت جلی قلم ۱۱ سطری (۹۶۰ صفحے) والے اتفاق سے مل گئے ہیں، بڑا مضبوط بہت موٹا پیپر پر کاغذ ہے، اس کا ہدیہ جب یہ مارکیٹ میں موجود تھا تو ۱۲ تھا، مگر جب مولوی شاہ عبد القادر صاحب کا ہے، اب نصف قیمت میں ہدیہ ہو گا، اس لیے فی الفور منگالیں، ورنہ اس کے بعد یہ قرآن شریف کسی دام میں نہیں ملے گا ابتدائی ۴۰ فرمائش کی تعمیل ہو گی پھر جیسے حیرت ناحامل نہیں رہی اور صدہا فرمائش کی تعمیل نہیں ہوئی، وہی صورت ہو گی، اس لیے اشتہار دیکھتے ہی خط لکھیے

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ بہت مضبوط، فی جلد ڈاک فی روپیہ محصول ڈاک ایک روپیہ کل ۸ **حمیدیہ پریس دہلی** سے منگائیے

Printed & published by a Hamid Khan at the Mahboobul Matabe Delhi

۲۹۷۵۰۵ مولوی جلد ۱۰
۱۳۵۸
آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۵۳۹۵

۲۹۷۶۰۵
مولوی حافظ
۸۴ سنہ

